العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ
فتاوی رضویہ
۲۱
امام اہلسنت مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت
امام احمد رضا خان قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
رضا فاؤنڈیشن
لاہور، پاکستان

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

Contents

فتاوٰی رِضویّہ

مع تخریج وترجمہ عربی عبارات

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ

رضا فاؤنڈیشن

جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ لاہور نمبر ۸

پاکستان (۵۴۰۰۰)

مَنۡ یُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَیۡرًا یُّفَقِّهۡهُ فِی الدِّیۡنِ (الحدیث)

اَلۡعَطَایَا النَّبَوِیَّۃ فِی الۡفَتَاوی الرِّضۡوِیَّۃِ

مع تخریج وترجمہ عربی عبارات

جلد ۲۱

تحقیقات نادرہ پر مشتمل چودھویں صدی کا عظیم الشان فقہی انسائیکلوپیڈیا

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز

۱۲۷۲ھ ـــــــ ۱۳۴۰ھ

۱۸۵۶ء ـــــــ ۱۹۲۱ء

رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ، لاہور ۸، پاکستان (۵۴۰۰۰)

فون: ۷۶۵۷۳۱۴

نام کتاب ________ فتاوٰی رضویہ جلد ۲۱
تصنیف ________ شیخ الاسلام امام احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ
ترجمہ عربی عبارات ________ حافظ عبدالستار سعیدی، ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور
پیش لفظ ________ حافظ عبدالستار سعیدی، ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور
ترتیبِ فہرست ________ حافظ عبدالستار سعیدی، ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور
تخریج و تصحیح ________ مولانا نظیر احمد سعیدی، مولانا محمد اکرم اللہ بٹ
باہتمام و سرپرستی ________ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی ناظم اعلٰی تنظیم المدارس اہلسنّت، پاکستان
کتابت ________ محمد شریف گل، کڑیال کلاں (گوجرانوالا)
پیسٹنگ ________ مولانا محمد منشا تابش قصوری معلم شعبۂ فارسی جامعہ نظامیہ لاہور
صفحات ________ ٦٧٦
اشاعت ________ ربیع الاوّل ۱۴۲۳ھ / مئی ۲۰۰۲ء
مطبع ________
ناشر ________ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
قیمت ________

ملنے کے پتے

* مکتبہ اہلسنّت، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
* مکتبہ ضیائیہ، بوھڑ بازار، راولپنڈی
* ضیاء القرآن پبلیکیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور

اجمالی فہرست

فہرست رسائل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

الحمدللہ! اعلٰحضرت امام المسلمین مولانا الشاہ احمد رضاخاں بریلوی رحمہ اللہ علیہ کے خزاءن علمیہ اور ذخاءر فقہیہ کو جدید انداز میں عصر حاضر کے تقاضوں کے عین مطابق منظر عام پر لانے کے لہوئے دارالعلوم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں رضافاؤنڈیشن کے نام سے جو ادارہ ماہ مارچ ۱۹۸۸ء میں قاءم ہوا تھا وہ انتہائی کامیابی اور برق رفتاری سے مجوزہ منصوبہ کے ارتقائی مراحل کو طے کرتے ہوہوئے اپنے ہدف کی طرف بڑھ رہاہے۔ اب تک یہ ادارہ امام احمد رضا کی متعدد تصانیف شائع کرچکاہے مگر اس ادارے کا عظیم ترین کارنامہ العطایہ النبویہ فی الفتاوی الرضویہ المعروف بہ فتاوٰی رضویہ کی تخریج وترجمہ کے ساتھ عمدہ وخوبصورت انداز میں اشاعت ہے۔ فتاوٰی مذکورہ کی اشاعت کاآغاز شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ /مارچ ۱۹۹۰ء میں ہوا تھا اور بفضلہٖ تعالٰی جل مجدہ وبعنایت رسولہ الکریم تقریبًا بارہ "۱۲"سال کے مختصر عرصہ میں اکیسویں "۲۱" جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس سے قبل کتاب الطہارت کتاب الصلوٰۃ کتاب الجنائز کتاب الزکوٰۃ کتاب الصوم کتاب الحج کتاب النکاح کتاب الطلاق کتاب الایمان کتاب الحدود والتعزیر کتاب السیر کتاب الشرکۃ کتاب الوقف کتاب البیوع کتاب الحوالہ کتاب الشہادۃ کتاب القضاء والدعاوی کتاب الوکالہ کتاب الاقرار کتاب الصلح کتاب المضاربہ کتاب الامانات کتاب العاریہ کتاب الھبہ کتاب الاجارہ کتاب الاکراہ کتاب الحجر کتاب الغصب کتاب الشفعہ کتاب القسمہ کتاب المزارعہ کتاب الصید کتاب الذباءح اور کتاب الاضحیہ پر مشتمل بیس جلدیں شائع ہوچکی ہیں جن کی تفصیل سنین مشمولات مجموعی صفحات اور ان میں شامل رسائل کی تعداد کے اعتبار سے حسب ذیل ہے:

جلد	عنوان	جواباتِ اسئلہ	تعدادِ رسائل	سنینِ اشاعت	صفحات
۱	کتاب الطہارۃ	۲۲	۱۱	شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ ____ مارچ ۱۹۹۰ء	۸۳۸
۲	کتاب الطہارۃ	۳۳	۷	ربیع الثانی ۱۴۱۲ ____ نومبر ۱۹۹۱ء	۷۱۰
۳	کتاب الطہارۃ	۵۹	۶	شعبان المعظم ۱۴۱۲ ____ فروری ۱۹۹۲	۷۵۶
۴	کتاب الطہارۃ	۱۳۲	۵	رجب المرجب ۱۴۱۳ ____ جنوری ۱۹۹۳	۷۶۰
۵	کتاب الصّلوٰۃ	۱۴۰	۶	ربیع الاوّل ۱۴۱۴ ____ ستمبر ۱۹۹۳	۶۹۲
۶	کتاب الصّلوٰۃ	۴۵۷	۴	ربیع الاوّل ۱۴۱۵ ____ اگست ۱۹۹۴	۷۳۶
۷	کتاب الصّلوٰۃ	۲۶۹	۷	رجب المرجب ۱۴۱۵ ____ دسمبر ۱۹۹۴	۷۲۰
۸	کتاب الصّلوٰۃ	۳۳۷	۶	محرم الحرام ۱۴۱۶ ____ جون ۱۹۹۵	۶۶۴
۹	کتاب الجنائز	۲۷۳	۱۳	ذیقعدہ ۱۴۱۶ ____ اپریل ۱۹۹۶	۹۴۶
۱۰	کتاب زکوٰۃ، صوم، حج	۳۱۶	۱۶	ربیع الاوّل ۱۴۱۷ ____ اگست ۱۹۹۶	۸۳۲
۱۱	کتاب النکاح	۴۵۹	۶	محرم الحرام ۱۴۱۸ ____ مئی ۱۹۹۷	۷۳۶
۱۲	کتاب نکاح، طلاق	۳۲۸	۳	رجب المرجب ۱۴۱۸ ____ نومبر ۱۹۹۷	۶۸۸
۱۳	کتاب طلاق، ایمان اور حدود و تعزیر	۲۹۳	۲	ذیقعدہ ۱۴۱۸ ____ مارچ ۱۹۹۸	۶۸۸
۱۴	کتاب السیر (ا)	۳۳۹	۷	جمادی الاخریٰ ۱۴۱۹ ____ ستمبر ۱۹۹۸	۷۱۲
۱۵	کتاب السیر (ب)	۸۱	۱۵	محرم الحرام ۱۴۲۰ ____ اپریل ۱۹۹۹	۷۴۴
۱۶	کتاب الشرکۃ، کتاب الوقف	۴۳۲	۳	جمادی الاولیٰ ۱۴۲۰ ____ ستمبر ۱۹۹۹	۶۳۲
۱۷	کتاب البیوع، کتاب الحوالہ، کتاب الکفالہ	۱۵۳	۲	ذیقعد ۱۴۲۰ ____ فروری ۲۰۰۰	۷۲۶
۱۸	کتاب الشہادۃ، کتاب القضاء و الدعاوی	۱۵۲	۲	ربیع الثانی ۱۴۲۱ ____ جولائی ۲۰۰۰	۷۴۰
۱۹	کتاب الوکالۃ، کتاب الاقرار، کتاب الصلح، کتاب المضاربۃ، کتاب الامانات، کتاب العاریۃ، کتاب الھبہ، کتاب الاجارۃ، کتاب الاکراہ، کتاب الحجر، کتاب الغصب	۲۹۶	۳	ذیقعدہ ۱۴۲۱ فروری ۲۰۰۱	۶۹۲

۲۰	کتاب الشفعہ، کتاب القسمہ، کتاب المزارعہ، کتاب الصید والذبائح، کتاب الاضحیہ	۳۳۴	۳	صفر المظفر ۱۴۲۲ مئی ۲۰۰۱	۶۳۲

اکیسویں جلد:

فتاوٰی رضویہ قدیم کی پہلی آٹھ جلدوں کے ابواب کی ترتیب وہی ہے جو معروف ومتداول کتب فقہ و فتاوٰی میں مذکور ہے۔ رضافاؤنڈیشن کی طرف سے اب تک شائع ہونے والی بیس جلدوں میں اسی ترتیب کو ملحوظ رکھا گیاہے مگر فتاوٰی رضویہ قدیم کی بقیہ چار مطبوعہ جلدوں (جلد نہم، دہم، یازدہم، دوازدہم) کی ترتیب ابواب فقہ سے عدم مطابقت کی وجہ سے محل نظر ہے۔ چنانچہ ادارہ ہذاکے سرپرست اعلٰی محسن اہلسنت مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مولٰنا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی صاحب اور دیگر اکابر علماء ومشائخ سے استشارہ واستفسار کے بعد اراکین ادارہ نے فیصلہ کیا کہ آئندہ شائع ہونے والی جلدوں میں فتاوٰی رضویہ کی قدیم جلدوں کی ترتیب کے بجائے ابواب فقہ کی معروف ترتیب کو بنیاد بنایا جاہوئے۔ عام طور پر فقہ وفتاوٰی کی قدیم جلدوں کی ترتیب کے بجاہوئے ابواب فقہ کی معروف ترتیب کو بنیاد بنایا جائے۔ عام طور پر فقہ وفتاوٰی کی کتب میں کتاب الاضحیہ کے بعد کتاب الحظر و الاباحۃ کا عنوان ذکر کیا جاتا ہے، اور ہمارے ادارے سے شائع شدہ بیسویں [۲۰] جلد کا اختتام چونکہ کتاب الاضحیہ پر ہوا للذا اب اکیسویں [۲۱] جلد میں مسائل حظر واباحت کی اشاعت کا آغاز کیا جارہاہے۔ اس سلسلہ میں ہم بحر العلوم حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالمنان صاحب اعظمی دامت برکاتہم العالیہ کی تحقیق انیق کو انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے اس سے بھرپور استفادہ اور رہنمائی حاصل کررہے ہیں۔

یاد رہے کہ فتاوٰی رضویہ قدیم میں کتاب الحظر والاباحۃ کے عنوان پر مشتمل جلد جس کو مکتبہ رضا ایوان عرفان بیسلپور نے جلد دہم اور رضا اکیڈمی بمبئی نے جلد نہم کے نام سے شائع کیا ہے وہ غیر مرتّب وغیر مبوّب ہے اس میں شامل بعض رسائل کی ابتداوانتہا ممتاز نہیں۔ کچھ رسائل بے نام شامل ہیں جبکہ بعض رسالوں کے مندرجات یکجا ہونے کی بجائے متفرق ومنتشر طور پر مذکور ہیں، اس جلد میں شامل دونوں حصوں کے عنوانات ومسائل ایک جیسے ہونے کے باوجود دونوں کی فہرست یکجا نہیں کی گئی للذا اس کی ترتیب وتبویب خاصا مشکل اور دقّت طلب معاملہ تھا۔ راقم نے متوکّلًا علی اللہ اس پر کام شروع کیا تو اللہ تعالٰی کے فضل وکرم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر عنایت اور اعلٰحضرت علیہ الرحمۃ کے روحانی تصرف وکرامت کے صدقے میں توقع سے بھی کم وقت میں یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا الحمدللہ علٰی ذالك۔

کتاب الحظر والاباحۃ کی ترتیب جدید میں ہم نے جن امور کو بطور خاص ملحوظ رکھاہے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) حظر واباحت سے متعلق فتاوٰی رضویہ قدیم کے دونوں مطبوعہ حصوں کی (استفتاء میں مذکور)

مسائل کے اعتبار سے یکجا تبویب کر دی ہے۔

(ب) ایک ہی استفتاء میں مختلف ابواب سے متعلق مسائل مذکور ہونے کی صورت میں ہر مسئلہ کو مستفتی کے نام سمیت متعلقہ باب کے تحت درج کیا ہے۔

(ج) فتاوٰی رضویہ قدیم کی کتاب الحظر والاباحۃ میں شامل رسائل کو ان کے عنوانات کے مطابق متعلقہ ابواب کے تحت داخل کر دیا ہے۔

(د) رسائل کی ابتداء وانتہا کو ممتاز کیا ہے۔

(ھ) بے نام رسائل کے ناموں کو ظاہر کیا ہے۔

(و) جن رسائل کے مندرجات ومشمولات یکجانہ تھے ان کو اکٹھا کر دیا ہے۔

(ز) حظروا باحت سے متعلقہ بعض رسائل اعلٰحضرت علیہ الرحمۃ جو فتاوٰی رضویہ قدیم میں شامل نہ ہوسکے تھے ان کو بھی مناسب جگہ پر شامل اشاعت کر دیا ہے۔

(ح) تبویب جدید کے بعد موجودہ ترتیب، سابق ترتیب سے بالکل مختلف ہو گئی ہے لہٰذا پوری کتاب کی مکمل فہرست موجودہ ابواب کے مطابق نئے سرے سے تیار کرنا پڑی۔

(ط) جلد ہذا میں شامل تمام رسائل کے مندرجات کی مفصل فہرست مرتب کی گئی۔

(ی) اعلٰحضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ بعض مقامات پر گفتگو کرتے ہوئے اپنے تبحر علمی کے پیش نظر ایسے مسائل بھی زیر بحث لے آتے ہیں جو متعلقہ ابواب میں سے کسی کے تحت مندرج نہیں ہوسکتے ایسے مسائل کے لئے مفصل فہرست کے بعد ہم نے ضمنی مسائل کے عنوان سے الگ فہرست مرتب کی ہے۔

کتاب الحظروالاباحۃ کے مترجم

سوائے ان رسائل کے جن کو اب فتاوٰی میں نئے سرے سے شامل کیا گیا ہے پوری "کتاب الحظروالاباحۃ" کی عربی اور فارسی عبارات کا مکمل ترجمہ جامع منقول ومعقول، فاضل جلیل، محقق شہیر، مصنف کتب کثیرہ، فخر المدرسین حضرت مولانا علامہ مفتی قاضی محمد سیف الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے کیا ہے جو استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا قاضی محمد عبد السبحان بن مولٰنا مظہر جمیل بن مولانا مفتی محمد غوث (کھلابٹ، ہزارہ) کے صاحبزادے اور استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولٰینا محمد خلیل صاحب محدّثِ ہزاروی کے نواسے ہیں۔ آپ نے تمام درسیات اپنے والد گرامی سے پڑھیں، فارغ التحصیل ہوتے ہی درس وتدریس سے وابستہ ہوگئے اور سالہاسال آپ نے اہلسنّت کے معروف ادارے جامعہ رحمانیہ ہری پور میں بطور شیخ الحدیث تدریسی فرائض سرانجام دیئے، آپ کے آباؤ اجداد نے

ڈنکے کی چوٹ پر احقاق حق اور ابطال باطل کا فریضہ سرانجام دیا، چنانچہ آپ کے والد گرامی حضرت مولانا قاضی محمد عبدالسبحان صاحب اور برادر اکبر حضرت مولانا قاضی غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ تعالٰی علیہما کی متعدد درسی وغیر درسی تصانیف ارباب علم میں معروف ہیں، مناظرہ وردِّبدمذہباں خصوصًا ردِّ وہابیہ میں ان بزرگوں کی خدمات کو اہل سنت وجماعت میں انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

اکیسویں جلد

یہ جلد "کتاب الحظر والاباحۃ" کا پہلا حصہ ہے جو ۲۹۱ سوالوں کے جوابات اور مجموعی طور پر ۶۷۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس جلد میں بنیادی طور پر جن چار ابواب سے متعلق مسائل کو زیر بحث لایا گیا ہے وہ یہ ہیں:

(۱) اعتقادیات وسیر (۲) تصوّف وطریقت

(۳) آثار مقدسہ سے تبرک وتوسل (۴) شُرب وطعام

علاوہ ازیں دیگر کئی ایک ابواب کے مسائل کثیرہ پر ضمنًا گفتگو واقع ہوئی لہذا راقم الحروف نے مسائل ورسائل کی مفصل فہرست کے علاوہ مسائل ضمنیہ کی الگ فہرست بھی قارئین کی سہولت کے لئے تیار کردی ہے، نیز اس جلد میں شامل چار مستقل ابواب کے مسائل اگر کہیں ایک دوسرے کے تحت ضمنًا مندرج تھے تو ان کی فہرست ہم نے متعلقہ باب کی مفصل فہرست کے آخر میں بطور ضمیمہ ذکر کردی ہے تاکہ ان مسائل کی تلاش میں دقت وابہام پیدا نہ ہو۔

انتہائی وقیع اور گرانقدر تحقیقات وتدقیقات پر مشتمل مندرجہ ذیل نو ۹ رسائل بھی اسی جلد کی زینت ہیں:

(۱) جلی النص فی اماکن الرخص (۱۳۳۷ھ)

اس بات کا بیان کہ بعض اوقات بعض ممنوعات میں رخصت ملتی ہے۔

(۲) الرمز المرصّف علی سؤال مولٰینا السید آصف (۱۳۳۹ھ)

کفار سے معاملات، احکام مرتدہ اور ایک اشتہار (اسلامی پیام) کے بعض مندرجات سے متعلق مولانا سیّد آصف علیہ الرحمۃ کے سوالات کا مفصّل ومدلّل جواب۔

(۳) شفاء الوالہ فی صور الحبیب ومزارہ ونعالہ (۱۳۱۵ھ)

قدم شریف اور مقامات مقدسہ کے نقشے بنانا جائز جبکہ جاندار خصوصًا اولیاء کرام کی تصویریں بنانا ناجائز وگناہ ہیں۔

(۴) برکات الامداد لاھل الاستمداد (۱۳۱۱ھ)

محبوبانِ خدا سے مدد طلب کرنے کا ثبوت قرآن و حدیث کی روشنی میں۔

(۵) بدر الانوار فی آداب الآثار (۱۳۲۶ھ)

بزرگانِ دین کے آثار و تبرکات کی تعظیم اور اُن کی زیارت پر معاوضہ کا بیان۔

(۶) فقه شهنشاه وانّ القلوب بید المحبوب بعطاء الله (۱۳۲۶ھ)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شہنشاہ کہنا جائز ہے نیز اس بات کا ثبوت کہ محبوبانِ خدا کو بعطاءِ الٰہی دلوں کا مالک کہنا درست ہے۔

(۷) نقاء السّلافة فی احکام البیعة والخلافة (۱۳۱۹ھ)

بیعت و خلافت اور سجادہ نشینی کے احکام کا بیان۔

(۸) مقال العرفاء باعزاز شرعٍ وعلماء (۱۳۲۷ھ)

علم و علماءِ شریعت کی فضیلت کا بیان اور شریعت و طریقت کے بارے میں ایک شخص کے دس اقوالِ شنیعہ کا رَدِّ بلیغ۔

(۹) الیاقوتة الواسطة فی قلب عقد الرابطة (۱۳۰۹ھ)

تصورِ شیخ اور شغلِ برزخ کے اثبات پر دلائل و براہین۔

ان میں سے مقدم الذکر تین رسالے پہلے سے فتاوٰی رضویہ قدیم کی کتاب الحظر والاباحۃ میں شامل تھے جبکہ باقی چھ رسائل اب شامل کئے گئے ہیں۔ رسالہ نقاء السلافہ مطبوعہ ڈسکہ کے ساتھ ایک مسئلہ منسک تھا جو فتاوٰی افریقہ سے ماخوذ ہے اس کو بھی اس جلد میں شامل کردیا گیا جو پیشِ نظر جلد کے صفحہ ۴۹۶ پر مسئلہ نمبر ۱۸۵ کے عنوان سے مذکور ہے۔

ربیع الاوّل ۱۴۲۳ھ — حافظ محمد عبدالستار سعیدی

مئی ۲۰۰۲ — ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

فہرست مضامین مفصّل

خیالات بدمذہبی کے اظہار پر امیر المومنین فاروق اعظم نے ایک شخص کو سخت سزا دی اور اس سے قطع تعلق کا حکم دیا تاوقتیکہ وہ ٹھیک ہوگیا۔	۱۴۶	جو یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت مرتضٰی رضی اللہ عنہ کے برابر کوئی صحابی نہیں وہ اہلسنّت سے خارج ہے۔	۱۵۲
فاسق کی گواہی تائب ہو کر بھی قبول نہیں جب تک کچھ مدت گزر نہ جائے۔	۱۴۹	تفضیلیہ فرقہ رافضیوں کا چھوٹا بھائی ہے۔	۱۵۲
بعد از توبہ کیسے کاذب کی گواہی مقبول اور کیسے کی نامقبول ہے۔	۱۴۹	ماں کے رافضی ہونے سے سنّی بیٹے پر کچھ الزام نہیں۔	۱۵۲
غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو صحابہ کرام سے افضل کہنا گمراہی ہے اور بعطائے الٰہی ان کو مالک نفع وضرر کہنے میں حرج نہیں۔	۱۵۰	بھنگی کے گھر کھانے پر فاتحہ وایصال ثواب کرنے والے اور کھانے والے کا کیا حکم ہے۔	۱۵۳
کسی کو مالک نفع وضرر کہنا کب جائز اور کب کفر ہے۔	۱۵۰	کافر کی کوئی نیاز و عمل مقبول نہیں۔	۱۵۳
مجلس میلاد مبارک اور گیارہویں شریف میں دو حیثیتیں ہیں ایک خصوص فعل اور دوسری مقصد ومنشا۔ بحیثیت اول یہ جزء ایمان نہیں جبکہ بحیثیت ثانی داخل ایمان ہے۔	۱۵۰	کفار کے کھانے پر فاتحہ دلانے والے اور ثواب کا اعتقاد رکھنے والے پر توبہ فرض ہے بلکہ اس کو تجدید اسلام وتجدید نکاح چاہیے ورنہ مسلمان اس سے قطع تعلق کریں۔	۱۵۳
مسئلہ پر قرآن وحدیث سے دلیل۔	۱۵۱	شادی کے موقع پر تاشہ بجانے کے بارے میں استفتاء۔	۱۵۴
چار سوالات پر مشتمل ایک استفتاء۔	۱۵۱	کیسی دف شادی کے موقع پر بجانے کی اجازت ہے۔	۱۵۴
کلمہ حمد سے استہزاء کرنے والا تجدید اسلام وتجدید نکاح کرے۔	۱۵۱	مروج ڈھول تاشے بجانا جائز نہیں۔	۱۵۴
رافضیوں سے میل جول حرام، اس کا مرتکب فاسق، مسلمان اس سے مقاطعہ کریں۔	۱۵۲	ناجائز بات سے اگر کوئی کافر یا بدمذہب منع کرے تو اس کو جائز نہیں کہا جاسکتا۔	۱۵۴
سود خور سے محبت بلامجبوری منع ہے۔	۱۵۲	سنی مسلمانوں کو دین پر کیسا اعتقاد چاہیے۔	۱۵۴
سود کھانے والے، کھلانے والے اور لکھنے والے اور اس پر گواہی دینے والے پر اللہ تعالٰی کی لعنت۔	۱۵۲	سود، جوا اور زناء حرام اور ان کا مرتکب مستحق نار وغضب جبار ہے۔	۱۵۴

فہرست ضمنی مسائل

منبع ودریااور شریعت وطریقت میں کئی وجوہ سے فرق ہے۔	۵۲۵	انسان اور چوپائے میں علم ہی کا فرق ہے۔	۵۳۴
ابلیس فانوسِ شریعت کو بجھانے کے لئے کئی حیلوں اور رہبانوں سے بندے کو دھوکا دیتا ہے۔	۵۲۶	اولیاء طریقت مجتہدین شریعت کے مانند ہوتے ہیں۔	۵۷۵
خلیفہ ووارث میں فرق ہے آدمی کی تمام اولاد اس کی وارث ہے مگر جانشین ہونے کی لیاقت ہر ایک میں نہیں۔	۵۳۲		

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الحظروالاباحۃ

(ممنوع اور مباح کاموں کا تفصیل بیان)

اعتقادات وسیر

ایمان، کفر، شرک، تقدیر، ردت، ہجرت، سنیت، گناہ، توبہ وغیرہا سے متعلق مسائل

مسئلہ ۱: ۱۹رجب ۱۳۰۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک برات میں کچھ لوگ جمع تھے، ان میں ایک جذامی تھا، لوگوں نے اس کے ساتھ کھانا پسند نہ کیا۔ ایک شخص مصر ہوا، جب بحث بڑھی تو براتیوں نے اس سے کہا واسطے خدا اور رسول مقبول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اس وقت اسے علیحدہ کردو اور صاحب مکان کا کھانا خراب نہ کرو۔ وہ بولا ہم خدا ار رسول کو نہیں جانتے۔ اس وقت سب نے کہا یہ شخص کلمہ کفر بولا جذامی کے ساتھ اسے بھی الگ کردیا اور اپنے جلسہ سے نکال دیا چند شخص اور بھی اس کے شریک ہو کر چلے گئے اس صورت میں اس شخص اور اس کے شریکوں کے لئے کیا حکم ہے؟ **بینوا توجروا** (بیان فرماؤ تاکہ اجر پاؤ)

الجواب:

ہر چند جذامی کے ساتھ کھانا جائز ہے بلکہ خود حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مجذوم کو اپنے ساتھ کھلایا اور فرمایا:

کل معی بسم اللہ ثقۃ باللہ وتوکلا علی اللہ۔ رواہ	میرے ساتھ ہو کر اللہ تعالٰی کا نام لے کر کھائے اللہ تعالٰی پر اعتماد اور اس پر بھروسا رکھتے ہوئے

ابوداؤد والترمذی[1] وابن ماجه بسند حسن وابن حبان والحاکم وصححاه۔	ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے اچھی سند کے ساتھ اسے روایت کیا ہے۔ ابن حبان اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ (ت)

یہاں تک کہ اگر بقصد تواضع وتوکل واتباع ہو تو ثواب پائے گا۔

اخرج الطحطاوی عن ابی ذر رضی اللہ تعالٰی عنه عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم کل مع صاحب البلاء تواضعالربك وایمانا[2]۔	امام طحطاوی نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تخریج فرمائی کہ صاحب مصیبت کے ساتھ کھاؤ اپنے پروردگار کے لئے عجز وانکساری کرتے ہوئے اور اس پر یقین رکھتے ہوئے (ت)

مگر خواہی نخواہی اس کے ساتھ کھانا ضرور بھی نہیں بلکہ جس کی نظر اسباب پر مقتصر ہو اور خدا پر سچا توکل نہ رکھتا ہو اس کے حق میں بچنا ہی مناسب ہے نہ یہ سمجھ کر کہ بیماری اڑ کر لگ جاتی ہے۔ کہ یہ خیال تو باطل محض ہے۔ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے صحیح حدیثوں میں اسے رد فرمایا:

قال صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم لاعدوٰی، اخرجه احمد والشیخان[3] وابوداؤد عن ابی ہریرۃ واحمد بن مسلم عن جابر بن عبداللہ وعن السائب عن زید رضی اللہ تعالٰی عنهم قال صلی اللہ تعالٰی علیه سلم فمن اعدی	حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کسی مرض میں تعدیہ نہیں۔ امام احمد، بخاری، مسلم اور ابوداؤد نے حضرت ابوہریرہ سے اس کی تخریج فرمائی، مسند احمد اور مسلم نے حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت فرمائی اور حضرت سائب بن یزید سے بھی (اللہ تعالٰی ان سب سے راضی ہو)

---

[1] جامع الترمذی کتاب الاطعمة باب ماجاء فی الاکل مع المجذوم امین کمپنی دہلی ۲ /۴، سنن ابی داؤد کتاب الکھانة والطھر آفتاب عالم پریس لاہور ۲ /۱۹۱، سنن ابن ماجه ابواب الطب باب الجذام ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۲۶۱

[2] شرح معانی الآثار لطحطاوی الکراہیة باب الاجتناب من ذی داء الطاعون الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲ /۴۱۷

[3] صحیح البخاری کتاب الطب باب لجذام قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۸۵۰، صحیح مسلم کتاب السلام باب لاعدوی الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۲۳۰

الاول اخرجه الشیخان[1] وابوداؤد عن ابی ہریرۃ ایضا رضی اللہ تعالٰی عنه۔	حضور اقدس نے ارشاد فرمایا پہلے اونٹ میں تعدیہ مرض کیسے ہوا۔ بخاری، مسلم اور ابوداؤد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسکی تخریج فرمائی۔ (ت)

بلکہ اس نظر سے کہ شائد قضائے الٰہی کے مطابق کچھ واقع ہو اور اس وقت شیطان کے بہکانے سے یہ سمجھ میں آیا کہ فلاں فعل سے ایسا ہوگیا ورنہ نہ ہوتا تو اس میں دین کا نقصان ہوگا۔

فان "لو" تفتح عمل الشیطان قاله النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم۔	لوگو! حرف "لو" سے بچوں کیونکہ یہ شیطان کاموں کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے یہ فرمایا۔ (ت)

غرض قوی الایمان کو توکلا علی اللہ اس سے مخالطت میں کچھ نقصان نہیں، اور ضعیف الاعتقاد کے حق میں اپنے دین کی احتیاط کو احتراز بہتر، ولہذا سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فر من المجذوم کما تفر من الاسد، اخرجه البخاری[2] عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنه۔	کوڑھے سے اسی طرح بھاگو جس طرح تم شیر سے بھاگتے ہو، امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ کے حوالہ سے اس کی تخریج فرمائی۔ (ت)

دوسری حدیث میں ہے:

اتقوا صاحب الجذام کما یتقی السبع اذا ہبط وادیا فاہبطوا غیرہ رواہ ابن سعد فی الطبقات[3] عن عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالٰی عنہما۔	کوڑھ کے مریض سے اسی طرح بچوں جس طرح موذی درندے سے بچاء کیا جاتا ہے۔ جب وہ کسی وادی میں اترے تو تم کسی دوسری میں اتر جاؤ، ابن سعد نے طبقات میں حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیا ہے۔ (ت)

نیز حدیث میں ہے:

---

[1] صحیح البخاری کتاب الطب باب لاعدوٰی قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۵۹، صحیح مسلم کتاب السلام باب لاعدوٰی قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۳۰

[2] صحیح البخاری کتاب الطب باب الجذام قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۵۰

[3] طبقات الکبرٰی لابن سعد ترجمہ عبداللہ ابن جعفر دار صادر بیروت ۴/ ۱۱۷

كلم المجذوم وبينك وبينه قدر رمح اور محين، رواه ابن السنی [1] وابونعيم فی الطب النبوی عن عبد الله بن اوفٰی رضی الله تعالٰی عنه عن النبی صلی الله تعالٰی عليه وسلم۔	کوڑھی سے اس حالت میں بات کرو کہ تمھارے اور اس کے درمیان ایک دو نیزے کی مسافت کی مقدار ہو، محدث ابن سنی اور ابو نعیم نے طب نبوی میں حضرت عبداللہ بن ابی اوفٰی کے حوالے سے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اسے روایت کیا ہے۔ (ت)

بہر حال برات والوں کا انکار بے جانہ تھا اور اس شخص کا اصرار محض ناحق۔ پھر جب انھوں نے خدا کا واسطہ دیا اس پر بلاوجہ نہ ماننا گناہ ہوا، حدیث میں ہے:

ملعون من سئل بوجه الله ثم منع سائله مالم يسئل هجرا اخرجه الطبرانی [2] فی الكبير بسند حسن عن ابی موسٰی الاشعری عن النبی صلی الله تعالٰی عليه وسلم۔	وہ شخص ملعون ہے کہ جس سے خدا کے نام پر کچھ مانگا جائے تو وہ سائل کو کچھ نہ دے بشرطیکہ وہ کسی کو چھوڑنے کا سوال نہ کرے۔ امام طبرانی نے معجم کبیر میں سند حسن کے ساتھ حضرت ابو موسٰی اشعری کے حوالے سے حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام سے تخریج فرمائی۔ (ت)

یہاں تک تو حماقت یا گناہ ہی تھا اس کے بعد وہ لفظ جو اس نے کہا کہ ہم خدا اور رسول کو نہیں مانتے یہ صریح کلمہ کفر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالٰی، اس شخص پر فرض ہے کہ توبہ کرے اور از سر نو مسلمان ہو، اور اگر عورت رکھتا ہے تو نئے سرے سے نکاح چاہئے۔ اور جس طرح وہ کلمہ مجمع میں کہا تھا توبہ بھی مجمع میں کرے، اگر نہ مانے تو مسلمان ضرور اسے اپنے گروہ سے نکال دیں، نہ اپنے پاس بٹھائیں نہ اس کے پاس بیٹھیں نہ اس کے معاملات میں شریک ہوں، نہ اپنی تقریبوں میں اسے شریک کریں۔ اللہ تعالٰی فرماتا ہے۔

"وَ اِمَّا یُنۡسِیَنَّكَ الشَّیۡطٰنُ فَلَا تَقۡعُدۡ بَعۡدَ الذِّكۡرٰی مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۶۸﴾" [3]۔	اگر تجھے شیطان بھلادے تو یاد آنے کے بعد ظالموں کے ساتھ مت بیٹھ۔ (ت)

[1] کنز العمال بحوالہ ابن السنی وابی نعیم فی الطب حدیث ۲۸۳۲۵ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۰/ ۵۴

[2] مجمع الزوائد بحوالہ الطبرانی کتاب الزکوٰۃ باب فیمن سأل بوجہ اللہ ۳/ ۱۰۳، الترغیب والترھیب بحوالہ الطبرانی کتاب الصدقات ۱/ ۲۰۱

[3] القرآن الکریم ۶/ ۶۸

اور جو لوگ اس کا ساتھ دے کر اٹھ گئے وہ بھی سخت گنہ گار ہوئے ان پر بھی توبہ واجب اگر نہ کریں تو مسلمانوں کو ان سے بھی جدائی مناسب۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نیاز اگرچہ حرام مال پر دیتا ہے مگر پھر بھی حضور قبول فرمالیتے ہیں، جیسے کسی امیر کا لڑکا پیدا ہو تو بھاٹ بھکاری وغیرہ جو گھاس کا پودا یا اور کچھ ڈھوئی کے لے جاتے ہیں وہ اسے خوشی سے قبول کرلیتا ہے اسی طرح سرورِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بھی قبول فرمالیتے ہیں۔ اور کہتا ہے میں نے بعض کتابوں میں بھی ایسا لکھا دیکھا ہے۔ آیا یہ قول زید کا صحیح ہے یا نہیں؟ **بینوا توجروا** (بیان کرو اجر پاؤ۔ ت)

الجواب:

یہ قول اس کا غلط صریح وباطل قبیح اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر افتراء فضیح ہے۔

قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار [1]۔	(نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:) جو مجھ پر دانستہ جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے۔ (ت)

زنہار مال حرام قابل قبول نہیں، نہ اسے راہِ خدا میں صرف کرنا روا۔ نہ اس پر ثواب ہے بلکہ نرا وبال ہے۔ اللہ تعالٰی فرماتا ہے:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ" [2]	اے ایمان والو! اپنی کمائی میں سے پاکیزہ چیزیں ہماری راہ میں خرچ کرو۔

پھر فرماتا ہے:

"وَ لَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ" [3]	اور خبیث چیزوں کا قصد نہ کیا کرو کہ اس میں سے ہماری راہ میں اٹھاؤ۔

اور فرماتا ہے:

"اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ﴿۲۷﴾" [4]	خدا قبول نہیں کرتا مگر پرہیزگاروں سے۔

---

[1] صحیح البخاری کتاب العلم باب اثم من کذب علی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۱

[2] القرآن الکریم ۲/ ۲۶۷

[3] القرآن الکریم ۲/ ۲۶۷

[4] القرآن الکریم ۵/ ۲۷

بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ خزیمہ اپنی صحاح میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

جو ایک کھجور کے برابر پاک کمائی سے تصدق کرے اور اللہ تعالٰی نہیں قبول فرماتا مگر پاک کو تو حق جلا وعلا سے اپنے یمین قدرت سے قبول فرماتا ہے۔ الحدیث۔ یعنی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں بیشک اللہ پاک ہے پاک ہی کو قبول فرماتا ہے۔ (امام احمد وغیرہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے تخریج کی کہ انھوں نے فرمایا) یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں یہ نہ ہوگا کہ بندہ حرام کما کر اس سے تصدق کرے اور وہ قبول کرلیا جائے گا اور نہ یہ کہ سے اپنے صرف میں لائے تو اس کے لئے اس میں برکت دیں اور نہ اسے اپنے پیچھے چھوڑ جائے گا مگر یہ کہ وہ اس کا توشہ ہوگا جہنم کی طرف، بیشک اللہ تعالٰی برائی سے برائی کو نہیں مٹاتا، ہاں بھلائی سے برائی کو مٹاتا ہے بیشک خبیث خبیث کو نہ مٹائے گا، (یہ حدیث سے مختصراً بیان کیا ہے اور بعض علماء نے اسے حسن کہا۔ت) (حاکم نے عبداللہ ابن عباس (اللہ تعالٰی ان دونوں سے راضی ہو) کے حوالے سے تخریج کی کہ	من تصدق بعدل تمرۃ من کسب طیب و لا یقبل اللہ الا الطیب فان اللہ یقبلها بیمینه[1] الحدیث۔ وفی روایة ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنه ان اللہ طیب لا یقبل الاالطیب[2]۔ واخرج الامام احمد و غیرہ عن عبد اللہ بن مسعود رحمه اللہ تعالٰی قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم لایکسب عبد ما لامن حرام فیتصدق به فیقبل منه ولا ینفق منه فیبارك له فیه ولایترك خلف ظهرہ والا کان زادہ الی النار ان اللہ لایمحوا السیّئ بالسیّئ ولکن یمحوا السیّئ بالحسن ان الخبیث لا یمحو الخبیث[3] اختصرته من حدیث وقد حسنه بعض العلماء۔ واخرج الحاکم عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنهما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی

[1] صحیح البخاری کتاب الزکوٰۃ باب الصدقة من کسب طیب قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۸۹

[2] اسنن الکبرٰی کتاب صلوٰۃ الاستسقاء ۳/ ۳۴۶ و صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۲۶

[3] مسند امام احمد بن حنبل حدیث عبداللہ بن مسعود دار الفکر بیروت ۱/ ۳۸۷

علیه وسلم لایغبطن جامع المال من غیر حله اوقال من غیر حقه فانه ان تصدق لم یقبل منه ومابقی کان زاده الی النار [1] قال الحاکم صحیح الاسناد ولم یصب ففیه حنش متروك لکن له شاهد عند البیهقی عن ابن مسعود رضی الله تعالٰی عنه۔	انھوں نے فرمایا) یعنی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت ہے جو غیر حلال سے جمع کرے اس پر کوئی رشک نہ لی جائے اگر وہ اس سے خیرات کرے گا تو قبول نہ ہوگی اور جو بچ رہے گا وہ اس کا توشہ ہوگا جہنم کی طرف۔ (حاکم نے کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے لیکن اس نے ٹھیک نہیں کہا کیونکہ اس میں حنش نامی راوی متروک ہے لیکن امام بیہقی کے نزدیک اس کے لئے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے شاہد موجود ہے۔ت)
واخرج ابن خزیمة وابن حبان فی صحیحهما و الحاکم فی المستدرك من طریق دراج عن ابی حجیرة رضی الله تعالٰی عنه قال قال رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم من جمع مالاحراما ثم تصدق به لم یکن له فیه اجر وکان اصره علیه [2]۔	(ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں تخریج کی اور حاکم نے مستدرک میں دراج کے طریقے سے ابوحجیرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ انھوں نے فرمایا۔ت) یعنی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں جو حرام مال جمع کرے پھر اسے خیرات میں دے اس کے لئے ثواب کچھ نہ ہوگا اور اس کا وبال اس پر ہوگا۔
اخرجه الطبرانی من ابی الطفیل رضی الله تعالٰی عنه عن النبی صلی الله تعالٰی علیه سلم من کسب مالا من حرام فاعتق منه ووصل منه رحمه کان ذٰلك اصره علیه [3]۔	(امام طبرانی نے ابوالطفیل رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے تخریج فرمائی کہ حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام سے روایت ہے۔ (ت) یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو حرام مال کھائے پس اس میں سے غلام آزاد کرے اور صلہ رحم کرے تو یہ بھی اس پر وبال ٹھہرے۔

[1] المستدرك للحاکم کتاب البیوع دار الفکر بیروت ۲/ ۵
[2] المستدرك للحاکم کتاب الزکوٰۃ دار الفکر بیروت ۱/ ۳۹۰
[3] کنز العمال بحواله طب عن ابی الطفیل حدیث ۹۲۷۰ موسسة الرسالة بیروت ۴/ ۱۵

واخرج ابوداؤد فی المراسیل عن القاسم عن مخیمرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من اکتسب مالا من ماثم فوصل بہ رحما اوتصدق بہ او انفقہ فی سبیل اللہ جمع ذٰلک جمیعا فقذف بہ فی جھنم[1]۔	(ابوداؤد نے مراسیل میں بواسطہ قاسم عن مخیمرۃ سے تخریج کی کہ انھوں نے فرمایا۔ت) یعنی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں جو گناہ کی وجہ سے مال کما کر اس سے صلہ رحم یا تصدق یا راہ خدا میں خرچ کرے یہ سب جمع کرکے اسے جہنم میں پھینک دیا جائے۔والعیاذ باللہ تعالٰی۔

سبحٰن اللہ! مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے تو یہ قاہر تصریحیں،اور بیباک لوگ حضور پر تہمت رکھیں کہ ناپاک مال بھی سرکار میں قبول ہوجاتا ہے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اے عزیز! جو چیز خدا کی بارگاہ سے مردود اور اس کی ناراضی سے آلودہ ہے کیونکر ممکن کہ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دربار میں رضاو قبول سے مشرف ہو بلکہ درحقیقت زید کی یہ جرأت سرکار رسالت علیہ افضل الصلٰوۃ والتحیۃ میں گستاخی واہانت کہ معاذاللہ انھیں ناپاک چیزوں کا پسند وقبول کرنے والا بتاتا ہے۔ ہیہات ہیہات واللہ وہ تمام عالم سے زیادہ ستھرے ہیں اور ستھروں کے لائق نہیں مگر ستھری چیز، گندی چیزیں گندوں کے سزاوار ہیں،

قال اللہ تعالٰی عزوجل: "اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَالْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِ ۚ وَالطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَالطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ ؕ"[2]۔	گندیاں گندوں کے لئے اور گندے گندیوں کو اور ستھریاں ستھروں کو اور ستھرے ستھریوں کو وہ بری ہیں ان باتوں سے جو لوگ کہتے ہیں۔

انھیں میں یہ بات بھی ہے کہ وہاں ناپاک مال مقبول ہو۔وہ طیب طاہر اس خبیث قول سے بری ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، اور گھاس کے سپٹھی وغیرہ کی مثال محض حماقت کہ مباح وحرام میں کیا مناسبت، لہٰذا امرائے دنیا بہتیرے خون آلودہ ہزاراں خباثات ہوتے ہیں انھیں تاجدار یطھر کم تطھیرا سے کیا نسبت۔ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ٹھیک مثال یوں ہے کہ جشن سلطانی میں کوئی احمق بیباک نذر شاہی کو پیشاب کا قارورہ لے جائے پھر دیکھے کہ مقبول ہوتا ہے یا اس مردک کے منہ پر مارا جاتا ہے۔اور وہ جو علماء فرماتے ہیں کہ جس کے پاس مال حرام ہو اور مالک معلوم

[1] کتاب المراسیل باب الزکوٰۃ الفطر حدیث ۱۱۷ المکتبۃ القاسمیہ فیصل آباد ص ۱۷

[2] القرآن الکریم ۲۴/ ۲۶

نہ رہیں یا بے وارث مرجائیں تو ان کی طرف سے تصدق کردے اس کے یہ معنی نہیں کہ یہ صدقہ مقبولہ ہے یا ارادہ خود میں صرف کرنا ٹھہرے گا یا اس پر انفاق فی سبیل اللہ کا ثواب پائے گا بلکہ وجہ یہ ہے کہ جب اس میں تصرف حرام ہو اور مالک تک پہنچا نہیں سکتا ناچار اس کی نیت سے فقیر کو دے دے کہ اللہ جلالہ، کے پاس امانت رہے اور وہ روز قیامت مالک کو پہنچادے۔

فی اخر متفرقات الغصب من الهندية عن الغاية رجل له خصم فمات ولا وارث له يتصدق عن صاحب الحق الميت بمقدار ذٰلك ليكون وديعة عندالله تعالٰی فيوصل الی خصمائه يوم القيمة [1]۔	فتاوٰی ہندیہ میں متفرق مسائل غصب کے آخر میں الغایہ سے منقول ہے ایک شخص کا فریق مخالف مرگیا کہ جس کا کوئی وارث نہیں، یہ شخص صاحب حق میت کی طرف سے (جتنا مال میت کا اس کے پاس موجود ہے) اتنی مقدار خیرات کر دے تاکہ یہ خیرات کردہ مال اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں بطور امانت رہے تاکہ قیامت کے دن اللہ تعالٰی اس کے مخالف تمام مدعیوں کو وہ مال پہنچادے۔ (ت)

بالجملہ زید کی جہالت وضلالت میں شک نہیں اور اس کا دعوٰی کہ میں نے بعض کتابوں میں ایسا ہی دیکھا ہے۔ یا تو محض حکایت بے محکی عنہ ہے یا کسی ایسے ہی سفیہ جاہل خواہ ضال مضل نے کہیں لکھ دیا ہوگا اور اگر فقہائے کرام کے ارشاد سنئے، تو زید کے لئے حکم نہایت سخت وجگر شگاف نکلتا ہے۔ اس کا کہنا کہ حضور میں یہ نیاز قبول ہوتی ہے بعینہٖ یہ کہنا ہے کہ حق سبحانہ وتعالٰی اس پر ثواب دیتا ہے کہ نیاز کا حاصل نہیں مگر یہ کہ لوجہ اللہ تصدق کریں اور اس کا ثواب کسی محبوب خدا کی نذر ہو ورنہ یہ عین طعام ولباس وہاں نہیں پہنچتے۔

نظیر ذٰلك قوله تعالٰی "لَنۡ یَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوۡمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنۡ یَّنَالُهُ التَّقۡوٰی مِنۡكُمۡ ؕ" [2]	اس کی مثال اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے: اللہ تعالٰی کی بارگاہ تک قربانیوں کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے بلکہ اس تک تمھارا تقوٰی پہنچتا ہے۔ (ت)

خود قربات وطاعات میں قبول ووصول ثواب کا ایک حاصل۔ ردالمحتار میں ہے:

القبول ترتب الغرض المطلوب من الشیئ	قبول کہتے ہیں کسی شے کی غرض مطلوب کا کسی

---

[1] فتاوٰی ہندیہ کتاب الغصب باب المتفرقات نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۱۵۷

[2] القرآن الکریم ۲۲/ ۳۷

على شيئ كترتب الثواب على الطاعة [1]۔	شے پر مرتب ہونا جیسے ثواب کا عبادات پر مرتب ہونا۔(ت)

اسی میں ہے:

معنى الصلاة على النبى صلى الله تعالٰى عليه وسلم قد ترد عدم اثابة العبد عليها [2] الخ۔	حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ذات اقدس پر صلوٰۃ کے مردود ہونیکا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ بندے کو ثواب نہیں پہنچتا (یعنی اس نے درود تو بھیجا مگر اس کو نفع یعنی ثواب نہ ہوا۔) (ت)

تفسیر کبیر میں ہے:

قال المتكلمون كل عمل يقبله الله تعالٰى فهو يثيب صاحبها ويرضاه عنه واللذى لايثيبه عليه ولايرضاه منه فهو المردود [3]۔	متکلمین نے فرمایا کہ جس عمل کو اللہ تعالٰی قبول فرمائے تو اس کا ثواب اس کے صاحب تک پہنچا دیتا ہے اور اس سے راضی ہوتا ہے اور جس کا ثواب اسے نہ پہنچائے اور اس سے راضی نہ ہو تو وہ مردود ہے۔(ت)

تو صاف ثابت کہ زید کے نزدیک مال حرام سے تصدق پر بھی استحقاق ثواب ہے اور علماء فرماتے ہیں جو حرام مال سے تصدق کرکے اس پر ثواب کی امید رکھے کافر ہو جائے، خلاصہ میں ہے:

رجل تصدق من الحرام ويرجوا الثواب يكفر [4] الخ۔	کسی شخص نے حرام مال سے صدقہ کیا اور اس پر ثواب کی امید رکھتا ہے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ الخ (ت)

عالمگیریہ میں ہے:

لوتصدق على فقير شيئا من المال الحرام و	اگر فقیر پر حرام مال میں سے کچھ صدقہ کیا اور ثواب

[1] ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ باب صفۃ الصلوٰۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۳۴۹

[2] ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ باب صفۃ الصلوٰۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۳۴۹

[3] مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر)

[4] خلاصہ الفتاوٰی کتاب الکراہیۃ الجنس السابع مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۴/ ۳۸۷

یرجوا الثواب یکفر[1] الخ۔	کی امید رکھتا ہے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ الخ (ت)

زید پر فرض ہے کہ ایسے خرافات سے توبہ کرے اور اسے از سر نو کلمہ اسلام پڑھنا اور اس کے بعد اپنی عورت سے نکاح جدید کرنا چاہئے۔

نظرا الی ماقاله الفقهاء کما یظهر بمراجعة الدر المختار وغیره من الاسفار، والله سبحانه وتعالٰی اعلم و علمه جل مجده اتم واحکم۔	اس بات پر نظر رکھتے ہوئے کہ جو کچھ فقہاء کرام نے ارشاد فرمایا جیسا کہ درمختار وغیرہ بڑی کتابوں کی طرف مراجعت سے ظاہر ہوتا ہے، اللہ تعالٰی پاک وبرتر۔ سب سے زیادہ علم رکھتا ہے اور اس بزرگی والے کا علم زیادہ کامل اور زیادہ پختہ ہے۔ (ت)

مسئلہ ۳: ۴ رجب ۱۳۰۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کو عارضہ جذام کی ابتداء ہے اس کے بھائی بند اور اولاد نے اس کے ساتھ کھانا پینا چھوڑ دیا ہے اور اس سے کہتے ہیں کہ تجھ سے تیری زوجہ بھی بلاطلاق علیحدہ ہو سکتی ہے، ایسی حالت میں جو حکم شرع مطہرہ میں ایسے مریض کے واسطے ہو بیان فرمائیں، اللہ تعالٰی اجر دے گا۔ (ت)

الجواب:

فی الواقع ضعیف الاعتقاد لوگ جنھیں خدائے تعالٰی پر سچا توکل نہ ہو اور وہمی خیالات رکھتے ہوں انھیں جذامی کے ساتھ کھانے پینے سے بچنا چاہئے۔ نہ اس خیال سے کہ اس کے ساتھ کھانے کی تاثیر سے دوسرا شخص بیمار ہو جاتا ہے۔ یہ خیال محض غلط ہے تقدیر الٰہی میں جو کچھ لکھا ہے ضرور ہوگا اور جو نہیں لکھا ہے ہرگز نہ ہوگا اللہ تعالٰی مسلمانوں کو ارشاد فرماتا ہے کہ یوں کہیں:

"لَّنْ یُّصِیْبَنَاۤ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَاۚ هُوَ مَوْلٰىنَاۚ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ(۵۱)"[2]۔	ہمیں ہرگز نہ پہنچے گی مگر وہ بات جو الہ تعالٰی نے ہمارے لئے لکھ دی، وہ ہمارا مولٰی ہے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہئے۔

---

[1] فتاوٰی ہندیہ کتاب السیر الباب التاسع نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۷۲

[2] القرآن الکریم ۹/ ۵۱

خود نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک جذامی کو اپنے ساتھ کھلایا بلکہ یہ لحاظ کرے کہ اس کے ساتھ کھایا پیا اور معاذاللہ شاید حسب تقدیر الٰہی کچھ واقع ہوا، تو شیطان دل میں ڈالے گا کہ اس فعل نے ایسا کیا ورنہ نہ ہوتا، اس شیطانی خیال سے بچنے کے لئے اس سے احتراز کرے اس لئے حدیث میں حکم ہے کہ: "جذامی سے بچو جیسا کہ شیر سے بچتے ہیں[1] اگر وہ ایک نالے میں اترے تم دوسرے نالے میں اترو[2]"۔

اور ایک حدیث میں ہے کہ: "جذامی سے نیزہ دو نیزہ کے فاصلہ سے بات کرو"[3]۔

والعیاذ باللہ رب العالمین، یہ اسی کے لئے ہے جسے واقعی جذام ہو نہ یہ کہ خون میں صرف قدرے جوش کی کچھ علامت سی پاکر اسے دور دور کرنے لگیں کہ یہ تو ناحق مسلمان کا دل دکھانا ہے۔ خصوصا بھائی بند اولاد کا ایسا کرنا کس قدر خداترسی وانسانیت سے بعید ہے۔ اللہ تعالٰی کی پناہ مانگیں کیا وہ ان کو مبتلا نہیں کرسکتا والعیاذ باللہ رب العلمین اس طرح کے جوش کی علامت معاذاللہ بعض اوقات بے مرض جذام بھی خون کی حدت وغیرہ سے پیدا ہوجاتی ہے اور باذن الٰہی مصفیات وغیرہا کے استعمال سے جاتی رہتی ہے، اللہ تعالٰی اپنے بلاؤں سے پناہ عطا فرمائے آمین، اور لوگوں کا یہ کہنا کہ تیری زوجہ بلاطلاق علیحدہ ہوسکتی ہے اگر اس سے یہ مقصود کہ بے طلاق اس کے نکاح سے نکل سکتی ہے تو محض خطا ہے، ہمارے مذہب میں جب تک یہ طلاق نہ دے گا وہ ہرگز اس کے نکاح سے باہر نہ ہوگی۔ درمختار میں ہے:

لایتجرا حد الزوجین بعیب الاٰخر ولو فاحشا کجنون وجذام وبرص ورتق وقرن[4] الخ۔ واللہ تعالٰی اعلم۔	میاں بیوی میں سے کوئی ایک دوسرے میں عیب پائے جانے کی وجہ سے خواہ عیب حد سے بھی زیادہ ہو جدائی کا حق نہیں رکھتا، عیب سے مراد دیوانگی، کوڑھ، برص (پھلبہری)، رتق (مقام ستر کا جڑ جانا) قرن (وہاں ہڈی نکل آنا) اللہ تعالٰی خوب جانتا ہے۔ (ت)

مسئلہ ۴۲: کیا فرماتے ہیں دین اس مسئلہ میں کہ ایک بھنگی نے کسی برتن میں مردار بکری کی چربی رکھی تھی وہ برتن کتا اس کے یہاں سے لاکر ایک مسلمان عورت کے دروازہ پر ڈال دیا گیا وہ عورت جب باہر کے لوٹے میں چربی دیکھ کر گھر میں لے گئی اور تھوڑی سی چربی اپنے بالوں میں لگائی جس شخص نے

[1] کنز العمال حدیث ۲۸۳۳۱ ۱۰/ ۵۴

[2] کنز العمال حدیث ۲۸۳۳۱ ۱۰/ ۵۴

[3] کنز العمال حدیث ۲۸۳۲۹ ۱۰/ ۵۴

[4] درمختار کتاب الطلاق کتاب العنین مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۲۵۴-۲۵۵

اسے لوٹا لے جاتے دیکھا تھا اس نے مطعون کیا کہ اس نے سور کی چربی استعمال کی۔ یہ سن کر زید اس کے یہاں گیا اور کہا تیرے ایمان میں فرق آگیا تو پھر مسلمان ہو، اسے مسلمان کیا، بعدہ، کہا ہمارا حق مسلمان کرنے کا پانچ روپیہ دے، وہ بیچاری اپنی محتاجی کا عذر بھی کرتی رہی، آخر سوا روپیہ لے کر چھوڑا۔ اور جس نے لوٹا لے جاتے دیکھا تھا اسے بھی دبایا کہ تو نے منع کیوں نہ کیا چار آنہ اس سے لیے۔ یہ ڈیڑھ روپیہ زید کے لئے حلال تھا یا حرام؟ اور وہ عورت اس صورت میں مسلمان رہی تھی یا نہیں؟ **بینوا توجروا** (بیان کرو تاکہ اجر پاؤ۔ ت) فقط

الجواب:

صورت مستفسرہ میں وہ عورت گنہگار تو بیشک ہوئی کہ اگر جانتی تھی کہ اس میں مردار کی چربی ہے پھر بالوں میں لگائی تو یہ گناہ، اور اگر نہ جانتی تھی تو بزعم خود پرایا مال بے مشہور کے اپنے تصرف میں لانے کی مجرم ہوئی، بہر حال اس کی معصیت میں شک نہیں مگر معاذاللہ اتنی بات پر کافرہ نہیں ہو سکتی تجدید کلمہ اسلام بہتر ہے مگر اس فعل کے باعث اس کی حاجت نہ تھی، تو زید اس وجہ سے اس عورت کے ایمان میں فرق بتا کر گناہ گار ہوا، پھر تلقین اسلام پر اُجرت لینا اس کا دوسرا گنا تھ۔ پھر اس دیکھنے والے کو دبا کر اس س چار آنہ لینا تیسرا گناہ ہوا۔

فان ائمتنا لایقولون بالتعزیر بالمال و علی القول بہ فذاك ای الامام دون العوام۔	کیونکہ ہمارے ائمہ کرام مال جرمانہ اور تاوان کے قائل نہیں اور مالی تاوان اور جرمانہ کے قول پر تو یہ امام کو حق ہے عوام کو نہیں۔ (ت)

یہ ڈیڑھ روپیہ کہ زید نے لیا اس کے حق میں حرام ہے اس پر واجب ہے کہ جن جن سے لیا انھیں پھیر دے کہ اگر کھا چکا ہو تو اپنے پاس سے دے۔ بغیر اس کے اس گناہ سے توبہ نہ ہوگی۔

قال تعالٰی: "وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ"[1]۔ واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم فقط۔	اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: (لوگو) ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے باہم نہ کھایا کرو۔ اللہ تعالٰی سب کچھ خوب جانتا ہے اور اس بڑی شان والے کا علم زیادہ مکمل اور پختہ ہے فقط (ت)

[1] القرآن الکریم ۲/ ۱۸۸

مسئلہ ۵: از امروہہ مرسلہ مولوی سید محمد شاہ صاحب میلاد خواں ۲۲ شعبان ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں: **بینوا توجروا** (بیان کرو اور اجر پاؤ۔ت)

مسئلہ ۵ اُولٰی:

اللہ تعالٰی کو عاشق اور حضور پرنور سرور عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا معشوق کہنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

ناجائز ہے کہ معنی عشق اللہ عزوجل کے حق میں محال قطعی ہے۔ اور ایسا لفظ بے ورود ثبوت شرعی حضرت عزت کی شان میں بولنا ممنوع قطعی۔ ردالمحتار میں ہے:

مجرد ایھام المعنی المحال کافٍ فی المنع[1]۔	صرف معنی محال کا وہم ممانعت کے لئے کافی ہے۔(ت)

امام علامہ یوسف اردبیلی شافعی رحمہ اللہ تعالٰی کتاب الانوار لاعمال الابرار میں اپنے اور شیخین مذہب امام رافعی وہ ہمارے علماء حنفیہّ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے نقل فرماتے ہیں:

لوقال انا اعشق اللہ او یعشقنی فبتدع والعبارۃ الصحیحۃ ان یقول احبہ ویحبنی کقولہ تعالٰی "یُّحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗۤ ۙ"[2]۔	اگر کوئی شخص کہے میں اللہ تعالٰی سے عشق رکھتا ہوں اور وہ مجھ سے عشق رکھتا ہے تو وہ بدعتی ہے لہٰذا عبارت صحیح یہ ہے کہ وہ یوں کہے کہ میں اللہ تعالٰی سے محبت کرتا ہوں اور وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اللہ تعالٰی کے اس ارشاد کی طرح "اللہ تعالٰی ان سے محبت رکھتا ہے اور وہ لوگ اللہ تعالٰی سے محبت رکھتے ہیں"۔(ت)

اسی طرح امام ابن حجر مکی قدس سرہ الملکی نے اعلام میں نقل فرما کر مقرر رکھا۔

اقول: وظاھر ان منشاء الحکم لفظ یعشقنی دون ادعائہ لنفسہ الاتری الی قولہ ان	**اقول:** (میں کہتا ہوں) ظاہر یہ ہے کہ منشائے حکم لفظ "یعشقنی" ہے نہ کہ وہ لفظ جس میں اپنی ذات کے لئے دعوی عشق کیا گیا ہے کیا تم

---

[1] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع داراحیاء التراث العربی بیروت ۵ /۲۵۳

[2] الانوار لاعمال الابرار کتاب الردۃ المطبعۃ الجمالیہ مصر ۲ /۳۲۱

العبارة الصحیحة یحبنی ثم الظاهر ان تکون العبارة بواؤالعطف کقوله احبه ویحبنی فیکون الحکم لاجل قوله یعشقنی والا فلا یظهر له وجه بمجرد قوله اعشقه فقد قال العلامة احمد بن محمد بن المنیر الاسکندری فی الانتصاف ردا علی الزمخشری تحت قوله تعالٰی فی سورة المائدة یحبهم ویحبونه بعد اثبات ان محبة العبد الله تعالٰی غیر الطاعة وانها ثابتة واقعة بالمعنی الحقیقی اللغوی مانصه ثم اذا ثبت اجراء محبة العبد لله تعالٰی علی حقیقتها لغة فالمحبة فی اللغة اذا تاکدت سمیت عشقا فمن تاکدت محبته لله تعالٰی وظهرت آثارتأکدها علیه من استیعاب الاوقات فی ذکره وطاعته فلا یمنع ان تسمی محبته عشقا اذ العشق لیس الا المحبة البالغة[1] اھ لکن الذی فی نسختی الانوار ونسختین عندی من الاعلام انما هو بأو فلیستأمل ولیحرر ثم اقول لست بغافل عما اخرج والله تعالٰی اعلم وعلمه جل مجده اتم واحکم۔

اس قول کو نہیں دیکھتے کہ صحیح عبارت "یحبنی" ہے پھر ظاہر ہے کہ عبارت واؤ عاطفہ کے ساتھ ہے جیسے اس کا قول ہے اُحِبُّہٗ، وَیُحِبُّنِی یعنی میں اس سے محبت رکھتا ہوں اور وہ مجھ سے محبت رکھتا ہے پھر حکم اس کے یعشقنی کہنے کی وجہ سے ہے ورنہ اس کے صرف اعشقہ کہنے سے کوئی امتناعی وجہ ظاہر نہیں ہوتی۔ چنانچہ علامہ احمد بن محمد منیر اسکندری نے "الانتصاف" میں علامہ زمخشری کی تردید کرتے ہوئے فرمایا جو اللہ تعالٰی کے اس ارشاد کے ذیل میں جو سورۃ مائدہ میں مذکور ہے: "یُّحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗۤ"، (اللہ تعالٰی ان سے محبت رکھتا ہے اور وہ اس سے محبت رکھتے ہیں) اس بات کو ثابت کرنے کے بعد کہ بندے کا اللہ تعالٰی سے محبت کرنا اس کی اطاعت (فرمانبرداری) سے جدا ہے (الگ ہے) اور محبت معنی حقیقی لغوی کے طور پر ثابت اور واقع ہے (جیسا کہ) موصوف نے تصریح فرمائی پھر جب بندے کا اللہ تعالٰی سے محبت کرنے کا اجراء حقیقت لغوی کے طریقہ سے ثابت ہوگیا اور محبت بمعنی لغوی جب پختہ اور مؤکد ہو جائے تو اسی کو عشق کا نام دیا جاتا ہے پھر جس کی اللہ تعالٰی سے پختہ محبت ہو جائے اور اس پر پختگی محبت کے آثار ظاہر ہو جائیں (نظر آنے لگیں) کہ وہ ہمہ اوقات اللہ تعالٰی کے ذکر وفکر اور اس کی اطاعت میں مصروف رہے تو پھر کوئی مانع نہیں کہ اس کی محبت کو عشق کہا جائے۔ کیونکہ

[1] کتاب الانتصاف علی تفسیر الکشاف تحت آیۃ یحبهم ویحبونه الخ انتشارات آفتاب تہران ایران ۱/ ۶۲۲

محبت ہی کا دوسرا نام عشق ہے اھ لیکن میرے پاس جو نسخہ "الانوار" ہے وہ دو نسخے میرے پاس "الاعلام" کے ہیں ان میں عبارت مذکورہ صرف "آوٗ" کے ساتھ مذکور ہے لہٰذا غور وفکر کرنا چاہئے اور لکھنا چاہئے میں کہتا ہوں کہ میں نے اس سے بے خبر نہیں جس کی موصوف نے تخریج فرمائی اور اللہ تعالٰی خوب جانتا ہے اور اس عظمت والے کا علم بڑا کامل اور بہت پختہ ہے۔ (ت)

مسئلہ ۶ ثانیہ: کیا حکم شرع شریف کا اس بارے میں کہ مدینہ شریف کو "یثرب" کہنا جائز ہے یا نہیں؟ اور جو شخص یہ لفظ کہے اس کی نسبت کیا حکم ہے؟ **بینوا توجروا**

الجواب:

مدینہ طیبہ کو یثرب کہنا ناجائز وممنوع وگناہ ہے اور کہنے والا گنہگار۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من سمی المدینۃ یثرب فلیستغفر اللہ ھی طابۃ ھی طابۃ، رواہ الامام[1] احمد بسند صحیح عن البراء ان عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	جو مدینہ کو یثرب کہے اس پر توبہ واجب ہے۔ مدینہ طابہ ہے مدینہ طابہ ہے۔ (اسے امام احمد نے بسند صحیح براء بن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں:

فتسمیتھا بذٰلك حرام لان الاستغفار انما ھو عن خطیئۃ[2]۔	یعنی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مدینہ طیبہ کا یثرب نام رکھنا حرام ہے کہ یثرب کہنے سے استغفار کا حکم فرمایا اور استغفار گناہ ہی سے ہوتی ہے۔

ملا علی قاری رحمہ الباری مرقاۃ شریف میں فرماتے ہیں:

قد حکی عن بعض السلف تحریم	بعض اسلاف سے حکایت کی گئی ہے کہ مدینہ منورہ

[1] مسند امام احمد بن حنبل عن براء بن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۲۸۵

[2] التیسیر شرح جامع الصغیر تحت حدیث من سمی المدینۃ یثرب الخ مکتبہ الامام الشافعی ریاض ۲/ ۴۲۴

تسمیۃ المدینۃ بیثرب ویؤیدہ مارواہ احمد لافذکر الحدیث المذکور ثم قال) قال الطیبی رحمہ اللہ تعالٰی فظھران من یحقر شان ما عظمہ اللہ تعالٰی ومن وصف ماسماہ اللہ تعالٰی بالایمان بمالایلیق بہ یستحق ان یسمی عاصیا[1] الخ۔	کو یثرب کہنا حرام ہے اور اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جس کو امام احمد نے روایت فرمایا ہے۔ پھر حدیث مذکور بیان فرمائی۔ پھر علامہ طیبّی رحمہ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا پس اس سے ظاہر ہوا کہ جو اس کی شان کی تحقیر کرے کہ جس کو اللہ تعالٰی نے عظمت بخشی اور جس کو اللہ تعلٰی نے ایمان کا نام دیا اس کا ایسا وصف بیان کرے جو اس کے لائق اور شایان شان نہیں تو وہ اس قابل ہے کہ اس کا نام عاصی (گنہگار) رکھا جائے الخ (ت)

قرآن عظیم میں کہ لفظ یثرب آیا وہ رب العزت جل وعلا نے منافقین کا قول نقل فرمایا ہے:

"وَاِذْ قَالَتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ یٰۤاَهْلَ یَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ"[2]۔	جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا اے یثرب کے رہنے والو! تمہارے لئے کوئی جگہ اور ٹھکانا نہیں۔ (ت)

یثرب کا لفظ فساد وملامت سے خبر دیتا ہے وہ ناپاک اسی طرف اشارہ کرکے یثرب کہتے اللہ عزوجل نے ان پر رد کے لئے مدینہ طیبہ کا نام طابہ رکھا، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

یقولون یثرب وھی المدینۃ۔ رواہ الشیخان[3] عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	وہ اسے یثرب کہتے ہیں اور وہ تو مدینہ ہے۔ (اس کو بخاری و مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

ان اللہ تعالٰی سمی المدینۃ	بے شک اللہ عزوجل نے مدینہ کا نام

---

[1] المرقاۃ شرح المشکوٰۃ کتاب المناسک تحت حدیث ۲۷۳۸ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۵/ ۶۲۲

[2] القرآن الکریم ۳۳/ ۱۳

[3] صحیح البخاری فضائل المدینۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۵۲، صحیح مسلم کتاب الحج باب المدینۃ تنفی خبثھا الخ ۱/ ۴۴۴

طابة۔ رواہ الائمة احمد ومسلم[1] والنسائی عن جابر بن سمرۃ رضی اللہ تعالٰی عنه۔	طابہ رکھا۔ (اسے ائمہ احمد، مسلم اور نسائی نے جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

مرقاۃ میں ہے:

المعنی ان اللہ تعالٰی سماھا فی اللوح المحفوظ او امر نبیه ان یسمیھا بھا ردا علی المنافقین فی تسمیتھا بیثرب ایماء الی تثریبھم فی الرجوع الیھا[2]۔	مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالٰی نے لوح محفوظ میں مدینہ منورہ کانام "طابہ" رکھا ہے یا اپنے محبوب نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ وہ مدینہ پاک کا نام طابہ رکھیں، یثرب رکھنے میں اہل نفاق کارد کرتے ہوئے ان کی سرزنش (توبیخ) کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہ انھوں نے پھر نازیبا (یامتروک) نام کی طرف رجوع کرلیا۔ (ت)

اسی میں ہے:

قال النووی رحمه اللہ تعالٰی قد حکی عیسٰی بن دینار ان من سماھا یثرب کتب علیه خطیئة واما تسمیتھا فی القراٰن بیثرب فھی حکایة قول المنافقین الذین فی قلوبھم مرض[3]۔	امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا عیسٰی بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے حکایت کی گئی ہے کہ جس کسی نے مدینہ طیبہ کا نام یثرب رکھا یعنی اس نام سے پکارا تو وہ گناہ گار ہوگا، جہاں تک قران مجید میں یثرب نام کے ذکر کا تعلق ہے تو معلوم ہونا چاہئے کہ وہ منافقین کے قول کی حکایت ہے کہ جن کے دلوں میں بیماری ہے۔ (ت)

بعض اشعار اکابر میں کہ یہ لفظ واقع ہوا، ان کی طرف سے عذر یہی ہے کہ اس وقت اس حدیث وحکم پر اطلاع نہ پائی تھی جو مطلع ہو کر کہے اس کے لئے عذر نہیں معہذا شرع مطہر شعر وغیرہ شعر

[1] مسند احمد بن حنبل عن جابر رضی اللہ تعالٰی عنه المکتب الاسلامی بیروت ۵ /۸۹، صحیح مسلم کتا الحج باب المدینة تنفی خبثھا الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۴۵

[2] المرقاۃ شرح المشکوٰۃ کتاب المناسك حدیث ۲۷۳۸ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۵/ ۶۲۲

[3] المرقاۃ شرح المشکوٰۃ کتاب المناسك حدیث ۲۷۳۸ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۵/ ۶۲۲

سب پر حجت ہے۔ شعر شرع پر حجت نہیں ہوسکتا، مولانا شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ، مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم او رامدینہ نام نہاد از جہت تمدن واجتماعی مردم واستیناس وایتلاف ایشاں دردے ونہی کرد از خواندن یثرب یا از جہت آنکہ نام جاہلیت است یا سبب آنکہ مشتق از یثرب بمعنی ہلاک وفساد وتثریب بمعنی توبیخ وملامت ست یا بتقریب آنکہ دراصل نام صنمے یا یکے از جبابرہ بود، بخاری درتاریخ خود حدیثے آوردہ کہ یکبار یثرب گوید باید کہ دہ بار مدینہ گوید تاتدارک وتلافی آں کند ودر روایتے دیگر آمدہ باید کہ استغفار کند وبعضے گفتہ اند کہ تعزیر باید کرد قائل آں را وآنکہ درقرآن مجید آمدہ است یا اہل یثرب از زباں منافقان ست کہ بذکر آں قصد اہانت آن می کردند عجب کہ برزبان بعضے اکابر دراشعار لفظ یثرب آمدہ[1] انتھی۔ واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ۔	آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس کا نام "مدینہ" رکھا، اس کی وجہ وہاں لوگوں کا رہنا سہنا اور جمع ہونا اور اس سے انس ومحبت رکھنا ہے اور آپ نے اسے یثرب کہنے سے منع فرمایا اس لئے کہ یہ زمانہ جاہلیت کا نام ہے یا اس لئے کہ یہ "ثرب" سے بنا ہے جس کے معنی ہلاکت اور فساد ہے اور تثریب بمعنی سرزنش اور ملامت ہے یا اس وجہ سے کہ یثرب کسی بت یا کسی جابر وسرکش بندے کا نام تھا۔ امام بخاری اپنی تاریخ میں ایک حدیث لائے ہیں کہ جو کوئی ایک مرتبہ "یثرب" کہہ دے تو اسے دس مرتبہ "مدینہ" کہنا چاہئے تاکہ اس کی تلافی اور تدارک ہوجائے قرآن مجید جو "یا اھل یثرب" آیا ہے تو وہ اہل نفاق کی زبان سے ادا ہوا ہے کہ یثرب کہنے سے وہ مدینہ منورہ کی توہین کا ارادہ رکھتے تھے، ایک دوسری روایت میں ہے کہ یثرب کہنے والا اللہ تعالٰی سے استغفار کرے اور معافی مانگے اور بعض نے فرمایا کہ اس نام سے پکارنے والے کو سزا دینی چاہئے۔ حیرت کی بات ہے کہ بعض بڑے لوگوں کی زبان سے اشعار لفظ یثرب صادر ہوا ہے۔ انتھی، اور اللہ تعالٰی خوب جانتا ہے اور عظمت وشان والے کا علم بہت پختہ اور بڑا مکمل ہے۔ (ت)

مسئلہ ۷: از کانپور مرسلہ مولوی وصی احمد سورتی ۲۱ ماہ رمضان المبارک ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک بت پرست کافر نے اپنے بت کے نام

[1] اشعۃ اللمعات شرح المشکوٰۃ کتاب المناسك باب حرم المدینۃ مکتبہ نوری رضویہ سکھر ۲/ ۳۹۴۔ ۳۹۳

بغرض تقرب روپیہ اٹھار کھا اسی مبلغ منذور سے بایں نیت اسباب اکل وشرب خرید اکہ خاص دن جس میں نذر ادا کی جاتی ہے۔ دعوت کھلائی جائے جب وہ دن آن پہنچا تو وہ ہندو اہل اسلام سے کہنے لگا کہ میری نیت ہے کہ میں تمام اہل اسلام کو للہ اس مال مذکور سے کھلاؤں اسی موجب اس ہندو نے مسلمانوں کو بکرے چاول وغیرہ دے۔ بروقت دینے کے مکرر سہ کرر للہ دیتا ہو کہا بعض مسلمانوں نے وہ مال منذور قبول کرلیا آپس میں پکا کر دعوتیں کیں بعض لوگ باز رہے لہٰذا باہمی اختلاف واقع ہوا ہے آپ للہ جواب سے سرفراز فرمائیں، آیا اس کافر کا قول "جو للہ دیتا ہوں" کہا معتبر ہے یا نہیں۔ کھانا درست ہوگا یا نہیں؟ در صورت ثانی جو لوگ کھا چکے ہیں وہ لوگ کس امر کے مرتکب ہوئے؟ مفصل تحریر ہو۔ بینوا بالکتاب توجروا بالثواب (کتاب اللہ کے حوالے سے بیان کرو تاکہ اجر وثواب پاؤ۔ت)

الجواب:

کافر مشرک کا کوئی عمل للہ نہیں **فان الکفر ھو الجھل باللہ فاذا جھله فکیف یعمل له** (چونکہ اللہ تعالٰی کو نہ جاننا کفر ہے پھر جب یہ اس کو نہیں جانتا (یعنی اس کے معاملے میں جہالت کا برتاؤ کرتا ہے تو اس کے لئے عمل کیسے کرسکتا ہے۔ت) مسلمان مال مذکور (نامکمل)

مسئلہ ۸: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اہل اسلام میں سے کوئی شخص بغرض تماشہ دیکھنے کے کسی میلے اہل ہنود کے میں قصدا جائے تو اس کی عورت نکاح سے باہر ہوجاتی ہے یا نہیں۔ اگرچہ وہ شخص یہ تو جانتا ہے کہ ہنود کے میلے میں جانا گناہ ہے اور اس شخص کے واسطے کیا حکم ہے جو کسی رئیس قوم ہنود کا ملازم ہے وہ بوجہ ملازمت کے اپنے آقا کے ساتھ مجبورا جائے۔ **بینوا توجروا**

الجواب:

کافروں کے میلے میں جانے سے آدمی کافر نہیں ہوتا کہ عورت نکاح سے نکل جائے، جو لوگ ایسے فتوے دیتے ہیں شریعت مطہرہ پر افتراء کرتے ہیں، البتہ اس میں شریک ہونا مسلمان کو منع ہے۔ حدیث میں ہے:

من کثر سواد قوم فھو منھم[1]۔	جس شخص نے کسی قوم کی جماعتی تعداد میں اضافہ کیا تو وہ انہی میں سے ہے۔(ت)

دوسری حدیث میں ہے:

[1] کنز العمال حدیث ۲۴۷۳۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۹/ ۲۲

من جامع المشرک وسکن معه فانه مثله [1]۔	جو کوئی کسی مشرک کے ساتھ جمع ہوا اور اس کے ساتھ ٹھہرا تو بیشک وہ اسی مشرک کی طرح ہے۔(ت)

علماء فرماتے ہیں مسلمان کو چاہئے کہ مجمع کفار پر ہو کر نہ گزرے کہ ان پر لعنت اترتی ہے اور پر ظاہر کہ ان کا میلہ صدہا کفر کے شعار اور شرک کی باتوں پر مشتمل ہوگا اور یہ ممانعت وازالہ منکر پر قادر نہ ہوگا تو خواہی نخواہی گونگا، شیطان اور کافر کا تابعدار ہو کر مجمع کفار میں رہنا اور ان کے کفریات کو دیکھنا سننا مسلمان کی ذلت ہے اور کافر کی نوکری مسلمان کے لئے وہی جائز ہے جس میں اسلام و مسلم کی ذلت نہ ہو **نص علیه العلماء کمافی الغمز وغیرہ** (علماء کرام نے اس کی تصریح فرمائی جیسا کہ الغمز وغیرہ میں مذکور ہے۔ت) رزق اللہ کے ذمہ ہے اور اس کے راستے کھلے ہوئے، تو عذر مجبوری غلط ہے۔**واللہ تعالٰی اعلم وعلمه جل مجدہ اتم واحکم** (اور اللہ تعالٰی سب کچھ اچھی طرح جانتا ہے اور اس بزرگ و عظیم ذات کا علم بڑا کامل اور زیادہ محکم ہے۔ت)

مسئلہ ۹: از ڈونگر گڑھ ضلع رائے پور سنٹرل پرونس مرسلہ شیخ حسین الدین احمد صاحب ۱۸/ شعبان ۱۳۱۳ھ

زید شراب پیتا ہے اور زید عمرو کو ورغلا کر شراب پلائی وہ بھی پینے لگا تھوڑے عرصہ میں زید تائب ہوا اور قطعاً شراب چھوڑ دی مگر عمرو پیتا رہا، تو کیا عمرو کے مواخذہ میں زید بھی پکڑا جائے گا، اگر پکڑا جائے گا تو زید کے بچنے کی کون سی صورت ہے؟ **بینوا توجروا** (بیان فرماؤ تاکہ اجر پاؤ۔ت)

الجواب:

سچی توبہ اللہ عزوجل نے وہ نفیس شیئ بنائی ہے کہ ہر گناہ کے ازالہ کو کافی ووافی ہے۔ کوئی گناہ ایسا نہیں کہ سچی توبہ کے بعد باقی رہے یہاں تک کہ شرک وکفر، سچی توبہ کے یہ معنی ہیں کہ گناہ پر اس لئے کہ وہ اس کے رب عزوجل کی نافرمانی تھی نادم وپریشان ہو کر فوراً چھوڑ دے اور آئندہ کبھی اس گناہ کے پاس نہ جانے کا سچے دل سے پورا عزم کرے جو چارہ کار اس کی تلافی کا اپنے ہاتھ میں ہو بجالائے مثلاً نماز روزے کے ترک یا غصب، سرقہ، رشوت، ربا سے توبہ کی تو صرف آئندہ کے لئے ان جرائم کا چھوڑ دینا کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ جو نماز روزے ناغہ کئے ان کی قضا کرے جو مال جس جس سے چھینا، چرایا، رشوت، سود میں لیا انھیں اور وہ نہ رہے ہوں تو ان کے وارثوں کو

[1] سنن ابی داؤد کتاب الجہاد باب فی الاقامة بارض الشرک آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۹

واپس کردے یا معاف کرائے، پتانہ چلے تو اتنا مال تصدق کردے اور دل میں نیت رکھے کہ وہ لوگ جب ملے اگر تصدق پر راضی نہ ہوئے اپنے پاس سے انھیں پھیر دوں گا۔ شرح فقہ اکبر میں ہے:

قدنصوا علی ان ارکان التوبۃ ثلثۃ الندامۃ علی الماضی والاقلاع فی الحال والعزم علی عدم العود فی الاستقبال ھذا ان کانت التوبۃ فیما بینہ وبین اللہ کشرب الخمر واما ان کانت مما فرط فیہ من حقوق اللہ کصلٰوۃ و صیام وزکٰوۃ فتوبتہ ان یندم علی تفریطہ اولا ثم یعزم علی ان لایعود ابداء ولو بتاخیر صلاۃ عن وقتھا ثم یقضی مافاتہ جمیعا وان کانت مما یتعلق بالعباد فان کانت من مظالم الاموال فتتوقف صحۃ التوبۃ منھا مع ماقدمناہ فی حقوق اللہ تعالٰی علی الخروج عن عھدۃ الاموال وارجاء الخصم بان یتحلل عنھم ایردھا الیھم اوالی من یقوم مقامھم من وکیل او وارث وفی القنیۃ رجل علیہ دیون لاناس لایعرفھم من غصوب اومظالم اوجنایات یتصدق	اہل علم نے تصریح فرمائی ہیے کہ توبہ کے ارکان تین ہیں (۱) گزشتہ جرم پر ندامت یعنی نادم وشرمسار ہونا (۲) موجودہ طرز عمل کو درست رکھنا اور گناہ کا ازالہ وبیخ کنی کرنا (۳) آئندہ کے لئے گناہ نہ کرنے کا پختہ عزم کرنا، یہ اس وقت کا کام ہے جبکہ توبہ بندے اور اللہ تعالٰی کے درمیان ہو، جیسے شراب نوشی، لیکن اگر اس نے حقوق اللہ میں کوتاہی کی اور ان سے توبہ کرنا چاہے جیسے نماز، روزے اور زکوۃ وغیرہ کی ادائیگی میں غفلت اور کوتاہی کی تو اس کے لئے توبہ کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے اس کوتاہی پر نادم ہو پھر پختہ ارادہ کرے کہ آئندہ ان کی ادائیگی میں غفلت سے کام نہیں لے گا اور انھیں ہرگز ضائع نہیں کرے گا، پھر تمام ضائع کردہ حقوق کی قضا کرے اور اگر ضائع کردہ حقوق کا تعلق بندوں سے ہو تو صحت توبہ اس پر موقوف ہے جس کو ہم نے پہلے حقوق اللہ کے ضمن میں بیان کردیا ہے کہ اس کی صورت میں اموال کی ذمہ داری سے سبکدوش ہونا اور مظلوم کو راضی کرنا ضروری ہے جن کا مال غصب کیا گیا، وہ انھیں واپس کیا جائے یا ان سے معاف کرایا جائے اور وہ متعلقہ افراد موجود اور بقید حیات نہ ہوں تو ان کے ورثاء متعلقین اور قائم مقام افراد و وکلاء کے ذریعے اموال کی واپسی اور معافی عمل میں

بقدرها علی الفقراء علی عزیمة القضاء ان وجدهم مع التوبة علی اللّٰه تعالٰی فیعذر انتهی وان کانت المظالم فی الاعراض کالقذف والغیبة فیجب فی التوبة فیها مع قدمناه فی حقوق اللّٰه تعالٰی ان یخبرا صحابها بما قال من ذٰلك ویتحلل منهم فان تعذر ذٰلك فلیعزم علی انه متی وجدهم تحلل منهم فان عجزبان کان میتا فلیستغفراللّٰه والمرجو من فضله وکرمه ان یرضی خصمائه من خزائن احسانه فانه جواد کریم رؤف رحیم [1] اھ ملتقطا۔	لائی جائے، قنیہ میں ہے اگر کسی شخص پر لوگوں کے قرضہ جات مثلاً غصب، مظالم، اور جنایات کی قسم سے ہوں اور توبہ کرنے والا ان متعلقہ افراد کو نہیں جانتا پہچانتا تو اتنی مقدار فقراء ومساکین میں قضا کی نیت سے خیرات کردے، اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں توبہ کرنے کے باوجود اگر ان افراد کو کہیں پالے تو ان سے معذرت کرے (یعنی ان سے معافی مانگے اھ) اگر مظالم کا تعلق عزت وغیرہ سے ہو جیسے کسی کو گالی دینا، غیبت کرنا، تو ان میں وجوب توبہ اس شرط سمیت جو ہم نے حقوق اللہ کے ضمن میں بیان کئے ہیں یہ ہے کہ جو کچھ اس نے ان کے بارے میں کہا انھیں اس جرم پر اطلاع دے اور ان سے معافی مانگے، اگر یہ مشکل ہو تو پختہ ارادہ کرلے کہ جب بھی انھیں پائے گا تو ضرور معذرت کرے گا، اگر اس طریقہ سے بھی عاجز ہوجائے یعنی مظلوم وفات پاگیا ہو تو پھر اللہ تعالٰی سے بخشش مانگے، اور اللہ تعالٰی کے فضل وکرم سے قوی امید ہے کہ وہ مظلوم مرحوم کو اپنے جود واحسان کے خزانوں میں سے دے کر راضی کردے گا اور دونوں میں صلح کرادے گا کیونکہ وہ بے حد سخی، کرم کرنے والا۔ انتہائی شفقت فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ انتخاب کردہ عبارت مکمل ہوگئی۔ (ت)

مسئلہ ۱۰: از لکھنؤ محلّہ رام گنج متصل حسین آباد مرسلہ اسد اللہ خاں کوبک غرہ شعبان معظم ۱۳۱۵ھ

چہ مے فرمایند علمائے دین ومفتیان شرع متین دریں باب کہ شیرینی از دکان حلوائی ہندو خرید کردہ اگر فاتحہ خواند وثواب آں بروح رسول مقبول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یا دیگر بزرگان دین رساند جائز ست یانہ، وجمہور ایں طریق	علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ ہندو حلوائی کی دکان سے مٹھائی خرید کر فاتحہ پڑھی جائے اور اس کا ثواب رسول مقبول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی روح مبارک یا دیگر بزرگان دین کی ارواح

[1] منح الروض الازہر شرح الفقه الاکبر التوبة وشرائطها مصطفی البابی مصر ص ۱۵۹۔۱۵۸

فاتحہ راجواز گفتہ اندیانہ، واحتراز از یشاں بآیات قرآنی و احادیث نبوی جائز ست یانہ، وایشاں کافراند یا مشرک، و بصورت دیگر اگر کسے ایشاں راکافر ومشرک گوید در بارہ اوچہ حکم است بینوا توجروا

کو ایصال کیا جائے تو کیا یہ جائز ہے؟ جمہور اہل علم اس کے جواز کے قائل ہیں یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی رو سے یہ لوگ کافر ومشرک قرار پاتے ہیں یا نہیں؟ اور ان سے پرہیز کرنا چاہئے یا نہیں؟ اگر کوئی شخص انھیں کافر ومشرک نہ خیال کرے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ بیان کرو تاکہ اجر پاؤ۔ (ت)

الجواب:

ہندوان قطعاً کافران ومشرکانند ہر کہ ایشاں راکافر ومشرک نداند خود کافرست آرے درویشاں طائفہ تازہ برآمدہ کہ خودرا آریہ خوانند وبزبان دعوی توحید کنند ودم تحریم بت پرستی زنند فاما برادری والفت ویک جہتی ایشاں ہرچہ ہست باہمیں بت پرستان ست کہ سنگ وآب ودرخت وپیکر ہائے تراشیدہ را بخدائے پرستند ایناں راہم مذہب وبرادری دینی خواشاں دانند واز نام مسلمانان درآب وآتش مانند

"قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۰﴾"[1]۔ باز ایں خبیثاں اگرچہ بظاہر ازپرستش غیر محترز مانند مادہ وروح ہردو راہمچو خدا قدیم وغیر مخلوق دانند پس شرک اگر درعبارت نشد در وجوب وجود شد بہر وجہ سہ الہ برایشاں لازم ست واو قطعاً بمشرکیت پس آں ادعائے توحید ہمہ بادر ہواست

ہندو بلاشبہ قطعی طور پر کافر اور مشرک ہیں لہٰذا جو انھیں کافر ومشرک نہ جانے وہ خود کافر ہوجاتا ہے ان میں ایک نیا فرقہ نکلا ہے جو آریہ کہلاتا ہے وہ زبانی طور پر توحید کا دعوی کرتے ہیں اور بت پرستی کے حرام ہونے کا اقرار بھی کرتے ہیں لیکن برادری الفت ومحبت اور اتحاد میں ان کا رویہ بت پرستوں سے مختلف نہیں، ان بت پرستوں کے ساتھ ان کی الفت ومحبت ان کا اتحاد قائم ہے جو پتھر، پانی، درختوں اور تراشیدہ مورتیوں کو خدا سمجھتے ہوئے پوجتے ہیں اور یہ انھیں اپنا ہم مذہب اور دینی بھائی خیال کرتے ہیں (اور مسلمانوں کے نام سے پانی آگ بن جاتے ہیں یعنی ان کے نام سے بھی جلتے ہیں اللہ تعالٰی ان کا ستیاناس کرے کہاں اوندھے پھرے جاتے ہیں۔ پھر یہ خبیث اگرچہ غیر کی عبادت وبندگی سے پرہیز کرتے ہیں مگر مادہ اور

[1] القرآن الکریم ۹ /۳۰

واگر فرکنیم غایت آنکہ ہمیں مشرک نباشد اما ادر کفر ایشاں چہ جائے سخن ہر کہ با محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نگروہ کافرست دہر کہ راکافر نداند خود باوہمسر ست قال اللہ تعالٰی "وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۸۵﴾"[1] اگر دوستی ومولات با ہر کافر کہ باشد حرام اشد وکبیرہ اعظم ست واگر بربنائے میل دینی باشد خود کفر قال اللہ تعالٰی "وَمَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ"[2] وصحبت و مخالطت بے دوستی وموانست اگر درکار دنیوی بر بنائے ضرورت بقدر ضرورت بے تعظیم وتکریم وبے مداہنت درکار دین باشد رخصت ست ورنہ اینہم حرام مگر بحالت اکراہ شرعی قال اللہ تعالٰی "فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۶۸﴾"[3]۔ وقال تعالٰی اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ"[4]۔ ودر شرینی ساختہ ایشاں تاآنکہ بالخصوص دروخلط نجاستے یا چیزے حرام معلوم بناشد فتوی جواز ست وتقوی احتراز کما نص علیہ فی الاحتساب ودرفاتحہ از واحتر از نسب ست فان اللہ طیب لایقبل الا الطیب[5] وطیب بودن اشیائے	روح دونوں کہ اللہ تعالٰی کی طرح قدیم اور غیر مخلوق مانتے ہیں اور کہتے ہیں۔ پس اگر عبادت میں شرک نہ ہوا تو وجوب وجود میں شرک ہوگیا پس ہر وجہ سے ان پر تین خدا لازم ہوگئے لہٰذا وہ یقینا مشرک ہیں، ان کا دعوی توحید ہوا میں پاؤں رکھنے کے مترادف ہے۔ اگر ہم آخری درجہ پر فرض کرلیں کہ ہوہ مشرک نہیں تاہم ان کے کفر یعنی کافر ہونے میں بات کرنے کی کوئی گنجائش نہیں اس لئے کہ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ نہ ہو وہ کافر ہے اور جو انھیں کافر نہ جانے وہ خود کفر میں ان کے ساتھ برابر ہے، چنانچہ اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: جو کوئی اسلام کے علاوہ کوئی اور دین چاہے (اور اس کا طلب گار ہو) تو وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا۔ بلکہ وہ دار آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا، لہٰذا ہر کافر سے دوستی اور ملاپ سخت منع حرام اور بہت بڑا گناہ ہے اور اگر دینی رجحان کی بناء پر ہو تو بلا شبہ کفر ہے۔ چنانچہ اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے: جو کوئی تم میں سے ان (کافروں) سے دوستی رکھے گا تو بلا شبہ وہ انہی میں سے ہے۔ اور اگر

---

[1] القرآن الکریم ۳/ ۸۵

[2] القرآن الکریم ۵/ ۵۱

[3] القرآن الکریم ۶/ ۶۸

[4] القرآن الکریم ۱۶/ ۱۰۶

[5] مسند امام احمد بن حنبل حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۳۲۸

ایشاں اگر چہ بحکم ظاہر ست اما بباطن مشکوک پس اسلم ہماں ست کہ حتی الامکان در ہمچوں امور نفیسہ گرد او نگر دند کما فصلناہ فی فتاوٰنا ورنہ خیر کہ اصل دراشیاء طہارت ست ویقین بہ شک زائل نشود والدین یسر [1] قال محمد بہ ناخذ مالم نعرف شیئا حرام بعینه [2]۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مجلس اور میل جول بر بنائے ضرورت بقدر ضرورت بغیر دوستی اور انس ومحبت کے بلا تعظیم وتکریم اور بغیر دینی نقصان یا کمزوری کے ہو تو اس کی اجازت اور رخصت ہے۔ بصورت دیگر میل جول اور مجلس بھی حرام ہے۔ ہاں اگر کوئی فریق مخالف کے جبر واکراہ کے باعث مجبور ہو جائے تو وہ مستثنٰی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے کہ یاد آجانے کے بعد ظالموں کے پاس ہر گز مت بیٹھو نیز ارشاد فرمایا: "کفریہ بات زبان سے نکالنی کفر ہے مگر اس کہ کسی پر زبردستی کی جائے (یعنی اسے کفر کہنے پر مجبور کیا جائے۔ مترجم) تو وہ (اپنی جان بچانے کے لئے۔ مترجم) کلمہ کفر کہہ سکتا ہے بشرطیکہ اس کا دل (بدستور) ایمان پر قائم اور مطمئن ہو، رہی یہ بات کہ ان کے ہاتھوں کی بنی ہوئی مٹھائی کا استعمال تو جب تک خصوصیت سے اس میں کسی نجاست یا حرام کی ملاوٹ نہ ہو تو بنائے فتوٰی اس کا استعمال جائز ہے۔ مگر تقوٰی یہ ہے کہ اس سے بھی پرہیز کیا جائے جیسا کہ "نصاب الاحتساب" میں صراحۃً مذکورہ۔ لٰہذا فاتحہ کے عمل کے لئے اس سے پرہیز زیادہ مناسب ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالٰی (بیحد) پاک ہے لٰہذا وہ پاکیزہ چیزوں کے علاوہ کوئی چیز قبول نہیں فرماتا۔ اور کافروں کی چیزیں اگر چہ ظاہری اور سرسری حکم میں پاک متصور ہوتی ہیں مگر درحقیقت مشتبہ اور مشکوک ہوتی ہیں لٰہذا وہ سلامتی اسی میں ہے کہ اس قسم کے نفیس کاموں کے سلسلے میں حتی الامکان کفار ومشرکین کے نزدیک نہ جائیں جیسا کہ ہم نے اپنے فتوٰی میں اس کو تفصیل سے بیان کیا ورنہ خیر (کچھ مضائقہ نہیں) کیونکہ اصل اشیاء میں طہارت پائی جاتی ہے اور یقین شک سے زائل نہیں ہوتا اور دین کی بنیاد آسانی پر ہے، چنانچہ امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی نے فرمایا کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں جب تک کسی معین چیز کے حرام ہونے کو نہ جانیں، اللہ تعالٰی خوب جانتا ہے۔ (ت)

مسئلہ ۱۱: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی عالم وفقیہ کو گالی دے یا حقارت کرے تو

[1] صحیح البخاری کتاب الایمان باب الدین یسر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۰

[2] فتاوٰی ہندیہ کتاب الکراھیۃ الباب الثانی عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۴۲

اس کے اوپر حکم کفر جاری ہوگا یا نہیں؟ اور اکثر عوام الناس اس زمانے میں عالموں کو گالی دیتے اور حقارت اور غیبت کرتے ہیں؟

بینوا توجروا

الجواب:

غیبت تو جاہل کی بھی سوا صور مخصوصہ کے حرام قطعی وگناہ کبیرہ ہے۔ قرآن عظیم میں اسے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا فرمایا۔ حدیث میں آیا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ایاکم والغیبۃ فان الغیبۃ اشد من الزنا ان الرجل قد یزنی ویتوب اللہ علیہ وان صاحب الغیبۃ لایغفر لہ حتی یغفرلہ صاحبہ، رواہ ابن ابی الدنیا فی ذم الغیبۃ [1] وابو الشیخ فی التوبیخ عن جابر بن عبداللہ وابی یوسف الخدری رضی اللہ تعالٰی عنہم۔	غیبت سے بچو کہ غیبت زنا سے بھی زیادہ سخت ہے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ زانی توبہ کرے تو اللہ تعالٰی اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے اور غیبت کرنے والے کی بخشش ہی نہ ہوگی جب تک وہ نہ بخشے جس کی غیبت کی تھی (اس کو ابن ابی الدنیا نے ذم الغیبۃ میں اور ابو الشیخ نے توبیخ میں جابر بن عبداللہ اور ابوسعید خدری سے روایت کیا اللہ تعالٰی ان سے راضی ہو۔ (ت)

یونہیں بلاوجہ شرعی کسی مسلمان جاہل کی بھی تحقیر حرام قطعی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

بحسب امرئ من الشران یحقرا خاہ المسلم کل المسلم علی المسلم حرام دمہ ومالہ وعرضہ، رواہ مسلم [2] عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	آدمی کے بد ہونے کو یہ بہت ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کی تحقیر کرے مسلمان کی ہر چیز مسلمان پر حرام ہے خون آبرو مال (اسے مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

اسی طرح کسی مسلمان جاہل کو بھی بے اذن شرعی گالی دینا حرام قطعی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

---

[1] الغیبۃ والنمیمۃ رسالہ عن رسائل ابن ابی الدنیا باب الغیبۃ وذمہا حدیث ۲۵ موسسۃ الکتب الثقافیۃ ۲ /۴۶

[2] صحیح مسلم کتاب البروالصلۃ باب تحریم خلم المسلم وخذلہ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۳۱۷

سباب المسلم فسوق رواہ البخاری ومسلم[1] والترمذی والنسائی وابن ماجۃ والحاکم عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	مسلمان کو گالی دینا گناہ کبیرہ ہے (اسے امام بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور حاکم نے ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

سباب المسلم کالمشرف علی الھلکۃ. رواہ الامام احمد[2] والبزار عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنھما بسند جید۔	مسلمان کو گالی دینے والا اس شخص کی مانند ہے جو عنقریب ہلاکت میں پڑا چاہتا ہے۔ (اسے امام احمد اور بزار نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما سے جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

من اٰذی مسلما فقد اٰذانی ومن اٰذانی فقد اٰذی اللہ۔ رواہ الطبرانی[3] فی الاوسط عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسن۔	جس نے کسی مسلمان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ تعالٰی کو ایذا دی (اسے امام طبرانی نے الاوسط میں سند حسن کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ت)

جب عام مسلمانوں کے باب میں یہ احکام ہیں تو علماء کرام کی شان تو ارفع واعلٰی ہے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لایستخف بحقھم الامنافق۔ رواہ الطبرانی[4] فی الکبیر عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	علماء کو ہلکا نہ جانے گا مگر منافق (طبرانی نے کبیر میں ابوامامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیا۔ت)

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان باب سباب المسلم فسوق قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۸، جامع الترمذی ابواب البر والصلۃ ماجاء فی الشتم امین کمپنی دہلی ۲/ ۱۹، سنن ابن ماجہ ابواب الفتن ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۹۱

[2] الترغیب والترہیب بحوالہ البزار الترھیب من السباب واللعن مصطفی البابی مصر ۳/ ۴۶۷

[3] المعجم الاوسط حدیث ۳۶۳۳ مکتبۃ المعارف ریاض ۴/ ۳۷۳

[4] المعجم الکبیر حدیث ۷۸۱۹ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۸/ ۲۳۸

دوسری حدیث میں ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لایستخف بحقھم الامنافق بین النفاق رواہ ابو الشیخ فی التوبیخ[1] عن جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ تعالٰی عنھما۔	ان کے حق کو ہلکا نہ سمجھے گا مگر کھلا منافق (اسے ابوالشیخ نے التوبیخ میں حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

لیس من امتی من لم یعرف لعالمنا حقہ۔ رواہ احمد[2] والحاکم والطبرانی فی الکبیر عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	جو ہمارے عالم کا حق نہ پہچانے وہ میری امت سے نہیں۔ (اسے احمد، حاکم اور طبرانی نے کبیر میں عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

پھر اگر عالم کو اس لئے برا کہتا ہے کہ وہ عالم ہے جب تو صریح کافر ہے اور اگر بوجہ علم اس کی تعظیم فرض جانتا ہے مگر اپنی کسی دنیوی خصومت کے باعث برا کہتا ہے گالی دیتا تحقیر کرتا ہے تو سخت فاسق فاجر ہے اگر بے سبب رنج رکھتا ہے تو مریض القلب خبیث الباطن ہے اور اس کے کفر کا اندیشہ ہے۔ خلاصہ میں ہے:

من ابغض عالما من غیر سبب ظاھر خیف علیہ الکفر[3]۔	جو کسی عالم سے بغیر سبب ظاہری کے عداوت رکھتا ہے اس کے کفر کا اندیشہ ہے۔ (ت)

منح الروض الازہر میں ہے۔ الظاھر انہ یکفر[4] (ظاہر یہ ہے کہ وہ کافر ہو جائے گا۔ت)

واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔	اور اللہ تعالٰی سب سے بڑا اعلام ہے اور اس عزت ووقیر والے کا علم بڑا کامل اور بہت پختہ (محکم) ہے۔ (ت)

---

[1] کنز العمال بحوالہ ابی الشیخ حدیث ۴۳۸۱۱ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۶/ ۳۲

[2] مسند امام احمد بن حنبل حدیث عبادہ ابن صامت دار الفکر بیروت ۵/ ۳۲۳

[3] خلاصۃ الفتاوٰی کتاب الفاظ الکفر الفصل الثانی الجنس الثامن مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۴/ ۳۸۸

[4] منح الروض الازہر شرح الفقۃ الاکبر فصل فی العلم والعلماء مصطفی البابی مصر ص ۱۷۳

مسئلہ ۱۲: ۷ ۲ ربیع الآخر شریف ۱۳۱۶ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عیسائی نے براہ فریب دہی مسلمان کاحقہ پیا، مسلمان چونکہ اسے مسلمان سمجھتے تھے انھوں نے اس کا پیا ہوا حقہ پیا، پھر ایک شخص آیا اس نے عیسائی کو حقہ پیتے دیکھ کر کہا تو عیسائی ہو کر مسلمانوں کا حقہ پیتاہے۔اس نے کہا میں فلاں مسجد میں ایک مہینہ ہوا مسلمان ہوگیا ہوں، جب اس مسجد میں تحقیق کیا گیا تو بیان اس کا بے ثبوت نکلاایسی حالت میں وہ مسلمان جنھوں نے اس کاپیا ہواحقہ پیاہے کیا کریں؟ بینواتوجروا (بیان کروتاکہ اجر پاؤ۔ت)

الجواب:

جب نادانستہ پیاان پر کچھ الزام نہیں بلکہ جب وہ کہتاہے میں مسلمان ہوچکا ہوں تو اسے مسلمان ہی سمجھا جائے گاجب تک اس سے کفر جدید ظاہر نہ ہو اور اس تحقیقات کا کچھ اعتبار نہیں کہ نفی کی گواہی نامعتبر ہےاور کافر کااقرار کرنا ہی اسے مسلمان ٹھہرانے کے لئے کافی ہے کمانص علیہ فی الدرالمختار وغیرہ (جیساکہ اس پر درمختار وغیرہ میں نص کی گئی ہے۔ت) واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۱۳: از کٹرہ ڈاک خانہ اوبرہ ضلع گیامرسلہ مولوی سید کریم خاں صاحب غرہ جمادی الآخرہ ۱۳۱۷ھ

کی فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک کمھار کا گھر جو رعیت مسلمان زمیندار کاہے مسجد کے متصل ہے۔ کمھار نے اپنے گھر میں ناقوس بجایا، اس پر ایک مسلمان نے کلوخ اندازی کی اس کمھار نے منیجر زمیندار کے پاس کہ وہ بھی مسلمان ہے نالش کی، منیجر مسلمان نے اس مسلمان کی تنبیہ کی اور اس سے جرمانہ لیا، اس تائید کفر کے سبب منیجر مسلمان گنہ گار ہوگا یا نہیں؟ **بینوا توجروا**

الجواب:

ضرور کہ اس کا یہ حکم قرآن عظیم کے مطابق نہ تھا۔

"وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝" [1]۔ واللہ تعالٰی اعلم۔	اور جو کوئی اللہ تعالٰی کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو وہی فاسق (نافرمان) ہیں، اور اللہ تعالٰی سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔(ت)

[1] القرآن الکریم ۵/ ۴۷

مسئلہ ۱۴: از تحصیل چورو ریاست بیکانیر مرسلہ والد مولوی امتیاز احمد صاحب ۱۴ شعبان ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو بکرے نذر و نیاز یعنی تقرب و عبادت کسی پیر صاحب کے پرورش ہوتے ہیں اور قندوریاں بنائی جاتی ہیں اور پنڈا بھرتے ہیں جیسے ہنوز بھرتے ہیں اور ڈوری اور بدھی اور چوٹی اور جھرولا اور تاتے گلے میں ڈالتے ہیں، یہ امور اخص شرع ہیں یا نہیں اور ان امور کا کرنے والا مشرک ہوتا ہے یا نہیں؟ ہمارے شہر چورو ریاست بیکانیر میں اندر ان مسائل کے بحث ہورہی ہے۔ **بینوا توجروا** (بیان فرماؤ تاکہ اجر وثواب پاؤ۔ت)

الجواب:

اللھم احفظنا (اے اللہ! ہماری حفاظت فرما۔ت) آدمی حقیقۃً کسی بات سے مشرک نہیں ہوتا جب تک غیر خدا کو معبود یا مستقل بالذات وواجب الوجود نہ جانے۔ بعض نصوص میں بعض افعال پر بلااطلاق شرک تشبیہا یا تغلیظا یا بارادہ و مقارنت باعتقاد منافی توحید وامثال ذلک من التاویلات المعروفۃ بین العلماء وارد ہوا جیسے کفر نہیں مگر انکار ضروریات دین اگرچہ ایسی ہی تاویلات سے بعض اعمال پر اطلاق کفر آیا ہے یہاں ہرگز علی الاطلاق شرک وکفر مصطلح علم عقائد کہ آدمی کو اسلام سے خارج کر دیں اور بے توبہ مغفور نہ ہوں زنہار مراد نہیں کہ یہ عقیدہ اجماعیہ اہلسنت کے خلاف ہے ہر شرک کفر ہے اور کفر مزیل اسلام، اور اہلسنت کا اجماع ہے کہ مومن کسی کبیرہ کے سبب اسلام سے خارج نہیں ہوتا ایسی جگہ نصوص کو علی اطلاقہا کفر وشرک مصطلح پر حمل کرنا اشقیائے خوارج کا مذہب مطرود ہے اور شرک اصغر ٹھہرا کر پھر قطعاً مثل شرک حقیقی غیر مغفور ماننا وہابیہ نجدیہ کا خبط مردود، واللہ المستعان علی کل اعنود (اللہ تعالٰی ہی سے مدد مانگی جاتی ہے ہر عناد کرنے والے کے مقابلے میں۔ت) شرح عقائد میں ہے:

الاشراك هو اثبات الشريك فی الالوهية بمعنی وجوب الوجود كما للمجوس اوبمعنی استحقاق العبادة كما لعبدة الاصنام[1]۔	اشراک یعنی شرک اللہ تعالٰی کی الوہیت میں کسی کو شریک سمجھنا ہے یعنی وجوب وجود میں شریک ماننا جیسے مجوس یا عبادت کے اسحقاق میں شریک بنانا جیسے بتوں کے پجاری۔ (ت)

[1] شرح العقائد النسفیہ بحث واللہ تعالٰی خالق لافعال العباد دارالاشاعۃ العربیۃ قندھار افغانستان ص ۶۱

متون عقائد میں ہے:

الکبیرۃ لاتخریج العبد المومن من الایمان ولا تدخلہ فی الکفر [1]۔	کوئی گناہ کبیرہ بندہ مومن کو ایمان سے نکال کر کفر میں داخل نہیں کرتا۔(ت)

نذر و نیاز کہ مسلمین بقصد ایصال بارواح طیبہ حضرات اولیاء کرام نفعنا اللہ تعالٰی ببرکاتھم (اللہ تعالٰی ہمیں ان کی برکتوں سے مستفید فرمائے۔ت) کرتے ہیں ہرگز قصد عبادت نہیں رکھتے نہ انھیں معبود والہ و مستحق عبادت جانتے ہیں، نہ یہ نذر شرعی ہے بلکہ اصطلاح عرفی ہے کہ سلاطین و عظماء کے حضور جو چیز پیش کی جائے اسے نذور نیاز کہتے ہیں اور نیاز تو اس سے بھی عام تر ہے۔ عام محاورہ ہے کہ مجھے فلاں صاحب سے نیاز نہیں، میں تو آپ کا نیاز مند ہوں، فقیر نے اپنے فتاوی میں ان اطلاقت کی بحث شافی لکھی ہے اور خود بھی کبائر مانعین سے ان کا اطلاق ثابت کیا۔ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تحفہ اثناء عشریہ میں فرماتے ہیں:

حضرت امیر وذریہ طاہرہ اوراتمام امت برمثال پیراں و مرشداں می پیرستند وامور تکوینیہ را بایشاں وابستہ م ی دانند و فاتحہ ودرود وصدقات ونذر بنام ایشاں رائج و معمول گردیدہ چنانچہ باجمیع اولیاء ہمیں معاملہ است [2]۔	جناب امیر اور ان کی پاکیزہ اولاد کو تمام امت کے لوگ عقیدت ومحبت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور تکوینی معاملات کو ان سے وابستہ خیال کرتے ہیں اسی لئے فاتحہ درود وصدقات خیرات اور نذر ونیاز کی کارگزاریاں لوگوں میں ان کے نام کے ساتھ رائج اور معمول بن گئی ہیں جیسا کہ دیگر اولیاء کرام کے معاملے میں یہی صورت حال ہے۔(ت)

محبوبان خدا کی طرف تقرب مطلقاً ممنوع نہیں جب تک بروجہ عبادت نہ ہو، تقرب نزدیکی چاہنے رضامندی تلاش کرنے کو کہتے ہیں اور محبوبات بارگاہ عزت مقربان حضرت صمدیت علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نزدیکی ورضا ہر مسلمان کو مطلوب ہے اور وہ افعال کہ اس کے اسباب ہوں بجالانا ضرور محبوب، کہ ان کا قرب بعینہٖ قرب خدا اور ان کی رضا اللہ کی رضا ہے۔

قال اللہ تعالٰی "اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗۤ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْہُ اِنْ کَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ ﴿۶۲﴾" [3]۔	اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: ایمان والوں کے لئے اللہ تعالٰی اور اس کا رسول زیادہ حق رکھتے ہیں کہ انھیں راضی کیا جائے۔(ت)

---

[1] متن شرح العقائد بحث الکبیرۃ دارالاشاعۃ العربیۃ قندھار افغانستان ص ۸۳۔ ۸۲، مجموع المتون فی مختلف الفنون فی التوحید الشؤن الدینیہ وولۃ قطر ص ۶۱۵

[2] تحفہ اثناء عشریہ باب ہفتم درامامۃ تمہید کلام و تقریر مرام سہیل اکیڈمی لاہور ص ۲۱۴

[3] القرآن الکریم ۹/ ۶۲

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان الصدقة یبتغی بها وجه الله تعالٰی والهدیة یبتغی بها وجه الرسول وقضاء الحاجة[1] رواہ الطبرانی فی الکبیر عن عبدالرحمٰن بن علقمة رضی الله تعالٰی عنه۔	صدقے سے اللہ تعالٰی عزوجل کی رضا مطلوب ہوتی ہے اور ہدیہ سے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی رضا اور اپنی حاجت روائی منظور ہوتی ہے (امام طبرانی نے اس کو معجم الکبیر میں حضرت عبدالرحمٰن بن علقمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالہ سے روایت کیا ہے۔ت)

درمختار میں ہے:

فی المنیة انا لانسیئ الظن بالمسلم انه یتقرب الی الادمی بهذا النحر ونحوه فی شرح الوهبانیة عن الذخیرة[2]۔	منیہ میں ہے کہ ہم کسی مسلمان کے بارے میں یہ بدگمانی نہیں کرتے کہ وہ اس قربانی اور اس جیسے کام سے کسی آدمی کا تقرب چاہتا ہے شرح وہبانیہ میں ذخیرہ کے حوالے سے اسی طرح مذکور ہے۔(ت)

ردالمحتار میں ہے:

قوله انه یتقرب الی الادمی ای علی وجه العبادة لانه المکفر وهذا بعید من حال المسلم[3]۔	مصنف درمختار کا قول ہے کہ کسی آدمی کی تقرب چاہتا ہو یعنی اس تقرب سے عبادت مراد ہو تو یہ کفر ہے اور یہ چیز مسلمان کے حال سے بعید ہے۔(ت)

ہاں جو شخص عبادت غیر کا قصد کرے ضرور مشرک ہے۔ مگر یہ قصد مسلمان کلمہ گو سے بدے اس کے صریح اقرار کے کہ وہ غیر خدا کو معبود جانتا ہے محض اپنے ظنوں سے ثابت نہ ہوگا، یہ سب سے بدتر بدگمانی ہے اور بدگمانی سب سے سخت تر جھوٹ اور اشد حرام۔

قال الله تعالٰی "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ٘ اِنَّ بَعْضَ	اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے پرہیز کرو کیونکہ بعض گمان

---

[1] کنز العمال بحوالہ طب عن عبدالرحمن بن علقمہ حدیث ۱۵۹۹۷ مؤسسة الرسالة بیروت ۶/ ۳۴۸

[2] درمختار کتاب الذبائح مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۳۰

[3] ردالمحتار کتاب الذبائح دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۱۹۷

الظَّنِّ اِثْمٌ"[1]	گناہ ہوتے ہیں۔(ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث۔رواہ الائمۃ مالک[2] والبخاری ومسلم وابوداؤد والترمذی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	لوگوں سے گمان بد کرنے سے پرہیز کرو کیونکہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے۔الحدیث(ائمہ کرام مثلا امام مالک، بخاری، مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی نے بحوالہ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ اسے روات کیا ہے۔ت)

مرد کے سر پر چوٹی رکھنا ویسے ہی حرام ہے۔رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ سلم فرماتے ہیں:

لعن اللہ المتشابہات من النساء بالرجال والمتشبھین من الرجال بالنساء رواہ الائمۃ احمد والبخاری[3] وابوداؤد والترمذی وابن ماجۃ عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما وفیہ احادیث کثیرہ بالغۃ حد التواتر۔	اللہ تعالٰی نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو مردوں سے مشابہت اختیار کریں،اور ان مردوں پر بھی لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں۔ائمہ کرام مثلا امام احمد، بخاری، ابوداؤد، ترمذی، اور ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کے حوالہ سے روایت کیا ہے۔اس بارے میں بہت سی احادیث مروی ہیں جو تواتر کی حد تک

---

[1] القرآن الکریم ۴۹/ ۱۲

[2] صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم الظن قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۱۶،جامع الترمذی ابواب البر باب ماجاء فی سوء الظن امین کمپنی دہلی ۲/ ۲۰،صحیح البخاری کتاب الوصایا قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۸۴،موطاامام مالك ماجاء فی المھاجرۃ کتب خانہ کراچی ص۷۰۶

[3] مسند امام احمد بن حنبل مرویات ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ دارالفکر بیروت ۱/ ۳۳۹،سنن ابن ماجہ کتاب النکاح باب فی المخنثین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۱۳۸،صحیح البخاری کتاب اللباس باب المتشبھین قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۷۴،سنن ابی داؤد کتاب اللباس آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۱۰،جامع الترمذی ابواب الادب امین کمپنی دہلی ۲/ ۱۰۲

	پہنچی ہوئی ہیں۔(ت)

خصوصا کسی کے نام کی چوٹی کہ رسول کفار ہنود سے ہے یوہیں ڈوری بدھی کلاوہ بھی محض جہالت و بے اصل ہے۔ پنڈا بھرنا، قندوری بھرنا، تاتا میری زبان کے الفاظ نہیں، نہ مجھے ان کے معانی معلوم۔ یہ بھی اگر بدھی چوٹی وغیرہ کے مثل ہوں توان کا بھی وہی حکم ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۵: از چاٹگام موضع قلادجان مرسلہ نظام الدین ۲۳ ربیع الآخر ۱۳۲۳ھ

چہ می فرمایند علماء دین رحمہم اللہ تعالٰی اندریں مسئلہ کہ زید و عمرو ہر دو عالم اندہرگاہ قطعہ فرائض بعبارت صحیحہ ومسئلہ صریحہ پیش ایشاں وقوع آمد پس زید بربنائے نفاق وعداوت دنیاوی گفتہ کہ اکثر جائے فرائض غلط کردہ ودستخط بہ صحیح مسئلہ آں ممنوع وعمرو او لا فرائض موصوفہ بغور نظر دیدہ دستخط بداں بر تصحیح مسئلہ آں کردہ اند باز از زبانی زید غلط عبارتش شنیدہ ودستخط خود ازوے منقطع کردہ اند ہر دو عالم موصوف، باوجودیکہ حضرات متدینین ادام اللہ فیوضہم آنرا تحقیق کردہ صحیح فرمودہ اند عبارتش رامغلط گویند، دستخط بداں غیر مشروع پندارند پس دریں واقعہ دماغ وغروری منسوب شوند یانہ وآنانکہ صحیح وجائز راناجائز وحلال راحرام بربنائے دماغ وغروری میدانند کافر گردد یا بارتکاب کبیرہ بیّنوا توجروا۔

علمائے دین اس مسئلہ میں کیافرماتے ہیں (اے علم والو! اللہ تعالٰی تم پر رحم فرمائے) زید اور عمرو دونوں عالم ہیں ان دونوں کے سامنے قطعہ فرائض عبارت صحیحہ اور مسئلہ صریحہ کے ساتھ پیش کیا گیا تو زید نے نفاق اور دنیوی عداوت کی بناپر کہہ دیا کہ فرائض کے زیادہ تر مقامات میں غلطی کی گئی ہے لہٰذا اس مسئلے کی صحت پر دستخط کرنا جائز نہیں۔ عمرو نے پہلے فرائض موصوفہ کو غور وفکر سے دیکھا پھر اس مسئلہ کی صحت کو تسلیم کرتے ہوئے دستخط کردئے، ازاں بعد زید کی زبانی اس کی غلط عبارت سنی تو دونوں موصوف عالموں نے اس سے اپنے اپنے دستخط مٹادئے گرچہ دیندار حضرات (اللہ تعالٰی ان کے فیوض وبرکات ہمیشہ پھیلائے) نے اس کی تحقیق کے بعد اس کی تصحیح فرمائی کیونکہ یہ دونوں اس کے عبارت کو غلط کہہ کر اس پر دستخط کو ناجائز سمجھے پس کیا اس واقعہ میں وہ لوگ عالی دماغ اور تکبر کی طرف منسوب ہوں گے؟ اور جو لوگ علو دماغ اور تکبر کی بناء پر صحیح اور جائز کو ناجائز اور حلال کو حرام جانیں کافر قرار پائیں گے یا کبیرہ گناہ کے مرتکب؟ بیان فرماکر اجر وثواب کے مستحق ہوں۔(ت)

الجواب :

اس سوال میں مکمل اجمال بلکہ ناقص چھوڑ دینے سے کام لیا گیا ہے۔ (یعنی سوال ہی ادھورا ہے) مناسب تو یہ تھا کہ اس فتوٰی کی نقل ہمراہ سوال بھیجی جاتی تاکہ یہ دیکھا جاتا کہ آیا واقعی وہ غلط ہے اور زید اس کی غلطی کی تہہ تک پہنچا اور عمرو بھی اور وہ اس سے آگاہ اور ہوشیار ہوگئے اس لئے اپنی تصحیح (ضمانت صحت) اس سے الگ کرلی۔ پس اس صورت میں دونوں راہ صواب پر ہیں یا در حقیقت وہ صحیح ہے، پھر یہ دیکھنا ہے کہ مسئلہ اس باب سے ہے کہ اس کے سمجھنے میں ان کو غلطی لاحق ہوگئی اس صورت میں وہ معذور متصور ہوں گے پھر یہ دیکھنا ہے کہ کیا انھوں نے دانستہ حق کا مقابلہ کیا، اگر ایسا ہے تو اس صورت میں وہ ضرور گناہ کے مرتکب ہوئے لیکن کفر پھر بھی نہیں ہوگا الایہ کہ مسئلہ ضروریات دین سے ہو (اور اس کا صراحۃً انکار ہو تو پھر کفر لازم آئے گا۔ مترجم) کہ اس کا انکار یا اس میں شک کیا جائے تو کفر ہے۔ اللہ تعالٰی کی پناہ۔ اور اللہ سب سے بڑا عالم ہے۔ (ت)	دریں سوال کمال اجمال بلکہ اہمال بکار بردہ شد می بایست نقل آن فتوٰی فرستند تا دیدہ شود کہ آیا فی الواقع غلط است وزید بخطائے او بے بردہ و باز عمرو نیز آگاہ ومتنبہ شدہ تصحیح خود ازوے جدا کردہ دریں صورت ہر دو بر صواب باشند یا حقیقۃً صحیح ست وآنگاہ دیدنی ست کہ مسئلہ ازاں باب ست کہ خطا وانگاہ دیدنی ست کہ مسئلہ ازاں باب ست کہ خطا در فہم او باینان عارض شود و دریں صورت درآنچہ کردند معذور باشند یا آنچناں نیست کہ بالقصد مکابرہ حق کردہ اند انگاہ لاجرم آثم وبزہ کار شوند فاما کفر نبود مگر آنکہ مسئلہ از ضروریات دین باشد کہ انکار بلکہ شک دراں کفر است۔ والعیاذ باللہ تعالٰی واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۶: ازیں شہر مرسلہ منشی احمد حسین خرسند نقشہ نویس فیض آباد دفتر اسسٹنٹ ریلوے

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسول الکریم۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسلمانوں کے حق میں جو آریہ سماجوں میں جاکر کاپی نویسی کرتے ہیں یا پریس میں ہیں یا ان کے اخبار اور مذہبی پرچے روانہ یا تقسیم کرتے ہیں حالانکہ ان پرچوں میں قرآن کریم اور رسول رحیم پر کھلے کھلے اعتراض والزام ہوتے ہیں رسول مقبول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو نعوذ باللہ منہا اور علمائے متقدمین ومتاخرین کو کھلی کھلی گالیاں دے جاتے ہیں جس کے شاہد سماجی کتب ترک اسلام، تہذیب الاسلام، آریہ مسافر جالندھر، آریہ مسافر میگزین، مسافر بہرائچ، آریہ پتر بریلی، ستیارتھ پرکاش موجود ہیں، نمونے کے طور پر چن الفاظ نقل ذیل ہیں: ستیا، پرکاش، مسافر،

بہرائچ، آیا ان مسلمانوں سے جو سماجوں میں ملازم ہیں میل جول رکا جائے اور مسلمان سمجھے جائیں، ایسے مسلمان جو مخالفین اسلام و دشمنان خدا اور سول کی اعانت کرنے والے ہیں ان کے جنازے کی نماز پڑھنا درست ہے اور ان کے ساتھ شراکت و نکاح جائز ہے یا نہیں؟ مفصل بیان فرمائے، اللہ اس کا اجر عظیم عطا فرمائے۔

الجواب:

اللہ عزوجل اپنے غضب سے پناہ دے۔ الحمدللہ فقیر ے وہ ناپاک ملعون کلمات نہ دیکھے، جب سوال کی اس سطر پر آیا جس سے معلوم ہوا کہ آگے کلمات لعینہ ملعونہ منقول ہوں گے ان پر نگاہ نہ کی، نیچے کی سطریں جن میں سوال ہے باحتیاط دیکھیں، ایک ہی لفظ اوپر سائل نے نقل کیا اور نادانستگی میں نظر پڑا وہی مسلمان کے دل پر زخم کو کافی ہے اب یہ کہ جواب لکھ رہا ہوں کاغذ تہہ کرلیا ہے کہ اللہ تعالٰی ملعونات کو نہ دکھائے نہ سنائے جو نام کے مسلمان کاپی نویسی کرتے ہیں اور عزوجل وقرآن عظیم و محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان میں ایسے ملعون کلمات ایسی گالیاں اپنے قلم سے لکھتے چاہتے ہیں یا کسی طرح اس میں اعانت کرتے ہیں ان سب پر اللہ تعالٰی کی لعنت اترتی ہے وہ اللہ ورسول کے مخالف اور اپنے ایمان کے دشمن ہیں قہر الٰہی کی آگ ان کے لئے بھڑکتی ہے صبح کرتے ہیں تو اللہ کے غضب میں اور شام کرتے ہیں تو اللہ کے غضب میں، اور خاص جس وقت ان ملعون کلموں کو آنکھ سے دیکھتے قلم سے لکھتے۔ مقابلہ وغیرہ میں زبان سے نکالتے یا پتھر پر اس کا ہلکا بھرا بناتے ہیں ہر کلمے پر اللہ عزجل کی سخت لعنتیں، ملائکہ اللہ کی شدید لعنتیں ان پر اترتی ہیں یہ میں نہیں کہتا ہوں قرآن فرماتا ہے:

" اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا۝۵۷ "[1]	بیشک وہ لوگ جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا و آخرت میں اللہ نے ان کے تیار کر رکھا ہے ذلت کا عذاب۔

ان ناپاکوں کا یہ گمان کہ گناہ تو اس خبیث کا ہے جو مصنف ہے ہم تو نقل کردینے یا چھاپ دینے والے ہیں سخت ملعون و مردود وگمان ہے۔ زید کسی دنیا کی عزت دار کو گالیاں لکھ کر چھپوانا چاہے تو ہرگز نہ چھاپیں گے جانتے ہیں کہ مصنف کے ساتھ چھاپنے والی بھی گرفتار ہوں گے مگر اللہ واحد قہار کے قہر وعذاب ولعنت وعتاب کی کیا پرواہ یقینًا یقینًا کاپی لکھنے ولا پتھر بنانے والا، چھاپنے والا، کل چلانے والا

---

[1] القرآن الکریم ۳۳/ ۵۷

غرض جان کرکے کہ اس میں یہ کچھ ہے کسی طرح اس میں اعانت کرنے والا سب ایک ہی باندھ کر جہنم کی بھڑکتی آگ میں ڈالے جانے کے مستحق ہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ" [1]	گناہ اور حد سے بڑھنے میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من مشی مع ظالم لیعینه وھو یعلم انه ظالم فقد خرج من الاسلام، رواہ الطبرانی[2] فی الکبیر والضیاء فی صحیح المختارۃ عن اوس بن شرحبیل رضی اللہ تعالٰی عنه۔	جو دانستہ کسی ظالم کے ساتھ اس کی مدد دینے چلا وہ یقینا اسلام سے نکل گیا (امام طبرانی نے معجم کبیر میں اور ضیاء نے صحیح مختارہ میں حضرت اوس بن شرحبیل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیا ہے۔ت)

یہ اس ظالم کے لئے ہے جو گرہ بھر زمین یا چار پیسے کسی کے دبالے یا زید وعمرو کسی کو ناحق سست کہے اس کے مددگار کو ارشاد ہوا کہ اسلام سے نکل جاتا ہے نہ کہ یہ اشد ظالمین جو اللہ ورسول کو گالیاں دیتے ہیں ان باتوں میں ان کا مددگار کیونکر مسلمان رہ سکتا ہے۔ طریقہ محمدیہ اوعراس کی شرح حدیقہ ندیہ میں ہے:

من آفات الید کتابة مایحرم تلفظه من شعر المجون والفواحش والقذف والقصص التی فیھا نحو ذٰلك ولاھاجی نثر اونظما والمصنافات المشتملة علی مذاھب الفرق الضالة فان القلم احدی اللسانین فکانت الکتابة فی معنی الکلام بل ابلغ منه لبقائھا علی صفحات اللیالی والایام والکلمة تذھب فی الھواء و لاتبقی[3] اھ مختصرا۔	ہاتھ کی آفتوں سے ایک ہے کہ وہ کچھ لکھا جائے جس کا بولنا حرام ہے یعنی جیسے مذمت کے اشعار، فحش باتیں۔ گالی گلوچ اور وہ واقعات جو اسی قسم کی باتوں پر مشتمل ہوں اور ہجوں کرنا خواہ نثر میں ہو یا نظم میں اور گمراہ فرقوں کے مذاہب پر مشتمل تصنیفات اس لئے کہ بولنے والی زبان کی طرح قلم بھی ایک زبان ہے (جس کے ذریعے اظہار خیال ہوتا ہے) لہذا لکھنا بولنے ہی کی طرح ہے بلکہ بولنے سے بھی زیادہ بلیغ ہے جبکہ (زبان سے ادا ہونے والے) کلمات ہوا میں (منتشر ہو کر) گم ہو جاتے ہیں اور باقی نہیں رہتے مختصرا۔

---

[1] القرآن الکریم ۵/ ۲

[2] المعجم الکبیر حدیث ۶۱۹ المکتبة الفیصلیه بیروت ۱/ ۲۲۷

[3] الحدیقة الندیة شرح الطریقه المحمدیه الصنف الخامس مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/ ۴۔۴۴۳

ایسے اشد فاسق فاجر اگر توبہ نہ کریں تو ان سے میل جول ناجائز ہے ان کے پاس دوستانہ اٹھنا بیٹھنا حرام ہے۔ پھر مناکحت تو بڑی چیز ہے۔ اللہ تعالٰی فرماتا ہے:

"وَ اِمَّا یُنۡسِیَنَّکَ الشَّیۡطٰنُ فَلَا تَقۡعُدۡ بَعۡدَ الذِّکۡرٰی مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۶۸﴾"[1]	اگر تجھے شیطان (غلط قسم کی مجلس میں بیٹھنے کی ممانعت کا حکم) بھلادے تو یاد آجانے کے بعد ظالموں کے پاس مت بیٹھو۔ (ت)

اور جو ان میں اس ناپاک کبیرہ کو حلال بتائے اس پر اصرار واستکبار و مقابلہ شرع سے پیش آئے وہ یقینا کافر رہے اس کی عورت اس کے نکاح سے باہر ہے اس کے جنازے کی نماز حرام۔ اسے مسلمانوں کی طرح غسل دینا، کفن دینا، دفن کرنا، اس کے دفن میں شریک ہونا، اس کی قبر پر جانا سب پر حرام ہے۔ اللہ تعالٰی فرماتا ہے:

"وَ لَا تُصَلِّ عَلٰۤی اَحَدٍ مِّنۡہُمۡ مَّاتَ اَبَدًا وَّ لَا تَقُمۡ عَلٰی قَبۡرِہٖ ؕ"[2]۔ واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم۔	جب ان کافروں میں سے کوئی مرجائے تو اس پر نماز مت پڑھو اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہو۔ واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم۔ (ت)

فقیر کے یہاں فتاوی مجموعہ پر نقل ہوتے ہیں، میں نے نقل فرمانے والے صاحب سے کہہ دیا ہے کہ ان ملعون الفاظ کی نقل نہ کریں، سنا گیا ہے کہ سائل کا قصہ اس فتوے کے چھاپنے کا ہے میں درخواست کرتا ہوں کہ ان ملعونات کو نکال ڈالیں ان کی جگہ دوا ایک سطریں خالی صرف نقطے لگا کر چھوڑ دیں کہ مسلمانوں کی آنکھیں ان لعنتی ناپاکوں کے دیکھنے سے باذنہ تعالٰی محفوظ رہیں، **فاللہ خیر حافظ وھو ارحم الراحمین** (اللہ تعالٰی سب سے بہتر نگہبان ہے اور وہ سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے۔ ت)

مسئلہ ۱۷: از گونڈا ملک اودھ مرسلہ مسلمانان گونڈا عموما و حافظ عبدالعزیز صاحب مدرس انجمن اسلامیہ گونڈا ذوالحجہ ۱۳۲۴ھ

زید نے پیشتر جس کو عرصہ قریب چار سال کے ہوا تین چار شخصوں کے سامنے یہ کلمات توہین وبے ادبی کے کہے کہ جملہ انبیاء علیہم السلام نے گناہ کیا اور گناہ میں مبتلا رہے جب بہت کچھ کہا گیا تو پھر زید نے بلا توبہ یہ کلمہ کہا کہ اچھا ہی نبی معصوم سہی مگر ہم سوائے انبیاء کے کسی کو قطعی جنتی نہیں کہہ سکتے۔ اور یہ کلمات ساٹھ ستر مسلمانوں کے سامنے مکرر سہ کرر کہے، اس کا جواب زید کو دیا گیا کہ تم نے یہ بھی خلاف کلام اللہ وحدیث شریف کے کہا

[1] القرآن الکریم ۶/ ۶۸

[2] القرآن الکریم ۹/ ۸۴

کیونکہ عشرہ مبشرہ واصحاب بدر وشہداء وغیرہ وغیرہ ضرور قطعی جنتی ہیں اور ان کی نسبت حدیث وکلام پاک میں حکم آچکا ہے مگر زید نے ایک نہ مانی اور یہ ہی کہتا رہا کہ ہم ہر گز نہیں کہہ سکتے بلکہ فوجداری کرنے کو مستعد وامادہ ہوگیا۔ بروقت استفسار علمائے دین نے فتوی دیا کہ زید ایسے کلمات کہنے سے قطعاً بدمذہب وگمراہ وبے دین وخارج از دائرہ اہلسنت وجماعت ہے۔ اور اس کے پیچھے نماز ناجائز کیا بلکہ بالکل باطل ہے اس کو مناسب ہے کہ توبہ کرے جبکہ زید مذکور کو توبہ کرنے کے واسطے کہا گیا تو اول تو اس نے کلمات بالا کے کہنے سے انکار کیا جب سب لوگوں پر پورے طور سے کلمات ناشائستہ بالا کا کہنا ثابت ہوگیا تو پھر یہ حیلہ کیا کہ فلاں فلاں دو شخصوں کے روبرو ہم نے توبہ کرلی، اور ان دو شخصوں کا نام لیا جو زید کے دست واحباب ہیں اور جنھوں نے سابقا مثل زید کے یہ کہا تھا کہ ایسے کلمات زید نے نہیں کہے اور پھر وہی دونوں شخص کہنے لگے کہ زید نے توبہ کرلی ہے۔ لیکن دیگر صاحبان نے اس کہنے زید اور ان کے احبابوں کے کہنے کو تسلیم نہ کیا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنی ترک کردی جب علماء سے دریافت کیا کہ زید دو شخص کو گواہ دیتا ہے کہ ان کے روبرو توبہ کرلی وہ شاہد ہیں تو یہ توبہ لائق پذیرائی ہے یا نہیں۔ تو عالم صاحب نے ارقام فرمایا کہ جب زید نے کلمات ضلالت علانیہ ساٹھ ستر مسلمانوں کے مجمع میں کہے اور مسلمانوں کو اپنی گواہی پر گواہ کرلیا اس کو لازم ہے کہ یونہی علی الاعلان توبہ کرکے مسلمانوں کو ان کلمات کے ضلالت ہونے اور اپنے رجوع کرنے پر گواہ کرلے جبکہ خود زید زندہ ہے تو توبہ کرسکتا ہے شہادت کی کیا حاجت ہے۔ اور مفتی صاحب نے یہ حدیث شریف بھی ارقام فرمادی ہے:

اذا علمت سیئۃ فاحدث عندھا التوبۃ السر بالسر و العلانیۃ بالعلانیۃ، رواہ الطبرانی[1] فی معجمہ الکبیر۔	جب تم کوئی گناہ کرو تو اسی وقت توبہ کرو پوشیدہ گناہ کی توبہ پوشیدگی ہے اور اعلانیہ گناہ کی توبہ اعلانیہ، چنانچہ امام طبرانی نے اپنی معجم کبیر میں اسے روایت کیا ہے۔ (ت)

اور مولوی صاحب نے یہ کل مسئلہ تحفہ حنفیّہ میں طبع کراکے شائع کرادیا ہے۔ اب پھر بعد چار سال کے دو تین آدمیوں کے سامنے کلمات لاطائل کا اقرار کرکے توبہ کرلی ہے اور یہ تین شخص ضرور معتبر اور معتمد ہیں مگر جس وقت زید نے ایک مجمع میں وہ کلمات بیہودہ کہے تھے اس وقت یہ صاحب اس مجمع میں نہ تھے

---

[1] المعجم الکبیر عن معاذ بن جبل حدیث ۳۳۱ المکتبہ الفیصلیۃ بیروت ۲۰ /۱۵۹، کنز العمال برمزحم فی الفردوس حدیث ۱۰۱۸۰ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۴ /۲۰۹

اور معاملہ کو ضرور سنا تھا، ایک مفتی صاحب سے جو اس بارہ میں استفسار کیا گیا تو وہ فرماتے ہیں کہ جب دو تین شخص معتبر توبہ کے شاہد ہیں اور وہ اس کی توبہ کی خبر دیتے ہیں تو یہ بھی ایک قسم کا اعلان ہے جب مجمع میں کہتا ہے کہ میں نے فلاں فلاں کے روبرو توبہ کرلی ہے تو اخبار عن التوبہ جو مجمع میں ہوا بمنزلہ توبہ کے ہے پس اعلان حاصل ہوگیا اس لئے یہ توبہ معتبر و صحیح ہوگی اس کا اعتبار کرلینا چاہئے اگرچہ اس فرمان عالم صاحب کو مان لیا گا مگر دوسرے صاحبوں نے کہا کہ آپ سے بھی استفسار لیا جائے یعنی دیگر علماء سے تاکہ کامل اطمینان ہوجائے۔

الجواب:

اقول: وباللہ التوفیق (میں اللہ کی توفیق ہی سے کہتا ہوں۔ت) اس مسئلہ میں مجملا تحقیق حق یہ ہے کہ وہ گناہ جو خلق پر بھی ظاہر ہو جس طرح خود اس کے لئے وہ تعلق ہیں ایک بندے اور خدا میں کہ اللہ عزوجل کی نافرمانی کی اس کا ثمرہ حق جل وعلا کی معاذاللہ ناراضی اس کے عذاب منقطع یا ابدی کا استحقاق دوسرا بندے اور خلق میں کہ مسلمانوں کے نزدیک وہ آثم وظالم یا گمراہ کافر بحسب حیثیت گناہ ٹھہرے اور اس کے لائق سلام وکلام و تعظیم و کرام واقتدائے نماز وغیرہا امور و معاملات میں اس کے ساتھ انھیں برتا کرنا ہو۔ یونہیں اس سے توبہ کے لئے بھی دو رخ ہیں، ایک جانب خدا، اس کا رکن اعظم بصدق دل اس گناہ سے ندامت ہے فی الحال اس کا ترک اور اس کے آثار کا مٹانا اور آئندہ کبھی نہ کرنے کا یہ صحیح عزم، یہ سب باتیں سچی پریشانی کو لازم ہیں۔ ولہذا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الندم توبۃ[1] رواہ احمد والبخاری فی التاریخ وابن ماجۃ والحاکم عن ابن مسعود والحاکم والبیہقی فی شعب الایمان عن انس والطبرانی فی الکبیر وابونعیم	ندامت توبہ ہے (امام احمد اور امام بخاری نے تاریخ میں، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیا امام حاکم اور امام بیہقی نے شعب الایمان

[1] مسند امام احمد عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ دارالفکر بیروت ۱/ ۳۷۶، سنن ابن ماجہ کتاب الزھد باب ذکر التوبۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۳۲۳، المستدرک للحاکم کتاب التوبۃ والانابۃ دارالفکر بیروت ۴/ ۲۴۳، شعب الایمان حدیث ۷۰۳۱ دارالکتب العلمیہ بیروت ۵/ ۳۸۷

فی الحلیة عن ابی سعید الانصاری رضی الله تعالٰی عنهم وهو حدیث صحیح۔	میں حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ کی سند سے اسے روایت کیا۔امام طبرانی نے معجم کبیر میں اور ابونعیم نے حلیہ میں حضرت ابوسعید انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہم سے اسے روایت کیااور وہ صحیح حدیث ہے۔(ت)

یعنی وہی سچی صادقہ ندامت کہ بقیہ ارکان توبہ کو مستلزم ہے اسی نام توبۃ السر ہے۔دوسرا جانب خلق کہ جس طرح ان پر گناہ ظاہر ہوااور ان کے قلوب میں اس کی طرف سے کشیدگی پیدا ہوئی اور معاملات میں اس کے ساتھ اس کے گناہ لائق انھیں احکام دئے گئے اسی طرح ان پر اس کی توبہ ورجوع ظاہر ہو کہ ان کے دل اس سے صاف ہوں اور احکام حالت برات کی طرف مراجعت کریں یہ توبہ علانیہ ہے توبہ سر سے تو کوئی گناہ خالی نہیں ہوسکتا اور گناہ علانیہ کے لئے شرع نے توبہ علانیہ کا حکم دیا ہے امام احمد کتاب الزہد میں بسند حسن اور طبرانی معجم الکبیر اور بیہقی شعب الایمان میں بسند جید سیدنا معاذ بن جبل سے اور دیلمی مسند الفردوسی میں انس بن مالک سے موصولا اور امام احمد زہد میں عطار بن یسار سے مرسلا بالفاظ عدیدہ مطولہ و مختصرہ راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

علیك بتقوی الله عزوجل مااستطعت و اذکر الله عزوجل عند کل حجر وشجر واذا علمت سیئة فاحدث عندها توبة السر بالسر والعلانیة بالعلانیة[1]۔ هذا لفظ احمد عن معاذ وفی مرسله من قوله اذا عملت سیئة الحدیث[2]۔ولفظ الدیلمی اذا احدثت ذنبا فاحدث عند توبة ان سرافسر وان علانیة فعلانیة[3]۔	اللہ عزوجل سے تقوی لازم رکھ اور ہر پتھر اور پیڑ کے پاس اللہ کی یاد کر،اور جب کوئی گناہ کرے اس وقت توبہ لا۔خفیہ کی خفیہ اور آشکارا کی آشکارا۔(یہ حضرت معاذ کے حوالے سے مسند احمد کے الفاظ ہیں اور مسند احمد کی مرسل حدیث ہیں ان کے قول اذا عملت (الحدیث) تک الفاظ میں اور محدث دیلمی کے الفاظ ہیں)جب تجھ سے نیا گناہ ہو تو فورانئی توبہ کر۔نہاں کی نہاں،اور عیاں کی عیاں۔

[1] الزہد لاحمد بن حنبل مقدمہ الکتاب دارالدیان للتراث القاہرۃ ص ۳۵

[2] اتحاف السادۃ المتقین بر مزاحمد فی الزہد عن عطار بن یسار مرسلا دارالفکر بیروت ۸/ ۶۰۳

[3] کنز العمال بحوالہ الدیلمی عن انس حدیث ۱۰۲۶۸ موسسۃ الرسالہ بیروت ۴/ ۲۲۰

اقول: وباللہ التوفیق (اللہ تعالٰی کی عطا کردہ توفیق ہی سے میں کہتا ہوں۔ت) اس حکم میں بکثرت حکمتیں ہیں:

اول: اصلاح ذات بین کا حکم ہے یعنی آپس میں صفائی اور صلح رکھو، یہ گناہ علانیہ میں توبہ علانیہ ہی پر موقوف کہ جب مسلمان اس کے گناہ سے آگاہ ہوئے اگر توبہ سے واقف نہ ہوں تو ان کے قلوب اس سے ویسے ہی رہیں گے جیسے قبل توبہ تھے۔

دوم: جب وہ اسے برا سمجھتے ہوئے ہیں تو اس کے ساتھ وہی معاملات بعد و تنفر رکھیں گے جو بدون کے ساتھ درکار ہیں علی الخصوص بدمذہب لوگ جیسا زید کا حال ہے یہ بہت برکات سے محرومی کا باعث ہوگا۔

سوم: جب یہ واقع میں تائب ہولے اور نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ[1]۔	گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔ (ت)

تو اب مسلمانوں کے وہ معاملات نظر بواقع بیجا ہوں گے اور انھیں اس بیجا پر خود یہ شخص حامل ہوا کہ اگر اپنی توبہ کا اعلان کردیتا ہے تو کیوں وہ معاملات رہتے تو لازم ہوا کہ انھیں مطلع کردے جیسے کسی کے کپڑے میں نجاست ہو اور وہ مطلع نہیں تو جاننے والے پر اسے خبر دینی ضروری ہے۔

چہارم: ایسے گناہوں میں جو بددینی ہے جیسے صورت مسئولہ میں زید کے وہ کلمات خبیثہ ان میں ایک اور سخت آفت کا اندیشہ ہے کہ اگر یہ مرگیا اور مسلمانوں پر اس کی توبہ ظاہر نہیں اور بدمذہب کی مذمت اس کے مرنے پر بھی جائز بلکہ کبھی شرعاً واجب ہے تو اہل سنت اسے برا اور بددین اور گمراہ کہیں گے اور ان کے سید و مولٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انھیں زمین میں اللہ عزوجل گواہ بتادیا ہے آسمان میں اس کے گواہ ملائکہ ہیں اور زمین میں اہلسنت تو ان کی گواہی سے اس پر سخت ضرر کا خوف ہے اور وہ خود اس میں تقصیر وار ہے کہ اعلان توبہ سے ان کا قلب صاف نہ کردیا، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تشریف فرماتھے ایک جنازہ گزرا حاضرین نے اس کی تعریف کی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ سلم نے فرمایا:۔ "**وجبت**" واجب ہوگئی، ایک دوسرا جنازہ گزرا اس کی مذمت کی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: "**وجبت**" واجب ہوگئی، امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ

[1] کنز العمال برمزہ 'ق' طب عن ابن مسعود حدیث ۱۰۲۴۹ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۴/ ۲۲۰

کیا واجب ہو گئی۔فرمایا:

هذا اثنیتم علیه خیرا فوجبت له الجنة و هذا اثنیتم علیه شرا فوجبت له النار انتم شهداء الله فی الارض۔رواه احمد والشیخان [1] عن انس رضی الله تعالٰی عنه۔	پہلے کی تم نے تعریف کی اس کے لئے جنت واجب ہو گئی، دوسرے کی مذمت کی اس کے لئے دوزخ واجب ہو گئی، تم اللہ تعالٰی کے گواہ ہو زمین میں،(امام احمد، بخاری اور مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالہ سے اسے روایت کیا۔ت)

اور یہ نہ بھی ہو تو اتنا ضرور ہے کہ علماء و صلحاء اہلسنت اس کی تجہیز میں شرکت اور اس کے جنازہ پر نماز سے احتراز کریں گے شفاعت اخیار سے محروم رہے گا، یہ شناعت کیا کم ہے، **والعیاذ بالله تعالٰی** (اللہ کی پناہ۔ت)

پنجم: اصل یہ کہ گناہ علانیہ دوہرا گناہ ہے کہ اعلان گناہ دوہرا گناہ بلکہ اس گناہ سے بھی بدتر گناہ ہے۔رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

کل امتی معافی الا المجاہرین، رواه الشیخان [2] عن ابی هریرة والطبرانی فی الاوسط عن ابی قتادة رضی الله تعالٰی عنهما۔	میری سب امت عافیت میں ہے سوان کے جو گناہ آشکارا کرتے ہیں(بخاری ومسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے اور امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے اسے روایت کیا ہے۔ت)

نیز حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

لا یزال العذاب مکشوفا عن العباد لما استتروا بمعاصی الله فاذا اعلنوها	ہمیشہ اللہ کا عذاب بندوں سے دور رہے گا جبکہ وہ اللہ تعالٰی کی نافرمانیوں کو ڈھانپیں

[1] صحیح البخاری کتاب الجنائز باب ثناء الناس علی المیت قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۸۳، صحیح مسلم کتاب الجنائز باب فی وجوب الجنة والنار بشهادة المومنین الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۰۸

[2] صحیح البخاری کتاب الادب باب ستر المؤمن علی نفسه قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۹۶، صحیح مسلم کتاب الزهد باب عقوبة من یامر بالمعروف الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۴۱۲، المعجم الاوسط حدیث ۴۴۹۵ مکتبة المعارف ریاض ۵/ ۵۲۔۲۵۱

استرجبوا عذاب النار، رواہ فی مسند[1] الفردوس عن المغیرۃ بن شعبۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	اور چھپائیں گے پھر جب علانیہ گناہ ور نافرمانیاں کریں گے تو وہ عذاب کے مستحق اور سزا وار ہوجائیں گے محدث دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے روایت کیا۔ (ت)

اعلان پر باعث نفس کہ جرات وجسارت وسرکشی وبے حیائی اور مرض کا علاج ضد سے ہوتا ہے جب مسلمانوں کے مجمع میں اپنی ندامت وپشیمانی ظاہر کرے گا اور اپنے قول یا فعل یا عقیدہ کی بدی وشناعت پر اقرار لائے گا تو اس سے جو انکساری پیدا ہوگا اس سرکشی کی دوا ہوگا، فکر حاضر میں اس وقت اتنی حکمتیں خیال میں آئیں اور شریعت مطہرہ کی حکمتوں کو کون حصر کرسکتا ہے ان میں اکثر وجوہ یہ ہوتا ہے کہ جن جن لوگوں کے سامنے گناہ کیا ہے ان سب کے مواجدہ میں توبہ کرے مگر یہ کثرت مجمع کی حالت میں مطلقًا اور بعض صورتیں ویسے بھی حرج سے خالی نہیں اور حرج مدفوع بالنص ہے تاہم اس قدر ضرور چاہئے کہ مجمع توبہ مجمع گناہ کے مشابہ ہو سب میں ادنٰی درجہ کا اعلان اگرچہ دو کے سامنے بھی حاصل ہوسکتا ہے۔

کما اجاب علماؤنا تمسك الامام مالك فی اشتراط الاعلان بحدیث اعلنوا النکاح ان من اشھد فقد اعلن کما فی مختصر الکرخی ومبسوط الامام محرر المذھب وغیرھما۔	جیساکہ ہمارے علماء کرام نے حضرت امام مالک کو ان کے استدلال سے جواب دیا کیونکہ امام مالک نے حدیث اعلنوا النکاح (لوگو! نکاح کا اعلان کیا کرو) سے نکاح کے لئے اسے شرط قرار دیا ہے ہمارے ائمہ نے فرمایا: جو شخص نکاح پر گواہ بنائیگا تو بلاشبہہ اس نے نکاح کا اعلان کردیا۔ (گویا حدیث میں اعلان سے تشہیر مراد ہے۔ مترجم) جیسا کہ مختصر کرخی اور مذہب تحریر کرنے والے امام محمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی مبسوط اور ان دو کے علاوہ دوسری کتابوں میں مذکور ہے۔ (ت)

مگر وہ مقاصد شرح یہاں بے مشاکلت ومشابہت حاصل نہ ہوں گے ولہذا علامہ مناوی نے فیض القدیر میں اس حدیث کی شرح میں لکھا:

احدث عندھا توبۃ تجانسھا مع رعایۃ المقابلۃ وتحقق	گناہ کے ہوتے ہی ایسی نئی توبہ کریں جو اس گناہ کی مجانس (اس کی مثل) ہو باوجودیکہ اس

[1] الفردوس بماثور الخطاب حدیث ۷۵۷۸ دار الکتب العلمیہ بیروت ۵/ ۹۶

المشاکلۃ[1] اھ مختصرًا۔	میں رعایت مقابلہ وتحقق مشاکلت ہو (مختصرا عبارت مکمل ہوئی)۔ (ت)

سو کے سامنے گناہ کیا اور ایک گوشہ میں دو کے آگے اظہار توبہ کردیا تو اس کا اشتہار مثل اشتہار گناہ نہ ہو اور وہ فوائد کہ مطلوب تھے پورے نہ ہوئے بلکہ حقیقۃً وہ مرض کہ باعث اعلان تھا توبہ میں کمی اعلان پر بھی وہی باعث ہے کہ گناہ تو دل کھول کر مجمع کثیر میں کرلیا اور اپنی خطا پر اقرار کرتے عار آتی ہے چپکے سے دو تین کے سامنے کہہ لیا وہ انکساری کہ مطلوب شرع تھا حاصل ہونا درکنار ہنوز خودداری واستنکاف باقی ہے اور جب واقع ایسا ہو تو حاشا توبہ سر کی بھی خبر نہیں کہ وہ ندامت صادقہ چاہتی ہے اور اس کا خلوص مانع استنکاف، پھر انصاف کیجئے تو اس کا یہ کہنا کہ میں نے توبہ کرلی ہے اور اس مجمع میں توبہ نہ کرنا خود بھی اسی خودداری واستنکاف کی خبر دے رہا ہے ورنہ گزشتہ توبہ کا قصہ پیش کرنا گواہوں کے نام گنانا ان سے تحقیقات پر موقوف رکھنا مگر یہ جھگڑا آسان تھا یا مسلمانوں کے سامنے یہ دو حروف کہہ لینا کہ الٰہی! میں نے اپنے ان ناپاک اقوال سے توبہ کی، پھر یہاں ایک نکتہ اور ہے اس کے ساتھ بندوں کے معاملے تین قسم ہیں ایک یہ کہ گناہ کی اس کی سزا دی جائے اس پر یہاں قدرت کہاں، دوسرے یہ کہ اس کے ارتباط واختلاط سے تحفظ وتحرز نہ کیا جائے کہ بدمذہب کا ضرر سخت معتذر ہوتا ہے، تیسرے یہ کہ اس کی تعظیم وتکریم مثل قبول شہادت واقتدائے نماز وغیرہ سے احتراز کریں، فاسق وبدمذہب کے اظہار توبہ کرنے سے قسم اول تو فورا موقوف ہوجاتی ہے الا فی بعض صورت مستثنیات مذکورۃ فی الدر وغیرہ (مگر بعض ان صورتوں میں جو درمختار وغیرہ میں مذکور ہیں۔ت) مگر دو قسم باقی ہنوز باقی رہتی ہیں یہاں تک کہ اس کی صلاح حال ظاہر ہو اور مسلمان اس کے صدق توبہ پر اطمنان حاصل ہو اس لیے کہ بہت عیار اپنے بچاؤ اور مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے زبانی توبہ کرلیتے ہیں اور قلب میں وہی فساد بھرا ہوا ہے۔ عراق میں ایک شخص صبیغ بن عسل تمیمی کے سر میں کچھ خیالات بدمذہبی گھومنے لگے، امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حضور عرضی حاضر کی گئی طلبی کا حکم صادر فرمایا وہ حاضر ہوا امیر المومنین نے کھجور کی شاخیں جمع کر رکھیں اور اسے سامنے حاضر ہونے کا حکم دیا فرمایا تو کون ہے؟ کہا میں عبداللہ صبیغ ہوں، فرمایا اور میں عبداللہ عمر ہوں اور ان شاخوں سے مارنا شروع کیا کہ خون بہنے لگا پھر قید خانے بھیج دی، جب زخم اچھے ہوئے پھر بلایا اور ویسا ہی مارا پھر قید کردیا سہ بارہ پھر ایسا ہی کیا یہاں تک کہ وہ بولا یا امیر المومنین! واللہ اب وہ

[1] فیض القدیر شرح الجامع الصغیر للمناوی حدیث ۶۳۷ دارالمعرفۃ بیروت ۱/ ۴۰۶

ہوا میرے سر سے نکل گئی، امیر المومنین نے اسے حاکم یمن حضرت ابوموسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس بھیج دیا اور حکم فرمایا کہ کوئی مسلمان اس کے پاس نہ بیٹھے وہ جدھر گزرتا اگر سو آدمی بیٹھے ہوتے سب متفرق ہوجاتے یہاں تک کہ ابوموسٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرضی بھیجی کہ یاامیر المومنین! اب اس کا حال صلاح پر ہے اس وقت مسلمانوں کو ان کے پاس بیٹھنے کی اجازت فرمائی، دارمی سنن اور نصر مقدسی وابوالقاسم اصبہانی دونوں کتاب الحجہ ابن الانباری کتاب المصارف اور لالکائی کتاب السنۃ اور ابن عساکر تاریخ دمشق میں سلیمان بن یسار سے راوی:

رجل من بنی تمیم یقال له صبیغ بن عسل قدم المدینة وکان عنده کتب فکان یسأل عن متشابه القراٰن فبلغ ذٰلك عمر رضی الله تعالٰی عنه فبعث الیه وقد اعدله عراجین النحل فلما دخل علیه قال من انت قال انا عبدالله صبیغ قال عمر رضی الله تعالٰی عنه وانا عبدالله عمر واوما الیه فجعل یضربه بتلك العراجین فما زال بضربه حتی فما زال یضربه حتی شجه وجعل الدم یسیل علی وجهه فقال حسبك یا امیر المومنین والله فقد ذهب الذی اجد فی رأسی[1]۔	قبیلہ بنی تمیم کا ایک شخص جس کو "صبیغ بن عسل" کہا جاتا تھا مدینہ منورہ آیا اس کے پاس کچھ کتابیں تھیں اور قرآن مجید کے متشابہات کے بارے میں پوچھتا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ تک یہ بات پہنچی تو آپ نے ایک آدمی بھیج کر اسے اپنے ہاں بلالیا اور اس کے لئے کھجوروں کی چند بڑی ٹہنیاں تیار رکھیں جب وہ امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا، میں عبداللہ صبیغ ہوں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: میں اللہ تعالٰی کا بندہ عمر ہوں، پھر اس کی طرف بڑھے اور ان ٹہنیوں سے اسے مارنے لگے اسے مسلسل مارتے رہے یہاں تک کہ وہ زخمی ہوگیا اور اس کے چہرے پر خون بہنے لگا، اس نے کہا بس بھی کریں کافی ہوگیا ہے امیر المومنین! خدا کی قسم میں اپنے دماغ میں جو کچھ پاتا تھا وہ نکل گیا ہے یعنی ختم

[1] تنھذیب تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ صبیغ بن عسل دار احیاء التراث العربی بیروت ۶/ ۳۸۷، سنن الدارمی حدیث ۱۴۶ دار المحاسن للطباعة القاہرۃ ۱/ ۵۱

ولنصر وابن عساکر عن ابی عثمان النهدی عن صبیغ کتب یعنی امیرالمومنین الی اهل البصرة ان لاتجالسوا صبیغا قال ابو عثمٰن فلوجاء ونحن مائة لتفرقناعنه [1]۔وللدارمی وابن عبد الحکیم ابن عساکر عن مولی ابن عمر قال قال له عمر عما تسأل فحدثه فارسل الی عمر یطلب الجرید ضربه بها حتی ترك ظهره دبرة ثم ترکه حتی برء ثم دعا به لیعود به فقال صبیغ یا امیر المومنین ان کنت ترید قتلی فاقتلنی قتلا جمیلا وان کنت ترید تداوینی فقد و الله برئت فاذن له الی ارضه وکتب له الی ابی موسٰی الاشعری ان لایجالسه احد من المسلمین فاشتد ذٰلك علی الرجل

ہوگیا ہے نصر مقدسی اور ابن عساکر نے ابوعثمان نہدی کے حوالے سے صبیغ سے روایت کی، امیر المومنین نے اہل بصرہ کو لکھا کہ وہ صبیغ کے پاس نہ بیٹھا کریں، چنانچہ ابو عثمان نے بیان کیا (کہ اس حکم کے بعد لوگوں کی یہ حالت ہوگئی کہ) اگر وہ شخص آتا اور رہم ایک سو کی تعداد میں موجود ہوتے تو ہم ادھر ادھر بکھر جاتے، دارمی، ابن عبدالحکیم اور ابن عساکر نے حضرت عبداللہ ابن عمر کے آزاد کردہ غلام سے روایت کی غلام نے کہا حضرت عمر فاروق نے اس سے دریافت فرمایا: تو کس بارے میں سوال کرنا چاہتاہے، اس نے جواب دیا اور بیان کیا۔ پھر امیر المومنین نے لاٹھیاں منگوانے کے لیے میرے پاس آدمی بھیجا اور لاٹھیاں منگوا کر اس سے مارا پیٹا یہاں تک کہ اس کی پیٹھ زخمی ہوگئی، اسے اس حالت میں رخصت کردیا تاآنکہ وہ صحت یاب ہوکر ٹھیک ہوگیا، پھر اسے طلب کیا تاکہ اسے مزید زدوکوب کریں، صبیغ مذکور نے عرض کی اے امیر المومنین! اگر مجھے ماڈالنا چاہتے ہیں تو مجھے مار ڈالیں اور اگر میرا علاج کرنا چاہتے ہیں تو خدا کی قسم اب میں ٹھیک ہوگیا ہوں، امیر المومنین نے پھر اسے اپنے وطن جانے کی اجازت دے دی اور اس کے بارے میں حضرت

[1] تهذیب دمشق الکبیر ترجمه صبیغ بن عسل دار احیاء التراث العربی بیروت ۶ /۳۸۷

فکتب ابو موسٰی الی عمر ان قد حسنت ھیأته ان ائذن للناس فی مجالسته [1] ولابن الابناری ولنصر واللالکائی وابن عساکر عن السائب بن یزید رضی اللہ تعالٰی عنه وذکر القصة قال فلم یزل یعنی صبیغا وضیعا فی قومه حتی ھلك وکان سید قومه [2]۔	ابوموسٰی اشعری کی طرف یہ ہدایت تحریر بھیجی کہ کوئی مسلمان اس شخص کے پاس نہ بیٹھنے پائے، یہ حکم اسے گراں گزرا، کچھ عرصہ بعد ابوموسٰی اشعری نے امیر المومنین کو لکھا کہ اس کی حالت اچھی ہوگئی ہے۔آپ نے انھیں جواب بھیجا کہ اب لوگوں کو اس کے پاس بیٹھنے کی اجازت دے دیں، ابن ابی الابناری نصر مقدسی لاکائی اور ابن عساکر نے حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے روایت فرمائی کہ انھوں نے پورا واقعہ بیان کیا اور فرمایا کہ پھر ہمیشہ صبیغ اپنی قوم (بے قدر) کہتر ہوگیا یہاں تک کہ اسے موت آگئی، باوجود یہ کہ وہ اپنی قوم کا سردار تھا۔(ت)

پھر صحت توبہ پر اطمینان کتنی مدت میں حاصل ہوتا ہے صحیح یہ ہے کہ اس کے لئے کوئی مدت متعین نہیں کرسکتے جب اس شخص کی حالت کے لحاظ سے اطمینان ہوجائے کہ اب اس کی اصطلاح ہوگئی اس وقت اس سے دو قسم اخیر کے معاملات بر طرف ہوں گے، فتاوٰی امام قاضی خاں پھر فتاوٰی عالمگیریہ میں ہے:

الفاسق اذا تاب لاتقبل شھادته مالم یمض علیه زمان یظھر علیه اثر التوبة والصحیح ان ذٰلك مفوض الی رائی القاضی [3]۔	بدکردار جب تائب ہوجائے تب بھی اس کی شہادت مقبول نہ ہوگی جب تک کہ کچھ زمانہ بیت جائے تاکہ اس پر توبہ کے آثار ہو جائیں، اور صحیح یہ ہے کہ یہ مسئلہ قاضی کی رائے پر منحصر ہے۔(یعنی جب قاضی کو اس سے مکمل اطمینان ہوجائے تو پھر شہادت مقبول ہوگی۔مترجم)۔(ت)

ظاہر ہے کہ یہ بات نظر بحالات مختلف ہوجاتی ہے ایک سادہ دل راست گو سے کوئی گناہ ہوا اس نے توبہ کی اس کے صدقہ پر جلد اطمینان ہوجائے گا اور دروغ گو مکار کی توبہ کا اعتبار نہ کریں گے اگرچہ ہزار مجمع میں تائب ہو، امام اجل ملک العلماء ابو بکر مسعود کاشانی قدس سرہ، الربانی بدائع میں

---

[1] تھذیب دمشق الکبیر ترجمہ صبیغ بن عسل ۶/ ۳۸۷ وسنن الدارامی حدیث ۱۵۰ ا/ ۵۱

[2] تھذیب دمشق ترجمہ صبیغ بن عسل داراحیاء التراث العربی بیروت ۶/ ۳۸۷

[3] فتاوٰی ہندیہ کتاب الشھادات الباب الرابع الفصل الثانی نورانی کتب خانہ پشاور ۳/ ۴۶۸

فرماتے ہیں:

المعروف بالکذب لاعدالۃ لہ ولا تقبل شہادتہ ابدا وان تاب بخلاف من وقع فی الکذب سھوا اوابتلی بہ مرۃ ثم تاب [1] واللہ تعالٰی اعلم۔	جو کوئی دروغ گوئی یعنی جھوٹ بولنے میں مشہور ہو تو اس کے لئے کوئی عدالت نہیں لہٰذا کبھی بھی اس کی شہادت مقبول نہیں ہوسکتی اگرچہ تائب ہوجائے۔ بخلاف اس شخص کے جس نے بھول کر جھوٹ کہہ دیا یا کبھی کبھار اس سے غلط بیان ہوگئی پھر اس نے توبہ کرڈالی (تو اس کی شہادت توبہ کرنے کے بعد مقبول ہوگی، مترجم) اور اللہ تعالٰی سب سے بڑا عالم ہے۔ (ت)

مسئلہ ۱۸: کیافرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں:

زید کہتاہے کہ حضرت محبوب سبحانی علیہ الرحمۃ صحابہ سے افضل ہیں اور ایصال نفع ونقصان کے مالک ہیں چنانچہ مجھ کو ان کی گیارھویں کرنے سے ترقی ہوئی، گیارھویں اور مولود میرا ایمان ہے۔ عمرو کہتاہے کہ حضرت محبوب سبحانی علیہ الرحمۃ صحابہ کرام سے افضل نہیں اور نہ مالک نفع وضرر ہیں البتہ ان کی مقدس روح کو فاتحہ شرینی وغیرہ کا ثواب پہنچانا موجب خیر وبرکت ہے۔ گیارھویں اور مولود اقدس مروجہ داخل ایمان نہیں کیونکہ میں نے یہ دونوں اٰمنت باللہ کے معنی میں سے نہیں سنے، لیکن یہ بات ضرور ہے کہ ذکر ولادت جناب رسالتمآب علیہ افضل التحیات کا مشروع طور پر کرنا ایمان کے لوازمات سے ہے اور باعث فلاح دارین ہے ___ کس کا قول درست ہے؟ **بینوا توجروا** (بیان کروتاکہ اجروثواب پاؤ۔ت)

الجواب:

حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے افضل کہنا گمراہی ہے اور بعطائے الٰہی مالک نفع وضرر کہنے میں حرج نہیں، مسلمان جب ایسا لفظ کہتاہے اس کی مراد یہی ہوتی ہے نہ یہ کہ معاذاللہ بذات خود بے عطائے الٰہی مالک نفع وضرر جانے کہ یہ کفر خاص ہے اور کوئی مسلمان اس قصہ سے نہیں کہتا۔ مجلس میلاد مبارک ویازدہم شریف میں دو حیثیتیں ہیں ایک حیثیت خصوصی فعل اس طور پر تو فرائض حتی کہ نماز وروزہ بھی داخل ایمان وجزء ایمان نہیں، **اٰمنت باللہ** (میں اللہ پر ایمان لایا۔ت) میں ان کا بھی ذکر صریح نہیں، دوسری حیثیت مقصد ومنشاء یعنی محبت وتعظیم حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو محبت وتعظیم اہلبیت وصحابہ واولیاء وعلماء رضی اللہ تعالٰی

[1] بدائع الصنائع کتاب الشہادۃ فصل اما الشرائط ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۶/ ۲۶۹

عنہم بھی اس میں داخل ہے یہ ضرور رکن ایمان ہے:

قال اللہ تعالٰی "وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ"[1]۔ وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین[2]۔ واللہ تعالٰی اعلم۔	اللہ تعالٰی نے (قرآن مجید میں) ارشاد فرمایا ان کی (یعنی حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی) تعظیم وتوقیر کرو۔(ت) اور حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگوں میں اس وقت تک کوئی ایمان دار نہیں ہوسکتا جب تک اس میں اس کے نزدیک اس کے والدین، اس کی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤ (یعنی وہ سب سے زیادہ مجھے محبوب رکھے)۔ اور اللہ تعالٰی سب سے زیادہ علم والا ہے۔(ت)

مسئلہ ۱۹تا ۲۲: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں:

(۱) زید نے ایک شخص کو حقہ بھر کردیا، شخص مذکور نے حقہ لے کر ایک شعر پڑھا، زید نے لاعلمی کی وجہ سے یہ کہا **سمع اللہ لمن** ہمیں کیا، اس کے واسطے کیا حکم ہے؟

(۲) دیگر سوال یہ ہے کہ جس شخص کی قرابت داری رافضیوں سے ہو اور ان کے کھانے پینے میں اور زیست ومرگ میں بھی شامل ہو اور کوئی سمجھائے تو اس کا یہ جواب کہ ہم سے یہ ترک ہو نہیں سکتا،

(۳) اور مسئلہ سوم یہ ہے کہ جو شخص سود خور سے محبت قلبی رکھے اور بعد مرگ اس کے مال کی پیروی بہت سی کرے اس کے واسطے کیا حکم ہے؟

(۴) چہارم زید کی والدہ کا زید کی شادی کے وقت تک یہ عقیدہ تھا کہ حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ کے برابر کسی صحابی کا رتبہ نہیں ہے۔ **بینوا توجروا**۔ (بیان کرو تاکہ اجر وثواب پاؤ۔ت)

الجواب:

(۱) پہلا لفظ ناپاک جس نے بکا اسے نئے سرے سے کلمہ پڑھنا چاہئے اور اپنی عورت سے تجدید نکاح کرے **لانہ استہزاء بکلمۃ الحمد الالٰھی عزجلالہ** (اس لئے کہ یہ اللہ تعالٰی (کہ جس کا جلال ورعب غالب ہے) کے کلمہ حمد کے ساتھ مذاق ہے۔ت)

---

[1] القرآن الکریم ۴۸/ ۹

[2] صحیح البخاری کتاب الایمان باب حب الرسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من الایمان قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۷

(۲) رافضیوں سے میل جول حرام ہے اور اس کا مرتکب اگر رافضی نہ بھی ہو تو سخت درجہ کا فاسق فاجر ضرور ہے اور جب وہ اس پر اصرار کرتا ہے تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ خود اس سے ملنا جلنا ترک کردیں۔

قال اللہ تعالٰی "وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۝۶۸ "[1]۔	اللہ تعالٰی نے (قرآن مجید میں) ارشاد فرمایا: اگر شیطان تمھیں بُھلاوے میں ڈال دے تو پھر یاد آنے پر ظالموں کے پاس مت بیٹھو۔ (ت)

(۳) سود خور سے محبت اگر پنی کسی قرابت، رشتہ، جائز احسان کی وجہ سے ہے تو اس قدر پر انسان مجبور ہے اور بے اس کے اس سے بھی خلط ملط منع ہے۔

فی التفسیر الاحمدی بما ذکر شمول الکریمۃ المتلوۃ لکل کافر والمبتدع والفاسق ان القعود مع کلھم ممنوع[2]۔	تفسیر احمدی میں یہ ذکر کرنے کے بعد کہ اوپر ذکر کردہ آیہ کریمہ ہر کافر بدعتی اور فاسق کو شامل ہے یہ بیان فرمایا کہ ان سب کے پاس بیٹھنا شرعاً منع ہے۔ (ت)

اور بعد مرگ اس کے مال کی پیروی سے اگر مراد یہ ہے کہ اس کا سود جو لوگوں پر پھیلا ہوا تھا وصول میں کوشش کی جب تو یہ کوشش کرنے والا بھی سود خوار کی طرح ملعون ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لعن اللہ اکل الربا وموکلہ وکاتبہ وشاھدیہ[3]۔	سود کھانے والے، کھلانے والے، لکھنے والے اور اس کی گواہی دینے والے سب پر اللہ تعالٰی کی لعنت ہے۔ (ت)

اور اگر کسی مال حلال کے لئے کوشش کی تو حرج نہیں۔

(۴) زید کی والدی عقیدہ مذکورہ کے سبب اہلسنت سے خارج اور ایک گمراہ فرقے تفضیلیہ میں داخل ہے جن کو ائمہ دین نے رافضیوں کا چھوٹا بھائی کہا ہے مگر اس سے زید پر کچھ الزام

---

[1] القرآن الکریم ۶ /۶۸

[2] التفسیرات الاحمدیہ تحت آیۃ وما علی الذین یتقون من حسابھم مطبع کریمیہ بمبئی ص۳۸۸

[3] صحیح مسلم کتاب البیوع باب الرباء قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۲۷

نہیں جبکہ وہ اس عقیدہ میں شریک نہ ہو۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۳: از سنبھل ضلع مراد آباد محلّہ ٹیلہ مرسلہ نادر حسین صاحب ۱۴ جمادی الاولٰی ۱۳۳۱ھ

زید نے بھنگی کے گھر پر جا کر اس کے گھر کے کھانے پکے ہوئے پر فاتحہ جناب شاہ بدیع الدین یعنی مدار صاحب دے کر کچھ دام اور شیرینی اور خشک آٹا وغیرہ اپنے گھر لاکر استعمال میں لایا اور سالہا سال سے ایسا ہی کیا کرتا ہے یعنی وہ اپنا اسے پیر سمجھتے ہیں، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کا یہ فعل شرعاً جائز تھا یا ناجائز؟ اگر جائز تھا تو احکام شرعیہ کے کون شے کے جواز سے؟ اور اس کے لائے جنس کا کھانا دوسرے مسلمان کو چاہئے یا نہیں؟ اور اگر ناجائز تھا تو اس کی نسبت کیا حکم؟ مسلمانوں کو اس سے بچنا بہتر ہے یا نہیں؟

الجواب:

زید بیقید کا یہ فعل بہت ناپاک وبد ہے۔ یہاں علی العموم بھنگی کفار ہیں، اور کافر کی کوئی نیاز کوئی عمل قبول نہیں، نہ ہرگز اس پر ثواب ممکن جسے پہنچایا جائے۔

قال اللہ تعالٰی "وَقَدِمْنَآ اِلٰی مَاعَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴿۲۳﴾ "[1]۔	اللہ تعالٰی نے (قرآن مجید میں) ارشاد فرمایا: اور ہم نے ان کاموں کا ارادہ کیا جو انھوں نے (دنیاوی زندگی میں) کئے پھر ہم انھیں بکھرا ہوا گرد وغبار بنا کر اڑادیں گے۔ (ت)

اس کے کھانے پر فاتحہ دینا اس کا ثواب پہنچنے کا اعتقاد ہے اور یہ قرآن عظیم کے خلاف ہے زید پر توبہ فرض ہے بلکہ تجدید اسلام ونکاح چاہئے، بھنگی کا صدقہ جو یہ شخص لاتا اور کھاتا ہے اسلام کو ذلیل اور مسلمانوں کو متنفر کرتا ہے مسلمان اسے نہ کھائیں، اور یہ شخص تائب نہ ہو تو اسے بھنگیوں ہی پر چھوڑ دیں۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۴: از ڈیسہ اسحاق اللہ ملک گجرات مرسلہ پیرزادہ محمد معصوم شاہ صاحب ۱۷ جمادی الاولٰی ۱۳۳۱ھ

بخدمت جناب مجدد ہند مولانا مولوی صاحب احمد رضا خاں صاحب، بعد تسلیم کے گزارش حال یہ ہے کہ آپ کے نام پیر ڈیسہ سے فتوٰی لکھا ہے وہ شخص مولوی اشرفعلی کا پیرو ہے اور یہاں پر چار سو مکان اہلسنت وجماعت کے ہیں ان کو مولوی اشرفعلی کے سپرد کرنا چاہتا ہے یعنی ہمارے ہاں

---
[1] القرآن الکریم ۲۵/ ۲۳

دستور ہے کہ شادی میں نکاح کے وقت تاشہ بجایا کرتے ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ غیر مقلد ہماری جماعت میں نہ آنے پائیں مگر یہ شخص اشر فعلی کے پیرو ہو کر تاشہ بجانا منع کرتا ہے اور جس شے میں گناہ نہ ہو اس کو بھی منع کرتا ہے اس واسطہ آپ اسحاق اللہ کے نام پر لکھنا تاکہ ہم ان شیطانوں کے پھندوں سے بچیں اگرچہ یہاں پر تاشہ بجن بند ہووے تو ہم کو اپنے مذہب سے پھر جانے کا خوف ہے۔

الجواب:

جناب پیر زادہ صاحب دام مجدہم تسلیم!

شرح مطہر نے شادی میں دف جس میں جلاجل نہ ہوں اور قانون موسیقی پر نہ بجائیں جائز رکھا ہے۔ڈھول تاشے باجے جس طرح رائج ہیں جائز نہیں ناجائز بات کو اگر کوئی بدمذہب یا کافر منع کرے تو اسے جائز نہیں کہا جاسکتا، کل کو کوئی وہابی ناچ کو منع کرے تو کیا اسے بھی جائز کردینا ہوگا، سنی مسلمانوں کو دین پر ایسا بودا پوچ اعتقاد نہ چاہئے کہ گناہ کی اجازت نہ ملے تو دین ہی سے پھر جائیں، دین پر اعتقاد ایسا چاہئے کہ **لاتشرك بالله وان حرقت** (اللہ تعالٰی کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر اگرچہ تجھے جلادیا جائے۔ت) اگر کوئی جلا کر خاک کردے تو دین سے نہ پھرے، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّعۡبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرۡفٍ‌ۚ فَاِنۡ اَصَابَهٗ خَيۡرُ اۨطۡمَاَنَّ بِهٖ‌ۚ وَاِنۡ اَصَابَتۡهُ فِتۡنَةُ اۨنقَلَبَ عَلٰى وَجۡهِهٖ‌ۚ خَسِرَ الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةَ‌ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الۡخُسۡرَانُ الۡمُبِيۡنُ ۝" [1] ۔ **و العیاذ باللّٰہ تعالٰی، واللّٰہ تعالٰی اعلم۔**	کچھ لوگ کنارے پر کھڑے اللہ کو پوجتے ہیں اگر کوئی بھلائی پہنچی جب تو خوش ہیں اور کوئی آزمائش ہوئی تو الٹے منہ پلٹ گئے ایسوں کا دنیا وآخرت دونوں میں گھاٹا ہے یہی صریح زیاں کاری ہے۔اللہ تعالٰی کی پناہ۔اور اللہ تعالٰی سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔(ت)

مسئلہ ۲۵: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

سود کھانا اور جوا کھیلنا اور زانی وغیرہا سب فعل بد کی گناہ ایک برابر ہے یا نہ؟ اور ایسے آدمی کے ساتھ کھانا پینا کیسا ہے؟ **بینوا توجروا** (بیان فرماؤ تاکہ اجر وثواب پاؤ۔ت)

الجواب:

یہ سب افعال حرام اور سخت کبائر ہیں، اور ان میں سے کسی فعل کا مرتکب مستحق نار وغضب جبار ہے

[1] القرآن الکریم ۲۲/ ۱۱

پھر زنا کہ سخت خبیث کبیرہ ہے اس میں اگر حق العبد شامل نہ ہو تو سود اور جوا اس سے بدتر ہیں سود م کی نسبت صحیح حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

الربٰو ثلث وسبعون حوبا ادناھن ان یقع الرجل علی امہ[1]۔	سود کھانا تہتر گناہوں کا مجموعہ ہے ان میں سے سب سے ہلکا گناہ ایسا ہے جیسے آدمی ماں سے زنا کرے۔

اور اگر زنا میں حق العبد بھی شامل ہے تو وہ سود اور جوئے دونوں سے بدتر ہے کہ سود اور جوئے کا اثر مال پر ہے اور زنا کا ناموس پر اور ناموس مال سے عزیز تر ہے۔ ایسے لوگوں کے ساتھ کھانا کھانا نہ چاہئے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۶ تا ۲۹: از مقام سوجت مارواڑ بازار کے اندر مسئولہ شیخ ننّے میاں کلاہ فروش داہن منڈی

(۱) یہ کہ کاہنوں اور جوتشیوں سے ہاتھ دکھلا کر تقدیر کا بھلا یا برا دریافت کرنا۔

(۲) اور بیچاری نوجوان بیوہ عورتوں کے نکاح ثانی کو برا سمجھنے اور نکاح ثانی کرنے والوں پر طعن کرنا۔

(۳) اور بیاہ شادیوں میں طوائف اور بھانڈ نچانا

(۴) اور جوئے کا آنکہ لگانا ہار جیت کا جیسا کہ اکثر ہندو مہاجن وغیرہ لگایا کرتے ہیں ایسا کام کرنے والے حنفی المذہب اور اہلسنت و جماعت رہے یا نہیں، کیا حکم ہے؟ **بینوا توجروا** (بیان فرماؤ تاکہ اجر وثواب پاؤ۔ ت)

الجواب:

(۱) کاہنوں اور جوتشیوں سے ہاتھ دکھا کر تقدیر کا بھلا برا دریافت کرنا اگر بطور اعتقاد ہو یعنی جو یہ بتائیں حق ہے تو کفر خالص ہے۔ اسی کو حدیث میں فرمایا:

فقد کفر بما نزل علی محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم[2]۔	بے شک اس سے انکار کیا جو کچھ حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام پر اتارا گیا۔ (ت)

اور اگر بطور اعتقاد و تیقن نہ ہو مگر میل و رغبت کے ساتھ ہو تو گناہ کبیرہ ہے۔ اسی کو حدیث میں فرمایا:

---

[1] سنن ابن ماجہ ابواب التجارات باب التغلیظ فی الربٰو ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۶۵

[2] جامع الترمذی کتاب الطہارت بب ماجاء فی کراھیۃ ایتان الحائض امین کمپنی دہلی ۱/ ۱۹

لم یقبل اللہ لہ صلٰوۃ اربعین صباحا۔[1]	اللہ تعالٰی چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہ فرمائیگا۔

اور اگر ہزل واستہزاء ہو تو عبث ومکروہ حماقت ہے۔ہاں اگر بقصد تعجیز ہو تو حرج نہیں،**واللہ تعالٰی اعلم۔**

(۲) نکاح ثانی کو برا سمجھنااور اس پر طعن کرنا اگر محض بربنائے رسم ورواج ومصالح عرفیہ ہے نہ یوں کہ اسے شرعا حرام جانیں یا شرعا حلال جان کر تحلیل تکمیل شرع کو برا سمجھے تو چنداں مورد الزام نہیں۔

کما فصلناہ باطیب تفصیل فی رسالتنا عقائد التھانی فی حکم النکاح الثانی۔	جیسا کہ ہم نے اس مسئلہ کی بہت عمدہ تفصیل اپنے رسالہ عقائد التہانی فی حکم نکاح الثانی میں بیان کی ہے۔(ت)

اور اگر اسے شرعا حرام سمجھتا ہے تو حکم کفر ہے اور شرعا حلال جان کر تحلیل شرع کو معاذاللہ برا جانتا ہے تو صریح مرتد،**واللہ تعالٰی اعلم۔**

(۳) طوائفوں کا ناچ مطلقًا حرام قطعی ہے جس کی حرمت پر متعدد آیات قرآنیہ ناطق ہیں بھانڈ جس طرح نقلیں بنایااور لوگوں کو ہنسایا کرتے ہیں یہ بھی شرعا حرام ہے۔نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من قعد وسط الحلقۃ فھو ملعون[2]۔	جو مجلس بری کے درمیان بیٹھا وہ ملعون ہے۔(ت)

اور مزامیر کے ساتھ ان کا گانا بھی حرام ہے اور اگر لچکے توڑے کے ساتھ ناچتے ہوں تو یہ بھی حرام ہے۔**واللہ تعالٰی اعلم۔**

(۴) جو ابھی بنص قطعی قرآن حرام ہے مگر ان افعال کے کرنے سے آدمی گنہگار ہوتا ہے مستحق عذاب نار ہوتا ہے مگر حنفیت یا سنیت سے خارج نہیں ہوتا جب تک اعتقاد میں فرق نہ ہو **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۳۰: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں اطاعت والدین وبرداران واجب ہے یا فرض؟اور در صورت ارتکاب ان کے یہ گناہ کبیرہ مثلازنا کرنا،چوری کرنا،داڑھی منڈانا،

---

[1] جامع الترمذی کتاب الاشربۃ باب ماجاء فی شارب الخمر امین کمپنی دہلی ۲/ ۸

[2] جامع الترمذی کتاب الادب ماجاء فی کراھیۃ القعود وسط الحلقہ امین کمپنی دہلی ۲/ ۱۰۰

یاکتروانا، ترک اطاعت ہے یااب بھی اطاعت کرنا چاہئے، اور اگر بعد ارتکاب کے لڑکا اپنے باپ سے یا چھوٹا بھائی بڑے بھائی سے کہے کہ داڑھی منڈانا یازنا کرنا یاچوری کرنا چھوڑ دو، اور اس کے جواب میں وہ کہے کہ یہ تو ضرور کروں گا۔اس حالت میں طاعت کرے یانہیں؟ اور اگر وہ شخص توبہ سے انکار کرے توکافر ہوا یانہیں؟ **بینوا توجروا** (بیان فرماؤتاکہ اجر پاؤ۔ت)

الجواب:

اطاعت والدین جائز باتوں میں فرض ہے اگرچہ وہ خود مرتکب کبیرہ ہوں، ان کے کبیرہ کاوبال ان پر ہے مگر اس کے سبب یہ امور جائزہ میں ان کی اطاعت سے باہر نہیں ہوسکتا، ہاں اگر وہ کسی ناجائز بات کا حکم کریں تواس میں ان کی اطاعت جائز نہیں۔

لاطاعۃ لاحد فی معصیۃ اللہ تعالٰی[1]۔	اللہ تعالٰی کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت (فرمانبرداری) نہیں۔(ت)

ماں باپ اگرگناہ کرتے ہوں توان سے بہ نرمی وادب گزارش کرے اگرمان لیں بہتر ورنہ سختی نہیں کرسکتا بلکہ غیبت میں ان کے لئے دعا کرے، اور ان کا یہ جاہلانہ جواب دیناکہ یہ توضرور کروں گا یاتوبہ سے انکار کرنا دوسرا سخت کبیرہ ہے مگر مطلقًا کفر نہیں جب تک حرام قطعی کو حلال جاننا یاحکم شرعی کی توہین کے طور پر نہ ہواس سے بھی جائز باتوں میں ان کی اطاعت منع نہ کی جائے گی ہاں اگر معاذاللہ یہ انکار بروجہ کفر ہو تو وہ مرتد ہوجائیں گے اور مرتد کے لئے مسلمان پر کوئی حق نہیں رہا،بڑا بھائی وہ ان احکام میں ماں باپ کا ہمسر نہیں، ہاں اسے بھی حق تعظیم حاصل ہے۔اور بلاوجہ شرعی ایذارسانی تو کسی مسلمان کی حلال نہیں، اور اللہ تعالٰی سب مخلوق سے زیادہ جانتاہے۔(ت)

مسئلہ ۳۱: از پیلی بھیت کچہری کلکٹری مرسلہ جناب مولوی عرفان علی صاحب رضوی برکاتی بیسلپوری ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

اہل ہنود کے میلوں میں مثل دسہرہ وغیرہ میں جو مسلمان دیکھنے کی غرض سے جاتے ہیں کیاان کی عورتیں نکاح سے باہر ہوجاتی ہیں؟ کیاتجارت پیشہ لوگوں کو بھی جانا ممنوع ہے؟

الجواب:

ان کا میلہ دیکھنے کے لئے جانا مطلقًا ناجائز ہے۔اگر ان کا مذہبی میلہ ہے جس میں وہ اپنا

---

[1] مسند امام احمد بن حنبل بقیہ حدیث الحکم بن عمرو الغفاری المکتب الاسلامی بیروت ۵ /۶۶

کفر وشرک کریں گے کفر کی آوازوں سے چلائیں گے جب تو ظاہر ہے اور یہ صورت سخت حرام منجملہ کبائر ہے پھر یہ بھی کفر نہیں اگر کفری باتوں سے نافر ہے ہاں **معاذاللہ** ان میں سے کسی بات کو پسند کرے یا ہلکا جانے تو آپ ہی کافر ہے اس صورت میں عورت نکاح سے نکل جائے گی اور یہ اسلام سے ورنہ فاسق ہے۔اور فسق سے نکاح نہیں جاتا، پھر بھی وعید شدید ہے اور کفریات کو تماشا بنانا ضلال بعید ہے۔حدیث میں ہے:

من کثر سواد قوم فهو منهم ومن رضی عمل قوم کان شریك من عمل به، رواه ابو یعلی[1] فی مسنده وعلی بن معبد فی کتاب الطاعة والمعصیة عن عبدالله بن مسعود رضی الله تعالٰی عنه عن النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم ورواه الامام عبدالله بن المبارك فی کتاب الزهد عن ابی ذر رضی الله تعالٰی عنه من قوله وهو عند الخطیب عن انس رضی الله تعالٰی عنه عن النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم بلفظ من سود مع قوم فهو منهم[2]۔	جو کسی قوم کا جتھا بڑھائے وہ انھیں میں سے ہے اور جو کسی قوم کا کوئی کام پسند کرے وہ اس کام کرنے والوں کا شریک ہے (امام ابویعلی نے اپنی مسند میں اس کو روایت فرمایا اور علی بن معبد نے کتاب الطاعة والمعصیة میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ کی سند سے حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام سے اسے روایت کیا اور امام عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمۃ نے کتاب الزہد میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے قول سے اس کو روایت کیا جبکہ وہ خطیب کے نزدیک حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام سے ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے جو کسی قوم کے ساتھ ہو کر ان کا جتھا بڑھائے تو وہ انہی میں شمار ہے۔ت)

اور اگر مذہبی میلہ نہیں لہو ولعب کا ہے جب بھی ناممکن کہ منکرات وقبائح سے خالی ہو اور منکرات کا تماشا بنانا جائز نہیں۔ردالمحتار میں ہے:

کره کل لهو والاطلاق	ہر کھیل مکروہ یعنی ناپسندیدہ کام ہے اور اس کو

[1] نصب الرایة لاحادیث الهدایة بحواله ابی یعلی وعلی بن معبد کتاب الجنایات المکتبه الاسلامیه ۳ /۳۴۶

[2] کنز العمال بحواله حن عن انس حدیث ۲۴۶۸۱ مؤسسة الرساله بیروت ۹ /۱۰، تاریخ بغداد ترجمه عبدالله بن عتاب ۴۱۶۷ دار الکتاب العربی بیروت ۱۰ /۴۰

شامل لنفس الفعل واستماعه[1]۔	مطلق (بغیر کسی قید) ذکر کرنا اس کے کرنے اور سننے دونوں کو شامل ہے۔ (ت)

طحطاوی صدر کتاب بیان علوم مخفی ذکر شعبدہ میں ہے:

یظهر من ذٰلك حرمة التفرج علیهم لان الفرجة علی المحرم حرام[2]۔	اس سے کھیل (تماشا) پر خوشی منانے کی حرمت ظاہر ہوتی ہے کیونکہ کسی حرام کام پر خوشی منانا بھی حرام ہے۔ (ت)

یعنی شعبدہ باز بھان متی بازیگر کے افعال حرام ہے اور اس کا تماشا دیکھنا بھی حرام ہے کہ حرام کو تماشا بنانا حرام ہے خصوصا اگر کافروں کی کسی شیطانی خرافات کو اچھا جانا تو آفت اشد ہے اور اس وقت تجدید اسلام و تجدید نکاح کا حکم کیا جائے گا۔ غمز العیون میں ہے:

اتفق مشائخنا ان من رأی امر الکفار حسنا فقد کفر حتی قالوا فی رجل قال ترك الکلام عند اکل الطعام حسن من المجوس اوترك المضاجعة عند هم حال الحیض حسن فهو کافر[3]۔	ہمارے مشائخ کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ جس نے کافروں کے کسی کام کو اچھا سمجھا تو وہ کافر ہوگیا انھوں نے یہاں تک شدت اختیار فرمائی کہ اگر کسی شخص نے (آتش پرستوں کے بارے میں کہا کہ ان کا طعام کھانے کے وقت خاموش رہنا اچھی بات ہے اور اسی طرح ایام ماہواری میں عورت کے پاس نہ لیٹنا عمدہ بات ہے تو وہ کافر ہے، (یعنی اہل کفر کی بات کو بھی اچھا کہنا یا سمجھنا خالص اسلام میں موجب کفر ہے)۔ (ت)

اور اگر تجارت کے لئے جائے تو اگر میلہ ان کے کفر وشرک کا ہے جانا ناجائز وممنوع ہے کہ اب وہ جگہ ان کا معبد ہے اور معبد کفار میں جانا گناہ۔ تیمیہ پھر تاتارخانیہ پھر ہندیہ میں ہے:

یکرہ للمسلم الدخول فی البیعة والکنسیة وانما یکرہ من حیث انه مجمع الشیاطین[4]۔	یہودیوں کی عبادت گاہ اور عیسائیوں کے گرجے (چرچ) میں کسی مسلمان کا داخل ہونا مکروہ ہے اس لئے کہ وہ شیاطین کے جمع ہونے کی جگہ ہے۔ (ت)

---

[1] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحة فصل فی البیع داراحیاء التراث العربی بیروت ۵ /۲۵۳

[2] حاشیة الطحطاوی علی الدرالمختار خطبة الکتاب دارالمعرفة بیروت ۱/ ۳۱

[3] غمز العیون البصائر مع الاشباہ والنظائر الفن الثانی ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامی کراچی ۱/ ۲۹۵

[4] فتاوٰی ہندیہ کتاب الکراهیة الباب الرابع عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۴۶

بحرالرائق میں ہے:

والظاھر انھا تحریمیة لانھا المرادة عند اطلاقھم [1]۔	ظاہر یہ ہے کہ کراہت سے کراہتِ تحریمی مراد ہے کیونکہ "عند الاطلاق" وہی مراد ہوا کرتی ہے۔(ت)

بلکہ ردالمحتار میں ہے:

فاذا حرم الدخول فالصلٰوۃ اولٰی [2]۔	جب وہاں جانا اور داخل ہونا حرام ہے تو نماز پڑھنا بدرجہ اولٰی حرام ہے۔(ت)

اور اگر لہو ولعب کا ہے اور خود اس سے بچے نہ اس میں شریک ہو نہ اسے دیکھے نہ وہ چیزیں بیچے جو ان کے لہو ولعب ممنوع کی ہوں تو جائز ہے پھر بھی مناسب نہیں کہ ان کا مجمع ہر وقت محل لعنت ہے تو اس سے دوری ہی میں خیر وسلامت ہے ولہٰذا علماء نے فرمایا کہ ان کے محلّہ میں ہو کر نکلے تو جلد لمکتا ہوا گزر جائے، غنیہ ذوی الاحکام پھر فتح اللہ المعین، پھر طحطاوی میں ہے:

ھم محل نزول اللعنة فی کل وقت ولا شك انه یکرہ السکون فی جمیع یکون کذٰلك بل وان یمر فی امکنتھم الا ان یھرول ویسرع وقد ردت بذٰلك اٰثار۔	اس لئے کہ ہر وقت مقامات کفار پر خدا کی لعنت برستی ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ایسی مجلس (اور جگہ) میں ٹھہرنا مکروہ ہے (ناپسندیدہ امر) ہے بلکہ ان کے مقامات کے قریب جب کبھی گزرنا پڑے تو جلدی سے دوڑ کر گزرے، چنانچہ آثار یہی وارد ہوا ہے۔(ت)

اور اگر خود شریک ہو یا تماشا دیکھے یا ان کے لہو وممنوع کی چیز بیچے تو آپ ہی گناہ وناجائز ہے، درمختار میں ہے:

قدمنا معزیا للنھر ان ماقامت المعصیة بعینه یکرہ بیعه تحریما والافتنزیھا [3]۔	ہم نے "النہر الفائق" کی طرف نسبت کرتے ہوئے پہلے بیان کردیا ہے جس کے ساتھ "بعینہٖ" گناہ قائم ہو اس کا فروخت کرنا مکروہ تحریمی ہے لیکن اگر ایسا نہ ہو تو پھر کراہتِ تنزیہی ہوگی(ت)

[1] ردالمحتار بحوالہ بحرالرائق کتاب الصلٰوۃ مطلب تکرہ الصلٰوۃ فی الکنسیة دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۲۵۴

[2] ردالمحتار بحوالہ بحرالرائق کتاب الصلٰوۃ مطلب تکرہ الصلٰوۃ فی الکنسیة دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۲۵۴

[3] درمختار کتاب الحظر والاباحة فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲ /۲۴۷

فتاوی عالمگیری میں ہے:

اذا ارا دالمسلم ان یدخل دار الحرب بأمان للتجارة ومعه فرسه وسلاحه وھو لایرید بیعه منھم لم یمنع ذٰلك منه [1]۔	جب کوئی مسلمان دارحرب (دار کفر) میں کاروبار کے لئے جانا چاہے اور اس کے ساتھ گھوڑا اور ہتھیار وغیرہ ہوں اور وہ انھیں (وہاں) بیچنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو تو اسے نہ روکا جائے۔ (ت)

ہاں ایک صورت جواز مطلق کی ہے وہ یہ کہ عالم انھیں ہدایت اور اسلام کی طرف دعوت کے لئے جائے جبکہ اس پر قادر ہو یہ جانا حسن ومحمود ہے اگرچہ ان کامذہبی میلہ ہو ایسا تشریف لے جانا خود حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے بارہا ثابت ہے مشرکین کا موسم بھی اعلان شرک ہوتا لبیک میں کہتے:

لاشریك لك الا شریکا ھو لك تملکه وماملك۔	تیرا کوئی شریک نہیں مگر وہ شریک جس کا تو مالک ہے مگر وہ تیرا مالک نہیں۔ (ت)

جب وہ سفہاء لاشریک تک پہنچے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے: ویلکم قط قط خرابی ہو تمھارے لئے بس بس یعنی آگے استثنانہ بڑھاؤ۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ (اور اللہ تعالٰی سب سے زیادہ علم رکھتا ہے۔ ت)

مسئلہ ۳۲: مسئولہ اکبر یار خاں محصل چندہ مدرسہ اہلسنت باشندہ شہر کہنہ روز پنجشنبہ ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۳۳ھ

اس مسئلہ میں کہ حرام اور کفر اور سود کھانے میں کون سا گناہ صغیرہ ہے اور کون سا کبیرہ ہے؟ مہربانی فرماکر کے جواب بالتفصیل وارد ہونا چاہئے؟

الجواب:

لا الٰہ الا اللہ، کفر ہر کبیرہ سے بدتر کبیرہ ہے اور سود بھی کبیرہ ہے "اِلَّا اللَّمَمَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ؕ" [2] (جو لوگ بڑے بڑے گناہون اور بیحیائی کے کاموں سے بچتے رہتے ہیں مگر یہ کبھی (شاذونادر) ان سے کوئی غلطی سرزد ہوجائے یقینا تمھارا پرودگار وسیع بخشش والا ہے۔ ت) واللہ تعالٰی اعلم۔ (اور اللہ سب کچھ طرح اچھی جانتا ہے۔ ت)

---

[1] فتاوٰی ہندیہ کتاب السیر الباب السادس نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۳۳

[2] القرآن الکریم ۵۳/ ۳۲

مسئلہ ۳۳و ۳۴: از بنارس محلّہ پکّی باغ مدرسہ مظہر العلوم حافظ نور محمد طالب علم ساکن مئوی روز پنجشنبہ تاریخ ۹ محرم ۱۳۳۴ھ

(۱) بدعت سیئہ کا عامل و معتقد گناہ کبیرہ کے عامل سے زیادہ فاسق ہے یا کم یا برابر؟

(۲) غیبت کرنا، جھوٹ بولنا، کاص کر وہ جھوٹ جن سے خلق خدا میں فتنہ ہو، دو دوست میں یا شوہر بی بی میں یا باپ بیٹے میں یا بھائی بھائی میں اُس جھوٹ سے رنجش ہو جائے باہم جدائی ہو کے گھر کی خرابی کی نوبت آجائے، اور مسلمان کے عیب کی تلاش و تجسّس میں رہنا، کوئی مسلمان اگر پوشیدگی سے کوئی گناہ کرتا ہو تو اس کی تجسّس میں لگے رہنا اور پتا پاتے پر یا محض اپنی شبہ وقیاس سے اس کو فاش کرنا شہرت دینا کس درجہ کا گناہ ہے اور گناہان مذکورہ بالا کا مرتکب فاسق و مستحق لعنت خدا اور رسول ہے یا نہیں؟ اور یہ سب گناہ شرعا درجہ فسق میں زنا سے کم ہے یا زیادہ یا برابر؟ جواب مفصل اور مدلل درکار ہے۔ **بینوا توجروا** (بیان کرو اور اجر وثواب پاؤ۔ت)

الجواب:

(۱) عمل بدعت سیئہ مکروہ وحرام و صغیرہ وکبیرہ ہر قسم ہے تو اس کا مرتکب مطلقاً فاسق بھی نہیں ہو سکتا جب تک اصرار نہ کرے اور اعتقاد بالبدعۃ السیئۃ یعنی کسی عقیدہ قطعیہ اجماعیہ اہلسنت کے خلاف اعتقاد رکھنے والا ضرور ہر کبیرہ عمل سے بدتر کبیرہ کا مرتکب اور فاسق عملی سے بدتر فاسق ہے۔ غنیہ میں ہے:

فسق الاعتقاد اشد من فسق العمل [1]۔ واللہ تعالٰی اعلم۔	اعتقاد میں فسق، عمل کے فسق سے بدتر ہے، اور اللہ تعالٰی سب سے بڑا عالم ہے۔(ت)

(۲) یہ سب گناہان کبیرہ ہیں اور ان کا مرتکب فاسق و مستحق لعنت، حدیث میں فرمایا:

الغیبۃ اشد من الزنا [2]۔	غیبت سخت ہے زنا سے۔

اور ظاہر ہے کہ قتل مومن غیبت سے اشد ہے۔ اور اللہ تعالٰی فرماتا ہے:

"وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ" [3]۔	فتنہ قتل سے سخت تر ہے۔

[1] غنیہ المستملی شرح منیہ المصلی فصل فی الامامۃ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۴

[2] شعب الایمان حدیث ۶۷۴۱، ۶۷۴۲ دار الکتب العلمیہ بیروت ۵ /۳۰۶، مجمع الزوائد باب ماجاء فی الغیبۃ الی آخرہ دار الکتاب بیروت ۸ /۹۱

[3] القرآن الکریم ۲ /۱۹۱

اور ان سب میں حق العباد ہے تو اس زنا سے ضرور بدتر ہے۔ جس میں حق العباد نہ ہو مگر وہ جھوٹ جس سے کسی کا ضرر نہ ہو کہ بے مصلحت شرعی ہو تو گناہ وضرور ہے مگر اسے زنا کے برابر نہیں کہہ سکتے کہ یہ صغیرہ ہے بعد اصرار کبیرہ ہوگا۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۳۵: از موضع سوہاوہ ضلع بجنور محلّہ مولویاں مسئولہ حفظ الرحمٰن روز شنبہ ۱۷ صفر المظفر ۱۳۳۴ھ

جو مسلمان نماز پڑھتے ہے قبلہ کی طرف، لیکن تصویر کو سجدہ کرتا ہے۔ اس کو کافر کہنا چاہئے یا نہیں؟ اگر کافر کہا جائے تو قول امام **لایکفر اھل القبلۃ** (امام اعظم کے نزدیک) اہل قبلہ کی تکفیر نہ کی جائے گی۔ ت) کی کیا توجیہ ہے؟ نیز بخاری میں ہے حضرت انس سے روایت ہے کہ فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے: "جو ہماری طرح نماز پڑھے، ہمارے قبلہ کی طرف متوجہ ہو، ہمارا ذبیحہ کھائے، وہ مسلمان ہے، اس کے لئے اللہ ورسول کا ذمہ ہے اس کے ذمہ میں اللہ کا عہد نہ توڑو"۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ فقط

الجواب:

سجدہ تحیت اگر بت یا چاند یا سورج کو کرتا ہے ضرور اس پر حکم کفر ہے، کفر اگرچہ عقد قلبی ہے مگر جس طرح اقوال زبان اس پر دلیل ہوتے ہیں یوہیں بعض افعال جن کو شریعت نے ٹھہرادیا ہے کہ یہ صادر نہیں ہوتے مگر کافر سے انھیں سے اشیاء مذکورہ کو سجدہ ہے یا معاذ اللہ مصحف شریف کو نجاست میں پھینک دینا یا کسی نبی کی شان میں گستاخی،

کما صرح بہ علماؤنا المتکلمون فی المسایرۃ وشروح المقاصد والمواقف والفقہ الاکبر وغیرھا۔	جیسا کہ اس کی تصریح ہمارے متکلمین علماء نے (متعدد کتب عقائد) مثلاً المسایرہ، شروح، مقاصد، المواقف اور فقہ اکبر وغیرہ میں (اچھے انداز سے) فرمائی ہے۔ (ت)

یوہیں تصویر اگر مشرکین کے معبودان باطل کی ہو تو اسے سجدہ کرنے پر بھی مطلقاً حکم کفر ہے۔

لاشتراک العلۃ بل لافرق بینھا وبین الوثن الا بالتسطیح بالتجسیم۔	اس لئے کہ علت مشترک ہے (لہٰذا حکم بھی ایک ہے) بلکہ اس میں (یعنی تصویر) اور بت میں سوائے جسمانیت اور کوئی فرق نہیں (مراد یہ کہ وثن (بت) میں جسم ہے جبکہ عکسی اور نقشی تصویر میں جسم نہیں)۔ (ت)

اور اگر ایسی نہیں تو اسے سجدہ کرنا مطلقاً حرام وکبیرہ ہے مگر کفر نہیں جب تک بہ نیت عبادت

نہ ہو، جس صورت پر حکم کفر نہیں اس پر تو حدیث فقہ اکبر سے کوئی اشتباہ ہی نہیں اور جن صورتوں پر حکم کفر ہے ان پر جواب ظاہر ہے اہل قبلہ وہی ہے کہ ضروریات دین پر ایمان لاتا ہو اور کوئی قول و فعل قاطع ایمان اس سے صادر نہ ہو ورنہ صرف قبلہ کی طرف ہماری کی سی نماز پڑھنا اور ہمارا ذبیحہ کھانا بنصوص قطعیہ قرآن ایمان کے لئے کافی نہیں، منافقین یہ سب کچھ کرتے تھے اور یقیناً کافر تھے۔

قال تعالٰی "لَا یَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَ هُمْ كُسَالٰى"[1] وقال تعالٰی "اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَ اللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ" [2] الی اٰخر الرکوع الشریف، قال تعالٰی "وَ لَىٕنْ سَاَلْتَهُمْ لَیَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَ نَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَ اٰیٰتِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ ؕ"[3]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: وہ (اہل نفاق) نماز ادا نہیں کرتے مگر جی ہارے سستی سے، اور اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: جب منافق آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ یقیناً آپ اللہ تعالٰی کے رسول ہیں، اور اللہ تعالٰی جانتا ہے کہ آپ اس کے رسول ہیں لیکن اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق نرے جھوٹے ہیں، آخر رکوع شریف تک (یہی ذکر ہے)۔ اور اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: اگر آپ ان سے پوچھیں (کہ یہ تم کیا کہہ رہے ہو) تو جھوٹ کہہ دیں گے یہ تو ہم ہنسی کھیل کر رہے ہیں، (ان سے) فرماد یجئے کیا اللہ تعالٰی، اس کی آیتوں اور اس کے رسول (گرامی) سے ہنسی مذاق کر رہے ہو (یعنی کیا تم نے اتنا بھی نہ سوچا کہ اپنے مذاق کا محل کسی کو بنا رہے ہو) لہذا اب بے جا بہانے نہ بناؤ کیونکہ اب تم اپنے ایمان کے بعد (کھلے) کافر ہوگئے ہو۔ (ت)

مسئلہ شرح فقہ اکبر و ردالمحتار وغیرہما میں مصرح ہے اور ہم نے تمہید ایمان وغیرہ میں بارہا اسے مفصل کیا۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

[1] القرآن الکریم ۹/ ۵۴
[2] القرآن الکریم ۶۳/ ۱
[3] القرآن الکریم ۹/ ۶۵

مسئلہ ۳۶ تا۴۱: مسئولہ سید منظور حسین بتوسط احمد حسن خاں رضوی نجیب آباد محلّہ بوعلیخان مرحوم ضلع بجنور ۲۵ جمادی الاولٰی ۱۳۳۴ھ

اعلیحضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت صاحب حجت قاہرہ، مؤید ملت طاہرہ جناب مولانا صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،!

حضور کا کیا ارشاد ہے حضور کا فضل ہمیشہ رہے درباہ مسئلہ ذیل: کل یہاں نجیب آباد کے بازاروں گلی کوچوں میں مسلمانوں کی ایک جماعت (جس میں پڑھے لکھے بلکہ متعدد ذی اثر ومقتدر شرفاء قصبہ بھی شامل تھے اور جن میں سے بعض تو عوامی کی زبانوں پر **معاذ اللہ** دین کا جھنڈا، اسلام کا رکن واسلام کا پایہ وغیرہ وغیرہ ناموں سے مشہور ہیں) بہ معیت ایک ہجوم کفار ہنود رنگ پاشی کرتی مغلظ وشرمناک ہولیاں گاتی، جے جے کے نعرے بلند کرتی، دکانوں پر سے مسلمانوں کو ہولی بازی میں حصہ لینے کے لئے بالجبر کھینچتی اور ہر سامنے آنے والے ہندو مسلمان پر رنگ برساتی ہوئی گزری، **والعیاذ باللہ تعالٰی**، مسلمانوں کی داڑھیاں (جن کے تھیں) چہرے کپڑے گلال ورنگ میں شڈوب تھے باؤلوں دیوانوں کی طرح بے ہوش، آپے سے باہر کودتے پھاندتے چیختے چلاتے پھرتے تھے، غرض ہر باغیرت مسلمان کے پیش نظر ایک ہولناک وحشت خیز منظر جماعت مذکورہ نے بعض غیور مسلمانوں کے مطالبہ کرنے پر یہ جواب دیا کہ یہ حرکت شنیعہ بدیں وجہ کی گئی ہے کہ اس طرح (ان کے زعم میں) ہندو مسلم باہم متحد ومتفق ہوجائیں اور کہ ایسا کرنے میں کوئی دینی مضرت نہیں ہے مسلمان پہلے بھی کھیلا کرتے تھے، بلکہ ایک مقام پر کسی مولوی صاحب نے بھی شرکت کی تھی ہم ہنود کے کندھوں پر تعزیے رکھا کر بدلہ لیں گے جو (ان کے زعم میں) دینکا نفع عظیم ہے اب دریافت طلب امور ذیل ہیں:

(۱) معاذ اللہ اگر کسی نے حرکت مذکورہ جائز جان کی کی،

(۲) یا قصدا برضا ورغبت اس کا ارتکاب کیا (جیسا کہ ظاہر ہے کہ جماعت مذکورہ نے کیا اگر وہ نہ چاہتے تو کفار مذکور ہرگز ایسا نہ کرتے، نہ پیشتر کبھی یہاں ایسا ہوا چنانچہ امسال بھی شہر کے اکثر باحمیت مسلامان بحمدہ تعالٰی اس ناپاک وخفیف حرکت سے مجتنب ومحفوظ رہے)

(۳) یا اگر کسی مسلمان نے جماعت مذکورہ کے فعل کو بجائے رنج ونفرت وحقارت کی نگاہ سے دیکھنے کے بنظر مسرت وعظمت واستحسان دیکھا بلکہ غیور معترضین سے الٹا معارضہ کیا اگرچہ خود شریک نہیں ہوا۔

(۴) یا اگر کوئی مسلمان با جماعت مذکورہ کو قبل از اعلانیہ توبہ رکن اسلام سمجھے یا حرکت مذکورہ کی تعریف

کرے یا کسی طرح اس کا ساتھ دے تو ہر چہار اشخاص کے ایمان و نکاح و بیعت پر کسی قسم کا ناقص اثر تو نہیں پڑتا ہے۔اگر ناقص اثر پڑتا ہے تو ان سے کسی طرح توبہ کرائی جائے۔

(۵) اور کیا ایسا اتحاد جائز ہے،جواب مدلل و مفصل وآسان عبارت میں اور حتی الامکان جلد عطا ہو تاکہ ہر مسلمان سمجھ سکے اور جو بروز جمعہ مساجد میں اعلان کرکے مسلمانوں کو اس قبیح حرکت سے ڈرایا اور بچایا جائے ورنہ معاذاللہ ممکن ہے کہ رسم ناپاک نجیب آباد میں ہمیشہ کے لئے قائم ہوجائے اور نمونہ ملعونہ کی تقلید تمام ضلع بلکہ دور دور شہروں میں کی جائے۔

(۶) نیز ارشاد فرمائے کہ اگر جماعت مذکورہ جناب کے حکم شرعی پر عمل کرکے تائب نہ ہو تو عام مسلمان ان سے سلام کلام کریں یا نہیں؟جواب دستخط اقدس ومہر شریف سے مزین ہو۔

ہم مستفیان اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضور بباعث ہجوم کام نہایت عدیم الفرصت ہیں لیکن امر ہذا اگر حضور سے (کہ صدی موجود میں واحد نافذ اسلام ہیں) نہ عرض کیا جائے اور کہا جائیں اللہ تعالٰی حضور کو ہم غریبوں کے سروں پر تا عرصہ دراز باعافیت وعزت صحت سلامت باکرامت اعداء دین اللہ پر نمایاں طور پر مظفر و منصور مع جمیع متبعین قائم رکھے اور شب وروز اپنی بے انتہاء برکات نازل فرماتا رہے بطفیل حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ واصحابہ اجمعین برحمتک یاارحم الراحمین۔

الجواب:

ظاہر ہے کہ افعال شنیعہ مذکورہ سخت ملعون ہیں جس نے انھیں مستحسن جانا باتفاق ائمہ کرام کافر ہے۔غمز العیون البصائر میں ہے:

من استحسن فعلا من افعال الکفار کفر باتفاق المشائخ[1]۔	جس(بدنصیب) نے کفار کے افعال میں سے کسی فعل کو اچھا سمجھا(اور اس کی تحسین کی) تو وہ مشائخ کے اتفاق سے کافر ہوگیا۔(ت)

یہ لوگ تو اسلام سے خارج ہوگئے ان کی عورتیں نکاح سے نکل گئیں ان کی بیعتیں جاتی رہیں نیز جس نے ان افعال کو جائز و حلال جانا اور ان پر راضی ہوا اور ان پر معترضین سے معارضہ کیا یہ لوگ بھی اسی حکم میں ہیں کہ مشرکین کے تہوار کی خوشی منانا ان کے ایسے افعال ملعونہ میں شرکت کرنا معصیت قطعیہ ہے۔اور معصیت قطعیہ کا استحلال کفر ہے۔اور جنھوں نے ان افعال ملعونہ کو ملعون و شنیع ہی جانا اور انھیں برا جان کر

[1] غمز عیون البصائر الفن الثانی کتاب السیر والردۃ ادارۃ القرآن کراچی ۱/ ۲۹۵

اپنی شیطانی مصلحت کے خیال سے شرکت کی ان کے قلب کا حال اللہ عزوجل جانتا ہے مرتکب کبائر ہوئے مستحق عذاب نار ہوئے سزاوار لعنت ہوئے مگر عنداللہ کافر نہ ہوئے، لیکن شرع ظاہر پر حکم فرماتی ہے، حدیث میں ہے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من تشبہ بقوم فھو منھم [1]۔	جو کسی قوم کے سے مشابہت پیدا کرے گا وہ انھیں میں سے ہوگا۔

دوسری حدیث میں ہے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من کثر سواد قوم فھو منھم [2]۔	جو کسی قوم کی جماعت بڑھائے وہ انھیں میں سے ہے۔

ان پر بھی توبہ اور تجدید اسلام فرض ہے تائب ہوں اور نئے سرے سے کلمہ پڑھ کر اپنی عورتوں سے نکاح دوبارہ کریں اور وہ مصلحت ملعونہ اتحاد کہ ان کے قلب میں ابلیس نے القاء کی، وہ خود کب حلال ہے۔ کافر و مومن میں اتحاد کیسا، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ" [3]	اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمن کو دوست نہ ٹھہراؤ۔

اور فرماتا ہے:

"لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ج" [4]	ایمان والے ایمان والوں کے سوا کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں۔

اور فرماتا ہے:

"لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ	تم نہ پاؤ گے انھیں جو ایمان رکھتے ہیں اللہ اور قیامت کے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنھوں نے مخالفت کی اللہ و رسول کی اگرچہ وہ ان کے باپ ہوں یا

[1] سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب لبس الشھرۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲ /۲۰۳

[2] تاریخ بغداد ترجمہ عبداللہ بن عتاب ۵۱۶۷ دار الکتاب العربی بیروت ۱۰ /۴۰، اتحاف السادۃ المتقین کتاب الحلال والحرام الباب السادس دار الفکر بیروت ۶ /۱۲۸

[3] القرآن الکریم ۶۰ /۱

[4] القرآن الکریم ۳ /۲۸

اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ "[1]	بیٹے ہوں یا بھائی ہوں یا کنبے والے ہوں۔

اور فرماتا ہے:

"وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ "[2]	تم میں جو ان سے دوستی رکھے گا وہ انھیں میں سے ہے۔

کفار میں امور دنیوی مثل تجارت وغیرہا میں موافقت کی جاسکتی ہے جہاں تک مخالفت شرع نہ ہو مگر ان کے امور مذہبی میں موافقت اور وہ بھی معاذاللہ اس حد تک ضرور لعنت الٰہی اترنے کی باعث ہے اور وہ بیہودہ خیال کہ ہم ان سے تعزیہ مسلمانوں کی کوئی عید نہیں بلکہ جُہال نے اسے موسم ماتم بنارکھا ہے مسلمانوں کا کوئی امر مذہبی نہیں بلکہ مذہب میں ممنوع و ناروا ہے۔ ہندوؤں کے مذہب میں ان کی ممانعت نہیں، اودھ میں بہتیرے ہندو آپ ہی تعزیہ بناتے اور اٹھاتے ہیں بخلاف ہولی کہ عید کفار ہے اور ان کا مذہبی شعار ہے اور دین اسلام میں سخت حرام ہے تو یہ اس کا معاوضہ کیسے ہوسکتا ہے، ایسا ملعون اتحاد منانے والے کیا ہنود سے یہ قرار داد لے سکتے ہیں کہ وہ عید الضحٰی میں ان کا ساتھ دیں گے گائے یہ پچھاڑن چھوٹی سی بچھیا وہ بھی لٹائیں گے سیر بھر یہ کھائیں تو پاؤ بھر وہ بھی کھالیں گے، ایسا ہوتا تو کچھ جاہلانہ معاوضہ کا گمان ممکن تھا کہ عید الضحٰی مسلمانوں کی عید ہے اور گاؤ کشی ان کا مذہبی مسئلہ اور ہندوؤں کے یہاں حرام ہے ان سے کہہ کر دیکھیں کیا جواب ملتا ہے اس وقت کھل جائے گا کہ اس ملعون اتحاد کی تالی ایک ہی ہاتھ سے بجی ہندوؤں اپنے مذہب پر قائم ہیں اور تم مسلمان اپنے دین سے نکل گئے ایسوں کو رکن اسلام کہنا اسلام کی توہین کرنا ہے اللہ تعالٰی مسلمانوں کو ہدایت دے اور شیطان ملعون کے دھوکوں سے بچائے اگر یہ لوگ نہ مانیں اور ایسے ہی اعلان کے ساتھ توبہ نہ کریں جس اعلان کے ساتھ وہ کفریات کئے تھے تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان کو چھوڑ دیں ان سے میل جول سلام کلام سب ترک کردیں،

قال اللہ تعالٰی: "وَ اِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۞ "[3] واللہ تعالٰی اعلم۔	اگر کہیں تمھیں شیطان بھلاوے میں ڈال دے تو پھر یاد آنے کے بعد ہر گز ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھوں واللہ تعالٰی اعلم۔ (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۵۸/ ۲۲

[2] القرآن الکریم ۵/ ۵۱

[3] القرآن الکریم ۶/ ۶۸

مسئلہ ۴۲: مرسلہ صالح محمد خاں سابق مدرس ساکن قصبہ بابلکہ ضلع بلند شہر ۵/ صفر ۱۳۳۵ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارہ میں کہ کیا حال ہے ایسے شخص کا جو گناہان مندرجہ ذیل کا مرتکب ہو اوہ شخص مسلمان رہا یا نہیں اور نماز اس کے پیچھے جائز ہے یا نہیں؟

(۱) ایک شخص نے جان بوجھ کر بسبب دنیوی رنجش کے قصداً فعل حلال شرعی کو حرام کر دیا۔

(۲) غیر مقلدین کو جو اپنے کو عامل بالحدیث مشہور کرتے ہیں اور امامان مجتہدین رحمہم اللہ تعالٰی کو بدعتی اور اصحاب الرائے کہتے ہیں ان کو در باہ شخصے خلاف شرع مدد دی۔

(۳) شرعی معاملہ میں عمدا بحلف جھوٹی شہادت دی۔

(۴) چار مسلمانان اہلسنت وجماعت حنفی مذہب واقف مسائل شرعی کے روبرو شرعی فعل حلال و جائز کو برحق اور سچا تسلیم کرکے پھر اس کلمہ حق سے منحرف ہو کر ناجواز کا قائل ہوا اور یہ شخص پیش امام مسجد بھی ہے آیا نماز اس کے پیچھے جائز ہے یا نہیں؟ مع دلیل وحوالہ کتاب اللہ وحدیث رسول اللہ یا عبارت فقہیہ مرتب فرمایا کرمزین بمہر خاص فرمائیں۔

(۵) اگر قاضی شہر کے علاوہ دوسرا کوئی شخص مطابق شرع شریف نکاح پڑھادے لیکن اندراج اس کا رجسٹر قاضی شہر مذکور میں نہ ہو تو وہ نکاح جائز و صحیح ہے یا نہیں؟ جواب مرحمت ہو۔ **بینوا توجروا** (بیان کرو تاکہ اجر پاؤ۔ ت)

الجواب:

ایسے لوگ سخت گنہگار بلکہ گمراہ ہیں کہ حق کے مقابل باطل کی اعانت کرتے ہیں، ایسے شخص کے پیچھے نماز ناجائز ہے بلکہ جب تک توبہ نہ کریں مسلمانوں کو ان سے بالکل قطع علاقہ کر دینا چاہئے کہ وہ ظالم ہیں اور ظالم بھی کس پر دین پر، اور اللہ تعالٰی عزوجل فرماتا ہے:

"وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝۶۸"[1]	اگر تمھیں شیطان بھلادے تو یاد آنے کے بعد ظالموں کے ساتھ مت بیٹھو۔ (ت)

قاضی کا رجسٹر شرعا کوئی شرط نکاح نہیں، رجسٹر آج سے نکلے ہیں، پہلے نکاح کیونکر ہوتے تھے ہاں یادداشت کے لئے درج ہونا بہتر ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

[1] القرآن الکریم ۶ /۶۸

مسئلہ ۴۳: مرسلہ حافظ عبدالمجید خاں حنفی از قصبہ بابلکہ ضلع بلند شہر ۵ صفر ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اہل ہنود میں کم زیادہ ایک ہفتہ تک شام سے آدھی رات تک یا بعد تک ایسی مجلس ہوتی رہے کہ جس میں رام و لچھمن وراون وسیتاوغیرہ عورت ومرد کے قسم قسم کی تصویریں دکھائی جائیں اور ساتھ ہی ان کے طرح طرح کا باجابجا کر بھجن وغیرہ گانا گایا جائے اور ان تصویروں کو نعوذ باللہ معبود حقیقی سمجھیں اور ہر طرح کے فحش ولغویات پیدا ہوتے ہوں تو ایسی مجلسوں میں ان مسلمانوں کو جو ازروئے تحقیق مذہب اسلام ایسی تقاریب کی برائیوں سے بھی فی الجملہ واقف ہوں اور نمازی بھی ہوں شریک مجلس ہونا اور دلچسپی حظ نفس اٹھانا وبعض بعض شبیہ ناپاک پر نظر ڈالنا وبعض شبیہ عورات پر شہوت کی نظر ڈالنا اور مثل عقائد باطلہ اہل ہنود تعریف وتوصیف سوانگ وتماشہ میں بتالیف قلوب مشرکین تائید یا ہوں ہاں کرنا اور عشاء وفجر کی نمازیں بایں نمط کہ عشاء بمصروفی تماشہ وفجر کی نماز غلبہ نیند سے قضا کرنا وباعتراض بعض مانعین یہ کہنا کہ ہم تو حق و باطل میں امتیاز ہوجانے کی غرض سے شامل ہوتے ہیں اور ایسی ہی بے سود تاویلات کرنا اور زینت مجلس کے واسطے اپنے گھروں سے جاجم ودیگر فرش وچوکیات وپارچہ وزیورات دینا اور بوقت اختتام جلسہ اپنی نام آوری یا فخر یا شخصیت یا اہل ہنود میں اپنی وقعت ہونے یا بصورت نہ دینے کے اپنی ذلت وحقارت جان کر ہمراہ اہل ہنود روپیہ روپیہ دینا بالخصوص وہ مسلمان جو کسی مسافر مسکین کو باوجود مقدرت آنہ دوآنہ نہ دے سکتے ہوں اور اس مجلس کی شیرینی جو بنام نہاد پرشاد تقسیم ہوتی ہے کھانا تو ایسے مسلمانوں کے واسطے ازروئے احکام شرع شریف کیا کیا حکم ہے صاف صاف مع عبارت قرآن مجید وحدیث شریف وفقہ مبارک جداگانہ ہرامور مستفسرہ صدر کا جواب مفصل ارقام فرمائیں اللہ تعالٰی اجر دے گا فقط **والسلام علی ختم الکلام** (کلام کے اختتام پر سلام ہو۔ت) (یعنی آپ کو الوداعی سلام ہو)۔

الجواب:

ایسے لوگ فساق فجار کبائر مستحق عذاب نار وغضب جبار ہیں، مسلمان کو حکم ہے راہ چلتا ہوا کفار کے محلّہ سے گزرے تو جلد نکل جائے کہ وہ محل لعنت ہے نہ کہ خاص ان کی عبادت کی جگہ، جس وقت وہ غیر خدا کو پوج رہے ہوں قطعاً اس وقت لعنت اترتی ہے اور بلاشبہ اس میں تماشائیوں کا بھی حصہ ہے۔ یہ اس وقت ہے کہ محض تماشا مقصود ہو اور اسی غرض سے نقد واسباب دے کر اعانت کی جاتی ہو اور اگر ان افعال ملعونہ کو اچھا جانا یا ان تصاویر باطلہ کو وقعت کی نگاہ سے دیکھا یا ان کے کسی حکم کفر پر ہوں ہاں کہا جیساکہ سوال میں مذکور، جب تو صریح کفر ہے۔ غمز العیون

میں ہے:

من استحسن فعلا من افعال الکفار کفر باتفاق المشائخ[1]۔	جس شخص نے کافروں کے افعال میں سے کسی فعل کو اچھا سمجھا تو مشائخ کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ بلا شک وشبہ کافر ہوگیا ہے۔(ت)

ان لوگوں کو اگر اسلام عزیز ہے اور یہ جانتے ہیں کہ قیامت کبھی آئے گی اور واحد قہار کے حضور جانا ہوگا تو ان پر فرض ہے کہ توبہ کریں اور ایسی ناپاک مجلسوں سے دور بھاگیں نئے سرے سے کلمہ اسلام اور اپنی عورتوں سے نکاح جدید کریں ورنہ عذاب الٰہی کے منتظر رہیں،

قال اللہ تعالٰی: "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً۪ وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ(۲۰۸)"[2]۔	اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ، اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو، کیونکہ وہ انسان کا کھلا اور واضح دشمن ہے۔(ت)

مسئلہ ۴۴ تا ۵۲: مرسلہ محمد سوداگر پارچہ الموڑہ متصل مسجد کارخانہ بازار ۱۵/ ربیع الاول شریف ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس باب میں کہ:

(۱) زید خاکروب نے مع اپنی ایک بی بی اور جوان لڑکی کے قبول اسلام کی درخواست کی چنانچہ ان کو فورًا مسلمان کرلیا گیا، کیا فوراً ہی ان کو اپنا حقہ دینا اور ان کے ساتھ کھانا پینا وغیرہ درست ہے یا نہیں؟

(۲) مسماۃ ہندہ جو اس خاکروب نو مسلم کی جوان نو مسلمہ لڑکی ہے اس کو مسلمان کرنے والے عالم کے پیچھے کیا نماز درست ہے حالانکہ اس کے پیچھے اب تک نماز پڑھتے تھے؟

(۳) کسی عالم باعمل اور صالح پر جس نے خاکروب کی جوان لڑکی کو مسلمان کیا ہو کیا یہ اتہام کرنا گناہ نہیں کہ تو نے اپنے نفس کے لئے اس کو مسلمان کیا ہے اور تو اس سے آشنائی کرے گا۔

(۴) اگر ایک بار قبول اسلام کرنے کے بعد وہ خاکروب پھر اپنی قوم میں مل گیا ہو اور دوبارہ قبول اسلام کی درخواست کرے تو کیا اس کے مسلمان کرنے میں کچھ تامل کرنا چاہئے حالانکہ خوف ہے کہ آریہ اور عیسائی فوراً اس کو لے لیں گے۔

(۵) اگر خاکروب کو مسلمان کرنے اور اس کے ساتھ کھانے پینے سے اس خوف سے پرہیز کرے

---

[1] غمز العیون البصائر شرح الاشباہ والنظائر الفن الثانی کتاب السیر والردۃ ادارۃ القرآن کراچی ۱/ ۲۹۵

[2] القرآن الکریم ۲/ ۲۰۸

کہ اس کے ہمسایہ ہنود اس پر ہنسیں گے اور اعتراض کریں گے تو یہ اس مسلمان کی مذہبی کمزوری ہے یا اس کو کیا کہیں گے؟

(۶) کیا شریعت اسلام کے نزدیک ایک برہمن سے ایک خاکروب ناپاک اور نجس تر سمجھا جاتا ہے، حالانکہ برہمن کو سخت شرک کی وجہ سے زیادہ ناپاک سمجھنا چاہئے۔

(۷) مستند علمائے دین کے فتاوٰی کو جو شخص ہیچ وپوچ سمجھ کر اس پر عمل نہ کرے اور کہے کہ فتوٰی وہی ہے جو ہمارا دل گواہی دے، ایسا شخص شریعت کے نزدیک کیسا ہے؟

(۸) اگر کوئی مسلمان نومسلم خاکروب کے ساتھ حقہ پینے، کھانا کھانے پر ایک مسلمان کی ہنسی اڑائے وہ مسلمان کیسا ہے؟

(۹) خاکروب کی بالغہ لڑکی جو مسلمان ہو گئی ہے کیا اس کے پانے کا اس کا شوہر خاکروب مستحق ہے یا قبول اسلام سے پیشتر باقاعدہ طور پر اس کے ماں باپ کے یہاں سے اس کی رسم رخصت عمل میں نہ آئی ہو اور دوران مقدمہ میں (جو اس کے شوہر نے اس کے نام دائر کیا ہے) مسلمان ہو گئی ہو۔ **بینوا توجروا** (بیان فرماؤ تاکہ اجر وثواب پاؤ۔ت)

الجواب:

(۱) اسلام لاتے ہی معاہر قوم والے کو غسل کرنا چاہئے خصوصاً وہ قوم کہ نجاست سے تلوث جن کا پیشہ ہو مسلمان کرتے ہی ان کو خوب پاک کرکے نہلادیں اس کے بعد معًا ان کے ساتھ کھائیں پئیں۔

(۲) جو کافر تلقین اسلام چاہے اسے تلقین فرض ہے اور اس میں دیر لگانا اشد کبیرہ بلکہ اس میں تاخیر کو علماء نے کفر لکھا اگر بلاوجہ شرعی دیر کرتا ہے تو اس کے پیچھے نماز ناجائز ہوتی نہ کہ وہ فرض بجالایا اس بناء پر اس کے پیچھے نماز میں تامل کریں۔

(۳) مسلمان پر بدگمانی حرام ہے۔اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ٘-اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ"[1]	اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو بے شک کچھ گمان گناہ ہے۔

اور فرماتا ہے:

"وَ لَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌؕ-اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ	غیر یقینی بات کے پیچھے نہ جا بیشک کان اور آنکھ

[1] القرآن الکریم ۴۹/ ۱۲

وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا "[1]	اور دل سب سے پرسش ہونی ہے۔

نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث[2]	بدگمانی سے دور بھاگو بدگمانی سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے۔

(۴) ہر گز تامل جائز نہیں، بارگاہ عزت وہ بارگاہ کرم ہے کہ ع

بازآ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ ۔۔۔ گر کافر و رند و بت پرستی باز آ

ایں درکہ مادر گہ ناامیدی نیست ۔۔۔ صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

(جو کچھ بھی تو ہے اس کام سے مکرر سہ کرر رک جا یعنی اسے چھوڑ دے، اگر تو کافر ہے اوباش اور بت کا پجاری ہے تاہم اس کو چھوڑ دے، یہ دروازہ (یعنی اللہ تعالٰی کی بارگاہ) ہمارے ناامید ہو کر لوٹ جانے کا دروازہ نہیں، اگر تو نے سو مرتبہ بھی توبہ کرکے توڑ دی تو پھر بھی (اس بارگاہ کی طرف) لوٹ آ۔ت)

(۵) کافروں کے غلط طعنہ کا لحاظ کرنا اور اس کا خیال نہ کرنا کہ اس مسلمان کی دل شکنی ہوگی کسی ایسے ہی کا کام ہے جو نرا جاہل ہے۔ یا **معاذ اللہ** کافروں کی طرف مائل ہے۔

(۶) کفر کی نجاست میں برہمن خاکروب سے نجس تر ہیں مگر ظاہری نجاست سے تلوث اس کو زائد رہتا ہے ولہذا مسلمانوں میں رائج ہے کہ خاکروب کی چھوئی چیز سے جیسا احتراز کرتے ہیں برہمن کی چھوئی ہوئی سے نہیں کرتے لیکن یہ اسی وقت ہے جب تک وہ مسلمان نہ ہوا جب اسلام لے آیا اور طہارت کرلی اب وہ اپنا بھائی ہے۔

(۷) یہ شخص اگر خود عالم کامل نہیں تو مستند علمائے دین کے فتوے نہ ماننے کے سبب ضال وگمراہ ہے، قرآن عظیم نے غیر عالم کے لئے یہ حکم دیا کہ عالم سے پوچھو نہ یہ کہ جس پر تمہارا دل گواہی دے عمل کرو۔ **قال اللہ تعالٰی**:

"فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ "[3]	علم والوں سے پوچھ لیا کرو اگر تمہیں علم نہ ہو۔(ت)

---

[1] القرآن الکریم ۱۷/ ۳۶

[2] جامع الترمذی ابواب البر والصلۃ باب ماجاء فی ظن السوء امین کمپنی دہلی ۲/ ۲۰

[3] القرآن الکریم ۱۶/ ۴۳

جاہل کیا اور جاہل کا دل کیا:

نعم من کان عالما فقیھا مبصرا ماھرا متبحرا فھو مامور بقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم استفت قلبك وان افتاك المفتون [1]۔	ہاں اگر وہ عالم، فقیہ (یعنی قانون فقہ جاننے والا) بصیرت رکھنے والا علم میں مہارت اور تجربہ رکھنے والا اور علم کا سمندر ہو تو اسے حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کی وجہ سے یہ حکم دیا گیا کہ اپنے دل سے فتوٰی پوچھئے اگرچہ تمھیں مفتیان کرام کچھ فتوٰی دیں (ت)

(۸) یہ ہنسی اڑانے والا سخت گنہ گار ہوگا، قال اللہ تعالٰی:

"یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْھُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓی اَنْ یَّکُنَّ خَیْرًا مِّنْھُنَّ" [2]۔	اے ایمان والو! کوئی قوم کسی دوسری قوم سے ہنسی مذاق نہ کرے، کیا خبر، شاید وہ (جن سے ہنسی مذاق کیا گیا) ہنسی کرنے والوں سے بہتر ہوں، اور نہ عورتیں عورتوں سے ہنسی مذاق کریں شاید وہ ہنسی مذاق کی جانے والی عورتیں ان سے بہتر ہوں (مقصد یہ کہ کوئی کسی دوسرے کو کہتر اور کمتر نہ سمجھے ہوسکتا ہے کہ انجام کے لحاظ سے وہ کمتر اس بالاتر سے اچھا اور افضل ہو)۔ (ت)

کیا معلوم کہ اللہ تعالٰی کے نزدیک اس ہنسنے والے سے وہ خاکروب ہی بہتر ہو۔

(۹) عورت جب مسلمان ہوجائے حکم یہ ہے کہ اس کے شوہر سے اسلام کے لئے کہا جائے اگر مان لے فبہا وہ اس کی عورت ہے اور نہ مانے تو اس کا یہ انکار کرنا اس نکاح کو ساقط کرتا ہے یہ حکم اس وقت ہے کہ حاکم اسلام اس پر اسلام پیش کرے اور وہ نہ مانے جہاں حاکم اسلام نہیں عورت تین حیض کا انتظار کرے، اس مدت میں اگر وہ مسلمان نہ ہو نکاح زائل ہوجائے گا، بہر حال مسلمہ عورت پر کافر کو شرعا کوئی دعوٰی نہیں پہنچتا، واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۵۳: مسئولہ مولوی محمد واحد صاحب ۱۳/ جمادی الاٰخرہ ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مستحبات کو بدعت سیئہ کہہ کر روکنے والے یا (قرون ثلثہ میں نہ تھے) کہہ کر منع کرنے والے کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ اور ایسے لوگوں کو کسی مسجد کا امام مستقل

---

[1] اتحاف السادۃ المتقین کتاب عجائب القلب بیان مایؤاخذ بہ العبد من وساوس القلوب الخ دار الفکر بیروت ۷/ ۲۹۸، کنز العمال برمز تخ عن وابعۃ حدیث ۲۹۳۲۹ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۲۵۰

[2] القرآن الکریم ۴۹/ ۱۱

بنانا یامدرس مقرر کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

کتب عقائد میں تصریح ہے کہ تحلیل حرام و تحریم حلال دونوں کفر ہیں یعنی جو شے مباح ہو جیسے اللہ ورسول نے منع نہ فرمایا اسے ممنوع جاننے والا کافر ہے جبکہ اس کی اباحت وحلت ضروریات دین سے ہو یا کم از کم حنفیّہ کے طور پر قطعی ہو ورنہ اس میں شک نہیں کہ بے منع خدا و رسول منع کرنے والا شریعت مطہرہ پر افتراء کرتا ہے اور اللہ عزوجل پر بہتان اٹھاتا ہے اور اس کا ادنٰی درجہ فسق شدید وکبیرہ وخبیثہ ہے۔ قال اللہ تعالٰی:

"وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ "[1]۔	اور جو کچھ تمھاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں (اس کے متعلق یہ نہ کہا کرو کہ یہ حلال اور یہ حرام ہے تاکہ تم اللہ تعالٰی پر جھوٹ باندھو (یادرکھو) جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہوتے۔ (ت)

وقال اللہ تعالٰی (نیز اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا۔ ت)

"اِنَّمَا یَفْتَرِی الْكَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ"[2]	اللہ تعالٰی کے ذمے وہی لوگ جھوٹا الزام لگاتے ہیں (جو در حقیقت) ایمان نہیں رکھتے (ت)

فاسق ومرتکب کبیرہ ومفتری علی اللہ ہونا ہی اس کے پیچھے نماز ممنوع اور اسے امام بنانا ناجائز ہونے کے لئے بس تھا، فتاوٰی الحجہ و غنیہ میں ہے:

لوقدموا فاسقا یاثمون[3]۔	اگر لوگوں نے کسی فاسق (مرتکب گناہ کبیرہ) کو امام بنا کر آگے کیا تو لوگ گنہ گار ہونگے (ت)

تبیین الحقائق وطحطاوی میں ہے:

لان فی تقدیمه تعظیمه و	کیونکہ اس کو (یعنی فاسق کو) آگے کھڑا کرنے

---

[1] القرآن الکریم ۱۶/ ۱۱۶

[2] القرآن الکریم ۱۶/ ۱۰۵

[3] غنیہ المستملی شرح منیہ المصلی فصل فی الامامۃ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۳

قد وجب علیهم اهانته شرعا[1]۔	میں اس کی تعظیم ہے جبکہ لوگوں پر شرعاً اس کی توہین ضروری ہے۔(ت)

مگر یہ وجہ منع کہ سوال میں مذکور آج کل اصول وہابیت مردودہ مخذولہ سے ہے اور وہابیہ بے دین ہیں اور ان کے پیچھے نماز باطل محض، فتح القدیر میں ہے:

الصلٰوۃ خلف اهل الاهواء لا تجوز[2]۔	اہل ہوا(خواہش پرست) کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز ہے۔(ت)

انھیں امام ومدرس بنانا حرام قطعی اور اللہ ورسول کے ساتھ سخت خیانت، اور مسلمانوں کی کمال بدخواہی، صحیح مستدرک میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من استعمل علی عشرۃ رجلا وفیهم من هو ارضی لله منه فقد خان الله ورسوله والمؤمنین[3]۔	اگر کسی نے دس آدمیوں پر ایک شخص کو حاکم بنایا جبکہ ان میں وہ شخص بھی تھا جو اس حاکم سے اللہ تعالٰی کو زیادہ پسند تھا، تو اس حاکم بنانے والے شخص نے اللہ تعالٰی، اس کے رسول اور مسلمانوں سے خیانت کی۔(ت)

اور اگر ان کے عقائد کفر پر مطلع ہو کر ان کے استحسان یا آسان سمجھنے سے ہو تو امام ومدرس بنانے والا خود کافر ہو جائے گا۔

فان الرضی بالکفر کفر ومن انکر شیئا من ضروریات الدین فقد کفر ومن شك فی کفرہ وعذابه فقد کفر[4]۔	پس کفر سے خوشنودی کفر ہے، اور جو کوئی ضروریات دین سے کسی بات کا انکار کرے تو وہ بلاشبہ کافر ہے۔ پھر جو کوئی اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔(ت)

کسی مسجد یا مدرسہ کے مہتمم کیا روا رکھیں گے کہ اپنے اختیار سے اسے امام ومدرس کریں جو ان کے ماں باپ کو علانیہ مغلظہ گالیاں دیا کرے، ہرگز نہیں، پھر وہابیہ تو اللہ عزوجل کے محبوب

[1] تبیین الحقائق باب الامامة والحدث فی الصلٰوۃ الکبرٰی الامیریه بولاق مصر ۱/ ۱۳۴
[2] فتح القدیر باب الامامة مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۰۴
[3] المستدرك للحاکم کتاب الاحکام ۴/ ۹۲ و نصب الرایة کتاب ادب القاضی ۴/ ۶۳
[4] حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین خطبه الکتاب مکتبہ نوریہ لاہور ص ۱۳

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو علانیہ گالیاں دیتے لکھتے چھاپتے ہیں، وہ کیسا مسلمان کہ اسے ہلکا جانے اور ایسوں کو مدرس وامام کرے، اللہ تعالٰی سچا اسلام دے اور اس پر سچی استقامت عطا فرمائے اور اپنی اور اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی سچی محبت دے اور ان کے دشمنوں سے کامل عداوت ونفرت عطا فرمائے کہ بغیر اس کے مسلمان نہیں ہوسکتا اگرچہ لاکھ دعوی اسلام کرے اور شبانہ روز نماز روزے میں منہمک رہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہٖ وولدہٖ والناس اجمعین [1]۔	(لوگو!) تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کی نگاہوں میں اس کے والدین، اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔ (ت)

کاش مسلمان اتنا ہی کریں کہ اللہ ورسول کی محبت وعظمت کو ایک پلہ میں رکھیں اپنے ماں باپ کی الفت وعزت کو دوسرے میں، پھر دشمنان وبدگویان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اتنا ہی برتاؤ کریں جو اپنی ماں کو گالیاں دینے والے کے ساتھ برتتے ہیں تو یہ صلح کلی یہ بے پرواہی، یہ سہل انگاری یہ نیچیری ملعون تہذیب، سدراہ ایمان نہ ہو ورنہ ماں باپ کی محبت وعزت رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی محبت وعزت سے زائد ہو کر ایمان کا دعوی محض باطل اور اسلام قطعاً زائل۔ **والعیاذ باللہ تعالٰی** (اللہ تعالٰی کی پناہ۔ ت) **قال اللہ تعالٰی** (اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا۔ ت)

"الٓمّٓ ﴿۱﴾ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَكُوْۤا اَنْ یَّقُوْلُوْۤا اٰمَنَّا وَ هُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ﴿۲﴾" [2]	کیا لوگ اس گھمنڈ میں پڑگئے کہ وہ صرف اتنا کہنے پر کہ ہم ایمان لائے، چھوڑ دئے جائینگے اور ان کی آزمائش نہ ہوگی۔ (ت)

زبان سے سب کہہ دیتے ہیں کہ ہاں ہمیں اللہ ورسول کی محبت وعظمت سب سے زائد ہے مگر عملی کارروائیاں آزمائش کرادیتی ہیں کہ کون اس دعوے میں جھوٹا اور کون سچا۔

"رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۸﴾" [3] وصلی اللہ تعالٰی وسلم و بارك علی	اے ہمارے پروردگار! ہمارے دلوں کو نہ پھیر جبکہ تو نے سیدھی راہ دکھادی اور ہمیں اپنے پاس رحمت سے نواز دے یقیناً تو ہی

[1] صحیح البخاری کتاب الایمان باب حب الرسول قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۷

[2] القرآن الکریم ۲۹/ ۲

[3] القرآن الکریم ۳/ ۸

مالکنا ومولینا والاٰل والاصحاب اٰمین۔واللہ تعالٰی اعلم۔	بہت زیادہ عطا کرنیوالا ہے۔ہمارے مالک و مولٰی پر اللہ تعالٰی درود وسلام اور برکات کا نزول فرمائے اور ان کی آل اور ساتھیوں پر بھی(درود وسلام اور برکات نازل ہوں)اور اللہ تعالٰی سب سے زیادہ علم رکھنے والا ہے۔(ت)

مسئلہ ۵۴: از شاہجہان پور مرسلہ منصور حسن خاں صاحب تحصیلدار ۹ذی القعدہ ۱۳۳۵ھ

اس وقت ہندوستان میں بہت زور کے ساتھ حکومت خود اختیاری کی بحث چھڑی ہوئی ہے۔حکومت خود اختیاری کے یہ معنی ہیں کہ برائے نام انگریزوں کی نگرانی رہے گی اور حکومت در حقیقت باشندگان ہندوستان کے ہاتھ میں ہوگی،اگر گورنمنٹ نے اسے عطا کردیا تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہندو صاحبان جو اعداد اور تمول میں ہم سے بہت زائد ہیں ہم پر فوقیت رکھیں گے بحالت موجودہ ہندو صاحبان کا مسلمانوں کے معاملات میں جو رویہ ہے اس پر مندرجہ ذیل واقعات روشنی ڈالتے ہیں۔

(۱) کانپور کے پریڈ گراؤنڈ پر ہندو مجارٹی نے فیصلہ دیا کہ مسلمان نماز جنازہ نہ پڑھیں۔

(۲) سا ور اجمیر شریف میں یہ احکام نافذ کردئے گئے کہ مسلمان عقیقہ اور قربانی میں بکرا بکری بھی ذبح نہ کرنے پائیں۔

(۳) جبلپور میں تراویح کے وقت باجا بجانا فرض سمجھا گیا اور کسی ہندو تعلیم یافتہ سے مسلمانوں کی فریاد پر توجہ تک نہ کی مسجدوں میں نماز بند کردی گئی۔

(۴) بنگال میں شبرات کی رخصت تک ہندو سپرنٹنڈنٹ کی وجہ سے مسلمانوں کو نہ مل سکی۔

(۵) بنگال کی کونسل میں سرسنہار نے رخصت نماز جمعہ کی مخالفت کی اس لئے ریزولیوشن مسٹر ابوالقاسم نے واپس لے لیا،اگر ہندو ممبر مل کر ووٹ دیتے تو ریزولیوشن پاس ہوجاتا۔

(۶) صوبہ متحدہ میں پیران کلیر شریف کی چھوٹی سی سڑک بننے میں ہندوؤں نے ووٹ نہیں دئے اور سید آل نبی صاحب کا ریزولیوشن پاس نہ ہوسکا۔

(۷) الہ آباد اور لکھنو میں اب تک ہندو میونسپلٹیوں کو چھوڑے ہوئے ہیں اس لئے کہ مسلمانوں کے ساتھ گورنمنٹ نے رعایت کی ہے۔

(۸) ہندو لیڈروں نے جو کانگریس کے ارکان وعناصر ہیں میونسلپٹی کے قانون سے اس لئے مخالفت کی کہ مسلمانوں کو تین جگہ ان کی تعداد سے زیادہ دے دیں اس کے متعلق صرف اخبار لیڈر اور آنریبل مالوی جی اور ہندو سبھا کے جلسوں کا مطالعہ کافی ہے خصوصی اس جلسہ کا جو بنارس میں راجہ

رامپال سنگھ کی صدارت میں ہوا تھا۔

(۹) بنگال گورنمنٹ کے بار باراصرار پر بھی ہندوؤں نے مسلمانوں کو کلرکی لائین میں نہیں گھسنے دیا جس کے لئے گورنمنٹ کو آخری کارروائی کرنی پڑی۔

(۱۰) ہندو ممبروں نے جو مشترکہ ووٹ سے کونسلوں میں جاتے ہیں کبھی مسلمانوں کے حق میں اپنی رائے نہیں دی، نہ مسلمانوں کے حقوق کا خیال کیا۔

(۱۱) چندوسی میں ہندوؤں نے لٹھ کے ذریعہ محفل میلاد شریف بند کردی۔

(۱۲) اردو کی مخالفت صرف مالوی جی اور چنتا منی جی ہی نہیں کرتے ہیں بلکہ مسٹر گاندھی بھی کرتے ہیں اور نہایت شائستگی سے سمجھاتے ہیں کہ جب تک مسلمان ہندی حروف نہ سیکھ لیں اس وقت تک انھیں اردو خط میں اجازت دی جائے۔

(۱۳) قربانی کا مسئلہ ہمیشہ زیر بحث نہیں بلکہ موجب کشت وخون رہتا ہے اور زبردستی مسلمانوں کو اپنے فرائض سے روکا جاتا ہے اور کوشش اس بات پر کی جاتی ہے کہ بکرابکری بھی وہ نہ ذبح کرنے پائیں۔

(۱۴) نوکریوں کا یہ حال ہے کہ جہاں تک ممکن ہوتا ہے ہر صوبہ میں مسلمانوں کو محبان وطن اور ہوم رولر اصحاب گھسنے نہیں دیتے۔

مندرجہ بالا واقعات پر نظر ڈالنے کے بعد کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسلمانوں کو اس شورش میں جو ہندو صاحبان اس کے متعلق کررہے ہیں مذہبا شریک ہونا چاہئے یا نہیں؟

الجواب:

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا"[1]	ضرور ضرور تم مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن یہود اور مشرکوں کو پاؤ گے۔

اور فرماتا ہے:

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ؕ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۖ	اے ایمان والو اوروں کو اپنا ولی دوست نہ سمجھو وہ تمھاری ضرر رسانی میں گئی نہیں کرتے، ان کی دلی تمنا ہے کہ تم مشقت میں پڑو، دشمنی ان کے منہ سے

[1] القرآن الکریم ۵/ ۸۲

وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ قَدْ بَیَّنَّا لَكُمُ الْاٰیٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾"[1]	ظاہر ہو رہی ہے اور وہ جو ان کے سینوں میں دبی ہے بہت زیادہ ہے ہم نے روشن نشانیاں تمھیں بتادیں اگر تم عقل رکھتے ہو۔

اس ارشاد الٰہی کے بعد کیا کوئی عاقل دیندار مسلمان ہنود کی شورش میں ان کا ساتھ دینا روا رکھے گا اور وقت پر زبانی باتوں کے دھوکے میں آکر بالآخر ان سے اسلام و مسلمین کے ساتھ نیک برتاؤ اور دلی دوستی کی امید رکھے گا اس حکومت با اختیار کا حاصل اگر ہندوستان میں صرف اس قدر ہوا کہ اوپر کی کونسلوں میں ہندو ممبر بکثرت کردئے گئے اور امور انتظامیہ کے سوا دیگر احکام میں ان کی رائے سنی گئی اور کثرت پر فیصلہ ہوا جب تو ظاہر کہ ہر طرح ہنود کی جیت ہے انھیں کی کثرت رہے گی اور انھیں کی بات جیسا کہ بعض وقائع مذکورہ سوال اس کا نمونہ ہیں، نیچر کی کمیٹیوں میں ان کے اور تمھارے حالات وعادات جو سنے گئے وہ اور بھی ان کے مؤید ہیں یعنی یہ کہ بہت ہنود نہ فقط اپنے حفظ حقوق بلکہ مسلمانوں کی پامالی حقوق میں بیدریغ کوشش کرتے ہیں، اور بہتیرے مسلمان ممبر دم نہیں مارتے بلکہ بعض تو صلح کل وبے تعصب بننے کو الٹا ان کا ساتھ دیتے ہیں مسلمانوں کی تعداد ایک تو کم تھی ہی اور بھی کم رہ جاتے ہیں، آخر بارہا پالی ہنود کے ہاتھ رہتا ہے، اب اس کا اثر جزئیات پر پڑتا ہے، اس حالت میں کلیات پر پڑے گا، گورنمنٹ کو مسلمانوں ہندوؤں کے معاملہ میں نہ کسی کی طرفداری نہ کسی سے خصومت، جب ہندوستانی ممبر بڑھے اور کثرت ہنود کی ہوئی اب احکام ان رایوں سے فیصل ہوکر آئیں گے جو ایک قوم کی ذاتی طرفداری اور دوسروں کی ذاتی مخالف ہے اس وقت وہ اسی لئے مسلمان کو بلارہے ہیں کہ یوں اختیارات اپنے کرلیں اور انھیں کی کوششوں سے ان کی حقوق پامال کرنے پر خاطر خواہ قادر ہوجائیں گے جب یہ جم گئی پھر کیا ہوتا ہے ع

دریغ سود ندارد چو کار رفت از دست

(جب کام ہاتھ سے نکل جائے تو پھر پشیمان ہونے کا کچھ فائدہ نہیں۔ت)

ع مرد آخر بین مبارک بندہ است

(نتیجہ کو دیکھنے والا مرد بابرکت آدمی ہے۔ت)

اور اگر بالفرض حکومت خود اختیاری اپنے حقیقی معنی پر ملی تو وقت سخت تر ہے غور کرو اس وقت کہ

---

[1] القرآن الکریم ۳/ ۱۱۸

ملک ان کے ہاتھ میں نہیں تمھارے مذہبی شعائر میں کتنی رکاوٹیں ڈالتے ہیں، رات دن کوشاں رہتے ہیں، اور اپنی کثرت تعداد و کثرت مال کے سبب کچھ نہ کچھ کامیاب ہوتے رہتے ہیں، جب اختیارات ان کے ہاتھ میں ہوئے اس وقت کا کیا اندازہ ہوسکتا ہے مثلاً اس وقت تو قربانیاں ان قیود وحدود کے ساتھ کہ ان کا لگایا جانا بھی شورش ہنود کے باعث ہے ہو بھی جاتی ہیں، اس وقت قتل انسان سے بڑھ کر جرم ٹھہریں گی اور مسلمانوں کو مجبورانہ اپنا یہ شعار دینی بند کرنا پڑے گا کیا گورنمنٹ تنہا تمھیں ملک دے دے گی کہ اس میں خالص احکام اسلام جاری کرو، یہ تو ممکن نہیں، نہ تنہا ان کو ملے، پھر شرکت رکھوگے یا ملک بانٹ لوگے کہ ایک حصہ میں تم اسلامی احکام جاری کرو ایک میں وہ اپنے مذہبی احکام جو تمھاری شریعت کی رو سے احکام کفر ہیں، بر تقدیر ثانی ظاہر ہے کہ ہندوستانی کا کوئی شہر اسلامی آبادی سے خالی نہیں تو ان لاکھوں مسلمانوں پر اپنی شریعت مطہرہ کے خلاف احکام تم نے اپنی کوشش متفقہ سے جاری کرائے اور اس کے تم ذمہ دار ہوئے اور

"وَ مَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۴﴾ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۵﴾ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۴۷﴾ "[1]	جو کچھ اللہ تعالٰی نے نازل فرمایا) بندوں پر اتارا) جو لوگ اس کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر، ظالم اور نافرمان ہیں۔ (ت)

کے تمغے پائے، بر تقدیر اول کیا ہنود راضی ہوجائیں گے کہ ملک مشترک ہو اور احکام تنہا احکام اسلام ہرگز نہیں، آخر تمھیں ان کے ساتھ کسی نہ کسی قانون خلاف اسلام پر راضی ہونا اور اپنی رضا و سعی سے مسلمانوں کو اس کا پابند کرنا پڑے گا اور قرآن عظیم سے وہی تین خطابوں کا تمغہ ملے گا یہ سب اس وقت ہے کہ جھگڑا نہ اٹھے اور اگر پھوٹ پڑی اور تجربہ کہتا ہے کہ ضرور پڑے گی اس وقت اگر ہنود حسب عادت آپ بے قصور بنے اور سب ڈھلی بگڑی تمھارے سر ڈالی تو زمین میں بیٹھے بٹھائے فساد اٹھانے اور حکم الٰہی "لَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ" [2] (لوگو! اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔ ت) کی مخالفت کرکے خود اپنی اور لاکھوں ناکردہ مسلمانوں کی جان وعزت معرض خطرہ میں ڈالنے کا ذمہ دار کون ہوگا، اللہ عزوجل سیدھی سمجھ دے، آمین! واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم۔

---

[1] القرآن الکریم ۵/ ۴۴، ۴۷، ۴۵

[2] القرآن الکریم ۲/ ۱۹۵

مسئلہ ۵۵: خیر آباد اودھ ضلع سیتاپور مرسلہ سید امتیاز حسن صاحب انزیری مجسٹریٹ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ زید مسلمان ہے اور اس کے گلے میں ہندو مذہب کی ایک کتاب بید جزدان میں مثل کلام مجید کے بطور حمائل کے پڑا ہے۔ زید کو علم ہے کہ میرے گلے میں ہندو مذہب کی کتاب ہے یا اور کوئی غیر معظم کتاب ہے مگر کافر اس کو یہ سمجھتا ہے کہ یہ شخص مسلمان ہے اور اس کے گلے میں کلام مجید ہے یہ سمجھ کر اس کتاب کی جس کو وہ کافر اپنے خیال میں کلام مجید سمجھتے ہوئے توہین کرنا چاہتا ہے زید اس کی حفاظت کرتا ہے محض اس وجہ سے کہ یہ کافر کلام اللہ سمجھ کر توہین کرتا ہے ایسی صورت میں مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ زید کے شریک ہوں اور اس کافر کے حملہ کو روکیں یا سمجھ کر کہ اس کے اندر غیر مذہب کی کتاب ہے اور کوئی معظم چیز نہیں ہے سکوت اختیار کریں اور زید کو لعنت ملامت کریں، شرعاً کیا حکم ہے؟ اگر زید کو کوئی نقصان پہنچے اور اس کے معاونین کو مدد کرنے سے تکلیف پہنچے تو وہ عنداللہ ماجور (اللہ تعالٰی کے نزدیک اجر وثواب دئے ہوئے۔ت) ہوں گے، مشرح جواب تحریر فرمائے۔ فقط

الجواب:

سوال تمثیلی ساختہ معلوم ہوتا ہے مثال میں بسا اوقات فرق رہ جاتا ہے جس کے سبب حکم بدل جاتا ہے اگرچہ تمثیل قائم کرنے والا اپنے ذہن میں یہ سمجھے کہ میں نے اصل واقعہ کا بالکل چربہ اتار لیا ہے بہر حال اس صورت مستفسرہ کا حکم یہ ہے کہ زید بوجوہ قابل سخت ملامت ہے اول تو سب سے پہلے اس کا جرم شدید یہ ہے کہ اس نے ایک کافر مذہب کی کتاب کو معاذاللہ قرآن مجید سے تشبیہ دی جزدان میں رکھا، گلے میں حمائل کے طور پر ڈالا، یہ خود اس نے قرآن عظیم کی توہین کی، امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایک کنیز کو دیکھا کہ بیبیوں کی طرح دوپٹہ اوڑھے جارہی ہے اس پر درہ لیا اور فرمایا:

ای وفار القی عنك الحمار اتتشبھین بالحرائر[1]۔	اے بدبو والی! اپنی اوڑھنی اتار، کیا بیبیوں کے مشابہ بنتی ہے۔

اور اگر واقعی اس نے کافر مذہب کی کتاب **معاذ اللہ** مثل قرآن کریم مستحق تعظیم سمجھا جب تو وہ خود ہی کافر مرتد ہے ورنہ کم از کم مبتلائے حرام ضرور ہے، اور اس حرام کے باقی رکھنے ہی نے اس ہندو کو غلط فہمی پیدا کی تو یہ اس کا دوسرا جرم ہے کہ حرام پر مصر ہے۔ پھر اس کے سبب جو فتنہ فساد پیدا ہوگا اسی کا منشا یہی اس کا اصرار علی الحرام ہے کیوں نہیں اسے جزدان سے نکال کر فوراً پھینک دیتا ہے کہ یہ تیرے ہی مذہب کی ناپاک کتاب ہے اس کی جتنی چاہے توہین کر، یوں یہ خود بھی حرام سے بچے اور فتنہ بھی فرو ہو، اب کہ یہ ایسا نہیں کرتا خود بانی فتنہ ہے۔ یہ اس کا تیسرا جرم ہے۔ اگر پٹا تو ایک پوتھی

[1] الدر المنثور تحت آیۃ ذلك ادنی ان یعرفن فلا یؤذین منشورات مکتبہ آیۃ اللہ العظمی قم ایران ۵/ ۲۲۱

کی حمایت میں پٹا اور مارا بھی تو ایک پوتھی کے پیچھے مارا، اور اگروہ غالب آیا اور اس نے اس کتاب کی توہین جسے اس نے اپنے فعل واصرار باطل سے اسے معاذاللہ قرآن عظیم باور کرایا ہے تو اس ہندو کے زعم میں توہین قرآن عظیم پر قادر ہونا اور اس معاملہ دینیہ مذہبیہ میں مسلمان پر فتح پانا اس کا منشا بھی یہی شخص ہے اور اگروہ مغلوب ہوا اور اس نے مارا اور جیل خانہ گیا محض بلاوجہ شرعی بلکہ برخلاف وجہ شرعی ایک گناہ پر اصرار کے لئے اپنے نفس کو سزا و ذلت پر پیش کیا اور یہ بھی بحکم حدیث حرام ہے۔ اور یہ اس کا چوتھا جرم ہے۔ بہر حال یہ شخص سخت ملامتوں کا مستحق وسزاوار ہے جو اس کی اعانت کرینگے وہ بھی ان جرائم سے حصہ لیں گے اور گناہ پر مدد دے کر گنہ گار ہوں گے،

قال اللہ تعالٰی: ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان [1]۔	لوگو! گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔(ت)

ان پر لازم ہے کہ اگروہ فتنہ اٹھاتا ہے یہ فرو کریں اور زعم کافر میں توہین اسلام نہ ہونے دیں اس کے گلے سے لے کر جزدان سے نکال کروہ ہندوانی پستک اس ہندو کے سامنے پھینک دیں کہ فتنہ بند ہو اور وہ جرائم مذکورہ سب مسدود، **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۵۶ تا ۵۸: ازرائے پور چھیتگڑھ مرسلہ گوھر علی عرائض نویس نیا پارہ اکھاڑا

(۱) کہ جہاں مسلمان بستے ہیں وہاں ایک شراب کی بھٹی ہے چند لوگ شیعہ اس راہ سے گزرے جو اپنی قوم میں مقرر ہیں انھیں معلوم ہوا کہ یہاں پر مسلمان شراب پیا کرتے ہیں تو انھوں نے ایک انجمن مقرر کیا اور اپنی قوم کے چند لوگوں کو سکریٹری پریزیڈنٹ انجمن بنایا اور اس میں سنیوں کو ممبر مقرر کیا، از روئے شرعی سنی بھی ان کی رائے سے موافقت کرسکتے ہیں کیا یہ جائز ہے؟

(۲) اس انجمن میں دو مسئلے پیش ہیں کہ کوئی سنی شراب پیئے یا زنا کرے اس کو خارج از قوم کردینا اور شادی و غمی میں شریک نہ ہونا زنا کس حالت میں سمجھا جائے گا جبکہ کوئی شخص کسی عورت سے صرف بات کررہا ہے یا عورت مذکورہ اس کے گھر میں کسی مزدوری کے لئے بیٹھی ہے یا کسی پیشرو شخص کے مکان کو ضرورت سے آتی ہے کیونکہ اس شہر میں مزدور عورتیں بہت ہیں جو آدمی تنہا نوکری پیشہ وجن کی مستورا تیں نہیں وہ ان کو اپنے گھروں میں کام کرنے کے ساتھ تعلق ہے اور وہ شخص باہر کھڑا ہوا اندر مکان کا حال کیا جانتا ہے کہ مکان کے اندر کیا ہو رہا ہے علمائے دین

---

[1] القرآن الکریم ۵/ ۲

باطن کے حالات کی نسبت کیا بیان کرتے ہیں، کیا یہی زنا کی صورتیں ہیں۔

(۳) شیعہ قوم سے سنی کہاں تک شریک ہوسکتے ہیں؟

ان اوپر کہئے ہوئے وجوہ کی نسبت حضور کرم فرما کر اس فقیر کو جواب سے سرفراز فرمائیں تو بڑی مہربانی ہوگی، خداوند کریم آپ کو جزائے خیر دے گا۔

الجواب:

(۱) سنیوں کو غیر مذہب والوں سے اختلاط میل جول ناجائز ہے خصوصا یوں کہ وہ افسر ہوں یہ ماتحت۔ **قال اللہ تعالٰی:**

"وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۝۶۸ "[1]۔	اگر تجھے شیطان کبھی بھول میں ڈال دے تو یاد آنے کے بعد ظالموں کے پاس مت بیٹھ۔ (ت)

وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

فایاکم وایاھم لایضلونکم ولا یفتنونکم [2]۔ واللہ تعالٰی اعلم۔	تم ان سے دور رہو اور وہ تم سے دور رہیں کہیں تمھیں گمراہ نہ کردیں اور فتنے میں نہ ڈال دیں۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ (ت)

(۲) زنا نہیں ثابت ہوسکتا جب تک چار مرد عاقل بالغ، ثقہ، متقی، پرہیزگار اپنی آنکھ سے ایسا مشاہدہ نہ بیان کریں جیسے سرمہ دانی میں سلائی، بغیر اس کے جو شخص کسی مسلمان کی نسبت زنا کی تہمت رکھے گا بحکم قرآن مجید اسی کوڑوں کا مستحق ہوگا پھر اس کی گواہی ہمیشہ کو مردود، ہاں یہ ضرور ہے کہ اجنبی عورت سے خلوت حرام ہے۔ جو لوگ انھیں نوکر رکھتے ہیں ضرور مکان میں دونوں تنہا ہوتے ہوں گے، اور اسے شرع نے حرام فرمایا۔

(۳) کہیں تک بھی نہیں، آیت وحدیث میں مطلقاً ممانعت فرمائی، بلکہ حدیث خاص اس قوم کا نام لے کر آئی کہ:

یاتی قوم لھم نبز یقال لھم الرافضۃ لایشھدون جمعۃ	یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ایک قوم آنے والی ہے ان کا بد لقب ہوگا

---

[1] القرآن الکریم ۶/ ۶۸

[2] صحیح مسلم باب النهی عن الروایۃ عن الضعفاء الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۰

ولاجماعة ویطعنون السلف [1] فلا تجالسوہم ولا تواکلوھم ولاتشاربوہم ولا تناکحوہم واذا مرضوا فلاتعودوہم واذا ماتوا فلا تشھدوھم ولا تصلوا علیھم ولاتصلوا معھم [2]۔	انھیں رافضی کہا جائے گا وہ نہ جمعہ پڑھیں گے نہ جماعت، اورامت کے اگلوں پر طعنہ کریں گے، تم ان کے پاس مت بیٹھنا، ان کے ساتھ کھانا نہ کھانا، ان کے ساتھ پانی نہ پینا، ان کے ساتھ شادی بیاہت نہ کرنا، وہ بیمار پڑیں تو انھیں پوچھنے کو نہ جانا، مر جائیں تو ان کے جنازہ پر نہ جانا، نہ ان پر نماز پڑھنا، نہ ان کے ساتھ نماز پڑھنا۔

دیکھو حدیث نے موت وحیات کے سب تعلق کو ان سے قطع کرنے کا حکم فرمایا ہے۔**واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۵۹: از قصبہ کرت پور ضلع بجنور محلّہ مدہو پاڑہ مرسلہ منشی منیر الدین صاحب ۲۲/ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

اگر کوئی مسلمان دسہرہ کی جھنڈی کے جلسہ میں ہنود کا شریک ہو یا اس میں گنگا پھری یا بنیٹی یا دیگر کھیل خود کھیلے یا دوسروں کو کھلائے یا اس میں کسی قسم کا باجا خود بجائے یا دوسروں سے بجوائے یا کوئی راگ خود گائے یا اوروں سے گوائے یا اس میں کسی قسم کی امداد دامے درمے قلمے جلوس مذکور کی رونق افزائی کی نیت سے کرے یا اس جلوس کا تماشا تفریحا اور دوسروں کو ترغیب دیکھنے کی دلائے یا میل ملاپ باہمی کی وجہ سے شرکت کرے یا دیگر اغراض دنیا کے باعث ہنود سے بامید حصول خوشنودی ہنود جلوس کی اعانت میں سرپرستانہ پیش آئے یا ایسی سرپرستی کا ارادہ کرے اور اس حد تک کہ اگر اس جلوس میں اس مقام کے رواج ودستور کے خلاف منجانب ہنود امور جدیدہ کے اضافہ کرنے کی آمادگی ہو اور اس کی اطلاع پاکر خواہ اس کا ظہور دیکھ کر وہاں کے غرباء مسلمانان بخوف ہیجان فتنہ حسب ضابطہ کچہری اس کے انسداد کی کوشش وچارہ جوئی کریں اور کوئی شخص مسلمان سر برآوردہ خواہ رئیس حکام رس بذات خود یا بذریعہ اپنے آدمیوں کے خود دار ریاست واستطاعت یا سرپنچی ومنبری کے مسلمانان کو چارہ جوئی سے باز رکھے اور تخویف دلائے یا اگر مسلمانان بامید انصاف گورنمنٹ بلاخوف وخطر مصروف چارہ جوئی رہیں اور مسلمان مانع چارہ جوئی جانب دار اہل ہنود ہو کر امر جدید کو جلوس مذکور میں اپنی کوشش سے اضافہ کرے اور اس جلوس مذکور میں ایسی نمایاں سعی وپیروی کرے کہ جس سے ایک مسجد کے اُس احترام میں فرق آجائے جس کو حکام ضلع نے بلحاظ عبادت گاہوں کے بذریعہ احکام تحریری منظور کیا ہو یعنی باوجود ممانعت حاکم علاقہ کے مسجد مسلمانان

---

[1] تاریخ بغداد ترجمہ الفضل بن غانم ۶۷۹۰ دارالکتب العربی بیروت ۱۲/ ۳۵۸

[2] کنز العمال حدیث ۳۲۴۶۸ و ۳۲۵۲۹ و ۳۲۵۴۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۲/ ۵۲۹، ۵۴۰، ۵۴۲

کے گرد پچاس پچاس قدم دونوں طرف باجاگاجا شوروغل ہر قسم اہل جلوس جھنڈی سے کرادے تو ایسا مسلمان نیز مسلمانان متذکرہ بالا شرعًا کسی گناہ کے مرتکب ہیں آیا بدعت یا فسق یا کفر یا ارتداد اور دیگر مسلمانان کو ان سے میل جول رکھنا کیسا ہے؟ بصراحت وتفصیل فتوٰی میں ارقام فرمایا جائے۔ فقط۔

الجواب:

مراسم کفر کی اعانت اور ان میں شرکت ممنوع وناجائز وگناہ اور مخالفت حکم الٰہ ہے۔

قال اللہ تعالٰی "وَلَاتَعَاوَنُوْاعَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ"[1]۔	اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: (لوگو!) گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ (ت)

حدیث میں ارشاد ہوا:

من سود مع قوم فھو منھم وفی لفظ من کثر سواد قوم فھو منھم[2]۔	جو کسی قوم کی جماعت میں شریک ہو کر ان کا گروہ بڑھائے وہ انھیں میں سے ہے۔

خصوصا توہین مسجد پر اعانت کہ بہت سخت تر ہے پھر اگر یہ باتیں شامت نفس اور طمع دنیا سے ہوں تو صرف استحقاق جہنم ہے اور اگر کسی رسم کفر کے پسند ورضا کے ساتھ ہوں تو کھلا کفر ہے۔ غمز العیون میں ہے:

من استحسن فعلا من افعال الکفار کفر باتفاق المشائخ[3]۔	جس شخص نے کافروں کے کسی کام کو اچھا سمجھا تو وہ باتفاق مشائخ کافر ہوگیا۔ (ت)

مسلمانوں کو ایسے شخص سے میل جول منع ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۶۸﴾"[4]	اگر تمھیں شیطان کسی بھلاوے میں ڈال دے تو پھر یاد آنے کے بعد ظالموں کے ساتھ مت بیٹھو (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۵/ ۲

[2] کنزالعمال بحوالہ خط عن انس حدیث ۲۴۶۸۱ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۹/ ۱۰، کنزالعمال بحوالہ الدیلمی عن ابن مسعود حدیث ۲۴۷۳۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۹/ ۲۲

[3] غمز العیون البصائر شرح الاشباہ والنظائر الفن الثانی کتاب السیر والردۃ ادارۃ القرآن کراچی ۱/ ۲۹۵

[4] القرآن الکریم ۶/ ۶۸

اور فرماتا ہے:

"وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ" [1]	(لوگو!) ظالموں کی طرف مت جھکو ورنہ تمھیں دوزخ کی آگ چھوئے گی۔(ت)

مسئلہ ۶۰ تا ۶۲: از گودھرہ مدرسہ فیض عام مرسلہ مولوی عبدالرحمٰن بن مولوی محمد عیسٰی صاحب ۲۳/ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

(۱) قصبہ لوناواڑہ میں ہنود بکثرت رہتے ہیں یہ لوگ بماہ ساون آٹھ روز تہوار مناتے ہیں اس کو اپنی اصطلاح میں "پچوسن" کہتے ہیں، ان دنوں میں آٹھ روزے بھی اپنے مذہب کے موافق رکھتے ہیں اور جاندار شیئ کو مارنا اور تکلیف دینا برا سمجھتے ہیں، چنانچہ مسلمان تیلیوں کو اس بناء پر گھانی چلانے سے روکتے ہیں اس لئے کہ تلوں میں کچھ کیڑے جو ہوتے ہیں وہ پل جاتے ہیں، اس آٹھ روز گھانی نہ چلانے کے عوض میں روپے بھی دینا چاہتے ہیں پس مسلمانوں کو اس آٹھ روز گھانی نہ چلانا اور روپیہ لے کر اس امر میں ان کی اتباع کرنا کیسا ہے؟

(۲) جو مسلمان کہ ہنود کے تہوار میں ان کی موافقت کرے اور اس کو منائے اس کے لئے کیا وعید ہے؟

(۳) کسی قصبہ کا رئیس مسلمانوں کو کہے کہ تم ہنود کے تہواروں میں ان کی اتباع کرو ورنہ تم کو سخت اذیت پہنچاؤں گا، پس مسلمانوں کو اس امر میں رئیس کی اتباع درست ہے یا نہیں؟

الجواب:

(۱) رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انما الاعمال بالنیات ولکل امرئ مانوٰی [2]۔	(یاد رکھو) اعمال کا مدار ارادوں پر ہے اور آدمی کے لئے وہی کچھ ہے جس کا اس نے ارادہ کیا ہے۔(ت)

اگر اس سے تیلیوں کی نیت ان کی موافقت اور ان کی رسم مذہبی میں شرکت ہے تو حرام ہے۔ اور حرام فعل کی اُجرت میں جو کچھ لیا جائے وہ بھی حرام کہ اجارہ نہ معاصی پر جائز ہے نہ اطاعت پر، اور اگر انھوں نے یہ سمجھا کہ واقعی تیل پیلنا فعل شنیع ہے کہ اس سے کیڑے پِس جاتے ہیں تو یہ وہی خیالات باطلہ ہنود کی شرکت ہوئی، ایسا ہو تو یہ فعل ہمیشہ ناجائز ہے اور ناجائز کا ترک واجب اور

---

[1] القرآن الکریم ۱۱/ ۱۱۳

[2] صحیح البخاری باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲

اجرت اس پر لینا حرام، اور اگر انھوں نے یہ سمجھا کہ ہمارا وہ کام ایک مباح شرعی ہے کچھ واجب تو نہیں کہ اس کا کرنا ضرور ہو آٹھ دن محنت سے بچتے ہیں، اور مفت کے دام مال مباح کافر سے ملتے ہیں یہ سمجھ کر آرام کریں اور دام لئے تو حرام نہیں، پھر بھی اغراض فاسدہ کفار کی تحصیل نامناسب ہے ایسے موہومات کہ کیڑے ہوں گے اور پس جائیں گے شرعًا عرفًا عقلًا کسی طرح قابل اعتبار نہیں ورنہ رات کو چلنا منع ہو جائے کیا معلوم اندھیرے میں کوئی چیونٹی پس جائے بلکہ پانی پینا منع ہو جائے کیا معلوم اس میں کوئی باریک کیڑا ہو کہ نظر نہ آتا ہو، بلکہ خوردبین سے مشاہدہ ہوا ہے کہ دودھ اور پانی سب میں یقینا کیڑے ہوتے ہیں، اور یہی مطابق قانون فطرت ہے کہ رطوبت میں حرارت جب عمل کرے گی فیضان روح ہوگا، تو دین ودنیا سب کی عافیت تنگ ہو جائے، ایسے بیہودہ خیال کسی طرح موافق اسلام نہیں ہو سکتے، صحیح حدیث میں ہے:

نھی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان یفتش التمر عما فیہ، رواہ الطبرانی [1] فی المعجم الکبیر عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما بسند حسن، واللہ تعالٰی اعلم۔	نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس وہم کو پالنے سے منع فرمایا کہ کھاتے وقت چھوہارا توڑ کر اس کی تلاشی لیجائے کہ اس میں کوئی کیڑا تو نہیں (طبرانی نے معجم الکبیر میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بسند حسن اسے روایت کیا۔ت) واللہ تعالٰی اعلم۔

(۲) اگر ان کے مذہبی تہوار کو اچھا جان کر منائے گا اسلام سے خارج ہو جائے گا، غمز العیون میں ہے:

من استحسن فعلا من افعال الکفار کفر باتفاق المشائخ [2]۔	جس آدمی نے کافروں کے کسی کام کو اچھا سمجھا تو مشائخ کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ کافر ہو گیا۔ (ت)

ورنہ فسق ومعصیت ضرور ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

(۳) اللہ عزوجل کی معصیت میں کسی کا اتباع درست نہیں، نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

---

[1] کنز العمال بحوالہ طب عن ابن عمر حدیث ۴۰۸۶۴ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۵/ ۲۶۰

[2] غمز العیون البصائر شرح الاشباہ والنظائر الفصل الثانی کتاب السیر والردۃ ادارۃ القرآن کراچی ۱/ ۲۹۵

لاطاعة لاحد فی معصیة اللہ۔[1] واللہ تعالٰی اعلم۔	اللہ تعالٰی کی نافرمانی میں کسی کی فرمانبرداری نہیں واللہ تعالٰی اعلم۔(ت)

مسئلہ ۶۳: از گونڈل کاٹھیاواڑ مرسلہ عبدالستار رضوی برکاتی ۹ جمادی الاولٰی ۱۳۳۶ھ

مباہلہ کیا ہے۔اور وہ کس وقت، کس سے، کس طرح کیا جاتا ہے؟

الجواب:

مباہلہ یہ کہ دو فریق جمع ہو کر اپنا اپنا دعوی بیان کریں اور ہر فریق دعا کرے کہ ان دونوں میں جو جھوٹا ہو اس پر لعنت الٰہی ہو، یہ جائز ہے،اور اب تک مشروع ہے کما نص علیہ فی ردالمحتار (جیسا کہ ردالمحتار میں ہے اس پر نص کی گئی ہے۔ت) مباہلہ ہر اس صورت میں ہوسکتا ہے کہ اپنے قول کی حقانیت پر یقین قطعی ہو، مشکوک یا مظنون بات پر مباہلہ سخت جرأت ہے مثلاً ہم کسی شافعی المذہب سے اس امر پر مباہلہ نہیں کرسکتے کہ قرأت خلف الامام ناجائز ہے۔نہ شافعی ہم سے مباہلہ کرسکتا ہے کہ واجب ہے۔اور ہم اور وہ دونوں غیر مقلدوں سے اس پر مباہلہ کرسکتے ہیں کہ امام اعظم وامام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہما ائمہ دین ہیں اور ان کی تقلید جائز۔واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۶۴: از ادیپور میواڑ راجپوتانہ اسکول مرسلہ مولوی وزیر احمد صاحب مدرس ۲۴/ ذی الحجہ ۱۳۳۶ھ

اس شہر میں روافض فرقہ اسمعیلہ بوہروں کے امام بڑے ملا آئے ہیں ان کا دعوی ہے کہ "میں داعی وقت ہوں،امام اور عامل میں ہی مقرر کرتا ہوں، میں قوم کا مالک ومختار ہوں" ان کو بوہرے سیدنا کے لفظ سے پکارتے ہیں،جب یہ شہر میں آئے تو ان کی سواری بڑی شان وشوکت کے ساتھ مع دو تین ہزار بوہروں کے مدرسہ اسلامیہ حنفیّہ جس راستہ میں واقع ہے اس طرف ہو کر نکلی تو مدرسہ حنفیّہ کے ممبران سنت جماعت حنفی مذہب والوں نے مدرسہ کو رنگ برنگ کے کاغذ کے پھریروں سے آراستہ کیا،اور ایک بڑے سرخ کپڑے پر بڑے بڑے کاغذ کے حروف بنا کر "خوش آمدید" لکھا اور بڑے ملا صاحب کے نظارے کے لئے آویزاں کردیا اور جب ملا صاحب کی سواری مدرسہ کے قریب آئی تو حنفی ممبران مدرسہ نے ادب کے ساتھ ملا صاحب کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے اور گلدستے نذر کئے اور ان کے سر پر پھول اُچھالے اور بعد میں ممبران مدرسہ

[1] المعجم الکبیر حدیث ۳۱۵۰ مکتبہ الفیصلیہ بیروت ۳/ ۲۰۸و۲۰۹

ملا صاحب کی قیام گاہ میں ملا صاحب کو مدرسہ میں آنے کی دعوت دینے کو گئے، تو ملا صاحب نے ان لوگوں کو دس دس بیس بیس روپے کا انعام دے کر رخصت کیا، اب ارشاد فرمائیں کہ حنفیوں کا بوہرے فرقہ کے امام کے ساتھ ایسا برتاؤ کرنا کیسا ہے۔ اگر ان ممبروں نے اس لالچ سے کہ ملا صاحب مدرسہ میں کچھ روپیہ دے جائیں گے ایسا کیا تو یہ ان کا ایسا کرنا کیسا ہے اور یہ لوگ حنفی مذہب کے مدرسہ کے ممبر مانے جانے کے قابل ہیں یا نہیں اور بے پڑھے مسلمانوں پر اس کیا اثر پڑے گا؟

الجواب:

جن لوگوں نے ایسا کیا انھوں نے اپنے لئے جہنم کا سامان پورا کرلیا انھوں نے بدفعلی سے عرش الٰہی کو ہلادیا، انھوں نے واحد قہار کا غضب اپنے سر لیا، انھوں نے قرآن عظیم کی تحقیر کی، انھوں نے دین اسلام کے ڈھانے پر مدد دی، یہ اسی بنا پر ہے کہ انھوں نے روپیہ کے لالچ سے ایسا کیا اگر دل سے اسے ان تعظیموں کا مستحق جانتے تو کھلے کافر ہوتے، اور اب بھی فقہاء کے اطلاق ان کے بارے میں بہت سخت ہیں کہ وہ بخوشی بلاضرورت ان ملعون حرکات کے مرتکب ہوئے ہیں ان پر فرض ہے کہ جس اعلان کے ساتھ ان ناپاک حرکتوں سے شیطان پھیلایا اور بے پڑھے مسلمانوں کا دین ڈھایا ابلیس لعین کا پھریرا سر بازار اڑایا اسی اعلان کے ساتھ عام مجمعوں میں توبہ کریں اور مناسب کہ از سر نو کلمہ اسلام پڑھیں پھر اپنی عورتوں سے نکاح جدید کریں، اگر توبہ نہ مانیں تو ایسے لوگ اس قابل بھی نہیں کہ مسلمان ان کو اپنے پاس بیٹھنے دیں سنی مدرسے کی رکنیت تو بڑی چیز ہے، اس حال پر بھی جو انھیں رکن مدرسہ دینیہ رکھیں گے اللہ ورسول و مسلمین سب کے خائن وبدخواہ ہوں گے، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ" [1]	ظالموں کی طرف میل نہ کرو کہ تم کو دوزخ کی آگ لگے گی۔

دوسری آیت میں ارشاد ہوا:

"وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۸﴾" [2]	اگر تجھے شیطان بھلادے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔

دو حدیثوں میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

---

[1] القرآن الکریم ۱۱/ ۱۱۳
[2] القرآن الکریم ۶/ ۶۸

اذا مدح الفاسق غضب الرب واھتز لذٰلك العرش رواہ ابن ابی الدنیا فی ذم الغیبۃ و ابو یعلی فی المسند و البیھقی فی شعب الایمان[1] عن انس و ابن عدی فی الکامل عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنھما۔	جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے رب غضب فرماتا ہے اور عرش الٰہی ہل جاتا ہے (محدث ابن ابی الدنیا نے ذم الغیبۃ میں روایت کیا ہے اور ابو یعلٰی نے اپنی مسند میں اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس کے حوالے سے اور ابن عدی نے "الکامل" میں حضرت ابوہریرہ کے حوالے سے روایت کیا (اللہ تعالٰی ان دونوں سے راضی ہو۔ت)

نیز حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من سلم علی صاحب بدعۃ او لقیہ بالبشر او استقبلہ بما یسرہ فقد استخف بما انزل علی محمد رواہ الخطیب[2] عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما۔	جو کسی بدمذہب کو سلام کرے یا اس سے بکشادہ پیشانی ملے یا ایسی بات کے ساتھ اس سے پیش آئے جس میں اس کا دل خوش ہو اس نے اس چیز کی تحقیر کی جو محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر اتاری گئی (اسے خطیب نے حضرت ابن عمر (اللہ تعالٰی ان دونوں سے راضی ہو) سے روایت کیا۔ت)

نیز چھ حدیثوں میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ہدم الدین۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر و ابو نعیم فی الحلیۃ عن عبد اللہ بن بشیر و ابن عدی و ابن عساکر عن ام المؤمنین الصدیقۃ والحسن بن سفین فی مسندہ و ابو نعیم فی الحلیۃ عن معاذ بن جبل	جس نے کسی بدمذہب کی توقیر کی اس نے دین کے ڈھا دینے پر مدد دی (امام طبرانی نے معجم کبیر اور ابو نعیم نے الحلیہ میں عبداللہ بن بشیر سے اس کو روایت کیا۔ ابن عدی اور ابن عساکر نے مسلمانوں کی ماں سیدہ عائشہ صدیقہ سے اور حضرت حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں اور ابو نعیم نے الحلیۃ میں معاذ بن جبل کے حوالہ سے

[1] شعب الایمان حدیث ۴۸۸۶ دار الکتب العلمیہ بیروت ۴/ ۲۳۰، الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی ترجمہ سابق بن عبداللہ الرقی دار الفکر بیروت ۳/ ۱۳۰۷

[2] تاریخ بغداد ترجمہ عبدالرحمن بن نافع ۵۳۷۸ دار الفکر بیروت ۱۰/ ۲۶۴

والسخری فی الابانة عن ابن عمرو ھو وابن عدی عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھم والبیھقی فی شعب الایمان عن ابراھیم بن میسرة التابعی المکی الثقة مرسلا[1]۔	اور السخری نے الابانۃ میں عبداللہ ابن عمر کے حوالے سے اور اس نے ابن عدی نے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے اس کو روایت کیا، نیز امام بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابراہیم بن میسرہ جو کہ تابعی مکی اور قابل اعتماد ہیں نے بصورت ارسال اس کو روایت کیا۔ت)

دو حدیثوں میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا عملت سیئة فاحدث عندھا توبة السر بالسر و العلانیة بالعلانیة رواہ الامام احمد فی کتاب الزھد[2] والطبرانی فی الکبیر والبیھقی فی الشعب عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسن جید واحمد ایضا فیہ عن عطاء بن یسار مرسلا۔	جب تو کوئی گناہ کرے تو فوراً توبہ کر، پوشیدہ کی پوشیدہ اور علانیہ کی علانیہ، (امام احمد نے کتاب الزہد اور طبرانی نے معجم کبیر میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اچھی اور عمدہ سند کے ساتھ روایت کیا، نیز امام احمد نے اسی میں عطا بن یسار سے بطور مرسل روایت فرمائی۔ت)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من استعمل رجلا من عصابة	جس نے کسی گروہ پر ایسے کو افسر بنایا کہ اس گروہ

[1] کنز العمال بحوالہ طب عن عبداللہ بن بشیر حدیث ۱۱۰۲ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱/ ۲۱۹، الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی ترجمہ الحسن بن یحیی ابو عبدالملک الخشنی دار الفکر بیروت ۲/ ۷۳۶، شعب الایمان دار الدیان للتراث بیروت ص ۳۵، حلیۃ الاولیاء وشرح خالد بن معدان ۳۱۸ دار الکتب العربی بیروت ۵/ ۲۱۸، تھذیب تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ حسن بن یحیٰی دار احیاء التراث العربی بیروت ۴/ ۲۸۳

[2] کتاب الزہد لامام احمد بن حنبل دار الدیان للتراث القاہرہ ص ۳۵، المعجم الکبیر عن معاذ بن جبل حدیث ۳۳۱ المکتبہ الفیصلیۃ بیروت ۲۰/ ۱۵۹

وفیھم من ھو ارضی اللہ منه فقد خان اللہ ورسوله والمؤمنین، رواہ الحاکم[1] وصححه وابن عدی والعقیلی والطبرانی عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما۔	میں اس سے زیادہ اللہ کو پسندیدہ شخص موجود ہے اس نے اللہ ورسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور مسلمانوں سب کی خیانت کی، (ابن حاکم نے اس کو روایت کرکے صحیح قرار دیا، ابن عدی، عقیلی، طبرانی اور خطیب بغدادی نے حضرت ابن عباس سے اس کو روایت کیا (اللہ تعالٰی باپ، بیٹے دونوں سے راضی ہو)۔ت)

فتاوی ظہیریہ امام ظہیر الدین واشباہ والنظائر محقق زین وتنویر الابصار شیخ الاسلام غزی ودر مختار میں ہے:

لوسلم علی الذمی تبجیلا یکفر لان تبجیل الکافر کفر ولو قال لمجوسی یااستاد تبجیلا کفر[2]۔	اگر کسی مسلمان نے کسی ذمی کافر کو بطور عزت وتوقیر سلام کیا تو وہ کافر ہوجائے گا، کیونکہ کافر کی عزت افزائی کفر ہے، اور اگر کسی نے آتش پرست کو تعظیم کے طور پر "اے استاد" کہا تو وہ کافر ہوگیا۔ت)

فصول عمادی وعقد الفرائد ودر مختار وجامع الفصولین ونور العین ومحیط وعالمگیریہ وغیرہا میں ہے:

مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولادہ اولاد زنا ومافیه خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبة وتجدید النکاح[3]، واللہ تعالٰی اعلم۔	جو چیز بالاتفاق کفر ہے وہ عمل اور نکاح کو باطل کردیتا ہے اس کی اولاد، اولاد زنا ہوگی اور جس چیز کے کفر ہونے میں اختلاف ہے تو ارتکاب کرنے والے کو توبہ استغفار اور تجدید نکاح کا حکم ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ (ت)

---

[1] المستدرك للحاکم کتاب الاحکام دار الفکر بیروت ۴/ ۹۲

[2] درمختار شرح تنویر الابصار کتاب الحظر والاباحة فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۵۱

[3] درمختار کتاب الجہاد باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۹

مسئلہ ۶۵: از ریاست لشکر گوالیار بازار پاٹنگر مسئولہ عطا حسین صاحب مہتمم مدرسہ تعلیم القرآن واقع مسجد بازار مذکور ۱۵ صفر ۱۳۳۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امابعد، کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اعلان کرنے والے صاحب کی بابت جو باوجود اہل علم اور سنت وجماعت ہونے کے اپنے اعلان کی سطر چودہ وپندرہ میں تحریر فرماتے ہیں، اعتراض اول یہ کہ اعلان کے شروع میں نہ حمد ہے۔ نہ نعت۔ اعتراض دوم سطور پندرہ وچودہ میں نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا وسیلہ بھی تحریر نہیں، یہ دونوں اعتراض صحیح ہیں یا غلط؟ اگر صحیح ہیں تو اعلان کرنے والے صاحب کے حق میں شرعی حکم کیا ہے؟ اور وہ اہل سنت وجماعت کہے جاسکتے ہیں؟ اور اگر غلط ہے تو کس طرح؟ **بینوا توجروا** (بیان فرماؤ تاکہ اجر وثواب پاؤ۔ت) امید ہے کہ حسب ذیل پتہ پر جواب باصواب سے مطلع فرمائیں گے تاکہ اس کو شائع کردیا جائے۔

الجواب:

جب سوال میں اعلان دہندہ کے سنی ذی علم ہونے کا اقرار ہے تو سنی خصوصا ذی علم پر ایسی باتوں میں مواخذہ کوئی وجہ نہیں رکھتا، شروع میں حمد ونعت، نہ لکھنا ممکن کہ بلحاظ ادب ہو کہ ایسے پرچے لوگ احتیاط سے نہیں رکھتے، اور وقت تحریر زبان سے ادا کرلینا کافی ہے۔ جیسا کہ امام ابن الحاجب نے کافیہ میں کیا مسلمان پر نیک گمان کا حکم ہے،

قال اللہ تعالٰی: "ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَیْرًا" [1]۔	مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو اپنے لوگوں پر اچھا گمان کرنا چاہئے۔(ت)

سطر چودہ میں ہے: "وہ ہماری خطاؤں کو محض اپنے فضل وکرم سے معاف فرمائے"، اس میں توسل کا ذکر نہیں تو **معاذاللہ** توسل سے انکار بھی تو نہیں، اور سنی کیونکر انکار کرے گا اور انکار کرے تو سنی کب ہوگا، مسلمان کے دل میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے توسل رچا ہوا ہے اس کی کوئی دعا توسل سے خالی نہیں ہوتی اگرچہ بعض وقت زبان سے نہ کہے، مولٰنا قدس سرہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں:

اے بسا ناوردہ استثنا بہ گفت ــــ جان او باجان استثناست جفت [2]

---

[1] القرآن الکریم ۲۴/ ۱۲

[2] مثنوی معنوی دفتر اول حکایت عاشق شدن بادشاہ بر کنیزک نورانی کتب خانہ پشاور ص ۵

(اے شخص کہ بسا اوقات تیرے کلام میں استثناء نہیں لایا گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی جان استثناء کی جان سے گانٹھی ہوئی ہے۔ت)

اور "محض" کالفظ معاذاللہ توسل کی نفی نہیں، دین ودنیا وجسم وجان میں جو نعمت کسی کو ملی اور ملتی ہے اور ابدالآباد تک ملے گی سب حضور اقدس خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے وسیلے اور حضور کے مبارک ہاتھوں سے ملی اور ملتی ہے اور ابدا الاباد تک ملیگی قال النبی انما انا قاسم ،واللہ المعطی [1] دینے والا اللہ ہے ور بانٹنے والا میں۔ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

بایں ہمہ جو نعمت ہے اللہ عزوجل کے محض فضل وکرم سے ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا وسیلہ وواسطہ وقاسم ہر نعمت ہونا یہ بھی تو محض فضل وکرم الٰہی جل وعلا ہے۔ "فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ" [2] اے محبوب اللہ کی کتنی رحمت ہے کہ تم ان کے لئے نرم ورحیم ومہربان ہوئے۔ والحمدللہ رب العلمین وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم (ہر تعریف اللہ تعالٰی کے لئے ہے جو پروردگار ہے سارے جہانوں کا۔ حضور پر اللہ تعالٰی کی رحمت اور سلام ہو۔ت)

اعتراض اگرچہ صحیح نہیں مگر میں معترض کے اس حسن اعتقاد کی داد دیتا ہوں کہ توسل اقدس کا ذکر نہ آنا اسے ناگوار ہوا، جزاہ اللہ خیرا. واللہ تعالٰی اعلم۔ (اللہ تعالٰی سائل کو بہت اچھا صلہ عطا فرمائے، اور اللہ تعالٰی سب سے زیادہ علم رکھنے والا ہے۔ت)

مسئلہ ۶۲: از ڈربن ناٹال جنوبی افریقہ مسئولہ مولوی عبدالعلیم صاحب قادری برکاتی رضوی میرٹھی ۲۱ صفر ۱۳۳۷ھ

ماقولکم ایھا العلماء الکرام (اے معزز اہل علم مسئلہ ذیل کے متعلق تمھارا کیا ارشاد ہے۔ت) حکومت کی طرف سے اعلان ہوا ہے کہ اگر کوئی شخص ہندوستان سے باہر جانا چاہے یا باہر سے ہندوستان آنا چاہے تو اس کو گورنمنٹ سے ایک اجازت نامہ جس کو بزبان انگریزی پاسپورٹ کہتے ہیں لینا ضروری ہوگا ورنہ داخلہ خارجہ کی اجازت نہ دی جائے گی، یہ اجازت نامہ نہیں مل سکتا تاوقتیکہ ایک تصویر کم از کم نصف حصہ اعلٰی بدن کی اجازت لینے والا داخل کرے اس تصویر کی تین نقلیں ہوں گی جو تینوں بھیجی جائیں گی دو گورنمنٹ میں محفوظ رہیں گی اور ایک اجازت نامہ کے ساتھ واپس مل جائے گی جس کا اجازت گیرندہ کو اپنے پاس رکھنا ضروری ہے بعض اشخاص مسلمین اپنے اہل وعیال سے دور بعض

---

[1] مسند احمد بن حنبل ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ دارالفکر بیروت ۲/ ۲۳۴

[2] القرآن الکریم ۳/ ۱۵۹

تجارتی کاروبار میں مبتلا نقل وحرکت کے بغیر چارہ نہیں، بعض علماء کو اعلاء کلمۃ الحق کے لئے باہر جانے یا جاکر واپس آنے کی ضرورت ایسی اشد شدید ضروریات میں کہ جہاں بعض شکلوں میں سخت ترین دینی نقصانات بھی ہیں اجازت لینے کی غرض سے نصف حصہ اعلیٰ بدن کی تصویر کھنچوانا بذریعہ فوٹو گراف جائز ہے یا نہیں اور اس اجازت نامہ کو اپنے پاس رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ **بینوا توجروا** (بیان فرماؤ تاکہ اجر وثواب پاؤ۔ت)

الجواب:

شک نہیں کہ ذی روح کی تصویر کھینچنی بالاتفاق حرام ہے اگرچہ نصف اعلیٰ بلکہ صرف چہرہ کی ہی ہو کہ تصویر چہرہ کا نام ہے۔امام طحطاوی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح معانی الاثار میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی **الصورۃ الرأس**[1] (سر کی تصویر کے لئے یہ حکم نہیں کیونکہ وہ جائز نہیں، اس لئے کہ تصویر چہرہ ہی کا نام ہے۔ت) اگرچہ ان کے پاس رکھنے میں خلاف ہے اور صحیح ومعتمد یہ ہے کہ ان کا بھی رکھنا حرام ہے جیسا پوری تصویر کا مگر جبکہ اتنی چھوٹی ہو کہ زمین پر رکھ کر کھڑے ہو کر دیکھنے سے اعضاء کی تفصیل نظر نہ آئے یا ذلت وخواری کی جگہ مثلاً فرش پا انداز میں ہو یا چہرہ بگاڑدیں کاٹ دیں محو کریں کہ ان صورتوں میں پوری تصویر بھی رکھنی جائز ہے یا ضرورت ومجبوری ہو جیسے سکہ کی تصویریں، اس کی کامل تحقیق ہمارے رسالہ "**عطایا القدیر فی حکم التصویر**" (اللہ تعالیٰ قدرت وطاقت رکھنے والے کی عطائیں تصویر کا حکم، بیان کرنے میں۔ت) میں ہے اور ان صورتوں میں اگرچہ رکھنا جائز ہے کھینچنا ان کا بھی حرام ہے:

لاطلاق نصوص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی احادیث متواترۃ ثم اطلاق الائمۃ فی کتب متکاثرۃ۔	اس لئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس کے متعلق متواتر حدیثوں میں مطلق نصوص وارد ہوئیں، اور پھر ائمہ کرام نے متعدد کتابوں میں اس کو علی الاطلاق (بغیر کسی قید کے) ذکر فرمایا ہے۔(ت)

اور جس کا کھینچنا حرام ہے کھنچوانا بھی حرام ہے۔شرع مطہرہ کا قاعدہ ہے:

ماحرم اخذہ حرم العطاؤہ[2] **قال اللہ تعالیٰ "وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ"**[3]۔	جس چیز کا لینا حرام ہے اس کا دینا بھی حرام ہے۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: (لوگو!) گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ مدد نہ کیا کرو۔

---

[1] شرح معانی الآثار کتاب الکراہیۃ باب التصاویر فی الثوب ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۴۰۳

[2] الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعدۃ الرابعہ عشر ادارۃ القرآن کراچی ۱/ ۱۸۹

[3] القرآن الکریم ۵/ ۲

وقال تعالٰی "كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۹﴾ "[1]	اور اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: جو برا کام لوگ کیا کرتے ہیں اہل کتاب اس کے کرنے سے ایک دوسرے کو نہ روکتے، کتنا بڑا رویہ ہے جو وہ کیا کرتے تھے۔(ت)

مگر مواضع ضرورت مستثنٰی رہتے ہیں، الضرورات تبیح المحظورات[2] (ضرورتیں (مجبوریاں) ممنوعات کو مباح کردیتی ہیں۔ (ت) اور حرج نہیں بین وضرورت ومشقت شدیدہ کا بھی لحاظ فرمایا گیا ہے۔

" مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ "[3] لاضرر ولاضرار[4]۔ "يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ؗ "[5]۔	اللہ تعالٰی نے دین اسلام میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی، نہ تو کسی سے نقصان اٹھاؤ اور نہ کسی کو نقصان پہنچاؤ اللہ تعالٰی تم پر آسانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے وہ تمھیں کسی تنگی میں ڈالنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔(ت)

ہاں مجرد تحصیل منفعت کے لئے کوئی ممنوع مباح نہیں ہوسکتا مثلاً جائز نوکری تیس ۳۰ روپیہ ماہوار کی ملتی ہو اور ناجائز ڈیڑھ سو روپیہ مہینہ کی تو اس ایک سو بیس روپے ماہانہ نفع کے لئے ناجائز کا اختیار حرام ہے۔ فتاوٰی امام قاضی خاں میں ہے:

رجل اٰخر نفسہ من النصارٰی لضرب الناقوس کل یوم بخمسۃ دراھم ویعطی فی عمل اٰخر کل یوم درھم علیہ ان یطلب الرزق من موضع اٰخر[6]۔	ایک شخص نے عیسائیوں کے ہاں اجرت پر بگل بجانے کی ملازمت اختیار کی اس شرط پر کہ اسے یومیہ پانچ درہم ملیں گے، اور کسی دوسرے (جائز کام پر) ہر روز اسے ایک درہم دئے جانے کا وعدہ ہوا تو پھر اس پر لازم ہے کہ وہ دوسری جگہ رزق حلال تلاش کرے لہٰذا تھوڑی اجرت پر جائز کام کرے اور زیادہ پر حرام کام نہ کرے)

[1] القرآن الکریم ۵ /۷۹
[2] الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعدۃ الخامسۃ ۱ /۱۱۸
[3] القرآن الکریم ۲۲ /۷۸
[4] مسند امام احمد بن حنبل عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱ /۳۱۳
[5] القرآن الکریم ۲ /۱۸۵
[6] فتاوٰی قاضی خاں کتاب الحظر والاباحۃ مطبع نولکشور دہلی ۴ /۷۸۰

اس سوال کے ورود پر ہم نے ایک رسالہ "جلی النص فی اماکن الرخص" (۱۳۳۷ھ) (مقامات رخصت میں واضح اور ظاہر نص کا بیان۔ت) تحقیقات جلیلہ پر مشتمل لکھا ان تمام مباحث کی تنقیح و تشریح اس میں ہے تصویر کھنچوانے میں معصیت بوجہ اعانت معصیت ہے پھر اگر بخوشی ہو تو بلاشبہ خود کھینچے ہی کی مثل ہے یونہی اگر اسے کھنچوانا مقصود نہیں بلکہ دوسرا مقصد مباح مثلاً کوئی جائز سفر، مگر قانوناً تصویر دینی ہوگی تو اگر وہ مقصد ضرورت وحاجت صحیحہ موجب حرام وضرورت مشقت شدیدہ تک نہ پہنچا جب بھی ناجائز کہ منفعت کے لئے ناجائز جائز نہیں ہوسکتا، اور اگر یہ حالت ہے تو ایسی صورت میں فعل کی نسبت فاعل پر مقتصر رہتی ہے اور یہ اس نیت سے بری اور اپنے اوپر سے دفع حرج وضرر کا قاصد ہونے کے سبب "لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی"[1] (کوئی شخص کسی دوسرے کا شخص کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ت) اور انما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئ مانوی[2] (یاد رکھو اعمال کا دارومدار ارادوں پر ہے اور ہر آدمی کے لئے وہی کچھ ہے جس کا اس نے ارادہ کیا ہے۔ت) کا فائدہ پاتا ہے۔ فتح القدیر میں ہے:

ماذکر انه لایتوصل الی الحج الا بارشائهم فتکون الطاعة سبب المعصیة فیه نظر بل الاثم فی مثله علی الاخذ لا المعطی علی ما عرف من تقسیم الرشوة فی کتاب القضاء[3]۔	جو کچھ ذکر کیا گیا یہ ہے کہ ادائیگی حج کا سوائے رشوت دینے کے اور کوئی ذریعہ نہیں، تو پھر (اس صورت میں) طاعت گناہ کا سبب ہوجائے گی، اس پر اعتراض اور اشکال ہے وہ یہ ہے کہ اس نوع کے مسائل میں رشوت لینے والے کو گناہ ہوگا نہ کہ دینے والے کو جیسا کہ کتاب القضاء میں "تقسیم رشوت" کے عنوان سے معلوم ہوا۔ (ت)

اہل وعیال کے پاس جانے یا انھیں لانے کی ضرورت بیشک ضرورت ہے رؤف ورحیم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شریعت ہرگز یہ حکم نہ دے گی کہ تصویر لیں گے تم یہیں رہو اور انھیں سمندر پار پڑا رہنے دو کہ نہ تم ان کی موت وحیات میں شریک ہوسکو نہ وہ تمھاری، تجارت اگر پہلے سے وہاں تھی اور اب اسے قطع کرکے مال وہاں سے لانے کے لئے ایک بار جانا ہے اگر نہ جائے تو مال جائے تو یہ بھی صورت اجازت ہے کہ شرع میں مال شقیق نفس ہے۔

---

[1] القرآن الکریم ۶/ ۱۶۴

[2] صحیح البخاری باب کیف کان بدء الوحی الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲

[3] فتح القدیر کتاب الحج مقدمۃ یکرہ الخروج الی الحج مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۲/ ۳۲۹

قال اللہ تعالٰی " اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا " [1]۔	اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: (لوگو!) تمھارے وہ مال کہ جنھیں اللہ تعالٰی نے تمھارے ٹھہراؤ اور قیام کاذریعہ بنایا ہے۔(ت)

اور اگر تجارت قائم رکھنے کو جانا ہے مگر ایک ہی بار کہ پھر وہیں توطن کا ارادہ ہے یا بارہا، مگر تصویر اول ہی بار لی جائے گی تو یہ بھی جواز میں ہے کہ ایک بار جانے سے چارہ نہیں، اور اگر ہر بار تصویر دینی ہوگی تو دو صورتیں ہیں:- اول یہ کہ اس کے پاس ذریعہ رزق وہی تجارت ہے اور وہ تجارت وہیں چلتی ہیں، اگر یہاں مال آٹھالائے بیکار جائے یا نقصان شدید اٹھائے تو یہ بھی حرج وضرر کی صورت میں آگیا والحرج مدفوع، اور اگر اس کے قطع میں معتدبہ ضرر نہیں یا وہ تجارت یہاں بھی چلے گی اگرچہ نفع کم ملے گا تو صرف بغرض قطع ایک بار جانے کی اجازت ہے دوبارہ کی نہیں کہ منفعت کے لئے ناروا، روا کرنا ناروا، اعلائے کلمۃ اللہ میں تین صورتیں ہیں اگر کچھ کافروں نے وہاں سے اسے لکھا کہ ہم تمھارے ہی ہاتھ پر مسلمان ہوں گے آکر ہمیں مسلمان کر لو، تو لازم ہے کہ جائے کہ اس کے لئے فرض نماز کی نیت توڑ دینا واجب ہوتا ہے۔ حدیقہ ندیہ بحث آفات الید میں ہے:

وقال ذمی للمسلم اعرض علی الاسلام یقطع وان کان فی الفرض کذا فی خزانۃ الفتاوی [2]۔	اگر کسی ذمی کافر نے مسلمان سے کہا کہ مجھ پر اسلام پیش کیجئے، تو وہ فرض نماز کی نیت توڑ دے (اور پہلی فرصت میں اس کافر کو مسلمان کردے) خزانۃ الفتاوٰی میں یونہی مذکور ہے۔(ت)

یا وہاں کچھ کفار اسلام کی طرف مائل ہیں کوئی ہدایت کرنے والا ہو تو ظن غالب رہے کہ مسلمان ہوجائیں گے، اس صورت میں بھی اجازت ہوگی فان الظن الغالب ملتحق بالیقین (کیونکہ ظن غالب (یعنی غالب گمان) یقین کے ساتھ لاحق ہے۔ ت) بلکہ اس صورت میں بھی وجوب چاہئے کہ ایسی حالت میں تاخیر جائز نہیں، کیا معلوم کہ دیر میں شیطان راہ مار دے اور یہ مستعدی جاتی رہے اور یہاں یہ خیال نہیں ہوسکتا کہ کچھ میں ہی تو متعین نہیں کہ ہر ایک یہی خیال کرے تو کوئی نہ جائے گا اور اگر یہ بھی نہیں عام کفار کی سی حالت ہے تو بحمداللہ دعوت اسلام ایک ایک ذرہ زمین کو پہنچ چکی، ولہٰذا اب قتال کفار میں تقدیم دعوت صرف مستحب ہے۔ ہدایہ میں ہے:

---

[1] القرآن الکریم ۴/ ۵

[2] الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ الصنف الخامس المکتبہ النوریۃ الرضویہ لائلپور ۲/ ۴۵۹

یستحب ان یدعو من بلغۃ الدعوۃ مبالغۃ فی الانذار ولایجب ذٰلك[1]۔	جس شخص کو دعوت اسلام پہنچ گئی ہو تو اسے ڈراوے میں مبالغہ کرتے ہوئے دوبارہ اسلام کی دعوت دینا مستحب ہے لیکن واجب نہیں۔(ت)

اب یہ صرف منفعت کے درجہ میں آگیا اس کے لئے اجازت نہ چاہئے، ہاں اگر معلوم ہو کہ وہاں ہنوز دعوت اسلام پہنچی ہی نہیں تو تبلیغ واجب ہے یہ صورت دوم کی مثل ہو کہ اجازت میں رہے گا، ظاہر ہے کہ صورت سوال وہ نئی تازی حال کی صورت ہے کہ کتب میں ہونا درکنار اس سے پہلے کبھی سننے ہی میں نہیں آئی، فقیر نے جو کچھ ذکر کیا تفقہا ہے اور مولٰی تعالٰی سے امید صواب و ثواب ہے،

فان اصبت فمن ربی ولہ الحمد وان اخطأنت فمنی و من الشیطان واللہ ورسولہ عنہ برئیان جل وعلا و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ، واللہ تعالٰی اعلم۔	اگر میں مصیب ہوا(مراد یہ کہ میں نے ٹھیک کہا) تو پھر یہ میرے پروردگار کی طرف سے ہے اور اگر میں خطاکار ہوا تو پھر یہ میرا قصور اور شیطان کا وسوسہ ہے لہٰذا اللہ تعالٰی اور اس کا محبوب رسول دونوں اس سے بری الذمہ ہیں، اللہ تعالٰی بڑی شان والا اور بلند مرتبہ ہے۔ رسول گرامی پر اللہ تعالٰی کی رحمت اور سلام ہو، اور اللہ سب سے زیادہ علم رکھتا ہے۔(ت)

---

[1] الھدایہ کتاب السیر باب کیفیۃ القتال المکتبۃ العربیہ کراچی ۲/ ۵۴۰

رسالہ

جلی النص فی اماکن الرخص ۱۳۳۷ھ

(مقامات رخصت کے بیان میں واضح نص)

مسئلہ ۶۷: بعض اوقات بعض ممنوعات میں رخصت ملتی ہے ان کی اجمالی تفصیل کیا ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، الحمد للہ الذی بعث نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بشریعۃ سمحۃ سھلۃ غراء بیضاء لیلھا کنھارھا وافضل الصلوٰۃ واکمل السلام علی من احل لنا الطیبات وحرم علینا الخبائث ووضع عنا ما کان علی الامم الخالیۃ من الاصر و الاغلال والاوزار وعلی الہ وصحبہ واولیائہ وحزبہ الذین جعلھم	اللہ تعالٰی کے مقدس نام سے شروع کرتا ہوں جو بے حد رحم کرنے والا مہربان ہے ہر قسم کی تعریف اس اللہ تعالٰی کے لئے ہے کہ جس نے ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ایسی شریعت دے کر بھیجا جو کشادہ، نرم، آسان اور بے حد روشن ہے جس کی رات دن کی طرح ہے۔ اور عمدہ درود اور سب سے زیادہ کامل سلام ان پر نازل ہو کہ جنھوں نے ہمارے لئے پاک اور ستھری چیزیں حلال فرمادیں، اور گندی چیزی ہم پر حرام کردیں، اور جو بوجھ طوق اور گناہ گزشتہ امتوں کے ذمے تھے وہ ہم سے اتار دیئے، اور ان کی اولاد، صحابہ، دوست اور ان کے گروہ پر بھی (درود و

ربهم امة وسطا فقالوا بالحق وقاموا بالعدل وفاز وابفيوض الشريعة وانوارها وعلينا بهم و لهم وفيهم ياارحم الراحمين ابدالابدين فی كل ان وحين عدد اوبار الهدايا واصواف الضحايا واشعارها اٰمين!	سلام ہو) جن کو ان کے پروردگار نے درمیانی امت بنایا، پھر انھوں نے حق بیان فرمایا اور انصاف قائم کیا، اور شریعت کے فیوضات وانوار کی وجہ سے کامیاب ہوئے، پھر ان کی وجہ سے ہم پر اور ان کے لئے اور ان کے اندر، اے سب سے بڑے رحم کرنے والے! ہر لحمہ اور ہمیشہ ہمیشہ رہے، قربانی کے اونٹوں کے بال اور مینڈھوں کی اون اور بکریوں کے بالوں کی تعداد کے مطابق رہے، یااللہ! ہماری اس دعا کو شرف قبولیت سے نوازدے۔(ت)

اما بعد، یہ چند سطور کا شفۃ الستور بعون الغفور لامعۃ النور (چند سطریں پردہ اٹھانے والی، گناہ بخشنے والے روشن نور کی مدد سے۔ت) اس بیان میں ہیں کہ بعض اوقات بعض ممنوعات میں رخصت ملتی ہے۔ اس کی اجمالی تفصیل کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ نہ ہر ممنوع کسی نہ کسی وقت مباح ہوسکتا ہے نہ ہر وقت ایسا کہ کسی نہ کسی ممنوع میں رخصت کی قابلیت رکھتا ہے ادھر اس کے متعلق بعض قواعد فقہیہ میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے،

ایک: اصل یہ ہے کہ **درء المفاسد اھم من جلب المصالح**[1] مفسدہ کا دفع مصلحت کی تحصیل سے زیادہ اہم ہے۔

حدیث ذکر کی جاتی ہے: **ترك ذرة ممانهى الله عنه افضل من عبادة الثقلين**[2]۔ ایک ذرہ ممنوع شرعی کا چھوڑدینا جن وانس کی عبادت سے افضل ہے۔

یہ قاعدہ مطلقاً لحاظ نہی بتاتا ہے۔

دوم: الضرورات تبيح المحظورات[3] مجبوریاں ممنوح کو مباح کردیتی ہیں۔

اقول: (میں کہتاہوں۔ت) اس کا استنباط کریمہ "**فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ**"[4] وکریمہ

---

[1] الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعدۃ الخامسہ ادارۃ القرآن کراچی ۱/ ۱۲۵

[2] الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعدۃ الخامسہ ادارۃ القرآن کراچی ۱/ ۱۲۵

[3] الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعدۃ الخامسہ اداراۃ القرآن کراچی ۱/ ۱۱۸

[4] القرآن الکریم ۲/ ۲۸۶

"لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا" [1] میں ہے یعنی مقدور بھر پرہیزگاری کرو اللہ کسی جان پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں رکھتا، یہ مطلقًا لحاظ ضرورت فرماتا ہے۔

سوم: من ابتلی بلیتین اختار اھونھما [2] دو بلاؤں کا مبتلا ان میں ہلکی کو اختیار کرے۔

اقول: (میں کہتا ہوں۔ت) یہ کریمہ "اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَىٕنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ" [3] (مگر وہ شخص کہ جس پر زبردستی کی جائے جبکہ اس کا دل ایمان سے مطمئن ہو۔ت) سے ماخوذ ہے یہ قاعدہ دونوں اطلاق نہیں کرتا بلکہ موازنہ چاہتا ہے۔

چہارم: الضرر یزال [4] (نقصان کو دور کیا جاتا ہے۔ت) ضرر مدفوع ہے۔ قال عزوجل "مَا جَعَلَ عَلَیْكُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ" [5] (اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا) تم پر دین میں کوئی تنگی نہ رکھی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لاضرر ولا ضرار، رواہ ابن ماجۃ [6] عن عبادۃ واحمد عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم بسند حسن۔	نہ ضرر لو نہ ضرر دو، (ابن ماجہ نے اس کو حضرت عبادہ سے روایت کیا اور امام احمد نے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔ (ت)

ارتکاب ممنوع بھی ضرر ہے تو یہ اصل اول سے موافق ہے اور انسانی ضرورت بھی ضرر ہے تو اصل دوم کے مطابق ہے۔

پنجم: المشقۃ تجلب التیسیر [7] مشقت آسانی لاتی ہے۔ اور اسی کے معنی میں ہے ماضاق

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۲۸۶

[2] کشف الخفاء حدیث ۲۳۹۸ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲ /۲۰۷، الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعدۃ الخامسۃ ادارۃ القرآن کراچی ۱/ ۱۲۳

[3] القرآن الکریم ۱۶ /۱۰۶

[4] الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعدۃ الخامسہ ادارۃ القرآن کراچی ۱/ ۱۱۸

[5] القرآن الکریم ۲۲ /۷۸

[6] سنن ابن ماجہ کتاب الاحکام باب من بنی فی حقہ مایضر بجارہ الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۷۰، مسند امام احمد بن حنبل عن ابن عباس رضی اللہ عنہما المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۱۰۵

[7] الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعدۃ الرابعۃ ادارۃ القرآن کراچی ۱/ ۱۸۹

امر الا اتسع[1] (کوئی معاملہ تنگ نہیں ہوا مگر اس میں کشادگی رکھی گئی۔ت) مولٰی سبحانہ فرماتا ہے:

"یُرِیۡدُ اللّٰہُ بِکُمُ الۡیُسۡرَ وَ لَا یُرِیۡدُ بِکُمُ الۡعُسۡرَ"[2]	اللہ تمھارے ساتھ آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا۔

اس کا دائرہ ضرورت و مجبوری سے وسیع تر ہے۔

ششم: ماحرم اخذہ حرام اعطاؤہ[3] جس کا لینا حرام اس کا دینا بھی حرام۔

قال تعالٰی: "لَا تَعَاوَنُوۡا عَلَی الۡاِثۡمِ وَ الۡعُدۡوَانِ"[4]	(اللہ تعالٰی نے فرمایا:) گناہ اور حد سے بڑھنے پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔
ہفتم: انما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئ مانوٰی[5]۔	اعمال نیتوں پر ہیں اور ہر ایک کے لئے اس کی نیت۔

قال عزوجل:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا عَلَیۡکُمۡ اَنۡفُسَکُمۡ ۚ لَا یَضُرُّکُمۡ مَّنۡ ضَلَّ اِذَا اهۡتَدَیۡتُمۡ"[6]۔	ایمان والو! آپ ٹھیک رہو دوسرے کا بہکنا تمھیں ضرر نہ دے گا جب تم راہ پر ہو۔

ہم دیکھتے ہیں حج میں مدت سے ٹیکس لئے جاتے ہیں اور اس سے حج ممنوع نہیں ہو جاتا، تجارتوں پر صدہا سال سے تمام دنیا میں ٹیکس اور چنگیاں ہیں اس اس سے تجارت بند نہیں کی جاتی یہ قاعدہ ہفتم کے موافق ہے لیکن سود کا لینا دینا دونوں حرام، حدیث صحیح میں دونوں پر لعنت فرمائی، دوسری حدیث میں ارشاد ہوا:

الراشی والمرتشی کلاھما فی النار[7]۔	رشوت دینے اور لینے والا دونوں جہنم میں ہیں۔

یہ قاعدہ ششم کے مطابق ہے لہٰذا بقدر وسعت ان مواقع واماکن کا بیان چاہئے جہاں رخصت

---

[1] الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعدۃ الرابعۃ ۱/ ۱۱۷

[2] القرآن الکریم ۲/ ۱۸۵

[3] الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعدہ الرابعۃ عشر ادارۃ القرآن کراچی ۱/ ۱۸۹

[4] القرآن الکریم ۵/ ۲

[5] صحیح البخاری باب کیف ماکان بدء الوحی الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲

[6] القرآن الکریم ۵/ ۱۰۵

[7] کنزالعمال بحوالہ طب ص حدیث ۱۵۰۷۷ موسسۃ الرسالہ بیروت ۶/ ۱۱۳، الترغیب والترہیب ترہیب الراشی والمرتشی مصطفی البابی مصر ۳/ ۱۸۰

ملتی ہے اور جہاں نہیں کہ ان قواعد کے موارد واضح ہوں نیز مسائل کثیرہ ومباحث غزیرہ باذنہ تعالٰی روشن ولائح ہوں نیز اس شریعت مطہر کی رحمتیں اور اس کا اعتدلال اور برخلاف شرائع یہود نصارٰی سختی ونرمی محض سے انفصال ظاہر ہوں **وباللہ التوفیق** (اللہ تعالٰی ہی کے کرم سے توفیق حاصل ہوتی ہے۔ت)

علماء فرماتے ہیں: مراتب پانچ ہیں:

(۱) ضرورت **(۲)** حاجت **(۳)** منفعت **(۴)** زینت **(۵)** فضول

امام محقق علی الاطلاق نے اسے اقسام اکل میں دکھایا اور ضرورت یہ بتائی کہ بے اس کے ہلاک یا قریب ہلاک ہو، اور حاجت یہ کہ حرج ومشقت میں پڑے، باقیوں کی تعریف نہ فرمائی مثال بتائی، منفعت گیہوں کی روٹی بکری کا گوشت، زینت حلوا، مٹھائی، فضول طعام شبہہ حرام، **ونقلہ فی غمز العیون**[1] **من قاعدۃ الضرر یزال واقتصر علیہ** (غمز العیون میں اسے اس قاعدے سے نقل فرمایا کہ نقصان دور کیا جائے۔ اور اسی پر اکتفاء کیا۔ت)

فقیر بقدر فہم کلام عام کرے **فاقول**: (پس میں کہتا ہوں) پانچ چیزیں ہیں جن کے حفظ کو اقامت شرائع الٰہیہ ہے دین وعقل ونسب ونفس ومال عبث محض کے سوا تمام افعال انھیں میں دورہ کرتے ہیں اب اگر فعل (کہ ترک بمعنی کف کو کہ وہی مقدور وزیر تکلیف ہے نہ کہ بمعنی عدم **کما فی الغمز وغیرہ** بھی شامل) اگر ان میں کسی کا موقوف علیہ ہے کہ بے اس کے یہ فوت یا قریب فوت ہو تو یہ مرتبہ **ضرورت** ہے جیسے دین کے لئے تعلم ایمانیات وفرائض عین، عقل ونسب کے لئے ترک خمر وزنا، نفس کے لئے اکل وشرب بقدر قیام بنیہ، مال کے لئے کسب ودفع غصب امثال ذٰلک، اور اگر توقف نہیں مگر ترک میں لحوق مشقت وضرر وحرج ہے تو **حاجت** جیسے معیشت کے لئے چراغ کہ موقوف علیہ نہیں ابتدائے زمانہ رسالت **علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیۃ** (صاحب رسالت پر عمدہ درود اور ثناء ہو۔ت) میں ان مبارک مقدس کاشانوں میں چراغ نہ ہوتا، ام المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہافرماتی ہیں:

والبیوت یومئذ لیس فیہا مصابیح، رواہ الشیخان[2]۔	گھروں میں ان دنوں چراغ نہیں ہوتے تھے بخاری ومسلم نے اسے روایت کیا۔(ت)

[1] غمز عیون البصائر القاعدۃ الخامسۃ الضرر یزال ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱/ ۱۱۹

[2] صحیح البخاری کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ علی الفروش قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۶، صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب سترۃ المصلی الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۹۸

مگر عامہ کے لئے گھر میں بالکل روشنی نہ ہو نا ضرور باعث مشقت وحرج ہے، اور اگر یہ بھی نہ ہو مگر حصول مفید ہے نفس فائدہ مقصودہ اس سے حاصل ہوتا ہے، تو منفعت جیسے مکان کے ہر دالان میں ایک چراغ، اور اگر فائدہ مقصودہ کی تحصیل اس پر نہیں بلکہ ایک امر زائد زیب وزیبائش بقدر اعتدال کے لئے ہے تو زینت جیسے چراغ کی جگہ فانوس، اور اگر اس سے اتنا فائدہ بھی نہیں یا اس میں افراط اور خروج عن الحد ہے فضول جیسے بے کسی نیت محمودہ کے گھر میں چراغاں، اب مواضع ضرورت کا استثناء تو بدیہی جس کے لئے اصل دوم کافی اور اس کی فروع معروف ومشہور اور استفسار سے بعید ومہجور، مثلاً کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکے بیٹھ کر پڑھے ورنہ لیٹ کر ورنہ اشارہ سے **الی غیر ذٰلك مما لایخفی** (ان کے علاوہ باقی صورتیں جو کسی سے پوشیدہ نہیں۔ت) اس کے لئے تمام ممنوعات کہ کسی حال میں قابل اباحت یا متحمل رخصت ہوں یا مرخص ہو جاتے ہیں نہ مثل زنا وقتل ناحق مسلم کہ کسی شدید سے شدید ضرورت کے لئے بھی مرخص نہیں ہو سکتے، یہاں تک کہ اگر صحیح خوف قتل کے سبب بھی ان پر اقدام کرے گا مجرم ہوگا، حکم ہے کہ باز رہے اگرچہ قتل ہو جائے، اگر مارا گیا اجر پائے گا کما نصوا علیہ اصولا وفروعا (جیسا کہ اصول وفروع کے لحاظ سے ائمہ کرام نے اس کی تصریح فرمائی۔ت) پھر اپنی ضرورت تو ضرورت ہے ہی دوسرے مسلم کی ضرورت کا بھی لحاظ فرمایا گیا۔ مثلاً:

(۱) دریا کے کنارے نماز پڑھتا ہے اور کوئی شخص ڈوبنے لگا اور یہ بچا سکتا ہے لازم ہے کہ نیت توڑے اور اسے بچائے، حالانکہ ابطال عمل حرام تھا۔

قال تعالٰی "لَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۳﴾"[1]۔	اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: اے ایمان والو اپنے اعمال کو باطل نہ کیا کرو۔ (ت)

(۲) نماز کا وقت تنگ ہے ڈوبتے کو بچانے میں نکل جائے گا، بچائے، اور نماز قضاء پڑھے اگرچہ قصداً قضا کرنا حرام تھا۔

(۳) نماز کا وقت جاتا ہے اور قابلہ اگر نماز میں مشغول ہو بچے پر ضائع ہونے کا اندیشہ ہے نماز کی تاخیر کرے۔

(۴) نماز پڑھتا ہے اور اندھا کنویں کے قریب پہنچا، اگر یہ نہ بتائے وہ کنویں میں گر جائے نیت توڑ کر بتانا واجب ہے۔ اشباہ میں ہے:

---

[1] القرآن الکریم ۴۷/ ۳۳

تخفیفات الشرع انواع الخامس تخفیف تاخیر کتاخیر الصلوٰۃ عن وقتھا فی حق مشتغل بانقاذ غریق ونحوہ[1]۔	شریعت کی سہولتوں کی کئی قسمیں ہیں، پانچویں قسم یہ ہے کہ تاخیر کی سہولت ہے۔ جیسے دو شخص جو کسی ڈوبتے ہوئے کو بچائے تو اس کا اپنی نماز میں تاخیر کرنا۔ (ت)

ردالمحتار کتاب الحج میں ہے:

جاز قطع الصلوٰۃ اوتاخیرہا لخوفہ علی نفسہ اومالہ او نفس غیرہ اومالہ کخوف القابلۃ علی الولد والخوف من تردی اعمی وخوف الراعی من الذئب وامثال ذٰلك[2]۔	نماز توڑنا دینا یا اس میں تاخیر کرنا جائز ہے جبکہ کسی شخص کو اپنی جان یا اپنے مال کا خطرہ ہو، یا کسی دوسرے کی جان ومال کے تباہ ہونے کا اندیشہ ہو، جیسے دایہ کا بچے کی پیدائش کے وقت ڈر یا اندھے کے کنویں میں گرنے کا خوف، یا چرواہے کا بھیڑیئے سے خطرہ، یا اس قسم کے دوسرے مواقع (ت)

اقول: (میں کہتاہوں) یہ بھی حقیقۃً اپنے نفس کی طرف راجع کہ یہ شرعًا ان کے بچانے پر مامور ہے۔

اگر بینم کہ نابینا وچاہ است　　　　اگر خاموش بنشینم گناہ است

(اگر میں یہ دیکھوں کہ اندھا اور کنواں ہے تو اگر اس موقع پر خاموش رہوں تو گناہ ہے۔ت)

ولہٰذا جن کا نفقہ اس پر لازم ہے بے ان کا بندوبست کئے حج کو نہ جائے اور جن کا نفقہ اس پر نہیں اگرچہ اس کے چلے جانے سے ان کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو اس پر لحاظ لازم نہیں کہ یہ یہاں رہتا جب بھی تو انھیں نفقہ دینے کا شرعًا مامور نہ تھا، پھر عالمگیریہ میں ہے:

کرہت خروجہ(ای للحج)زوجتہ واولادہ او من سواھم ممن تلزمہ نفقتہ وھو لایخاف الضیعۃ علیھم فلا باس بان یخرج ومن لاتلزم نفقتہ لوکان حاضرا فلاباس بالخروج مع کراہتہ وان	اگر اس کی بیوی اور بچے یا ان کے علاوہ دوسرے افراد کنبہ کہ جن کا خرچہ اس پر لازم ہے اگر یہ حج کے لئے جائے اور یہ سب اس کے جانے کو پسند نہ کریں اور اسے ان کے ضائع ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو پھر اس صورت میں اس کے جانے میں کوئی حرج نہیں اور جن لوگوں کا خرچہ

[1] الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعدۃ الرابعۃ ادارۃ القرآن وعلوم الاسلامیہ کراچی ۱/ ۱۱۷

[2] ردالمحتار کتاب الحج داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۱۴۴

کان یخاف الضیعة علیھم [1]۔	اس پر لازم نہیں، اگر یہ موجود ہو تو ناپسندیدگی کے باجود اس کے باہر جانے میں کوئی حرج نہیں اگرچہ اس کے ضائع ہونے کا خدشہ ہو۔(ت)

اور **زینت وفضول** کے لیے کسی ممنوع شرعی کی اصلار خصت نہ ہوسکنا بھی ایضاح سے غنی جس پر اصل اول بدرجہ اولٰی دلیل وافی ورنہ احکام معاذاللہ ہوائے نفس کا بازیچہ ہوجائیں،

اقول: یوہیں مجرد **منفعت** کے لئے کہ وہ اصل مدلول اصل اول اور اس پر کتب معتمدہ میں فروع کثیرہ دال:

(ا) حقنہ بضرورت مرض جائز ہے اور منفعت ظاہرہ مثلاً قوت جماع کے لئے ناجائز ہے۔ردالمحتار میں ذخیرہ امام اجل برہان الدین محمود سے ہے:

یجوز الاحقان للمرض فلواحتقن لا لضرورة بل لمنفعة ظاہرة بان یتقوی علی الجماع لایحل عندنا [2] اھ	بیمار کے لئے حقنہ کرنے کی اجازت ہے اگر اس نے بغیر ضرورت حقنہ لیا کسی ظاہری فائدے کے لے مثلاً اس لئے کہ جماع پر قوی ہو تو ہمارے لئے یہ حلال نہیں اھ (ت)

اس پر حواشی فقیر میں ہے:

اقول: ھذا ظاہر اذا کان معه من القوة مایقدر به علی اداء حق المرأة فی الدیانة وتحصین فرجھا اما اذا عجز عن ذٰلك فھل یعد ضرورة الظاہر لالانه بسبیل من ان یطلقھا فتنکح من شاءت فان الواجب علیه احد امرین امساك بمعروف او تصریح باحسان فان عجز عن الاول لم یعجز عن	**میں کہتاہوں** کہ یہ بات ظاہر ہے کہ جب اس میں قوت مردمی موجود ہو کہ جس کی وجہ سے یہ عورت کا حق ادا کرنے پر قدرت رکھتا ہے دیانت اور حفاظت فروج کے لحاظ سے لیکن اگر یہ اس سے عاجز ہے تو کیا اس کو بھی ضرورت میں شمار کیا جائے گا ؟ ظاہر یہ ہے کہ صورت ضرورت میں شمار نہیں، کیونکہ ز کہ اس صورت میں یہ عورت کو طلاق دے دے تو پھر وہ جس سے چاہے نکاح کرلے، کیونکہ

[1] فتاوٰی ہندیہ کتاب المناسک الباب الاول نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۲۲۱

[2] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحة فصل فی النظر والمس داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۳۷

الاخر نعم المعہود فی الھندان النساء یتعیرن بالزواج الثانی تعیراشدیدالکن ہذا من قبلھن بجھلھن لیس علیہ فیہ اخذ فلیتأمل[1] انتھی ما کتبت علیہ۔	اس پر دو باتوں میں سے ایک واجب ہے۔ یا بھلائی کے ساتھ روک رکھنا یا احسان کرتے ہوئے چھوڑ دینا، اگر یہ پہلی بات سے عاجز ہوگیا تو دوسری سے عاجز نہیں، ہاں البتہ ہندوستان میں مشہور ومتعارف یہ ہے کہ عورتیں دوسرا نکاح کرنے سے سخت عار محسوس کرتی ہیں، لیکن یہ پابندی عورتوں کی طرف سے عائد کردہ ہے ان کی ناسمجھی کی وجہ سے، اس میں اس پر کوئی گرفت نہیں، اس بات میں غور وفکر کرنا چاہئے، یہ آخر عبارت ہے جو میں نے اس کے حاشیہ میں لکھی۔ (ت)

(۲) حلال کام میں تیس ۳۰ روپیہ مہینہ پاتا ہے اور نصرانی ناقوس بجانے پر ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار دیں گے اس منفعت کے لئے یہ نوکری جائز نہیں۔

(۳) یوہیں بھٹی کے لئے شیرہ نکالنے کی، فتاوٰی امام اجل قاضی خان میں ہے:

رجل اٗجر نفسہ من النصارٰی لضرب الناقوس کل یوم بخمسۃ دراہم ویعطی فی عمل اٗخر کل یوم درھم قال ابراھیم بن یوسف رحمہ اللہ تعالٰی لاینبغی ان یؤاجر نفسہ منھم انما علیہ ان یطلب الرزق من موضع اٗخر وکذا لو اٗجر نفسہ منھم بعصر العنب للخمر لان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لعن العاصر[2] اھ۔	ایک آدمی عیسائیوں کے ہاں بگل بجانے کی نوکری اختیار کرتا ہے کہ اسے ہر دن اس کام پر پانچ درھم ملیں گے لیکن اگر کوئی دوسرا جائز کام کرے تو اس پر یومیہ ایک درہم ملے گا امام ابراہیم بن یوسف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا کہ اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ عیسائیوں کے ہاں بگل بجانے کی نوکری کرے، بلکہ اس کے لئے لازم ہے کہ وہ کسی دوسری جگہ سے رزق حلال تلاش کرے، اور یہی حکم ہے اس شخص کا جو شراب بنانے کے لئے انگور نچوڑنے کی ملازمت کرتا ہے اس لئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس باب میں جن بدنصیبوں پر لعنت فرمائی ان میں انگور نچوڑنے والا بھی شامل ہے (عبارت مکمل ہوگئی)۔ (ت)

[1] جدالممتار علی ردالمحتار

[2] فتاوٰی قاضی خاں کتاب الحظر والاباحۃ نولکشور لکھنؤ ۴/ ۷۸۰

اقول: ولاینبغی ہھنا بمعنی لایجوز بدلیل قولہ "علیہ"فانہ لایجاب وبدلیل تشبیہ فی الحاکم بما صح علیہ اللعن۔	**اقول:** (میں کہتاہوں) لاینبغی یہاں بمعنی لایجوز ہے۔یعنی اس کے لئے یہ جائز ہی نہیں، اور اس کی دلیل مصنف کا یہ قول "علیہ" ہے کیونکہ لفظ علی ایجاب کے لئے آتا ہے اور اس دلیل سے کہ مصنف نے اس مسئلے کو حکم میں اس سے تشبیہ دی کہ جس پر لعنت ہے۔(ت)

(۴و۵) موچی کو نیچری وغیرہ فاسقانہ وضع کا جوتا بنانے یا درزی کو ایسی وضع کے کپڑے سینے پر کتنی ہی اجرت ملے اجازت نہیں، کہ معصیت پر اعانت ہے۔خانیہ میں متصل عبارت مذکورہ ہے:

وکذا الاسکاف اوالخیاط اذا استوجر علی خیاطۃ شیئ من زی الفساق ویعطی لہ فی ذٰلك کثیراجر لا یستحب لہ ان یعمل لانہ اعانۃ علی المعصیۃ [1] اھ، **اقول:** ولایستحب ھھنا للنھی لاجل التشبیہ المذکور و بدلیل الدلیل ففی الخانیۃ مسئلۃ الطبل لایجوز لانہ اعانۃعلی المعصیۃ [2] وفی اوائل شہادات الھندیۃ عن المحیط الاعانۃ علی المعاصی من جملۃ الکبائر [3]۔	اور یہی حکم ہے موچی اور درزی کا کہ جب اسے کسی ایسی چیز کے لینے اور بنانے پر اُجرت دی جائے جو فاسقوں کی وضع اور شکل کا لباس ہو، اور اس میں اسے زیادہ اجرت دینے کا وعدہ کیا جائے تو اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ یہ کام کرے اس لئے کہ گناہ پر یہ دوسرے کی امداد کرنا ہے۔اھ **اقول:** (میں کہتاہوں کہ) یہاں "لا یستحب" بمعنی نہی ہے تشبیہ مذکور کی وجہ سے، اور دلیل کی دلیل کی وجہ سے چنانچہ فتاوٰی قاضی خاں میں طبلہ بجانے کے متعلق ہے کہ جائز نہیں اس لئے کہ یہ گناہ پر امداد دینا ہے اور فتاوٰی عالمگیری کی بحث "اوائل شہادات" میں محیط سے نقل کیا کہ گناہ کے کاموں میں کسی کی امداد کرنا کبیرہ گناہوں میں شامل ہے۔(ت)

(۶) لکڑی جنگل سے مفت مل سکتی ہے اور ایک شخص لینے نہیں دیتا جب تک اسے رشوت نہ دو، دینا حرام، بحرالرائق میں ہے:

وفی القنیۃ قبیل التحری الظلمۃ تمنع الناس من الاحتطاب من	قنیہ کی بحث تحری، سے تھوڑا پہلے یہ مسئلہ مذکور ہے کہ ظالم لوگ چراگاہ سے لوگوں کو لکڑیاں نہیں

[1] فتاوٰی قاضی خاں کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی النظر والمس نولکشور لکھنؤ ۴/ ۷۸۰

[2] فتاوٰی قاضی خاں کتاب الحظر ولاباحۃ فصل فی التسبیح والتسلیم الخ نولکشور لکھنؤ ۴/ ۷۹۴

[3] فتاوٰی ہندیہ کتاب الشہادات الباب الاول نورانی کتب خانہ پشاور ۳/ ۴۵۱

المروج الا بدفع شیئ الیھم فالدفع والاخذ حرام لانہ رشوۃ[1]۔	لانے دیتے جب تک کہ انھیں کچھ نہ دے، اور دینا اور لینا دونوں حرام ہیں اس لئے کہ یہ رشوت ہے۔(ت)

(۷) کعبہ معظّمہ کی داخلی کس درجہ منفعت عظیمہ ہے مگر بے لئے دئے نہ کرنے دیں تو جائز نہیں کہ اس پر لینا حرام ہے تو دینا بھی حرام، اور حرام محض منفعت کے لئے حلال نہیں ہوسکتا، ردالمحتار میں ہے:

فی شرح اللباب ویحرم اخذ الاجرۃ لمن یدخل البیت اویقصد زیارۃ مقام ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام بلاخلاف بین علماء الاسلام وائمۃ الانام کما صرح بہ فی البحر وغیرہ اھ وقد صرحوا بان ما حرم اخذہ حرم دفعہ الا لضرورۃ ولا ضرورۃ ہنا لان دخول البیت لیس من مناسك الحج[2] اھ۔	شرح لباب میں ہے اس شخص کو اجرت دینا حرام ہے جو کسی کو کعبہ شریف کے اندر لے جائے، یا وہ مقام ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کرنے کا ارادہ کرے، اس مسئلہ میں تمام علماء کا اتفاق ہے۔ علماء اسلام اور ائمہ انام میں سے کسی کا اختلاف نہیں جیسا کہ "بحر رائق" وغیرہ میں اس کی تصریح کی گئی اھ، اہل علم نے یہ تصریح فرمائی کہ جس چیز کا لینا حرام اس چیز کا دوسرے کو دینا بھی حرام ہے۔ مگر یہ کہ خاص مجبوری ہو، اور یہاں کوئی مجبوری نہیں، کیونکہ کعبہ شریف کے اندر داخل ہونا احکام حج میں سے نہیں اھ (ت)

اس پر حواشی فقیر میں ہے:

ولاہو واجبا فی نفسہ فمن الجھل ارتکابہ لاتیان مستحب بل این الاستحباب مع لزوم الحرام وما عن الامام رضی اللہ تعالٰی عنہ من بذلہ شطر مالہ للسدنۃ لیبیت لیلۃ فی الکعبۃ الشریفۃ	اور یہ اس بناء پر بذاتہٖ واجب بھی نہیں تو پھر مستحب ادا کرنے کے لئے اجرت دینے کا ارتکاب جہالت ہے بلکہ لزوم حرام کے ساتھ استحباب کیسے ہوسکتا ہے۔ اور جو کچھ امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنے مال کا کچھ حصہ خادمان کعبہ کے لئے خرچ کیا تاکہ خانہ کعبہ میں رات گزاریں اور وہاں

[1] بحرالرائق کتاب القضاء ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۶/ ۲۶۲

[2] ردالمحتار کتاب الحج باب الھدی داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۵۶۔۲۵۵

فختم فیھا القراٰن الکریم فی رکعتین **فاقول**: یجب انہ کان بعد التصریح بنفی الاجرۃ والصریح یفوق الدلالۃ کما نصوا علیہ فی الخانیۃ وغیرہا۔	دو نفلوں میں پورا قرآن مجید ختم کریں، **فاقول**: (پس میں کہتا ہوں) ضروری ہے کہ یہ کام نفی اجرت کی تصریح کے بعد ہو، اور صریح کلام دلالت سے فائق (اوپر) ہوتا ہے، جیسا کہ فتاوٰی قاضیخاں وغیرہ میں ائمہ کرام کی اس پر تصریح موجود ہے۔ (ت)

(۸) وقف اگر قابل انتفاع نہ رہے اسے بیچ کر اس کے عوض دوسری زمین خرید کر وقف کر سکتے ہیں لیکن اگر وہ قابل انتفاع ہے اور اس کی قیمت کو دوسری جگہ وہ زمین مل سکتی ہے کہ اس سے سوحصے زائد منفعت رکھتی ہو تبدیل جائز نہیں، فتح القدیر میں ہے:

الاستبدال لا عن شرط ان کان لخروج الوقف عن انتفاع الموقوف علیھم بہ فینبغی ان لا یختلف فیہ وان کان لالذٰلک بل امکن ان یوخذ بثمن الوقف ما ھو خیر منہ فینبغی ان لا یجوز لان الواجب ابقاء الوقف علی ماکان علیہ دون زیادۃ اخری[1] (ملتقطا)	تبادلہ کرنا بغیر شرط جبکہ وقف "موقوف علیہ" کے لئے قابل انتفاع نہ ہو، مناسب ہے کہ اس میں کوئی اختلاف نہ کیا جائے، اور اگر یہ نہ ہو (یعنی وقف قابل انتفاع ہو) لیکن وقف کو فروخت کردیا جائے اور اس کے بدل اس سے اعلٰی اور عمدہ زمین خرید لی جائے تو مناسب ہے کہ یہ صورت جائز نہ ہو، کیونکہ واجب یہ ہے کہ جس حالت پر پہلے وقف تھا اسی حالت پر اسے باقی رکھا جائے اور اس میں کوئی زیادت اور اضافہ نہ کیا جائے۔ (ت)

بالجملہ مسائل بکثرت ہیں کہ محض منفعت مبیح ممنوع نہیں ہوسکتی۔

فانقلت الیس فی سیر الھندیۃ عن الذخیرۃ وفی کراھیتھا عن المحیط مانصہ وان اراد الخروج للتجارۃ الی ارض العدو	اگر کہا جائے کہ کیا فتاوٰی عالمگیری بحث سیر، بحوالہ ذخیرہ اور بحث کراہیۃ بحوالہ محیط میں یہ مذکور نہیں کہ جس کی اس نے تصریح فرمائی اگر تجارت کے لئے سرزمین دشمن کی طرف

[1] فتح القدیر کتاب الوقف مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۵/ ۴۴۰

بامان فکرہا(ای الابوان)خروجه فان کان امرا یخاف علیه منه وکانوا قوما یوفون بالعهد یعرفون بذلك وله فی ذلك منفعة فلا باس بان یعصیهما [1] اھ فقد ابیح عصیا نهما للمنفعة اقول: یجب ان یراد به ما اذا کان نهیهما لمجرد محبة وکراہة فراقه غیر جازم ولذا فرضوا خروجه بامان وکونهم معروفین بالوفاء حتی لا یخاف علیه منه اما اذا خیف لم یحل له الخروج بغیر اذنهما لان نهیهما اذن یکون نهی جزم ففی الکتابین بعده وانکان یخرج فی تجارة ارض العدو مع عسکر من عساکر المسلمین فکرہ ذلك ابواہ او احدہما فان کان ذلك العسکر عظیما لا یخاف علیهم من العدو بالکبرالرائ فلا باس بان یخرج وان کان یخاف علی العسکر من العدو

اجازت نامہ لے کر جانا چاہے لیکن والدین اس کے وہاں جانے کو ناپسند کریں، اگر معاملہ پر امن ہو، اس میں کوئی خطرہ اور اندیشہ نہ ہو، اور وہ وعدہ وفا کرتے ہوں اور اس وصف میں مشہور ومعروف ہوں اور اس کا بھی وہاں جانے میں فائدہ ہو، تو پھر اس صورت میں والدین کا حکم نہ ماننے میں کوئی حرج نہیں اھ (یہاں دیکھئے کہ) حصول فائدہ کے لئے والدین کی نافرمانی کو جائز اور مباح قرار دیا گیا **اقول:** (میں کہتا ہوں) واجب ہے کہ اس سے وہ صورت مراد ہو کہ جس میں والدین کا اور اسے روکنا محض محبت اور شفقت کے طور پر ہو اور اس کی جدائی کا ناپسند ہونا غیر یقینی ہو، یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے خروج کو امن اور وہاں کے لوگوں کا وفادار ہونے میں مشہور ومعروف ہونے پر مسئلہ کو فرض کیا یہاں تک کہ اسے اس معاملہ میں کوئی خوف وخطرہ نہ ہو، لیکن اگر خطرہ واندیشہ ہو تو پھر والدین کی اجازت بغیر اس کا باہر جانا اور سفر کرنا جائز نہیں، اس لئے کہ دریں صورت ان کی نہی یقینی ہو گی، پھر ازیں بعد دو کتابوں میں مذکور ہے اگر کاروبار کے لئے دشمن کے ملک میں اسلامی فوجوں میں سے کسی اسلامی فوج کے ساتھ باہر جائے تو والدین یا ان میں سے کوئی ایک اس جانے کو ناپسند

[1] فتاوٰی ہندیہ کتاب السیر الباب الاول نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۱۸۹، فتاوٰی ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب السادس والعشرون نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۶۵۔۳۶۶

الغالب الرائ لایخرج بغیر اذنهما وکذٰلك ان کانت سریة اوجریدة الخیل لایخرج الاباذنهما لان الغالب ہو الهلاك فی السرایا [1] اھ فتسمیة عصیانا بحسب الصورة الا تری ان العبد بسبیل من خیرة نفسه فی نهی الشرع الارشادی الغیر الجازم فکیف بنهی الابوین کذٰلك لو لم یرد ذٰلك فکیف یحل عصیانهما لمنفعة مالیة وہذا نبینا صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم قائلا ولا تعقن والدیك وان امراك ان تخرج من اهلك ومالك رواہ احمد [2] بسند صحیح علی اصولنا والطبرانی فی الکبیر عن معاذ بن جبل رضی اللّٰه تعالٰی عنه ولفظه فی اوسط الطبرانی اطع والدیك وان اخرجاك من مالك وعن کل شیئ ہو لك [3] فافهم وتثبت بالتنبه فلیس الفقه الابالتفقه ولا تفقه الا بالتوفیق۔

کریں، پس اگریہ لشکر عظیم ہو کہ ان کی موجودگی میں غالب رائے کے مطابق دشمن سے کوئی خطرہ اور کھٹکا نہ ہو تو پھر اس صورت میں اس کے باہر جانے میں کچھ حرج نہیں لیکن اگر لشکر اسلام کو غالب رائے کے مطابق دشمن سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ وخطرہ ہو تو پھر والدین کی اجازت کے بغیر نہ جائے اور اسی طرح اگر فوجی دستہ یا گھڑ سواروں کا رسالہ ہو تو بغیر اجازت والدین باہر نہ جائے کیونکہ فوجی دستوں میں غالبا ہلاکت ہوا کرتی ہے اھ پھر اس کو "عصیان" کہنا بلحاظ صورت ہے۔کیا تم دیکھتے نہیں کہ شرعی غیر جازم نہیں اور شادی کے باوجود بندے کو اپنے نفس کا اختیار رہوتا ہے، پھر جب والدین کی نفی بھی ایسی ہے تو کیسے نہ ہوگا اگر یہ مراد نہ ہو تو پھر ان کا "عصیان" دنیاوی مالی فائدے کے لئے کیسے جائز ہوگا، یہ ہمارے حضور پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمارہے ہیں" اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرو اگرچہ وہ تمھیں اہل وعیال اور مال سے الگ ہونے کا حکم دیں" امام احمد نے ہمارے اصولوں کے مطابق سند حسن کے ساتھ اس کو روایت فرمایا، اور امام طبرانی نے معجم الکبیر میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالہ سے اس کو روایت فرمایا۔اور اس کے الفاظ "اوسط طبرانی" میں

---

[1] فتاوی ہندیہ کتاب السیر الباب الاول نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۱۸۹،فتاوی ہندیہ کتاب الکراهیة الباب السادس والعشرون نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۶۶

[2] مسند امام احمد بن حنبل ترجمه معاذ بن جبل دارالفکر بیروت ۵/ ۲۳۸

[3] المعجم الاوسط للطبرانی ترجمه معاذ بن جبل رضی الله عنه المعارف الریاض ۸/ ۲۶۰

یہ ہیں: "(اے شخص!) اپنے والدین کی اطاعت کیجئے اگرچہ تمھیں تمھارے مال اور تمھارے ہر مملوکہ شے سے تمھیں الگ اور برطرف کردیں "اس کو خوب سمجھ لیجئے، اور ہوشیاری سے ثابت قدم رہیے، کیونکہ فقہ بغیر سمجھے نہیں ہو سکتی، اور سمجھ بوجھ حصول توفیق کے بغیر نہیں ہو سکتی ت) رسالہ جلی النص فی اماکن الرخص ختم شد)

مسئلہ ۶۸ و ۶۹: مسئولہ عبدالرحیم صاحب دکان محمد عمر صاحب عطار محلّہ پاٹہ نالہ لکھنو

حضرت قامع ضلالت قیم ومروج سنت حسنا تکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

(۱) جناب کیا ارشاد ہے اس مسئلہ میں کہ زید نے مؤذن مسجد کی اذان کے ساتھ تمسخر کیا یعنی لفظ حیّ علی الصلوٰۃ سن کر یوں یوں مضحکہ اڑایا "بھیا لٹھ چلا" آیا زید کے لئے حکم ارتداد و سقوط نکاح ثابت ہوا یا نہیں؟ اور زید کا نکاح ٹوٹا یا نہیں؟ اس کی منکوحہ اس پر حرام ہوئی یا نہیں؟ اور بغیر دوبارہ نکاح میں لائے ہوئے وطی کرنا حرام اور زناکاری ہے یا نہیں؟ اور بعد علم اگر منکوحہ زید نہ مانے اور ہمبستری ہوتی رہے تو منکوحہ زید پر بھی شرعاً جرم زنا عائد ہوگا یا نہیں؟

(۲) زید نے ایک مرتبہ شعار اسلام داڑھی کے متعلق کہا کہ میں داڑھی نہیں رکھوں گا مجھے ان خفاش پروں کی ضرورت نہیں، یہ بھی دین کے ساتھ استہزاء اور موجب ردت و سقوط نکاح ہے یا نہیں؟ اور زید کا عذر کہ ہم کو مسئلہ معلوم نہ تھا لہٰذا ہمارا نکاح باقی ہے۔ شریعت میں مقبول ہے یا نہیں؟ **بینوا توجروا** (بیان فرماؤ تاکہ اجر وثواب پاؤ۔ ت)

الجواب:

(۱) اذان سے استہزاء ضرور کفر ہے اگر اذان ہی سے اس نے استہزاء کیا تو بلاشبہہ کافر ہوگیا، اس کی عورت اس کے نکاح سے نکل گئی، یہ اگر پھر مسلمان ہو اور عورت اس سے نکاح کرے اس وقت وطی حلال ہوگی ورنہ زنا، اور عورت اگر بلا اسلام و نکاح اس سے قربت پر راضی ہو وہ بھی زانیہ ہے۔ اور اگر اذان سے استہزاء مقصود نہ تھا بلکہ خاص اس مؤذن سے بایں وجہ کہ وہ غلط پڑھتا ہے تو اس حالت میں زید کو تجدید اسلام و تجدید نکاح کا حکم دیا جائے گا، **واللہ تعالٰی اعلم۔**

(۲) داڑھی کے ساتھ استہزاء بھی ضرور کفر ہے۔ زید کا ایمان زائل اور نکاح باطل اور عذر جہل غلط و عاطل کہ زید نہ کسی دور دراز پہاڑ کی تلی کا رہنے والا ہے نہ ابھی تازہ ہندو سے مسلمان ہوا ہے کہ اسے نہ معلوم ہو کہ داڑھی شعار اسلام ہے۔ اور شعار اسلام سے استہزاء اسلام سے

استہزاء ہے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ اس سے نکاح ٹوٹ جانا نہ جانتا ہو، مگر اس کا نہ جاننا اس کے نکاح کو محفوظ نہ رکھے گا شیشے پر پتھر پھینکے شیشہ ضرور ٹوٹ جائے گا اگرچہ یہ نہ جانتا ہو کہ اس سے ٹوٹ جاتا ہے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۷۰: مسئولہ حکیم محمد اکبر صاحب جگدیش کا چوک اودے پور میواڑ

جس شخص کے عقائد کا ٹھکانہ نہ ہو دائرہ اسلام سے خارج ہے یا نہیں؟

الجواب:

عقائد کا ٹھکانہ نہ ہونا کئی معنی پر مشتمل ہوتا ہے۔ کبھی یہ کہ اس کی صحت عقیدہ پر اطمینان نہیں، کبھی یہ کہ یہ مذبذب العقیدہ متزلزل العقیدہ ہے۔ کبھی سنیوں کی سی باتیں کرتا ہے، کبھی بدمذہبوں کی سی، ان دونوں پر معنی اسلام سے خارج ہونا لازم نہیں ہوتا، **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۷۱ تا ۷۳: از میرٹھ مرسلہ مولوی محمد حبیب اللہ صاحب قادری رضوی خطیب مسجد جامع خیر نگر مدرس مدرسہ قومیہ

(۱) ہمزاد کیا ہے؟ اس کے تسخیر کے لئے عمل کرنا کیسا ہے؟

(۲) آسیب، چڑیل وغیرہ شہید وغیرہ جو مشہور ہیں صحیح ہے یا غلط؟

(۳) دست غیب اور مصلی کے نیچے سے اشرفی وغیرہ کا نکلنا صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب:

(۱) ہمزاد از قسم شیاطین ہے۔ وہ شیطان کہ ہر وقت آدمی کے ساتھ رہتا ہے وہ مطلقًا کافر ملعون ابدی ہے سوا اس کے جو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر تھا وہ برکت صحبت اقدس سے مسلمان ہوگیا، صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مامنکم من احد الا وقد وکل اللہ قرینہ من الجن وقرینہ من الملئکۃ قالوا وایاك یارسول اللہ قال وایای الا ان اللہ اعاننی علیہ فاسلم فلا یامرنی الا بخیر[1] اھ، اعنی علی	لوگو! تم میں سے کوئی شخص نہیں کہ جس کے ساتھ ہمزاد جن اور ہمزاد فرشتہ نہ ہو، لوگوں نے عرض کی اے اللہ کے رسول! کیا آپ کے ساتھ بھی ہے؟ ارشاد فرمایا کہ ہاں میرے ساتھ بھی ہے، لیکن اللہ تعالٰی نے میری مدد فرمائی کہ وہ مسلمان ہوگیا

[1] صحیح مسلم کتاب صفۃ المنافقین باب تحریش الشیطان الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۷۶، مسند احمد بن حنبل عن ابن مسعود المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۳۸۵

روایۃ الفتح المؤیدۃ بما یأتی من الاحادیث۔	لہٰذا وہ مجھے سوائے بھلائی کے کچھ نہیں کہتا،اھ اس سے میری مراد فتح الباری کی روایت ہے کہ جس کی تائید آئندہ احادیث سے ہوتی ہے۔(ت)

اسی طرح طبرانی نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی اور بزار حضرت عبداللہ بن عباس یا ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے راوی،رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فضلت علی الانبیاء بخصلتین کان شیطانی کافرا فاعاننی اللہ علیہ حتی اسلم[1] الحدیث	دوسرے انبیاء کرام پر دو باتوں میں مجھے فضیلت بخشی گئی،ایک یہ کہ میرا شیطان کافر تھا کہ اللہ تعالٰی نے مجھے اس پر قوت دی یہاں تک کہ وہ مسلمان ہوگیا الحدیث(ت)

بیہقی وابونعیم دلائل النبوۃ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی،رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فضلت علی اٰدم بخصلتین کان شیطانی کافر افاعاننی اللہ علیہ حتی اسلم وکن ازواجی عونالی وکان شیطان اٰدم کافرا وزوجتہ عونالہ علی خطیئتہ[2]۔	حضرت آدم پر مجھے دو خصلتوں میں فضیلت دی گئی،ایک یہ کہ میرا شیطان کافر تھا کہ اللہ تعالٰی نے مجھے اس پر غلبہ دیا یہاں تک کہ وہ مسلمان ہوگیا اور میری بیویاں میری مددگار ہیں،اور حضرت آدم کا شیطان کافر رہا اور انکی بیوی نے خطا پر ان کی مدد کی۔(ت)

اس کی تسخیر جو سفلیات سے ہو وہ تو حرام قطعی بلکہ اکثر صورتوں میں کفر ہے کہ بے ان کے خوشامد اور مدائح ومرضیات کے نہیں ہوتی،اور جو علویات سے ہو تو اگرچہ بصولت وسطوت ہے مگر اس کا ثمرہ غالبا اپنے کاموں میں شیطان سے ایک نوع استعانت سے خالی نہیں ہوتا کہ وہ غلبہ قاہرہ کہ:

"وَ مَنۡ یَّزِغۡ مِنۡہُمۡ عَنۡ اَمۡرِنَا نُذِقۡہُ مِنۡ عَذَابِ السَّعِیۡرِ ﴿۱۲﴾"[3]	اور ان میں سے جو کوئی اس کے حکم سے منہ پھیرے ہم اسے بھڑکتی آگ کا عذاب چکھائیں گے۔(ت)

[1] کشف الاستار عن زوائد البزار حدیث ۲۴۳۸ موسسۃ الرسالہ بیروت ۳/ ۱۴۶،مجمع الزوائد البزار باب عصمتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن القرین ۸/ ۲۲۵ وباب منہ خصائص ۸/ ۲۶۹

[2] دلائل النبوۃ للبیہقی باب ماجاء فی تحدث رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دار الکتب العلمیہ بیروت ۵/ ۴۸۸

[3] القرآن الکریم ۳۴/ ۱۲

جو استجابت دُعا "هَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ ۚ"[1] (مجھے ایسی بادشاہی دے ڈال جو میرے بعد کسی کے لائق نہ ہو۔ت) سے تاشی ہر ایک کو کہاں نصیب اور بالفرض نہ بھی ہو تو کافر شیطان کی مخالطت ضرور مورث تغیر احوال وحدوث ظلمت، حضرت سیدنا شیخ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ کم از کم وہ ضرر کہ صحبت جن سے ہوتا ہے یہ کہ آدمی متکبر ہوجاتا ہے و العیاذ باللہ، تو راہ سلامت اس سے بعد ومجانبت ہی میں ہے، رب عزوجل تو اس دعا کا حکم دے کہ "اَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾ "[2] (اے میرے پرودگار! میں تیری پناہ مانگتاہوں اس سے کہ شیطان میرے پاس حاضر ہوں۔ت) اور یہاں یہ رٹ لگائی جائے کہ حاضر شو حاضر شو والعیاذ باللہ تعالٰی واللہ تعالٰی اعلم۔ (حاضر ہوجا، حاضر ہوجا، اور اللہ تعالٰی کی پناہ، اور اللہ تعالٰی سب سے بڑا عالم ہے۔ت)

(۲) ہاں جن اور ناپاک روحیں مرد وعورت احادیث سے ثابت ہیں اور وہ اکثر ناپاک موقعوں پر ہوتی ہیں، انھیں سے پناہ کے لئے پاخانہ جانے سے پہلے یہ دعا وارد ہوئی: **اعوذباللہ من الخبث والخبائث**[3]۔ میں گندی اور ناپاک چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ (ت) وہ سخت جھوٹے کذاب ہوتے ہیں اپنا نام کبھی شہید بتاتے ہیں اور کبھی کچھ، اس وجہ سے جاہلان بے خرد ہیں شہیدوں کا سرپر آنا مشہور ہوگیا ورنہ شہداء کرام ایسی خبیث حرکات سے منزہ ومبرا ہیں، **واللہ تعالٰی اعلم**۔

(۳) ہاں صحیح ہے مگر اس عملداری میں کمیاب بلکہ نایاب ہے۔ دست غیب کے نہایت درجہ کا حاصل اب صرف فتوح ظاہرہ و وسعت رزق ہوناہے۔ پھر اگر دست غیب اس طرح ہو کہ جن کو تابع کرکے اس کے ذریعہ سے لوگوں کے مال معصوم منگوائے جائیں تواشد سخت حرام کبیرہ ہے اور اگر سفلیات سے ہو تو قریب کفر اور علویات سے ہو توخود یہ شخص ماراجائے گا یا کم از کم پاگل ہوجائے گا یا سخت سخت امراض وبلایا میں گرفتار ہو اعمال علویہ کو ذریعہ حرام بنانا ہمیشہ ایسے ثمرے لاتاہے اور اس کے حرام قطعی ہونے میں کیا شبہہ ہے۔

قال اللہ تعالٰی "وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ "[4]۔	اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: (لوگو!) اپنے مال آپس میں ناجائز طریقے سے نہ کھاؤ۔ت)

[1] القرآن الکریم ۳۸/ ۳۵

[2] القرآن الکریم ۲۳/ ۹۸

[3] مسند امام احمد بن حنبل عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۱۰۱

[4] القرآن الکریم ۲/ ۱۸۸

اور اگر کسی دوسرے کی ملک معصوم نہ لائی جاتی ہو بلکہ خزانہ غیب سے اس کو کچھ پہنچایا جائے یا مال مباح غیر معصوم اور وہ جن کہ مسخر کیا جائے مسلمان ہو نہ کہ شیطان، اور اعمال علویہ سے ہو نہ کہ سفلیہ سے اور اسے منگا کر مصارف محمودہ یا مباحہ میں صرف کرے، نہ کہ معاذاللہ حرام واسراف میں، تو یہ عمل جائز ہے، اور جو اس طریقے سے ملے اس کا صرف کرنا بھی جائز کہ جس طرح کسب حلال کے اور طُرق ہیں اسی طرح ایک طریقہ یہ بھی ہے۔ دست غیب کا، سب سے اعلٰی عمل قطعی عمل، یقینی عمل، جس میں تخلف ممکن نہیں اور سب اعمال سے سہل تر خود قرآن عظیم میں موجود ہے، لوگ اسے چھوڑ کر دشوار دشوار ظنیات بلکہ وہمیات کے پیچھے پڑتے ہیں اور اس سہل وآسان یقینی وقطعی کی طرف توجہ نہیں کرتے۔

قال اللہ تعالٰی "وَمَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا ۙ﴿۲﴾ وَّ یَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ ؕ"[1]۔	اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: جو اللہ سے ڈرے تقوی و پرہیزگاری کرے اللہ تعالٰی عزوجل ہر مشکل سے اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں سے اس کا گمان بھی نہ ہوگا۔

اور دست غیب کسے کہتے ہیں، اسی طرح لوگ عمل حُب کے پیچھے خستہ وخوار پھرتے ہیں، اور نہیں ملتا، اور حُب کا سہل ویقینی قطعی عمل قرآن عظیم میں مذکور ہے اس کی غرض نہیں کرتے۔

قال اللہ تعالٰی "اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجۡعَلُ لَہُمُ الرَّحۡمٰنُ وُدًّا ﴿۹۶﴾"[2]۔	اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: بیشک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے قریب ہے کہ یہ رحمان ان کے لئے محبت کردے گا (دلوں میں ان کی حب ڈال دے گا)

نسأل اللہ حسن التوفیق (ہم اللہ تعالٰی سے حسن توفیق مانگتے ہیں۔ت) واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۷۴: مرسلہ حامد علی طالب عالم مدرسہ اہلسنت وجماعت بریلی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص نصیر الدین طوسی ملوم ومذموم کو بلفظ مولی الاعظم اور قدوۃ العلماء الراسخین اور نصیر الملۃ والدین قدس سرہ تعالٰی نفسہ روح رمسہ (بڑا مولی، پختہ علماء کے پیشوا، دین اور ملت کے مددگار، اللہ تعالٰی ان کے نفس کو پاک کرے اور ان کی ہڈیوں کو آرام پہنچائے۔ت) سے تعبیر کرے تو ایسے کو فاسق یا کافر نہ جاننے والا دائرہ اسلام سے خارج ہوا یا

---

[1] القرآن الکریم ۶۵/ ۲

[2] القرآن الکریم ۱۹/ ۹۶

نہیں، اگر نہ ہوا تو فاسق بھی ہوا یا نہیں؟ امید کہ دلیل عقلی و نقلی سے اس کا اثبات فرمایا جائے۔

الجواب:

طوسی کا رفض حد کفر نہ تھا بلکہ اس نے حتی الامکان اپنے اگلوں کے کفر کی تاویلات کیں، اور نہ بن پڑی تو منکر ہو گیا اور اس کی ایسی توجیہ گناہ ضرور ہے اور منطقی فلسفی شراح و محشین معصوم نہیں جہاں جہاں اس نے خلاف اہلسنت کیا ہے اس کا رد کر دیا گیا **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۷۵: ۲۳ صفر ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہ جو مشہور ہے کہ گھر اور گھوڑا اور عورت منحوس ہوتے ہیں اس کی کیا اصل ہے؟

الجواب:

یہ سب محض باطل و مردود خیالات ہندوؤں کے ہیں، شریعت مطہرہ میں ان کی کوئی اصل نہیں، شرعاً گھر کی نحوست یہ ہے کہ تنگ ہو، ہمسائے برے ہوں، گھوڑے کی نحوست یہ کہ شریر ہو، بدلگام، بدرکاب ہو، عورت کی نحوست یہ کہ بدزبان ہو، بدرویہ ہو، باقی وہ خیال کہ عورت کے پہرے سے یہ ہوا، فلاں کے پہرے سے یہ، یہ سب باطل اور کافروں کے خیال ہیں۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۷۶: از جاورہ مرسلہ مصاحب علی صاحب امام مسجد چھیپیاں ۲۷ صفر ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص تعزیہ ثواب و عبادت جان کر خود بنائے اور لوگوں کو بنانے کی ترغیب دے اور تعزیہ دیکھ کر تعظیماً کھڑا ہو جائے اور اس پر فاتحہ پڑھے اور تعزیہ کے ساتھ ننگے پیر تعظیماً چلے اور مرثیہ بھی پڑھواتا جائے شاہ مولینا عبدالعزیز صاحب علیہ الرحمۃ نے اپنے فتاوٰی کی جلد اول میں لکھا ہے کہ جو بدعت کو عبادت سمجھ کر کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے[1] اور اس پر ابن ماجہ کی ایک حدیث لائے ہیں اس کا مضمون یہ ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے:

"بدعتی اسلام سے ایسا صاف نکل جاتا ہے جیسے گوندھے ہوئے آٹے سے بال صاف[2]"

تو شاہ صاحب کے قول "خارج اسلام ہے" سے کیا مطلب ہے یعنی ایسا شخص کافر و مرتد ہے یا گمراہ

---

[1] فتاوٰی عزیزیہ رسالہ بیع کنیزان مطبع مجتبائی دہلی (فوٹو سٹیٹ) ۱/ ۱۷

[2] سنن ابن ماجہ مقدمہ باب اجتناب البدع والجدل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۶

ورافضی ہے۔ بہر نوع ایسے شخص کا ذبح کیا ہوا جانور حرام یا حلال؟ ایسے شخص کی نماز جنازہ درست ہے یا نہیں؟ جو لوگ ایسے تعزیہ پرست کے مرید ہوں ان کا کیا حکم ہے؟ ایسے تعزیہ پرست اور بت پرست میں کیا فرق ہے؟ ایسے تعزیہ پرست پر لعنت آتی ہے یا نہیں؟ کیا بزرگان چشت سے کسی بزرگ نے تعزیہ بنایا یا بنوایا یا تعظیم دی ہے؟ **بینوا توجروا** (بیان فرماؤ تاکہ اجر وثواب پاؤ۔ت)

الجواب:

تعزیہ ضرور ناجائز وبدعت ہے مگر حاشا کفر نہیں کہ نماز جنازہ ناجائز یا ذبیحہ مردار یا بت پرستوں میں شمار ہو، افراط وتفریط دونوں مذموم ہیں، یہ حدیث ابن ماجہ قطع نظر اس سے کہ شدید الضعف ہے اپنے امثال کی طرح اسلام کامل سے مأول یا بدعت مکفرہ پر محمول، ورنہ ہر بدعت سیئہ کفر ہو جبکہ اس کا صاحب استحسان کرے اور یہی غالب ہے۔ اور بدعت عقیدہ تو مطلقًا کفر ہو جانا لازم کہ اس کی تعریف ہی یہ کہ:

ما احدث علی خلاف الحق المتلقی عن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وجعل دینا قویما وصراطا مستقیما کما فی البحر الرائق[1]۔	جو حق حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے (بطور یقین) ہمیں موصول ہوا اس کے خلاف کوئی نیا عقیدہ ایجاد کرکے اس کو ٹھیک اور سیدھا دین قرار دینا جیسا کہ بحر الرائق میں مذکور ہے (بدعت اعتقاد کرے)۔(ت)

حالانکہ باجماع امت بعض بدمذہبیاں کفر نہیں، فتاوٰی خلاصہ وفتح القدیر وعالمگیریہ وغیرہا میں ہے:

الروافض ان فضل علیا علی غیرہ فھو مبتدع وان انکر خلافۃ الصدیق فھو کافر[2]۔	اگر رافضی (کٹر شیعہ) جناب علی کو دوسرے خلفاء پر فضیلت دے تو وہ بدعتی ہے لیکن اگر حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت کا انکار کرے تو پھر وہ کافر ہے۔(ت)

خلاصہ وغیرہ میں ہے:

اذقال ان للہ یدا اورجلا کما	جب یہ کہے کہ بندوں کی طرح اللہ تعالٰی کے ہاتھ،

[1] بحر الرائق کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۳۴۹

[2] فتاوٰی ہندیہ کتاب السیر باب احکام المرتدین نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۶۴، خلاصۃ الفتاوٰی کتاب الصلوٰۃ الفصل الخامس عشر مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/ ۱۴۹

للعباد فھو کافر وان قال جسم لا کاجسام فھو مبتدع[1]۔	پاؤں ہیں، تو وہ کافر ہے اور اگر کہے کہ اللہ تعالٰی کا جسم ہے لیکن دوسرے اجسام کی طرح نہیں تو وہ بدعتی ہے۔(ت)

نیز اسی میں ہے:

وجملۃ ان من کان اہل قبلتنا ولم یغل فی ھواہ حتی لم یحکم بکونہ کافرا یجوز الصلٰوۃ خلفہ ویکرہ[2]۔	خلاصہ کلام اگر ہماری طرح اہل قبلہ ہیں، اور اپنی خواہش پرستی میں حد سے بڑھے ہوئے درجہ غلو میں نہیں یہاں تک کہ ان کے کافر ہونے کا فیصلہ نہیں کیا گیا تو ایسے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے لیکن مکروہ ہے۔(ت)

ہزارہا مسائل متواترہ اسی تفصیل پر دال ہیں تو حکم مطلق کیسے صحیح ہوسکتا ہے ہاں افعال مذکورہ سوال کا مرتکب قابل بیعت نہیں کہ شرائط پیر سے اس کا سنی العقیدہ غیر فاسق معلن ہونا ہے اور لعنت بہت سخت چیز ہے ہر مسلمان کو اس سے بچایا جائے بلکہ لعین کافر پر بھی لعنت جائز نہیں جب تک اس کا کفر پر مرنا قرآن وحدیث سے ثابت نہ ہو، **والعیاذ باللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۷۷: از مانیاوالہ ڈاک خانہ قاسم پور گڈھی ضلع بجنور مرسلہ سید کفایت علی صاحب ۵/ ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مولوی قصبہ دیوبند مدرسہ مولوی اشرفعلی تھانوی کے یہاں سے سند یافتہ ہو ویسے ہی عقائد میں حقہ، سگریٹ وپان نماز خورد نوش میں شرکت، یہ سب باتیں چاہئے یا نہیں؟ بینوا توجروا (بیان فرماؤ تاکہ اجر وثواب پاؤ۔ت)

الجواب:

دیوبندیوں کے عقائد والے مرتد ہیں ان کے ساتھ کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا میل جول سب حرام ہے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۷۸: از گونڈل کاٹھیاوار مرسلہ قاضی قاسم میاں صاحب ۲۶/ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ فریمیسن کیا ہے اور اس میں داخل ہونے والے کے لئے کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

الجواب:

فریمیسن سحر ہے اور جہاں تک اس کی نسبت معلوم ہوا وہ انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام پر ایمان کے سلب کے لئے رکھا گیا ہے فلہذا اس میں صرف مسلمان یا کتابی کو لیتے ہیں، معاذ اللہ جو اس کے اثر کا

---

[1] خلاصۃ الفتاوٰی کتاب الصلٰوۃ الفصل الخامس عشر مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/ ۱۴۹

[2] خلاصۃ الفتاوٰی کتاب الصلٰوۃ الفصل الخامس عشر مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/ ۱۴۹

معمول ہو جاتا ہے بظاہر اپنے دین پر جو پہلے تھا زیادہ مستقیم ہو جاتا ہے اور باطن میں تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے محض انکار "نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝۳۶ "[1] (لہٰذا ہم اس پر ایک شیطان مسلط کردیتے ہیں پھر وہ اس کا ہم نشین ہو جاتا ہے۔(اور وہ ہمیشہ اس کے ساتھ رہتا ہے)۔ت) کا کھلا مصداق ہو جاتا ہے۔ایک شیطان علانیہ اس کے ساتھ رہتا ہے جسے وہ دیکھتا ہے اور اس سے باتیں کرتا ہے اور وہ اسے یہ راز ظاہر کرنے سے ہر وقت مانع رہتا ہے،اور یہی سبب ہے کہ فریمیسن اگر شہر کے ایک کنارے سے گزرے تو دوسرے کو جو شہر کے دوسرے کنارے پر ہے اطلاع ہو جاتی ہے۔ایک کا شیطان دوسرے کے شیطان کو اطلاع کردیتا ہے **واللہ تعالٰی اعلم**

مسئلہ ۷۹: از موضع ہری پورہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو مسلمان کافر کو نفع پہنچائے اور مسلمانوں کو ضرر اور مسلمانوں کو ضرر،اور مسلمانوں کو برا کہے اور کافروں کو اچھا سمجھے اور ان کی طرفداری کرے اور مسلمانوں کی نہیں،کیا حکم ہے اس شخص پر اور دائرہ اسلام میں ہے یا نہیں؟ **بینوا توجروا**

الجواب:

تفصیل واقعہ کی لکھی جائے اجمالی لفظ ہولناک ہوتے ہیں،اور تفصیل معلوم کی جائے تو کچھ سے کچھ نکلتا ہے۔**واللہ تعالٰی اعلم**

مسئلہ ۸۰: از مرادآباد حسن پور مرسلہ عبدالرحمٰن مدرس ۸/ ذی القعدہ ۱۳۳۸ھ

کواکب فلکی کے اثرات سعد ونحس پر عقیدت رکھنا کیسا ہے؟اور تعویذات میں عامل کو ان کی رعایت کہاں تک درست ہے؟

الجواب:

مسلمان مطیع پر کوئی چیز نحس نہیں اور کافروں کے لئے کچھ سعد نہیں،اور مسلمان عاصی کے لئے اس کا اسلام سعد ہے۔طاعت بشرط قبول سعد ہے۔معصیت بجائے خود نحس ہے اگر رحمت وشفاعت اس کی نحوست سے بچالیں بلکہ نحوست کو سعادت کردیں، "فَاُولٰٓىِٕكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ"[2] (یہی وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالٰی ان کی برائیوں کو بھلائیوں سے بدل دیتا ہے۔ت) بلکہ کبھی گناہ

[1] القرآن الکریم ۴۳/ ۳۶

[2] القرآن الکریم ۲۵/ ۷۰

یوں سعادت ہو جاتا ہے کہ بندہ اس پر خائف وترساں وتائب وکوشاں رہتا ہے وہ دُھل گیا اور بہت سی حسنات مل گئیں، باقی کواکب میں کوئی سعادت ونحوست نہیں اگر ان کو خود مؤثر جانے شرک ہے اور ان سے مدد مانگے تو حرام ہے ورنہ ان کی رعایت ضرور خلاف توکل ہے۔

اشعۃ اللمعات میں ہے: آنچہ اہل عزائم وتکسیری کنند مثل تبخیر وتلوین وحفظ ساعات نیز مکروہ وحرام ست نزد اہل دیانت و تقوی کذا قال العلماء [1]۔	جو کچھ اہل عزائم اور اصحاب تکسیر کرتے ہیں جیسے تبخیر (یعنی بخورات کا استعمال کرنا) اور تلوین (یعنی مصلی وغیرہ کو ستاروں کے خصوصی رنگوں کی طرح رنگین کرنا) اور ان کی ساعات کی حفاظت کرنا پس یہ بھی اہل دیانت اور احباب تقوی کے نزدیک مکروہ اور حرام ہے۔ (چنانچہ) علمائے کرام نے اسی طرح فرمایا ہے۔ (ت)

تبخیر سے مراد حسب رعایت کواکب وقت اس کے بخورات خاصہ کا استعمال، ورنہ تعظیم ذکر وتلاوت کے لئے عود ولوبان سلگانا مستحب ہے، اور تلوین سے مراد مصلی وغیر کو الوان خاصہ کواکب سے رنگین کرنا اور فقیر نے اس کے ہامش پر لکھا۔

یعنی چونکہ مقصود استعانت بکواکب باشد حرام ست کہ استعانت بانچہ استقلال اوبزعم مشرکان راسخ شدہ است روانبود ورنہ مکروہ وترک اولٰی ست کہ از اعمال اہل توکل نیست ومشابہتے دارد بافعال آنان وظاہر ست کہ اگر استعانت بکواکب نباشد واہل تجربہ صلحاء بتجربہ دانستہ باشد کہ مراعات ایں امور ہمچوں مراعات اوزان و تخصیصات کثیرہ در ادویہ مقصود وبقضاء اللہ تعالٰی مے افتد دریں حال باکے نیست خود اشد ہم فی امر اللہ عزوجل امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی ہنگام استسقاء بمراعات منزل قمر	چونکہ اصل مقصود ستاروں سے طلب امداد ہے اس لئے حرام ہے اس لئے کہ ان اشیاء سے مدد لینا جائز نہیں کہ جن کا استقلال مشرکین کے خیال میں پختہ ہوگیا ہے ورنہ مکروہ اور ترک اولٰی ہے (یعنی بہتر کام نہ کرنا) اس لئے کہ یہ ارباب توکل کے اعمال میں سے نہیں بلکہ ان دوسرے لوگوں کے افعال سے مشابہ ہے اور یہ ظاہر ہے بشرطیکہ طلب امداد ستاروں سے نہ ہو اور صالح اہل تجربہ اپنے تجربہ سے جانتے ہیں کہ ان امور کی رعایت کرنا بالکل اسی طرح ہے جس طرح اوزان اور بے شمار تخصیصات کی رعایت کرنا

[1] اشعۃ اللمعات کتاب الطب والرقی مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر پاکستان ۳/ ۵۹۸

امر فرمود وہمبرین محمول باشد آنچہ شاہ محمد غوث گوالیاری وحضرت شیخ محمد شناوی وغیرہما اجلہ اکابر قدست اسرارہم کردہ اندو درکتب نفیسہ خود ہاہچو جواہر وشروح آن باوتصریح فرمودہ **فلیکن التوفیق وباللہ التوفیق**[1]۔	دواؤں میں مناسب مقصود، اور وہ اللہ تعالٰی کے فیصلہ کے مطابق واقع ہو (اور ان کا ظہور ہو) پس اس صورت میں کچھ ڈر نہیں (کیا غور نہیں کرتے) کہ خود وہ بزرگ ہستی جو اللہ تعالٰی غالب اور جلیل القدر کے معاملات میں بہت سخت گیر تھے یعنی مومنوں کے امیر حضرت عمر، سب سے بڑے فرق کرنے والے (یعنی حق وباطل میں معیار اور کسوٹی)، اللہ تعالٰی ان سے راضی ہو، نے طلب باراں کی دعا مانگتے وقت منزل قمر کی رعایت کرنے کا حکم فرمایا، اور اسی پر وہ سب باتیں قیاس شدہ ہیں جو شاہ محمد غوث گوالیاری اور حضرت شیخ محمد شناوی اور ان کے علاوہ دوسرے جلیل القدر اکابرین نے (ان کے اسرار ورموز پاک کردئے جائیں) اپنی اپنی عمدہ کتابوں میں ذکر فرمائیں، جیسا کہ جواہر خمسہ اور اس کی شروح میں ان کی صراحت فرمائی، لہٰذا توفیق ہونی چاہئے، اور حصول توفیق اللہ تعالٰی کے فضل وکرم ہی سے ہوسکتی ہے۔ (ت)

مسئلہ ۸۱: از شہر کہنہ محلّہ قاضی ٹولہ کلن خاں ۴ محرم الحرام ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے پالے کی بازی بدی، پھر ایک شخص کے سمجھانے سے منکر ہوگیا، جب پالے والے مصر ہوئے اور کھیل پر مجبور کیا تو اس معصیت کے بچانے کی غرض سے دو شخصوں نے جھوٹ کہہ دیا کہ اس نے بازی نہیں بدی تھی، پس بازی والوں نے ان دو شخصوں سے طعنا پوچھا کیا تمھارے یہاں فقیری میں جھوٹ بولنا اور حرام کھانا جائز ہے؟ ان شخصوں نے جواب دیا: ہاں اس میں جائز ہے۔ اور نیت جانب خیر سے یہ الفاظ کہے، پس اس صورت میں ان پر کیا معصیت ہے؟ **بینوا توجروا** (بیان فرماؤ اجر وثواب پاؤ۔ ت)

الجواب:

سوال میں حرام کھانا بھی تھا اور حرام کھانا کبھی جائز نہیں ہوتا جس وقت جائز ہوتا ہے اس وقت وہ حرام نہیں رہتا اگر "ہاں جائز ہے" کہنے میں حرام کھانا بھی اس نے مراد لیا تو البتہ سخت لفظ کہا توبہ لازم ہے بلکہ تجدید اسلام چاہئے، اور اگر صرف جھوٹ بولنے کی نسبت کہا کہ ایسی صورت میں جہاں حرام سے بچنا ہوتا ہو خلاف واقع بات کہنا جائز ہے تو حرج نہیں، اگرچہ اس میں بھی تفصیل ہے، **واللہ تعالٰی اعلم**۔

[1] حاشیہ امام احمد رضا خاں علی اشعۃ اللمعات

مسئلہ ۷۲ تا ۷۵: از محلّہ کچی باغ مسئولہ خلیل الرحمٰن بنارسی ۶/ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ

معدن عالم صوری ومخزن اسرار معنوی جناب مولانا حافظ مفتی احمد رضاخاں دام ظلہ بعد ہدیہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بکمال ادب ملتجی ہوں۔براہ کرم اپنے اوقات گرانمایہ سے چند منٹ حرج فرماکر جواب سوالات مرسلہ مزین فرماکر بصیغہ بیرنگ پتہ ذیل سے مرحمت فرماکر مجھ مترصد کو شاد فرمائیے،ان مسائل کی یہاں سخت ضررت ہے۔ہم سب اعلیٰحضرت دام فیضہ کے معتقدین سے ہیں لہٰذاہم سب بیحد انتظار کرتے رہیں گے،اگر جلد جواب سے مزین فرماکر مرحمت فرمایا جائے تو عنایت لطف وکرم ہے۔اس سے پیشتر حقیر نے اعلیٰحضرت کے دارالافتاء سے ڈھائی سو نسخے رسالہ "**انفس الفکر**" منگواکر مسلمانوں کو تقسیم کیا جس سے یہ نسبت سال گزشتہ سال پیوستہ کے امسال باوجود کوشش بلیغ دشمنان دین کے قربانی گاؤ بکثرت المضاعف ہوئی، **الحمدللہ** حضور کا فیض ایسا ہی ہے۔زیادہ بجز تمنائے حصول زیارت اور کیا عرض کروں فقط۔

آپ کا خادم عاصی خلیل الرحمٰن عفی عنہ بنارسی از محلّہ کچی باغ مؤرخہ ۶ محرم الحرام ۱۳۳۹ہجری

(۱) یہ کہ مدرسہ اسلامیہ عربیہ جس میں عرصہ پچیس سال سے خزانہ گورنمنٹ سے امداد ماہوار ایک سو روپے مقرر ہے جس سے یہ درسگاہ جس میں کتب فقہ واحادیث وقرآن شریف کی تعلیم ہوتی ہے۔اس میں ممبران خلافت کمیٹی نے جو تجویز پاس کیا ہے کہ گورنمنٹ سے امداد نہ لینا چاہئے،پس استفسار ہے کہ یہ امداد جو گورنمنٹ سے عرصہ پچیس سال سے برابر ملتی ہے اب لینا جائز ہے یا نہیں؟مدرسہ ہذامیں سوائے تعلیم دینیات کے ایک حرف کسی غیر ملت وغیر زبان کی نہیں ہوتی۔

(۲) یہ کہ زید جواس درسگاہ دینی کا منتظم وخادم ہے بسبب حسن انتظام گورنمنٹ نے خطاب دیا ہے اور یہ خطاب بھی عرصہ دس سال سے ملاہے ممبران خلافت کمیٹی نے یہ بھی پاس کیا ہے کہ گورنمنٹ کو خطاب واپس کردینا چاہئے پس ایسی حالت میں کہ جس خدمت انتظام درسگاہ تعلیم علوم دین کے صلہ میں خطاب دیا ہے اندیشہ ہے کہ واپس کرنے میں یہ امداد بھی نہ ملے ایسی حالت میں خطاب کا واپس کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

(۳) یہ کہ زید جلسہ خلافت کمیٹی میں اس سبب سے شرکت نہیں کرتا کہ اس میں اہل ہنود جن کو اس وقت ممبران خلافت کمیٹی اپنا بھائی کہتے ہیں اور ان سے اس قدر ارتباط بڑھا رکھا ہے کہ تلک مہراج کے مرنے کے غم میں بروز دسواں جامع مسجد میں ننگے سر ننگے پیر جمع ہو کر تلک مہراج کے لے دعا اور فاتحہ اور نماز کاان کی مغفرت کے لئے اشتہار شائع کیا اور قربانی گاؤ کو بخاطر اہل ہنود منع کرتے ہیں اور بکری قربانی کرنا افضل وفعل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بتلاتے ہیں اور نقصان اور عدم جواز قربانی گاؤمیں رسالے چھاپتے ہیں اور جلسہ خلافت کمیٹی میں کل دشمنان دین محمدی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اسپیچ وتقریر کراتے ہیں جو اپنی کتاب "**الجرح علی ابی حنیفۃ**" میں حضرت امام اعظم رحمۃاللہ تعالٰی کو سگ وزندیق وبے علم و

صدہا باتیں ناشائستہ ناگفتہ بہ لکھا ہے۔اگر ایسے شخصوں کی تقریر نہ سننے کی غرض سے اور کفار کی اعانت وشرکت نہ کرنے کی غرض سے اگر زید ایسے جلسوں میں نہ شریک ہو تو کیا بوجہ ان امور متذکرہ بالاکے زید قابل ملامت وناقابل امامت ہے۔ کیونکہ جو لوگ کہ ان وجوہ سے شرکت نہیں کرتے ان کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز بتلاتے ہیں،ان لوگوں نے اس قدر ارتباط ان کفاروں سے بڑھا رکھا ہے کہ جس وقت ان میں کوئی مقرر ونامور کسی شہر میں جاتاہے تو اہل اسلام ان کفاروں کی گاڑیاں بدست خود کھینچ لاتے ہیں،ان کفاروں نے اس قدر تعصب اپنے مذہب میں بڑھا رکھا ہے کہ یہاں بعض مسجد میں اذان نہیں کہنے دیتے، بعض مسجدوں کے فرش پرجوان کی پرستش کے درخت کی ڈالیں لٹکی ہوئی ہیں جس سے حوض دہ در دہ کا پانی پتیوں کے گرنے اور سڑنے سے متغیر ومتعفن ہوجاتاہے اس درخت کی ڈال کو تعصب مذہبی سے نہیں کاٹتے،بعض مسجد پر صحن مسجد میں جوان کا بت پرستش کا نصب ہے اس کی پرستش کے لئے فرش مسجد پر سے جو سجدہ گاہ مسلمانان ہے بپائے نجس مرور کرتے ہیں، مگر افسوس کہ مسلمانان اہل ہنود کو اپنا بھائی بناتے ہیں اور ان کی خاطر داری سے گاؤ کی قربانی بند کرنے میں بہر نوع کوشش تام کرتے ہیں اپنے مساجد کی بے حرمتی ونقصان اور اذان بند ہونے کا جو بعض مسجد پر بند کررکھا ہے کچھ صدمہ وخیال نہیں ہوتا،آیا ایسے دشمنوں کے جلسہ میں نہ شرکت ہونے سے کیا آدمی گنہگار ہوتا ہے قابل امامت نہیں رہتا۔

(۴) یہ کہ زید جو پنجگانہ وبروز جمعہ وخطبہ ثانیہ بروز جمعہ وخطبہ عیدین وغیرہا میں بیشتر مسلمانان کی جماعت کثیر میں بہ اعلان تمام دعاء وترقی جاہ وجلال وقیام سلطنت سلطان اعظم والی سلطنت روم بلاد عرب کے لئے محافظت مقامات مقدسہ حرمین شریفین کے لئے دعا کرتا ہے اور خطبہ نباتہ جس کے خطبہ ثانیہ میں سلطان المعظم کے لئے خلد اللہ مبلکہ کے لئے دعا درازطبع ہے پڑھتا ہے سامعین آمین کہتے ہیں،آیا اس طریق پر دعا کرنا سلطان المعظم کے لئے جائز ہے یا جلسہ کفار اور غیر مقلدین میں شریک ہوکر دشنام دہی کرنا اور اظہار وفاداری سلطان المعظم کے لیے کرنا جائز ہے،زید پر بیجد حملہ اس امر کا ہے کہ تو کیوں نہیں ایسے جلسوں میں شریک ہوتا،اس لئے طرح طرح کی بندشیں عدم جواز امامت وواپسی خطاب وغیرہ کے لئے حملہ کرتا ہے،پس آیا اس صورت سے دعا کرنا بعد نماز ودرمیان خطبہ جائز ہے یا اس جلسہ مخالفین میں؟ **بینوا بالکتاب وتوجروا بالصواب**

(کتاب کے حوالہ سے (مسئلہ کو) بیان فرماؤ اور راہ صواب یعنی راہ راست کا اجر پاؤ۔ت)

الجواب:

(۱) جبکہ وہ مدرسہ صرف دینیات کا ہے اور امداد کی بناء پر انگریزی وغیرہ اس میں داخل نہ کی گئی تو اس کے لینے میں شرعاً کوئی حرج نہیں، تعلیم دینیات کو جو مدد پہنچی تھی اس کا بند کرنا محض بے وجہ ہے۔**واللہ تعالٰی اعلم۔**

(۲) خطاب واپس کرنا نہ کرنا کوئی مسئلہ شرعی نہیں اور اگر یہ اندیشہ صحیح ہے کہ واپسی خطاب میں امداد بھی بند ہوجائے گی تو واپس کرنا حماقت ہے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

(۳) اگر یہ امور واقعی ہیں تو ایسے جلسوں کی شرکت حرام ہے اور جو ان میں شریک ہو قابل ملامت اور ناقابل امامت ہے۔ نہ وہ کہ احتراز کرے، دشمنان دین سے احتراز فرض ہے، اور فرض کا تارک موجب ملامت اور مانع امامت ہے نہ کہ اس کا بجالانا، اور کافر کے لئے دعائے مغفرت وفاتحہ خوانی کفر خالص وتکذیب قرآن عظیم ہے **کما فی العالمگیریۃ وغیرھا** (جیسا کہ فتاوٰی عالمگیری اور اس کے علاوہ دوسرے فتاووں میں مسئلہ مذکور ہے۔ت) اور ان کے خار وبوار کے لئے یہی بہت تھا کہ مشرک کے ماتم میں سر ننگا کیا اور اس پر ظلم شدید یہ کہ عبادت گاہ واحد قہار کو مشرک کا ماتم گاہ بنایا پھر اس کے لئے نماز کا اشتہار پورا پورا موجب لعنت جبار قہار ہے۔

قال اللہ تعالٰی "لَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّ لَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ"[1]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: اگر ان میں سے کوئی مرجائے تو اس پر نماز نہ پڑھو اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہو۔(ت)

بلاشبہہ یہ اشتہار دینے اور اس پر عمل کرنے والے سب قطعی مرتد ہیں وہ اسلام سے نکل گئے اور ان کی عورتیں نکاح سے "قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ ۝۳۰"[2] (اللہ تعالٰی انھیں مارے وہ کہاں اوندھے جاتے ہیں۔ت) اور قربانی گاؤ شعار اسلام ہے۔

قال اللہ تعالٰی "وَ الْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآىٕرِ اللّٰهِ"[3]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: ہم نے بدنہ (قربانی کا جانور) کو تمھارے لئے اللہ تعالٰی کی نشانیوں میں سے کیا ہے۔(ت)

اور ہندوستان میں اس کا جاری رکھنا واجب ہے **کما حققناہ فی انفس الفکر فی قربان البقر** (جیسا کہ ہم نے اس کی تحقیق (اپنے ایک رسالہ بنام) **انفس الفکر فی قربان البقر** (بہت عمدہ سوچ گائیوں کی قربانی کرنے میں) میں کردی۔ت) اور خوشنودی ہنود کے لئے اس کا بند کرنا حرام ہے۔

---

[1] القرآن الکریم ۹/ ۸۴

[2] القرآن الکریم ۹/ ۳۰

[3] القرآن الکریم ۲۲/ ۳۶

قال اللہ تعالٰی "وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ" [1]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: (لوگو!) ظالموں کی طرف مت جھکو (اور مائل نہ ہو) ورنہ تمھیں دوزخ کی آگ چھوئے گی۔ (ت)

ناپاکوں کافروں مرتدوں کو واعظ مسلمین بنانے والے اسلام کو ڈھاتے ہیں اور کفر ولعنت الٰہی کی نیو چنواتے ہیں حدیث تو بد مذہب کی توقیر پر فرماتی ہے:

من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام [2]۔	جس نے کسی بد مذہب کی توقیر کی اس نے دین اسلام کے ڈھادینے پر مدد دی۔ (ت)

نہ کہ کفار و زنادقہ مثل وہابیہ وغیر مقلدین و دیوبندیہ وغیر ہم کو واعظ مسلمین و پیشوائے دین بنانا کہ صراحۃً اسلام کو کند چھری سے ذبح کرنا ہے۔ افسوس کہ گائے کی قربانی بند اور ذبح اسلام کے نعرے بلند مگر اسلام گائے سے بھی گیا گزرا، عزت وجبروت ہے اس کے لئے جس نے ان کی دل الٹ دئے اور آنکھیں پلٹ دیں کہ ان کو اسلام کفر سوجھتا ہے اور کفر اسلام۔

فسبحن مقلب القلوب والابصار ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔	پاک اور منزہ ہے دلوں اور آنکھوں کا پھیرنے والا اے ہمارے پروردگار! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کردیجئے اس کے بعد کہ تو نے ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اپنی بارگاہ سے رحمت عطا کر دیجئے، یقینا تو بلا معاوضہ بہت زیادہ بخشش اور عطا فرمانے والا ہے۔ (ت)

کفار اور مشرکین سے اتحاد و وداد حرام قطعی ہے۔ قرآن عظیم کے نصوص اس کی تحریم سے گونج رہے ہیں اور کچھ نہ ہو تو اتنا کافی ہے کہ:

"وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ" [3]۔	واحد قہار فرماتا ہے کہ تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا وہ بیشک انھیں میں سے ہے۔

اللہ عزوجل کا ارشاد اور وہ بھی "بیشک" کے ساتھ، آخر اس کے نتائج ظاہر ہیں کہ کفار سے اتحاد و وداد منانے والے موافق ارشاد الٰہی بیشک منھم (انہی میں سے) ہوگئے، کیا آج تک کبھی ہوا تھا

---

[1] القرآن الکریم ۱۱/ ۱۱۳

[2] کنز العمال حدیث ۱۱۰۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱/ ۲۱۹

[3] القرآن الکریم ۵/ ۵۱

کہ مشرک کے ماتم میں مسلمان سر برہنہ ہوئے ہوں، مسلمانوں نے مسجد کو اس کی ماتم گاہ بنایا ہو، مسلمانوں نے اس کے لئے دعا ونماز کا اشتہار دیا ہو۔ مسلمان مشرکوں کی گاڑی کے بیل بنے ہوں، اور یہ ہونا ہی تھا کہ جب اسلام چھوڑا انسانیت خود گئی، اب جو چاہے بیل بنے چاہے گدھا کہ اللہ عزوجل فرما چکا:

"اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ"[1]۔	وہی لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے زیادہ بھٹکے ہوئے۔ (ت)

بلکہ فرمایا:

"اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ"[2]	وہی لوگ بدترین مخلوق ہیں۔ (ت)

کافر تو کافر فاسق کی تعریف پر حدیث میں فرمایا:

اذا مدح الفاسق غضب الرب واھتز لذٰلك العرش[3]۔	جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے رب عزوجل غضب فرماتا ہے اور عرش الٰہی ہل جاتا ہے۔

نہ کہ مشرک کی تعظیم اور وہ بھی اس درجہ عظیم۔

"فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ"[4]۔	(لوگو!) آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں مستور ہیں۔ (ت)

سائل بیچارہ اس کا شاکی ہے کہ ہندوؤں نے اذان بند کی اور یہ کیا اور یہ کیا، ان مسلمان کہلانے والوں نے اس کے برعکس یہ کچھ کیا، یہ شکایت محض بے جا ونادانی ہے۔ ہندو اپنے دین باطل پر قائم ہیں وہ کیوں چھوڑیں دین تو انھوں نے چھوڑا ہے۔ ہر جھوٹ انھیں کی طرف سے چاہئے ایسے لوگوں کے جلسوں میں شرکت ہرگز جائز نہیں۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

(۴) جلسہ مخالفین کا حکم اوپر گزرا اور سلاطین اسلام وممالک اسلام واماکن مقدسہ اسلام کے لئے دعا خطبہ جمعہ وخطبہ عیدین میں اور ہر نماز کے بعد مستحب ومندوب ہے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

---

[1] القرآن الکریم ۷/ ۱۷۹

[2] القرآن الکریم ۹۸/ ۶

[3] کشف الخفاء حدیث ۲۷۵ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۸۷

[4] القرآن الکریم ۲۲/ ۴۶

رسالہ
الرمز المرصف علی سوال مولٰنا السید اٰصف
(مولانا سید آصف کے سوال پر مضبوط اشارہ)

مسئلہ ۸۶: از کانپور فیل خانہ قدیم مسئولہ جناب مولٰنا مولوی سید محمد آصف صاحب قادری برکاتی رضوی ۱۶ جمادی الآخرہ ۱۳۳۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم (یاحبیب محبوب اللہ روحی فداک) قبلہ کونین وکعبہ دارین دامت برکاتھم۔	اللہ تعالٰی کے مقدس نام سے شروع جو نہایت رحم کرنے والا مہربان ہے۔ ہم اللہ تعالٰی کی نئی نئی تعریف کرتے ہیں اور اس کے رسول کریم پر نئے نئے انداز سے درود بھیجتے ہیں، اے اللہ کے محبوب کے حبیب! میری روح آپ پر قربان ہو دونوں جہاں کے قبلہ اور دنیا واخرت کے کعبہ، ان کے فیوض وبرکات ہمیشہ رہیں۔ (ت)

بعد تسلیمات فدویانہ تمنائے حصول سعادت آستانہ بوسی التماس ایں کہ بفضلہٖ تعالٰی کمترین بخیریت ہے صحتوری ملازمان سامی کی مدام بارگاہ احدیث سے مطلوب، اشتہار اسلامی پیام میں عبدالماجد کے اس لکھنے پر کہ "مسلمان ڈوب رہاہے نا مسلم تیراک ہاتھ دے تو جان بچانا چاہئے یا نہیں" یوں

درج ہے کہ "مسلمان کو اگر ڈوبنے پر یقین نہ ہو ہاتھ پاؤں مار کر بچ جانے کی امید ہو یا کوئی مسلمان فریاد رس خواہ کوئی درخت وغیرہ ملنے کا ظن ہو تو کافر کو ہاتھ دینے کی اجازت نہیں الخ"، معلوم ہوتا ہے کہ کفار سے معاملت کی بھی اجازت نہ ہو ان سے علاج بھی نہ کرائے "لَا یَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا" (وہ تمھیں نقصان پہنچانے میں کوتاہی نہیں کرتے۔ت) سے کیا مقصود ہے آیا دین کے معاملہ میں کفار محارب فی الدین نقصان پہنچانے میں کمی نہ کریں گے یا ہر معاملہ میں اور ہر وقت جب موقع پائیں اور ایک کافر گو غیر محارب ہو تفسیر کبیر میں آیہ کریمہ "لَا یَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْكُمْ" الی اٰخر الایۃ (اللہ تعالٰی تمھیں ان لوگوں سے نہیں روکتا جو تم سے جنگ نہیں کرتے الی اخر الآیۃ۔ت) کے متعلق لکھا ہے:

وقال اھل التاویل ھذہ الایۃ تدل علی جواز البربین المشرکین والمسلمین وان کانت الموالاۃ منقطعۃ [1]۔	(امام رازی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ) ائمہ تفسیر نے اس آیۃ کے متعلق فرمایا کہ یہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اہل شرک اور اہل اسلام کے درمیان حسن سلوک کرنا جائز ہے اگرچہ موالات منقطع ہے (ت)

رسالہ الرضا بابت ماہ ذیقعدہ حصہ ملفوظات ص ۸۶ میں ہے: "حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انھیں سے خلق فرماتے ہیں جو رجوع لانے والے ہوتے جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہے اور کفار و مرتدین کے ساتھ ہمیشہ سختی فرمائی الخ" بعض کفار کی انکھوں میں سلائی پھیرنا تو قصاصا تھا کیا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم قبل نزول آیت "یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ" [2] (اے نبی! کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو۔ت) نرمی نہ فرماتے تھے اور کیا رجوع نہ لانے والے تھے ان سے ہمیشہ بشدت پیش آتے تھے یا پہلے ان سے بھی نرمی سے پیش آتے، کفار مختلف طبائع کے تھے، اور ہیں بعض کو اسلام اور مسلمانوں سے سخت عداوت ہے اور بعض کو بہت کم۔ کیا سب سے یکساں حکم ہے یا امر المعروف (نہی عن المنکر میں ان سے حسب مراتب تدریجاً سختی کرنے کا حکم ہے اور محارب و غیر محارب کا فرق ہے۔ حضور فدوی کو اس مسئلہ میں کہ مرتدہ کا نکاح باقی رہتا ہے لیکن فتاوٰی کی کتابوں کے خلاف ہونے کی وجہ خلجان رہتا ہے حضور کے فتاوٰی میں اور کتابوں کے خلاف لکھا ہے گو بعض احکام بوجہ اختلاف زمانہ مختلف ہو جاتے ہیں، لیکن

---

[1] مفاتیح الغیب (تفسیر الکبیر) تحت آیۃ لاینھکم اللہ عن الذین الخ مطبعۃ البھیمۃ المصریۃ مصر ۲۹/ ۳۰۴

[2] القرآن الکریم ۹/ ۷۳

فتاوی ہندیہ جو قریب زمانہ کی ہے اس میں بھی نہیں ہے اگرچہ بوجہ سلطنت اسلامیہ نہ ہونے کے مرتدہ پر احکام شریعت نہیں جاری کئے جاسکتے ہیں مثل ضرب وغیرہ کے، لیکن جب وہ اسلام سے خارج ہوگئی تو نکاح کا باقی رہنا کیسا، کیا وہ ترکہ بھی اپنے سابق شوہر کا شرعاً پائے گی اور اس کے مرنے پر اس کا جو پہلے شوہر تھا ترکہ اس کا شوہر پائے گا، اگر کفار غیر محارب کے ہمراہ محارب کفار کا مقابلہ کیا جائے اور محارب کفار کہ غیر محارب کے امداد سے نقصان پہنچایا جائے تو کیا گناہ ہے اسی "اسلامی پیغام" میں ہے "اب جو قرآن کو جھٹلائے" "وہ مشرک یا مرتفد کو ڈوبنے سے نجات دینے والا حامی ومددگار جانے" کیا نعوذ باللہ جتنے مسلمان کفار سے علاج کراتے ہیں اور معاملات میں ان سے مدد لیتے ہیں سب قرآن کو جھٹلاتے ہیں فقط والتسلیم عریضہ ادب فدوی محمد آصف یغفر اللہ لہ ولوالدیہ ولجمیع المؤمنین والمؤمنات بحرمۃ النبی الکریم علیہ الصلٰوۃ والتسلیم (اللہ تعالٰی اسے اس کے والدین اور تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو حضور نبی کریم کے طفیل بخش دے، ان پر صلٰوۃ وسلام کا نزول ہو۔ت)

الجواب:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، مولانا المکرم اکرمکم اللہ تعالٰی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔	اللہ تعالٰی کے عظیم نام سے شروع جو بیحد رحم کرنے والا ہے، ہم اللہ تعالٰی کی تعریف کرتے ہیں اور اس کے رسول کریم پر درود بھیجتے ہیں مولانا گرامی! اللہ تعالٰی تمھاری عزت وتوقیر فرمائے تم پر سلام ہو اور اللہ تعالٰی کی برکت اور اس کی برکتیں ہوں۔(ت)

ارشاد الٰہی "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا یَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ؕ"[1] (اے ایمان والو! اپنے سوا غیروں کو اپنا راز دار نہ بناؤ وہ تمھیں نقصان پہنچانے میں کوتاہی نہیں کرتے۔ت) عام ومطلق ہے کافر کو راز دار بنانا مطلقاً ممنوع ہے اگرچہ امور دنیویہ میں ہو وہ ہرگز تاقدر قدرت ہماری بدخواہی میں کمی نہ کریں گے "قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ ۫"[2] "وَ مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِیْلًا ﴿۱۲۲﴾"[3] (فرمادیجئے اللہ تعالٰی نے سچ فرمایا اور بات کرنے میں اللہ تعالٰی سے زیادہ سچا کون ہوسکتا ہے۔ت) سیدنا امام اجل حسن بصری رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حدیث لاتستضیئوا بنار المشرکین[4] (مشرکین کی آگ سے روشنی نہ لو) کی

---

[1] القرآن الکریم ۳/ ۱۱۸

[2] القرآن الکریم ۳/ ۹۵

[3] القرآن الکریم ۴/ ۱۲۲

[4] مسند احمد بن حنبل عن انس بن مالك رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۹۹

تفسیر فرمائی کہ اپنے کسی کام میں ان سے مشورہ نہ لو اور اسے اسی آیہ کریمہ سے ثابت بتایا، ابویعلٰی مسند اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر وابن حاتم تفاسیر اور بیہقی شعب الایمان میں بطریق ازہر بن راشد انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روای:

قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لا تستضیئوا بنار المشرکین قال فلم تدر ماذلك حتی اتوالحسن فسألوہ فقال نعم، یقول لا تستشیروھم فی شیئ من امورکم قال الحسن و تصدیق ذٰلك فی کتاب اللہ تعالٰی ثم تلا ھذہ الایۃ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ[1]۔	انس بن مالک نے فرمایا حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: (لوگو!) شرک کرنے والوں کی آگ سے روشنی نہ لو، فرمایا: ہم نہ سمجھے کہ اس کا مفہوم کیا ہے۔ یہاں تک کہ لوگ حسن بصری کے پاس گئے ان سے اس کا مفہوم دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ ہاں ٹھیک ہے اللہ تعالٰی ارشاد فرماتا ہے کہ "اپنے کسی کام میں شرک کرنے والوں سے مشورہ نہ لو" حضرت حسن نے فرمایا کہ اس کی تصدیق اللہ تعالٰی کی کتاب میں موجود ہے پھر یہی آیت تلاوت فرمائی، اے ایمان والو! اپنے سوادوسروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ۔ (ت)

امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اسی آیت کریمہ سے کافر کو محرر بنانا منع فرمایا ابن ابی شیبہ مصنف اور ابنائے حمید وابی حاتم رازی تفاسیر میں اس جناب سے راوی:

انہ قیل لہ ان ھھنا غلاما من اھل الحیرۃ حافظا کاتبا فلوا تخذتہ کاتبا قال اتخذت اذا بطانۃ من دون المؤمنین[2]۔	حضرت عمر فاروق کی بارگاہ میں عرض کی گئی کہ یہاں حیرہ کا رہنے والا ایک غلام ہے جو حافظ اور کاتب ہے اگر آپ اس کو اپنے ہاں کاتب مقرر کردیں تو (کیا ہی اچھا ہوگا) اس پر ارشاد فرمایا کہ پھر تو میں نے مسلمانوں کو چھوڑ کر اس کافر کو اپنا رازدار بنالیا۔ (ت)

تفسیر کبیر میں انھیں امور دنیویہ میں ان سے مشاورت و موانست کو سبب نزول کریمہ اور اس سے

---

[1] جامع البیان (تفسیر ابن جریر) تحت آیۃ یایھا الذین اٰمنوا لاتتخذوا بطانۃ الخ المطبعۃ المیمنۃ مصر ۴/ ۳۸، شعب الایمان حدیث ۹۳۷۵ دارالکتب العلمیہ بیروت ۷/ ۴۰

[2] تفسیر لابن ابی حاتم تحت آیۃ یایھا الذین اٰمنوا لاتتخذوا بطانۃ الخ حدیث ۴۰۳۸ مکتبہ خرار مصطفی الباز مکۃ المکرمہ ۳/ ۷۴۳

نہی مطلق کے لئے بتایا اور اسے اس گمان کا کہ ان سے مخالفت تو دین میں ہے دنیوی امور میں بدخواہی نہ کریں گے، رد ٹھہرایا کہ:

ان المسلمین کانوا یشاورونهم فی امورهم و یؤانسونهم لما کان بینهم من الرضاع والحلف ظنا منهم انهم خالفوهم فی الدین فهم ینصحون لهم فی اسباب المعاش فنهاهم الله تعالٰی بهذه الایة عنه. فمنع المؤمنین ان یتخذوا بطانة من غیر المومنین فیکون ذٰلك نهیا عن جمیع الکفار وقال تعالٰی یایها الذین اٰمنوا لاتتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء ومما یؤکد ذٰلك ماروی انه قیل لعمر بن الخطاب رضی الله تعالٰی عنه ههنا رجل من اهل الحیرة نصرانی لا یعرف اقوی حفظا ولا احسن خطا منه. فان رأیت ان تتخذه کاتبا فامتنع عمر رضی الله تعالٰی عنه من ذٰلك و قال اذا اتخذت بطانة من غیر المومنین فقد جعل عمر رضی الله تعالٰی عنه هذه الایة دلیلا علی النهی عن اتخاذ النصرانی بطانة[1]۔	مسلمان اپنے دنیوی معاملات میں کافروں سے مشورہ کیا کرتے تھے اور ان سے موانست رکھتے تھے اس لئے دونوں کے درمیان رضاعت اور قسمیں تھیں، پس مسلمانوں کا یہ خیال تھا کہ اگرچہ کافر دین میں ان کے مخالف ہیں تاہم اسباب معاش وغیرہ میں ان کے خیر خواہ ہیں، پھر اللہ تعالٰی نے مسلمانوں کو اس آیۃ مذکورہ میں کافروں کے ساتھ رواداری اور راز داری سے منع فرمایا لہٰذا اللہ تعالٰی نے مسلمانوں کو اہل ایمان کے علاوہ غیروں کو راز دار بنانے کی ممانعت فرمائی، پھر یہ تمام کافروں سے نہی ہے۔ اور اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ اور اس کی اس روایت سے تاکید ہوتی ہے کہ جس میں یہ مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خدمت میں یہ درخواست کی گئی کہ یہاں اہل حیرہ میں سے ایک شخص عیسائی ہے اس کی یادداشت (قوت حافظہ) بھی بڑی قوی ہے اور خط بھی خوبصورت (یعنی خوشنویس) ہے اگر آپ مناسب سمجھیں تو اپنے ہاں اسے منشی مقرر کرلیں، ارشاد فرمایا پھر تو میں غیر مسلموں کو اپنا راز دار بنالیا، لہٰذا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس آیۃ مذکورہ کو اس پر دلیل ٹھہرایا کہ عیسائی کو راز دار بنانے کی ممانعت ہے۔ (ت)

اس سے جملہ انواع معاملت کیوں ناجائز ہوگئے۔ بیع وشراء اجارہ واستئجار وغیرہا میں کیا راز دار

[1] مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیۃ یاایھاالذین آمنوا لاتتخذوا بطانۃ الخ مطبعۃ البھیمۃ المصریۃ مصر ۸ /۱۰۔۲۰۹

بنانا یااس پر اعتماد کرنا ہے جیسے چمار کو دام دئے جوتا گنٹھوالیا، بھنگی کو مہینہ دیا پاخانہ اٹھوالیا، بزار کو روپے دئے کپڑا مول لے لیا، آپ تاجر ہے کوئی جائز چیز اس کے ہاتھ بیچی دام لے لئے وغیرہ وغیرہ، ہر کافر حربی کافر محارب ہے حربی و محارب ایک ہی ہے جیسے جدلی و مجادلی۔ وہ ذمی و معاہد کا مقابل ہے۔ راز دار بنانا ذمی و معاہد کو بھی جائز نہیں، امیر المومنین کا وہ ارشاد ذمی ہی کے بارے میں ہے یونہی موالات مطلقًا جملہ کفار سے حرام ہے حربی ہو یا ذمی، ہاں صرف در بارہ بر و احسان ان میں فرق ہے معاہد سے جائز ہے کہ

"لَا یَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْكُمْ فِی الدِّیْنِ" [1] (اللہ تعالٰی تمھیں ان لوگوں سے (معاملات کرنے سے) نہیں روکتا جو دین میں تم سے جنگ نہیں کرتے۔ت) اور عربی سے حرام کہ "اِنَّمَا یَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِی الدِّیْنِ" [2] (البتہ ان لوگوں سے تمھیں منع فرماتا ہے جو دین میں تم سے جنگ کرتے ہیں۔ت) عبارت کبیر منقولہ سوال کا یہی مطلب ہے یہی قول اکثر تاویل اور اسی پر اعتماد و تعویل ہے۔ اور ائمہ حنفیہ کے یہاں تو اس پر اتفاق جلیل ہے خود کبیر میں زیر کریمہ لَا یَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ ہے:

الاکثرون علی انھم اھل العھد وھذا قول ابن عباس و لمقاتلین والکلبی [3]۔	اکثر ائمہ تفسیر کی رائے یہ ہے کہ اس سے اہل عہد مراد ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس۔ دو مقاتلوں اور کلبی کا یہی قول ہے۔(ت)

ہم نے المحجۃ المؤتمنہ میں یہ مطلب نفیس ۱جامع صغیر امام محمد و ۲ہدایہ و ۳درر الحکام و ۴غایۃ البیان و ۵کفایہ و ۶جوہرہ نیرہ و ۷مستصفٰی و ۸نہایہ و ۹فتح القدیر و ۱۰بحر الرائق و ۱۱کافی و ۱۲التبیین الحقائق و ۱۳تفسیر احمدی و ۱۴فتح اللہ المعین و ۱۵غنیہ ذوی الاحکام و ۱۶معراج الدرایہ و ۱۷عنایہ و ۱۸محیط برہانی و ۱۹جوی زادہ و ۲۰بدائع امام ملک العلماء سے ثابت کیا حضور رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رحمۃ للعٰلمین ہیں قبل ارشاد واغلظ علیھم (کافروں اور منافقوں پر سختی کرو۔ت) انواع انواع کے نرمی و عفو و صفح فرمائے خود اموال غنیمت میں مؤلفۃ القلوب کا ایک سہم مقرر تھا مگر اس ارشاد کریم پر عفو و سفہ کو نسخ فرمادیا اور مؤلفۃ القلوب کا سہم ساقط ہوگیا۔

"وَ قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّ مَنْ شَآءَ فَلْیَكْفُرْ اِنَّاۤ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا" [4]۔	فرمادیجئے حق تمھارے رب کی طرف سے ہے لہٰذا جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر اختیار کرے یقینا ہم نے ظالموں کے لئے ایک ایسی آگ تیار کر رکھی ہے کہ جس کی دیواروں نے انھیں گھیرے میں لے رکھا ہے۔(ت)

[1] القرآن الکریم ۶۰/ ۸
[2] القرآن الکریم ۶۰/ ۹
[3] مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیۃ لاینھکم الذین لم یقاتلوکم الخ مطبعۃ البہیمۃ المصریۃ مصر ۲۹/ ۳۰۳
[4] القرآن الکریم ۲۹/۱۸

سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے افضل الاساتذہ امام عطاء بن ابی رباح رضی اللہ تعالٰی عن جن کی نسبت امام فرماتے ہیں میں نے ان سے افضل کسی کو نہ دیکھا وہ کریمہ واغلظ علیہم کو فرماتے ہیں:

نسخت ھذہ الاٰیۃ کل شیئ من العفو والصفح[1]۔	اس آیت کریمہ نے ہر قسم کی معافی اور در گزر کرنے کو منسوخ کردیا ہے۔(ت)

قرآن عظیم نے یہود مشرکین کو عداوت مسلمین میں سب کافروں سے سخت تر فرمایا:

"لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الْیَهُوْدَ وَالَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا"[2]	تم اہل ایمان سے عداوت کرنے میں سب سے زیادہ یہودیوں اور مشرکوں کا پاؤ گے۔(ت)

مگر ارشاد:

"یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ اغْلُظْ عَلَیْهِمْ ؕ وَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ ۝"[3]	اے نبی مکرم! کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو اور ان پر سختی کیا کرو، اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔ (ت)

عام آیہ اس میں سب کا استثناء نہ فرمایا کسی وصف پر حکم مرتب ہونا اس کی علیت کا مشعر ہوتا ہے یہاں انھیں وصف کفر سے ذکر فرما کر اس پر جہاد وغلظت کا حکم دیا تو یہ سزا ان کے نفس کفر کی ہے۔نہ کہ عداوت مومنین کی،اور نفس کفر میں وہ سب برابر ہیں، **الکفر ملۃ واحدۃ** (سارا کفر ایک ہی ملت ہے۔ت) ہاں معاہد کا استثناء دلائل قاطعہ متواترہ ہے سے ضرورۃ معلوم ومستقر فی الاذہان کہ حکم جاہد سن کر اس کی طرف ذہن جاتا ہی نہیں فنفس النص لم یتعلق بہ ابتداء کما افادہ فی البحر الرائق (پھر نفس نص ابتداء ہی اس سے متعلق نہیں (یعنی معاہد کو نص شامل ہی نہیں) جیسا کہ البحر الرائق میں یہ افادہ پیش کیا ہے۔(ت) تفاوت عداوت پر بنائے کار ہوتی تو یہود کو حکم مجوسی سے سخت تر ہوتا ہے حالانکہ امر بالعکس ہے اور نصارٰی کا حکم یہود سے کم تر ہوتا ہے حالانکہ یکساں ہے۔ذمی وحربی کافر کا فرق میں بتا چکا ہوں اور یہ کہ ہر حربی محارب ہے حسب حاجت ذلیل قلیل ذمیوں سے حربیوں کے مقاتلہ (مقابلہ میں مدد لے سکتے ہیں ایسی جیسے سدھائے ہوئے مسخر کتے سے شکار میں،امام سرخسی نے شرح صغیر

---

[1] معالم التنزیل علی ہامش تفسیر الخازن تحت آیۃ واغلظ علیہم الخ مصطفی البابی مصر ۳ /۲۳-۱۲۲

[2] القرآن الکریم ۵ /۸۲

[3] القرآن الکریم ۹/ ۷۳

میں فرمایا:

والاستعانۃ باھل الذمۃ کالاستعانۃ بالکلاب[1]۔	ذمی کافروں سے مدد لینا سدھائے ہوئے کتوں سے مدد لینے کی طرح ہے۔(ت)

اور بروایت امام طحاوی ہمارے ائمہ مذہب امام اعظم وصاحبین وغیرہم رضی اللہ تعالٰی عنہم نے اس میں بھی کتابی کی تخصیص فرمائی مشرک سے استعانت مطلقًا ناجائز رکھی اگرچہ ذمی ہو ان مباحث کی تفصیل جلیل "المحجۃ المؤتمنۃ" میں ملاحظہ ہو۔ رہا کافر طبیب سے علاج کرانا خارجی یا ظاہر مکشوف علاج جس میں اس کی بدخواہی نہ چل سکے وہ تو "لَا یَاْلُوْنَکُمْ خَبَالًا"[2] (وہ کافر تمھیں نقصان پہنچانے میں کوئی کمی نہیں کریں گے۔ت) سے بالکل بے علاقہ ہے اور دنیاوی معاملات میں بیع وشراء واجارہ واستیجار کی مثل ہے۔ ہاں اندرونی علاج جس میں اس کے فریب کی گنجائش ہو اس میں اگر کافروں پر یوں اعتماد کیا کہ ان کو پانی مصیبت میں ہمدرد اپنا ولی خیر خواہ اپنا مخلص باخلاص خلوص کے ساتھ ہمدردی کرکے اپنا دوست بنانے والا اس کی بیکسی میں اس کی طرف اتحاد کا ہاتھ بڑھانے والا جانا تو بیشک آیہ کریمہ کا مخالف ہے اور ارشاد آیت جان کر ایسا سمجھا تو نہ صرف اپنی جان بلکہ جان وایمان وقرآن سب کا دشمن اور انھیں اس کی خبر ہوجائے اور اس کے بعد واقعی دل سے اس کی خیر خواہی کریں تو کچھ بعید نہیں کہ وہ تو مسلمان کے دشمن ہیں اور یہ مسلمان ہی نہ رہا فانہ منھم[3] (وہ انہی میں سے ہے۔ت) ہوگیا، ان کی تو دلی تمنا یہی تھی:

قال تعالٰی "وَدُّوْا لَوْ تَکْفُرُوْنَ کَمَا کَفَرُوْا فَتَکُوْنُوْنَ سَوَآءً"[4]۔	(اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا) ان کی آرزو ہے کہ کسی طرح تم بھی ان کی کسی طرح تم بھی ان کی طرح کافر بنو تو تم اور وہ ایک سے ہوجاؤ۔

والعیاذ باللہ تعالٰی (اور اللہ تعالٰی کی پناہ۔ت)____ مگر الحمدللہ کوئی مسلمان آیہ کریمہ پر مطلع ہو کر ہرگز نہ جانے گا اور جانے تو آپ ہی اس نے تکذیب قرآن کی، بلکہ یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ ان کا پیشہ ہے اس سے روٹیاں کماتے ہیں ایسا کریں تو بدنام ہوں دکان پھیکی پڑے، کھل جائے تو حکومت کا مواخذہ ہو سزا ہو یوں

---

[1] شرح الجامع الصغیر للسرخسی (محمد بن احمد)

[2] القرآن الکریم ۳/ ۱۱۸

[3] سنن ابی داؤد کتاب اللباس ۲/ ۲۰۳

[4] القرآن الکریم ۴/ ۸۹

بدخواہی سے بازرہتے ہیں تو اپنے خیر خواہ ہیں نہ کہ ہمارے، اس میں تکذیب نہ ہوئی، پھر بھی خلاف احتیاط و شنیع ضرور ہے خصوصا یہود ومشرکین سے خصوصا سربرآوردہ مسلمان کو جس کے کم ہونے میں وہ اشقیاء اپنی فتح سمجھیں وہ جسے جان وایمان دونوں عزیز ہیں اس بارے میں کریمہ "لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا یَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ؕ"[1] کسی کافر کو راز دار نہ بناؤ وہ تمھاری بد خواہی میں گئی نہ کریں گے۔ وکریمہ "وَ لَمْ یَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لَا رَسُوْلِهٖ وَ لَا الْمُؤْمِنِیْنَ وَلِیْجَةً ؕ"[2] اللہ ورسول اور مسلمانوں کے سوا کسی کو دخیل کار نہ بنانا، وحدیث مذکور لاتستضیئوا بنار المشرکین[3] (مشرکوں کی آگ سے روشنی نہ لو) بس ہیں۔ اپنی جان کا معاملہ اس کے ہاتھ میں دے دینے سے زیادہ کیا راز دار ودخیل کار ومشیر بنانا ہوگا، امام محمد عبدری ابن الحاج مکی قدس سرہ مدخل میں فرماتے ہیں:

واشد فی القبح واشنع ماارتکبه بعض الناس فی هذا الزمان من معالجة الطبیب والکحال الکافرین اللذین لایرجی منهما نصح ولاخیر بل یقطع بغشهما واذیتهما لمن ظفرا به من المسلمین سیما ان کان المریض کبیرا فی دینه اوعلمه[4]۔	یعنی سخت تر قبیح وشنیع ہے وہ جس کاارتکاب آجکل بعض لوگ کرتے ہیں، کافر طبیب اور سیتے سے علاج کرانا، جن سے خیر خواہی اور بھلائی کی امید درکنار یقین ہے کہ جس مسلمان پر قابو پائیں اس کی بد سگالی کرینگے اور اسے ایذا پہنچائیں گے خصوصا جبکہ مریض دین یا علم میں عظمت والا ہو۔

پھر فرمایا:

لهم لایعطون لاحد من المسلمین شیئا من الادویة التی تضرها ظاهرا لانهم لو فعلوا ذلك لظهر غشهم و انقطعت مادة معاشهم لکنهم یضیفون له من الادویة مایلیق	یعنی وہ مسلمان کو کھلے ضرر کی دوانہیں دیتے کہ یوں تو ان کی بدخواہی ظاہر ہوجائے اور ان کی روزی میں خلل آئے بلکہ مناسب دوا دیتے اور اس میں اپنی خیر خواہی وفن دانی ظاہر کرتے ہیں اور کبھی مریض اچھا ہوجاتا ہے جس میں ان کا نام ہو اور معاش خوب چلے

[1] القرآن الکریم ۳/ ۱۱۸

[2] القرآن الکریم ۹/ ۱۶

[3] مسند امام احمد بن حنبل عن انس بن مالك رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۹۹

[4] المدخل لابن الحاج فصل فی المزین الکحال والطبیب الکافرین دارالکتب العربی بیروت ۴/ ۱۱۴

بذلك المرض ویظهرون الصنعة فیه و النصح وقد یتعافی المریض فینسب ذٰلك الی حذق الطبیب و معرفته لیقع علیه المعاش کثیرا بسبب ماوقع له من الثناء علی نصحه فی صنعة لکنه یدس فی اثناء وصفه حاجة لایفطن لما فیها من الضرر غالبا وتکون تلك الحاجة مما تنفع ذٰلك المریض وینتعش منه فی الحال،لکنه یبقی المریض بعدها مدة فی صحة و عافیة ثم یعود علیه بالضرر فی اٰخر الحال وقد یدس حاجة اخری کما تقدم لکنه ان جامع انتکس ومات وکذالك یفعل فی حاجة اُخری یصح المریض بعد استعمالها لکنه اذا دخل الحمام انتکس ومات وقد یدس حاجة اخری فاذا استعملها المریض صح واقام من مرضه لکن لها مدة فاذا انقضت تلك المدة عادت بالضرر علیه،وتختلف المدة فی ذٰلک،فمنها ما یکون مدتها سنة اواقل اوا کثر الی غیر ذٰلك من غشهم و هو کثیر ثم یتعلل عدواللّٰه بان هذا مرض اٰخر دخل علیه فلیس له فیه حیلة فلوسلم منه لعاش وصح ویظهر التأسف والحزن علی ما اصاب المریض ثم یصف بعد ذٰلك اشیاء تنفع لمرضه لکنها لاتفید بعد ان فات الامر فیه فینصح حیث لاینفع نصحه فمن یری ذٰلك منه یعتقد انه من الناصحین وھو من اکبر الغاشین وقد قیل:۔

اور اسی کے ضمن میں ایسی دوا دیتے ہیں کہ فی الحال مریض کو نفع دے اور آئندہ ضرر لائے یا ایسی دوا کہ اس وقت مرض کھودے مگر جب مریض جماع کرے مرض لوٹ آئے اور مرجائے یا ایسی کہ سردست تندرست کردے مگر جب حمام کرے مرض پلٹے اور موت ہو یا ایسی کہ اسی وقت مریض کھڑا ہوجائے اور ایک مدت سال بھر یا کم وبیشک کے بعد وہ اپنا رنگ لائے اور ان کے سوا ان کے فریبوں کے اور بہت طریقے ہیں، پھر جب مرض پلٹا تو اللہ کا دشمن یوں بہانے بناتا ہے کہ یہ جدید مرض ہے اس میں میرا کیا اختیار ہے اور مریض کی حالت پر افسوس کرتا ہے پھر صحیح نافع نسخے بتاتا ہے مگر جب بات ہاتھ سے نکل گئی کیا فائدہ، تو اس وقت خیر خواہی دکھاتا ہے جب اس سے نفع نہیں، دیکھنے والے اسے خیر خواہ سمجھتے ہیں حالانکہ وہ سخت تربد خواہ ہے۔

کل العداوة قد ترجی ازالتها الا عداوة من عاداك فی الدین [1]	ہر عداوت کے ازالہ کے لئے امید کی جاسکتی ہے سوائے اس شخص کے جو تیرے ساتھ دین میں عداوت رکھے۔

پھر فرمایا:

وقد یستعملون النصح فی بعض الناس ممن لا خطر لهم فی الدین ولا علم وذٰلك ایضا من الغش لانهم لولم ینصحوا لما حصلت لهم الشهرة بالمعرفة بالطب ولتعطل علیهم معاشهم وقد ینفطن لغشهم ومن غشهم نصحهم لبعض ابناء الدنیا لیشتهروا بذٰلك وتحصل لهم الحظوة عندهم وعند کثیر ممن شابههم ویتسلطون بسبب ذٰلك علی قتل العلماء والصالحین وهذا النوع موجود ظاہر، وقد ینصحون العلماء و الصالحین وذٰلك منهم غش ایضا لانهم یفعلون ذلك لکی تحصل لهم الشهرة وتظهر ضعتهم فیکون سببا الی اتلاف من یریدون اتلافه منهم وهذا منهم مکر عظیم [2]۔	یعنی وہ کبھی عوام کے علاج میں خیر خواہی کرتے ہیں اور یہ بھی ان کا مکر ہے کہ ایسانہ کریں تو شہرت کیسے ہو روٹیوں میں فرق آئے اور کبھی ان کے فریب پر لوگ چرچ جائیں، یونہیں یہ فریب ہے کہ بعض رئیسوں کا علاج اچھا کرتے ہیں کہ شہرت اور اس کے نزدیک اور اس جیسوں کی نگاہ میں وقعت ہو پھر علماء و صلحا کے قتل کا موقع ملے اور ایسے اب موجود وظاہر ہیں اور کبھی علماء و صلحا کے علاج میں بھی خیر خواہی کرتے ہیں اور یہ بھی فریب ہے کہ مقصود ساکھ بندھن ہے پھر جس عالم یا دیندار کا قتل مقصود ہے اس کی راہ ملنا اور یہ ان کا بڑا مکر ہے پھر اپنے زمانے کا ایک واقعہ ثقہ معتمد کی زبانی بیان فرمایا کہ مصر میں ایک رئیس کے یہاں ایک یہودی طبیب تھا رئیس نے کسی بات پر ناراض ہو کر اسے نکال دیا وہ خوشامدیں کرتا رہا یہاں تک کہ رئیس راضی ہوگیا کافر وقت کا منتظر رہا پھر رئیس کو کوئی سخت مرض ہوا، میں طبیب مغربی سے طب پڑھ رہا تھا لوگ انھیں بلانے آئے انھوں نے عذر کیا لوگوں نے اصرار کیا، گئے، اور مجھے فرماگئے میرے آنے تک بیٹھے رہنا، تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ کانپتے تھر تھراتے واپس آئے، میں نے کہا خیر ہے۔ فرمایا میں نے پوچھا کہ یہودی نے کیا نسخہ دیا، معلوم ہوا کہ وہ رئیس کا کام تمام کرچکا، میں اندر نہ گیا کہ ایک تو اس کے بچنے کی امید نہیں

---

[1] المدخل لابن الحاج فصل فی المزین وسائس الطبیب الکافر دارالکتاب العربی بیروت ۴ /۱۱۶۔۱۱۵

[2] المدخل لابن الحاج فصل فی المزین وسائس الطبیب الکافر دارالکتاب العربی بیروت ۴ /۱۱۷۔۱۱۶

	پھر یہ اندیشہ کہ کہیں یہودی میرے ذمے نہ رکھ دے رئیس کل تک نہ بچے گا، وہی ہوا کہ صبح تک اس کا انتقال ہوگیا، پھر فرمایا کہ بعض لوگ کافر طبیب کے ساتھ مسلمان طبیب کو بھی شریک کرتے ہیں کہ جو نسخہ وہ بتائے مسلمان کو دکھالیں، یوں اس کے مکر سے امن سمجھتے ہیں اور اس میں کچھ حرج نہیں جانتے۔

فرمایا:

وهذا ليس بشيئ ايضاً من وجوه **الاول** ان المسلم قد يفعل عن بعض ماوصفه **الثانى** مافيه اقتداء الغير به **الثالث** مافيه الاعانة لهم على كفرهم بما يعطيه لهم، **الرابع** ما فيه ذلة المسلم لهم **الخامس** مافيه تعظيم شانهم سيما ان كان المريض رئيسا وقد امر الشارع عليه الصلٰوة والسلام بتصغير شانهم وهذا عكسه[1]۔	یہ بوجوہ کچھ نہیں، ایک تو ممکن کہ جو دوا کافر نے بتائی اس وقت مسلمان طبیب کے خیال میں اس کا ضرر نہ آئے پھر اس کو دیکھا دیکھی اور مسلمان بھی کافر سے علاج کرائیں گے۔ فیس وغیرہ جو اسے دی جائے وہ اس کے کفر پر مدد ہوگی، مسلمان کو اس کے لئے تواضع کرنی پڑے گی، علاج کی ناسوری سے کافر کی شان بڑھے گی خصوصاً اگر مریض رئیس تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کی تقیر کا حکم دیا اور یہ اس کا عکس ہے۔

پھر فرمایا:

ثم مع ذٰلك مايحصل من الانس والودلهم وان قل الامن عصم الله وقليل ماهم وليس ذٰلك من اخلاق اهل الدين[2]۔	پھر ان سب وجوہ کے ساتھ یہ ہے کہ اس سے ان کے ساتھ انس اور کچھ محبت پیدا ہوجاتی ہے اگرچہ تھوڑی ہی سہی سوا اس کے جسے اللہ محفوظ رکھے اور وہ بہت کم ہیں اور کافر سے انس اہل دین کی شان نہیں۔

پھر فرمایا:

ومع ذلك يخشى على دين بعض من يستطبهم من المسلمين[3]۔	ان سب قباحتوں کے ساتھ سخت آفت یہ ہے کہ کبھی ان سے علاج کروانے والے کے ایمان پر اندیشہ ہوتا ہے۔

[1] المدخل لابن الحاج فصل فی المزین وسائس الطبیب الکافر دارالکتاب العربی بیروت ۴ /۱۱۷۔۱۸

[2] المدخل لابن الحاج فصل فی المزین وسائس الطبیب الکافر دارالکتاب العربی بیروت ۴ /۱۲۰

[3] المدخل لابن الحاج فصل فی المزین وسائس الطبیب الکافر دارالکتاب العربی بیروت ۴ /۱۲۰

پھر اپنے بعض ثقہ معتمد برادران دینی کا واقعہ بیان فرمایا کہ ان کے یہاں بیماری ہوئی مریض نے ایک یہودی طبیب کی طرف رجوع پر اصرار کیا، انھوں نے اسے بلایا، وہ علاج کرتا رہا ایک دن اسے خواب میں دیکھا کہ ان سے کہتا ہے کہ موسٰی علیہ الصلٰوۃ والسلام کا دین قدیم ہے اسی کو اختیار کرنا چاہئے، اور یوہیں میں کیا کیا بکتا رہا، یہ ترساں ولرزاں جاگے اور عہد کرلیا کہ اب وہ میرے گھر نہ آنے پائے راستے میں بھی وہ جہاں ملتا یہ اور راہ ہوجاتے کہ مبادا اس کا وبال انھیں پہنچے، امام فرماتے ہیں:

فھذا قد رحم بسبب انہ کان معتنی بہ فیخاف من استطبھم ولم یکن معتنی بہ ان یھلك معھم ولو لم یکن فیہ الا الخوف من ھذا الامر الخطر لکان متعینا ترکہ فکیف مع وجود ما تقدم[1]۔	ان صاحب پر تو یوں رحمت ہوئی کہ زیر عنایت تھے جو ایسا نہ ہو اور ان سے علاج کرائے اس پر خوف ہے کہ ان کے ساتھ ہلاک ہوجائے ان کے علاج میں اس شدید خطرناک خوف کے سوا اور کچھ نہ ہوتا تو اس قدر سے اس کا ترک لازم ہوتا نہ کہ اور شناعتوں کے ساتھ جن کا ذکر گزرا۔

ان امام ناصح رحمہ اللہ تعالٰی کے ان نفیس بیانوں کے بعد زیادت کی حاجت نہیں اور بالخصوص علمائے وعظمائے دین کے لئے زیادہ خطر کا مؤید امام مازری رحمہ اللہ تعالٰی کا واقعہ ہے علیل ہوئے ایک یہودی معالج تھا اچھے ہوجاتے پھر مرض عود کرتا کئی بار یوہیں ہوا، آخر اسے تنہائی میں بلاکر دریافت فرمایا اس نے کہا اگر آپ سچ پوچھتے ہیں تو ہمارے نزدیک اس سے زیادہ کوئی کار ثواب نہیں کہ آپ جیسے امام کو مسلمانوں کے ہاتھ سے کھودوں، امام نے اسے دفع فرمایا، مولی تعالٰی نے شفا بخشی، پھر امام نے طب کی طرف متوجہ فرمائی اور اس میں تصانیف کیں اور طلبہ کو حاذق اطباء کردیا اور مسلمانوں کو ممانعت فرمادی کہ کافر طبیب سے کبھی علاج نہ کرائیں، یہود کے مثل مشرکین ہیں کہ قرآن عظیم نے دونوں کو ایک ساتھ مسلمانوں کا سب سے سخت تر دشمن بتایا اور "لَا یَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا" تو عام کفار کے لئے فرمایا۔

عورت کا مرتد ہوکر نکاح سے نہ نکلنا تمام کتب ظاہر الروایۃ وجملہ متون وعام شروح وفتاوٰی قدیمہ سب کے خلاف ہے اور سب کے موافق، خلاف ہے قول صوری کے اور موافق ہے قول ضروری کے، قول ضروری اور صوری کا فرق میرے رسالہ اجل الاعلام بان الفتوٰی مطلقًا علی قول الامام (بالکل ظاہر اور واضح اعلان ہے کہ فتوٰی دینا علی الاطلاق امام کے قول پر ہے۔ت) میں ملے گا کہ میرے فتاوٰی

[1] المدخل لابن الحاج فی فصل فی المزین وسائس الطبیب الکافر دار الکتاب العربی بیروت ۴/ ۱۲۰

جلد اول ف میں طبع ہوا اور اس کا قول ضروری کے موافق ہونا میرے فتوئے سے کہ بجواب سول علی گڑھ لکھا ظاہر اس کی نقل حاضر ہوگی اور یہ حکم صرف نکاح میں ہے باقی تمام احکام ارتداد جاری ہوں گے، نہ وہ شوہر کا ترکہ پائے گی نہ شوہر اس کا اگر اپنے مرض الموت میں مرتدہ نہ ہوئی ہو، نیز جب تک وہ اسلام لائے شوہر کو اسے ہاتھ لگانا حرام ہوگا، عالمگیری منشاء مسئلہ مذکورہ سے خالی نہیں باب نکاح الکفار میں دیکھئے:

لواجرت کلمۃ الکفر علی لسانھا مغایظۃ لزوجھا او اخراجا لنفسھا عن حبالتہ او لاستیجاب المھر علیہ بنکاح مستانف تحرم علی زوجھا فتجبر علی الاسلام ولکل قاض ان یجدد النکاح بادنی شیئ ولو بدینار سخطت او رضیت ولیس لھا ان تتزوج الا بزوجھا قال الھندوانی اخذ بھذا قال ابو اللیث وبہ ناخذ کذا فی التمرتاشی[1]۔	اگر کسی منکوحہ عورت نے اپنی زبان پر کلمہ کفر جاری کیا اپنے شوہر کو طیش دلاتے ہوئے یا اپنی ذات کو اس سے باہر کرنے کے لئے یا اس لئے کہ اس پر جدید نکاح سے مہر واجب ہو تو وہ اپنے شوہر پر حرام ہو جائے گی پھر اسے اسلام لانے پر مجبور کیا جائے گا، اور ہر قاضی کے جائز ہے کہ وہ بالکل کسی معمولی چیز سے دوبارہ اس کا نکاح پڑھادے اگرچہ ایک اشرفی ہی کیوں نہ ہو، چاہے عورت ناراض ہو یا راضی، اور عورت کے لئے یہ گنجائش نہیں کہ اپنے شوہر کے علاوہ کسی اور سے نکاح کرے، فقیہ ہندوانی نے فرمایا کہ میں اسی کو اختیار کرتا ہوں، فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ ہم اسی پر عمل کرتے ہیں، یونہی تمرتاشی میں مذکور ہے۔ (ت)

اسی کے بیان میں درمختار میں ہے:

صرحوا بتعزیرھا خمسۃ وسبعین وتجبر علی الاسلام وعلی تجدید النکاح بمھر یسیر کدینار وعلیہ الفتوی والوالجیۃ[2]۔	فقہاء کرام نے تصریح فرمائی کہ عورت کو پچھتّر کوڑے سزا دی جائے اور اسلام لانے پر مجبور کیا جائے اور بالکل معمولی مہر سے جدید نکاح کیا جائے جیسے کہ ایک اشرفی وغیرہ، اور اسی پر فتوی ہے ولوالجیہ (ت)

یہ احکام اسی طرح مذہب کے خلاف ہیں جب مرتدہ ہوتے ہیں نکاح فوراً فسخ ہوگیا کہ ارتداد احدہما فسخ فی الحال

---

[1] فتاوٰی ہندیہ کتاب النکاح الباب العاشر نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۳۳۹

[2] درمختار کتاب النکاح باب نکاح الکافر مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۲۱۰

ف: رسالہ اجل الاعلام فتاوٰی رضویہ، رضا فاؤنڈیشن لاہور جلد اول کے صفحہ ۹۵ پر موجود ہے۔

(میاں بیوی دونوں میں سے کسی ایک کا اسلام سے روگردانی کرنا فوراً نکاح کو ختم کردیتا ہے۔ت) پھر بعد عدت دوسرے سے اسے نکاح ناجائز ہونا کیا معنی اور پہلے سے تجدید نکاح پر جبر کیا معنی، کیوں نہیں جائز کہ وہ کسی سے نکاح نہ کرے اور اس تجدید میں زبردستی ادنٰی سے ادنی مہر باندھنے کا ہر قاضی کو اختیار ملنا کیا معنی، مہر عوض بضع ہے اور معاوضات میں تراضی شرط **اقول:** (میں کہتا ہوں) بلکہ ان اکابر کے قول ماخوذ ومفتٰی بہ کو کہ قول ائمہ بخارا ہے فتوائے ائمہ بلخ رحمہم اللہ تعالٰی سے جسے فقیر نے باتباع نہرالفائق وغیرہ اختیار کیا بعد نہیں تجدید نکاح بنظر احتیاط ہے اور شوہر پر حرام ہوجانا موجب زوال نکاح نہیں، بارہا عورت ایک مدت تک حرام ہوجاتی ہے اور نکاح باقی ہے جیسے بحال نماز وروزہ رمضان واعتکاف واحرام وحیض ونفاس، یونہیں جبکہ زوجہ کی بہن سے نکاح کرکے قربت کرنے زوجہ حرام ہوگئی یہاں تک کہ اس کی بہن کو جدا کردے اور اس کی عدت گزر جائے بلکہ کبھی ہمیشہ کے لئے حرام ہوجاتی ہے اور نکاح زائل نہیں جیسے حرمت مصاہرت طاری ہونے سے کہ متارکہ لازم ہے تو نکاح قائم ہے اور زن مفضاۃ کہ سبیلین ایک ہوجائیں نکاح میں اصل خلل نہیں، اور حرمت ابدی، دائم ہے **والمسائل منصوص علیھا فی الدر وغیرہ من الاسفار الخ** (مسائل مذکورہ کی درمختار وغیرہ بڑی کتابوں میں صراحت کردی گئی الخ۔ت)

واللہ تعالٰی اعلم۔

(رسالہ "الرمز المرصف علی سوال مولٰنا السید اٰصف" ختم شد)

مسئلہ ۸۷: از وزیر احمد مدرس مہارانا ہائی اسکول اودے پور میواڑ ۱۲/ محرم ۱۳۳۹ھ

بُت یا تعزیہ کا چڑھاوا مسلمان کو کھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

مسلمان کے نزدیک بت اور تعزیہ برابر نہیں ہو سکتے اگرچہ تعزیہ بھی جائز نہیں، بت کا چڑھاوا غیر خدا کی عبادت ہے اور تعزیہ پر جو ہوتا ہے وہ حضرات شہدائے کرام کی نیاز ہے، اگرچہ تعزیہ پر رکھنا لغو ہے۔ بت کی پوجا اور محبوبان خدا کی نیاز کیونکر برابر ہو سکتی ہے اس کا کھانا مسلمانوں کو حرام ہے، اور اس کا کھانا بھی نہ چاہئے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۸۸: از شہر کہنہ مسئولہ محمد خلیل الدین احمد صاحب ۱۶ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ۸ محرم الحرام کو روافض جریدہ اٹھاتے ہیں گشت کے وقت ان کو اگر کوئی اہل سنت وجماعت شربت کی سبیل لگا کر شربت پلائے یا ان کو چائے بسکٹ یا کھانا کھلائے اور ان کی شمول میں کچھ اہلسنت وجماعت بھی ہوں اور کھائیں پئیں، تو یہ فعل کیسا ہے اور اس سبیل وغیرہ میں چندہ دینا کیسا ہے؟

الجواب:

یہ سبیل اور کھانا چائے بسکٹ کہ رافضیوں کے مجمع کے لئے کئے جائیں جو تبرا ولعنت کا مجمع ہے ناجائز وگناہ ہیں اور ان میں چندہ دینا گناہ ہے۔ اور ان میں شامل ہونے والوں کا حشر بھی انھیں کے ساتھ ہوگا۔

قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من کثر سواد قوم فھو منھم[1]۔ **وقال اللہ تعالٰی "وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ"**[2] **وقال تعالٰی "وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ"**[3]۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی کسی جماعت کو بڑھائے (اور اس میں اضافہ کرے) تو وہ انہی میں سے شمار ہوگا اور اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: (لوگو!) ظالموں کی طرف مائل نہ ہو ورنہ تمھیں آگ چھوئے گی، اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور گناہ اور زیادتی کے معاملات میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ (ت)

[1] کنز العمال بحوالہ الدیلمی عن ابن مسعود حدیث ۲۴۷۳۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۹/ ۲۲

[2] القرآن الکریم ۱۱/ ۱۱۳

[3] القرآن الکریم ۵/ ۲

مسئلہ ۸۹: از موضع لاہور بڑا بازار مسئولہ اللہ دتہ زرگر ۱۶/ محرم ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ موضع مزنگ لاہور میں فرقہ وہابیہ ودیوبندیہ نے اس بات پر بہت زور دے رکھا ہے بلکہ جابجا اشتہار جاری کئے ہیں کہ محرم شریف کے دنوں میں تعزیہ نکالنا اور سبیل لگانا اور گھوڑا نکالنا سخت گناہ ہے. برائے مہربانی ان کی تردید فرمائیں، **بینوا توجروا** (بیان فرماؤ اور اجر وثواب پاؤ۔ ت)

الجواب:

سبیل لگانا ضرور جائز ہے۔ دیوبندی ضرور گمراہ ہیں بے دین ہیں، البتہ تعزیہ ناجائز ہے۔ اور گھوڑا نکالنا نقل بنانا ہے اور اکابر کی نقل بنانی بے ادبی ہے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۹۰: خلیل الرحمٰن خاں صاحب رکن انجمن خادم الساجدین قاضی ٹولہ ۱۳/ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ گاندھی کا جلوس جو آنے والا ہے اس کو لیڈر یعنی ہادی اور رہبر سمجھ کر اور یہ جان کر کہ اس کا بڑا رتبہ بڑی عزت ہے اور اس کے آنے سے شہر کی خاک پاک ہوجائے گی اس کا استقبال شاندار بنانے کے لئے جانا کیسا ہے۔ اور یہ جو بعض جاہلوں نے مشہور کیا ہے کہ کوئی کسی نیت سے جائے مطلقاً کاف ہوجائے گا، یہ سچ ہے یا افتراء؟ **بینوا توجروا** (بیان کرو تاکہ اجر وثواب پاؤ۔ ت)

الجواب:

اس جلوس میں شرکت حرام ہے اور اسے شاندار بنانے کی نیت بدخواہی اسلام ہے اور اس کی آمد سے شہر کی خاک پاک ہونے کا خیال تکذیب کلام ذی الجلال والاکرام ہے۔ اور صرف تماشا دیکھنے کی نیت سے جانا ہرگز کفر نہیں البتہ یہ بھی حرام ہے۔ طحطاوی علی الدرالمختار میں ہے:

التفرج علی المحرم حرام[1]۔	حرام کام پر خوش ہونا حرام ہے۔ (ت)

یہ جس نے کہا کہ مطلقاً جانے پر حکم کفر ہے محض افتراء کیا، البتہ ایسی تعظیم کو ائمہ نے کفر لکھا ہے جبکہ بلااکراہ ہو، اشباہ والنظائر وتنویر الابصار ودرمختار وغیرہ میں ہے:

لو سلم علی الذمی تبجیلا کفر[2]۔	اگر کسی نے ذمی کافر کی تعظیم کرتے ہوئے سلام دیا تو کافر ہوگیا۔ (ت)

[1] حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار مقدمۃ الکتاب دارالمعرفۃ بیروت ۱/ ۳۱

[2] درمختار کتاب الکراھیۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۵۱

انھیں میں ہے:

لوقال لمجوسی یا استاد تجبیلا یکفر [1]۔	اگر آتش پرست کو عزت افزائی سے "اے استاد" کہا تو کافر ہوجائے گا، (ت)

جو صرف تماشا دیکھنے کو جائے اور شریک تعظیم نہ ہو اسے افر کہنا وہابیوں کا شیوہ ہے ان کے یہاں یہ مسئلہ ہے کہ ہنود کے میلوں میں جانے سے مطلقاً کافر ہوجاتا ہے اور بی بی نکاح سے نکل جاتی ہے حالانکہ وہابیہ خود کافر ہیں، تماشا کافر نہیں ہوسکتا البتہ کو گنہگار ضرور ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۹۱: از شہر محلّہ قانون گویاں مسئولہ دردی بیگ ۱۳/ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مولوی شوکت علی اور مولوی مسٹر گاندھی ان کے جلسہ میں جانا چاہئے یا کہ نہیں؟ اور جیسا حکم حضور دیں۔

الجواب:

اس جلسہ میں جانا حرام ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۹۲ تا ۹۴: از کراچی کمپ (سندھ) صدر بازار مسئولہ سیٹھ حاجی ابوبکر وحاجی ایوب عفااللہ عنہ رکن اعلی مجلس منتظمہ مدرسہ اسلامیہ جماعت میمنان ۲۲ صفر ۱۳۳۹ھ

الحمدللہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ و حبیبہ سیدنا وسید المرسلین محمد واٰلہ الطیبین الطاہرین وصحبہ اجمعین۔	سب تعریف اللہ تعالٰی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اور درود وسلام اس کے رسول اور اس کے حبیب پر ہو جو ہمارے آقا اور رسول کے سردار ہیں جو کہ محمد کریم ہیں اور ان کی پاک صاف اولاد پر اور ان کے تمام ساتھیوں پر۔ (ت)

فامابعد! کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان ومسند آرایان شرع متین حضرت سیدنا وسید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس باب میں کہ:

(۱) آج کل کی شورشہائے سیاسی میں ہندوستان کے اہل اسلام کو ارباب حکومت ہند سے شرعاً قطع علائق ضروری ہے یا نہیں؟ اور اگر ہے تو کس حد تک؟

(۲) نیز ایک ایسے صوبہ میں جس کی قریبا پچاسی فیصد آبادی اسلامی فلاحین اور کاشتکاروں

---

[1] درمختار کتاب الکراھیۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۵۱

پر مشتمل ہے جن کے سالانا محاصل اراضی کا ایک حصہ تعلیمی امداد کے ذیل وصولی کرکے پھر سے حصہ رسدی اور بلا تفریق مذہب وملت ومدارس مروجہ امدادیہ کو تقسیم کیاجاتاہے۔آیا اس حصہ رسدی امداد سے جوایک طرح سے اپنی ہی رقم ادا کردہ کاحصہ واپس کردہ ہے استفادہ کرنا شرعاجائز ہے یاناجائز، خصوصاایسے مدارس ومکاتب کے لئے جو کامل اسلامی اہتمام کے ماتحت جاری ہیں اور جن کے دینی ومذہبی شعبہ تعلیم پر ارباب حکومت ہر گز کسی نہج معترض نہیں ہوتے اور جن کے نصاب تعلیم کا سرکاری حصہ مروجہ تعلیم بھی کسی خفیف سے خفیف شائبہ موانع شرعیہ سے جزءً اوکلا پاک ہے مثلا کلام مجید، حدیث شریف، فقہ حنفیہ وغیرہ کی تعلیم وتدریس کی پوری پوری آزادی کے پہلو بہ پہلو صرف علوم مروجہ مثل ریاضیات، تاریخ، جغرافیہ اور کتب اردو بھی اس اہتمام خاص کے ساتھ پڑھانے کی اجازت ہے کہ بجائے مقررہ مدارس گورنمنٹی کے کتب السلام پڑھائی جائیں جن کا بیشتر حصہ ارکان خمسہ اسلامی تشریح وتوضیح سے مملواور خالص ومستند اسلامی تاریخ مثل سریات وغزوات نبوی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے معمور ہے اس امداد سے متمتع ہونا شرعًا جائز ہے یا ناجائز؟

(۳) نیز بصورت جوازجو شخص (مسلمان) محض مشرکین ہنود سے خراج تحسین وآفرین حاصل کرنے کے لئے ایسے اسلامی مدارس کے لئے جن میں غریب ومفلس وکم استطاعت طلباء اور مساکین ویتامٰی کی تعلیم وتدریس دینی ودنیوی کااہتمام مفت ہوتا ہواور انھیں سال بھر میں دوبار سردوگرم پوشاکیں بمناسبت موسم مفت بہبہ پہنچائی جاتی ہیں اور محض اللہ پاک کے بھروسہ پر اور کافی امدادی فنڈ کے بل بوتے پر ہی ان کی رہائش وخورش کاانتظام مناسب بھی زیر غور ہے نیز ان بیکس طلباء کو آئندہ اپنی تعلیمات دینی ودنیوی کے اس اہتمام کے یعنی اہتمام پابندی جملہ اشعار اسلام کے ساتھ جاری رکھتے ہیں للہ اور محض حبۃلوجہ اللہ ہر طرح کی ممکن امداد دی جاتی ہے اسی امدادی سرکاری سے دست کشی پر مجبور کرکے اسے نقصان صریح پہنچانا چاہتاہو محض بایں خیال کہ چونکہ بعض مشرکین ہنود اسے ناجائز قرار دیتے ہیں لہذا یہ شرعا بھی ناجائز ہے۔اس کے باب میں شرعا کیارائے ان کی درست ہے؟ **بینوا توجروا**

الجواب:

(۱) حکومت ہو یا رعیت ہند کی ہو یا کہیں کی، ہر شخص سے جتنا تعلق حدود شرعی سے باہر نہیں، اپنے تنوع احوال پر جائز یا مستحسن یا فرض ہے اور جو کچھ حد سے باہر ہو باختلاف احوال مکروہ یا ممنوع یا حرام ہے یہ حکم جیسا پہلے تھا اب بھی ہے جدید شور شوں نے جو نئے احکام جاری کئے بے اصل ہیں، **واللہ تعالٰی اعلم۔**

(۲) جو مدارس ہر طرح خالص اسلامی ہوں اور ان میں وہابیت نیچریت وغیرہما کا دخل نہ ہو ان کا جاری رکھنا موجب اجر عظیم ہے احادیث کثیرہ ان کے فضائل سے مملو ہیں، ایسے مدارس کے لئے گورنمنٹ

اگر اپنے پاس سے امداد کرتی ہے بلا شبہ اس کا لینا جائز تھا اور اس کا قطع کرنا حماقت خصوصا جبکہ اس کے قطع سے مدرسہ نہ چلے کہ اب یہ سد باب خیر تھا اور مناع للخیر پر وعید شدید وارد ہے، نہ کہ جب وہ امداد بھی رعایا ہی کے مال سے ہو، اب دوہری حماقت بلکہ دونا ظلم ہے کہ اپنے مال سے اپنے دین کو نفع پہنچانا بند کیا اور جب وہ مدارس اسلامیہ میں نہ لیا گیا گورنمنٹ اپنے قانون کے مطابق اسے دوسرے مدارس غیر اسلامیہ میں دے گی تو حاصل یہ ہوا کہ ہمارا مال ہمارے دین کی اشاعت میں صرف نہ ہو بلکہ اور کسی دین باطل کی تائید میں خرچ ہو کیا کوئی مسلم عاقل اسے گوارا کرسکتا ہے، ردالمحتار میں قبیل باب المرتد ہے:

وفی اواخر الفن الثالث من الاشباہ اذا ولی السلطان مدرسا لیس باھل لم تصح تولیتہ وفی البزازیۃ السلطان اذا اعطی غیر المستحق فقد ظلم مرتین بمنع المستحق واعطاء غیرہ اھ ففی توجیہ ھذہ الوضائف لابناء ھٰؤلاء الجھلۃ ضیاع العلم والدین و اعانتھم علی اضرار المسلمین[1]۔ واللہ تعالٰی اعلم۔	الاشباہ والنظائر کے تیسرے فن کے آخر میں ہے کہ اگر بادشاہ کوئی ایسا پڑھانے والا استاد مقرر کرے کہ جو قابل نہ ہو تو اس کا تقرر کرنا صحیح نہیں، اور فتاوٰی بزازیہ میں ہے کہ جب بادشاہ کسی غیر مستحق کو کچھ دے تو اس نے دگنا ظلم کیا، ایک یہ کہ مستحق کو نہ دیا، دوسرا یہ کہ غیر مستحق کو دے دیا (اھ) پس یہ وظائف اس قسم کے جاہلوں کو دینا علم اور دین کو ضائع کرنا ہے۔ اور مسلمانوں کو دکھ پہنچانے پر ان کی مدد کرنا ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ (ت)

(۳) ظاہر ہے کہ اس کی یہ رائے باطل ومضر ہے اور مشرک کے کہنے کو شرع کا حکم ماننا سراسر خلاف اسلام ہے احمق جاہلوں نے آج کل مشرکین کو اپنا خیر خواہ سمجھ رکھا ہے۔ اور یہ صراحۃً قرآن عظیم کی تکذیب ہے اللہ تعالٰی عزوجل فرماتا ہے:

"لَا یَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ؕ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۚۖ وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ قَدْ بَیَّنَّا لَكُمُ الْاٰیٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾"[2]۔	وہ تمھاری نقصان رسانی میں گئی نہ کریں گے ان کی دلی تمنا ہے کہ تم مشقت میں پڑو بے شک عداوت ان کے منہوں سے ظاہر ہو چکی ہے اور وہ جو ان کے دلوں میں دبی ہے اور بڑی ہے بے شک ہم نے نشانیاں صاف بیان فرمادیں اگر تمھیں سمجھ ہو، واللہ تعالٰی اعلم۔

---

[1] ردالمحتار کتاب الجہاد فصل فی الجزیۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۲۸۱

[2] القرآن الکریم ۳/ ۱۸۱

مسئلہ ۹۵ تا ۹۷: از سندیلہ ضلع ہردوئی مکان چودھری نبی جان صاحب مرسلہ مولوی مقیم الدین صاحب دامانی ۲ ربیع الاول شریف ۱۳۳۹ھ

کیافرماتے ہیں علمائے شریعت وطریقت اس مسئلہ میں کہ زید کہتاہے کہ '۱رابطہ شیخ بدعت اور شرک ہے اور نماز میں کفر ہے۔ اور مکتوب ۳۰ جلد ثانی مکتوبات امام ربانی صاحب کی یہ تاویل کرتاہے کہ وہ حالت بے اختیار کی تھی اور بے اختیاری خیال نماز زمیں جائز ہے۔ عمرو کہتاہے کہ یہ مذہب فرقہ اسمعیلیہ کا ہے۔اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ قول زید کا حق ہے یا عمرو کا اگر قول عمرو کا حق ہے تو حکم کفر مطابق حدیث شریف زید پر عائد ہوگا یانہیں؟ اور زید پر تعزیر شرعی آئے گی یانہیں؟ زید چونکہ علم سے ناواقف ہوکر فتوٰی دے بیٹھاتو مورد حدیث **فأفتوا بغير علم فضلوا واضلو** [1] (پھرانھوں نے بغیر علم فتوٰی دیاتو خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ت) کاہوگا یانہیں؟

اگر کوئی ایساکامل ظہور ہو کہ جس کے فیض سے علاوہ فوائد دینی ودنیوی کے صدہالوگ نمازوں میں روتے نظرآئیں اگر کوئی اس فیض کو روکنے کی کوشش کرے تو مورد "**یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ**" [2] (اور وہ دوسروں کو اللہ تعالٰی کے راستہ سے روکتے ہیں۔ت) کاہوگا یانہیں؟

'۲دوسراامر یہ کہ علماء سابق کہ جن کا تقوٰی ار تبحر علمی شہرہ آفاق تھاانھوں نے مسائل اختلافیہ فقہیہ میں ایک جانب کو راجح سمجھ کر عوام میں رائج اور شائع کردیااور عوام میں بلحاظ فتنہ وفساداس اختلاف کو ظاہر نہ کیا،اب اس زمانہ میں بعض علماء نے دوسری جانب کو عوام میں شائع کرکے فتنہ اور فساد میں ڈال دیاکہ اول تو عوام کہنے لگے کہ ہم کس کس مولوی کی مانیں کہ کوئی مولوی کچھ کہتاہے کوئی کچھ کہتاہے،دوسرا علمائے سابق کہ تقوٰی اور تبحر علمی میں مشہور تھے ان پر الزام غلطی کالگاکر ضمناً راستہ جہنم کادکھایا۔

'۳تیسرے پہلے تو ذبح قبور اور ذبح فوق العقدہ اور ضاد ظا اور سنت فجر وغیرہ میں جھگڑا کرکے انااعتبار جمایا پھر رفع یدین اور جہر آمین تک بھی پہنچیں گے کہ یہ بھی حدیث سے ثابت ہے توجب ان علماء سابق سے تقلید چھڑائی حالانکہ ان کے دلائل ترجیح کی کتابوں میں موجود ہیں کہ بعض رسالہ صیقل میں راقم نے ذکر کئے ایسا ہی بڑے اماموں سے بھی تقلید چھڑا کر اپنا مقلد بنا کر چھوڑیں گے توایسے مولویوں کا کیاحکم ہے؟ المستفتی خاکسار محمد مقیم الدین دامانی

---

[1] صحیح البخاری کتاب العلم باب کیف یقبض العلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۰

[2] القرآن الکریم ۷/ ۴۵

الجواب:

در بارہ رابطہ قول عمرو حق ہے اور قول زید سراسر باطل۔ رابطہ شیخ بلاشبہہ جائز و مستحسن وسنت اکابر ہے فقیر کا رسالہ "الیاقوتۃ الواسطۃ فی قلب عقد الرابطۃ" اسی مسئلہ کے بیان میں ہے عبارت مکتوبات کی تاویل کہ زید نے کی، تاویل نہیں، تحویل و تبدیل ہے۔ اور اسے شرک و کفر کہنا مسئلہ وہابیت ہے۔ اور وہابیہ خود مشرک وکافر ہیں، کسی شخص مسلم پر بلاوجہ شرعی حکم تکفیر بحسب ظواہر احادیث صحیحہ و نصوص صریحہ جمہور فقہاء خود قائل کے لئے مستلزم کفر ہے۔

قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقد باء بہ احدھما [1]۔	حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو "او کافر" کہے، تو وہ کفر دونوں میں سے کسی ایک پر لوٹ پڑتا ہے۔ (ت)

اور اس پر ضرور تعزیر شرعی لازم ہے کہ حاکم اسلام کی رائے پر ہے سلطان اسلام یا اس کے مقرر کردہ حکام ضرب و حبس سے قتل تک اسے تعزیر دے سکتے ہیں، تعزیر ہم لوگوں کے ہاتھ میں نہیں، ہمارے پاس اسی قدر ہے کہ اس سے میل جول سلام کلام ترک کریں۔

قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فایاکم و ایاھم لا یضلونکم و لا یفتنونکم [2]۔ و قال تبارك و تعالٰی "وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۝۶۸" [3]۔	حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: (لوگو!) گمراہوں سے اپنے آپ کو بچاؤ کہ تمھیں گمراہ نہ کریں اور تمھیں فتنے میں نہ ڈال دیں، اور اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: اگر تمہیں شیطان بھلادے تو پھر یاد آنے کے بعد ظالموں کے پاس مت بیٹھو (ت)

بے علم فتوٰی دینے والا اگرچہ جاہلوں کا مقتدا ہو تو ضرور حدیث فضلوا واضلوا (وہ خود گمراہ ہوئے اور دوسروں کو گمراہ کا۔ ت) کا مصداق ہے آپ بھی گمراہ ہوا اور انھیں بھی گمراہ کرے گا کہ صدر حدیث یوں ہے:

اتخذ الناس رؤسا جھالا	لوگوں نے جاہل سرداروں کو (سربراہ) بنالیا پھر

---

[1] صحیح البخاری کتاب الادب باب من اکفر اخاہ بغیر تاویل قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۰۱

[2] صحیح مسلم باب النھی عن الروایۃ عن الضعفاء قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۰

[3] القرآن الکریم ۶/ ۶۸

فسئلوا افافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا [1]۔	ان سے اسلامی مسائل دریافت کیے گئے تو انھوں نے بے علمی سے فتوے دیئے، خود بھی بھٹک گئے اور دوسروں کو بھی بہکا دیا۔(ت)

اور اگر مقتدائے دیگران نہ ہو تو اس حدیث سے کسی حال بچ کر نہیں جاسکتا کہ:

من افتی بغیر علم لعنتہ ملئکۃ السماء والارض [2]۔	جو بغیر علم کے فتوٰی دے آسمان وزمین کے فرشتے اس پر لعنت کریں۔(ت)

والعیاذ باللہ تعالٰی (اللہ تعالٰی کی پناہ۔ت) نماز میں حضور قلب وخشوع وخضوع مغز مقصود واعز مطلوب ہے اگر واقعی کسی کامل کے فیض سے حاصل ہو جو شرائط اربعہ مشیخت کا جامع ہے تو اس سے روکنے والے بیشک "فَصَدُّوۡا عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ" [3] (پھر وہ اوروں کو اللہ تعالٰی کی راہ سے روکتے ہیں۔ت) کے مصداق ہیں باطل یا ضعیف یا مشکوک مسائل پھیلا کر مسلمانوں میں اختلاف وفتنہ وفساد ڈالنا حرام ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشروا ولاتنفروا [4]۔	حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: بشارت دیا کرو، نفرت نہ دلایا کرو۔(ت)

جو بنا علم کسب شہرت کے لئے ایسا کرے عالم نہیں، عالم دین نائب رسول ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور مسلمانوں میں بلاوجہ شرعی اختلاف وفتنہ پیدا کرنا نیابت شیطان، حدیث میں ہے:

الفتنۃ نائمۃ لعن اللہ من ایقظھا [5]۔	فتنہ سورہا ہے اس کے جگانے والے پر اللہ کی لعنت۔

والعیاذ باللہ تعالٰی (اور اللہ تعالٰی کی پناہ۔ت) واللہ تعالٰی اعلم۔

[1] صحیح البخاری کتاب العلم باب کیف یقبض العلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۰

[2] کنزالعمال حدیث ۲۹۰۱۸ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/۱۹۳

[3] القرآن الکریم ۵۸/۱۶

[4] صحیح البخاری کتاب العلم ماکان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یتخولھم بالموعظۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۶

[5] کشف الخفاء حرف الفاء حدیث ۱۸۱۵ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/۷۷

مسئلہ ۹۸: از قصبہ مالیگاؤں ضلع ناسک احاطہ بمبئی مسئولہ سیکریٹری انجمن ہدایت اسلام ۲۵ جمادی الاولٰی ۱۳۳۹ھ

بحضور ہادی متین مدظلہ العالی پس از سلام سنت والاسلام ہم چند درد مند مسلمانان قصبہ مالیگاؤں خدمت اقدس میں عرض پرداز ہیں کہ آیا گاندھی کو مہاتما کہنا جائز ہے؟ نان کوآپریشن میں ہم شریک ہوں یا نہیں؟ اور ہمارے مدرسہ میں گورنمنٹ سے گرانٹ ملتی ہے آیا ہمارے لئے اس کا لینا شرعا جائز ہے یا نہیں؟ یہ بات واضح رائے عالی ہے کہ گورنمنٹ مالگزاری کے ساتھ بطریق ابواب ہم لوگوں سے بنام نہاد تعلیم، ڈاکخانہ، سڑک، شفاخانہ وغیرہ وغیرہ روپیہ وصول کرلیتی ہے تو یہ روپیہ ہمار اہی ہے جو ہم کو ملتا ہے۔ زیادہ ادب!

الجواب:

گاندھی خواہ کسی مشرک یا کافر بدمذہب کو مہاتما کہنا حرام اور سخت حرام ہے۔ "مہاتما" کے معنی ہے روح اعظم۔ یہ وصف سیدنا جبریل امین علیہ الصلٰوۃ والسلام کا ہے۔ مخالفان دین کی ایسی تعریف اللہ عزوجل ورسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ایذا دینا ہے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا مدح الفاسق غضب الرب واھتزلذلك العرش [1]۔ رواہ ابو یعلی فی مسندہ والبیھقی فی شعب الایمان عن انس وابن عدی فی الکامل عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنھا۔	جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے رب عزوجل غضب فرماتا ہے اور عرش الٰہی ہل جاتا ہے۔ (ابویعلی نے اپنی مسند میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس سے اس کو روایت کیا اور ابن عدی نے الکامل میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہما کے حوالے سے روایت کیا۔ ت)

جب فاسق کی مدح پر یہ حکم اس مشرک کی مدح پر اور ایسی عظیم مدح پر کیا حال ہوگا، نان کوآپریشن کہ آج کل کے لیڈر بننے والوں نے نکالا محض بے بنیاد ہے شرع مطہر میں اس کی کچھ اصل نہیں، شرع شریف میں ہر کافر سے مطلقاً ترک موالات کا حکم ہے۔ مجوس ہوں یا ہنود، نصارٰی یا یہود، خصوصاً وہابیہ وغیرہم مرتدین عنود، اور عام طور پر صاف ارشاد ہوا:

"لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَۚ وَ مَنْ یَّفْعَلْ	مسلمان مسلمانوں کے سوا کافروں کو دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کرے اسے اللہ سے کچھ

[1] الکامل فی ضعفاء الرجال ترجمہ سابق بن عبداللہ الرقی دارالفکر بیروت ۳ /۱۳۰۷، شعب الایمان حدیث ۴۸۸۶ دارالکتب العلمیہ بیروت ۴ /۲۳۰

ذٰلِكَ فَلَیْسَ مِنَ اللّٰهِ فِیْ شَیْءٍ "[1]	علاقہ نہیں۔

اور صاف تر فرمادیا:

"وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ "[2]	جو تم میں ان سے دوستی کرے وہ انھیں میں سے ہے۔

ان ساختہ لیڈروں نے معاملت کانام موالات رکھ کر اسے تو مطلقاً حرام بلکہ کفر ٹھہرایا، اور مشرکوں سے موالات بلکہ اتحاد بابلکہ ان کی غلامی وانقیاد کو حلال بلکہ موجب رضائے الٰہی بنالیاہر طرح اللہ ورسول وشریعت پر سخت افتراء کیا، جس مدرسہ میں تعلیم خلاف شرع ہوتی ہو اور کسی طرح مخالفت شرع ہو وہ خود ہی ناجائز ہے اور ناجائز پر امداد لینی بھی ناجائز، ورنہ جو امداد نہ کسی امر خلاف شرع سے مشروط نہ اس کی طرف منجر ہو اس میں حرج نہیں خصوصا جبکہ ہمارا ہی روپیہ ہم کو دیا جاتاہے اسے حرام کہنا شریعت پر افتراء ہے۔

" اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾ "[3]	جو لوگ اللہ تعالٰی کے ذمہ جھوٹ لگاتے ہیں وہ کبھی بامراد نہیں ہوسکتے۔(ت)

مسائل موالات وامداد کے روشن بیان میں ہماری کتاب "**المحجة المؤتمنه فی اٰیة الممتحنة**" زیر طبع عـــہ ہے اس سے تفصیل معلوم ہوسکتی ہے۔واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۹۹: ازامروہہ محلّہ گذری مسئولہ سید خادم علی صاحب ۱۷ربیع الآخر ۱۳۳۹ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک طرف تو خلافت اسلامیہ کے دردناک مصیبت میں عالم اسلامی گھرا ہوا ہے اور مسلمانوں کی توجہ کو اپنی طرف کھینچ رہاہے اور دوسری طرف ہندوستان کے بعض مقامات پر مرزائیوں کا بعض مقامات پر شیعوں کازور بڑھ رہاہے وہ لوگ اہلسنت وجماعت سے مذہبی چھیڑ چھاڑ کررہے ہیں اور عوام کا بہکا کر اور مطاعن مذہب سنا سنا کر اکثر کو مذہب میں متشکک اور بعض کو بالکل برگشتہ بنارہے ہیں اور اس مقصد کے لئے ان کے یہاں بہت سی انجمنیں

عـــہ: فتاوٰی رضویہ کی جلد ۱۴ میں شامل اشاعت کردی گئی ہے۔

[1] القرآن الکریم ۳/ ۲۸

[2] القرآن الکریم ۵/ ۵۱

[3] القرآن الکریم ۱۰/ ۶۹

قائم ہیں اور بہت سے رسائل موقت وشیوع وجاری ہیں ہزاروں روپیہ ماہوار وہ لوگ ان کاموں میں صرف کررہے ہیں آیا اس قت بحالت موجودہ اہلسنت کو وعظ کی مجالس قائم کرکے عوام کے خیالات کو صاف کرنے اور ان کو شکوک وشبہات سے بچانے کی غرض سے ان کا جواب دینا اور رد کرنا اور اگر فریق ثانی مباحثہ پر آمادہ ہو اور مطالبہ کرے تو اس کا انتظام کرنا چاہئے یا نہیں اور اگر چاہئے تو یہ کام فرض ہے یا واجب ؟ مستحب یا ناجائز ؟ اور اگر زمانہ حال کا لحاظ کرکے اس طرف سے چشم پوشی کی جائے تو یہ فعل جائز ہے یا ناجائز، اور بعض ایسے مخصوص مقامات پر جہاں ان لوگوں کا زور ہے ان کی مدافعت کے لئے دو ایک ٹوٹی پھوٹی انجمنیں بھی قائم ہیں اور وہ کبھی کبھی ان کا رد کرتی ہیں اب ان انجمنوں کا قائم رکھنا اور مدافت کرتے رہنا چاہئے یا ان کاموں کو ترک کردینا چاہئے اور اس وقت ان امور مں روپیہ صرف کرنا جائز ہے یا نہیں ؟ بعض لیڈران قوم جن میں کچھ مولوی بھی ہیں جو آج کل مسئلہ خلافت میں بڑے بڑے کام کررہے ہیں زمانہ موجودہ میں کسی رد وجواب اور بحث مباحثہ کو اور اسی قسم کے دوسرے مذہبی کاموں میں اشتغال کو مسئلہ خلافت کے اہتمام میں مخل خیال فرماکر ناجائز فرماتے ہیں، ان کی یہ رائے صحیح اور ان کا یہ حکم قابل پابندی ہے یا نہیں ؟ **بینوا توجروا** (بیان فرماؤ اور اجر وثواب پاؤ۔ت)

الجواب:

جب کوئی گمراہ بددین رافضی ہو یا مرزائی، وہابی ہو یا دیوبندی وغیرہم **خذلھم اللّٰه تعالٰی اجمعین** (اللہ تعالٰی ان کو بے یار و مددگار چھوڑے۔ت) مسلمانوں کو بہکائے فتنہ وفساد پیدا کرے تو اس کا دفع اور قلوب مسلمین سے شبہات شیاطین کا رفع فرض اعظم ہے جو اس سے روکتا ہے "یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ یَبْغُوْنَهَا عِوَجًا" [1] میں داخل ہے کہ اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں کجی چاہتے ہیں۔ اور خلافت کمیٹی کا حیلہ اللہ کے فرض کو باطل نہیں کرتا نہ شیطان کے مکر کو دفع کرنے سے روکنا شیطان کے سوا کسی کا کام ہوسکتا ہے۔ جو ایسا کہتے ہیں اللہ عزوجل اور شریعت مطہرہ پر افتراء کرتے ہیں مستحق عذاب نار وغضب جبار ہوتے ہیں۔ ادھر ہندو سے وداد واتحاد منایا، ادھر روافض ومرزائیہ وغیرہم ملاعنہ کا سد فتنہ ناجائز ٹھہرایا، غرض یہ ہے کہ ہر طرف سے ہر طرح سے اسلام کو بے چھری حلال کردیں اور خود مسلمان بلکہ لیڈر بنے رہیں،

"وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۟" [2] (اور اللہ تعالٰی ظالم لوگوں کو راہ نہیں

---

[1] القرآن الکریم ۷ /۴۵

[2] القرآن الکریم ۲ /۲۵۸

دکھاتا۔ت) مسلمانوں پر فرض ہے کہ ایسے گمراہوں، گمراہ گرو، بے دینوں کی بات پر کان نہ رکھیں، ان پر فرض ہے کہ روافض و مرزائیہ اور خود ان بے دینوں یا جس کا فتنہ اٹھتا دیکھیں سد باب کریں، وعظ علماء کی ضرورت ہو وعظ کہلوائیں، اشاعت رسائل کی حاجت ہو اشاعت کرائیں، حسب استطاعت اس فرض عظیم میں روپیہ صرف کرنا مسلمانوں پر فرض ہے حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لما ظھرت الفتن اوقال البدع فلیظھر العالم علمه ومن لم یفعل ذٰلك فعلیه لعنة اللہ والملئکة والناس اجمعین لایقبل اللہ منه صرفا ولا عدلا [1]۔	جب ظاہر ہوں فتنے یا فساد یا بدمذہبیاں اور عالم اپنا علم اس وقت ظاہر نہ کرے تو اس پر اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی لعنت ہے۔ اللہ اس کا فرض قبول کرے نہ نفل،

جب بدمذہبوں کے دفع نہ کرنے والے پر لعنتیں ہیں تو جو خبیث ان کے دفع کرنے سے روکے اس پر کس قدر اشد غضب ولعنت اکبر ہوگی۔

"وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ۠ ﴿۲۲۷﴾" [2]۔ واللہ تعالٰی اعلم۔	اور ظالم جلدی جان لیں گے کہ وہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۱۰۰تا۱۰۲: از اجکوٹ کاٹھیاوار مسئولہ قاضی سید عبدالاول صاحب سنی حنفی ۱۳جمادی الآخر ۱۳۳۹ھ

(۱) کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک ہندومشرک کا لکچر مسجد میں ہو اور سننے کو مشرک اور مسلمان مسجد میں جمع ہوں اور تالی اور جے اور اللہ اکبر کے نعرے بلند کریں، تو آیا یہ جائز ہے یا ناجائز؟ زید کہتا ہے کہ یہ جائز ہے اور علمائے دین نے فتوٰی دیا ہے اس بابت دہلی وغیرہ شہروں میں ایسا ہوا ہے۔

(۲) اور اس روز جمعہ تھا تو جائے نماز اور مصلی وغیرہ بچھے ہوئے تھے اور اس کے اوپر کھلے پیر پھرنے والے مشرک پیر دھوئے بغیر پھرتے رہے تو اب یہ جائے نماز اور مصلی دھو کر پاک کئے جائیں یا نہیں؟

(۳) اور مولی شوکت علی ومحمد علی اور گاندھی وغیرہ خلافت کے نام کا جو چندہ کررہے ہیں اس چندہ میں

---

[1] الفردوس بماثور الخطاب حدیث ۱۷۱۲ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۳۲۱ وصحیح البخاری ۲/ ۱۰۸۴

[2] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

روپیہ دیا جائے یا نہیں؟ **بینوا توجروا** (بیان فرماؤ اور اجر وثواب پاؤ۔ت)

(نوٹ): یہاں پر راجکوٹ میں ایک گاندھی کا چیلا آیا ہوا ہے اور لکچر کرکے ہنود مشرک اور مسلمان کو ایک کرنا چاہتا ہے اور مسلمان کثرت سے شامل ہورہے ہیں اور مالی امداد بھی دے رہے ہیں اور آئندہ بھی خوف ہے کہ مسجد میں لکچر ہوں گے للہ آپ بہت جلد اس مسئلہ کا جواب مرحمت فرمائیں تاکہ اس خرافات کا بندوبست ہو۔

الجواب:

(۱) یہ حرام حرام سخت حرام ہے، توہین مسجد ہے۔ تعظیم مشرک ہے۔ تذلیل اسلام ہے۔ جہاں ہوا ابلیس کے فتوے سے ہوا کسی مسلمان عالم اسلام نے اس کے جواز کا فتوٰی نہ دیا، اور جو پابندی اسلام سے آزاد اور کفر ابلیس کے غلام ومنقاد ہوں نہ وہ قابل فتوٰی نہ ان کے بکنے پر التفات روا۔ **والتفصیل فی المحجۃ المؤتمنۃ فی اٰیۃ الممتحنۃ** (اس کی تفصیل رسالہ **المحجۃ المؤتمنۃ فی اٰیۃ الممتحنۃ** میں بیان کی گئی ہے۔ت) **واللہ تعالٰی اعلم۔**

(۲) کتا اگر جانماز پر چلا جائے اور اس کے پاؤں اور جانماز دونوں خشک ہوں تو بالاتفاق اس کا دھونا لازم نہیں آتا تو مشرکوں کے یوں پھرنے سے مسجد کو توہین ضرور ہوئی مگر مصلّٰی ناپاک نہ ہوئے، **واللہ تعالٰی اعلم۔**

(۳) گاندی کو امام بنانا ہندوؤں مشرکوں سے اتحاد منانا سخت سے سخت حرام کبیرہ ودشمنی اسلام ہے۔ اسلام کی بیخ کنی کے لئے چندہ دینا کسی مسلمان کا کام نہیں۔

یعنی اس وقت تو مال دے رہے ہیں پھر قیامت میں اس دینے کی حسرت اٹھائیں گے ہاتھ چاٹیں گے کہ مال بھی دیا اور خدا کا غضب بھی سر پر لیا پھر مغلوب ومقہور کرکے جہنم میں پھینک دئے جائیں گے۔	**قال اللہ** "**فَسَیُنۡفِقُوۡنَہَا ثُمَّ تَکُوۡنُ عَلَیۡہِمۡ حَسۡرَۃً ثُمَّ یُغۡلَبُوۡنَ ۬ؕ**"[1]۔

ترکوں کی حمایت اور اماکن مقدسہ کی حفاظت کا نام دھوکے کی ٹٹی بنا رکھا ہے۔ صاف چھاپ چکے ہیں کہ اگر ترکی مسئلہ حسب خواہش فیصل بھی ہوجائے جب بھی ہماری کوشش برابر جاری رہے گی جب تک گنگا جمنا کی مقدس زمینیں آباد نہ کرالیں، صاف چھاپ چکے ہیں کہ اگر ترک بھی ہندوستان پر چڑھ آئیں تو ہم ان سے بھی لڑیں گے تو اصل غرض ہندوؤں کی جے منانا اور گنگا جمنا کی زمینوں کو مقدس کرانا ہے ایسی کفری غرض کے لئے چندہ دینا اسلام کی دشمنی اور اللہ واحد قہار کی سخت ناراضی ہے۔ **والعیاذ باللہ تعالٰی واللہ تعالٰی اعلم۔**

---

[1] القرآن الکریم ۸/ ۳۶

مسئلہ ۱۰۳: ضلع بھاگلپور ڈاک خانہ سبور موضع ابراہیم پور مسئولہ محمد شریف عالم صاحب ۱۵ جمادی الآخرہ ۱۳۳۹ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں، زید، عمرو، بکر تین اشخاص ہیں جن کی تعریف ذیل میں درج ہے:

(۱) زید ایک وہابی کافر مرتد شخص ہے۔

(۲) عمرو ایک پکا سنی خوش عقیدہ مسلمان ہے لیکن زید مذکور کے مکان پر جاتا آتا ہے۔اس سے ہم کلام ہوتا ہے اس کے یہاں کھاتا پیتا ہے لیکن زید مذکور کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا اور نہ مناکحت کرتا ہے بلکہ اس سے عقیدہ و نفرت رکھتا ہے اور اس کے کفر میں شک نہیں کرتا، ایسی صورت میں کیا عمرو بھی مثل زید کے عندالشرع وہابی کافر مرتد ہوجائے گا یا صرف فاسق گنہگار ہوگا یا کچھ بھی نہیں؟

(۳) بکر ایک پکا سنی خوش عقیدہ مسلمان ہے اور زید مذکور کے نہ مکان پر آتا جاتا ہے۔نہ اس سے گفتگو کرتا نہ اس کے یہاں کھاتا پیتا ہے نہ زید مذکور کے پیچھے نماز پڑھتا اور مناکحت کرتا ہے بلکہ اس کو کافر مرتد سمجھتا اس کے کفر میں شک نہیں کرتا اس سے نفرت دینی ودنیوی ہر دو پہلو رکھتا ہے ہاں عمرو مذکور سے جو پکا سنی صحیح العقیدہ ہے راہ ورسم رکھتا ہے اس سے ہم کلام ہوتا ہے اس کے یہاں کھاتا پیتا ہے اس کے گھر پر جاتا آتا ہے۔ایسی صورت میں کیا بکر مذکور مثل زید کے عندالشرع وہابی کافر مرتد ہوجائیگا یا صرف فاسق گنہگار ہوگا یا وہابی اور نہ فاسق ہوگا بلکہ مسلمان صحیح العقیدہ رہے گا، صورت مذکورہ بالا نمبر ۲ و نمبر ۳ کا جواب بالتفصیل ارقام فرمائیں۔

الجواب:

صورت مذکورہ میں عمرو بکر دونوں سنی مسلمان ہیں ان میں کوئی کافر یا گمراہ نہیں مگر عمرو فاسق گنہگار ہے کہ مرتد سے میل جول رکھتا ہے۔

وقد قال الله تعالٰی "وَلَاتَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ" [1]۔ وقال صلی الله تعالٰی علیه وسلم فایاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتونکم [2]۔	اور اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: (لوگو!) ظالموں کی طرف مائل نہ ہو ورنہ تمھیں آگ چھوئے گی، اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ان سے بچو، کہیں وہ تمھیں گمراہ نہ کردیں اور تمھیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ (ت)

[1] القرآن الکریم ۱۱ / ۱۱۳

[2] صحیح مسلم باب النھی عن الروایۃ الضعفاء قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ / ۱۰

اور بکر کا عمرو سے ملنا اگر بربنائے مصلحت شرعیہ ہو کہ اس سے امید ہے کہ اس کی نصیحت مانے اور زید سے ملنا چھوڑ دے تو حرج نہیں ورنہ نامناسب ہے خصوصا اس حالت کہ بکر کوئی اعزاز علمی ودینی رکھتا ہو کہ ایسے کو فاسق سے بے ضرورت اختلاف مکروہ ہے۔ عالمگیری میں ہے:

یکرہ للمشہور المقتدٰی بہ الاختلاط الی رجل من اھل الباطل والشر الابقدر الضرورۃ لانہ یعظم امرہ بین ایدی الناس ولو کان رجلا لایعرف یداربہ لیدفع الظلم عن نفسہ من غیر اثم فلا باس بہ کذا فی الملتقط[1] واللہ تعالٰی اعلم۔	جو شخص مشہور ہو اور لوگوں کا پیشوا ہو اسے اہل باطل اور صاحب شر لوگوں سے میل ملاپ رکھنا مکروہ ہے۔ہاں اگر قدرے ضرورت کی اجازت ہے کیونکہ لوگوں میں اس کی شان معظم ہے لیکن اگر کوئی شخص غیر معروف ہو تو اس سے مصالحت رکھنا تاکہ اپنی ذات سے بغیر گناہ ظلم کا دفاع ہوجائے اور اس میں کوئی حرج نہیں، فتاوٰی ملتقط میں اسی طرح مذکور ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۱۰۴: از شہر محلّہ ذخیرہ چاہ چڑیماراں مسئولہ شمشیر علی قادری رضوی ۱۱رجب المرجب ۱۳۳۹ھ

حضور پرنور اعلحضرت قبلہ وکعبہ دام برکاتہم، حضور! یہ جلسہ وہابیوں ک جو ۲۴، ۲۵، ۲۶ مارچ کو متصل مسجد نو محلّہ ہونے والا ہے اس میں اہلسنت وجماعت خصوصا حضور کے مریدین کو جلسہ مذکور میں شریک ہونا جائز ہے یا ناجائز؟ اہل وہابیوں وہاں جائیں گے، ایسے جلسے میں جہاں وہابی ہوں ہم اہلسنت وجماعت کو جانا جائز ہے یا ناجائز؟ امید کہ حضور اپنے مہر اور دستخط سے مشرف فرمائیں تاکہ ہم اہل السنت والجماعت شریک ہونے سے پرہیز کریں، بینوا توجروا (بیان فرماؤ تاکہ اجر وثواب پاؤ۔ت)
شمشیر علی قادری رضوی محلّہ ذخیرہ چاہ چڑیماراں بریلی نیاز محمد رضوی شمس الحسن رضوی ذخیرہ

الجواب:

وہ کہ وہابیہ ودیوبندیہ ومخالفان دین وغلامان مشرکین کا جلسہ ہو اس میں سنی کو شرکت کیسے حلال ہوسکتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ایاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم[2]۔	ان سے دور بھاگو اور انھیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تم کو فتنے میں نہ ڈال دیں۔

[1] فتاوٰی ہندیہ کتاب الکراھیۃ الباب الرابع عشرہ نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۴۶
[2] صحیح مسلم باب النھی عن الروایۃ عن الضعفاء الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۰

سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کے متوسلین کو بالخصوص تاکید ہے کہ یک لخت ایسے لوگوں سے دور رہیں تاکہ اپنے رب جل وعلا اور اپنے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نزدیک رہیں۔**واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۱۰۵تا۱۲۴: از بدایوں مرسلہ عبدالماجد از نام حبیب الرحمٰن ۱۲رجب ۱۳۳۹ھ

(۱) خلافت ترک صحیح ہے یا نہیں؟

(۲) خلیفۃ المسلمین سے بغاوت کرنے والے کے لئے کیا حکم آیا ہے اس باغی سے قتال واجب ہے یا نہیں؟

(۳) بادشاہ اسلام سے کوئی غیر مسلم حکومت جنگ کرے ممالک اسلامیہ پر حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر جس طرح ممکن ہو بادشاہ کی اعانت اور حکومت کو نقصان پہنچانا فرض ہے یا نہیں؟

اہل اسلام کو یہ جائز ہے یا نہیں کہ خلیفہ کے مقابلے میں کفار نصارٰی کی مالی امداد کریں

(۵) مسلمانوں پر یہ حرام ہے کہ یا نہیں کہ حکومت نصارٰی کی فوج میں ملازم ہو کر اپنے برادران اسلام سے مقابلہ مقاتلہ کریں۔

(۶) شرعاان لوگوں کے واسطے کیا سزا مقرر ہے جو مخالف اسلام لشکر کے ساتھ شریک ہو کر عمداً مسلمانوں کو قتل کریں۔

(۷) نصارٰی کی وہ ملازمتیں جن میں خلاف شرع فیصلے کرنے پڑتے ہیں (مثلاً ڈپٹی کلکٹری وغیرہ) جائز ہیں یا نہیں، ارشاد باری عزاسمہ:

"وَمَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ۝۴۴"[1] "وَمَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۝۴۵"[2] "وَمَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۝۴۷"[3]	اور جو کوئی اللہ تعالٰی کے نازل کئے ہوئے احکام کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو وہی لوگ کافر ہیں، اور جو کوئی اللہ کے نازل کئے ہوئے کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو وہی لوگ ظالم ہیں، اور جو اللہ کے اتارے ہوئے کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی لوگ نافرمان ہیں۔(ت)

کے کیا معنٰی ہیں:

(۸) یونہی انریری مجسٹریٹی جس میں قانون کی پابندی لازم ہے اگرچہ وہ خلاف شریعت ہو جائز ہے

---

[1] القرآن الکریم ۵/۴۴

[2] القرآن الکریم ۵/۴۵

[3] القرآن الکریم ۵/۴۷

یا حرام؟ اور بموجب فرمان الٰہی:

"وَلَا تَعَاوَنُوۡا عَلَی الۡاِثۡمِ وَالۡعُدۡوَانِ" [1]	گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ (ت)

مسلمانوں پر اس کا ترک واجب ہے یا نہیں؟

(۹) نصارٰی سے موالات جائز ہے یا نہیں؟ یونہی ان کی تعظیم درست ہے یا نہیں؟

(۱۰) یہاں مذہبی منافرت میں نصارٰی کا حکم ہنود سے سخت ہے یا نہیں؟

(۱۱) بڑے دن میں نصاری کو ڈالی دینا حرام ہے یا نہیں؟

(۱۲) کسی نصرانی حاکم یا شہزادے کے جلوس میں شرکت کیسی ہے؟ ایسے شخص پر جو اس جلوس میں شریک ہو لزوم کفر و تجدید اسلام و تجدید نکاح کا حکم ہے یا نہیں؟

(۱۳) نصارٰی سے ترک معاملت بیع و شراء وغیرہ جائز ہے یا نہیں؟

(۱۴) مشرکین سے اس طور پر مدد لینا کہ کوئی بات خلاف شرع لازم نہ آتی ہو جائز ہے یا ناجائز؟

(۱۵) مسلمانوں کو علی گڑھ کالج کی امداد حرام ہے یا کیا؟

(۱۶) لڑکوں کو اس میں پڑھنا اور پڑھوانا درست ہے یا نہیں؟

(۱۷) اس کی ملازمت کیسی ہے؟

(۱۸) جزیرۃ العرب خصوصاً مکہ معظّمہ ومدینہ منورہ بالخصوص حرم شریف کے اندر مشرکین ویہود ونصارٰی کے داخل ہونے کی ممانعت ہے یا نہیں؟

(۱۹) جو شخص قصداً ان کو حرمین محترمین کے اندر داخل کرے اور اس کا باعث ہو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

(۲۰) بلاد اسلامیہ و مقامات متبرکہ اور مساجد خصوصاً مسجد اقصٰی کا قبضہ ہوجانے یا بیحرمتی ہونے کی حالت میں مسلمانوں پر جلسے کرنا، رزولیوشن پاس کرنا وغیرہ فرض ہے یا نہیں؟

الجواب:

(۱) ترک اور تو نے کیا جانا کیا ترک۔ صدہا سائل سے حامیان دین متین اور حافظان بیضہ دین خادمان حرمین محترمین اور ماہااٰن قلب وعین ان کے اخیار نہ خلفاء کہ بیسوں خلفاء کہلانے والوں سے افضل واعلٰی خیر خواہی ونصیحت اور بقدر قدرت اعانت کی فرضیت لفظ خلافت پر موقوف جاننا جہالت

---

[1] القرآن الکریم ۵ /۲

اور اس کے لئے محض بلاوجہ احادیث متواترہ واجماع صحابہ واجماع تابعین واجماع ائمہ دین وعقیدہا جملہ اہلسنت وجماعت کارد کرنا اور خارجیوں معتزلیوں کا دامن پکڑنا ضلالت۔

(۲) یہ سوال اول پر متفرع تھا۔

(۳) جو جس قدر پر قادر ہو شرع اسی قدر کا اسے حکم فرماتی ہے اس سے آگے بڑھانا شرع پر زیادت اور اللہ پر افترااور مسلمانوں کی بدخواہی ہے۔

(۴) لفظ خلیفہ سائل نے حماقۃً بڑھایا کیا سلطنت اسلام کی بدخواہی میں حرج نہیں رسیدیں دیں مددیں دیں چندے دئے، طبّی وفد کا سامان کہ جنگ بلقان میں مسلمانوں نے ترک کے لئے خریدا تھا گورنمنٹ کو دے دے جو بمقابلہ ترک استعمال میں آیا۔

(۵) مسلمان بادشاہ کی فوج میں بھی نوکر ہو کر خواہ بے نوکری مسلمانوں سے مقاتلہ کسی حال میں جائز نہیں مگر باغیوں خارجیوں وامثالہم سے تو اہل خلافت کمیٹی جن کا مقولہ ہے کہ ہم ہندی قوم پرست ہیں ہمارا فرض ہے کہ ترکی بھی ہندوستان پر چڑھائی کرے تو ہم اس کے خلاف تلواریں اٹھائیں، خلافت کمیٹی کے طور پر بھی کافر وخارج از اسلام ہیں۔

(۶) اس کا جواب جواب سابق سے واضح ہے۔ سب جانتے ہیں کہ عمداً قتل ناحق مسلم اشد کبائر سے ہے اگرچہ لشکر مسلمین کے ساتھ ہو اس کی سزا اگر پارٹی دے سکتی ہے تو پہلے اپنے لیڈروں کو دے جن کا قول مذکور ہوا۔

(۷) شرع مطہر کا حکم عام ہے اسلامی ریاست خواہ اسلامی سلطنت کی بھی وہ ملازمت جس میں خلاف شرع حکم کرنا ہو جائز نہیں، قصداً خلاف شریعت حکم کرنا اگر براہ عناد یا استحسان یا استحلال مخالفت یا استخفاف حکم شریعت ہو کفر ہے ورنہ ظلم وفسق، اور یہ کچھ ملازمت ہی پر موقوف نہیں، نہ مقدمات سے خاص ویسے ہی جو شخص خلاف **ماانزل اللہ** حکم کرے گا انھیں صورتوں پر کافر، ظالم، فاسق ہے جیسے یہ لوگ کہ ہندوؤں سے اتحاد منارہے ہیں، ان سے استمداد کررہے ہیں ان سے بھائی چارہ گانٹھ رہے ہیں انھیں رہنما اور آپ ان کے پس رو بن رہے ہیں معاملہ دینی میں ان کی اطاعت کررہے ہیں جو وہ کہتے ہیں وہی مانتے ہیں انھیں مسجدوں میں لیجا کر مسلمانوں کا واعظ بناتے ہیں ان کی خاطر شعار اسلام بند کرتے ہیں ان کے معاہد وحلیف بنتے ہیں انھیں اپنا خیر خواہ سمجھتے ہیں وغیرہ وغیرہ کہ تمام لیڈر بننے والے ان میں مبتلا ہیں اور انھیں باتوں کا عوام کو حکم دیتے ہیں سب انھیں آیات **کفرون**، **ظلمون**، **فٰسقون** کے تحت میں داخل ہے کہ یہ سب باتیں خلاف **ماانزل اللہ** ہیں۔

(۸) اس کا جواب جواب سابق سے واضح۔

(۹) موالات کسی غیر مسلم بلکہ کسی غیر سنی سے جائز نہیں، مجرد دنیوی معاملات سوائے مرتد سب جائز ہے ہنود وہابیہ ودیوبندیہ سے جو موالاتیں خلافت کمیٹی والے کر رہے ہیں وہ سخت حرام وتباہی دین وموجب لعنت رب العالمین ہے کتابیوں سے بدتر مجوس ہیں، مجوس سے بدتر مشرکین ہےں، جیسے ہنود مشرکین سے بدتر مرتدین ہےں جیسے وہابیہ خصوصا دیوبندیہ سائلوں کی وہ پارٹی ہنود وہابیہ کی کیا کیا تعظیمیں کررہی ہے جو حسب روشن تصریحات فقہائے کرام کفر ہے۔کیا پارٹی زیر حکم شریعت نہیں یا مسئلہ تعظیم کفار سے ہنود وہابی، دیوبندی مستثنٰی ہیں، ہر گز نہیں، ہاں صورت ضرورت سلطنت مستثنٰی ہے **کما یفیدہ مافی المدارك والمفاتیح وغیرھما** (جیسا کہ مدارک اور تفسیر کبیر وغیرہ میں اس کا افادہ پیش فرمایا۔ت) خود قرآن عظیم اس استثناء پر دال۔ "**وَاللّٰہُ یَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ**"[1] (اور اللہ تعالٰی فساد کرنے والے اصلاح کرنے والے کو جانتا ہے۔ت)

(۱۰) مذہبی منافرت بحسب مراتب کفر وضلالت ہے۔ ہنود مشرک بت پرست ہیں اور شرک بدترین اصناف کفر سے ہے۔ تو ہنود ہی سے مذہبی منافرت اشد وآکد ہے۔ اور ہنود سے بھی سخت تر منافت کے مستحق وہابیہ دیوبندیہ ہیں کہ مرتدین ہیں لیکن ہندوؤں اور دیوبندیوں سے اتحاد منایا جارہاہے، انھیں جگر کا پارا آنکھ کا تارا بنایا جارہاہے۔ اسلام واحد قہار کے حضور تمھارا شاکی ہے۔

(۱۱) بڑے دن کا حکم پارٹی کے جگری بھائیوں کی ہولی دوالی سے خفیف تر ہے اور ماتھوں پر ہندوؤں سے قشقے لگوانا سب سے سخت تر۔ اگر ثابت ہو کہ یہ دن ولادت سیدنا عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے تو بے شک شرع میں ہر نبی کا روز ولادت صاحب عظمت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے وجوہ فضیلت روز جمعہ سے پہلی وجہ یہی ارشاد فرمائی کہ اس میں تخلیق سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوئی، صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

خیر یوم طلعت علیه الشمس یوم الجمعة فیه خلق اٰدم[2]	سب سے بہتر دن کہ جس پر سورج طلوع ہوا ہو روز جمعہ ہے۔ اس میں حضرت آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پیدا کئے گئے۔ الحدیث (ت)

[1] القرآن الکریم ۲/ ۲۲۰

[2] صحیح مسلم کتاب الجمعۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۸۲

ابن ماجہ نے ابولبابہ ابن عبدالمنذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

ان یوم الجمعۃ سید الایام واعظمھا عند اللہ تعالٰی فیہ خمس خصال خلق اللہ فیہ اٰدم [1]۔	یقینا روز جمعہ تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ تعالٰی کے نزدیک ان سب سے عظیم تر ہے۔اس میں پانچ خصلتیں ہیں۔ایک یہ کہ اس میں اللہ تعالٰی نے حضرت آدم کو پیدا فرمایا۔(ت)

اگر کوئی اس نکتے سے غافل ہو کر(جس سے آج بڑے بڑے لیڈر بننے والے اور تمام عوام غافل ہیں کہ شرع مطہر میں تاریخ قمری معتبر ہے نہ کہ شمسی، علماء نے فرمایا اپنے معاملات میں بھی مسلمانوں کو اس کے اعتبار کی اجازت نہیں۔

قال اللہ تعالٰی " اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ مِنْهَاۤ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ" [2]۔	اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: یقینا مہینوں کا شمار اللہ تعالٰی کے نزدیک بارہ مہینے ہیں نوشتہ الٰہی میں، جب سے اس نے آسمان اور زمین پیدا فرمائے، ان میں چار عزت وحرمت رکھتے ہیں اور یہی ٹھیک دین ہے۔(ت)

اسے روز ولادت مسیح علیہ الصلٰوۃ والسلام جان کر بہ نیت تعظیم نبوت نہ کہ بہ نیت تشبہ نصارٰی تعظیم کرے، وہ ہر گز ہولی دوالی کی تعظیم مثل نہیں ہوسکتا کہ وہ اسی غفلت نکتہ کے باعث غلطی ہوئی، اور یہ کفر ہے، تنویر الابصار میں ہے:

الاعطاء باسم النیروز والمھرجان لایجوز وان قصد تعظیمہ یکفر [3]۔	نیز ور اور مہرجان کے نام پر کچھ دینا جائز نہیں، اگر ان کی تعظیم کا ارادہ کرے تو کافر ہوجائے گا۔(ت)

پھر ڈالی والوں کی نیت بوجہ سلطنت خوشامد ہوتی ہے جس میں کسی نہ کسی وجہ پر عوام کو ابتلاء ہے اور خود لیڈر بننے والوں کو اب تک یا آج سے پہلے کل تک تھا بلکہ غناء کے سبب خوشامد مسلمان امراء کے ساتھ

---

[1] سنن ابن ماجہ ابواب اقامۃ الصلٰوۃ والسنۃ فیہا باب فی فضل الجمعۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۷۷

[2] القرآن الکریم ۹ /۳۶

[3] درمختار شرح تنویر الابصار مسائل شتی مطبع مجتبائی دہلی ۲ /۳۵۰

کب رواہے،

من تواضع لغنی لاجل غناہ ذھب ثلث دینہ [1]۔	جس نے کسی مالدار کی اس کے سرمایہ دار ہونے کی وجہ سے عزت وتواضع کی اس کا دو حصے دین ضائع ہوگیا۔(ت)

اس سے بچتے ہیں تو وہی بچتے ہیں جن کو اللہ عزوجل نے نعمت زہد وقناعت ومجانبت امراء عطافرمائی ہے "وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ ؕ" [2] (اور وہ بچنے والے بہت تھوڑے ہیں۔ت)

یوں بھی تحائف ہوولی ودوالی ناجائز تر ہیں کہ بلاوجہ کفار کی طرف میل ہیں خصوصا جب اس اتحاد ملعون کے سبب ہوں جس کی آگ نے آج مشتعل ہوکر ان لوگوں کا دین یکسر پھونک دیا۔

(۱۲) عجب کی وہ پارٹی جسے عمر بھر ایسی ہی باتوں اور ان سے زائد میں ابتلا رہا اور ہنود کے ساتھ بہت اخبث واشنع ہیں اب علانیہ مبتلا ہے ایسے سوال ان بندگان خدا سے کرے جن کو ہمیشہ تلوث دنیا سے بکرمہ تعالٰی محفوظ رکھا ایسے افعال اگر بضرورت صحیحہ ہوں محذور نہیں اور خوشامد سلطنت کے لئے ہوں جب بھی شرکت کفر نہیں کہ لزوم کفر ہو،آگے حکم وفرق اسی طرح ہیں جو ابھی گزرے خوشامد سلطنت نہ اضطرار ہے نہ مفید دین ٹھہرا کر خالص طیب قلب سے استحسان واختیار بخلاف پرستش جلوس گاندھی وغیرہ مشرکین کہ اس اتحاد ملعون کی بناپر ہے جسے بہبود دین بنا کر غایت درجہ استحسان میں بتایا جاتاہے تو وہ ضرور شرکت کفر ہے۔اور اس پر لزوم کفر اور تجدید ایمان ونکاح کا حکم،ہاں جسے نہ یہ اتحاد منظور تھا نہ تعظیم شرک مقصود محض بطور تماشا جلوس گاندھی میں شریک ہوا اس پر بھی لزوم کفر نہیں،البتہ اتنا کہا گیا اور یہ ضرور حق ہے کہ حرام فعل کا تماشا دیکھنا بھی حرام ہے۔

(۱۳) معاملات مجردہ مثل بیع وشرائے اشیاء مباحہ شرع نے کسی خاص قوم سے واجب کئے نہ حرام،مباح کا فعل وترک یکساں ہے جب تک خارج سے کوئی وجہ داعی یا مانع نہ پیدا ہو مگر کسی امر مباح کو شرعا فرض ٹھہرا لینا جائز جیسا پارٹی والے کررہے ہیں یہ قطعاً حرام اور شریعت مطہرہ پر افتراء واتہام ہے

(۱۴) ان مشرکین سے دین میں مدد لینی ہی حرام ہے۔کوئی بات خلاف شرع لازم نہ آنا کیا معنی،اس کی تفصیل المحجۃ المؤتمنہ میں ہے:

(۱۵و۱۶) کالج ہو یا مدرسہ اگرچہ کیسا ہی دینی کہلاتا ہو اعتبار تعلیم کا ہے اگر اس میں دین اسلام یا مذہب اہلسنت یا شریعت مطہرہ کے خلاف تعلیم دی جاتی تلقین کی جاتی ہے تو اس کی امداد بھی حرام

---

[1] کشف الخفاء حدیث ۲۴۴۲ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۲۱۵

[2] القرآن الکریم ۳۸/ ۲۴

اوراس میں پڑھنا پڑھوانا بھی حرام، علی گڑھ کالج زمانہ پیر نیچر میں ان باتوں کا معدن تھا اور اب اس کی حالت جہاں تک معلوم ہے عام کالجوں کی ہے مسلمانوں بچوں کو زندیق وبے دین بنانے کی خاص لگاتار جان توڑ کوشش جو پیر نیچر کو تھی ظاہرا اب اس میں اس کا جانشین کوئی نہیں۔ایک انگریزی کی تعلیم گاہ ہے جس میں حساب، ریاضی، ہندسہ، جبر ومقابلہ وغیرہ علوم جائزہ کے ساتھ سائنس وجغرافیہ بھی پڑھائے جاتے ہیں کہ بعض کفریات پر مشتمل ہیں جس طرح درس نظامی کے عام مدارس میں فلسفہ قدیمہ پڑھاتے ہیں وہ کیا کفریات سے خالی ہے قدم زمانہ وقدم عقول وقدم افلاک وقدم انواع عناصر خالقیت عقول ومسئلة الواحد لای صدر عنه الاالواحد (اور یہ مسئلہ ہے کہ سے صرف ایک ہی صادر ہوتا ہے۔ت) فلاسفہ قدیم کا یہ خیال ہے) ونفی علم جزئیات وغیرہا کثیر کفریات کیا اس میں نہیں پھر اگر پڑھانے والے پڑھائیں اور پوری کوشش سے اس کارد طلبہ کے ذہن نشین نہ کریں تو وہ سب نظامی مدارس علی گڑھ کالج ہی ہیں اور اگر علی گڑھ کالج کے معلم حرکت ارض وسکون شمس وغیرہا کفریات کارد متعلّمین کے ذہن نشین کریں تو وہ بھی ایک مدرسہ نظامیہ کے رنگ پر ہے۔ہاں اب خصوصیت کے ساتھ تمام ہندوستان میں تعلیم کفر وتلقین ارتداد وسلب ایمان کا مرکز مدرسہ دیوبند ہے جو کمیٹی کے شیخ الہند اور بہت جو شیلے لیڈروں کا مرجع وماوی ہے یونہی دہلی، سہارن پور، میرٹھ، بریلی وغیرہا کے مدرسے جو اسی مدرسہ دیوبند کی فاسد شاخیں ہیں ان سب میں امداد قطعاً حرام اور پڑھنا پڑھانا حرام قاطع اسلام، اب علی گڑھ کے متعدد پڑھے ہوئے مسلمان پائے لیکن دیوبند اور اس کی شاخوں کا رنگ جس پر چڑھا وہ اللہ ورسول کو گالیاں دینے والا مرتد ہی نظر پڑا۔

(۱۷) کالج ہو یا مدرسہ جس کی ملازمت اعانت کفر یا ضلال یا حرام کے لئے ہو باختلاف احوال کفر یا ضلال یا حرام ہے، اور جو ملازمت اس سے پاک ہو اس میں حرج نہیں، اور اگر کوئی عالم خدا شناس خداترس، سنی المذہب، حامی دین، ایسی جگہ تعلیم کی ملازمت اس نیت سے کرے کہ کفریات سے طلبہ کو بچاؤں گا ان کا رد ذہن نشین کروں گا گمراہی کی طرف نہ جانے دوں گا، اور ایسا ہی کرے تو اس کے لئے اجر عظیم ہے۔وہ بازار میں ذاکر کے مثل ہے کہ اموات میں زندہ ہے نہیں نہیں بلکہ جو موت کے منہ میں ہیں انھیں زندگی کی طرف لانے والا۔

(۱۸و۱۹) حرم شریف سے سائلوں کی مراد مسجد الحرام شریف ہے ورنہ مکہ معظّمہ ومدینہ منورہ خود حرم ہیں بلکہ ان کے گردو پیش کے جنگل بھی، مسجد الحرام شریف نہ صرف مسجد الحرام، کسی مسجد میں کسی کافر حربی کالے جانا مطلقًا ناجائز ہے خصوصا یہ ظلم جو اہل پارٹی نے متعدد مساجد کے ساتھ برتا کہ ان میں مشرکین کو بطور استعلاء لے گئے اور انھیں واعظ مسلمین بنا کر مسلمانوں سے اونچا کھڑا کیا اور مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ

وسلم کے مسند پر جلوہ دیا یہ خاص وحی شیطان و مخالف دین وایمان ہوا پھر اسکی حلت پر زور دینا اور اغوائے مسلمین کے لئے اس کے جواز میں رسائل لکھنا صریح نیابت ابلیس اور اپنے باطنی کفر کی تلبیس ہے جزیرہ عرب شریف میں کفار کو ساکن و متوطن کرنا ناجائز ہے مگر مدتوں سے سلاطین جہاں حدود وغیرہ احکام شرعیہ بدل دیئے اس حکم پر بھی عامل نہ رہے تجارت وغیرہا کے لئے نہ آمد و رفت ممنوع نہ اس کی اجازت مدفوع۔

(۲۰) جلسے اور ریزولیوشن اگر معاملہ مسجد کانپور میں کئے جاتے تو ضرور امید منفعت تھی جس کا بیان "ابانۃ المتواری" سے واضح ہے۔ ملک اور وہ بھی اتنا وسیع اور وہ بھی مسلمانوں کا اور وہ بھی نصارٰی سے محض چیخ وپکار کی بناء پر واپس مل جانا کسی طرح قرین قیاس نہیں، شرع مطہر مہمل بات فرض نہیں کرتی، ہندوستان یا ذرا سا لکھنو ہی واپس لینے کے لئے لیڈر بننے والوں میں جن جن کے باپ دادا اہل علم تھے انھوں نے کتنے جلسے کئے کتنے ریزولیوشن پاس کئے، **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۱۲۵: از بھاگلپور مسئولہ عظمت حسین صاحب پیشکار سب جج، ۷ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ زید ایک شخص پکا سنی ہے اور اس کے یہاں برادری کی قید ہے اور چند لوگ اس کی برادری کے پکے وہابی ہیں، ان وہابیوں کی چند عورات زید سنی کے یہاں آیا کرتی ہیں اور زید ان کی پوری خاطر مدارات کرتا ہے اور پلاؤ قورمہ پکا کر کھلاتا ہے مطابق فتوی حسام الحرمین کے زید سنی رہا یا وہابی ہوگیا؟ آیا اسلام میں اس کے کسی قسم کا فرق آیا یا نہیں؟ دائرہ اسلام کے اندر رہا یا خارج ہوگیا؟ بیان زید یہ ہے کہ ہم اس کے عقیدہ کو برا سمجھتے ہیں مگر بخیال رشتہ کے اس کی خاطر کرتے ہیں بینوا توجروا

الجواب:

اگر فی الواقع زید اس کے مذہب کو برا اور وہابیہ کو کافر جانتا ہے تو وہ اس حرکت سے وہابی تو نہ ہوا مگر گنہ گار فاسق ضرور ہوا، اس پر توبہ لازم ہے اور آئندہ احتیاط فرض، برادری ہی کب رہی جب دین مختلف ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِیْمَانِؕ وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ(۲۳)"[1]	اے ایمان والو! اپنے باپ بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں اور جو ان سے دوستی کرے گا تو وہی پکا ظالم ہوگا۔

[1] القرآن الکریم ۹/ ۲۳

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لاتصاحب الا مؤمنا ولایاکل طعامك الاتقی، رواہ احمد وابوداؤد الترمذی [1] وابن حبان والحاکم باسانید صحیحۃ عن ابن سعید الخدری رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ واللہ تعالٰی اعلم۔	رفاقت نہ کر مگر مسلمان سے، اور تیرا کھانا نہ کھائے مگر پرہیز گار یعنی سنی، (امام احمد، ابوداؤد، جامع ترمذی، ابن حبان اور امام حاکم نے صحیح سندوں کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے روایت کیا، انھوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت فرمائی۔ واللہ تعالٰی اعلم (ت)

مسئلہ ۱۲۶ تا ۱۳۶: از مہرونا گھاٹ ڈاکخانہ قصبہ لار ضلع گورکھپور مسئولہ شیخ عباس و شیخ غوث علی و شیخ فضل حسین و شیخ رخت علی زمینداران ۲۲ رجب ۱۳۳۹ھ

کیافرماتے ہیں علمائے کرام ذیل کے مسائل میں، زید خیالات مندرجہ کی عام پر طور پر تبلیغ کرتا ہے جواب بحوالہ نام کتاب و عبارت و صفحہ و سطر درکار ہے۔

(۱) مشرک و کفار کے جنازہ میں مشایعت، کاندھا دینا اہل اسلام کے لئے نہ صرف جائز ہی نہیں بلکہ ضروری ہے۔

(۲) مساجد و عیدگاہ میں جلسہ وسبھا کرتا ہے اور تمام بت پرست بلاروک ٹوک آتے جاتے ہیں جس میں صدر جلسہ وسبھابت پرست مشرک ہوتا ہے عیدگاہ میں اس مشرک صدر کے لئے کرسی بچھائی جاتی ہے وہ اس پر بیٹھتا ہے اور نام کے اہل اسلام زمین پر ہوتے ہیں ستر عورت مشرکین کا عام طور پر کھلا ہوتا ہے جلسہ میں عام پر طور پر تالیاں بجتی اور مشرکین کے جے کے نعرے لگائے جاتے ہیں۔

(۳) سوم بکرے کے گوشت کا نرخ چھ پیسے مقرر کیا ہے اس لئے کہ ارزاں دیکھ کر اہل السلام کھائیں اور گائے کے گوشت سے احتراز کریں اور کہتا ہے کہ جو اس مقرر نرخ سے زائد دام لے یا زائد دام سے خریدے وہ سوئر بیچتا ہے اور سوئر خریدتا ہے۔ اور جو نرخ مقرر سے زائد دام دے کر بکرے کا گوشت کھائے وہ سوئر کھاتا ہے۔

---

[1] سنن ابی داؤد کتاب الادب باب من یؤمر ان یجالس آفتاب عالم پریس لاہور ۲ /۳۰۸، جامع الترمذی ابواب الزہد باب ماجاء فی صحبۃ المؤمن امین کمپنی کراچی ۲ /۶۲

(۴) شوالہ مندر میں جاکر لکچر دیتا ہے جس میں عالم اہل اسلام کو بھی شریک کرتا ہے اور کہتا ہے کہ جیسے مسلمانوں کا قرآن ایسا ہنود کا وید ہے مسلمانوں کو قرآن پر اور ہنود کو اپنے وید پر عمل کرنا چاہیے،

(۵) ہزار داڑھی بڑھاؤ ہزار مسجد بناؤ مسلمان نہیں کچھ ثواب نہیں جب تک ہنود کے ساتھ میل جول کرکے ساتھ ہو کر مالک کی بہبود میں سعی نہ کرو دیس بھگت نہ بنو۔

(۶) مسلمانوں کے امور فیصلہ کے لئے پنچایت مقرر کی ہے جس میں ہنود سرپنچ و پنچ میں ہر قسم کے فیصلہ جات شرعی کو بھی ان پنچوں سے کراتا ہے۔ بعض مواقع پر اہل اسلام نے کہا کہ ہم لوگ فلاں معاملہ کا فیصلہ بحسب شریعت چاہتے ہیں اس میں بھی دیگر اہل اسلام پنچ کے ساتھ ایک مشرک ہندو کو پنچ بناکر شریک فیصلہ کیا جب اہل اسلام نے اس پر اعتماد کیا کہ ہندو شرعی معاملہ میں کیسے پنچ ہوسکتا ہے تو ناراض ہو کر اس ہندو کی خاطر سے بلا فیصلہ اٹھ گیا اور کہا کہ میں اس وقت تک شریک فیصلہ نہیں ہوسکتا جب تک ہندو کو بحیثیت پنچ شریک فیصلہ نہ کروگے۔

(۷) لوگوں کو ترغیب و تحریص کرتا ہے کہ ہندو بھائی کی خاطر سے گائے کا ذبح کرنا اس کا گوشت کھانا چوڑ دو، اور اگر کوئی چھپا کر دوسرے گاؤں سے گائے کا گوشت لاتا ہے۔ اس پر تشدد کیا جاتا ہے۔

(۸) باجودیہ کہ ہر گاؤں میں قیام کر موقع مسجد کے علاوہ دوسرے مکان اہل اسلام پر آسانی سے ممکن ہے اور ہر اہل اسلام مکان پر قیام کو کہتا بھی ہے لیکن مسجد میں قیام، بود و باش خورد و نوش رکھتا ہے اور ہر وقت مشرکین و عوام کا مجمع عام رہتا ہے جس میں ہر قسم کا فیصلہ مسلم و غیر مسلم ہوتا ہے۔

(۹) مسلمانوں سے محض دباؤ کے خیال سے ایک پرامیسری پرونوٹ ہر فیصلے سے پہلے رکھوالیتا ہے کہ بعد فیصلہ اگر فیصلے سے انکار کروگے تو یہ پرونوٹ کا روپیہ تم سے وصول کرلیا جائے گا یا نقد روپیہ جمع کراتا ہے اور اگر فیصلہ پنچی سے انکار کروگے تو یہ روپیہ سوخت ہو جائے گا، جس خیال کی تبلیغ کرتا ہے اس پر وہ ترک صلوٰۃ وارتکاب منہیات پر جرمانہ ایک مقدار میں وصول کرتا ہے۔

(۱۰) فیصلہ معاملات کے لئے جو لوگ درخواست پنچایت میں دیتے ہیں ان میں سے عہ ۴/ یا کم سے کم ۵/ رسوم وصول کیا جاتا ہے۔

(۱۱) اہل ہنود سے بلا کسی معاوضہ کے بناء مسجد کے لئے زمین لی ہے اور اس کی تعمیر میں بھی ان سے ہر قسم کی مدد لیتا ہے۔

الجواب:

(۱) زید شریعت مطہر پر افتراء کرتا ہے جلد بتائے کہ کہاں شریعت نے مشرک وکافر کے جنازے

کو کندھا دینا اور مشایعت کرنا ضروری بتایا ہے ورنہ کریمہ:

"وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ؕ" [1]	(لوگو! جو کچھ تمھاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں اس کے متعلق یہ نہ کہا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے تاکہ تم اللہ تعالٰی پر جھوٹ باندھو بیشک جو لوگ اللہ تعالٰی کے ذمے جھوٹ لگاتے ہیں وہ کبھی کامیاب نہ ہوں گے۔(ت)

میں داخل ہونے کا اقرار کرے، حدیث میں تو روافض کے لئے فرمایا: **وذا ماتوا فلا تشھدوھم** [2] (اور جب وہ مرجائیں تو ان کی نماز جنازہ میں حاضر نہ ہوں۔ت) نہ کہ کفار اگر اس کا حکم ہوتا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ضرور جنازہ ابوطالب کی مشایعت فرماتے۔

(۲) یہ تعظیم مشرک ہے اور تعظیم مشرک کفر ہے۔ ظہیریہ واشباہ ودرمختار میں ہے: **تبجیل الکافر کفر** [3] (کافر کی تعظیم کفر ہے۔(ت) مشرک کا اس طرح مسجد میں لے جانا بلاشبہ حرام ہے۔المحجۃ المؤتمنہ میں اس کی تفصیل تام ہے۔اور مساجد وعیدگاہ میں ایسے جلسے اور سبھائیں حرام ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: **ان المساجد لم تبن لھذا** [4] (مسجدیں اس لئے تعمیر نہیں ہوئیں۔ت) مشرک کی جے پکارنا مشرک کا کام ہے رب عزوجل اس پر غضب فرماتا ہے اور عرش الٰہی ہل جاتا ہے **کما فی الحدیث** [5] **عنہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم** (جیسا کہ حدیث پاک میں حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت ہے۔ت)

(۳) یہ اس کے منہ کا سوئر ہے، مسلمانوں پر اس کا کیا اثر ہے۔وہ اس شریعت پر افترا کر رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: **لاتسعرو** [6] (لوگو! قیمتیں مقرر نہ کرو۔ت) بلکہ اگر بیچنے والے اس کے جبر سے اتنا ارزاں بیچیں تو خریدنا اور کھانا حرام ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

---

[1] القرآن الکریم ۱۶/ ۱۱۶

[2] کنز العمال حدیث ۳۲۵۴۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/ ۵۴۲، تہذیب تاریخ دمشق الکبیر ترجمہ حسین بن الولید السمین النیسابوری داراحیاء التراث العربی بیروت ۴/ ۳۶۹

[3] درمختار کتاب الحظر و الاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۵۱

[4] سنن ابی داؤد کتاب الصلٰوۃ باب فی کراھیۃ انشاد الضالۃ فی المسجد آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۶۸

[5] شعب الایمان حدیث ۴۸۸۶ دارالکتب العلمیہ بیروت ۴/ ۲۳۰

[6] کشف الخفاء حدیث ۳۰۱۴ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲/ ۳۲۱

"اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ" [1]	مگر یہ کہ تجارت تمھاری آپس کی رضامندی سے ہو۔(ت)

(۴) مندر ماوائے شیاطین ہے۔اس میں مسلمانوں کو جانا منع ہے۔ردالمحتار میں ہے:

فی التتارخانیة یکرہ للمسلم الدخول فی البیعة و الکنیسة حیث انه مجمع الشیاطین قال فی البحر الظاھر انھا تحریمة لانھا المرادة عند اطلاقھم اھ فاذا حرم الدخول فالصلٰوۃ اولی [2]۔	فتاوٰی تاتارخانیہ میں ہے کسی مسلمانوں کو یہودیوں، عیسائیوں کے گرجوں میں جانا مکروہ ہے اس لئے کہ وہ شیطانوں کے جمع ہونے کے مکانات ہیں،بحرالرائق میں فرمایاظاہر یہ ہے کہ یہاں کراہت سے کراہتِ تحریمی مراد ہے کیونکہ اطلاق کے وقت یہی مراد ہوا کرتی ہے اھ جب وہاں جانا حرام ہے تو پھر نماز پڑھنا بدرجہ اولٰی حرام ہے۔(ت)

جب اس میں یونہی جانا حرام ہے جن مقاصد فاسد کے لئے زید سا شخص لے جاتا ہو ان کا ذکر،قرآن عظیم کو مثل وید بتانا کفر ہے۔اور ہندوؤں کے وید پر عمل کا حکم کفر ہے اور حکمِ کفر کفر ہے۔

عام کتب میں ہے: الرضا بالکفر کفر [3] (کفر پر راضی ہونا کفر ہے۔ت)

(۵) مشرکین ہند سے میل جول حرام ہے۔

قال اللہ تعالٰی "وَلَا تَرْكَنُوْۤا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ" [4]۔	اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: ظالموں کی طرف مت جھکو ورنہ تمھیں آگ چھوئے گی۔(ت)

حرام کو مدار اسلام بنانا کفر ہے۔والتفصیل فی المحجة المؤتمنة (اور تفصیل المحجة المؤتمنه میں ہے۔ت)

(۶) یہ حرام ہے اور بحکم قرآن سخت ضلالت و بے دینی۔

قال اللہ تعالٰی "يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْۤا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْۤا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ۝۶۰" [5]۔	اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: وہ چاہتے ہیں کہ شیطان کے پاس اپنا فیصلہ لے جائیں حالانکہ انھیں حکم دیا گیا کہ اس کا انکار کریں حالانکہ شیطان چاہتا ہے کہ ان کو دور کی گمراہی میں بہکادے۔(ت)

---

[1] القرآن الکریم ۴/ ۲۹

[2] ردالمحتار کتاب الصلٰوۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۲۵۴

[3] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر فصل فی الکفر صریحًا وکنایةً مصطفی البابی مصر ص ۱۷۷

[4] القرآن الکریم ۱۱/ ۱۱۳

[5] القرآن الکریم ۴/ ۶۰

(۷) یہ حرام ہے۔ بدخواہی اسلام ہے۔ مشرک کی خوشی کو شعار اسلام کا بند کرنا حرام ہے۔ مسلمان پر اس کے جائز فعل کے سبب تشدد کرنا ظلم صریح اور شیطان کا کام ہے۔ خود ان کے بڑے لیڈر مولوی عبدالباری صاحب نے اپنے رسالہ ''قربانی گاؤ'' میں تصریح کردی ہے کہ ہنود کی خاطر یا مروت کے لئے گاؤ کشی چھوڑنا حرام ہے۔ والتفصیل فی الطاری الداری (اور پوری تفصیل رسالہ مذکورہ الطاری الداری میں ہے۔ ت)۔

(۸) مسجد میں سکونت وخوردونوش سوائے معتکف کسی کو جائز نہیں، فتاوٰی سراجیہ میں ہے:

یکرہ النوم والاکل فیہ لغیر المعتکف [1]۔	معتکف کے علاوہ کسی کو مسجد میں سونا، کھانا پینا مکروہ ہے۔ (ت)

اور مشرکین کا مجمع توہین مسجد ہے۔ وانظر المحجۃ المؤتمنۃ (اور تفصیل المحجۃ المؤتمنہ میں دیکھئے۔ ت)

(۹) وہ نوٹ لکھوانا یا روپیہ جمع کراکر ضبط کرنا یا گناہ پر مالی جرمانہ ڈالنا یہ سب حرام ہے۔

قال اللہ تعالٰی "وَلَا تَاْکُلُوْۤا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ" [2]۔	اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: (لوگو!) اپنے مال آپس میں ناجائز طور پر مت نہ کھاؤ۔ (ت)

مالی جرمانہ منسوخ ہوگیا اور منسوخ پر عمل حرام ہے۔

(۱۰) یہ سنت نصارٰی اور شرعاً حرام ورشوت ہے اور رشوت لینے دینے والا دونوں جہنمی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الراشی والمرتشی کلاھما فی النار [3]۔	رشوت لینے والا اور دینے والا دونوں دوزخی ہیں۔ (ت)

(۱۱) کافر کی زمین پر مسجد تعمیر نہیں ہوسکتی، نہ وہ مسجد مسجد ہوگی، نہ مسجد وقف ہوگی۔

قال اللہ تعالٰی "وَّ اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰہِ" [4]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: مسجدیں اللہ تعالٰی کی ہیں۔ (ت)

[1] فتاوٰی سراجیہ کتاب الکراھیۃ باب المسجد نولکشور لکھنؤ ص ۷۱

[2] القرآن الکریم ۲ /۱۸۸

[3] کنز العمال حدیث ۱۵۰۷۷ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۶ /۱۱۳

[4] القرآن الکریم ۷۲ /۱۸

مسلمان اسے وقف نہیں کرسکتے کہ پرائی ملک ہے۔ ردالمحتار میں ہے:

الواقف لابدان یکون مالکالہ وقت الوقف ملکا باتا[1]۔	کسی چیز کو وقف کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ وقف کرتے وقت اس چیز کا مکمل طور پر مالک ہو۔(ت)

مسجد کے لئے کافر وقف نہیں کرسکتا کہ وہ اس کا اہل نہیں۔

قال اللہ تعالٰی "مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ"[2]۔	اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: شرک کرنے والوں کو لائق نہیں کہ وہ اللہ تعالٰی کے گھروں کی تعمیر کریں۔(ت)

ہاں اگر کافر کسی مسلمان کو اپنی زمین بیعا یا ہبۃً دے دیتا اور مسلمان کی ملک ہوجاتی وہ اپنی طرف سے وقف کرتا تو جائز تھا اور مشرک سے امور دینیہ میں مدد لینی بھی جائز نہیں، تفسیر ارشاد العقل و تفسیر فتوحات الہیہ زیر آیہ کریمہ "لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ" اولیاء (مسلمانوں کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں۔ت) ہے:

نھوا عن موالاتھم وعن الاستعانۃ بھم فی الغزو و سائر الامور الدینیۃ[3]۔ واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم و علمہ جل مجدہ اتم واحکم۔	انھیں (مسلمانوں کو) کافروں کی دوستی سے روک دیا گیا اور غزوات اور تمام دینی کاموں میں کافروں سے مدد لینے کی ممانعت ہے۔ اور اللہ تعالٰی پاک اور برتر سب سے بڑا عالم ہے۔ اور اس بڑی شان والے کا علم زیادہ کامل اور زیادہ پختہ ہے۔(ت)

مسئلہ ۱۳۷: از پوکھریرا محلّہ نور الحلیم شاہ شریف آباد مسئولہ اراکین انجمن نور الاسلام ۹ شعبان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جس جلسہ میں وہابی، ندوی، نیچری، دیوبندی، ہندو مقرر، لکچرار، واعظ ہوں اور ان کا صدر دیوبندی وغیرہا یا ہندو ہو ایسے جلسوں میں مسلمانان اہلسنت وجماعت

[1] ردالمحتار کتاب الوقف داراحیاء التراث العربی بیروت ۳ /۳۵۹

[2] القرآن الکریم ۹ /۱۷

[3] الفتوحات الھیہ تحت آیۃ لایتخذ المومنون الخ ۳ /۲۸ مصطفی البابی مصر ۱ /۲۵۷

کو شرعًا شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟ اور جو مسلمان ایسے جلسوں میں شریک نہ ہو وہ خارج از اسلام ہے یا نہیں؟ اس سے ترک موالات کرنا شرعا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

ایسے جلسوں میں شریک ہونا قطعاً حرام اور سخت مضر اسلام ہے۔اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۶۸﴾ "[1]	اگر تجھے شیطان بھلادے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس مت بیٹھ۔

اللہ تعالٰی ان کے پاس بیٹھنے کو شیطانی کام بتاتا ہے اور بھولے سے بیٹھ گیا ہو تو یاد آنے پر فوراً اٹھ آنے کا حکم فرماتا ہے نہ کہ ان کا وعظ ولکچر سننا،رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ایاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم[2]۔	ان سے دور بھاگو انھیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تم کو فتنے میں نہ ڈال دیں۔

نہ کہ انھیں مسند رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر بٹھانا،انھیں صدر یا واعظ بنانے میں ان کی تعظیم وتوقیر ہے۔اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی ھدم الاسلام[3]۔جس نے کسی بد مذہب کی توقیر کی بے شک اس نے دین اسلام ڈھادینے پر مدد کی۔فتاوٰی ظہیریہ واشباہ والنظائر ومنح الغفار ودرمختار وغیرہا میں ہے:تبجیل الکافر کفر[4] کافر کی تعظیم کفر ہے۔توجو مسلمان ایسے جلسوں میں شریک نہ ہو وہ اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا حکم مانتے ہیں اپنے اسلام کو دستبردِ کفار ومرتدین وشیاطین سے بچاتے ہیں،اس بناء پر جو ان کو خارج از اسلام بتاتا ہے خود خارج از اسلام ہے۔رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:فقد باء بھا احدھما[5] جو کسی کو کافر کہے اگر وہ کافر

---

[1] القرآن الکریم ۶ /۶۸

[2] صحیح مسلم باب النھی عن الروایۃ عن الضعفاء الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ /۱۰

[3] شعب الایمان حدیث ۹۴۶۴ دارالکتب العلمیہ بیروت ۷ /۶۱

[4] درمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲ /۲۵۱

[5] صحیح البخاری کتاب الادب باب من اکفر اخاہ بغیر تاویل الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۹۰۱

نہیں تو یہ کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے جو ان سے اس بناء پر ترک موالات کرے وہ ابلیس سے موالات کرتا ہے مسلمانوں کو اس سے ترک موالات چاہئے۔

قال اللہ تعالٰی "وَلَا تَرْكَنُوْۤا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ"[1]۔ والعیاذ باللہ تعالٰی واللہ تعالٰی اعلم۔	(اللہ تعالٰی نے فرمایا) ظالموں کی طرف میل نہ کرو کہ تمھیں دوزخ کی آگ چھوئے گی، اللہ تعالٰی کی پناہ اور اللہ تعالٰی سب کچھ اچھی جانتا ہے (ت)

مسئلہ ۱۳۸: از بنارس محلّہ مدنپورہ متصل دہتوریاپورہ مسئولہ محمد امین و محمد سلیمان ۱۸ شعبان ۱۳۳۹ھ

شہر بنارس میں جس میں تاریخ کو آپ کا اشتہار جماعت رضائے مصطفٰی کی طرف سے بابت نکاح کے جو آیا ہے اس پر مخالف لوگ اعتراض کررہے ہیں ہم لوگ بہت پریشان ہیں لہذا ہم نے دوسرے ہفتہ کو جو کاروبار بند کردیا ہے یہ مسئلہ ہم کو معلوم نہ تھا کہ بند کرنے سے ہم کو کلمہ پڑھنے کے بعد نکاح دوبارہ کرنے کی ضرورت ہوگی، اور ہم لوگوں کو خلافت کمیٹی سے حکم ہوا تھا کہ تم لوگ ہڑتال کردو یعنی اپنا کاروبار بند کردو جس میں سے کچھ لوگ مسجد میں دعا کرنے کے لئے گئے اور کچھ لوگ فضول ادھر ادھر گھومتے رہے، لہذا ہم کو معلوم ہونا چاہئے کہ ایسے موقع پر جو لوگ دعا مانگنے کے لئے گئے تو ان کے واسطے کیا مسئلہ ہے اور جو لوگ کہ فضول گھومتے رہے ان کے لئے کیا مسئلہ ہے۔ مگر خاص کہ ہڑتال کی وجہ سے بند تھا بالکل کاروبار، مہربانی فرماکر جواب سے جلد مشرف فرمایا جائے۔

الجواب:

مخالفوں کے اعتراض کی پرواہ نہ کیجئے، وہ تو قرآن وحدیث کو پیٹھ دے کر مشرک کے پیرو ہولئے ہیں، مشرک کو اپنا رہنما بنالیا ہے۔ مشرک جو کہتا ہے وہی مانتے ہیں حالانکہ مشرک کی اطاعت کو قرآن مجید نے حرام فرمایا ہے۔ مشرکوں کا سوگ درکنار تین دن بعد مسلمان کا سوگ بھی صحیح حدیثوں نے حرام فرمایا ہے۔ مشرکوں کے سوگ میں بازار بند کرنا مشرک کی تعظیم ہے۔ اور کافر کی تعظیم کو فقہائے کرام نے کفر فرمایا ہے۔ مشرکوں سے اتحاد حرام و کفر ہے۔ مشرک کے حکم سے کاروبار بند کرنا حرام ہے۔ حرام کو حلال وخوب سمجھنا کفر ہے، جن لوگون نے مفسدوں کے مجبور کرنے سے دفع فتنہ کے لئے دکان بند کی ان پر تجدید اسلام ونکاح کا حکم نہیں کہ وہ اس پر راضی نہ تھے، ہاں یہ الزام ہے کہ بلا مجبوری خلاف شرع بات کرنے میں مجبور بن گئے اگر کوئی دس روپے چھیننا چاہتا ہے تو یوں سہل مجبور بن جاتے ہیں اور جن لوگوں نے خوشی سے بند کئے وہ سخت کبیرہ گناہ کے

[1] القرآن الکریم ۱۱ /۱۱۳

مرتکب ہوئے، پھر اگر مشرک کا سوگ منانا یا مشرک کا حکم اس کی فرمانبرداری کو ماننا منظور تھا تو بیشک ان پر لازم ہے کہ نئے سرے سے کلمہ اسلام پڑھیں، اس کے بعد اگر اپنی عورتیں رکھنا چاہیں تو ان سے دوبارہ نکاح کریں، فضول گھومنا برا ہے، اور دعا اگر اچھی ہے خوب ہے مگر مشرک کا حکم ماننے کو دعا کرنا روزہ رکھنا رسالت میں شرک ہے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۱۳۹: از راندیر ضلع سورت ڈاکخانہ خاص مسئولہ جناب مولانا مولوی فقیر غلام محی الدین صاحب ۲۷ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کسی ضروری امر کے لئے سورت گیا قریب مغرب ایک مسجد میں پہنچا، امام نے گاندھوی خبثا کے لئے ہار بنائے تھے، اقامت ہونے کے سبب امامت تو مصلی پر کھڑا ہوگیا، یہ خبثا آئے تو اس شخص کو چند احباب نے گھیر کر کہا کہ یہ ہار پہنادو، ان احباب کے کہنے سے شخص مذکور نے ہار پہنا کر اپنی جان چھڑائی اور بعد میں اس امام کے پیچھے امام بلکہ اس مسجد ہی میں نماز نہ پڑھی، اس کے دل میں نہ امام کی عظمت نہ ان خبثا کی عزت، لیکن مجبوراً شرماشرمی ہار پہنائے ہیں، اس میں کچھ گناہ ثابت ہوگا یا نہیں؟ **بینوا توجروا** (بیان فرماؤ اجر وثواب پاؤ۔ ت)

الجواب:

یہ ہار پہنانا عرفاً تعظیم ہے اور یہ لوگ فساق وگمراہ ہیں بلکہ ان میں بعض فنافی المشرکین ہو کر اسلام سے بھی گزر گئے، تعظیم فاسق ناجائز ہے۔ تبیین الحقائق میں ہے:

لان فی تقدیمہ وقد وجب علیہم اہانتہ شرعا [1]۔	چونکہ اس کو آگے کرنے میں اس کی تعظیم ہے جبکہ شریعت میں لوگوں پر اس کی توہین وتذلیل واجب ہے۔ (ت)

اور تعظیم کافر کو علماء کرام نے کفر لکھا ہے۔ درمختار وغیرہ میں ہے:

لوسلم علی الذمی تبجیلا کفر لان تبجیل الکافر کفر [2]۔	اگر کافر کے احترام میں اس کو سلام کیا تو کافر ہوگا کیونکہ کافر کا احترام کفر ہے۔ (ت)

شخص مذکور نے اس امام کے پیچھے نماز نہ پڑھی بہت اچھا کیا مگر یہ ہار پہنانا اس سے بڑی خطا ہوئی توبہ فرض ہے منکر کا حکم دینے والے احباب نہ تھے نہ احباب کی خاطر کوئی شرعی مجبوری، ہاں

---

[1] تبیین الحقائق باب الامامۃ والحدث فی الصلوٰۃ المطبعۃ الکبرٰی بولاق مصر ۱/ ۱۳۴

[2] درمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۵۱

اکراہ کی حالت ہوتی تو معذوری تھی، **وھو تعالٰی اعلم** (اور اللہ سب سے زیادہ علم رکھتا ہے۔ت)

مسئلہ ۱۴۰: ازرامہ تحصیل گوجر خاں ضلع راولپنڈی ڈاکخانہ جاتلی مسئولہ محمد جی ۱۸ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ

رئیس المحققین قاطع بیدین عمدۃ الامین دام لطفہ تسلیم کے بعد حضور انور کی خدمت اقدس میں غلامانہ عرض ہے کہ ایک مولوی صاحب نے ارشاد کیا ہے کہ جو شخص غیر مقلدین اور مرزائی کے ساتھ نشست برخاست کرے گا وہ کافر اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی حالانکہ نشست وبرخاست ان کے ساتھ برائے امور دنیا ہے قرابت یا کسی امر ضروری کے سبب سے ان کے شریک مجلس ہونا ضروری پڑتا ہے ان کے افعال واقوال کو اچھا نہیں سمجھا جاتا ہے تب بھی ان کی مجلس میں شرکت کفر ہے۔اب جو حکم شرعی ہو بیان فرمائیں۔**بینوا توجروا** (بیان فرماؤ اجر وثواب پاؤ۔ت)

الجواب:

وہابیہ وغیر مقلدین ودیوبندی ومرزائی وغیرہم فرقے آج کل سب کفار مرتدین ہیں ان کے پاس نشست وبرخاست حرام ہے ان سے میل جول حرام ہے اگرچہ اپنا باپ یا بھائی بیٹے ہوں۔

قال اللہ تعالٰی "وَ اِمَّا یُنۡسِیَنَّکَ الشَّیۡطٰنُ فَلَا تَقۡعُدۡ بَعۡدَ الذِّکۡرٰی مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۶۸﴾"[1] **وقال تعالٰی** "لَا تَجِدُ قَوۡمًا یُّؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ یُوَآدُّوۡنَ مَنۡ حَآدَّ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ وَ لَوۡ کَانُوۡۤا اٰبَآءَہُمۡ اَوۡ اَبۡنَآءَہُمۡ اَوۡ اِخۡوَانَہُمۡ اَوۡ عَشِیۡرَتَہُمۡ ؕ"[2]۔	اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: اگر تمہیں شیطان بھلادے تو پھر یاد آنے کے بعد ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھو،اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: تم لوگوں کو ایسا نہ پاؤ گے کہ جو اللہ تعالٰی اور پچھلے دن پر ایمان رکھتے ہوں کہ وہ ان سے دوستی رکھیں کہ جنہوں نے اللہ تعالٰی اور اس کے رسول کی مخالفت کی،اگرچہ وہ ان کے باپ دادا یا انکے بھائی یا انکے قبیلہ کے لوگ ہوں۔(ت)

اور ان لوگوں سے کسی دنیاوی معاملت کی بھی اجازت نہیں، **کما بیناہ فی المحجۃ المؤتمنہ** (جیسا کہ ہم نے اسے اپنی کتاب **المحجۃ المؤتمنہ** میں بیان کردیا ہے۔ت) ان کے پاس بیٹھنے والا اگر ان کو مسلمان سمجھ کر ان کے پاس بیٹھتا ہے یا ان کے کفر میں شک رکھتا ہے اور وہ ان کے اقوال سے مطلع ہے تو بلاشبہ خود کافر ہے۔فتاوٰی بزازیہ ومجمع الانہر ودرمختار وغیرہا میں ہے:

[1] القرآن الکریم ۶ /۶۸

[2] القرآن الکریم ۵۸ /۲۲

من شك فی عذابه و كفره فقد كفر [1]۔	جس نے ان کے عذاب اور کفر میں شک کیا تو بلا شبہ وہ بھی کافر ہوگیا۔ (ت)

اور اگر ان کو یقینا کافر جانتا ہے اور پھر ان سے میل جول رکھتا ہے تو اگر چہ اس قدر سے کافر نہ ہوگا مگر فاسق ضرور ہے اور اسے امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی قریب بحرام کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب، اور **معاذاللہ** بالآخر اس پر اندیشہ کفر ہے۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ شرح الصدور میں فرماتے ہیں ایک شخص رافضیوں کے پاس بیٹھا کرتا تھا اس کے مرتے وقت لوگوں نے اسے کلمہ طیبہ کی تلقین کی، اس نے کہا نہیں کہا جاتا، پوچھا کیوں؟ کہا یہ دو شخص کھڑے ہیں یہ کہتے ہیں تو ان کے پاس بیٹھا کرتا تھا جو ابوبکر و عمر (رضی اللہ تعالٰی عنہما) کو برا کہتے تھے اب چاہتا ہے کہ کلمہ پڑھ کر اٹھے نہ پڑھنے دیں گے [2]۔ جب صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما) کو برا کہنے والوں کے پاس بیٹھنے والوں کو یہ حالت ہے تو یہ لوگ تو اللہ جل وعلا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو برا کہتے ہیں ان کی تنقیص شان کرتے ہیں انھیں طرح طرح کے عیب لگاتے ہیں ان کے پاس بیٹھنے والے کو کلمہ نصیب ہونا اور بھی دشوار ہے۔ **نسأل الله العفو والعافية** (ہم اللہ تعالٰی سے معافی اور عافیت چاہتے ہیں۔ت) **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۱۴۱ تا ۱۴۳: مسئولہ مولٰنا مولوی احمد مختار صاحب میرٹھی مورخہ ۸ شعبان المعظم ۱۳۳۸ھ

ماقولكم ایها العلماء الكرام (اے علماء کرام! آپ کا کیا ارشاد گرامی ہے۔ت)

(۱) مرزا غلام احمد قادیانی کو مجدد، مہدی، مسیح موعود اور پیغمبر صاحب وحی والہام ماننے والے مسلم ہیں یا خارج از اسلام اور مرتد؟

(۲) بشکل ثانی اس کا نکاح کسی مسلمہ یا غیر مسلمہ یا ان کی ہم عقیدہ عورت سے شرعا درست ہے یا نہیں؟

(۳) بصورت ثانیہ جن عورات کا نکاح ان لوگوں کے ساتھ منعقد کیا گیا ہے ان عورات کو اختیار حاصل ہے کہ بغیر طلاق لئے اور بلاعدت کسی مرد مسلم سے عقد نکاح کرلیں، **بینوا اجرکم اللہ تعالٰی** (بیان کرو اللہ تعالٰی تمھیں اجر و ثواب عطا فرمائے۔ت)

الجواب:

(۱) **لا اله الا الله محمد رسول الله** صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت ملنے کا جو قائل ہو وہ تو مطلق کافر مرتد ہے۔ اگرچہ کسی ولی یا صحابی کے لئے مانے۔

---

[1] درمختار کتاب الجہاد باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۶

[2] شرح الصدور باب مایقول الانسان فی مرض الموت مصطفی البابی مصر ص ۱۶

قال اللہ تعالٰی "وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖن" [1] وقال صلی اللہ علیہ وسلم انا خاتم النبیین لانبی بعدی [2]۔	اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: لیکن محمد کریم اللہ تعالٰی کے رسول ہیں اور سب بنیوں سے آخر ہیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: میں تمام انبیاء کرام سے آخر میں آیا لہٰذا میرے بعد کوئی نبی نہیں۔(ت)

لیکن قادیانی تو ایسا مرتد ہے جس کی نسبت تمام علمائے کرام حرمین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا ہے کہ:

من شك فی کفرہ فقد کفر [3]۔	جس نے سا کے کفر میں شک کیا وہ بھی کافر ہوگیا۔(ت)

اسے معاذاللہ مسیح موعود یا مہدی یا مجدد یا ایک ادنٰی درج کا مسلمان جاننا درکنار جو اس کے اقوال ملعونہ پر مطلع ہو کر اس کے کافر ہونے میں ادنٰی شک کرے وہ خود کافر مرتد ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

(۲) قادیانی عقیدے والے یا قادیانی کو کافر مرتد نہ ماننے والے مرد خواہ عورت کا نکاح اصلا قطعاً ہرگز نہار کسی مسلم کافر یا مرتد اس کے ہم عقیدہ یا مخالفت العقیدہ غرض تمام جہان میں انسان حیوان جن شیطان کسی سے نہیں ہوسکتا جس سے ہوگا زنائے خالص ہوگا، فتاوٰی عالمگیریہ میں ہے:

لایجوز للمرتد ان یتزوج مرتدۃ ولا مسلمۃ ولا کافرۃ اصلیۃ وکذٰلك لایجوز نکاح المرتدۃ مع احد کذا فی المبسوط [4]۔	کسی مرتد مرد کے لئے جائز نہیں کو وہ کسی مرتد عورت سے یا کسی اصلی کافر عورت سے نکاح کرے، اسی طرح کسی مرتد عورت کو بھی جائز نہیں کہ وہ کسی شخص سے نکاح کرے، مبسوط میں یونہی ہے۔(ت)

اسی میں درباہ تصرفات مرتد ہے:

منها ماهو باطل بالاتفاق نحو النکاح لایجوز له ان یتزوج امرأۃ مسلمۃ ولا مرتدۃ ولا ذمیۃ ولا حرۃ	مرتد آدمی کے بعض تصرفات بالاتفاق باطل ہیں جیسے نکاح کرنا، لہٰذا مرتد شخص کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی مسلمان عورت یا اپنے جیسی کسی مرتد عورت یا ذمی

[1] القرآن الکریم ۳۳/ ۴۰

[2] اللآلی المصنوعۃ کتاب المناقب دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۲۴۳، الموضوعات لابن جوزی کتاب الفضائل باب ذکر انہ لانبی بعدہ دارالفکر بیروت ۱/ ۲۸۰

[3] درمختار کتاب الجہاد باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۶

[4] فتاوٰی ہندیۃ کتاب النکاح الباب لثالث القسم السابع نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۲۸۲

ولو مملوکۃ[1] واللہ تعالٰی اعلم۔	کافرہ عورت چاہے آزاد ہو یا لونڈی سے نکاح کرے۔واللہ تعالٰی اعلم۔(ت)

(۳) جس مسلمان عورت کا غلطی یا جہالت سے کسی ایسے کے ساتھ نکاح باندھا گیا اس پر فرض فرض ہے کہ فورًا فورًا فورًا اس سے جدا ہو جائے کہ زنائے سے بچے، اور طلاق کی کچھ حاجت نہیں، بلکہ طلاق کا کوئی محل ہی نہیں، طلاق تو جب ہو کہ نکاح ہوا ہو، نکاح ہی سرے سے نہ ہوا، نہ اصلا عدت کی ضرورت کہ زنائے کے لئے عدت نہیں، بلا طلاق و بلا عدت جس مسلمان سے چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ درمختار میں ہے:

نکح کافر مسلمۃ فولدت منہ لایثبت النسب منہ ولا تجب العدۃ لانہ نکاح باطل[2]۔	کسی کافر نے کسی مسلمان عورت سے (اپنے خیال میں) نکاح کر لیا تو اس سے عورت نے بچہ جنا تو اس سے بچے کا نسب ثابت نہ ہوگا۔ اور نہ عورت پر عدت واجب ہوگی، اس لئے کہ وہ ایک باطل نکاح ہے۔(ت)

ردالمحتار میں ہے:

ای فالوطء فیہ زنا لایثبت بہ النسب[3]۔واللہ تعالٰی اعلم۔	یہ وطی زنا قرار پائے گی اس سے بچے کا نسب ثابت نہ ہوگا، واللہ تعالٰی اعلم۔(ت)

مسئلہ ۱۴۴: از لاہور مسجد بیگم شاہی مرسلہ مولوی احمد الدین صاحب یکم ذی القعدہ ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں اکثر واعظین لوگوں کو کابل ہجرت کرنے پر مجبور کر رہے ہیں اس کے واسطے کیا حکم ہے؟

الجواب:

شریعت مجبور نہیں کرتی، ہندوستان میں بکثرت شعائر اسلام اب تک جاری ہیں تو ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نزدیک بدستور دارالاسلام ہے،

مابقیت علقۃ من علائق الاسلام فان الاسلام یعلو ولا یعلو	جب تک اسلام کے ذرائع میں سے کوئی ذریعہ اسلام موجود ہو تو وہ دار اسلام ہے۔ کیونکہ

[1] فتاوٰی ہندیۃ کتاب السیر الباب التاسع نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۵۵
[2] درمختار کتاب الطلاق فصل فی ثبوت النسب مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۲۶۳
[3] ردالمحتار کتاب الطلاق فصل فی ثبوت النسب داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۶۳۳

کما فی جامع الفصولین والدرالمختار و جلائل الاسفار۔	اسلام ہمیشہ غالب ہوتا ہے کبھی مغلوب نہیں ہوتا، جیسا کہ جامع الفصولین، درمختار اور دوسری بڑی بڑی کتابوں میں (یہ مسئلہ) مذکور ہے۔(ت)

اور داراسلام سے ہجرت فرض نہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاھجرۃ بعد الفتح[1]۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: فتح کے بعد ہجرت جائز نہیں۔(ت)

اور یہ ہجرت جائز ہمیشہ تھی اوراب بھی ہے مگر عالم دین کو جس کے علم کی طرف یہاں کے لوگوں کو حاجت ہے اسے ہجرت ناجائز ہے۔ ہجرت درکنار اسے سفر طویل کی اجازت نہیں دیتے، حتی کہ بزازیہ وتنویرالابصار وغیرہامیں ہے:

فقیہ فی بلدۃ لیس فیھا غیرہ افقہ منہ یرید ان یغز و لیس لہ ذٰلك ولفظ الدر من صدر کتاب الجہاد وعمم فی البزازیۃ السفر ولایخفی ان المقید یفید غیرہ بالاولی[2]۔واللہ تعالٰی اعلم۔	اگر کسی شہر میں کوئی ایسا عالم ہو کہ اس سے بڑااس شہر میں کوئی اور عالم نہ ہو اگر وہ جہاد پر جانا چاہے تو یہ اس کے لئے مناسب نہیں، یعنی وہ جہاد کے لئے نہ جائے، درمختار کے کتاب الجہاد میں ہے کہ فتاوٰی بزازیہ میں سفر کو عام رکھاہے۔اور یہ بات پوشیدہ نہیں کہ سفر مقید، یہ فائدہ دیتاہے کہ سفیر غیر مقید میں بطریق اولٰی یہ حکم جاری ہے(اس کی وضاحت یہ ہے جب جہاد کے لئے جانا جائز نہیں تو پھر دوسرے کاموں کے لئے سفر کرنے کی اجازت کیسے ہوسکتی ہے)واللہ تعالٰی اعلم۔(ت)

مسئلہ ۱۴۵تا۱۴۹: از حسن پور ضلع مرادآباد مسئولہ عبدالرحمٰن مدرس ۸ذی القعدہ ۱۳۳۸ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین کہ:

(۱) تمام علماء دیوبند قطعی کافر ہیں جوان کو کافرنہ جانے وہ بھی کافر ہیں۔

[1] صحیح البخاری کتاب الجہاد باب وجوب النفیر الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۹۷، صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب المبایعۃ بعد الفتح قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۳۱، المعجم الکبیر حدیث ۳۳۹۰ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۳/ ۲۷۳

[2] درمختار شرح تنویر الابصار کتاب الجہاد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۳۹

(۲) جو علمائے دیوبند یہ ظاہر کریں کہ ہمارا یہ عقیدہ نہیں جو منسوب کیا جاتا ہے بلکہ ہم لوگ بھی ایسے عقائد رکھنے والے کو کافر سمجھتے ہیں تو اس حیلہ شرعی سے بریت ہو سکتی ہے یا نہیں۔ علاوہ ازیں وہ تقویۃ الایمان وغیرہ کی عبارت کی تاویل کرکے ان کا اچھا مطلب نکالتے ہیں، تو ایسے علماء کے متعلق شرع شریف میں کیا حکم ہے اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اور یہ لوگ امکان کذب کے قائل ہیں، اور اقرار کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ جو امکان کذب کا قائل نہیں وہ کافر ہے۔ تو ان کے لئے کیا حکم ہے؟ اور ہم کو گزشتہ نمازیں جو ان کے پیچھے ادا کی گئی ہیں لوٹائی چاہئیں یا نہیں؟

(۳) جو اشخاص نہ عالم ہیں نہ دیوبند کے تعلیم یافتہ، نہ ان سے بیعت و عقیدت رکھتے ہیں محض اپنی لاعلمی عقائد کی وجہ سے ان کو کافر نہیں سمجھتے اور ان کے عقائد بھی ایسے بالکل نہیں ہیں جن پر تکفیر لازم آتی ہے تو ان کے پیچھے نماز پڑھنی چاہئے یا تنہا بہتر ہے۔ اور جو امام مسجدوں کے اور حافظ ایسے ہیں کہ تقویۃ الایمان وغیرہ کو برا سمجھتے ہیں اور نہ ان کے عقائد باطلہ میں صرف علمائے دیوبند کو کافر نہیں سمجھے اور ان کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں تو کیا ایسے لوگ بھی کافر ہیں اور قابل اقتداء نہیں۔

(۴) کیا یہ حدیث ہے کہ کسی کافر کو بھی کافر نہیں کہنا چاہئے اور کیوں؟ اور اگر کسی نے علمائے دیوبند یا اور کسی کافر کو کہا تو اس کے ذمہ کتنا گناہ ہوگا؟

(۵) مصنف تقویۃ الایمان، صراط مستقیم، تحذیر الناس، حفظ الایمان، یکروزی کے کون کون ہیں؟ اور شرع شریف میں ان کے لئے کیا حکم ہے؟

مدلل و مفصل جواب حوالہ کتب مع مہر و دستخط فرمادیں، خدائے عزوجل جزائے خیر عطا فرمائے، آمین!

الجواب:

بیشک وہ سب کفار ہیں اور جو ان کے اقوال پر مطلع ہو کر انھیں کافر نہ جانے وہ بھی کافر ہے، علمائے کرام حرمین طیبین نے بالاتفاق ان کی نسبت فرمایا ہے:

من شك فی کفرہ وعذابه فقد کفر [1]۔	جو ان کے کفر اور عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر۔
(۲) قال الله تعالٰی "یَحْلِفُوْنَ	اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: وہ اللہ تعالٰی کی قسمیں

[1] حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین مقدمۃ الکتاب مکتبہ نبویہ لاہور ص ۱۳

بِاللّٰہِ مَاقَالُوْا ؕ وَ لَقَدْ قَالُوْا کَلِمَۃَ الْکُفْرِ وَ کَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِہِمْ "[1]	کھاتے ہیں کہ انھوں نے نہیں کہا اور بیشک وہ کفر کا بول بولے اور اپنے اسلام کے بعد کافر ہوگئے۔

یہ حیلہ شرعی نہیں حیلہ شیطانی ہے اور اس سے برات نہیں ہوسکتی وہ ملعون عقائد واقوال ان کی کتابوں میں موجود ہیں اور ان پر اب تک مصر ہیں ان کو بار بار چھاپ رہے ہیں تو وہ کا فقط ناواقف کے بہلادینے کو ہوتا ہے اور جو واقف ہے مگر ذی علم نہیں اس کے سامنے یہ حیلہ ہوتا ہے کہ ان عبارتوں کا یہ مطلب نہیں، اور جو ذی علم ہے اس کے سامنے یہ ہوتا ہے کہ رنگون پہنچے وہاں سے بھاگا کلکتے میں پیچھا کیا وہاں سے بھی اڑ گیا، اہل علم کے سامنے یہ ہوتا ہے کہ میں اس فن سے جاہل ہوں میرے اساتذہ بھی جاہل تھے تم مجھے معقول بھی کردو تو میں وہی کہے جاؤں گا، تقویۃ الایمان کو جو اچھا سمجھے یا امکان کذب ماننے والے کو کافر کہے ان سب پر ستر ستر اور زائد زائد وجوہ سے کفر لازم ہے۔ جس کی تفصیل سبحٰن السبوح و کوکبۃ شھابیہ و کشف ضلال دیوبند شرح الاستمداد وغیرہا میں ہے اس کے پیچھے نماز باطل ہے اور جو پہلے پڑھیں ان کا پھیر نا فرض ہے اور نہ پھیر نا فسق۔

(۳) سائل صورت وہ فرض کرتا ہے جو واقع نہ ہوگی، دیوبندیوں کے عقائد کفر طشت ازبان ہوگئے منکر بننے والے اپنی جان چھڑانے کے لئے انکار کرتے ہیں کہ ہمیں معلوم نہیں جو منکر ہو اس سے کہئے فتاوٰی موجود وشائع ہیں دیکھو کہ کافروں کا کفر معلوم ہو اور دھوکے سے بچے اور ان کے پیچھے نمازیں غارت نہ کرو، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دشمنوں سے دشمنی فرض ہے اس فرض پر قائم ہو تو کہتے ہیں ہمیں کتابیں دیکھنے کی حاجت نہیں، یہ ان کا کید ہے ان کے دل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علہ وسلم کی عظمت ہوتی تو جن کی نسبت ایسی عام اشاعت سننے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا دشنام دہندہ ہے۔ اس سے فوراً خود ہی کنارہ کشی ہوتے اور آپ ہی اس کی تحقیق کو بیقرار ہوتے، کیا کوئی کسی کو سننے کہ تیرے قتل کے لئے گھات میں بیٹھا ہے اعتبار نہ آئے تو چل تجھے دکھادیں، وہ یوں ہی بے پروائی برتے گا اور کہے گا مجھے نہ تحقیقات کی ضرورت ہے نہ اس سے احتراز کی حاجت تو یہ لوگ ضرور مکار اور بباطن انھیں سے انفار یا دین سے محض بے علاقہ و بیزار ہوتے ہیں ان کے پیچھے نماز سے احتراز فرض ہے۔ ہاں اگر واقع میں کوئی نوارد یا نرا جاہل یا ناواقف ایسا ہو جس کے کان تک یہ اوازیں نہ گئیں اور بوجہ ناواقفی محض انھیں کافر نہ سمجھا وہ اس وقت تک معذور ہے جبکہ سمجھانے سے فوراً قبول کرے۔

---

[1] القرآن الکریم ۹ /۷۴

(۴) یہ حدیث پر کافر پرستوں کا افتراء ہے جس نے دیوبندیہ وغیرہم کفار کو کفار کہا اس پر کوئی گناہ نہیں، اللہ عزوجل نے کافر کو کافر کہنے کا حکم دیا "قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَۙ①"[1] (اے نبی! فرمادیجئے اے کافرو!) ہاں کافر ذمی کہ سلطنت اسلام میں مطیع الاسلام ہو کر رہتا ہے اسے کافر کہہ کر پکارنا منع ہے اگر اسے ناگوار ہو، درمختار میں ہے:

شتم مسلم ذمیا عزروفی القنیة قال لیهودی او مجوسی یاکافر یأثم ان شق علیه[2]۔	کسی مسلمان نے کسی ذمی کافر کو گالی دی تو اس پر تعزیر جاری کی جائے گی، قنیہ میں ہے: کسی یہودی یا آتش پرست کو "اے کافر" کہا تو کہنے والا گنہگار ہوگا اگر اسے ناگوار گزرا۔ (ت)

یوں ہی گڑی سلطنت اسلام میں جبکہ کافر کو "اوکافر" کہہ کر پکارنے میں مقدمہ چلتا ہو۔

فانه لایحل لمسلم ان یذل نفسه الا بضرورة شرعیة۔	تو کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے آپ کو ذلیل کرے مگر جبکہ کوئی شرعی مجبوری ہو۔ (ت)

مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ کافر کو کافر نہ جانے یہ خود کفر ہے۔

من شك فی عذابه وکفره فقد کفر[3]۔	جس نے ان کے عذاب اور کفر میں شک کیا تو وہ بلاشبہ کافر ہوگیا۔ (ت)

اسی طرح جب کسی کافر کی نسبت پوچھا جائے کہ وہ کیسا ہے اس وقت اس کا حکم واقعی بتانا واجب ہے، حدیث میں ہے:

اترعون من ذکر الفاجر متی یعرفه الناس اذکر و الفاجر بما فیه یحذره الناس[4]۔	کیا تم بدکار کا ذکر کرنے سے گھبراتے اور خوف رکھتے ہو تو پھر لوگ اسے کب پہچانیں گے لہٰذا وہ بدکار کا ان برائیوں سے ذکر کرو جو اس میں موجود ہیں تاکہ لوگ اس سے بچیں اور ہوشیار رہیں۔ (ت)

یہ کافر کہنا بطور دشنام نہیں ہوتا بلکہ حکم شرعی کا بیان، شرع مطہر میں کافر ہر غیر مسلم کا نام ہے۔

---

[1] القرآن الکریم ۱۰۹/ ۱

[2] درمختار کتاب الحدود باب التعزیر مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۲۹

[3] درمختار کتاب الجهاد باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۶

[4] نوادار الاصول للترمذی الاصل السادس والستون والمائة دار صادر بیروت ص ۲۱۳

قال اللہ تعالٰی "هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّ مِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ؕ"[1]۔	اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: اللہ وہی ہے جس نے تمھیں پیدا فرمایا پھر کچھ تمھارے اندر کافر ہیں اور کچھ تمھارے اندر مومن ہیں۔(ت)

سوال حکم کے وقت حکم کو چھپانا اگر یوں ہے کہ اسے یقینا کافر جانتا ہے اور اسے کافر کہنا معیوب نہیں جانتا مگر اپنی مصلحت کے سبب بچتا ہے تو صرف گنہگار ہے جبکہ وہ مصلحت صحیحہ تاحد ضرورت شرعیہ نہ ہو، اور اگر واقعی کافر کو کافر کہنا معیوب وخلاف تہذیب جانتا ہے تو قرآن عظیم کو عیب لگاتا ہے اور قرآن عظیم کو عیب لگانا کفر ہے اور اسے کافر جانتا ہی نہیں تو خود اس کے کافر ہونے میں کیا کلام ہے کہ اس نے کفر کو کفر نہ جانا تو ضرور کفر کو اسلام جانا لعدم الواسطہ کیونکہ کفر اور اسلام کے درمیان کوئی واسطہ نہیں) تو اسلام کو کفر جانا

لان ماکان کفرا فضدہ الاسلام فاذا جعلہ اسلاما فقد جعل ضدہ کفرا لان الاسلام لایضادہ الا الکفر و العیاذ باللہ تعالٰی۔	اس لئے کہ جو کچھ کفر ہو تو اس اس کی ضد اسلام ہے۔ پھر جب کفر کو اسالم ٹھہرایا تو پھر اس کی ضد کفر ہو گی (یعنی اسلام کفر اور کفر اسلام ہو جائے گا) کیونکہ اسلام کے مخالف صرف کفر ہے اور اللہ تعالٰی کی پناہ (ت)

(۵) تقویۃ الایمان وصراط مستقیم ویکروزی کا مصنف اسمٰعیل دہلوی ہے اس پر صدہا وجہ سے لزوم کفر ہے۔ دیکھو "سبحٰن السبوح" و "کوکبہ شہابیہ" و متن و "شرح الاستمداد" اور تحذیر الناس نانوتوی وبراہین قاطعہ گنگوہی و حفظ الایمان تھانوی میں قطعی یقینی اللہ ورسول کو گالیاں ہیں اور ان کے مصنفین مرتدین ان کی نسبت علمائے کرام حرمین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا ہے:

من شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر[2]۔	جو ان کے کفر وعذاب میں شک ہی کرے وہ بھی کافر ہے۔

دیکھو کتاب "مستطاب حسام الحرمین"، واللہ تعالٰی اعلم۔

---

[1] القرآن الکریم ۶۴/ ۲

[2] حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین مقدمۃ الکتاب مکتبہ نبویہ لاہور ص ۱۳

مسئلہ ۱۵۰: از دفتر ریلوے انجنیئر سرسہ ضلع حصار مسئولہ سید محمد ابراہیم نقشہ نویس صاحب ۱۳ ذی القعدہ الحرام ۱۳۳۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس شخص کے بارے میں جو حضرت غوث پاک کی توہین اور ان کے خاندان کی بے عزتی روبرو اہل اسلام علانیہ کرتا ہے اور اس پر اصرار کرتا ہے آیا ایسا شخص مومن ہے یا دائرہ اسلام سے خارج ہے؟ ایسے شخص سے سلام یا کلام کرنا مسلمانوں کو چاہئے یا نہیں؟ **بینوا توجروا** (بیان فرماؤ اجر وثواب پاؤ۔ت)

الجواب:

حضور سیدنا غوث الاعظم قطب اکرم، جگر پارہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی توہین فی نفسہٖ زہر قاتل و موجب بربادی دین ودنیا، بہجہ مقدسہ میں ہے:

تکذیبکم لی سم قاتل لادیانکم وسبب لذھاب دنیاکم واخراکم [1]۔	تم لوگوں کا مجھے جھٹلانا زہر قاتل اور تمھاری دنیا اور آخرت کی تباہی وبربادی کا سبب ہے۔(ت)

اور یہاں نظر بر واقع اس طرح توہین علانیہ کا مرتکب ومصر نہ ہوگا مگر کٹر رافضی بغیض یا پکا وہابی خبیث، اور یہ دونوں قطعاً دائرہ اسلام سے خارج ہیں کما ھو مفصل فی حسام الحرمین و فتاوٰی الحرمین وردالرفضۃ (جیسا کہ مسائل مذکورہ کی پوری تفصیل حسام الحرمین، فتاوی حرمین اور ردالرفضہ میں ہے۔ت) مسلمانوں کو ان سے میل جول رکھنا، سلام کرنا، پاس بیٹھنا، پاس بٹھانا سب حرام ہے۔

قال اللہ تعالٰی "وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۶۸﴾" [2]۔	اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: اگر تمھیں شیطان بھلادے تو پھر یاد آنے کے بعد ظالموں کے پاس مت بیٹھو (ورنہ ان جیسے ہی ہوجاؤگے)۔(ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فایاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم [3]۔ واللہ تعالٰی اعلم۔	(لوگو!) تم ان سے دور بھاگو، اور انھیں اپنے سے دور کرو، کہیں وہ تمھیں گمراہ نہ کردیں اور تمھیں کسی فتنے میں نہ ڈالدیں، اور اللہ تعالٰی سب سے زیادہ علم رکھتا ہے۔(ت)

---

[1] بہجۃ الاسرار ذکر کلمات اخبر بہا عن نفسہ محدثا بنعمۃ ربہ الخ مصطفی البابی مصر ص ۲۴

[2] القرآن الکریم ۶ /۶۸

[3] صحیح مسلم باب النھی عن الروایۃ عن الضعفاء قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۰

مسئلہ ۱۵۱: از بمبئی مرسلہ سید فیاض الدین بریلوی نواب مسجد لائن ۵۷ پوسٹ ۹، ۲۳ ذی القعدہ الحرام ۱۳۳۸ھ

الجواب:

انھوں نے اللہ واحد قہار جل جلالہ اور اس کے رسول حبیب مختار صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ایذا دی ابلیس لعین کے قدموں پر اس کی پیروی کی نام اسلام کو ذلیل کیا کفر و کفار کو فروغ دیا غضب الٰہی اپنے سر پر لیا اپنی ملعونہ حرکات سے عرش الٰہی کو لرزا دیا کفار کے ساتھ ان کے خاص دفتر میں اپنا چہرہ دکھایا اللہ اور رسولوں اور ملائکہ سب کی لعنت کے کام کئے "هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ ۚ"[1] (وہ لوگ اس دن ایمان کی بہ نسبت کفر کے زیادہ قریب تھے۔ت) میں صراحۃً داخل ہوئے ان پر ہر فرض سے اعظم فرض ہے کہ اپنی ان کفری حرکات سے علی الاعلان توبہ کریں نئے سرے سے کلمہ اسلام پڑھیں پھر اپنی عورتوں کو رکھنا ہو تو ان سے دوبارہ نکاح کریں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۰۸﴾ "[2] الی قولہ تعالٰی "اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ ؕ "[3]۔	(لوگو!) شیطان کے قدموں پر نہ چلو کیونکہ وہ تمھارا کھلا دشمن ہے (اللہ تعالٰی کے اس ارشاد تک) وہ نہیں انتظار کرتے مگر یہ کہ ان پر چھائے ہوئے بادلوں میں (اللہ تعالٰی کا) عذاب آجائے اور فرشتے نازل ہوجائے اور کافر کا فیصلہ ہوجائے (تو پھر ایمان لانے کا کیا فائدہ)۔(ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من جامع المشرك وسكن معه فانه مثله[4] اھ فاذا كان فی محض المساكنة فكيف فی مثل المعاونة۔	جو کوئی کسی مشرک کے ساتھ جمع ہوا اور اس کے ساتھ سکونت اختیار کی تو وہ اس جیسا ہوجائے گا اھ جب صرف رہنے سہنے کا یہ حکم ہے تو پھر مدد کرنے میں کتنا سخت حکم ہوگا۔(ت)

---

[1] القرآن الکریم ۳/ ۱۶۷

[2] القرآن الکریم ۲/ ۲۰۸

[3] القرآن الکریم ۲/ ۲۱۰

[4] سنن ابی داؤد کتاب الجہاد باب فی الاقامۃ بارض المشرک آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۹

دوسری حدیث میں ہے:

من کثر سواد قوم فھو منھم[1]۔	جس شخص نے کسی جماعت کو بڑھایا(اور پھیلایا) تو وہ اسی میں شمار ہوگا۔(ت)

تیسری حدیث میں ہے:

من سود مع قوم فھو معھم[2] اھ فاذا کان ھذا فی مجرد التسوید فکیف مع المشارکۃ المذکورۃ التایید۔	جو کوئی کسی قوم کے ساتھ ہو کر انھیں بڑھائے(اور ان کی کثرت میں اضافہ کرے) تو وہ ان ہی کے ساتھ ہوگا اھ پھر جب طلب کثرت کا یہ حکم ہے تو پھر ان کے ساتھ شراکت مذکورہ کہ جس میں ان کی تائید وتصدیق ہے اس کا کتنا سخت حکم ہوگا۔(ت)

چوتھی حدیث میں ہے:

اذا مدح الفاسق غضب الرب واھتز لذٰلك العرش[3] اھ فاذا کان ھذا فی الفاسق فماظنك بالکافر المارق۔	جب کسی نافرمان کی تعریف کی جائے تو اللہ تعالٰی غضب ناک ہوجاتا ہے اور اس وجہ سے اس کا عرش کانپ جاتا ہے اھ جب فاسق کا یہ حکم ہے تو پھر کافر سرکش کے بارے میں تمھارا کیا خیال ہے۔(ت)

شفاء شریف امام قاضی عیاض واعلام امام ابن حجر مکی میں ہے:

وکذا(یکفر) من فعل فعلا اجمع المسلمون علی انہ لایصدر الا من کافر وان کان صاحبہ مصرحا بالاسلام مع فعلہ[4]۔	اور اسی طرح وہ شخص کافر ہوجائے جس نے کوئی ایسا کام کیا کہ مسلمانوں کا جس پر اتفاق ہے کہ ایسا کام بغیر کسی کافر کے نہیں ہوسکتا اگرچہ وہ کام کرنے والا اپنا کام کرنے کے باوجود اسلام کا اظہار کرے۔(ت)

جامع الفصولین ومنح الروض الازھر میں ہے:

من خرج الی السدۃ کفر اذفیہ	جو کوئی کفار کی مجلس میں جائے تو کافر ہوگیا اس لئے

---

[1] کنز العمال بحوالہ عن ابن مسعود حدیث ۲۴۷۳۵ موسسۃ الرسالہ بیروت ۹/ ۲۲
[2] کنز العمال بحوالہ خط عن انس حدیث ۲۴۶۸۱ موسسۃ الرسالہ بیروت ۹/ ۱۰
[3] شعب الایمان حدیث ۴۸۸۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۴/ ۲۳۰
[4] الاعلام بقواطع الاسلام الفصل الثالث مکتبۃ الحقیقۃ استنبول ترکی ص ۳۷۸

اعلان الکفر وکانه اعان الیه [1] اھ فاذا کان ھذا فی کانه فکیف فی انه۔	کہ اس میں کفر کااعلان ہے گویا وہ اس کے پاس امداد کے لئے گیا ہے اھ، جب گویا میں یہ حکم ہے تو پھر اصل اور تحقیق میں کیا حکم ہوگا۔(ت)

فتاوٰی امام ظہیر الدین واشباہ والنظائر وتنویر الابصار ودر مختار میں ہے:

لوسلم علی الذمی تبجیلا یکفر لان تبجیل الکافر کفر اوقال لمجوسی یااستاذ تبجیلا کفر [2]۔ واللہ تعالٰی اعلم۔	اگر کوئی ذمی کافر کو تعظیم کے طور پر سلام دے تو کافر ہو جائے گا اس لئے کہ کافر کی تعظیم کفر ہے۔ اگر کسی نے آتش پرست کو بطور تعظیم "اے کافر" کہا تو کافر ہو گیا۔ واللہ تعالٰی اعلم۔(ت)

مسئلہ ۱۵۲: واقع در بارہ عالیہ بھر چونڈی شریف اسٹیشن ڈھر کی ضلع سکھر (سند) مسئولہ عاکف فقیر عبداللہ قادری ۲۸ ذی القعدہ ۱۳۳۸ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ ونصلی علی رسول الکریم۔

بخدمت تاج الفقہاء سراج العلماء المدققین حامی السنۃ والدین غیاث الاسلام والمسلمین مجدد مائۃ حاضر جناب سید احمد رضا خاں صاحب قادری بعد الوف تسلیمات مع التکریمات بصد آداب واضح برائے عالی باد کہ مسئلہ ہجرت معروفہ معلومہ کہ درہندوسندھ کہ بتمام جوش وخروش علماء وقت بفرضیت او قائل شدہ اند واعظ دینیہ وزاہد وجاہد بعام وخاص بمجالس مخصوصہ بشدت وحدت تمام دریں بارہ گشتہ اند بحدیکہ از اکثر علماء وقت مقال بدین منوال رفتہ کہ	بخدمت فقہا کے تاج، باریک بین علمائے کرام کے چراغ، سنت اور دین کے مددگار، اسلام اور مسلمانوں کے فریاد رس اس موجودہ صدی کے مجدد، جناب سید احمد رضا خاں صاحب قادری، ہزاروں ہزاروں سلام عزت واحترام کے ساتھ، سیکڑوں قسم کے آداب بجالاتے ہوئے حضور کی رائے عالی پر ظاہر ہو کہ مسئلہ ہجرت جو مشہور ومعروف ہے کہ ہند اور سند میں پورے جوش وخروش سے وقت علماء اس کی فرضیت کے قائل ہوگئے ہیں پس دینی وعظ کرنے والے گوشہ نشین زاہد اور جہاد کرنیوالے عام اور خاص خصوصی مجالس میں انتہائی

[1] جامع الفصولین الفصل الثامن والثلاثون اسلامی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۱۳، منح الروض الازھر شرح الفقہ الاکبر فصل فی الکفر صریحاً الخ مصطفی البابی مصر ص۱۸۶

[2] درمختار شرح تنویر الابصار کتاب الحظر والاباحۃ مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۵۱

ہر آنکہ ہجرت نکنند ویا قائل بفرضیت او نشوند خارج از ایمان اندوزنان برایشاں حرام گردند آیا آں مفتی الزمان دریں مسئلہ کہ منزلۃ الاقوام است چہ فرمایند بدلائل قاطعہ وبراہین ساطعہ دریں باب چہ تحریر دارند براہ نوازش وعنایت بتر سیم حقیقت مسئلہ حق مسئولہ شتاب بہ جواب سرفراز فرمایند کہ مادر فرضیت واستحبابیت ایں ہجرت سخت متردد ومتشکک ومضطرب حال مذبذب بایم تاکید مزید۔	وحدت اختیار کرتے ہوئے اس معاملہ میں ایک ہوگئے ہیں یہاں تک کہ اکثر علماء سے اس طرز پر گفتگو کرتے وقت وہ اس طرف گئے ہیں، جو لوگ ہجرت نہیں کرتے یا اس کی فرضیت کے قائل نہیں تو وہ ایمان سے خارج ہیں اور منکوحہ عورتیں ان پر حرام ہیں، کیا زمانے کے مفتی حضرات اس مسئلہ میں شواہد کے پیش نظر اس باب میں کیا تحریر رکھتے ہیں رائے نوازش اور نظر عنایت سے اس مسئلہ مسئولہ کا جلدی جواب عنایت فرماکر سرفراز فرمائیں اس لئے کہ ہم اس ہجرت کے فرض اور مستحب ہونے میں سخت تردد، شک اور اضطراب اور تذبذب میں اپنے آپ کو پاتے ہیں اور مزید تاکید سے عرض کرتے ہیں۔(ت)

الجواب:

بحمداللہ ہندوسند تاحال داراسلام است کما حققناہ فی رسالتنا اعلام الاعلام بان ھندستان دارالاسلام جمعہ وعیدین واذان واقامت وغیرہا بکثرت شعار اسلام جاری ست وشہرے کہ دارالاسلام بود تا رشتہ از رشتہاء اسلام برجاست ہمچناں دارالاسلام ست کہ اسلام غالب ست ومغلو نتواں شد وللہ الحجۃ البالغۃ درجامع الفصولین ست مابقی شیئ من احکام دارالاسلام تبقی دارالاسلام علی ماعرف ان الحکم اذا ثبت بعلۃ فی	اللہ تعالٰی کی تعریف وستائش کرتے ہوئے گزارش ہے کہ ہندوستان ابھی تک داراسلام ہیں جیسا کہ ہم نے اپنے ایک رسالہ موسومہ "اعلام الاعلام بان ھندوستان دار الاسلام" میں اس کی تحقیق کی ہے نماز، جمعہ، عیدین، اذان اور اقامت وغیرہ بے شمار شعائر اسلامیہ اس میں جاری ہیں اور جو شہر کہ داراسلام سے کوئی رشتہ قائم ہے تو وہ حسب سابق دارالاسلام ہی ہے کیونکہ اسلام غالب ہے اور کبھی مغلوب نہیں ہوسکتا اور کامل دلیل اللہ تعالٰی ہی کے لئے ہے۔ چنانچہ جامع الفصولین میں ہے جب تک داراسلام کا کوئی حکم باقی ہو تو وہ دار الاسلام ہی رہے گا، جیسا کہ معلوم ہے کہ کوئی حکم جب کسی

مابقی شیئ من العلۃ یبقی الحکم ببقائہ[1] ھکذا ذکر شیخ الاسلام ابوبکر فی شرح سیر الاصل۔ ودر فصول عمادی ست دارالاسلام لاتصیر دارالحرب اذا بقی شیئ من احکام الاسلام وان زال غلبۃ اھل السلام[2] امام ناصر الدین فرماید مابقیت علقۃ من علائق الاسلام یترجح جانب الاسلام[3]۔ و در شرح نقایہ است ان الدار محکومۃ بدارالاسلام ببقاء حکم واحد فیھا کما فی الحمادی[4] وغیرھا وہجرت ازدارالحرب فرض است نہ از دارالاسلام، قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاھجرۃ بعد الفتح رواہ الشیخان[5]۔ ہجرت خاصہ کہ بر شخصے خاص بوجہ خاص لازم آید چیزے دیگر ست وآواز محلّہ بمحلہ بلکہ از خانہ بخانہ دیگر توان شد والیھا الاشارۃ فی حدیث من

علت کی وجہ سے ثابت ہو تو جب تک وہ علت موجود رہے گی وہ حکم باقی رہے گا، شیخ الاسلام حضرت ابوبکر نے شرح سیر الاصل میں اسی طرح بیان فرمایا۔اور فصول عماوی میں ہے کہ دارالاسلام میں جب تک کوئی حکم اسلامی موجود ہو تو وہ "دارحرب" نہ ہوگا اگرچہ مسلمانوں کا غلبہ ختم ہوگیا ہے۔امام ناصر الدین فرماتے ہیں کہ جب تک اسلام کے رشتوں میں سے کوئی رشتہ باقی ہو تو اسلام کی جانب ترجیح ہوگی۔اور "شرح نقایہ" میں مذکور ہے کہ اگر ملک میں ایک بھی اسلامی حکم باقی ہو تو اس پر دارالاسلام کا حکم لگایا جائے گا جیسا کہ "حمادی" وغیرہ میں مذکور ہے۔اور ہجرت کرنا دار کفر سے فرض ہے نہ کہ دارالاسلام سے، حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فتح مکّہ کے بعد کوئی ہجرت نہیں، بخاری ومسلم نے اسے روایت فرمایا۔خاص ہجرت کہ کسی شخص پر کسی خاص وجہ کی بناء پر لزم ہو تو یہ ایک دوسری بات ہے۔ ایک محلّہ سے دوسرے محلّہ تک بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر تک آواز پہنچ سکتی ہے۔

---

[1] جامع الفصولین الفصل الاول فی القضاء اسلامی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۳

[2] فتاوٰی جامع الفوائد بحوالہ فصل العمادی کتاب الجہاد مکتبہ حقانیہ کوئٹہ ص ۴۴۴

[3] فتاوٰی جامع الفوائد ناصر الدین مکتبہ حقانیہ کوئٹہ ص ۴۴۵

[4] جامع الرموز کتاب الجہاد مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۴/ ۵۵۷

[5] صحیح البخاری کتاب الجہاد باب وجوب النفیر الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۹۶، صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب المبایعۃ بعد الفتح قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۳۱

فربدینہ[1] الحدیث، واما ہجرت عامہ نباشد مگر از دار الحرب و ادعائے فرضیتش از دارالاسلام باطل محض ست و اصلی ندارد و تفوہ بتکفیر فرضیت غلو فی الدین ست و تکفیر تارک ازاں ہم بالاتر ضلال مبین ست مگر آنا نترسند از احادیث کثیرہ ناطقہ بانکہ اکفار مسلم کفر ست قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایما امرء قال لاخیہ کافر فقد باء بھا احد ھما فان کان کما قال والا رجعت علیہ رواہ مسلم[2] والترمذی عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما موجب ہجرت اگر تسلط نصارٰی است او نہ از امروز ست صد سال بیش می گزرد اینھا و آباء ایناں تاحال قیامت داشتند وبرزعم خود بترک تخم کدام حکم کاشتند واگر چیزے ست کہ درممالک دیر ناشیئ پس ایں حکم عجیبے ست کہ حادثے بملکے رود ہجرت از ملک دیگر واجب شود، نسأل اللہ العفو والعافیۃ، واللہ تعالٰی اعلم۔

حدیث میں اسی کی طرف اشارہ فرمایا کہ جو کوئی اپنے دین کی حفاظت فرمائے گا الحدیث، لیکن عام ہجرت سوائے دار حرب کے نہیں ہو سکتی لہٰذا دارالاسلام سے ہجرت کی فرضیت کا دعوی کرنا بلاشبہہ باطل ہے یہ اپنے اندر کوئی اصلیت نہیں رکھتا۔ اور جو کوئی اس کی فرضیت کا انکار کرے اسے کافر قرار دینا دین میں بڑی زیادتی ہے پھر تارک کی تکفیر اس سے بھی بڑھ کر گمراہی ہے، مگر کیا وہ لوگ اس بات سے نہیں ڈرتے کہ بے شمار روایات اس پر ناطق ہیں کہ کسی مسلمان کو کافر قرار دینا کفر ہے۔ چنانچہ حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام نے فرمایا کہ جس آدمی نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو یہ کفر ان دونوں میں سے کسی ایک پر پلٹ جائے گا، لہٰذا اگر کہنے والے کے مطابق وہ کافر ہے تو وہی کافر ہوگا ورنہ کہنے والے پر کفر لوٹ آئے گا، امام مسلم اور امام ترمذی نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اس حدیث کو روایت کیا (جو لوگ ہجرت کے قائل ہیں اور اسے فریضہ ایمان قرار دیتے ہیں ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ) ہجرت کرنے کا سبب اور وجہ کیا ہے؟ اگر عیسائیوں کا تسلط ہے تو وہ کوئی آج نہیں ہوا بلکہ آج سے سو سال پہلے کا ہے پھر اتنی مدت پر یہ لوگ اور ان کے باپ دادے اب تک یہاں کیوں ٹھہرے رہے اور اپنے خیال میں ہجرت نہ کرکے انھوں نے کون سے حکم کا بیج بویا؟ اور اگر ہجرت

[1] الدر المنثور بحوالہ ابن مردویہ تحت آیۃ ۵۷/۱۹ مکتبہ آیۃ اللہ العظمی قم ایران ۶/۱۷۶

[2] صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان حال ایمان من قال لاخیہ یاکافر الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۵۷، جامع الترمذی کتاب الایمان باب ماجاء فی من رمی اخاہ بکفر امین کمپنی دہلی ۲/۱۸

	کسی ایسے کم کی وجہ سے ہے جو کسی دوسرے ممالک میں پیدا ہو گیا، تو پھر یہ حکم عجیب ہے کہ کوئی جدید حادثہ کسی ملک یں پیدا ہو جائے تو پھر ہجرت کرنا کسی دوسرے ملک پر واجب ہو جائے۔ (خلاصہ کلام) ہم اللہ تعالٰی سے معافی اور عافیت کی دعا کرتے ہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۵۳ و ۱۵۴: کیافرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں:

(۱) کسی کی زبان سے کلمہ کفر نکل گیا یا اللہ ورسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو گالی دی پھر نادم ہو کر فوراً توبہ کی، اب بی بی اس کی نکاح میں اس کی رہے گی یا نہیں؟

(۲) یہ جو مسئلہ مشہور ہے کہ اگر کوئی جاہل عالم کو گالی دے تو بی بی پر اس کے طلاق واقع ہو جاتی ہے یہ صحیح ہے یا نہیں؟ اگر صحیح ہے تو عالم کو کس مرتبہ کا ہونا اور گالی کا کس مرتبہ کا ہونا شرط ہے اور اگر عالم بدخو یا فاسد العقیدہ کو گالی دے یا صحیح العقیدہ کو کسی بات پر خواہ دنیاوی یا اُخروی یا مسئلہ اختلافی لے کر جھگڑا کرکے باہم گالی گلوچ کی، یہ جھگڑا مابین دو عالموں کے ہو تو شرع شریف کا کیا حکم ہے؟

الجواب:

(۱) جس نے کلمہ کفر قصداً کہا یا اللہ یا نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی وہ کافر ہو جاتا ہے اس کی عورت نکاح سے نکل جاتی ہے پھر اگر مسلمان ہو اور توبہ کرے عورت کو اختیار ہے کہ اس سے دوبارہ نکاح کرے خواہ بعد عدت کے اور سے کرے۔

(۲) عالم دین کو برا کہنا اگر اس کے عالم دین ہونے کے سبب ہے تو کفر ہے اور عورت نکاح سے باہر، خواہ برا کہنے والا خود عالم ہو یا جاہل، اور عالم سنی العقیدہ کی توہین جاہل کو جائز نہیں، اگرچہ اس کے عمل کیسے ہی ہوں، اور بدمذہب وگمراہ اگرچہ عالم کہلاتا ہو اسے برا کہا جائے گا مگر اسی قدر جتنے کا وہ مستحق ہے۔ اور فحش کلمہ سے ہمیشہ اجتناب چاہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۵۵ تا ۱۵۸: از آرہ محلّہ نوادہ ڈاک بنگلہ مرسلہ محبوب علی وعبدالغفور صاحب آخری ذی القعدہ ۱۳۳۸ھ

ایک پنڈت صاحب ساکن بلیا کے وہ آج کل آرہ میں آکر بہت زوروں کے ساتھ ہندو مسلمانوں کو ایک جا مجمع کرکے لکچر دیا کرتے ہیں بعد ختم لکچر کے پنڈت صاحب اکثر موقعوں پر خود اپنے ہاتھ ہندوؤں مسلمانوں کو ٹیکا دیتے ہیں بعد اس کے مسلمان سے گلے گلے ملتے ہیں مگر قبل ٹیکا دینے کے مسلمانوں سے دریافت کرتے ہیں کہ آپ لوگوں کے یہاں ممانعت ہے یا نہیں؟ اس پر چند مسلمانوں نے جواب دیا کہ کوئی ممانعت نہیں ہے اور نہ ٹیکے سے انکار ہے۔ اس کہنے پر وہ ٹیکا دیتے ہیں اور گلے گلے ملتے ہیں اور اسی لکچر کے اندر یہ کہا کہ ہندو و مسلمان ایک دل ہو کر اپنے اپنے گھروں میں انتظام کریں بلکہ اس کے انتظام کے لئے چند

مسلمان ممبر بنائے گئے اور یہ رائے مانی کہ اس غلہ کو بیچ کر ایک جگہ جمع کیا جائے، اسی رائے کو دونوں فریق نے پاس کرکے ایک ہندو کے یہاں جمع کرنے کے لئے قرار دیا گیا اور یہ کہا گیا کہ دونوں فریق کی رائے سے یہ پیسہ اپنے کار خیر کے لئے خرچ کریں، اب میں علمائے دین سے اس امر کو دریافت کرتا ہوں کہ وہ شراکت کا پیسہ ہم لوگ اپنے کار خیر میں جیسے مسجد کی مرمت یا تجہیز و تکفین مدارات میت وغیرہ وغیرہ میں لاسکتے ہیں یا نہیں۔ اور ایک روز پنڈت صاحب نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ آج ہم اپنے رامائن کا اور مسلمانوں کے قرآن مجید کی اور انگریزوں کی بائبل کی یعنی تینوں کتابوں کی پوجا کریں گے، اس کے انتظام اور اہتمام کے لئے یہ تھا کہ ایک ڈولہ جس کو وہ لوگ سنگاسن کہتے ہیں اس کو بڑے تکلف کے ساتھ ہار پھول سے سجوا کر اس کے اندر ایک طرف رامائن یاک طرف بائبل اور بیچ میں قرآن مجید منگوا کر رکھا اور بڑے اہتمام کے ساتھ بھجن گاتے اور ڈھول وجھانج وغیرہ بجاتے اور اس میں مسلمان بھی شریک ہو کر شہر سے گھماتے ہوئے اپنے مندر کے اندر لیجا کر رکھا، خیر کہا ہماری شریعت میں علماء نے اس امر کو کہ کلام پاک غیر مذہب میں بے دین کی مجلس میں لے جانا اور یہ برتاؤ کرنا اور مندر کے اندر لیجا کر رکھنا کیا جائز ہے؟ جب مسلمانوں سے کہا گیا تو ان لوگوں نے جواب دیا کہ اس میں حرج ہی کیا ہوا اگر ایسا کیا گیا کیونکہ ہم لوگوں نے شہر کے ایک ایک مولوی صاحب سے دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ کوئی حرج نہیں ہے۔ اور ٹیکا کے بارے میں بھی یہی جواب ملا، ان سب واقعات کو لکھ کر خدمت بابرکت میں اپنے علمائے دین شرع متین کے پیش کرتا ہوں کہ فی الحقیقت یہ سب بات شرع کے اندر جائز ہے یا نہیں جیسا کہ یہاں پر مسلمان ہم کو جواب دیتے ہیں کہ ہم نے یہ سب مولوی صاحب سے دریافت کرلیا ہے لہٰذا ذیل چند جملے درج کرتا ہوں جو مضمون بالا کا لب لباب ہوسکتا ہے ان سوالوں کے جواب سے بالتفصیل سرفراز فرمایا جائے تاکہ ان بھائی مسلمانوں کی خدمت میں پیش کرکے ان کی اصلاح کی جائے، ان کے عقائد درباہ مذکورہ درست نہیں ہیں اور ان کی ان خود پرستیوں کی پوری پوری گوشمالی ہوجائے، وہ مذہب پر دھبہ لگانے والی حرکت سے باز آکر راہ راست پر آجائیں، اس لئے گزارش خدمت عالی ہے کہ جلد جواب اسی پرچہ کی پشت پر تحریر فرمائیں،

(۱) مسلمانوں کو پیشانی پر ٹیکا لگانا خواہ وہ کسی قسم کا مانند زعفران وصندل وغیرہ کے ہو جائز ہے یا نہیں؟

(۲) ہندوؤں کے شال غول باندھا کر گاتے بجاتے رامائن وغیرہ ہندوؤں کی کتابوں کو بڑے اہتمام کے ساتھ سنگاسن وغیرہ میں رکھ کر ہندوؤں کی مجلس میں جانا جہاں پر "رام چندر کی جے" کی صدا بلند ہوتی ہو مسلمانوں کے لئے جائز ہے یا نہیں؟

(۳) قرآن مجید کا دوسری کتابوں کے شامل مانند رامائن بائبل وغیرہ ہندوؤں کے ساتھ پوجا کیا نا خواہ مندر کے اندر لیجانا اور اس کے اہتمام میں مسلمانوں کا شریک ہونا درست ہے یا نہیں؟

(۴) ہندوؤں کے شامل چندہ جمع کرنا اور اس چندہ سے رفاہ عام مسلمان کرنا مثلاً مرمت مسجد تجہیز و تکفین میت لاوارث مسلمانی، امداد بیوگان، مسلم یا یتیم بچوں کی تربیت و تعلیم وغیرہ وغیرہ ممنوع ہے یا نہیں؟

الجواب:

(۱) ماتھے پر قشقہ (ٹیکا) لگانا خاص شعار کفر ہے اور اپنے لئے جو شعار کفر پر راضی ہو اس پر لزوم کفر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: **من تشبه بقوم فهو منه** [1] جو کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ انھیں میں سے ہے۔ اشباہ والنظائر میں ہے:

عبادة الصنم کفر ولا اعتبار فی قلبه وکذا لوتزنر بزنار الیهود والنصارٰی دخل کنیستهم اولم یدخل [2]۔ والله تعالٰی اعلم۔	بت کی پوجا کرنا کفر ہے اور جو کچھ اس کے دل میں ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ اور اسی طرح اگر کسی نے یہودیوں اور عیسائیوں کا زنار گلے میں ڈالا چاہے ان کے گرجوں میں جائے نہ جائے، واللہ تعالٰی اعلم۔ (ت)

(۲) مسائل یہ پوچھتا ہے کہ وہ حرکات ملعونہ جائز ہیں یا نہیں۔ یہ پوچھے کہ کفر ہے یا نہیں۔ ان کی عورتیں نکاح سے نکلیں یا نہیں ان حرکات سے۔ جامع الفصولین منح الروح الازہر میں ہے:

من خرج الی السدة (قال القاری ای مجمع اهل الکفر) کفر لان فیه اعلام الکفر وکانه اعان علیه [3]۔ و الله تعالٰی اعلم۔	جو کوئی (دارالاسلام کو چھوڑ کر) کفار و مشرکین کے مجمع میں جائے (السدة۔ محدث ملا علی قاری نے فرمایا: اس کا معنی مجمع اہل کفر ہے) تو وہ کافر ہوگیا کیونکہ اس میں کفر کا اعلان ہے۔ گو یا وہ کفر پر ان کی امداد کر رہا ہے۔ اور اللہ تعالٰی سب کچھ زیادہ جاننے والا ہے۔ (ت)

---

[1] سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی لبس الشهرة آفتاب عالم پریس لاہور ۲ /۲۰۳

[2] الاشباہ والنظائر کتاب السیر والردة الفن الثانی ادارۃ القرآن کراچی ۱ /۲۹۵

[3] منح الروض الازهر شرح الفقه الاکبر فصل فی الکفر صریحا وکنایة مصطفی البابی مصر ص۱۸۶، جامع الفصولین الفصل الثامن والثلاثون اسلامی کتب خانہ کراچی ۲ /۳۱۳

(۳) قرآن عظیم کا مندر میں لیجانا اس کی توہین ہے اور قرآن عظیم کی توہین کفر اور رامائن کی پوجا اگر کفر نہ ہوئی تو دنیا میں کوئی بات کفر نہیں ہو سکتی، اور کفر کے اہتمام میں شریک ہونا اور اس پر راضی ہونا کفر ہے **الرضا بالکفر کفر** (کفر پر راضی ہونا کفر ہے۔ت) وہ لوگ اسلام سے نکل گئے اور ان کی عورتیں ان کے نکاح سے۔**واللہ تعالٰی اعلم۔**

(۴) ممنوع ہے اور سخت ممنوع ہے شرکت کے سبب اگر ان کا روپیہ ہمارے یہاں کے کار خیر میں میں صرف ہوگا تو مسلمان کا روپیہ ان کے کفر کے کاموں میں صرف ہوگا جن کو وہ کار خیر سمجھتے ہیں مثلاً مندروں کی اعانت بتوں کی زینت وغیرہ، اور ان پر راضی ہونا کفر ہے۔**واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۱۵۹: ازامرتسر کٹڑہ پرجہ مرسلہ غلام محمد صاحب دکاندار ۱۳ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرح متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ اگر ہجرت ہی کرنی ہے تو بجائے کابل کے مدینہ منورہ ہجرت کروں گا کم از کم یہ تو ہوگا کہ مسجد نبوی شریف میں ایک نماز پڑھنے سے بچاس ہزار نماز کا ثواب ہوگا اور کہتا ہے دین مدینہ منورہ سے نکلا ہے اور پھر اسی طرف پلٹ جائے گا، پس اس جگہ سے کون جگہ افضل ہوگی، اور اس زمانہ میں جبکہ نصارٰی کا قبضہ اس جگہ سے ہے کابل سے ہزار درجہ اس جگہ کی ہجرت کو افضل کہتا ہے اور اپنے لئے باعث سلامتی دین وشفاعت تصور کرتا ہے، زید کا یہ خیال درست ہے یا نہیں؟ یہ ہجرت اس کی درست ثابت ہوگی یا نہیں؟ اور اگر ہجرت میں یہ نیت کرے کہ جب تک بیت اللہ شریف اور مدینہ منورہ پر کفار کا قبضہ ہے اتنی مدت اپنے وطن میں نہ آئے گا، ایسی نیت اس کی درست ہوگی یا نہیں؟

الجواب:

زید کے بالائی خیالات سب صحیح ہیں بیشک مدینہ طیبہ سے کسی شہر کو نسبت نہیں ہو سکتی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

والمدینۃ خیرلھم لوکانوا یعلمون[1]۔	مدینہ ان کے لئے سب سے بہتر ہے اور وہ جانیں۔

مگر مدینہ طیبہ میں مجاورت ہمارے ائمہ کے نزدیک مکروہ ہے کہ حفظ آداب نہ ہوسکے گا اور قبضہ کفار کا بیان غلط ہے اور ہو تو یہ نیت کہ ان کے قبضہ تک وہیں رہے گا الٹی نیت ہے، **واللہ تعالٰی اعلم۔**

[1] صحیح البخاری فضائل المدینۃ باب من رغب عن المدینہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۵۲، صحیح مسلم کتاب الحج باب ترغیب الناس فی سکنی المدینہ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۴۵

مسئلہ ۱۶۰و۱۶۱: از کلکتہ زکریا اسٹریٹ ۳۳ مرسلہ حکیم سعید الرحمٰن صاحب دہلوی ۱۳ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ

حضرت اقدس جناب مولانا صاحب قبلہ دام فیضہ السلام علیکم، مزاج گرامی ! نہایت ادب سے مگر بیتابی کے ساتھ خدمت والا میں گزارش ہیں کہ برائے کرم امور ذیل کا جواب مرحمت فرما کر خادم کی تسلی فرمائیں۔

(۱) مسائل خلافت اسلامیہ وہجرت عن الہند کے متعلق مولوی عبدالباری اور ابوالکلام وغیرہ نے جو کچھ آواز اٹھائی ہے یہ حدود اسلامیہ وشرعیہ کے موافق ہے یا خلاف؟

(۲) ہر لحاظ سے جناب والا کی خاموشی کن مصالح کی بنا پر ہے؟ اگر موافق ہے تو کیوں ان اصحاب کی تائید میں آواز نہیں اٹھاتے؟ اور اگر خلاف ہے تو دوسرے مسلمانوں کو خطرناک ہلاکت سے نہیں روکا گیا جناب والا نے اپنے لیے کیا راہ عمل تجویز فرمائی ہے؟

الجواب:

مقصد بتایا جاتا ہے اماکن مقدسہ کی حفاظت، اس میں کون مسلمان خلاف کرسکتا ہے اور کاروائی کی جاتی ہے کفار سے اتحاد مشرک لیڈروں کی غلامی و تقلید قرآن وحدیث کی عمر کو بت پرستی پر نثار کرنا مسلمانوں کا قشقہ لگوانا، کافروں کی جے بولنا، رام کچھمن پر پھول چڑھانا، رامائن کی پوجا میں شریک ہونا، مشرک کا جنازہ اپنے کندھوں پر اٹھا کر اس کی جے بولتے ہوئے مرگھٹ کو لے جانا، کافروں کو مسجد میں لیجا کر مسلمانوں کا واعظ بنانا، شعار اسلام قربانی گاؤ کو کفار کی خوشامد میں بند کرنا ایک ایسے مذہب کی فکر میں ہونا جو اسلام وکفر کی تمیز اٹھادے اور بتوں کے معبد پر آگ کو مقدس ٹھہرائے، اور اسی طرح کے بہت اقوال احوال افعال جن کا پانی سر سے گزر گیا اور جنھوں نے اسلام پر یکسر پانی پھیر دیا، کون مسلمان ان میں مواقفت کرسکتا ہے ان حرکات خبیثہ کے رد میں فتوے لکھے گئے اور لکھے جارہے ہیں اس سے زیادہ کیا اختیار ہے پاکی ہے اسے جو مقلب القلوب والابصار ہے۔ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم (اور ہمیں اللہ تعالٰی کافی ہے اور کیا ہی اچھا کارساز ہے۔ گناہوں سے تحفظ اور نیکی بجالانے کی طاقت کسی میں نہیں مگر اللہ تعالٰی بلند شان والے، بڑی عظمت والے کی توفیق سے ہے۔ ت) واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۶۲تا۱۶۴: از گوری ڈاک خانہ رائے پور ضلع مظفرپور مرسلہ عبدالجبار صاحب یکم شعبان ۱۳۳۶ھ

(۱) ایک شخص نماز نہیں پڑھتا ہے لوگوں نے زبردستی نماز پڑھنے کو کہا اور اس نے انکار کیا، اس صورت میں انکار کرنے والے اور تاکید کرنے والے کے ایمان میں نقص آیا یا نہیں؟ اگر نقص کیا تو کس درجہ کا؟ بصورت اکراہ وخوف سزا سے جبر یہ نماز پڑھتا ہے۔ نہ معلوم نماز ریا ادا کرتا ہے

یا خلوص، لیکن ظاہر اسباب زبردستی دباؤ ہے۔ پس نماز عام جاہل کے دباؤ سے مقبول ہے یا نہیں؟

(۲) ذابح البقر جس نے اپنا پیشہ ذبح کرنا مویشیوں کا و نفع اٹھانا فروخت گوشت سے ہمیشہ اختیار کرلیا ہے بخشا جائے گا یا نہیں؟ و پرسش خون ناحق کا یوم الحشر میں ہوگا یا نہیں؟

(۳) ایک مسلمان نذر لغیر اللہ کھاتا ہے اور امداد مخلوق مثل شیخ سدو و خواجہ خضر و کالی بھوانی وغیرہ تعزیہ پرستی سے طلب کرتا ہے و بصورت حصول مراد نہیں نذر دینے سے ضرر جان و مال کا تصور کرتا ہے۔ ان صورتوں میں نقص ایمان واقع ہوا یا نہیں؟ و ذبیحہ اس کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

(۱) تاکید کرنے والے پر الزام نہیں، اور انکار اگر یوں ہے کہ تیرے کہنے سے نہیں پڑھتا تو گناہ ہی ہے اور اگر فرضیت نماز سے انکار کرے تو کفر **کما فی جامع الفصولین**[1] وغیرہ (جیسا کہ جامع الفصولین وغیرہ میں ہے۔ت)

قبول و عدم قبول کو بیان اوپر گزرا سقوط فرض ہوجائے گا **لاریاء فی الفرائض کما فی الاشباہ وغیرھا** (فرائض میں دکھاوا نہیں جیسا کہ الاشباہ وغیرہ میں مذکور ہے۔ت) مسلمانوں پر بدگمانی حرام ہے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

(۲) ذبح بقر کو خون ناحق کہنا کلمہ کفر ہے اور اس کی بخشش نہ جاننا ضلالت و گمراہی اور اس پیشے کے جواز میں کوئی شبہ نہیں اور ذابح البقر کی وعید موضوع و بے اصل ہے حوالہ اس پر ہے جو ان دعاوی باطلہ کا مدعی ہوا الٹا مطالبہ جہالت وہابیہ ہے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

(۳) کالی بھولالی سے مدد مانگنے والے کو مسلمان کہنا کفر ہے۔ کہنے والے پر تجدید اسلام و تجدید نکاح لازم ہے۔ اور کالی بھوانی، شیخ سدو اور ارواح خبیثہ کے ساتھ نبی اللہ خضر علیہ الصلٰوۃ والسلام سے استمداد کو ملانا صریح گمراہی اور اور نبی اللہ کی توہین اور امام الوہابیہ مخزولی کی طرز لعین ہے۔ تو یہ فرض ہے اور جب وہ کالی بھوانی سے مدد مانگتا ہے تو قطعاً کافر مشرک ہے اس کے ایمان کے نقصان کمال اور اس کے ذبیحہ سے سوال نادانی ہے۔ نہ اسکے بعد کسی امر محتمل سے بحث کی حاجت نہ کہ جائز مستحب۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

---

[1] جامع الفصولین الفصل الثامن والثلاثون اسلامی کتب خانہ کراچی ص ۳۰۶

رسالہ

برکات الامداد لاھل الاستمداد [۱۳۱۱ھ]

(مدد طلب کرنے والوں کے لئے امداد کی برکتیں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ ۱۶۵: از سہسواں محلہ شہباز پورہ مرسلہ احمد نبی خان ۱۴/ شعبان المعظم ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آیۃ وایاك نستعین کے معنی وہابی یوں بیان کرتا ہے کہ استعانت غیر حق سے شرک ہے۔

دیکھ حصر نستعین اے پاک دیں استعانت غیر سے لائق نہیں

ذات حق بیشک ہے نعم المستعان حیف ہے جو غیر حق کا ہو دھیان

اور علمائے صوفیہ کرام کا عقیدہ یوں ظاہر کرتا ہے کہ حضرت مصلح الدین سعدی شیرازی رحمہ اللہ تعالٰی کا بھی یہی ایمان تھا کہ ع

ندار یم غیر از تو فریاد رس

(ہم تیرے سوا کوئی فریاد کو پہنچنے والا نہیں رکھتے۔ت)

اور حضرت مولانا نظامی گنجوی رحمہ اللہ تعالٰی بھی دعا میں عرض کرتے تھے۔

بزرگا بزرگی دہا بیکسم توئی یاوری بخشش ویاری رسم

(اے بزرگ! بزرگی عطافرماکہ میں بیکس ہوں، توہی حمایت کرنے والااور میری مدد کو پہنچنے والاہے)

اور حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالٰی علیہ کا قصہ دلچسپ وعبرت دلہا بیان کرتا ہے جو تحفۃ العاشقین میں لکھا ہے کہ ایک روز آپ نماز پڑھ رہے تھے جب نستعین پر پہنچے بیہوش ہو کر گرپڑے، جب ہوش ہوافرمایا: جب رب العالمین ایاک نستعین فرمائے اور میں غیر حق سے مانگوں مجھ سے زیادہ بے ادب کون ہوگا، دوسری آیت شریف جناب ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے قصہ کی کہ انی وجہت وجھی للذی سے بیان کرتا ہے اور بہت سی آیت شریفہ اور حدیث پاک اور قول علماء وصوفیہ بتاتا ہے لہٰذا متدعی خدمت عالی ہوں کہ تردید اس کی مرحمت ہو کہ اس وہابی سے بیان کروں جواب قرآن کا قرآن سے، حدیث کا حدیث سے، اقوال کا اقوال سے، ارشاد فرمائے گا اور معنی لفظی ہوں، **بینوا توجروا** راقم نیاز احمد نبی خاں، سہسوان

الجواب:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وبہ نستعین والصلٰوۃ والسلام علی اعظم غوث اکرم ومعین محمد واٰلہ واصحابہ اجمعین۔	سب حمدیں اللہ تعالٰی کے لیے، اور اسی سے ہم مدد چاہتے ہیں، اور صلٰوۃ وسلام سب سے بڑے بزرگی والے غوث ومددگار محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وصحبہ اجمعین۔(ت)

الحمدُ للہ آیات کریمہ تو مسلمان کی ہیں اور حضرت مولٰنا سعدی ومولٰنا نظامی قدس سرہ السامی کے جو اشعار نقل کئے وہ بھی حق ہیں، مگر وہابی حق باتوں سے باطل معنی کا ثبوت چاہتا ہے جو ہرگز نہ ہوگا آیہ کریمہ انی وجّہت وَجْہِیَ کو تو اس مقام سے کوئی علاقہ ہی نہیں اس میں توجہ بقصد عبادت کا ذکر ہے کہ میں اپنی عبادت سے اسی کا قصد کرتا ہوں جس نے پیدا کئے زمین وآسمان، نہ یہ کہ مطلق توجہ کا جس میں انبیاء واولیاء علیہم الصلوۃ والسلام سے استعانت بھی داخل ہوسکے، جلالین شریفین میں اس آیہ کریمہ کی تفسیر فرمائی۔

قالو الہ ماتعبد قال انی وجھت وجھی قصدت بعبادتی الخ۔[1]	یعنی کافروں نے سیدنا ابراہیم علیہ الصلٰوۃ والسلام سے کہا تم کسے پوجتے ہو فرمایا: میں اپنی عبادت سے اس کا قصد کرتا ہوں جس نے بنائے آسمان وزمین۔

[1] تفسیر جلالین تحت آیۃ ۶/ ۷۹ اصح المطابع دہلی ص۱۱۹

آیت میں اگر مطلق توجہ مراد ہو تو کسی کی طرف منہ کرکے باتیں کرنا بھی شرک ہو نماز میں قبلہ کی طرف توجہ بھی شرک ہو کہ قبلہ بھی غیر خدا ہے خدا نہیں، اور رب العزت جل وعلا کا ارشاد ہے:

"حَیۡثُ مَا کُنۡتُمۡ فَوَلُّوۡا وُجُوۡهَکُمۡ شَطۡرَهٗ"[1]۔	جہاں کہیں ہو اپنا منہ قبلہ کی طرف کرو۔

معاذاللہ شرک کا حکم دینا ٹھہرے، مگر وہابیہ کی عقل کم ہے۔ آیہ کریمہ وایاک نستعین مناجات سعدی ونظامی میں استعانت و فریاد رسی ویاوری دیاری حقیقی کا حضرت عزوجل وعلا میں حصر ہے نہ کہ مطلق کا، اور بلاشبہہ حقیقت ان امور بلکہ ہر کمال بلکہ ہر وجوہ ہستی کی خاص بجناب احدیت عزوجل ہے استعانت حقیقیہ یہ کہ اسے قادر بالذات ومالک مستقل وغنی بے نیاز جانے کہ بے عطائے الٰہی وہ خود اپنی ذات سے اس کام کی قدرت رکھتاہے، اس معنی کا غیر خدا کے ساتھ اعتقاد ہر مسلمان کے نزدیک شرک ہے نہ ہرگز کوئی مسلمان غیر کے ساتھ اس معنی کا قصد کرتا ہے بلکہ واسطہ وصول فیض وذریعہ ووسیلہ قضائے حاجات جانتے ہیں اور یہ قطعاً حق ہے۔ خود رب العزت تبارک وتعالٰی نے قرآن عظیم میں حکم فرمایا: "وَابۡتَغُوۡۤا اِلَیۡهِ الۡوَسِیۡلَةَ"[2] اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔

بایں معنی استعانت بالغیر ہرگز اس سے حصر ایاك نستعین کے منافی نہیں، جس طرح وجود حقیقی کہ خود اپنی ذات سے بے کسی کے پیدا کئے موجود ہونا خالص بجناب الٰہی تعالٰی وتقدس ہے۔ پھر اس کے سبب دوسرے کو موجود کہنا شرک نہ ہوگیا جب تک وہی وجود حقیقی نہ مراد لے۔ حقائق الاشیاء ثابتۃ پہلا عقیدہ اہل اسلام کا ہے۔ یونہی علم حقیقی کہ اپنی ذات سے بے عطائے غیر ہو، اور تعلیم حقیقی کہ بذات خود بے حاجت بہ دیگرے القائے علم کرے، اللہ جل جلالہ سے خاص ہیں، پھر دوسرے کو عالم کہنا یا اس سے علم طلب کرنا شرک نہیں ہوسکتا جب تک وہی معنی اصلی مقصود نہ ہوں، خود رب العزت تبارک وتعالٰی قرآن عظیم میں اپنے بندوں کو علیم وعلماء فرماتا ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نسبت ارشاد کرتا ہے:

"یُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَةَ"[3] یہ نبی انھیں کتاب وحکمت کا علم عطا کرتا ہے۔

یہی حال استعانت وفریاد رسی کا ہے کہ ان کی حقیقت خاص بخدا اور بمعنی وسیلہ وتوسل وتوسط غیر کے لئے ثابت اور قطعاً روا، بلکہ یہ معنی تو غیر خدا ہی کے لئے خاص ہیں اللہ عزوجل وسیلہ وتوسل وتوسط بننے سے

---

[1] القرآن الکریم ۲ /۱۴۴

[2] القرآن الکریم ۵ /۳۵

[3] القرآن الکریم ۳ /۱۶۴

پاک ہے۔اس سے اوپر کون ہے کہ یہ اس کی طرف وسیلہ ہوگااور اس کے سوا حقیقی حاجت روا کون ہے۔ کہ یہ بیچ میں واسطہ بنے گا، ولہذا حدیث میں ہے جب اعرابی نے حضور پر نور صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ سے عرض کیاکہ یارسول اللہ ! ہم حضور کو اللہ تعالٰی کی طرف شفیع بناتے ہیں اور اللہ عزوجل کو حضور کے سامنے شفیع لاتے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر سخت گراں گزرادیر تک سبحان اللہ فرماتے رہے۔ پھر فرمایا:

ویحك انه لایستتشفع باﷲ علی احد شان اﷲ اعظم من ذٰلک، روہ ابوداؤد[1] عن جبیر بن مطعم رضی اﷲ تعالٰی عنه۔	ارے نادان! اللہ کو کسی کے پاس سفارشی نہیں لاتے ہیں کہ اللہ کی شان اس سے بہت بڑی ہے(اسے ابوداؤد نے جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

اہل اسلام انبیاء واولیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام سے یہی استعانت کرتے ہیں جو اللہ عزوجل سے کیجئے تو اللہ اور اس کا رسول [عـــہ۱] غضب فرمائیں اور اسے اللہ جل وعلا کی شان میں بے ادبی ٹھہرائیں، اور حق تو یہ ہے کہ اس استعانت کے معنی اعتقاد کرکے جناب الٰہی جل وعلا سے کرے تو کافر ہوجائے مگر وہابیہ کی بدعقلی کو کیا کہئے، نہ اللہ [عـــہ۲] کا ادب نہ رسول (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) سے خوف، نہ ایمان کا پاس خواہی نخواہی اس استعانت کو ایاک نستعین میں داخل کرکے جو اللہ عزوجل کے حق میں محال قطعی ہے اسے اللہ تعالٰی سے خاص کئے دیتے ہیں۔ ایک بیوقوف وہابی نے کہا تھا ؎

وہ کیا ہے جو نہیں ملتا خدا سے | جسے تم مانگتے ہو اولیاء سے

فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ نے کہا ؎

توسل کر نہیں سکتے خدا سے | اسے ہم مانگتے ہیں اولیاء سے

یعنی یہ نہیں ہوسکتا ہے کہ خدا سے توسل کرکے اسے کسی کے یہاں وسیلہ وذریعہ بنائے اس وسیلہ بننے کو ہم اولیائے کرام سے مانگتے ہیں کہ وہ دربارہ الٰہی میں ہمارا وسیلہ وذریعہ وواسطہ قضائے حاجات ہوجائیں اس بے وقوفی کے سوال کا جواب اللہ عزوجل نے اس آیہ کریمہ میں دیا ہے۔

عـــہ۱: جل وعلا وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ عـــہ۲: جل جلالہ۔

[1] سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی الجھیمۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۹۴

"وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۶۴﴾ "[1]	اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم یعنی گناہ کرکے تیرے پاس حاضر ہوں اور اللہ سے معافی چاہیں اور معافی مانگے ان کے لئے رسول، تو بیشک اللہ کو توبہ قبول کرنیوالا مہربان پائیں گے۔

کیااللہ تعالٰی اپنے آپ نہیں بخش سکتا تھا۔ پھر یہ کیوں فرمایا کہ اے نبی! تیرے پاس حاضر ہوں اور تو اللہ سے ان کی بخشش چاہے تو یہ دولت ونعمت پائیں گے۔ یہی ہمارا مطلب ہے۔ جو قرآن کی آیت صاف فرمارہی ہے۔ مگر وہابیہ تو عقل نہیں رکھتے۔ خدارا انصاف! اگر آیہ کریمہ ایاك نستعین میں مطلق استعانت کا ذات الٰہی جل وعلا میں حصر مقصود ہو تو کیا صرف انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام ہی سے استعانت شرک ہوگی، کیا یہی غیر خدا ہیں، اور سب اشخاص واشیاء وہابیہ کے نزدیک خدا ہیں یا آیت میں خاص انھیں کا نام لے دیا ہے کہ ان سے شرک اوروں سے روا ہے۔ نہیں نہیں، جب مطلقاً ذات احدیت سے تخصیص اور غیر سے شرک ماننے کی ٹھہری تو کیسی ہی استعانت کسی غیر خدا سے کی جائے ہمیشہ ہر طرح شرک ہی ہوگی کہ انسان ہوں یا جمادات، احیاء ہوں یا اموات، ذوات ہوں یا صفات، افعال ہوں یا حالات، غیر خدا ہونے میں سب داخل ہیں، اب کیا جواب ہے آیہ کریمہ کا کہ رب جل وعلا فرماتا ہے:

"اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ"[2]	استعانت کرو صبر ونماز سے۔

کیا صبر خدا ہے جس سے استعانت کا حکم ہوا ہے۔ کیا نماز خدا ہے جس سے استعانت کو ارشاد کیا ہے۔ دوسری آیت میں فرماتا ہے:

"وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۪"[3]	آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرو بھلائی اور پرہیزگاری پر۔

کیوں صاحب! اگر غیر خدا سے مدد لینی مطلقاً محال ہے تو اس حکم الٰہی کا حاصل کیا، اور اگر ممکن ہو تو جس سے مدد مل سکتی ہے اس سے مدد مانگنے میں کیا زہر گھل گیا۔

احادیث مبارکہ:___ حدیثوں کی تو گنتی ہی نہیں بکثرت احادیث میں صاف صاف حکم ہے۔ کہ ___ صبح کی عبادت سے استعانت کرو___ شام کی عبادت سے استعانت کرو___

[1] القرآن الکریم ۴/ ۶۴

[2] القرآن الکریم ۲/ ۱۵۳

[3] القرآن الکریم ۵/ ۲

کچھ رات رہے کی عبادت سے استعانت کرو ___ علم کے لکھنے سے استعانت کرو ___ سحری کے کھانے سے استعانت کرو ___ دوپہر کے سونے سے وصدقہ سے استعانت کرو ___ عورتوں کی خانہ نشینی میں انھیں ننگا رکھنے سے استعانت کرو ___ حاجت روائیوں میں حاجتیں چھپانے سے استعانت کرو ___ کیا یہ سب چیزیں وہابیہ کی خدا ہیں کہ ان سے استعانت کا حکم آیا۔ یہ حدیثیں خیال میں نہ ہوں تو مجھ سے سنئے:

(۱)البخاری والنسائی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اِسْتَعِیْنُوْا بِالْغُدْوَۃِوَالرَّوْحَۃِوَشَیْئٍ مِّنَ الدّلْجَۃِ[1]۔	امام بخاری اور نسائی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: صبح وشام اور رات کے کچھ حصہ میں عبادت سے استعانت کرو۔(ت)
(۲)الترمذی عن ابی ھریرۃ[2]۔	ترمذی نے ابوہریرہ سے روایت کیا۔(ت)
(۳)والحکیم الترمذی عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھم عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم استعن بیمینك علی حفظك[3]۔	حکیم ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کیا کہ اپنے حافظہ کی امداد کرو اپنے ہاتھ سے۔(ت)
(۴)ابن ماجہ والحاکم والطبرانی فی الکبیر والبیھقی فی شعب الایمان عنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم استعینوا بطعام السحر علی صیام النھار وبالقیلولۃ علی قیام اللیل[4]۔	ابن ماجہ اور حاکم اور طبرانی نے کبیر میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: دن کے روزے رکھنے پر سحری کے کھانے سے استعانت کرو اور رات کے قیام کے لئے قیلولہ سے استعانت کرو۔(ت)

[1] صحیح البخاری کتاب الایمان باب الدین یسر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۰

[2] جامع الترمذی ابواب العلم باب ماجاء فی الرخصۃ فیہ امین کمپنی کراچی ۲/ ۹۱

[3] کنز العمال حدیث ۲۹۳۰۵ ۱۰/ ۲۴۵ و مجمع الزوائد کتاب العلم باب کتاب العلم ۱/ ۱۵۲

[4] سنن ابن ماجۃ ابواب الصیام باب ماجاء فی السحور ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۲۳، المستدرك للحاکم کتاب الصوم الاستعانۃ بطعام السحر دارالفکر بیروت ۱/ ۴۲۵

(۵) الدیلمی فی مسند الفردوس عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم استعینوا علی الرزق بالصدقۃ[1]۔	دیلمی نے مسند فردوس میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما سے انھوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کیا کہ رزق پر صدقہ سے استعانت کرو۔(ت)
(۶) ابن عدی فی الکامل عن انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم استعینوا علی النساء بالعری فان احدھن اذا کثرت ثیابھا واحسنت زینتھا اعجبھا الخروج[2]۔	ابن عدی نے کامل میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کیا کہ عورتوں کے خلاف استعانت حاصل کرو تنگی لباس سے، کیونکہ جب وہ ان کے جوڑے زیادہ ہوں گے اور ان کی زینت اچھی بنے گی وہ باہر نکلنا پسند کریں گی۔(ت)
(۷) الطبرانی فی الکبیر والعقیلی و ابن عدی وابو نعیم فی الحلیۃ والبیھقی فی الشعب عن معاذ بن جبل[3]۔	طبرانی نے کبیر میں اور عقیلی اور ابن عدی اور ابو نعیم نے حلیہ میں اور بیہقی نے شعب میں معاذ بن جبل سے روایت کیا۔ (ت)
(۸) والخطیب عن ابن عباس[4]۔	خطیب نے ابن عباس سے روایت کیا(ت)
(۹) والخلعی فی فوائدہ عن امیر المؤمنین علی ن المرتضی[5]۔	خلعی نے اپنی فوائد میں امیر المؤمنین حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا۔ت(ت)
(۱۰) والخرائطی فی اعتلال القلوب عن امیر المومنین عمر الفاروق رضی اللہ تعالٰی عنھم عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم	خرائطی نے اعتلال میں امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہم سے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کیا کہ حاجت روائیوں میں

[1] کنز العمال بحوالہ فر عن عبداللہ بن عمرو حدیث ۱۵۹۶۱ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۶ /۳۴۳

[2] کنز العمال بحوالہ عد عن انس حدیث ۴۴۹۵۲ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۶/ ۳۷۲

[3] حلیۃ الاولیاء ترجمہ خالد بن معدان دارالکتب العلمیہ بیروت ۵ /۲۱۵

[4] تاریخ بغداد ترجمہ حسین بن عبیداللہ ۴۱۲۴ دارالکتب العلمیہ بیروت ۸ /۵۷

[5] الجامع الصغیر حدیث ۹۸۵ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۶۶

استعینوا علی انجاح الحوائج بالکتمان [1]۔	حاجتیں چھپانے سے استعانت کرو۔(ت)

یہ دس حدیثیں تو افعال سے استعانت میں ہوئیں، بیس۲۰ حدیثیں اشخاص سے استعانت میں لیجئے کہ تیس۳۰ احادیث کا عدد کامل ہو۔

حدیث ۱۱: احمد وابوداؤد وابن ماجہ بسند صحیح ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: **انا لانستعین بمشرك** [2] ہم کسی مشرک سے استعانت نہیں کرتے۔

اگر مسلمان سے استعانت بھی ناجائز ہوتی تو مشرک کی تخصیص کیوں فرمائی جاتی، و لہٰذا امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ اپنے ایک نصرانی غلام وثیق نامی سے کہ دنیاوی طور کا امانت دار تھا ارشاد فرماتے ہیں:

اَسْلِمْ اَسْتَعِنْ بِكَ عَلٰی اَمَانَةِ الْمُسْلِمِیْن۔	مسلمان ہوجا کہ میں مسلمانوں کی امانت پر تجھ سے استعانت کروں۔

وہ نہ مانتا تو فرماتے ہم کافر سے استعانت نہ کریں گے۔

حدیث ۱۲: امام بخاری تاریخ میں حبیب بن یساف رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا لانستعین بالمشرکین علی المشرکین [3]۔ورواہ الامام احمد ایضًا۔	ہم مشرکوں سے مشرکوں پر استعانت نہیں کرتے، (امام احمد نے بھی اسے روایت کیا ہے۔ت)

حدیث ۱۳: صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن نسائی میں ہے چند قبائل عرب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی

[1] کنز العمال بحوالہ عق، عد، طب، حل، ھب عن معاذ بن جبل، الخرائطی فی اعتلال القلوب عن عمر خط وابن عساکر خل فی فوائدہ عن علی، حدیث ۱۶۸۰۰ موسسۃ الرسالہ بیروت ۶/ ۵۱۷

[2] سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی المشرك یسهم لہ آفتاب عالم پریس لاہور ۲ /۱۹، مسند احمد بن حنبل عن عائشہ رضی اللہ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶ /۶۸، سنن ابن ماجہ ابواب الجهاد باب الاستعانۃ بالمشرکین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۲۰۸

[3] المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الجهاد باب فی الاستعانۃ بالمشرکین ادارۃ القرآن ۱۲ /۳۹۴، مسند احمد بن حنبل حدیث جد خبیب رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳ /۴۵۴

علیہ وسلم سے استعانت کی، حضور والا نے مدد عطا فرمائی۔

عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اتاہ رعل وذکوان وعصیۃ وبنو لحیان فزعموا انھم قد اسلموا واستمدوہ علی قومھم فامدھم النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم [1] الحدیث۔	حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پاس رعل، ذکوان، عصیہ اور بنو لحیان قبائل کے لوگ آئے اور انھوں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ وہ اسلام قبول کرچکے ہیں اور اپنی قوم کے لئے آپ سے مدد طلب کی، نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کی مدد کی۔ الحدیث۔ (ت)

حدیث ۱۴: صحیح مسلم وابوداؤد وابن ماجہ ومعجم کبیر طبرانی میں ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے حضور پرنور سید العالمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: مانگ کیا مانگتا ہے کہ ہم تجھے عطا فرمائیں، عرض کی میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں حضور کی رفاقت عطا ہو، فرمایا بھلا اور کچھ، عرض کی بس میری مراد تو یہی ہے، فرمایا تو میری اعانت کر اپنے نفس پر کثرت سجود سے، قال کنت ابیت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فاتیتہ بوضوئہ وحاجتہ فقال لی سل، ولفظ الطبرانی فقال یوما یاربیعۃ سلنی فاعطیك رجعنا الی لفظ مسلم فقال فقلت اسألك مرافقتك فی الجنۃ، قال اوغیر ذٰلك۔ قلت ھو ذاک، قال فاعنی علی نفسك بکثرۃ السجود [2]۔

الحمد للہ یہ جلیل ونفیس حدیث صحیح اپنے ہر ہر فقرہ سے وہابیت کش ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اَعِنّیْ فرمایا کہ میری اعانت کر، اسی کو استعانت کہتے ہیں، یہ درکنار حضور والا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا مطلق طور پر سَلْ فرمانا کہ مانگ کیا مانگتا ہے، جان وہابیت پر کیسا پہاڑ ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور ہر قسم کی حاجت روا فرماسکتے ہیں، دنیا وآخرت کی سب مرادیں حضور کے اختیار میں ہیں جب تو بلاتقیید وتخصیص فرمایا: مانگ کیا مانگتا ہے۔

---

[1] صحیح البخاری کتاب الجہاد باب العون بالمدد قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۳۱

[2] صحیح مسلم کتاب الصلٰوۃ باب فضل السجود والحث علیہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۹۳، المعجم الکبیر عن ربیعہ بن کعب حدیث ۴۵۷۶ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۵/۵۸

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی شرح مشکوٰۃ شریف میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں:

از اطلاق سوال کہ فرمود سل بخواہ و تخصیص نکرد بمطلوبی خاص معلوم میشود کہ کار ہمہ بدست ہمت و کرامت اوست صلی تعالٰی علیہ وسلم ہرچہ خواہد وہر کرا خواہد باذن پروردگار خود بدہد۔ فان من جودك الدنیا وضرتها ومن علومك علم اللوح والقلم[1]۔	مطلق سوال کے متعلق فرمایا "سوال کر" جس میں کسی مطلوب کی تخصیص نہ فرمائی، تو معلوم ہوا کہ تمام اختیارات آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دست کرامت میں ہیں، جو چاہیں جس کو چاہیں اللہ تعالٰی کے اذن سے عطا کریں، آپ کی عطا کا ایک حصہ دنیا وآخرت ہے اور آپ کے علوم کا ایک حصہ لوح وقلم کا علم۔ (ت)

علامہ علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاۃ میں فرماتے ہیں:

یوخذ من اطلاق صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الامر بالسؤال ان اللہ مکنہ من اعطاء کل ما اراد من خزائن الحق[2]۔	یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جو مانگنے کا حکم مطلق دیا اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور کو قدرت بخشی ہے کہ اللہ تعالٰی کے خزانوں میں سے جو کچھ چاہیں عطا فرمائیں۔ (ت)

پھر لکھا:

وذکر ابن سبع فی خصائصہ وغیرہ ان اللہ تعالٰی اقطعہ ارض الجنۃ یعطی منہا ماشاء لمن یشاء[3]۔	یعنی امام ابن سبع وغیرہ علماء نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے خصائص کریمہ میں ذکر کیا ہے کہ جنت کی زمین اللہ عزوجل نے حضور کی جاگیر کردی ہے کہ اس میں سے جو چاہیں جسے چاہیں بخش دیں۔ (ت)

امام اجل سیدی ابن حجر مکی قدس سرہ، الملکی "جوہر منظّم" میں فرماتے ہیں:

---

[1] اشعۃ اللمعات کتاب الصلوٰۃ باب السجود وفضلہ فصل اول مکتبہ نبویہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۹۶

[2] مرقاۃ المفاتیح کتاب الصلوٰۃ مکتبۃ حبیبیہ کوئٹہ ۲/ ۶۱۵

[3] مرقاۃ المفاتیح کتاب الصلوٰۃ مکتبۃ حبیبیہ کوئٹہ ۲/ ۶۱۵

انہ صلی تعالٰی علیہ وسلم خلیفۃ اللہ الذی جعل خزائن کرمہ وموائد نعمہ طوع یدیہ وتحت ارادتہ یعطی منہا من یشاء ویمنع من یشاء[1]۔	بے شک نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اللہ عزوجل کے خلیفہ ہیں، اللہ تعالٰی نے اپنے کرم کے خزانے اور اپنی نعمتوں کے خوان حضور کے دست قدرت کے فرمانبردار اور حضور کے زیر حکم وارادہ واختیار کردئے ہیں کہ جسے چاہیں عطا فرماتے ہیں اور جسے چاہیں نہیں دیتے۔(ت)

اس مضمون کی تصریحیں کلمات ائمہ وعلماء واولیاء وعرفاء میں حد تواتر پر ہیں جو ان کے انوار سے دیدہ ایمان منور کرنا چاہے فقیر کا رسالہ سلطنۃ المصطفی فی ملکوت کل الورٰی (۱۲۹۷ھ) مطالعہ کرے۔

اس جلیل حدیث میں سب سے بڑھ کر جان وہابیت پر یہ کیسی آفت کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اس ارشاد پر حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے جنت مانگی کہ اسألك مرافقتك فی الجنۃ یارسول اللہ! میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں رفاقت والا سے مشرف ہوں، وہابیہ کے طور سے یہ کیسا کھلا شرک ہے مگر اس کی شکایت کیا، ابھی فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ نے بجواب سوال دہلی ایک نفیس رسالہ "اکمال الطامۃ علی شرك سوی بالامور العامۃ" تالیف کیا اور بتوفیقہ تعالٰی اس میں تین سو ساٹھ آیتوں حدیثوں سے ثبوت دیا کہ وہابیہ کے طور پر حضرات انبیاء کرام وملائکہ علیہم الصلٰوۃ والسلام سے لے کر حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور خود حضرت رب العزت جل جلالہ تک معاذاللہ کوئی شرک سے محفوظ نہیں، ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اشراک بمذہبے کہ تا حق برسد
مذہب معلوم واہل مذہب معلوم

(ایک مذہب میں شرک اللہ تعالٰی تک پہنچتا ہے وہ سب کو معلوم ہے اور مذہب والے بھی سب کو معلوم ہیں)

حدیث ۱۵ تا ۲۸: چودہ ۱۴ حدیثوں میں ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اطلبوا الخیر عند حسان الوجوہ[2]۔	خیر طلب کرو نیک رویوں کے پاس۔

---

[1] الجوہر المنظم الفصل السادس المطبعۃ الخیریۃ مصر ص ۴۲

[2] التاریخ الکبیر حدیث ۴۶۸ دار الباز مکۃ المکرمۃ ۱/ ۱۵۷، موسوعہ رسائل ابن ابی الدنیا قضاء الحوائج حدیث ۵۱ مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ بیروت ۲/ ۴۹، کشف الخفاء حدیث ۳۹۴ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۱۲۲

وفی لفظ (دوسرے الفاظ میں):

اطلبوا الخیر والحوائج من حسان الوجوہ[1]۔	نیکی اور حاجتیں خوبصورتوں سے مانگو۔

وفی لفظ (بالفاظ دیگر):

اذا ابتغیتم المعروف فاطلبوہ عند حسان الوجوہ[2]۔	جب نیکی چاہو تو خوبرویوں کے پاس طلب کرو،

وفی لفظ (دوسرے لفظوں میں):

اذا طلبتم الحاجات فاطلبوھا عند حسان الوجوہ[3]۔	جب حاجتیں طلب کرو خوش چہروں کے پاس طلب کرو۔

وفی لفظ بزیادۃ (اضافہ کے ساتھ دیگر الفاظ میں):

فان قضٰی حاجتك قضاھا بوجہ طلق و ان ردك ردك بوجہ طلق، اخرجہ الامام البخاری فی التاریخ[4] وابو بکر بن ابی الدنیا فی قضاء[5] الحوائج وابو یعلی فی مسندہ[6] والطبرانی فی الکبیر والعقیلی[7] وابن عدی[8]	خوش جمال آدمی اگر تیری حاجت روا کرے گا تو بکشادہ روئی اور تجھے پھیرے گا تو بکشادہ پیشانی۔ (اسے امام بخاری نے تاریخ میں، ابوبکر بن ابی الدنیا نے قضاء الحوائج میں ابویعلٰی نے اپنی مسند میں طبرانی نے کبیر میں۔ عقیلی نے عدی نے

[1] المعجم الکبیر عن ابن عباس حدیث ۱۱۱۱۰ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۱/ ۸۱

[2] الکامل لابن عدی ترجمہ یعلی بن ابی الاشدق الخ دار الفکر بیروت ۷ /۲۷۴۲، کنز العمال حدیث ۱۶۷۹۴ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۶/ ۵۱۶

[3] اتحاف السادۃ کتاب الصبر والشکر بیان حقیقۃ النعمۃ الخ دار الفکر بیروت ۹ /۹۱

[4] التاریخ الکبیر حدیث ۴۶۸ دار الباز مکۃ المکرمۃ ۱/ ۱۵۷

[5] موسوعہ رسائل ابن ابی الدنیا قضاء الحوائج حدیث ۵۴ موسسۃ الکتب الثقافیۃ بیروت ۲ /۵۱

[6] مسند ابی یعلی عن عائشہ رضی اللہ عنہا حدیث ۴۷۴۰ موسسۃ علوم القرآن بیروت ۴ /۳۸۶)

[7] الضعفاء الکبیر حدیث ۵۹۹ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲ /۱۲۱

[8] الکامل لابن عدی ترجمہ حکم بن عبداللہ بن سعد دار الفکر بیروت ۲ /۶۲۲

والبیهقی فی شعب الایمان[1] وابن عساکر[2]۔	بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن عساکر نے روایت کیا۔ت)
(۱۵) عن ام المؤمنین الصدیقة وعبد بن حمید فی مسنده، وابن حبان فی الضعفاء وابن عدی فی الکامل[3] والسلفی فی الطیوریات۔	(۱۵) حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کو عبد بن حمید نے اپنی مسند اور ابن حبان نے ضعفاء اور ابن عدی نے کامل اور سلفی نے طیوریات میں ذکر کیا۔(ت)
(۱۶) عن عبدالله بن عمر الفاروق، وابن عساکر[4] وکذا الخطیب[5] فی تاریخهما۔	(۱۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کی روایت کو اور ابن عساکر اور ایسے ہی خطیب نے اپنی اپنی تاریخ میں ذکر کیا۔(ت)
(۱۷) عن انس بن مالك بلفظ التمسواء والطبرانی فی الاوسط[6] والعقیلی[7] والخرائطی فی اعتلال القلوب و تمام فی فوائده وابو سهل عبدالصمد بن عبدالرحمن البزار فی جزئه وصاحب المهروانیات۔	(۱۷) حضرت انس بن مالک کی روایت میں المتسوا کا لفظ ہے اور اس کو طبرانی نے اوسط اور عقیلی اور خرائطی نے اعتلال القلوب اور تمام نے اپنی فوائد میں اور ابوسہیل عبدالصمد بن عبدالرحمٰن بزار نے اپنی جزء میں اور مہروانیات والے نے روایت کیا ہے۔(ت)
(۱۸) عن جابر بن عبدالله والدارقطنی فی الافراد[8] بلفظ ابتغوا والعقیلی و	(۱۸) حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کہ دارقطنی "ابتغوا" کے لفظ کے ساتھ اور عقیلی اور

[1] شعب الایمان حدیث ۳۵۴۱ و۳۵۴۲ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳/ ۲۷۸
[2] کنز العمال بحوالہ ابن عساکر عن عائشہ حدیث ۱۶۷۹۳ موسسة الرسالہ بیروت ۶/ ۵۱۶
[3] الکامل لابن عدی ترجمہ یعلی بن اشدق دار الفکر بیروت ۷/ ۲۷۴۲
[4] تھذیب تاریخ ابن عساکر ترجمہ خیثمہ بن سلیمان دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۱۸۸
[5] تاریخ بغداد ترجمہ ۱۲۸۷ محمد بن محمد المقری دار الکتب العربی بیروت ۳/ ۲۲۶
[6] المعجم الاوسط حدیث ۶۱۱۳ مکتبہ المعارف ریاض ۷/ ۱۷
[7] الضعفاء الکبیر حدیث ۶۲۸ دار الکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۱۳۹
[8] کنز العمال بحوالہ قط فی الافراد حدیث ۱۶۷۹۲ موسسة الرسالہ بیروت ۶/ ۵۱۶

ابن ابی الدنیا فی قضاء الحوائج[1] و الطبرانی فی الاسط وتمام والخطیب فی رواۃ مالک۔ (۱۹)عن ابی ہریرۃ وابن النجار فی تاریخۃ[2]۔ (۲۰)عن امیر المومنین علی المرتضی والطبرانی فی الکبیر[3]۔ (۲۱)عن یزید بن خصیفہ عن ابیہ عن جدہ ابی خصیفہ بلفظ التمسوا وتمام فی الفوائد۔ (۲۲)عن ابی بکرۃ والخطیب[4] وتمام ولفظ التمسوا والبیہقی فی الشعب والطبرانی[5]۔ (۲۳)عن عبداللہ بن عباس ھذا الاخیر منھم خاصۃ عن ابن عباس باللفظ الثانی وابن عدی عن ام المومنین باللفظ الثالث.واخرجہ بن عدی فی الکامل والبیہقی فی الشعب[6]۔	ابن ابی الدنیا نے قضاء الحوائج میں اور طبرانی نے اوسط میں اور تمام اور خطیب نے رواۃ مالک میں ذکر کیا ہے۔(ت) (۱۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی روایت کو ابن النجار نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے۔(ت) (۲۰) حضرت امیر المومنین علی المرتضی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی روایت کو طبرانی نے کبیر میں ذکر کیا۔ (۲۱) حضرت یزید بن خصیفہ نے اپنے والد انھوں نے یزید کے دادا ابی خصیفہ سے "المتسوا" کے لفظ کے ساتھ اور تمام نے فوائد میں ذکر کیا۔ (۲۲) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کو اور خطیب اور تمام نے "المتسوا" کے لفظ کو اور بیہقی نے شعب میں اور طبرانی نے ذکر کیا۔(ت) (۲۳) یہ آخری ان سے خاص حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ثانی لفظ کے ساتھ اور ابن عدی نے حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہا سے تیسرے لفظ کے ساتھ اس کو ابن عدی نے کامل میں اور بیہقی نے شعب میں ذکر کیا۔(ت)

[1] موسوعہ رسائل ابن ابی الدنیا قضاء الحوائج حدیث ۵۳ موسسۃ الکتب بیروت ۲/ ۵۱

[2] کشف الخفاء بحوالہ ابن النجار فی تاریخ بغداد حدیث ۵۲۷ موسسۃ الکتب العلمیہ ۱/ ۱۶۰

[3] المعجم الکبیر عن ابی خصیفہ حدیث ۹۸۳ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۲۲/ ۳۹۶

[4] تاریخ بغداد ترجمہ محمد بن محمد ابوبکر المقری ۱۲۸۷ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۳/ ۲۲۶

[5] المعجم الکبیر عن ابن عباس حدیث ۱۱۱۱۰ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۱۱/ ۸۱

[6] شعب الایمان حدیث ۱۰۸۷۶ دارالکتب العلمیہ بیروت ۷/ ۲۳۵

(۲۴)عن عبداللہ بن جراد باللفظ الرابع، واحمد بن منیع فی مسندہ عن الحجاج بن یزید۔ (۲۵)عن ابیہ یزید القسملی[1] باللفظ الخامس رضی اللہ تعالٰی عنھم اجمعین ہذہ کلھا مسندات وابو بکر ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ۔ (۲۶)عن ابن مصعب[2] الانصاری و (۲۷)عن عطاء[3] و(۲۸)عن الزھری[4] مرسلات۔	(۲۴)حضرت عبداللہ بن جراد سے چوتھے لفظ کے ساتھ اور احمد بن منیع نے اپنی مسند میں حجاج بن یزید نے ذکر کیا۔(ت) (۲۵)اس نے اپنے باپ یزید قسملی سے پانچویں لفظ کے ساتھ رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین یہ تمام مسندات اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں ذکر کیا۔(ت) (۲۶)ابن مصعب انصاری سے اور (۲۷) عطاء سے (۲۸)اور زہری سے سب مرسلات ہیں۔

امام محقق جلال الملۃ والدین سیوطی فرماتے ہیں: الحدیث فی نقدی حسن صحیح[5] یہ حدیث میری پرکھ میں حسن صحیح ہے۔

قلت وقولہ ھذا لاشك حسن صحیح فقد بلغ حد التواتر علی رائی (میں کہتا ہوں اور ان کا یہ قول حق ہے بیشک یہ حسن صحیح حد تواتر کو پہنچی ہے میری رائے میں)

حضرت عبداللہ بن رواحہ یا حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں:

قد سمعنا نبینا قال قولا ... ھو لمن یطلب الحوائج راحۃ

اغتدوا واطلبوا الحوائج ممن ... زین اللہ وجھہ بصباحۃ[6]

یعنی بے شک ہم نے اپنے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ایک بات فرماتے سنا کہ وہ حاجت مانگنے والوں کے لئے آسائش ہے۔ ارشاد فرماتے ہیں کہ صبح کرو اور حاجتیں اس سے مانگو جس کا چہرہ اللہ تعالٰی نے گورے رنگ سے آراستہ کیا ہے۔رواہ العسکری۔

---

[1] کشف الخفاء بحوالہ القسمی حدیث ۵۲۷ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۱۶۰

[2] المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الادب ماذکر فی طلب الحوائج حدیث ۶۳۲۷ کراچی ۹/ ۱۰

[3] المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الادب ماذکر فی طلب الحوائج حدیث ۶۳۲۸ کراچی ۹/ ۱۰

[4] المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الادب ماذکر فی طلب الحوائج حدیث ۶۳۲۹ کراچی ۹/ ۱۰

[5] کشف الخفاء تحت حدیث ۵۲۷ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۱۶۰

[6] الدر المنثور فی الاحادیث المشتھرہ تحت حدیث ۸۸ المکتب الاسلامی بیروت ص ۶۸

حدیث ۲۹: کہ حضرت پر نور صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ وعلی آلہ فرماتے ہیں:

اطلبوا الفضل عند الرحماء من امتی تعیشوا فی اکنافھم فان فیھم رحمتی[1]۔	فضل میرے رحمدل امتیوں کے پاس طلب کرو کہ ان کے سائے میں چین کروگے کہ ان میں میری رحمت ہے۔

وفی لفظ (اور دوسرے الفاظ میں۔ت):

اطلبوا الحوائج الی ذوی الرحمۃ من امتی ترزقوا تنجحوا[2]۔	اپنی حاجتیں میرے رحمدل امتیوں سے مانگو رزق پاؤگے مرادیں پاؤگے۔

وفی لفظ قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم (بالفاظ دیگر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا۔ت):

یقول اللہ عزوجل اطلبوا الفضل من الرحماء من عبادی تعیشوا فی اکنافھم فانی جعلت فیھم رحمتی[3]۔ رواہ باللفظ الاول ابن حبان والخرائطی فی مکارم الاخلاق والقضاعی فی مسند الشھاب والحاکم فی التاریخ وابوالحسن الموصلی وبالثانی العقیلی و الطبرانی فی الاوسط وبالثالث العقیلی، کلھم عن ابی سعید ن الخدری رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	اللہ تعالٰی فرماتا ہے فضل میرے رحمدل بندوں سے مانگو ان کے دامن میں عیش کروگے کہ میں نے اپنی رحمت ان میں رکھی ہے۔ روایت کیا پہلی حدیث کو ابن حبان اور خرائطی نے مکارم الاخلاق میں اور قضاعی نے مسند الشہاب میں اور حاکم نے تاریخ میں، اور ابوالحسن موصلی نے اور دوسری حدیث کو عقیلی اور طبرانی نے اوسط میں، اور تیسری حدیث کو عقیلی نے یہ ساری حدیثیں ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی گئیں۔(ت)

حدیث ۳۰: کہ حضور والا ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

اطلبوا المعروف من رحماء امتی	میرے نرم دل امتیوں سے نیکی واحسان مانگو

[1] کنز العمال بحوالہ الخراطی فی مکارم الاخلاق حدیث ۱۶۸۰۶ موسسۃ الرسالہ بیروت ۶/ ۵۱۹

[2] کنز العمال بحوالہ عق وطس عن ابی سعید خدری حدیث ۱۱۸۰۱ موسسۃ الرسالہ بیروت ۶/ ۵۱۸

[3] الضعفاء الکبیر حدیث ۹۵۷ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳/ ۳

تعیشوا فی اکنافهم. اخرجه الحاکم[1] فی المستدرك عن امیر المومنین علی المرتضی کرم الله وجهه الاسنی۔	ان کے ظل عنایت میں آرام کروگے۔(اسے حاکم نے مستدرک میں امیر المومنین علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الاسنی سے روایت کیا۔ت)

انصاف کی آنکھیں کہاں ہیں، ذرا ایمان کی نگاہ سے دیکھیں یہ سولہ بلکہ سترہ حدیثیں کیسا صاف صاف واشگاف فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے نیک امتیوں سے استعانت کرنے ان سے حاجتیں مانگنے، ان سے خیر واحسان کرنے کاحکم دیا کہ وہ تمھاری حاجتیں بکشادہ پیشانی روا کرینگے، ان سے مانگو تو رزق پاؤگے، مرادیں پاؤگے، ان کے دامن حمایت میں چین کروگے ان کے سایہ عنایت میں عیش اٹھاؤگے۔

یارب! مگر استعانت اور کس چیز کانام ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا صورت استعانت ہوگی، پھر حضرات اولیاء سے زیادہ کون سا امتی نیک ورحمدل ہوگا کہ ان سے استعانت شرک ٹھہرا کہ اس سے حاجتیں مانگنے کا حکم دیا جائے گا، **الحمدللہ** حق کاآفتاب بے پردہ وحجاب روشن ہوا، مگر وہابیہ کامنہ خدا نے مارا ہے انھیں اس عیش چین آرام، خیر، برکت، سایہ رحمت، دامن رافت میں حصہ کہاں، جس کی طرف مہربان خدا مہربان رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اپنے امتیوں کو بلارہا ہے ع

گر بر تو حرام ست حرامت بادا

(اگر تجھ پر حرام ہے تو حرام رہے۔ت)

والحمدللہ رب العلمین تیس حدیث کا وعدہ **بحمداللہ** پورا ہوا، آخر میں تین ۳ حدیثیں وہابیت کش اور سنتے جایئے کہ عدد وتر اللہ عزوجل کو محبوب ہے:

حدیث ۳۱: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

اذا ضل احدکم شیئا واراد عونا وهو بارض لیس بها انیس فلیقل یاعباد الله اعینونی یاعباد الله اعینونی یا عباد الله اعینونی فان الله عباد الا یراهم[2]۔(والحمدلله)	جب تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم ہوجائے یا راہ بھول جائے اور مدد چاہے اور ایسی جگہ ہو جہاں کوئی ہمدم نہیں تو اسے چاہئے یوں پکارے اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ اے اللہ کے بندو

[1] المستدرك للحاکم کتاب الرقاق دار الفکر بیروت ۴ /۳۲۱

[2] المعجم الکبیر عن عتبه بن غزوان حدیث ۲۹۰ المکتبه الفیصیلة بیروت ۱۷ /۱۸-۱۱۷

رواہ الطبرانی عن عتبۃ بن غزوان رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	میری مدد کرو۔کہ اللہ کے کچھ بندے ہیں جنھیں یہ نہیں دیکھتا وہ اس کی مدد کرینگے (والحمدللہ) (اسے طبرانی نے عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالٰی سے روایت کیا۔ت)

حدیث ۳۲: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

جب جنگل میں جانور چھوٹ جائے **فلیناد یاعباد اللہ احبسوا** تو یوں ندا کرے اے اللہ کے بندو! روک دو، عباداللہ اسے روک دیں گے، **رواہ ابن السنی**[1] **عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ** (اسے ابن السنی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

حدیث ۳۳: کہ فرماتے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

یوں ندا کرے **اعینوا یا عباداللہ** مدد کرو اے اللہ کے بندو۔ **رواہ ابن ابی شیبہ**[2] **والبزار عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما** (اسے ابن ابی شیبہ اور بزار نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ت)

یہ حدیثیں کہ تین صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم نے روایت فرمائیں قدیم سے اکابر علمائے دین رحمہم اللہ تعالٰی کی مقبول و معمول و مجرب ہیں، اس مطلب کی قدرے تفصیل اور ان حدیثوں کی شوکت قاہرہ کے حضور وہابیہ کی حرکت مذبوحی کا حال دیکھنا ہو تو فقیر کا رسالہ "**انہار الانوار من یم صلاۃ الاسرار**" ملاحظہ ہو۔ اور اس سے زائد ان حضرات کی بری حالت حدیث اجل واعظم **یامحمد انی توجہت بك الی ربی**[3] (یامحمد! میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوا ہوں۔ ت) کے حضور ہے کہ وہ حدیث صحیح و جلیل و مشہور منجملہ اعظم واکبر احادیث استعانت ہے جس سے ہمیشہ ائمہ دین مسئلہ استعانت میں استدلال فرماتے رہے۔ اس کی تفصیل بھی فقیر کے اسی رسالے میں مسطور ہے کہ یہاں بخوف تطویل ذکر نہ کی۔

---

[1] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی باب مایقول اذا انفلتت الدابۃ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۱۷۰

[2] المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الدعائ باب مایدعو بہ الرجل الخ حدیث ۹۷۷۰ ۱۰/ ۳۹۰

[3] جامع الترمذی ابواب الدعوات امین کمپنی دہلی ۲/ ۱۹۷، المستدرك للحاکم کتاب صلوۃ التطوع دارالفکر بیروت ۱/ ۳۱۳و۵۱۹

اقوال علماء: رہے اقوال علماء ان کا نام لینا تو وہابی صاحبوں کی بڑی حیاداری ہے صدہا قول علماء اہلسنت وائمہ ملت کے نہ صرف ایک بار بلکہ بار بار نہ صرف ایک آدھ رسالے بلکہ تصانیف کثیرہ اہلسنت میں ان حضرات کے سامنے پیش ہوچکے، دیکھ چکے، سن چکے، جانچ چکے، جن کے جواب سے آج تک عاجز ہیں اور بحوالہ تعالٰی قیامت تک عاجز رہیں گے۔ مگر آنکھوں کے ڈھلے پانی کا علاج کیا کہ اب بھی اقوال علماء کا نام لئے جاتے ہیں یعنی ہزار بار مارا تو مارا اب کی بار مار لو تو جانیں۔ سبحان اللہ!

[1]شفاء السقام امام علامہ مجتہد فہامہ سیدی تقی الملۃ والدین علی بن عبدالکافی و [2]کتاب الافکار امام اجل اکمل سیدی ابو زکریا نووی و [3]احیاء العلوم وغیرہ تصانیف عظیمہ امام الانام حجۃ الاسلام قطب الوجود محمد غزالی و [4]روض الریاحین و [5]خلاصۃ المفاخر، و [6]نشر المحاسن وغیرہا تصانیف جلیلہ امام اجل اکرم عارف باللہ فقیہ محقق عبداللہ بن سعد یافعی و [7]حصن حصین امام شمس الدین ابوالخیر ابن جزری و [8]مدخل امام ابن الحاج محمد عبدری مکی و [9]مواہب لدینہ و منح محمدیہ امام احمد قسطلانی و [10]افضل القرٰی لقری ام القرٰی و [11]جوہر منظّم و [12]عقود الجمان وغیرہ تصانیف امام عارف باللہ سیدی، ابن حجر مکی و [13]میزان امام اجل عارف باللہ عبدالوہاب شعرانی و حرز [14]ثمین ملا علی قاری و [15]مجمع بحار الانوار علامہ طاہر فتنی و [16]لمعات التنقیح و [17]اشعۃ اللمعات و [18]جذب القلوب و [19]مجمع البرکات و [20]مدارج النبوۃ وغیرہا تالیف شیخ الشیوخ علماء الہند مولانا عبدالحق محدث دہلوی و [21]فتاوٰی خیریہ خیر الملۃ والدین رملی و [22]مراقی الفلاح علامہ حسن وفائی شرنبلالی و [23]مطالع المسرات علامہ فاسی و شرح [24]مواہب علامہ محمد زرقانی و [25]نسیم الریاض علامہ شہاب الدین خفاجی وغیرہا تصانیف کثیرہ علمائے کرام وسادات اسلام جن کی تحقیق و تنقیح واثبات و تصریح استمداد واعانت سے زمین وآسمان گونج رہے ہیں، اگر مطالعہ کرنے کی لیاقت نہ تھی تو کیا [1]تصحیح المسائل و [2]سیف الجبار و [3]بوارق محمدیہ وغیرہا تصانیف نفیسہ عمادالسنۃ معین الحق حضرت مولانا فضل رسول قدس سرہ المقبول بھی نہ دیکھیں یہ تو عام فہم زبان اردو فارسی میں خاص تمھارے ہی مذہب نامذہب کے رد میں تصنیف ہوئیں اور بحمد اللہ بارہا مطبوع ہو کر راحت قلوب صادقین وغیظ صدور مارقین ہوا کیں، علی الخصوص [4]کتاب جلیل فیوض ارواح اقدس جس میں خاندان عزیزی کے صدہا اقوال صریحہ قاتل وہابیت قبیحہ منقول، مگر ہے یہ کہ ع

بیحیا باش وآنچہ خواہی کن

بیحیا ہو جا پھر جو چاہے کر۔ت

تصانیف فقیر غفراللہ تعالٰی لہ سے [5]کتاب حیاۃ الموات فی بیان سماع الاموات و [6]رسالہ انہار الانوار من یم صلاۃ الاسرار و [7]رسالہ انوار الانتباہ فی حل ندا یا رسول اللہ

و [۸] رسالہ الاھلال بفیض الاولیاء بعد الوصال و [۹] کتاب الامن والعلی لنا عتی المصطفی بدافع البلاء خصوصًا کتاب مستطاب [۱۰] سلطنۃ المصطفی فی ملکوت کل الورٰی وغیرہا میں جابجا بکثرت ارشادات واقوال ائمہ وعلماء واولیائے کرام مذکور یہاں ان کے ذکر سے اطالت کی حاجت نہیں اور خود اسی تحریر میں جو اقوال حضرت شیخ محقق و مولانا علی قاری وامام ابن حجر مکی رحمہم اللہ تعالٰی زیر حدیث ۱۴ مذکور ہوئے قتل وہابیت کو کیا کم ہیں، پھر وہابی صاحب کی اس سے بڑھ کر پرلے سرے کی شوخ چشمی یہ کہ علماء کے ساتھ صوفیاء کرام کا نام پاک بھی لے دیا، کیا وہابیت وحیا میں ایسا ہی تناقض تام ہے کہ ایک آن کو بھی حیا کا کوئی شمہ وہابیت کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتا، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

دربارۂ استعانت صوفیاء کرام کے اقوال افعال، اعمال سے دفتر بھرے ہیں دریا بہہ رہے ہیں اس دیدے کی صفائی کا کیا کہنا، ذرا آنکھوں پر ایمان کی عینک لگا کر حضرت شیخ محقق مولٰنا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز کا ترجمہ مشکوٰۃ شریف ملاحظہ ہو، اس مسئلہ میں حضرات اولیائے کرام قدست اسرارھم سے کیا ذکر کرتے ہیں فرماتے ہیں:

آنچہ مروی ومحکی ست از مشائخ اہل کشف در استمداد از ارواح کمل واستفادہ ازاں خارج از حصر است ومذکورست در کتب ورسائل ایشاں ومشہوراست میاں ایشاں کہ حاجت نیست کہ آں راذکر کنیم وشاید کہ منکر ومتعصب سودنہ کند اوراکلمات ایشاں عافانا اللہ من ذٰلك [1]۔	مشائخ اہل کشف سے کامل لوگوں کی ارواح سے استمداد اور استفادہ گنتی سے باہر ہے اور ان کی کتب ورسائل میں مذکور ہے اور ان میں مشہور ہے لہٰذا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے ہوسکتا ہے کہ ان کے کلمات منکر ومتعصب لوگوں کو فائدہ نہ دیں۔ اللہ تعالٰی اس سے محفوظ رکھے (ت)

اللہ اکبر، ان منکران بے دولت کی بے نصیبی یہاں تک پہنچی کہ اکابر علماء وعرفاء کو کلمات

[1] اشعۃ اللمعات کتاب الجہاد باب حکم الاسراء فصل اول مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳ /۴۰۲

حضرت اولیائے کرام سے انھیں نفع پہنچنے کی امید نہ رہی اور فی الواقع ایسا ہی ہے۔یوں نہ مانئے تو آزمالیجئے اور ان ہزار در ہزار ارشادات بیشمار سے امتحانا صرف ایک کلام پاک فرزند دلبند صاحب لولاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کاذکر کریں جو بتصریح اعاظم اولیاء سید الاولیاء وامام الاصفیاء وقطب الاقطاب وتاج الاوتاد ومرجع الابدال ومفزع الافراد اور باعتراف اکابر علماء امام شریعت وسردار امت ومحی دین وملت ونظام طریقت وبحر حقیقت وعین ہدایت ودریائے کرامت ہے۔وہ کون،ہاں وہ سید الاسیاد واہب المراد سیدنا ومولٰنا وملاذنا وماوٰنا وغوثنا وغیثنا حضرت قطب عالم وغوث اعظم سید ابو محمد عبدالقادر حسنی حسینی صلی اللہ تعالٰی علی جدہ الاکرام وعلی آلہ وعلیہ وبارک وسلم،اور وہ کلام پاک نہ ایسا کہ کسی ایسے ویسے رسالے یا محض زبانوں پر مشہور ہوا بلکہ اکابر واجلہ ائمہ کرام وعلمائے عظام مثل امام اجل عارف باللہ سید الفقراء ثقہ ثبت،حجت فقیہ محدث راویۃالحضرۃ والعلیۃالقادریۃ سیدنا امام ابوالحسن نور الدین علی بن الجریر لخمی شطنوفی پھر امام کرام شیخ الفقہاء فردالوفاء عالم ربانی لوائے حکمت یمانی سیدنا امام عبداللہ بن اسعد یافعی شافعی مکی پھر فاضل اجل فقیہ اکمل محدث اجمل شیخ الحرم المحترم مولٰنا علی قاری حنفی ہروی مکی وبقیۃ السلف جلیل الشرف صاحب کرامات عالی وبرکات معالی ومولٰنا محمد ابوالمعالی سلمی معالی پھر شیخ شیوخ علماء الہند محقق فقیہ عارف نبیہ مولٰنا شیخ عبدالحق محدث دہلوی وغیرہم کبرائے ملت وعظمائے امت قدسنا اللہ تعالٰی باسرارہم وافاض علینا من برکاتہم وانوارہم نے اپنی تصانیف جلیلہ جمیلہ ومستندہ ومثل بہجۃالاسرار شریف وخلاصۃالمفاخر ونزہۃالخاطر الفاتر وتحفۂ قادریہ واخبار الاخیار وزبدۃالآثار وغیرہ میں ذکر وروایت فرمایا کہ حضور پر نور جگر پارہ شافع یوم النشور صلی االلہ تعالٰی علیہ فعلیہ وبارک وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

جو کسی مصیبت میں مجھ سے فریاد کرے وہ مصیبت دور ہو اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر ندا کرے وہ سختی دفع ہو اور جو اللہ عزوجل کی طرف کسی حاجت میں مجھ سے وسیلہ کرے وہ حاجت پوری ہو،اور جو دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھے پھر سلام پھیر کر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر	من استغاث فی کربۃ کشف عنہ ومن نادانی باسمی فی شدۃ فرجت عنہ ومن توسل بی الی اللہ فی حاجۃ قضیت لہ ومن صلی رکعتین یقراء فی کل رکعۃ بعد الفاتحۃ سورۃ الاخلاص احدی عشرۃ مرۃ ثم یصلی ویسلم علی رسول اللہ

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بعد السلام ویذکر نی ثم یخطو الی جھۃ العراق احدی عشرۃ خطوۃ ویذکر اسمی ویذکر حاجتہ فانھا تقضی باذن اللہ تعالٰی[1]۔ یقول العبد صدقت یا سیدی یا مولائی رضی اللہ تعالٰی عنك وعن کل من کان لك ومنك فالحمدللہ الذی جعل وارث ابیك المرسل رحمۃ ومولی النعمۃ و صلی اللہ تعالٰی علی ابیك وعلیك وعلی کل من انتمی الیك وبارك وسلم وشرف وکرم اٰمین اٰمین یاارحم الراحمین والحمدللہ رب العالمین۔	درود وسلام بھیجے اور مجھے یاد کرے، پھر بغداد شریف کی طرف گیارہ قدم چلے اور میرا نام لے اور اپنی حاجت کاذکر کرے تو بیشك اللہ تعالٰی کے حکم سے وہ حاجت روا ہو۔ یہ بندہ (یعنی احمد رضا) عرض کرتا ہے کہ میرے آقا مولٰی! آپ نے سچ فرمایا اللہ تعالٰی آپ سے اور آپ کے متوسلین اور آپ کی اولاد سے راضی ہو، تمام حمدیں اللہ تعالٰی کے لئے جس نے آپ کے والد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا وارث، رحمت اور آقائے نعمت بتایا، اللہ تعالٰی آپ کے والد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور آپ پر اور آپ سے منسوب سب پر رحمتیں نازل فرمائے اور برکتیں اور سلامتی اور کرم فرمائے، آمین یاارحم الراحمین۔ والحمدللہ رب العالمین (ت)

حضرت ابوالمعالی قدس سرہ العالی کی روایت میں الفاظ کریمہ **کشفتُ فرّجتُ قضیت** بصیغہ متکلم معلوم ہیں، وہ ان کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

عمر بزاز قدس سرہ میگوید من شنیدہ ام از حضرت شیخ رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ ہر کہ در کربتے بمن استغاثہ کند **کشفت عنہ** دور گردانم آن کربت راازو، وہر کہ در شدتے بنام من ندا کند **فرجت عنہ** خلاص بخشم اوراازاں	عمر بزاز فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے سنا کہ جو شخص مصیبت میں مجھ سے استغاثہ کرے گا میں مدد کروں گا، اس سے اس کی تکلیف دور کروں گا اور جو سختی میں مجھے ندا کرے گا اس کی سختی کو دور

[1] بھجۃ الاسرار ذکر فضل اصحابہ وبشراہم مصطفی البابی مصر ص۱۰۲

شدت وہر کہ درحاجتے توسل بمن کند در حضرت جل وعلا قضیت لہ حاجت اورا برآرم[1]۔	کردوں گا اور خلاصی دلاؤں گا، اور جو اپنی حاجت میں مجھ سے توسل کرے گا اللہ تعالٰی کے دربار میں اس کی حاجت پوری کروں گا۔(ت)

علامہ علی قاری بعد ذکر روایت فرماتے ہیں:

قَدْ جُرِّبَ ذٰلِكَ مِرَارًا فَصَحَّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ[2]۔	بیشک یہ بارہا تجربہ کیا گیا ٹھیک اترا، اللہ تعالٰی کی رضا شیخ پر ہو۔(ت)

فقیر غفرلہ نے اس نماز مبارک کی ترکیب وبعض نکات ولطائف غریب میں ایک مختصر رسالہ مسمّٰی بہ **ازھار الانوار من صبأ صلٰوۃ الاسرار** (۱۳۰۵ھ) میں اس کے ہر ہر فعل کے ثبوت کو کافی، ہر ہر جز کے احادیث کثیرہ واقوال ائمہ وحکم شرعیہ سے اثبات وافی ہیں ایک مفصل رسالہ نفیسہ بر فوائد جلیلہ مسمّٰی بہ "**ازھار الانوار من یم صلٰوۃ الاسرار** (۱۳۰۵ھ)" تصنیف کیا جس کی خداداد شوکت قاہرہ دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے **وللہ الحمد**۔ ایمان سے کہنا یہ وہی اولیاء ہیں جن پر تم یہ جیتا بہتان اٹھاتے ہو مگر وہ تو حضرات اولیاء تمھیں منکر متعصب فرماہی چکے، تم پر ارشادات اولیاء کا کیا اثر ہو، **ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم**۔ عنان قلم روکتے روکتے سخن طویل ہوا جاتا ہے۔ چند فوائد ضروریہ لکھ کر ختم کیا چاہئے۔

فائدہ ضروریہ

حضرت امام سفیان ثوری قدس سرہ النوری کی نقل قول میں مخالف نے ستم کار سازی کو کام فرمایا ہے۔ اصل حکایت شاہ عبدالعزیز صاحب کی فتح العزیز سے سنئے، لکھتے ہیں:

شیخ سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ در نماز شام امامت میکرد، چوں **ایاك نعبد وایاك**	شیخ سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے شام کی نماز میں امامت فرمائی جب ایاک نعبد و

[1] تحفہ قادریہ باب دہم فی التوسل الیہ الخ قلمی ص ۷۶

[2] نزہۃ الخاطر والفاتر

نستعین گفت بیہوش افتاد، چوں بخود آمد گفتند اے شیخ! تراچہ شدہ بود؟ گفت چوں وایاك نستعین گفتم ترسیدم کہ مرا بگویند کہ اے دروغ گو! چرا از طبیب دارو می خواہی واز امیر روزی واز بادشاہ یاری می جوئی، ولہذا بعضے از علماء گفتہ اند کہ مرد را باید کہ شرم کند ازانکہ ہر روز وشب پنج نوبت در مواجہہ پروردگار خود استادہ دروغ گفتہ باشد، لیکن دریںجا باید فہمید کہ استعانت از غیر بوجہے کہ اعتماد برآں غیر باشد واو را مظہر عون الٰہی نداند حرام است، واگر التفات محض بجانب حق است واو را مظاہر عون دانستہ ونظر بہ کارخانہ اسباب وحکمت او تعالٰی درآں نمودہ بغیر استعانت ظاہری نماید، دور از عرفان نخواہد بود، ودر شرع نیز جائز وروا ست، وانبیاء واولیاء ایں نوع استعانت بغیر کردہ اند ودر حقیقت ایں نوع استعانت بغیر نیست بلکہ استعانت بحضرت حق است لاغیر۔[1]

ایاك نستعین پر پہنچے بیہوش ہو کر گر پڑے، جب ہوش میں آئے تو لوگوں نے دریافت کیا، اے شیخ! آپ کو کیا ہو گیا تھا؟ فرمایا: جب ایاک نستعین کہا تو خوف ہوا کہ مجھ سے یہ نہ کہا جائے اے جھوٹے، پھر طبیب سے دوا کیوں لیتا ہے۔ امیر سے روزی اور بادشاہ سے مدد کیوں مانگتا ہے؟ اس لئے بعض علماء نے فرمایا ہے کہ انسان کو خدا سے شرم کرنی چاہئے کہ پانچ وقت اس کے حضور کھڑا ہو کر جھوٹ بولتا ہے مگر یہاں یہ سمجھ لینا چاہئے کہ غیر اللہ سے اس طرح مدد مانگنا کہ اسی پر اعتماد ہو اور اس کو اللہ کی مدد کا مظہر نہ جانا جائے حرام ہے اور اگر توجہ حضرت حق ہی کی طرف ہے اور اس کو اللہ کی مدد کا مظہر جانتا ہے اور اللہ کی حکمت اور کارخانہ اسباب پر نظر کرتے ہوئے ظاہری طور پر غیر سے مدد چاہتا ہے تو یہ عرفان سے دور نہیں، اور شریعت میں بھی جائز اور روا ہے اور انبیاء اور اولیاء نے ایسی استعانت کی ہے۔ اور در حقیقت یہ استعانت غیر سے نہیں ہے بلکہ یہ حضرت حق سے ہی استعانت ہے۔ (ت)

مخالف صاحب نے دیکھا کہ حکایت اگر صحیح طور پر نقل کریں تو ساری قلعی کھل جاتی ہے طبیبوں سے دوا چاہنی، امیروں سے نوکری مانگنی، بادشاہوں سے مقدمات وغیرہا میں رجوع کرنا سب شرک ہوا جاتا ہے جس میں خود بھی مبتلا ہے۔ لہٰذا از طبیب دوا وغیرہ الفاظ کی جگہ یوں بتایا کہ "غیر حق سے مدد مانگو مجھ سے زیادہ بے ادب کون ہوگا" تاکہ جاہلوں کے بہکانے کو اسے بہ زور زبان

[1] فتح العزیز (تفسیر عزیزی) تفسیر سورہ فاتحہ پارہ الم افغانی دارالکتب دہلی ص۸

حضرت انبیاء واولیاء علیہم السلام والثناء سے استعانت پر جمائیں اور آپ حکیم جی سے دوا کرانے، نواب راجہ کی نوکری کرنے، منصف ڈپٹی کے یہاں نالش لڑانے کو الگ بچ جائیں، **سبحان اللہ** کہاں وہ تبتل تام واسقاط تدبیر واسباب کا مقام جس کی طرف امام رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اس قول میں ارشاد فرمایا جس کے اہل مریض ہوں تو دوا نہ کریں۔ بیماری کو کسی سبب کی طرف نسبت نہ فرمائیں، عین معرکہ جہاد میں کوڑا ہاتھ سے گر پڑے تو دوسرے سے نہ کہیں آپ ہی اتر کے اٹھائیں، اور کہاں مقام شریعت مطہرہ واحکام جواز ومنع وشرک واسلام مگران ذی ہوشوں کے نزدیک کمال تبتل وشرک متقابل ہیں کہ جو اس اعلٰی درجہ انقطاع محض وتفویض تام پر نہ ہوا مشرک ٹھہرایا، **انا للہ وانا الیہ راجعون**۔

ذرا آنکھیں کھول کر دیکھو، اسی حکایت کے بعد شاہ صاحب نے کیسی تصریح فرمادی کہ استعانت بالغیر وہی ناجائز ہے کہ اس غیر کو مظہر عون الٰہی نہ جانے بلکہ اپنی ذات سے اعانت کا مالک جان کر اس پر بھروسا کرے، اور اگر مظہر عون الٰہی سمجھ کر استعانت بالغیر کرتا ہے تو شرک وحرمت بالائے طاق، مقام معرفت کے بھی خلاف نہیں خود حضرات انبیاء واولیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام نے ایسی استعانت بالغیر کی ہے۔

مسلمانو! مخالفین کے اس ظلم وتعصب کا ٹھکانا ہے کہ بیمار پڑیں تو حکیم کے دوڑیں، دوا پر گریں، کوئی مارے پیٹے تو تھانے کو جائیں، رپٹ لکھائیں، ڈپٹی وغیرہ سے فریاد کریں، کسی نے زمین دبالی کہ تمسک کا روپیہ نہ دیا تو منصف صاحب مدد کیجیو، جج بہادر خبر لیجیو، نالش کریں، استغاثہ کریں، غرض دنیا بھر سے استعانت کریں اور حصر **ایاك نستعین** کو اس کے منافی نہ جانیں، ہاں انبیاء واولیاء علیہم الصلٰوۃ والثناء سے استعانت کی اور شرک آیا، ان کاموں کے وقت آیت کا حصر کیوں نہیں یاد آتا، وہاں تو یہ ہے کہ ہم خاس تجھی سے استعانت کرتے ہیں، کیا مخالفین کے نزدیک "خاص تجھی" میں بید، حکیم، تھانیدار، جمعدار، ڈپٹی، منصف، جج وغیرہ سب آگئے کہ یہ اس حصر سے خارج نہ ہوئے، یا **معاذ اللہ** آیہ کریمہ کا حکم ان پر جاری نہیں، یہ خدا کے ملک سے کہیں الگ بستے ہیں، **ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم**۔

غرض مخالفین خود بھی دل میں خوب جانتے ہیں کہ آیہ کریمہ مطلق استعانت بالغیر کی اصلا ممانعت نہیں، نہ وہ ہر گز شرک یا ممنوع ہو سکتی ہے بلکہ استعانت حقیقیہ ہی رب العزۃ جل وعلا سے خاص فرمائی گئی ہے اور اس کا اختصاص کسی طرح حضرات انبیاء واولیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام

سے استعانت جائزہ کا منافی نہیں ہو سکتا مگر عوام بیچاروں کو بہکانے اور محبوبان خدا کا نام پاک ان کی زبان سے چھڑانے کو دیدہ و دانستہ قرآن وحدیث کے معنی بدلتے ہیں، تو بات کیا سر کی کھلی اور دل کی بند ہیں، پاؤں تلے کی نظر آتی ہے۔ حکیم جی کو علاج کرتے، تھانیدار کو چوریاں نکالتے، نواب راجہ کو نوکریاں دیتے، ڈپٹی منصف کو مقدمات بگاڑتے سنبھالتے، آنکھوں دیکھ رہے ہیں، ان کہ امداد و اعانت سے کیونکر منکر ہوں اور حضرات علیہ انبیاء واولیاء علیہم الصلٰوۃ والثناء سے جو باطن وظاہر قاہر و باہر مددیں پہنچ رہیں ہیں، وہ نہ دل کے اندھوں کو سوجھیں اور نہ ہی اپنے نصیبے میں ان کی برکات کا حصر سمجھیں پھر بلا کیونکر یقین لائیں، جیسے معتزلہ خذلھم اللہ تعالٰی کہ ان کے پیشوا ظاہری عبادتیں کرتے کرتے مر گئے، کرامات اولیاء کی اپنے میں بوند نہ پائی، ناچار منکر ہوگئے ع

چونہ دیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

(جب انھوں نے حقیقت کو نہ سمجھا تو افسانہ کی راہ اختیار کی۔ت)

پھر ان حضرات کو ڈپٹی، منصف، حکیم سے خود بھی کام پڑتا رہتا ہے ان سے استعانت کیونکر شرک کہیں، معھذا ان لوگوں سے کوئی کاوش بھی نہیں۔ دل میں آزار تو حضرات انبیاء واولیاء علیہم افضل الصلٰوۃ والثناء سے ہے۔ ان کا نام تعظیم و محبت سے نہ آنے پائے ان کی طرف کوئی سچی عقیدت سے رجوع نہ لائے۔ "وَسَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَیَّ مُنۡقَلَبٍ یَّنۡقَلِبُوۡنَ ﴿۲۲۷﴾ "[1] (عنقریب جان جائیں گے ظالم کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔(ت)

فائدہ مہمّہ

مخالفین بیچارے کم علموں کو اکثر دھوکا دیتے ہیں کہ یہ تو زندہ ہیں فلاں عقیدہ یا معاملہ ان سے شرک نہیں، وہ مردہ ہیں ان سے شرک ہے۔ یا یہ تو پاس بیٹھے ہیں ان سے شرک نہیں، وہ دور ہیں ان سے شرک ہے وعلٰی ھذا القیاس طرح طرح کے بیہودہ وسواس، مگر یہ سخت جہالت بے مزہ ہے جو شرک ہے وہ جس کے ساتھ کیا جائے شرک ہی ہوگا، اور ایک کے لئے شرک نہیں تو کسی کے لئے بھی شرک نہیں ہو سکتا، کیا اللہ کے شریک مردے نہیں زندے ہو سکتے ہیں دور کے نہیں ہو سکتے پاس کے ہو سکتے ہیں، انبیاء نہیں ہو سکتے حکیم ہو سکتے ہیں، انسان نہیں ہو سکتے۔

---

[1] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

فرشتے ہوسکتے ہیں، حاشاللہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہوسکتا، تومثلاجو بات نداخواہ کوئی شے جس اعتقاد کے ساتھ کسی پاس بیٹھے ہوئے زندہ آدمی سے شرک نہیں وہ اسی اعتقاد سے کسی دور والے یا مردے بلکہ اینٹ پتھر سے بھی شرک نہیں ہوسکتی، اور جوان میں سے کسی سے شرک ٹھہرے وہ قطعاً یقینا تمام عالم سے شرک ہوگی، اس استعانت ہی کو دیکھئے کہ جس معنی پر خدا سے شرک ہے یعنی اسے قادر بالذات ومالک مستقل جان کر مدد مانگنا۔ بہ ایں معنی اگر دفع مرض میں طبیب یادوا سے استمداد کرے یاحاجت فقر میں امیر یا بادشاہ کے پاس جائے یاانصاف کرانے کو کسی کچہری میں مقدمہ لڑائے، بلکہ کسی سے روز مرہ کے معمولی کاموں ہی میں مدد لے جو بالیقین تمام مخالفین روزانہ اپنی عورتوں، بچوں، نوکروں سے کرتے کراتے رہتے ہیں، مثلاً یہ کہنا کہ فلاں چیز اٹھادے یا کھانا پکادے، یا پانی پلادے سب شرک قطعی ہے کہ جب یہ جانا کہ اس کام کے کر دینے پر انھیں خود اپنی ذات سے بے عطائے الٰہی قدرت ہے تو صریح کفر اور شرک میں کیا شبہہ رہا، اور جس معنی پر ان سب سے استعانت شرک نہیں یعنی مظہر عون الٰہی وواسطہ و سیلہ وسبب سمجھنا اس معنی پر حضرات انبیاء واولیاء علیہم افضل الصلٰوۃ والثناء سے کیوں شرک ہونے لگی، مگر حکیم، امیر، جج، اولاد، نوکر، جورو، ان سب کو مظہر عون وسبب ووسیلہ جاننا جائز ہے۔ اور ان حضرات عالیہ کو کہ وہ اعلی مظہر واعظم سبب وافضل وسائل بلکہ منتہی الاسباب وغایۃ الوسائط ونہایۃ الوسائل ہیں، ایسا سمجھنا شرک ہوگیا، ہزار تف۔ بریں بے عقلی وناانصافی، غرض پانی وہیں مڑتا ہے کہ جو کچھ غصہ ہے۔ وہ حضرات محبوبان خدا کے بارے میں ہے۔ جورو، یار، بچے مددگار، نوکر، کار گزار مگر انبیاء، واولیاء کا نام آیا اور سر پر شرک کا بھوت سوار یہ کیا دین ہے۔ کیسا ایمان ہے! ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مسلمین اس نکتے کو خوب محفوظ ملحوظ رکھیں، جہاں ان چالاکوں، عیاروں کو کوئی فرق کرتے دیکھیں کہ فلاں عمل یا فلاں اعتقاد فلاں کے ساتھ شرک ہے فلاں سے نہیں، یقین جان لیجئے کہ نرے جھوٹے ہیں، جب ایک جگہ شرک نہیں تو اس اعتقاد سے کسی جگہ شرک نہیں ہوسکتا، واللہ الھادی الی طریق سوی۔

فائدہ ضروریہ

مخالفین جب سب طرح عاجز آجاتے ہیں اور کسی طرف راہ مفر نہیں پاتے تو ایک نیا شگوفہ

چھوڑتے ہیں کہ صاحبو! ہم بھی اسی استعانت کو شرک کہتے ہیں جو غیر خدا کو قادر بالذات ومالک مستقل بے عطائے الٰہی جان کر کی جائے، اور اپنی بات بنانے اور خجلت مٹانے کو ناحق ناروا بیچارے عوام مومنین پر جیتا بہتان باندھتے ہیں کہ وہ ایسا ہی سمجھ کر انبیاء واولیاء سے استعانت کرتے ہیں ہمارا یہ حکم شرک انھیں کی نسبت ہے۔ اس ہارے درجہ کی بناوٹ کا لفافہ تین طرح کھل جائے گا۔

اوّلاً: صریح جھوٹے ہیں کہ صرف اسی صورت کو شرک جانتے ہیں ان کے امام خود تقویۃ الایمان میں لکھ گئے ہیں:

"کہ پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ہوتا ہے۔"[1]

کیوں اب کہاں گئے وہ جھوٹے دعوے۔

ثانیاً: ان کے سامنے یوں کہئے کہ یارسول اللہ! حضور کو اللہ تعالٰی نے اپنا خلیفہ اعظم ونائب اکرم وقاسم نعم کیا، دنیا کی کنجیاں، زمین کی کنجیاں، خزانوں کی کنجیاں، مدد کی کنجیاں، نفع کی کنجیاں حضور کے دست مبارک میں رکھیں، روزانہ دو وقت تمام امت کے اعمال حضور کی بارگاہ میں پیش کرائے، یارسول اللہ! میرے کام میں نظر رحمت فرمائے اللہ کے حکم سے میری مدد وعافیت فرمائے۔
اب ان لفظوں میں توصراحۃً قدرت ذاتی کا انکار اور مظہر عون الٰہی کی تصریح ہے ان میں تو معاذ اللہ اس ناپاک گمان کی بو بھی نہیں آسکتی، یہ کہتے جائے اور ان صاحبوں کے چہرے کو غور کرتے جائے، اگر بکشادہ پیشانی سے سنیں اور آثار کراہت وغیظ ظاہر نہ ہو جب تو خیر، اور اگر دیکھئے کہ صورت بگڑی، ناک بھوں سمٹی، منہ پر دھوئیں کی مانند تاریکی دوڑی، تو جان لیجئے کہ دلی آگ اپنا رنگ لائی ع

کھوٹے کھرے کا پردہ کھل جائے گا چلن میں

سبحان اللہ! میں عبث امتحان کو کہتا ہوں بارہا امتحان ہو ہی لیا، ان صاحبوں میں نواب دہلوی مصنف ظفر جلیل تھے، حدیث عظیم وجلیل ثابت **یامحمد انی توجہت بك الی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی لی**[2] کہ صحاح ستہ سے تین صحاح جامع ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ،

---

[1] تقویۃ الایمان پہلا باب توحید وشرک کے بیان میں مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۷

[2] جامع الترمذی ابواب لدعوات ۲/ ۱۹۷ و المستدرك کتاب صلٰوۃ التطوع ۱/ ۳۱۳، و کتاب الدعا ۵۱۹، سنن ابن ماجہ ابواب الصلٰوۃ باب ماجاء فی صلٰوۃ الحاجۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۰۰

میں مروی اور اکابر محدثین مثل امام ترمذی وامام طبرانی وامام بیہقی وابوعبداللہ حاکم امام عبدالعظیم منذری وغیرہم اسے صحیح فرماتے آئے ہیں جسے خود حضور پر نور سید یوم النشور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے قضائے حاجت کے لئے تعلیم، اور صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالٰی عنہم نے زمانہ اقدس اور حضور کے بعد زمانہ امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ میں حاجت روائی کا ذریعہ بنایا، اس میں کیا تھا، یہی نا کہ یارسول اللہ! میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف توجہ کرتا ہوں کہ وہ میری حاجت روا فرمائے، اس میں معاذاللہ قدرت بالذات کی کہاں بو تھی جو نواب صاحب کو پسند نہ آئی کہ نہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ارشاد کا پاس نہ صحابہ وتابعین کی تعلیم و عمل کا لحاظ نہ اکابر حفاظ حدیث کی تصحیح کا خیال، سخت ڈھٹائی کے ساتھ حاشیہ ظفر جلیل پر حدیث صحیح کو بزور زبان وزور بہتان رد کرنے کے لئے عقل و شرع کی قید سے بے دھڑک بے پر کی اڑادی کہ یہ حدیث قابل حجت نہیں، **اناللہ وانا الیہ راجعون۔**

اس واقعہ عبرت خیز کا بیان ہمارے رسالہ انہار الانوار میں ہے۔ اب دیکھئے کہ نہ فقط اولیاء بلکہ خود حضور پر نور سید الانبیاء علیہ وعلیہم افضل الصلٰوۃ والثناء سے استعانت جائز و محمودہ، خود حضور اقدس کی فرمودہ، صحابہ وتابعین کی معمولہ ومقبولہ، صحیح حدیث میں ان لوگوں کا یہ حال ہے "**قُلْ مُوْتُوْا بِغَیْظِكُمْؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴿۱۱۹﴾**"[1]۔

ثالثًا: سب جانے دو، سرے سے یہ ناپاک ادعا ہے کہ بندگان خدا محبوبان خدا کو قادر مستقل جان کر استعانت کرتے ہیں، ایک ایسی سخت بات ہے جس کی شناعت پر اطلاع پاؤ تو مدتوں تمہیں توبہ کرنی پڑے اہل لا الٰہ الا اللہ پر بدگمانی حرام، اور ان کے کام کہ جس کے صحیح معنی بے تکلف درست ہوں خواہی نخواہی **معاذاللہ** معنی کفر کی طرف ڈھال لے جانا قطعاً گناہ کبیرہ ہے۔ حق سبحانہ وتعالٰی فرماتا ہے:

"**یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ٘ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ**"[2]	اے ایمان والو! بہت گمانوں کے پاس نہ جاؤ، بیشک کچھ گمان گناہ ہیں۔

اور فرماتا ہے:

"**وَ لَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌؕ**"	پیچھے نہ پڑ اس بات کے جو تجھے تحقیق نہیں۔

[1] القرآن الکریم ۳/ ۱۱۹

[2] القرآن الکریم ۴۹/ ۱۲

"اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۶﴾"[1]	بیشک کان آنکھ، دل سب سے سوال ہونا ہے۔

اور فرماتا ہے:

"لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا"[2]	کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے اسے سنا تو مسلمان مردوں عورتوں نے اپنی جانوں یعنی اپنے بھائی مسلمانوں پر نیک گمان کیا ہوتا۔

اور فرماتا ہے:

"يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷﴾"[3]	اللہ تمھیں نصیحت فرماتا ہے کہ اب ایسا نہ کرنا اگر ایمان رکھتے ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث[4] رواہ مالك والبخاری ومسلم وابوداؤد والترمذی۔	گمان سے بچو کہ گمان سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے۔ (اسے امام مالک، بخاری، مسلم، ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا۔ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

افلا شققت عن قلبه[5] رواہ مسلم وغیرہ۔	تو نے اس کا دل چیر کر کیوں نہ دیکھا (اسے امام مسلم وغیرہ نے روایت کیا۔ت)

علماء کرام فرماتے ہیں کلمہ گو کے کلام میں اگر ننانوے ۹۹ معنی کفر کے نکلیں اور ایک تاویل اسلام کی پیدا ہو تو واجب ہے اسی تاویل کو اختیار کریں اور اسے مسلمان ٹھہرائیں کہ حدیث میں آیا ہے۔

الاسلام یعلو ولا یعلٰی[6] رواہ الرؤیانی	اسلام غالب رہتا ہے اور مغلوب نہیں کیا جاتا،

---

[1] القرآن الکریم ۱۷/ ۳۶

[2] القرآن الکریم ۲۴/ ۱۲

[3] القرآن الکریم ۲۴/ ۱۷

[4] صحیح بخاری باب قول اللہ عزوجل من بعد وصیة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۸۴

[5] سنن ابی داؤد باب علی مایقاتل المشرکون آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۳۵۵

[6] سنن الدارقطنی کتاب النکاح باب المهر دار المحاسن للطباعة قاہرۃ ۳/ ۲۵۲

والدار قطنی والبیهقی والضیاء والخلیل عن عائذ بن عمر المزنی رضی الله تعالٰی عنه عن النبی صلی الله تعالٰی علیه سلم۔	(اسے رؤیائی، دار قطنی، بیہقی، ضیاء اور خلیل نے عائذ بن عمرو المزنی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کیا۔ت)

نہ کہ بلاوجہ منہ زوری سے صاف ظاہر، واضح، معلوم، معروف معنی کا انکار کرکے اپنی طرف سے ایک ملعون، مردود، مصنوع مطرود احتمال گھڑیں اور اپنے لئے علم غیب اور اطلاع حال کا دعوی کرکے زبردستی وہی ناپاک مراد مسلمانوں کے سر باندھیں، قیامت تو نہ آئے گی، حساب تو نہ ہوگا، ان بہتانوں، طوفانوں پر بارگاہ قہار سے مطالبہ جواب تو نہ ہوگا، ہاں ہاں جواب تیار کر رکھو اس سخت وقت کے لئے جب مسلمانوں کی طرف سے جھگڑتا آئے گا، لا الٰہ الا اللہ ہاں اب جانا چاہتے ہیں ستمگر لوگ کہ کس پلٹے پر پلٹا کھاتے ہیں، یوں اعتبار نہ آئے تو اپنے کذب کا امتحان کرلو، اہل استعانت سے پوچھو تو کہ تم انبیاء واولیاء علیہم افضل الصلٰوۃ والسلام والثناء کو عیاذا باللہ خدا یا خدا کا ہمسر یا قادر بالذات یا معین مستقل جانتے ہو یا اللہ عزوجل کے مقبول بندے اس کی سرکار میں عزت ووجاہت والے اس کے حکم سے اس کی نعمتیں بانٹنے والے مانتے ہو، دیکھو تو تمھیں کیا جواب ملتا ہے۔ امام علامہ خاتمۃ المجتہدین تقی الملۃ والدین فقیہ محدث ناصر السنۃ ابوالحسن علی بن عبدالکافی سبکی رضی اللہ تعالٰی عنہ کتاب مستطاب شفاء السقام میں استمداد واستعانت کو بہت احادیث صریحہ سے ثابت کرکے ارشاد فرماتے ہیں:

لیس المراد نسبة النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم الی الخلق والاستقلال بالافعال هذا لا یقصده مسلم فصرف الکلام الیه ومنعه من باب التلبیس فی الدین و التشویش علی عوام الموحدین[1]۔ صدقت یا سیدی جزاك الله عن الاسلام و	یعنی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مدد مانگنے کا یہ مطلب نہیں کہ حضور انور کو خالق اور فاعل مستقل ٹھہراتے ہوں یہ تو اس معنی پر کلام کو ڈھال کر استعانت سے منع کرنا دین میں مغالطہ دینا اور عوام مسلمانوں کو پریشانی میں ڈالنا ہے اے میرے آقا! آپ نے سچ فرمایا اللہ تعالٰی

[1] شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام الباب الثامن فی التوسل الخ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص۱۷۵

المسلمین خیرا، اٰمین!	آپ کو سلام اور مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین (ت)

فقیہ محدث علامہ محقق عارف باللہ امام ابن حجر مکی قدس سرہ الملکی کتاب افادت نصاب جوہر منظّم میں حدیثوں سے استعانت کا ثبوت دے کر فرماتے ہیں:

فالتوجه والاستغاثة به صلی الله تعالٰی علیه وسلم بغیره لیس لهما معنی فی قلوب المسلمین غیر ذٰلك و لایقصد بهما احد منهم سواه فمن لم یشرح صدره لذٰلك فلیبك علی نفسه نسأل الله العافیة و المستغاث به فی الحقیقة هو الله و النبی صلی الله تعالٰی علیه واسطة بینه وبین المستغیث فهو سبحٰنه مستغاث به والغوث منه خلقا وایجادا والنبی صلی الله تعالی علیه وسلم مستغاث والغوث منه سببا وکسبا[1]۔	یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یا حضور اقدس کے سوا اور انبیاء واولیاء علیہم افضل الصلٰوۃ والثناء کی طرف توجہ اور ان سے فریاد کے یہی معنی مسلمانوں کے دل میں ہیں اس کے سوا کوئی مسلمان اور معنی نہیں سمجھتا ہے نہ قصد کرتا ہے تو جس کا دل اسے قبول نہ کرے وہ آپ اپنے حال پر روئے، ہم اللہ تبارک وتعالٰی سے عافیت مانگتے ہیں حقیقتاً فریاد اللہ عزوجل کے حضور ہے اور نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس کے اور اس فریادی کے بیچ میں وسیلہ و واسطہ ہیں، تو اللہ عزوجل کے حضور فریاد ہے اور اس کی فریاد رسی یوں ہے کہ مراد کو خلق وایجاد کرے اور نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے حضور فریاد ہے اور حضور کی فریاد رسی یوں ہے کہ حاجت روائی کے سبب ہوں اور اپنی رحمت سے وہ کام کریں جس کے باعث اس کی حاجت روا ہو۔

مخالف کو کریما کا مصرعہ یاد رہا کہ:

نداریم غیر از تو فریاد رس

(ہم تیرے سوا کوئی فریاد کو پہنچنے والا نہیں رکھتے۔ت)

اور وہ بیشک حق ہے جس کے معنی ہم اوپر بیان کر آئے مگر یہ یاد نہ آیا کہ اس کے کبرائے طائفہ کے اکابر و عمائد حضور پر نور سیدنا ومولانا وغوثنا وماوٰینا حضرت غوث اعظم غوث الثقلین صلی اللہ تعالٰی علی جدہ الکریم وآبائہ الکرام وعلیہ وعلی مریدیہ ومحبیہ وبارک وسلم کو فریاد رس مان رہے ہیں۔

[1] الجوہر المنظم الفصل السابع فیما ینبغی للزائر الخ المطبعۃ الخیریہ مصر ص ۶۲

شاہ ولی اللہ صاحب ہمعات میں لکھتے ہیں:

امروز اگر کسے را مناسبت بروح خاص پیدا شود وازآں جا فیض بردار غالبا بیروں نیست از آنکہ ایں معنی بہ نسبت پیغمبر صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم باشد یا بہ نسبت حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ یا بہ نسبت غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ[1]۔	آج اگر کسی کو روح خاص سے مناسبت پیدا ہو جائے اور وہاں سے فیضیاب ہو تو غالبا بعید نہیں کہ یہ کمال حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مناسبت سے حاصل ہوا ہوگا یا بہ نسبت غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ ملا ہوگا۔ (ت)

شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی میں حضرت اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی محبوبیت بیان کرکے فرماتے ہیں:

ایں مرتبہ ازاں مراتب است کہ ہیچکس رااز بشر نہ دادہ اند، مگر بہ طفیل ایں محبوبے برخے از اولیاء امت اورا شمہ محبوبیت آں نصیب شدہ مسجود خلائق ومحبوبیت دلہا گشتہ اند مثل حضرت غوث الاعظم وسلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء قدس اللہ سرہما[2]۔	یہ وہ مرتبہ ہے جو کسی انسان کو نصیب نہ ہوا، ہاں حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے طفیل سے اس کا کچھ حصہ اولیائے امت تک پہنچا، پھر یہ حضرات اس کی برکت سے مسجود خلائق اور محبوب قلوب ہوئے جیسے حضرت غوث الاعظم اور سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء قدس اللہ سرہما (ت)

مرزا مظہر جانجاناں اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں:

آنچہ در تاویل قول حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالٰی عنہ قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ نوشتہ اند[3]۔	حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے قول کہ "میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے" کی تاویل میں انھوں نے لکھا ہے۔ (ت)

---

[1] ہمعات ہمعہ ۱۱ اکادیمیۃ الشاہ ولی اللہ حیدرآباد ص ۶۲

[2] فتح العزیز (تفسیر عزیزی) سورۃ الم نشرح مسلم بکڈپو لال کنواں دہلی ص ۳۲۲

[3] کلمات طیبات فصل دوم در مکاتیب مرزا مظہر جانجاناں مطبع مجتبائی دہلی ص ۱۹

انہی کے ملفوظات میں ہے:

التفات غوث الثقلین بحال متوسلان طریقہ علیہ ایشاں بسیار معلوم باشد باہیچ کس از اہل ایں طریقہ ملاقات نشدہ کہ توجہ مبارک آں حضرت بحالش مبذول نیست [1]۔	غوث الثقلین کی توجہ اپنے سلسلے سے وابستہ حضرات کی طرف بہت معلوم ہوئی ہے آپ کے سلسلے کے کسی ایسے شخص سے ملاقات نہ ہوئی جو آپ کی توجہ سے محروم ہیں۔(ت)

قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی سیف المسلول میں لکھتے ہیں:

فیوض وبرکات کارخانہ ولایت اول بریک شخص نازل می شود وازاں تقسیم شدہ بہریک از اولیائے عصر می رسد وبہ ہیچ کس از اولیاء اللہ بے توسط او فیضے نمی رسد ایں منصب عالی تاوقت ظہور سید الشرفاء حضرت غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر الجیلانی بروح حسن عسکری علیہ السلام متعلق بودہ چوں حضرت غوث الثقلین پیدا شد،ایں منصب مبارک بوئے متعلق شدہ تاظہور محمد مہدی ایں منصب بروح مبارک حضرت غوث الثقلین متعلق باشد ولہٰذا آں حضرت قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ فرمودہ،وقول حضرت غوث الثقلین اخی وخلیلی کان موسٰی بن عمران نیز براں دلالت دارد [2]۔	کارخانہ ولایت کے فیوض پہلے ایک شخص پر نازل ہوئے۔پھر اس سے منقسم ہو کر ہر زمانے کے اولیاء کو ملے اور کسی ولی کو ان کے توسط کے بغیر فیض نہ ملا،حضرت غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ظہور سے قبل یہ منصب عالی حسن عسکری علیہ السلام کی روح سے متعلق تھا،جب غوث الثقلین پیدا ہوئے تو یہ منصب آپ سے متعلق ہوا اور محمد مہدی کے ظہور تک یہ منصب حضرت غوث الثقلین کی روح سے متعلق رہے گا،اس لئے آپ نے فرمایا میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔پھر غوث پاک کا یہ قول"میرے بھائی اور دوست موسٰی بن عمران تھے"بھی اس پر دلالت کرتا ہے(ت)

یہ سب ایک طرف،خود امام الطائفہ میاں اسمٰعیل دہلوی صراط مستقیم میں اپنے پیر کا حال لکھتے ہیں:

"روح مقدس جناب حضرت غوث الثقلین و	حضرت غوث الثقلین اور حضرت خواجہ بہاؤالدین

[1] کلمات طیبات ملفوظات مرزا مظہر جانجاناں مطبع مجتبائی دہلی ص ۸۳

[2] السیف المسلول لقاضی ثناء اللہ پانی پتی (مترجم اردو) فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۵۲۷

جناب حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی متوجہ حال حضرت ایشاں گردیدہ[1]۔	نقشبند کی ارواح مبارکہ ان کے حال پر متوجہ تھیں۔(ت)

اسی میں ہے:

شخصیکہ در طریقہ قادریہ قصد بیعت مے کند البتہ او رادر جناب غوث الاعظم اعتقادے عظیم بہم می رسد (الی قولہ) کہ خود راازز مرہ غلامان آن جناب می شمارد اھ ملخصا[2]۔	ایک شخص نے قادری طریقے میں بیعت کا ارادہ کیا یقینا اس کو جناب حضرت غوث الثقلین میں بہت گہرا اعتقاد تھا (الی قولہ) خود کو آنجناب کے غلاموں میں شمار کیا اھ ملخصا (ت)

اسی میں ہے:

اولیائے عظام مثل حضرت غوث الاعظم وحضرت خواجہ بزرگ[3] الخ۔	اولیائے عظام جیسے غوث پاک رضی اللہ تعالٰی عنہ اور حضرت خواجہ بزرگ (ت)

یہی امام الطائفہ اپنی تقریر ذبیحہ مندرج مجموعہ زبدۃالنصائح میں لکھتے ہیں:

اگر شخصے بزے راخانہ پرور کند تا گوشت او خوب شود واو راذبح وپختہ فاتحہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ خواندہ بخوراند خللے نیست[4]۔	اگر کوئی شخص کوئی بکرا گھر میں پالے تاکہ اس کا گوشت اچھا ہو جائے اور اس کو ذبح کرکے پکا کر غوث الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی فاتحہ دلائے اور لوگوں کو کھلائے تو کوئی خلل نہیں۔(ت)

ایمان سے کہیو، "غوث الاعظم" کے یہی معنی ہوئے کہ "سب سے بڑے فریاد رس" یا کچھ اور۔ خدا کو ایک جان کر کہنا "**غوث الثقلین**" کا یہی ترجمہ ہوا کہ "جن وبشر کے فریاد رس" یا کچھ اور، پھر یہ کیسا کھلا شرک تمھارا امام اور اس کا سارا خاندان بول رہا ہے قول کے سچے ہو تو ان سب کو ذرا جی کرا کرکے مشرک بے ایمان کہہ دو، ورنہ شریعت کیا ان کی خانگی ساخت ہے کہ فقط باہر والوں کے لئے خاص ہے گھر والے سب اس سے مستثنٰی ہیں۔

---

[1] صراط مستقیم خاتمہ دربیان پارہ از وارادات ومعاملات الخ المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۱۶۶

[2] صراط مستقیم تکملہ باب چہارم دربیان طریق الخ المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۱۴۷

[3] صراط مستقیم تکملہ دربیان سلوک ثانی راہ ولایت المکتبہ السلفیہ لاہور ص ۱۳۲

[4] زبدۃ النصائح رسالہ نذور

افسوس اس امام کی تلون مزاجیوں نے طائفہ کی مٹی اور بھی خراب کی ہے۔آپ ہی تو شرک کا قانون سکھائے جس کی بناء پر طائفہ کے نواب بھوپالی بہادر دبی زبان سے کہہ بھی گئے، غوث اعظم یا غوث الثقلین کہنا شرک سے خالی نہیں اور آپ ہی جب تلون کی لہر آئے تو اپنی موج میں آکر انھیں گھرے میں دھکا دے اور خود دور کھڑا قہقہے لگائے کہ

"اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّیْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ۝" [1] (میں تجھ سے الگ ہوں میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو سارے جہاں کا رب ہے)اب یہ بیچارے رویا کریں ؎

اپنا بیڑا اکھے گئے اور ہو گئے ندیا پار
بانھ نہ میری تھام لی سو آن پڑی منجدھار

کون سنتا ہے الحق ؎

دو گونہ رنج وعذاب است جان مجنوں را　　　بلائے صحبت لیلٰی وفرقت لیلٰی
(مجنون کی جان کے لئے دوہرا دکھ اور عذاب ہے صحبت لیلٰی کی مصیبت اور لیلٰی کا فراق)

ضعف الطالب والمطلوب o لبئس المولی ولبئس العشیر، وحسبنا الله ونعم الوکیل، ولاحول ولا قوۃ الا بالله العزیز الحکیم، نعم المولٰی ونعم النصیر، والحمد لله رب العالمین، وقیل بعدا للقوم الظلمین، وصلی الله تعالٰی علی سید المرسلین غوث الدنیا وغیاث الدین سیدنا ومولنا محمد واله وصحبه اجمعین۔ اٰمین!	طالب و مطلوب کمزور ہوئے، تو برا مددگار اور برا خاندان، ہمیں اللہ تعالٰی کافی اور وہ اچھا وکیل، نیکی کی طرف پھرنا اور قوت صرف اللہ تعالٰی کی مدد سے ہے جو غالب حکمت والا ہے۔وہی اچھا مددگار اور اچھا آقا ہے۔اور رب العالمین کے لئے تمام حمدیں، اور ظالم قوم کو کہا گیا تمھارے لئے بُعد ہے۔ وصلی اللہ تعالٰی علی سید المرسلین غوث الدنیا وغیاث الدین سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔آمین! (ت)

الحمدللہ کہ یہ نہایت اجمالی جواب اور اتنے اجمال پر کافی ووافی موضع صواب چند جلسات میں ۱۶/ شعبان المعظم روز مبارک جمعہ ۱۳۱۱ھ ہجریہ قدسیہ کو بوقت عصر تمام اور بلحاظ تاریخ

[1] القرآن الکریم ۵۹/ ۱۶

برکات الامداد لاھل الاستمداد (۱۳۱۱ھ) نام ہوا، نفعنی اللہ بہ وبسائر تصانیفی والمسلمین فی الدارین بالنفع الاتم، وصلی اللہ تعالٰی علی سیدنا ومولٰنا محمد واٰلہ وصحبہ وسلم، واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

تمّت

کتبـــہ

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنہ بمحمدن المصطفٰی النبی الامی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

رسالہ

فقہ شہنشاہ وان القلوب بید المحبوب بعطاء اللّٰہ ۱۳۲۶ھ

(لفظ شہنشاہ کا مفہوم اور یہ کہ بیشک محبوبانِ خدا کا بعطاء الٰہی دلوں پر قبضہ ہے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ط

مسئلہ ۱۲۶: از کانپور محلّہ فیل خانہ کہنہ مکان مولوی سید محمد اشرف صاحب وکیل۔ مرسلہ سید محمد آصف صاحب ۸/ذی الحجہ ۱۳۲۶ھ

حامی سنت، ماحی بدعت جناب مولانا صاحب دَامَتْ فُیُوْضُھُمْ، بعد سلام مسنون الاسلام، التماس مرام اینکہ ان دنوں جناب والا کا دیوان نعتیہ کمترین کے زیر مطالعہ ہے۔ بصد آداب ملازمان کی خدمت بابرکت میں ملتمس ہوں کہ وہ مصرع کے الفاظ شرعاً قابل ترمیم معلوم ہوتے ہیں اور غالبًا اس ہیچمدان کی رائے سے ملازمان سامی بھی متفق ہوں اور در صورت عدم اتفاق جواب باصواب سے تشفی فرمائیں ع

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو

اس مصرح میں لفظ "شہنشاہ" خلاف حدیث ممانعت دربارہ قول ملک الملوک ہے بجائے "شہنشاہ" اگر "مرے شاہ" ہو تو کسی قسم کا نقصان نہیں، دوسرا یہ مصرع حضرت غوث اعظم قدس سرہ، کی تعریف میں: ع

بندہ مجبور ہے خاطر پر ہے قبضہ تیرا

صحیح حدیث شریف سے ثابت ہے کہ دل خداوند کریم کے قبضہ قدرت میں ہیں، اور وہی ذات مقلب القلوب ہے، چونکہ اس ہیچمدان سراپا عصیان کو ملازمان جناب والا سے خاص عقیدت وارادت ہے۔ لہٰذا امیدوار ہے کہ یہ تحریر محض اَلدِّیْنُ النُّصْحُ (دین نصیحت ہے۔ت) پر محمول فرمائی جائے، بخدا فدوری نے کسی اور غرض سے نہیں لکھا۔

عریضہ ادب سید محمد آصف عفی عنہ

الجواب:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ ھو الشاہ، والشّاہ الشاھنْشَاہ، لا ملك سواہ، فمن ادعا دونہ فقد ضل وتاہ، وصلی اللہ تعالٰی علیہ سید العالم، مالك الناس دیان العرب والعجم، الذی ملك الارض ورقاب الامم، وعلی الہ وصحبہ وبارك وسلم، اٰمین!	سب حمدیں اللہ تعالٰی کے لئے جو حقیقی بادشاہ اور بادشاہوں کا بادشاہ ہے اس کے سوا کوئی حقیقی بادشاہ نہیں ہے تو جو اس کے غیر کو مقابلہ میں سمجھے تو وہ گمراہ اور بھٹکا ہوا ہے۔ اور اللہ تعالٰی رحمت نازل فرمائے جہاں کے سردار، عرب وعجم کے جزا دہندہ جو روئے زمین اور امتوں کے مالک بنے اور آپ کی آل پاک واصحابہ پر اور برکت اور سلامتی فرمائے۔ آمین۔ (ت)

کرم فرمائے مکرم ذی الطف والکرم مکرمی سیدی محمد آصف صاحب زید کرمہم، وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،۔

نوازش نامہ تشریف لایا، ممنون فرمایا، حق سبحانہ وتعالٰی آپ کو جزائے خیر عطافرمائے آپ کے صرف انھیں دو مصرعوں میں تامل فرماتے سے شکر الٰہی بجالایا کہ اس میں بحمد اللہ تعالٰی آپ کی سنیت خالصہ اور محبت وتعظیم حضور پر نور سید الانبیاء علیہ وعلیہم الصلٰوۃ والثناء کا شاہد پایا، ورنہ قوم بے ادب خذلہ اللہ تعالٰی کے نزدیک تو ان اوراق میں معاذ اللہ ہزاروں شرک بھرے ہیں، کہ ان دو لفظوں کو ان سے کچھ بھی نسبت نہیں، حالانکہ بحمد اللہ تعالٰی اس میں جو کچھ ہے اکابر ائمہ دین واعاظم عرفائے کاملین کے ایمان کامل

کا ایک مختصر نمونہ ہے۔ جیسا کہ فقیر کی کتاب "سلطنة المصطفی فی ملکوت کل الورٰی" کے مطالعہ سے ظاہر ہے۔ وللہ الحمد۔ اب شکریہ کے ساتھ بتوفیقہٖ تعالٰی جواب عرض کروں، امید کہ جس خالص اسلامی محبت سے یہ اطلاع دی اسی پر ان جوابوں کو مبنی سمجھ کر ویسی ہی نظر سے ملاحظہ کرینگے، وباللہ التوفیق۔

جواب سوال اول: لفظ "شہنشاہ" اوّلاً بمعنی سلطان عظیم السلطنۃ محاورات میں شائع، وذائع ہے۔ اور عرف ومحاورہ کو افادہ مقاصد میں دخل تام، قال اللہ تعالٰی: "وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ"[1] (اور بھلائی کا حکم دو۔ ت)

خود ہمارے فقہاء کرام میں امام اجل علاء الدین ابوالعلاء لیثی ناصحی رحمۃ اللہ تعالٰی کا لقب "شاہان شہد، ملک الملوک" تھا ائمہ وعلمائے مابعد جو ان کے فتاوٰی نقل کرتے ہیں اسی لقب سے انھیں یاد فرماتے ہیں اور وہ جناب فقاہت مآب خود اپنے دستخط انھیں الفاظ سے کرتے، امام رکن الدین ابوبکر محمد بن المفاخرین عبدالرشید کرمانی جواہر الفتاوٰی کتاب الاجارہ باب سادس میں فرماتے ہیں:

قال الامام القاضی ملك الملوك ابوالعلاء الناصحی لماسئل عمن اجر ارضاموقوفة مائة سنة هل يجوز افتٰی ببطلان الاجارة معشر من زمرة الفقهاء قطعالازما وبذٰلك افتی للمتدين حسبة كيلا اكون بما احرز ظالما ملك الملوك ابوالعلا مجيبه لمعز دين الله مدعوا دائما[2]۔	امام، قاضی، شاہوں کے شاہ ابوالعلا ناصحی سے یہ استفتاء کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک موقوفہ زمین سال بھر کے لئے اجارہ میں دی تو کیا اس کا یہ فعل ازروئے شرع جائز ودرست ہے ۱۲م، فقہاء کی ایک جماعت نے فتوٰی دیا کہ یہ اجارہ قطعی اور لازمی طور پر باطل ہے۔ ۱۲م، میرا عدم جواز کا یہ فتوٰی دینا دینداروں کے لئے کافی ہے تاکہ میں اپنی جمع کردہ چیزوں کی وجہ سے ظالم نہ ہو جاؤں۔ ۱۲م شاہوں کے شاہ ابوالعلاء اس کا مجیب ہے دین الٰہی کے غلبہ کے لئے ہمیشہ دعا گو ہے۔ ۱۲م

[1] القرآن الکریم ۷/ ۱۹۹

[2] جواہر الفتاوٰی کتاب الاجارۃ الباب السادس قلمی نسخہ ورق ۱۳۸ صفحہ ۲۷۵

اسی کی ۳ کتاب القضاء میں ایک اور مسئلہ اس جناب سے بایں عنوان نقل فرمایا:

قال القاضی الامام ملك الملوك ابو العلاء الناصحی [1]۔	قاضی امام شاہوں کے شاہ ابو العلاء ناصحی نے کہا ۱۲م۔

پھر ۴ تیسرے مسئلے میں فرمایا:

قال القاضی الامام ملك الملوك هذا الماعرض علیه محضر [2]۔	قاضی امام، شاہوں کے شاہ نے یہ کہا، جب ان کے پاس دستاویز پیش کیا گیا۔ ۱۲م

۵ اس میں ان کا منظوم فتوٰی نقل کیا جس کے آخر میں فرمایا:؎

شاهان شه ملك الملوك ابو العُلاء نظم الجواب، منظماً و مفصلاً۔	شاہوں کے شاہ ابو العلاء نے اس جواب کو نظم اور ترتیب اور تفصیل سے بیان کیا ہے۔ ۱۲م

۶ پھر فرمایا: قال ملك الملوك [3] (شاہوں کے شاہ نے فرمایا۔ت) اور ان کا چوتھا فتوٰی نقل کیا جس کے ۷ آخر میں فرمایا:؎

شاهان شه ملك الملوك ابو العلا نظم الجواب لكل من هو قد عرف	شہنشاہ وقت ابو العلاء نے اس جواب کو ہر جانکار شخص کے لئے مرتب کیا۔ ۱۲م

۸ پھر ان کا پانچواں فتوٰی نقل فرمایا جس کے دستخط یوں فرمائے ہیں:؎

شاهان شه ملك الملوك ابو العلاء نظم الجواب مبینا لمناره [4]	شاہوں کے شاہ ابو العلاء نے جواب کو یوں مرتب فرمایا کہ اس کے ہر پہلو کو واشگاف کر دیا۔ ۱۲م

۹ پھر ان کا چھٹا فتوٰی نقل کیا جس کے دستخط ہیں:؎

شاهان شه ملك الموك ابو العلاء هادی امیر المومنین لقد نظم [5]۔	شاہوں کے شاہ ملک الملوک ابو العلاء مسلمانوں کے امیر ور ہبر نے اس جواب کو مرتب کیا۔ ۱۲م

۱۰ یونہی کتاب الوقف میں ان کے متعدد فتاوے نقل فرمائے ازاں جملہ ایک کلام کا ختم یہ ہے:؎

---

[1] جواهر الفتاوٰی کتاب القضاء ص ۳۵۳ ورق ۱۷۷

[2] جواهر الفتاوٰی کتاب القضاء ص ۳۵۳ ورق ۱۷۷

[3] جواهر الفتاوٰی کتاب القضاء ص ۳۵۳ ورق ۱۷۷

[4] جواهر الفتاوٰی کتاب القضاء ص ۳۵۳ ورق ۱۷۷

[5] جواهر الفتاوٰی کتاب القضاء ص ۳۵۴ ورق ۱۷۷

ملك الملوك ابو العلاء مجيبه معز دين الله يشكر داعيا[1]۔	شاہوں کے شاہ ابوالعلاء اس کا مجیب ہے جو دین الٰہی کے غلبہ کے لئے شکر کے ساتھ دعا کرتا ہے۔۱۲م

[۱] ایک کے آخر میں ہے:

شاهان شه ملك الملوك ابو العلاء نظم الجواب لمن تعفى باله[2]۔	شہنشاہ ملک الملوک ابوالعلاء نے یہ جواب اس شخص کے لئے مرتب کیا جو اللہ عزوجل کی پناہ کا طالب ہے۔۱۲م

یونہی ۱۲تا۱۵ کتاب البیوع میں ان کے چار[۴] فتوے نقل فرمائے ہر ایک کی ابتداء انھیں لفظوں سے کی:

قال القاضی الامام ملك الملوك[3]۔	قاضی، امام، ملک الملوک نے کہا۔ (ت)

[۱۶] غرض کتاب مستطاب ان کے فتاوئے صواب اور ان کے ان گرامی الفاظ سے مشحون ہے۔

علامہ خیر الدین رملی استاد صاحب درمختار رحمہما اللہ تعالٰی نے فتاوٰی خیریہ کتاب الاجارہ میں نوازل سے نقل فرمایا:

قال سئل ملك الملوك ابو العلاء فيمن اٰجر دار موقوفة مائة سنة[4] الخ۔	شاہوں کے شاہ ابوالعلاء سے اس شخص کے بارے میں استفتاء کیا گیا جس نے ایک قف کی ہوئی زمین کو سال بھر کے لئے اجرت میں دیا تو کیا حکم ہے۔۱۲م۔

[۱۷] اسی کی کتاب القضا باب خلل المحاضرہ والسجلات میں دربارہ ساعی فرمایا:

فحول المتاخرين افتوا بجواز قتله حتى قال ملك الملوك الناصحى رحمه الله تعالٰى[5]۔	متاخرین میں معتمد و مستند علماء نے فتوٰی دیا ہے کہ ایسے شخص کو قتل کرنا جائز ہے حتی کہ شاہوں کے شاہ ناصحی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے ۱۲م۔

[1] جواہر الفتاوٰی کتاب الوقف، قلمی ص۳۰۹ ورق ۱۵۵
[2] جواہر الفتاوٰی کتاب الوقف ص۳۱۰ ورق ۱۵۵
[3] جواہر الفتاوٰی کتاب البیوع الباب السادس قلمی نسخہ ص۲۵۹ ورق ۱۳۰
[4] فتاوٰی خیریہ کتاب الاجارۃ دار المعرفۃ بیروت ۲ /۱۲۱
[5] فتاوٰی خیریہ کتاب ادب القاضی باب خلل المحاضر والسجلات دار المعرفۃ بیروت ۲ /۲۰

۱۸پھر ان کا منظوم فتوٰی نقل فرمایا:

القتل مشروع علیه واجب	ایسے شخص کو قتل کرنا مشروع بلکہ اس کے زجر وتوبیخ کے لئے
زجر اله والقتل فیه مقنع	واجب ہے اور اس میں قتل عین عدل ہے۔شاہوں کے شاہ
شاهان شه ملك الملوك ابو العلاء	ملک الملوک ابو العلاء نے ہر فضیلت وعلم رکھنے والوں کے لئے
نظم الجواب لکل من هو یبرع [1]۔	اس جواب کو مرتب کیا ۱۲م

۱۹حضرت عمدۃ العلماء والاتقیاء زبدۃ العرفاء والاولیاء مولوی معنوی سیدی محمد جلال الملۃ والدین رومی بلخی قدس سرہ الشریف مثنوی شریف میں ایک بادشاہ کی حکایت میں فرماتے ہیں:

گفت شاہنشاہ جزائش کم کنید	بادشاہ نے کہا اس کی اجرت کم کردی جائے اور اگر وہ آمادہ
در بجنگد نامش از خط برزنید [2]	جنگ ہو تو روزنامچہ سے اس کا نام نکال دو۔۱۲م

۲۰نیز ابتدائے مثنوی مبارک میں فرماتے ہیں:

تا سمرقند آمدند آن دو امیر	بادشاہ کے دونوں امیر (ایلچی) شہر سمرقند آئے اور اس مرد زر
پیش آں زرگر ز شاہنشہ بشیر [3]	گر کو بادشاہ کی جانب سے خوشخبری دی ۱۲م

۲۱وہی فرماتے ہیں:

پیش شاہنشاہ بروش خوش نباز	اس خوش نصیب مرد زرگر کو بادشاہ کے پاس لے آئے تاکہ اس شمع
تا بسوزد بر سر شمع طراز [4]	طراز معشوقہ پر اسے قربان کردے۔۱۲م

۲۲اسی میں فرمایا:

ہم ز انواع اوانی بے عدد	اور بہت سے مختلف قسم کے برتن بھی (بنا) جو بادشاہوں کی بزم
کانچناں در بزم شاہنشاہ سزد [5]	مسرت کی زیب وزینت نہیں ۱۲م

---

[1] فتاوٰی خیریہ کتاب ادب القاضی باب خلل المحاضر والسجلات دار المعرفۃ بیروت ۲/ ۲۰

[2] مثنوی معنوی در بیان آنکہ ترك الجواب جواب مقرر ایں سخن الخ نورانی کتب خانہ پشاور دفتر چہارم ص ۳۸

[3] مثنوی معنوی فرستادن بادشاہ رسولاں سمرقند در طلب زرگر نورانی کتب خانہ پشاور دفتر اول ص ۹

[4] مثنوی معنوی فرستادن بادشاہ رسولاں سمرقند در طلب زرگر نورانی کتب خانہ پشاور دفتر اول ص ۹

[5] مثنوی معنوی فرستان بادشاہ رسولاں سمرقند در طلب زرگر نورانی کتب خانہ پشاور دفتر اول ص ۹

۲۳ حضرت عارف باللہ داعی الی اللہ سیدی مصلح الدین سعد شیرازی قدس سرہ، فرماتے ہیں:

جمال الانام مفخر الاسلام سعد ابن الاتابك الاعظم شاهنشاه المعظّم مالك رقاب الامم مولى ملوك العرب و العجم [1]۔	مخلوق کے جمال، اسلام کے لئے قابل فخر، سعد ابن اتابک اعظم، قابل عظمت شہنشاہ لوگوں کی گردنوں کے مالک عرب وعجم کے بادشاہوں کے مولٰی وآقا ۱۲م۔

۲۴ نیز فرماتے ہیں:ؔ

با رعیت صلح کن وزجنگ خصم ایمن نشین زانکہ شاہنشاہِ عادل را رعیت لشکر است [2]	رعایا کے ساتھ خیر خواہی سے پیش آ، اور پھر دشمن کی جانب لڑائی سے بے خوف رہ، کیونکہ عادل بادشاہ کے لئے رعایہ ہی لشکر ہے۔ ۱۲م۔

۲۵ نیز فرماتے ہیں:ؔ

شہنشہ برآشفت کاینک وزیر تعلل میندیش وحجت مگیر [3]	بادشاہ نے غصے سے کہا اے وزیر! بہانہ مت بنا اور حجت مت لا ۱۲م

۲۶ نیز فرماتے ہیں:ؔ

سرپُر غرور از تحمل تہی حرامش بود تاج شاہنشہی [4]	جو سر صبر و تحمل سے خالی اور کبرہ ونخوت سے پر ہو وہ بادشاہی کے تاج سے محروم ہوتا ہے۔ ۱۲م

۲۷ نیز فرماتے ہیں:ؔ

دواں آمدش گلہ بانے زپیش شہنشہ برآورد تغلق زکیش [5]	بادشاہ کے پاس سامنے سے ایک چرواہا دوڑتا آیا بادشاہ نے (اسی وقت) تیر ترکش سے نکال لیا ۱۲م

---

[1] گلستان سعدی دیباچہ کتاب دانش سعدی تہران ایران ص ۱۲
[2] گلستان سعدی باب اول تہران ایران ص ۳۰
[3] بوستان باب اول ملک سراج الدین اینڈ سنز لاہور ص ۳۴
[4] بوستان باب اول ملک سراج الدین اینڈ سنز لاہور ص ۳۸
[5] بوستان باب اول ملک سراج الدین اینڈ سنز لاہور ص ۴۲

۲۸ محبوب محبوب الٰہی حضرت عارف باللہ سیدی خسرو قدس سرہ، اواخر قران السعدین صفت تخت شاہی میں فرماتے ہیں: ؎

اس کے سوا کون ہے جو بادشاہ کی شان و شوکت کے سامنے سیدھا پاؤں رکھے ۱۲م	کیست جز از وے کہ نہد پائے راست پیش شکوہ کہ شہنشاہ راست[1] ۔

۲۹ عارف باللہ اما العلماء حضرت مولانا نورالدین جامی قدس سرہ السامی تحفہ الاحرار میں فرماتے ہیں:

حضرت عبید اللہ احرار رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ستارہ افتخار نے دنیا میں اپنی شہنشاہی کا نقارہ بجادیا ۱۲	زد بجہاں نوبت شاہنشہی کوکبہ فخر عبید اللّٰہی[2]

۳۰ حضرت خواجہ شمس الدین حافظ قدس سرہ فرماتے ہیں: ؎

خان بن خان خاندانی شاہوں کے شاہ جسے جان جہاں کا خطاب زیب دیتاہے۔ ۱۲م۔	خان بن خان شہنشاہ شہنشاہ نژاد آنکہ مے زیبد اگر جان جہانش خوانی[3]

۳۱ نیز فرماتے ہیں: ؎

زمانہ کے بادشاہوں کا ہم رتبہ، خلیفہ زمین کا ہم جنس ہے۔ ۱۲م	ہم نسل شہنشہ زمان است ہم نقد خلیفہ زمین است[4] ۔

۳۲ حضرت مولانا نظامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں: ؎

احکام شاہی کی تفصیل سنانے والے نے سائل کو یوں آگاہ کیا۔ ۱۲م	گزارندہ شرح شاہنشہی چنیں داد پرسندہ را آگہی[5]

۳۳ مخدوم قاضی شیخ شہاب الدین تفسیر بحر مواج میں فرماتے ہیں:

"سلطان السلاطین خداوند باعز و تمکین بادشاہ سلیمان فرالخ"[6]

---

[1]

[2] تحفۃ الاحرار

[3] دیوان حافظ ردیف الباء حامد اینڈ کمپنی لاہور ص ۳۸۳

[4] دیوان حافظ ترکیب بند حامد اینڈ کمپنی لاہور ص ۴۶۹

[5]

[6] تفسیر بحر مواج

غرض کلمات اکابر میں اس کے صدہا نظائر ملیں گے، ہمیں کیا لائق ہے کہ ان تمام ائمہ ورفقہاء وعلماء وعرفاء رحمہم اللہ تعالٰی قدست اسرارھم پر طعن کریں وہ ہم سے ہر طرح اعرف واعلم تھے، لہٰذا واجب کہ بتوفیق الٰہی نظر فقہی سے کام لیں، اور اس لفظ کے منع وجواز میں تحقیق مناط کریں کہ مسئلہ قطعاً معقول المعنی ہے نہ کہ محض تعبدی

فاقول: وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ سے ہے۔ت) ظاہر ہے کہ اصل منشائے منع اس لفظ کا استغراق حقیقی پر حمل ہے یعنی موصوف کا استثناء تو عقلی ہے کہ خود اپنے نفس پر بادشاہ ہونا معقول نہیں۔ اس کے سوا جمیع ملوک پر سلطنت اور یہ معنٰی قطعاً مختص بحضرت عزت عزجلالہ ہیں، اور اس معنی کے ارادے سے اگر غیر پر اطلاق ہو تو صراحۃً کفر ہے کہ اس کے استغراق حقیقی میں رب عزوجل بھی داخل ہوگا یعنی معاذاللہ موصوف کو اس پر بھی سلطنت ہے یہ ہر کفر سے بدتر کفر ہے۔ مگر حاشا ہر گز کوئی مسلمان اس کا ارادہ کرسکتا ہے نہ زنہار کلام مسلم میں یہ لفظ سن کر کسی کا اس طرف ذہن جاسکتا ہے، بلکہ قطعاً قطعاً عہد یا استغراق عرفی ہی مراد اور وہی مفہوم ومستفاد ہوتا ہے کہ قائل کا اسلام ہی اس ارادہ پر قرینہ قاطعہ ہے۔ جیسا کہ علماء نے موحد کے اَنۡبَتَ الرَّبِیۡعُ الۡبَقَلَ (موسم ربیع نے سبزہ اگایا) کہنے میں تصریح فرمائی، نیز فتاوٰی خیریہ میں ہے:

سئل فی رجل حلف لایدخل ھذہ الدار الا ان یحکم علیہ الدھر فدخل ھل یحنث (اجاب) لا، وھذا مجاز لصدورہٖ عن الموحد والحکم القضاء واذا ادخلھا فقد حکم ای قضٰی علیہ رب الدھر بدخولھا وھو مستثنٰی من یمینہ، فلا حنث اھ[1]۔	ایک ایسے شخص کے بارے میں استفتاء کیا گیا جس نے یہ قسم کھالی تھی کہ اس گھر میں داخل نہ ہوں گا، جب تک کہ اس پر زمانہ کا حکم نہ ہو، پھر وہ اس گھر میں داخل ہوا تو کیا اس کی قسم ٹوٹ جائیگی، جواب نفی میں ملا، چونکہ موحد سے یہ جملہ صادر ہوا اس لئے مجاز قرار پائے گا اور حکم بمعنی قضاء ہے وار جب وہ شخص داخل ہوا تو اس کا دخول رب الدہر کے حکم اور قضاء سے ہوا ہے اور یہ اس قسم سے مستثنٰی ہے لہٰذا حانث نہ ہوگا الخ۔

اب رہا یہ کہ استغراق حقیقی اگرچہ نہ مراد نہ مفہوم مگر مجرد احتمال ہی موجب منع ہے۔ یہ قطعاً

[1] فتاوٰی خیریہ کتاب الایمان دارالمعرفۃ بیروت ۱/ ۸۷

باطل ہے۔یوں تو ہزاروں الفاظ کہ تمام عالم میں دائر وسائر ہیں منع ہو جائیں گے، پہلے خود اسی لفظ "شہنشاہ" کی وضع وترکیب لیجئے، مثلاً قاضی القضاۃ امام الائمہ شیخ الشیوخ، شیخ المشائخ، عالم العلماء، صدر الصدور، امیر الامراء، خان خاناں بگاء بگ وغیرہا کہ علماء ومشائخ وعامہ سب میں رائج ہیں، شیخ المشائخ، سلطان الاولیاء، محبوب الٰہی اور شیخ الشیوخ حضرت سیدنا شہاب الحق والدین عمر سہروردی رضی اللہ تعالٰی عنہما کا لقب ہے۔جواھر الفتاوٰی کتاب اصول الدین وکتاب اصول فقه وکتاب الایمان وکتاب الغصب وکتاب الدعوٰی وکتاب الکراھت وغیرہا سب کے باب سادس میں امام علاء الدین سمرقندی کو عالم العلماء فرمایا۔

امام اجل عبدالرحمٰن اوزاعی امام اہل الشام کہ امام اعظم ابو حنیفہ وامام مالک کے زمانے میں تھے اور تبع تابعین کے اعلٰی طبقے میں ہیں، امام مالک کو عالم العلماء فرمایا کرتے۔زرقانی علی الموطا میں ہے:

امامالك فهو الامام المشهور صدر الصدور اكمل العقلاء واعقل الفضلاء كان الاوزاعی اذا ذكر مالكا قال قال عالم العلماء وعالم اهل المدينة ومفتی الحرمين [1]۔	امام مالک تو مشہور امام ہیں، رئیسوں میں رئیس، عقلاء میں کامل تر، فضلا میں سب سے فہیم، امام اوزاعی جب امام مالک کا تذکرہ کرتے تو فرماتے کہ عالم العلماء مدینہ والوں کے عالم اور حرمین طیبین کے مفتی نے فرمایا ہے۔۱۲م

امام الائمہ امام محمد بن خزیمہ حافظ الحدیث کا لقب ہے۔ قاضی القضاۃ اسلامی سلطنتوں کا معرف عہدہ ہے۔عامہ کتب فقہ میں اس کا اطلاق موجود، اور ائمہ کی زبانوں پر شائع، درمختار کتاب القضاء میں ہے:

لایستخلف قاض نائبا الا اذا فوض الیه کجعلتك قاضی القضاۃ وھو الذی یتصرف فیهم مطلقا تقلیدا اولا [2]۔	کوئی بھی قاضی اپنا نائب اس وقت مقرر کرسکتا ہے جب اس کو نائب بنانے کے اختیارات سپرد کردئے گئے ہوں مثلاً یہ کہے میں نے تمھیں قاضی القضاۃ بنایا۔ قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) وہ ہے جسے علی الاطلاق تصرف کا حق حاصل ہو چاہے تقلید ہو یا نہ ہو ۱۲م۔

[1] شرح الزرقانی علی مؤطا الامام مالك مقدمة الکتاب دار المعرفة بیروت ۱/ ۲و۳

[2] الدرالمختار کتاب القضاء فصل فی الحبس مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۷۸

بحر الرائق وردالمحتار کتاب الوقف میں ہے:

قولھم فی الاستدانۃ بامر القاضی المراد بہ قاضی القضاۃ وفی کل موضع ذکروا القاضی فی امور الاوقاف [1]۔	استدانت بامر القاضی میں ان کی مراد قاضی سے "قاضی القضاۃ" ہے اور امور اوقاف میں جہاں بھی "قاضی" کا لفظ آیا ہے اس سے یہی (قاضی القضاۃ) مراد ہے۔ ۱۲م۔

امیر الامراء، خان خاناں، بگاء بگ عربی فارسی ترکی تین مختلف زبانوں کے الفاظ ہیں اور معنی ایک، یعنی سرور سرواں، سردار اسرداراں، سید الاسیاد، اور اگر امیر امر بمعنی حکم سے لیجئے تو امیر الامراء بمعنی حاکم الحاکمین، شک نہیں کہ ان الفاظ کو عموم و استغراق حقیقی پر رکھیں تو قاضی القضاۃ وحاکم الحاکمین وعالم العلماء وسید الاسیاد حضرت رب العزت عزوجل ہی کے لئے خاص ہیں اور دوسرے پر ان کا اطلاق صریح کفر، بلکہ بنظر حقیقت اصلیہ صرف قاضی وحاکم وسید وعالم بھی اسی کے ساتھ خاص،

قال اللہ تعالٰی: "وَاللّٰهُ يَقْضِىْ بِالْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ بِشَىْءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۲۰﴾" [2]۔	اور اللہ سچا فیصلہ فرماتا ہے اور اس کے سوا جن کو پوجتے ہیں وہ کچھ فیصلہ نہیں کرتے، بیشک اللہ ہی سنتا دیکھتا ہے۔

وقال اللہ تبارك وتعالٰی:

"لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۸﴾" [3]۔	اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف پھرے جاؤگے۔

وقال اللہ تعالٰی:

"اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ" [4]۔	حکم نہیں مگر اللہ کا۔

وقال اللہ تعالٰی:

"وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۲﴾" [5]۔	وہی علم وحکمت والا ہے۔

وقال اللہ تعالٰی:

"يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ	جس دن اللہ جمع فرمائے گا رسولوں کو پھر فرمائے گا

---

[1] ردالمحتار کتاب الوقف فصل یراعی شرط الواقف الخ داراحیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۴۱۰

[2] القرآن الکریم ۴۰/ ۲۰

[3] القرآن الکریم ۲۸/ ۸۸

[4] القرآن الکریم ۱۲/ ۴۰

[5] القرآن الکریم ۶۶/ ۲

"مَاذَآ اُجِبْتُمْ ؕ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ "[1]	تمھیں کیا جواب ملا عرض کریں گے ہمیں کچھ علم نہیں۔

وفد بنی عامر نے حاضر ہو کر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی: اَنْتَ سَیِّدُنَا حضور ہمارے سید ہیں۔ فرمایا: اَلسَّیِّدُ اللہُ سید تو خدا تعالٰی ہی ہے۔

رواہ احمد ابوداؤد[2] عن عبداللہ بن الشخیر العامری رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	اسے روایت کیا ہے احمد اور ابوداؤد نے عبداللہ بن شخیر عامری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے (ت)

یوں ہی نہ ملک الملوک بلکہ صرف مالک ہی، قال اللہ تعالٰی:

"لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ۫ "[3]	اسی کے لئے ملک اور اسی کے لئے تعریف۔

وقال اللہ تعالٰی:

"لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ؕ "[4]	آج کس کی بادشاہی ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اسی حدیث مَلِكُ الْمُلُوْك کی تعلیل میں فرمایا: لَا مَلِكَ اِلَّا اللہُ بادشاہ کوئی نہیں سوائے اللہ تعالٰی کے۔ رواہ مسلم[5] عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ (اسے روایت کیا ہے مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے۔ ت) اور امام الائمہ، شیخ الشیوخ شیخ المشائخ اپنے استغراق حقیقی پر یقینا حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ خاص، اور دوسرے پر اطلاق قطعاً کفر کہ اس کے عموم میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بھی داخل ہوں گے، اور معنی یہ ٹھہریں گے کہ فلاں شخص معاذاللہ حضور سید العالمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا بھی شیخ و امام ہے۔ اور یہ صراحۃ کفر ہے۔ مگر حاشا ان تمام الفاظ میں نہ ہر گز یہ معنی قائلین کی مراد نہ ان کے اطلاق سے مفہوم ومفاد اور اس پر

---

[1] القرآن الکریم ۵/ ۱۰۹

[2] سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی کراھیۃ التماح آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۰۶، مسند احمد بن حنبل عن عبداللہ المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۲۴

[3] القرآن الکریم ۶۴/ ۱

[4] القرآن الکریم ۴۰/ ۱۶

[5] صحیح مسلم کتاب الادب باب تحریم التسمی بملك الاملاك قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۰۸

دلیل ظاہر و باہر یہ ہے کہ متکبر مغرور جبار سلاطین کہ اپنے آپ کو مابدولت واقبال اور اپنے بڑے عہدہ داروں، امراء وزراء کو بندہ حضور وفدوی خاص لکھتے ہیں جن کے تکبر کی یہ حالت کہ اللہ ورسول کی توہین پر شاید چشم پوشی بھی کر جائیں، مگر ہر گز اپنی ادنٰی سی توہین پر در گزر نہ کریں گے، یہی جبار انہیں امراء کو قاضی القضاۃ امیر الامراء وخان خاناں وبگاء بگ خطاب دیتے اور خود لکھتے، اور اوروں سے لکھواتے، اور لوگوں کو کہتے، لکھتے دیکھتے، سنتے اور پسند ومقرر رکھتے ہیں بلکہ جو انکے اس خطاب پر اعتراض کرے عتاب پائے اگر ان میں استغراق حقیقی کا ادنٰی ابہام بھی ہوتا جس سے متوہم ہوتا کہ یہ امراء خود ان سلاطین پر بھی حاکم وافسر وبالا وبرتر وسردار وسرور ہیں، تو کیا امکان تھا کہ اسے ایک آن کے لئے بھی روا رکھتے، تو ثابت ہوا کہ عرف عام میں امثال الفاظ میں استغراق حقیقی ارادۃً وافادۃً ہر طرح قطعاً یقینا متروک ومہجور ہے۔ جس کی طرف اصلا خیال بھی نہیں جاتا، بعینہٖ بداہۃً یہی حال شاہنشاہ کا ہے۔ کیا پکے مجنون کے سوا کوئی گمان ہوسکتا ہے کہ امام اجل ابوالعلاء علاء الدین ناصحی امام اجل ابوبکر رکن الدین کرمانی، علامہ اجل خیر الملۃ والدین رملی، عارف باللہ شیخ مصلح الدین_____ عارف باللہ حضرت امیر، عارف باللہ حضرت حافظ، عارف باللہ حضرت مولوی معنوی، عارف باللہ حضرت مولانا نظامی، عارف باللہ حضرت مولانا جامی، فاضل جلیل مخدوم شہاب الدین وغیرہم رضی اللہ تعالٰی عنہم وقدست اسرارھم کے کلام میں یہ ناپاک معنی مراد ہونا درکنار، اسے سن کر کسی مسلمان کا وہم بھی اس طرف جاسکتا ہے تو بے ارادہ وبے افادہ اگر مجرد احتمال منع کے لئے کافی ہوتا وہ تمام الفاظ بھی حرام ہوتے حالانکہ خواص وعام سب میں شائع وذائع ہیں خصوصا قاضی القضاۃ کہ انہیں فقہائے کرام کا لفظ اور قدیما وحدیثا کے ان کے عامہ کتب میں موجود ہے۔ اس میں اور شہنشاہ میں کیا فرق ہے۔ لاجرم امام قاضی عیاض مالکی المذہب نے فرمایا:

ومنھم قولھم شاہ ملوك وكذا مايقولون قاضی القضاۃ[1] اھ نقلہ فی المرقاۃ۔	ان میں بادشاہوں کا بادشاہ اور یوں وہ قاضی القضاۃ کا قول کہتے ہیں اھ مرقات میں اس کو نقل کیا۔ (ت)

اسی کی مانند امام حجر شافعی المذہب نے زواجر میں اپنے یہاں کے بعض ائمہ سے نقل کیا۔

---

[1] مرقاۃ المفاتیح کتاب الادب باب اسامی الفصل الاول المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۸ /۵۱۷، اکمال المعلم بفوائد مسلم باب تحریم التسمی بملك الاملاك دار الوفاء بیروت ۷ /۱۹، ۲۰

مگر جانتے ہو کہ یہ قاضی القضاۃ عـــہ کس کا لقب ہے اور کب سے رائج ہے۔ سب میں پہلے یہ لقب ہمارے امام

عـــہ: امام ماوردی کا لقب "اقضی القضاۃ" تھا:

کما فی ارشاد الساری [1] وظنی انہ اول من تسمی بہ و زعم الامام البدر ان ھذا ابلغ من قاضی القضاۃ لانہ افعل التفصیل قال ومن جھلاء ھذا الزمان من مسطری سجلات القضاۃ یکتبون للنائب اقضی القضاۃ وللقاضی الکبیر قاضی القضاۃ [2] اھ واقرہ الامام القسطلانی اقول و عندی ان الامر بالعکس فان اقضی القضاۃ من لہ مزیۃ فی القضاء علی سائر القضاۃ و لایلزم ان یکون حاکما علیھم ومتصرفا فیھم بخلاف قاضی القضاۃ کما نقلنا عن الدر المختار و نظیرہ املك الملوك یصدق اذا کان اکثر ملکا عنھم بخلاف ملك الملوك فھو الذی نسبۃ الملوك الیہ کنسبۃ الرعایا الی الملوك کما لایخفی فھذا ھو الابلغ وبہ یندفع اعتراض الامام الماوردی وللہ الحمد منہ عفی عنہ۔

جیسا کہ ارشاد الساری میں ہے: اور گمان یہ ہے کہ وہ پہلے شخص ہیں جن کا یہ نام رکھا گیا اور امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ تعالٰی کا گمان ہے کہ اقضی القضاۃ زیادہ ابلغ ہے قاضی القضاۃ کی نسبت کیونکہ اس میں افعل تفصیل ہے اور انھوں نے فرمایا ہمارے زمانے کے جاہل قاضیوں کے دفتری لوگ مثلا نائب قاضی، کو اقضی القضاۃ لکھتے ہیں اور قاضی کبیر کو قاضی القضاۃ لکھتے ہیں اھ، اس کلام کو امام قسطلانی نے ثابت رکھا ہے میں کہتا ہوں حالانکہ میرے نزدیک معاملہ بالعکس ہے کیونکہ اقضی القضاۃ وہ ہے جس کے فیصلے دوسرے قاضیوں کی نسبت زیادہ ہوں اس کے لئے ضروری نہیں کہ وہ قاضیوں کا حاکم ہو اور ان کے متعلق اختیار رکھتا ہو اس کے برخلاف قاضی القضاۃ ہے جیسا کہ ہم نے درمختار سے نقل کیا ہے اس کی نظیر املک الملوک کا مصداق کثیر مملکت والا دوسروں کے مقابلہ میں۔ بخلاف ملک الملوک اس کو کہتے ہیں جو بادشاہوں کا سردار ہو جس طرح کہ بادشاہ کے لئے رعایا ہوتی ہے جیسا کہ مخفی نہیں لہٰذا یہ ابلغ ہے اس سے امام ماوردی کا اعتراض ختم ہوگیا، اللہ تعالٰی کے لیے ہی تمام حمدیں ہیں۔ (ت)

[1] ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب الادب دارالکتب العربی بیروت ۹/ ۱۱۸

[2] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری کتاب الادب باب البغض لاسماء الی اللہ ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۲۲/ ۲۱۵

مذہب سیدنا امام ابویوسف تلمیذ اکبر سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہما کا ہوا اور اس زمانہ خیر کے ائمہ کرام تبع تابعین و اتباع اعلام نے اسے مقبول و مقرر رکھا، اور جب سے آج تمام علمائے حنفیہ اور بہت دیگر علمائے مذاہب ثلاثہ میں رائج و جاری و ساری ہے۔ امام اجل علامہ بدرالملۃ والدین محمود عینی حنفی عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری شریف میں فرماتے ہیں:

اول من تسمّٰی قاضی القضاۃ ابو یوسف من اصحاب ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہما وفی زمنہ کان اساطین الفقہاء و العلماء والمحدثین فلم ینقل عن احد منہم عنکار عن ذٰلک[1]۔	یعنی سب میں پہلے جس کا لقب قاضی القضاۃ ہوا امام اعظم کے شاگرد امام ابویوسف ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہما، اس جناب نے یہ لقب قبول فرمایا اور ان کے زمانہ میں فقہاء و علماء و محدثین کے اکابر و عمائد تھے، ان میں کسی سے اس کا انکار منقول نہ ہوا۔

اب ثابت ہوا کہ وہ طعن نہ فقط انھیں ائمہ وفقہاء واولیاء پر ہوگا جن سے لفظ "شہنشاہ" کی سندیں گزریں، بلکہ ائمہ تبع تابعین اور ان کے اتباع اور امام مذہب حنفی ابویوسف اور اس وقت سے آج تک کے تمام علماء حنفیہ اور بکثرت علمائے بقیہ مذاہب سب پر طعن لازم آئے گا اور اس پر جرأت ظلم شدید و جہل مدید ہوگی، لاجرم بات وہی ہے کہ لفظ جب ارادۃ وافادۃ ہر طرح سے شناعت سے پاک ہے تو صرف احتمال باطل سے ممنوع نہ کردے گا ورنہ سب سے بڑھ کر نماز میں تَعَالٰی جَدُّكَ حرام ہو، کہ دوسرے معنی کس قدر شنیع وفظیع رکھتا ہے۔ ہاں صدر اسلام میں کہ شرک کی گھٹائیں عالمگیر چھائی ہوئی تھیں، فقیر و قطمیر کے ساتھ نہایت تدقیق فرمائی جاتی کہ توحید بروجہ اتم اذہان میں متمکن ہو، ولہٰذا نہ فقط شہنشاہ بلکہ اَنْتَ سَیِّدُنَا کے جواب میں ارشاد ہوا اَلسَّیِّدُ اللہ سید اللہ ہی ہے۔ ابوالحکم کنیت رکھنے پر فرمایا:

ان اللہ ھو الحکم والیہ الحکم فلم تکنی اباالحکم رواہ ابو داؤد[2] والنسائی عن ابی شُرَیح	بے شک اللہ ہی حکم ہے اور حکم کا اعتبار اسی کو ہے تو تیری کنیت ابوالحکم کیوں ہے (اس کو

[1] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری کتاب الادب باب البغض الاسماء الی اللہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ بیروت ۲۲ /۲۱۵

[2] سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی تغیر الاسم القبیح آفتاب عالم پریس لاہور ۲ /۳۲۱، سنن النسائی ادب القضاۃ باب اذا حکموا رجلا الخ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲ /۳۰۴

رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	روایت کیا ہے ابوداؤد اور نسائی نے ابی شریح رضی اللہ تعالٰی عنہ سے۔ت)

غلاموں کو ارشاد ہوا تھا:

لَایَقُوْلُ الْعَبْدُ لِسَیِّدِہٖ مَوْلَایَ فَاِنَّ مَوْلَاکُمُ اللّٰہُ[1]۔رواہ مسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	غلام اپنے آقا کو مولٰی نہ کہے کیونکہ تمھارا مولٰی تو اللہ تعالٰی ہی ہے(اسے روایت کیا مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے۔(ت)

ایک حدیث شریف میں آیا:

لَاتَسَمُّوْا اَبْنَائَکُمْ حَکِیْمًا وَّلَا اَبَاالْحَکَمِ فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَالْحَکِیْمُ الْعَلِیْمُ۔رواہ عطاء عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم ذکرہ الامام البدر[2] محمود فی عمدۃ القاری۔	اپنے بیٹوں کا نام حکیم یا ابوالحکم نہ رکھو کہ اللہ تعالٰی ہی حکیم وعلیم ہے۔اس کو عطا نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے انھوں نے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے(اسے امام بدر محمود نے عمدۃ القاری میں روایت کیا ہے۔ت)

۵،۶ایک حدیث شریف میں آیا:

اَبْغَضَ الْاَسْمَاءِ اِلَی اللّٰہِ خَالِدٍ وَمَالِكٍ وَذٰلِكَ اِنَّ اَحَدًا لَیْسَ یَخْلِدُ وَالْمَالِكُ ھُوَاللّٰہُ۔ذکرہ الامام البدر[3] عن الداودی۔	اللہ عزوجل کو سب سے زیادہ ناپسندیدہ نام خالد اور مالک ہے اس لئے کہ کوئی ہمیشہ نہ رہے گا اور مالک اللہ تعالٰی ہی ہے (اسی کو امام بدر نے داؤدی سے ذکر کیا ہے۔)

یوں ہی عزیز وحکم ناموں کو تبدیل فرمادیا۔سنن ابی داؤد میں ہے:

غَیَّرَرسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم اِسْمَ عَزِیْزٍ وَالْحَکَمِ۔قال ترکت اسانیدھا اختصارًا[4]۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اسم عزیز وحکم کو تبدیل فرمادیا،فرمایا اس کی سانید کو بوجہ اختصار ترک کردیا۔(ت)

[1] صحیح مسلم کتاب الالفاظ باب حکم اطلاق لفظۃ العبد الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۳۸

[2] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری الادب باب البغض الاسماء ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۲۲/ ۲۱۵

[3] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری الادب باب البغض الاسماء ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۲۲/ ۲۱۵

[4] سنن ابی داؤد کتاب الادب باب تغیر الاسم القبیح آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۲۱

حدیث شریف میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

لاتسمه عزیزا۔رواہ احمد[1] والطبرانی فی الکبیر عن عبد الرحمٰن بن سمرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	اس کا نام عزیز نہ رکھ،(اس کو روایت کیا ہے احمد اور طبرانی نے کبیر میں عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے۔(ت)

نیز حدیث شریف میں ہے:

نھی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اَنْ یُّسَمَّی الرَّجُلُ حَرْبًا وَّوَلِیْدًا اَوْ مُرَّۃً اَوْ اَبَا الْحَکَمِ۔رواہ[2] الطبرانی فی الکبیر عن عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ حرب یا ولید یا مرۃ یا حکم نام رکھا جائے۔(اس کو طبرانی نے کبیر میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

حالانکہ یہ الفاظ اوصاف غیر خدا کے لئے خود قرآن عظیم واحادیث،اقوال علماء میں بکثرت وارد،قال اللہ تعالٰی:

"سَیِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۳۹﴾"[3]	سردار اور ہمیشہ کے لئے عورتوں سے بچنے والا اور نبی ہمارے خاصوں میں سے۔

وقال اللہ تعالٰی:

"وَّاَلْفَیَا سَیِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ؕ"[4]	اور دونوں کو عورتوں کا میاں (سید) دروازے کے۔

وقال اللہ تعالٰی:

"فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ"[5]	تو ایک پنچ مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک پنچ عورتوں والوں کی طرف سے۔

---

[1] مسند احمد بن حنبل عن عبدالرحمن المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۱۷۸

[2] المعجم الکبیر حدیث ۹۹۹۲ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۰/ ۸۹

[3] القرآن الکریم ۳/ ۳۹

[4] القرآن الکریم ۱۲/ ۲۵

[5] القرآن الکریم ۴/ ۳۵

وقال اللہ تعالٰی:

"وَ اِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَیْنَهُمْ بِالْقِسْطِ" [1]	اور اگر ان میں فیصلہ فرماؤ تو انصاف سے فیصلہ کرو۔

وقال اللہ تبارك وتعالٰی:

"وَ اٰتَیْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِیًّا" [2]	اور ہم نے اسے بچپن ہی میں نبوت دی۔

وقال اللہ تبارك وتعالٰی:

"فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَ جِبْرِیْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ" [3]	تو بیشک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبرئیل اور نیک ایمان والے۔

وقال اللہ تعالٰی عن عبدہٖ زکریا علیہ الصلٰوۃ والسلام:

"وَ اِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآءِیْ" [4]	اور مجھے اپنے بعد اپنے قرابت والوں کا ڈر ہے۔

وقال اللہ تعالٰی:

"هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ" [5]	انھیں ہمیشہ اس میں رہنا۔

وقال اللہ تعالٰی:

"فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ" [6]	یہ تو ان کے مالک ہیں۔

وقال اللہ تعالٰی:

"وَ اٰتَیْنٰهُ الْحِكْمَةَ" [7]	اور وہ پکاریں گے اے مالک!

وقال اللہ تعالٰی:

"وَ نَادَوْا یٰمٰلِكُ" [8]	اور ہم نے اسے حکمت دی۔

وقال اللہ تعالٰی:

"وَ مَنْ یُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا كَثِیْرًا" [9]	اور جسے حکمت ملی اسے بہت بھلائی ملی۔

---

[1] القرآن الکریم ۵/ ۴۲
[2] القرآن الکریم ۱۹/ ۱۲
[3] القرآن الکریم ۶۶/ ۴
[4] القرآن الکریم ۱۹/ ۵
[5] القرآن الکریم ۲/ ۸۱و۸۲
[6] القرآن الکریم ۳۶/ ۷۱
[7] القرآن الکریم ۴۳/ ۷۷
[8] القرآن الکریم ۳۸/ ۲۰
[9] القرآن الکریم ۲/ ۲۶۹

وقال اللہ تبارك وتعالٰی:

"وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ۠ "[1]	عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

وقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

انا سید وُلدِ اٰدم۔ رواہ مسلم[2] وابوداؤد عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	میں تمام اولاد آدم کا سید (سردارہ) ہوں، (اسے روایت کیا ہے مسلم اور ابوداؤد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے۔ت)

وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

اِنَّ اِبْنِیْ ھٰذَا سَیِّدٌ رواہ البخاری[3] عن ابی بکرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	بیشک یہ میرا بیٹا سید ہے (یعنی حضرت امام حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ (اس کو روایت کیا ہے امام بخاری نے ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے۔ت)

وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہ مَوْلٰی مَنْ لَامَوْلٰی لَہ۔ رواہ الترمذی[4] وحسنہ وابن ماجۃ عن امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	اللہ اور اس کا رسول ہر بے مولٰی کے مولٰی ہے۔ (اس کو روایت کیا ہے ترمذی نے اور اسے حسن کہا اور ابن ماجہ نے امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے۔ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا:

لَقَدْ حَکَمْتَ فِیْھِمْ بِحُکْمِ اللہ،	بے شک تم نے ان یہود کے بارے میں وہ حکم

[1] القرآن الکریم ۶۳/ ۸

[2] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضل النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۴۵، سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی التخییر بن الانبیاء آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۸۶

[3] صحیح البخاری فضائل اصحاب النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مناقب الحسن والحسین قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۳۰

[4] جامع الترمذی ابواب الفرائض باب ماجاء فی میراث الخال امین کمپنی کراچی ۲/ ۳۱، سنن بن ماجہ ابواب الفرائض باب ذوی الارحام ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۲۰۱

رواہ مسلم [1] عن عائشہ وعن ابی سعید ن الخدری و النسائی عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہم۔	دیا جو خدائے تعالٰی کا حکم تھا (اس کو مسلم نے عائشہ اور ابی سعید خدری سے اور نساء نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیا ہے۔ت)

اسی حدیث شریف میں ہے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان سے حکم کے لئے فرمایا۔ انھوں نے عرض کی:

اللہ ورسولہ احق بالحکم رواہ الحافظ [2] محمد بن عائذ فی المغازی بسندہٖ عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما۔	حکم دینا تو اللہ تعالٰی اور اس کے رسول کا حق ہے (اس روایت کیا ہے حافظ محمد بن عائذ نے مغازی میں اپنی مسند کے ساتھ جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے۔ت)

وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فیما یروی الطبرانی فی اوسط۔

حَکِیْمُ اُمَّتِی عَوَیْمَر۔ [3]	میری امت کے حکیم عویمر (ابودرداء) ہیں۔

انصار کرام نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی:

یا رسول اللہ اَنْتَ وَاللہ الْاَعَزُّ العزیز [4]۔ رواہ ابوبکر ابن ابی شیبۃ استاد البخاری ومسلم عن عروۃ بن الزبیر رضی اللہ تعالٰی عنہما۔	یا رسول اللہ! خدا تعالٰی کی قسم حضور ہی سب سے زیادہ عزت والے ہیں۔ (اسے روایت کیا ہے ابوبکر بن ابی شیبہ استاد بخاری ومسلم نے عروہ بن الزبیر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے۔ت)

صرف حضور ہی کے لئے عزت ہے عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ ابن عبداللہ ابن ابی منافق نے اپنے باپ سے فرمایا:

انك الذلیل ورسول اللہ صلی اللہ تعالٰی	بے شک تو ہی ذلیل ہے اور حضور صلی اللہ تعالٰی

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب جواز قتال من نقض العہد الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۹۵

[2] المواہب اللدنیہ غزوہ بنی قریظہ حکم سعد بن معاذ المکتب الاسلامی بیروت ۱ /۴۶۷

[3] کنز العمال بحوالہ طس حدیث ۳۳۵۰۸ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱ /۷۱۸

[4] الدر المنثور بحوالہ ابن ابی شیبہ تحت آیۃ وللہ العزۃ ولرسولہ الخ مکتبۃ آیۃ اللہ العظمی قم ایران ۶ /۲۲۶

علیہ وسلم العزیز، رواہ الترمذی[1] عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما ونحوہ الطبرانی عن اسامۃ بن یزید رضی اللہ تعالٰی عنہما۔	علیہ وسلم ہی عزیز وصاحب عزت ہیں (اسے روایت کیا ہے ترمذی نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے۔ یونہی طبرانی نے اسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما سے۔

صحابہ کرام میں بیس ۲۰ سے زائد کا نام حکم ہے۔ تقریبا دس کا نام حکیم۔ اور ساٹھ سے زیادہ کا خالد، اور ایک سو دس ۱۱۰ سے زیادہ کا مالک___ ان وقائع اوان کے امثال کثیرہ پر نظر سے ظاہر ہے کہ ایسی نہی میں شرع مطہر کا مقصود کیا تھا اور اس پر قرینہ واضحہ یہ ہے کہ خود حدیث شریف میں اس کی تعلیل یوں ارادہوئی کہ:

لَامَلِكَ اِلَّا اللہ[2] خدا تعالٰی کے سوا کوئی بادشاہ ہی نہیں۔

ظاہر ہے کہ حصراسی السید ھو اللہ ومولٰکم اللہ (سید اللہ تعالٰی ہی ہے اور تمھارا مولٰی اللہ تعالٰی ہے۔ت) کے قبیل سے ہے۔ ورنہ خود قرآن عظیم میں ارشاد ہوا:

"وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّیْۤ اَرٰی "[3]	اور بادشاہ نے کہا میں نے خواب میں دیکھا۔

اور فرمایا:

"وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِهٖ ج"[4]	اور بادشاہ بولا کہ انھیں میرے پاس لے آؤ۔

اور فرمایا:

"اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَةً "[5]	بیشک بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں۔

امام بخاری نے بھی اپنی صحیح میں اس معنٰی کی طرف اشارہ کیا۔ حدیث انما الکرم قلب المؤمن (مومن کا دل کرم کا خزانہ ہے) کے نیچے فرماتے ہیں:

وقد قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انما المفلس الذی یفلس یوم القیمہ	حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: صحیح معنٰی میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن

[1] جامع الترمذی ابواب التفسیر سورۃ المنافقون امین کمپنی کراچی ۲/ ۱۶۵
[2] صحیح مسلم کتاب الادب باب تحریم التسمی بملك الاملاك قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۰۸
[3] القرآن الکریم ۱۲/ ۴۳
[4] القرآن الکریم ۱۲/ ۵۰
[5] القرآن الکریم ۲۷/ ۳۴

كقوله انما الصرعة الذی يملك نفسه عند الغضب كقوله لاملك الا الله فوصفه بانتهاء الملك ثم ذكر الملوك ايضًا قال ان الملوك اذا دخلوا قرية افسدوها[1] اھ	حالت افلاس میں ہو جس طرح آپ کا یہ ارشاد گرامی کہ حلیم وبردبار وہ شخص ہے جو غیظ وغضب میں اپنے نفس کو کنٹرول میں رکھے، اور اسی کے ہم مثل آپ کا یہ ارشاد بھی ہے۔ "بادشاہت تو صرف اللہ کے لئے ہے: یہاں ذات باری تک بادشاہت کی انتہاء مانی گئی حالانکہ دوسروں کے لیے بھی بادشاہ ہونے کا ذکر موجود ہے۔ چنانچہ فرمایا: بے شک بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے اھ ۱۲م

وہابیہ وخوارج اسی نکتہ جلیلہ سے غافل ہو کر شرک شرک وکفر میں پڑے کہ اللہ تعالٰی تو "اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ"[2] حکم تو اللہ ہی کا ہے۔ فرماتا ہے، مولٰی علی نے کیسے ابو موسٰی کو حکم فرمایا ____ اللہ تعالٰی تو "اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۝"[3] فرماتا ہے۔ مسلمانوں نے انبیاء واولیاء سے کیسے استعانت کی ____ اللہ تعالٰی تو "قُلْ لَّا یَعْلَمُ"[4] الایۃ فرماتا ہے۔ اہلسنت نے کیسے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے اطلاع غیوب مان لی ____ اور اندھوں نے نہ دیکھا کہ وہی خدا تعالٰی "فَابْعَثُوْا حَكَمًا"[5] ایک پنچ بھیجو ____ اور "تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى ۪"[6] اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو ____ اور "وَ اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ؕ"[7] اور صبر اور نماز سے مدد چاہو ____ اور "اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ"[8] سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے ____ اور "یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ۪"[9] چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے ____ اور "تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهَاۤ اِلَیْكَ ۚ"[10] یہ غیب کی خبریں ہم تمھاری طرف وحی کرتے ہیں ____ اور "یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ"[11] بے دیکھے ایمان لائے، وغیرہا فرمارہا ہے "اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ"[12] تو کیا خدا کے کچھ حکموں پر ایمان لاتے ہو اور کچھ سے انکار کرتے ہو۔ ۱۲م

---

[1] صحیح البخاری کتاب الادب باب قول النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انما الکرم قلب المؤمن قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۱۳

[2] القرآن الکریم ۱۲/ ۴۰

[3] القرآن الکریم ۱/ ۴

[4] القرآن الکریم ۲۷/ ۶۵

[5] القرآن الکریم ۴/ ۳۵

[6] القرآن الکریم ۵/ ۲

[7] القرآن الکریم ۲/ ۴۵

[8] القرآن الکریم ۷۲/ ۲۷

[9] القرآن الکریم ۳/ ۱۷۹

[10] القرآن الکریم ۱۱/ ۴۹

[11] القرآن الکریم ۲/ ۳

[12] القرآن الکریم ۲/ ۸۵

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا، اس مقصد کی شرع کی نظر واقعہ تحریم خمر پر ہے کہ ابتداء میں نقیر ومزفت جرہ وحنتم یعنی مضبوط برتنوں میں نبیذ ڈالنے سے منع فرمایا تھا کہ تساہل نہ واقع ہو، جب اسکی حرمت اور اس سے نفرت مسلمانوں کے دل میں جم گئی اور اس سے کامل تحفظ واحتیاط نے قلوب میں جگہ پائی۔ فرمایا:

ان ظرفالایحل شیئاولایحرمہ [1]۔	برتن کسی چیز کو حلال وحرام نہیں کرتا۔

بالجملہ ان اکابر ائمہ وعلماء واولیاء نے مقصود پر نظر فرماکر لفظ شاہنشاہ کا اطلاق فرمایا اور جن کی نظر لفظ پر گئی منع بتایا کما نقلہ فی التتارخانیہ (جیسا کہ تتارخانیہ میں نقل کیا گیا ہے۔ت) دونوں فریق کے لئے ایک وجہ موجہ ہے "لِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا" [2] (ہر ایک کے لئے ایک جہت ہے وہ اس طرف پھریگا) اس کی نظیر واقعہ نماز ظہر یا عصر ہے کہ جب یہودی بنی قریظہ پر لشکر کشی فرمائی عسکر ظفر پیکر میں اس منادی کا حکم فرمایا کہ:

من کان سامعا مطیعا فلا یصلین العصر الا فی بنی قریضۃ۔	جو بات سنتا اور حکم مانتا ہو وہ ہرگز عصر نہ پڑھے مگر آبادی بنی قریضہ میں۔

صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم رواں ہوئے، راہ میں وقت عصر ہوا، اس پر دو فرقے ہوگئے بعض نے کہا لانصلی حتی نأتیھا ہم تو جب تک اس آبادی میں نہ پہنچ جائیں نماز نہ پڑھیں گے کہ ہمیں ارشاد فرمادیا ہے کہ نماز وہیں پہنچ کر پڑھنا۔ بعض نے کہا بل نصلی لم یرد منا ذلك بلکہ ہم نماز راہ ہی میں پڑھ لیں گے، ارشاد سے مقصود جلدی تھی نہ یہ نماز قضا کردی جائے، غرض کچھ نے نماز راہ میں پڑھ لی اور جاملے، کچھ نے نہ پڑھی، یہاں تک کہ عشاء کے وقت وہاں پہنچے۔ دونوں فریق کا حال بارگاہ اقدس میں معروض ہوا، ولم یعنف واحدا منھم، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان میں سے کسی پر اعتراض نہ فرمایا۔ رواہ الائمۃ منھم الشیخان [3] عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما (اس کو ائمہ حدیث خصوصا شیخین نے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کیا۔ت)

---

[1] صحیح مسلم کتاب الاشربہ باب النہی عن الانتباذ فی الحتنم الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۶۷

[2] القرآن الکریم ۲/ ۱۴۸

[3] صحیح البخاری ابواب صلٰوۃ والخوف باب صلٰوۃ الطالب والمطلوب الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۲۹

علماء فرماتے ہیں ایک فریق نے مقصود پر نظر کی اور دوسرے نے لفظ کو دیکھا۔

اقول: یعنی اور اس پر عمل خلاف مقصود نہ تھا بخلاف جمود ظاہر یہ کہ مقصود سے یکسر دور پڑتا، اور احکام شرعیہ کو **معاذ اللہ** محض بے معنی ٹھہراتا ہے **کما ھو مَعْھُودٌمِن دا بھم** (جیسا کہ ان کی عادت معروف ہے۔ت) لہٰذا فریقین میں کسی پر ملامت نہ فرمائی، یہی حال یہاں ہے۔

ثانیًا: اسے یوں بھی تحریر کرسکتے ہیں کہ مانعین نے ظاہر نہی پر نظر کی کہ اس میں اصل تحریم ہے اور اطلاق کرنے والوں نے دیکھا کہ لفظ ارادۃً وافادۃً ہر طرح شناعت سے پاک ہے تو نہی صرف تنزیہی ہے کہ منافی جواز واباحت نہیں، جس طرح حدیث میں ارشاد ہوا۔

لَا یَقُلِ الْعَبْدُ رَبِّیْ[1]۔	غلام اپنے آقا کو اپنا رب نہ کہے۔

اور فرماتا ہے:

لَا یَقُلْ اَحَدُکُمْ اَسْقِ رَبَّكَ اَطْعِمْ رِبَّكَ وَضِّیِٔ رَبَّكَ وَلاَ یَقُلْ اَحَدُکُمْ رَبِّیْ[2]۔	تم میں سے کوئی نہ کہے کہ اپنے رب کو پانی پلا۔ اپنے رب کو کھانا کھلا، اپنے رب کو وضو کرا، اور نہ کوئی کسی کو اپنا رب کہے۔

اور علماء نے تصریح فرمائی کہ یہ نہی صرف تنزیہی ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ تعالٰی شرح صحیح مسلم شریف میں اسی حدیث کے تحت میں فرماتے ہیں:

النھی للادب وکراھۃ التنزیہ لا للتحریم[3]۔	ممانعت بطور ادب ہے اور کراہت تنزیہی ہے نہ کہ تحریمی۔

امام بخاری اپنی صحیح میں فرماتے ہیں:

باب کراھۃ التطاول علی الرقیق و قولہ عبدی وامتی وقال اللہ تعالٰی "الصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ وَاِمَآئِکُمْ" وقال عبدا	یہ باب ہے اس بارے میں کہ غلام پر زیادتی مکروہ ہے اور آقا کے اس قول کے سلسلہ میں کہ میرا عبد اور میری باندی ہے۔ اور اللہ تعالٰی عزوجل کا یہ ارشاد "اور اپنے لائق بندوں اور کنیزوں کا"

---

[1] صحیح مسلم کتاب الفاظ باب حکم اطلاق لفظۃ العبد الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۲۳۸

[2] صحیح مسلم کتاب الفاظ باب حکم اطلاق لفظۃ العبد الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۲۳۸

[3] شرح صحیح مسلم للنووی کتاب الالفاظ باب حکم اطلاق لفظۃ العبد الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۲۳۸

مملوکا واذکرنی عند ربك ای عند سیدك[1]۔	اور فرمایا: عبد مموک اور مجھے اپنے رب یعنی اپنے آقا کے پاس یاد کرو۔ ۱۲م

امام عینی اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

ذکر ھذا کلہ دلیلا لجواز ان یقول عبدی وامتی وان النھی الذی ورد فی الحدیث عن قول الرجل عبدی و امتی وعن قولہ اسق ربك ونحوہ للتنزیہ لاللتحریم[2]۔	یہ تمام باتیں اس بات کی دلیل ہیں کہ (مملوک اور مملوکہ) کو "عبدی" اور "امتی" (میرا بندہ اور باندی) کہنا جائز ہے۔ اور احادیث کریمہ میں جو یہ وارد ہے کہ کوئی ادمی "عبدی" (میرا عبد) اور امتی (میری باندی) نہ کہے، یونہی اپنے رب کو پانی پلا" نہ کہے یا اس قسم کی دیگر ممانعت تو یہ تحریم کے لئے نہیں بلکہ تنزیہہ کے لئے ہے۔ ۱۲م

امام قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری شریف میں فرماتے ہیں:

فان قلت قد قال تعالٰی اذکرنی عند ربك وارجع الی ربك اجیب انہ ورد لبیان الجواز والنھی للادب و التنزیۃ دون التحریم[3]۔	اگر یہ اعتراض ہو کہ اللہ تعالٰی عزوجل نے فرمایا ہے "مجھے اپنے رب کے پاس یاد کرو" اور اپنے رب کی طرف لوٹو" تو جواب یہ ہوگا کہ یہ بیان جواز کے لئے ہے اور نہی تحریم کے لئے نہیں بلکہ تادیبا اور تنزیہا ہے۔ ۱۲م

ثالثًا: مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تحفہ اثنا عشریہ میں نقل کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل زبور مقدس میں فرماتا ہے:

اَمتَلَاَتِ الاَرْضُ مِنْ تَحْمِیْدِ اَحْمَدَ وَتَقْدِیْسِہٖ، وَمَلَكَ الْاَرْضَ وَرِقَابَ الْاُمَمِ[4]۔	زمین بھر گئی احمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی حمد اور اس کی پاکی کے بیان سے، احمد مالک ہوا تمام زمین اور سب امتوں کی گردنوں کا، صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

---

[1] صحیح البخاری کتاب العتق باب کراھیۃ التطاول علی الرقیق الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۴۶

[2] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری کتاب العتق باب کراھیۃ التطاول علی الرقیق الخ ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۱۳/ ۱۱۰

[3] ارشاد الساری کتاب العتق باب کراھیۃ التطاول علی الرقیق الخ دار الکتاب بیروت ۴/ ۳۲۴

[4] تحفہ اثنا عشریہ باب ششم دربحث نبوت وایمان انبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام سہیل اکیڈمی لاہور ص۱۶۹

امام احمد مسند، اور عبداللہ بن احمد زوائد مسند، اور امام طحاوی شرح معانی الآثار اور امام بغوی وابن السکن وابن ابی عاصم وابن شاہین وابن ابی خیثمہ وابویعلی بطریق عَدیَدہ حضرت اعشٰی مازنی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ وہ خدمت اقدس حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں فریادی آئے اور اپنی عرضی حضور میں گزار دی جس کی ابتداء یہ تھی:

يَامَالِكَ النَّاسِ وَدَيَّانَ الْعَرَبِ۔	اے تمام آدمیوں کے مالک اور عرب کے جزاو سزادینے والے !

مسند احمد وشرح معانی الآثار میں مَالِكَ النَّاسِ [1] ہے اور زوائد مسند نیز ثلثہ متصلہ کی روایت سے بعض نسخ میں یَاملك النَّاسِ وَدَيَّانَ الْعَرَبِ [2] یعنی اے تمام آدمیوں کے بادشاہ اور عرب کے جزاء دہندہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کی فریاد کو سن کر حاجت روائی فرمائی، پر ظاہر کہ آدمیوں اور امتوں میں سلاطین وغیر سلاطین سب داخل ہیں۔ جب حضور تمام ادمیوں کے مالک، تمام آدمیوں کے بادشاہ، تمام امتوں کی گردنوں کے مالک ہیں تو بلاشبہہ تمام بادشاہوں کے بھی مالک تمام سلاطین کے بھی بادشاہ تمام بادشاہوں کی گردنوں کے بھی مالک ہوئے، مَلِکَ النَّاسِ کا نسخہ تو عین مدعا ہے اور مَالِکَ النَّاسِ اس سے بھی اعظم واعلی ہے کہ بادشاہ لوگوں پر حاکم ہوتا ہے ان کی گردنوں کا مالک نہیں ہوتا، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بحکم آیت وحدیث جلل تمام بادشاہوں کی گردنوں کے بھی مالک ہیں۔ وللہ الحمد۔

زمخشری معتزلی نے کشاف سورہ ہود میں زیر قولہٖ تعالٰی وانت احکم الحاکمین اقضی القضاۃ پر اعتراض کیا۔ امام ابن المنیر سنی نے انتصاف میں اس کارد فرمایا کہ حدیث شریف میں ارشاد ہوا: اقضاکم علی [3] (علی رضی اللہ عنہ تم سب سے زیادہ فیصلے کرنیوالے ہیں۔ت) اس سے جواز ثابت

---

[1] مسند احمد بن حنبل از مسند عبداللہ بن عمرو بن العاس المکتب الاسلامی بیروت ۲ /۲۰۱، شرح معانی الآثار کتاب الکراھیۃ باب الشعر ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲ /۴۱۰

[2] مسند ابو یعلی حدیث ۶۸۳۶ موسسۃ علوم القرآن بیروت ۶ /۲۳۰، مجمع الزوائد بحوالہ عبداللہ بن احمد کتاب النکاح ۴ /۲۳۱ وکتاب الادب باب جواز الشعر الخ ۸ /۱۲۷

[3] فیض القدیر بحوالہ ابن المنیر تحت حدیث ۳۰۳ در المعرفۃ بیروت ۱ /۲۲۰

ہوتا ہے یعنی جب اقضٰی کی اضافت سب کی طرف ہے۔اور اس میں قضاۃ بھی داخل۔تو اَقضَاکُمْ سے اقضی القضاۃ بھی حاصل، ظاہر ہے کہ اقضاکُمْ عموم میں مالك الناس و مَلِكِ النَّاس ومَالِكِ رِقَابِ الْاُمَمِ کے برابر نہیں کہ وہ بظاہر صرف مخاطبین سے خاص ہے، تو ان الفاظ کریمہ سے مالک الملوک وملک الملوک ومالک رقاب الملوک و شہنشاہ بدرجہ اولٰی ثابت پس آیت و حدیث میں ان ارشادات عالیہ کا آنا دلیل روشن ہے کہ نہی صرف اسی طور پر ہے جیسے مولٰی وسید کہنے سے منع فرمایا حالانکہ قرآن وحدیث خود ان کا اطلاق فرمارہے ہیں وللہ الحمد۔

رابعًا: اگر یہاں کوئی حدیث دربارہ نہی ثابت بھی ہو تو کلام مذکور اس کے لئے کافی ووافی ہے نظر دقت میں یہاں ایک حدیث ابن النجار ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی:

ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سمع رجلا یقول شاھان شاہ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اَللّٰہُ مَلِكُ الْمُلُوْكِ [1]۔	یعنی ایک شخص نے دوسرے کو پکارا: اے شاہان شاہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سن کر فرمایا: شاہان شاہ اللہ ہے۔اس کی تو صحت بھی ثابت نہیں۔

رہی حدیث جلیل صحیح ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ صحیحین وسنن ابی داؤد وجامع الترمذی میں مروی:

اخنع الاسماء عنداللہ یوم القیمۃ رجل تسمّٰی مَلِكَ الْاَمْلَاكِ [2]۔	روز قیامت اللہ تعالٰی کے نزدیک سب ناموں میں زیادہ ذلیل وخوار وہ شخص ہے جس نے اپنا نام مالک الاملاک رکھا۔

یہ بداہۃً طالب تاویل ہے کہ وہ شخص خود نام نہیں، اور اس روایت کے لفظ یہ ہیں کہ وہ شخص سب سے برا نام ہے۔علماء نے اس میں دو۲ تاویلیں فرمائیں:

[1] کنز العمال بحوالہ ابن النجار حدیث ۴۵۹۹۲ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۶/ ۵۹۶

[2] صحیح البخاری کتاب الادب باب البغض الاسماء الی اللہ تعالٰی قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۱۶، سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی تغییر اسم القبیح آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۲۲، جامع الترمذی کتاب الادب باب مایکرہ من الاسماء امین کمپنی دہلی ۲/ ۱۰۷، صحیح مسلم کتاب الالفاظ باب تحریم بملك الاملاك قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۰۸

ایک یہ کہ مجازا نام سے ذات مراد ہے۔ یعنی روز قیامت اللہ تعالٰی کے نزدیک سب آدمیوں سے بدتر وہ شخص ہے جس نے اپنا یہ نام رکھے۔

دوسری یہ کہ خبر میں حذف مضاف ہے یعنی اللہ تعالٰی کے نزدیک روز قیامت سب ناموں سے بدتر یہ نام ہے۔

مصابیح واشعۃ اللمعات وسراج المنیر شرح جامع صغیر میں تاویل ثانی ذکر کی، امام قرطبّی نے مفہم، اور امام نووی نے منہاج اور علامہ حفنی نے حواشی جامع الصغیر میں اول پر جزم واختصار کیا، فیض القدیر میں قرطبّی سے ہے:

المراد بالاسم المسمی بدلیل روایۃ اغیظ رجل و اخبثہ[1]۔	نام سے ذات مراد ہے کیونکہ ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں "آدمیوں میں سب سے بدتر اور خبیث" ۱۲م

شرح امام نوروی میں ہے:

قالوا معناہ اشد ذلا وصغارا یوم القیامۃ والمراد صاحب الاسم وتدل علیہ الروایۃ الثانیۃ اغیظ رجل[2]۔	علماء نے فرمایا اس کا معنی یہ ہے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ ذلیل وحقیر، اور اس سے مراد مسمّٰی ہے جیسا کہ دوسری روایت میں اغیظ رجل (لوگوں میں سب سے بدتر) کا لفظ بتارہا ہے۔ ۱۲م

حواشی حفنی میں ہے:

اخنع الاسماء ای مسمی الاسماء بدلیل قولہ رجل لانہ المسمی لاالاسم[3]۔	ناموں میں سب سے زیادہ ذلیل یعنی نام والوں میں سب سے زیادہ ذلیل، کیونکہ ایک روایت میں رجل (آدمی) کا لفظ آیا ہے۔ اور ادمی مسمّٰی ہے نہ کہ اسم ۱۲م

علامہ طیبّی نے شرح مشکوٰۃ، پھر علامہ قسطلانی نے شرح بخاری پھر علامہ مناوی نے فیض القدیر،

---

[1] فیض القدیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث ۳۰۳ دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۲۲۰

[2] شرح صحیح مسلم للنووی کتاب الالفاظ باب تحریم التسلی بملک الاملاک قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۰۸

[3] حواشی الحفنی علی الجامع الصغیر مع السراج المنیر المطبعۃ الاھریۃ المصریۃ مصر ۱/ ۶۸

پھر تیسیر شروح جامع الصغیر اور علامہ طاہر نے مجمع البحار، ارور علامہ قاری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں دونوں ذکر فرمائیں، طیّبی پھر ارشاد الساری پھر فیض القدیر نے اشارہ کیا کہ تاویل اول ابلغ ہے۔

چنانچہ طیّبی نے کہا یہاں اسم سے مسمّٰی مراد لیا جاسکتا ہے یعنی لوگوں میں سب سے زیادہ ذلیل وپست، جیسا کہ اللہ عزوجل کا یہ ارشاد "اپنے رب اکبر کے نام کی پاکی بولو" اور اس میں مبالغہ ہے کیونکہ جب نامناسب چیزوں سے اسم الٰہی کی تقدیس ضروری ہے تو خود ذات باری تقدیس کی کتنی مستحق ہوگی، لہٰذا جب (ملک الملوک جیسے) نام پر ذلت (حقارت) کا حکم ہے تو اس کے مسمّٰی کا کیا حال ہوگا ۱۲م۔	حیث قال اَعْنِی الطیبی یمکن ان یراد بالاسم المسمی ای اخنع الرجال کقوله سبحانه وتعالٰی سبح اسم ربك الاعلٰی وفیه مبالغة لانه اذا قدس اسمه عما لا یلیق بذاته فذاته بالتقدیس اولی واذا کان الاسم محکوما علیه بالصغار والهوان فکیف المسمی به[1] اھ نقله فی فیض القدیر ونحوہ فی الارشاد۔

مرقاۃ نے تصریح کی کہ یہی تاویل بہتر ہے:

چنانچہ فیض القدیر کی مذکورہ عبارت کے ہم معنی اور عبارت ارشاد کے ہم مثل ایک عبارت نقل کرنے کے بعد فرمایا یہ تاویل بلیغ تر اور سب سے بہتر ہے کیونکہ یہ اس روایت کے مطابق ہے جس میں ایسے نام رکھنے والوں کو سب سے زیادہ خبیث بتایا ۱۲م	حیث قال بعد نقله نحوما مر عن القبض ومثل مافی الارشاد مانصه، وھذا التاویل ابلغ واولی لانه موافق لروایة اغیظ رجل اھ[2]۔

بلکہ تاویل دوم پر افعل التفضیل اس کے غیر پر صادق آئے گا، کہ بلاشبہہ ملک الاملاک نام رکھنے سے اللہ یا رحمٰن نام رکھنا بدرجہا بدتر وخبیث تر ہے۔ ابوالعتاہیہ شاعر کی نسبت منقول ہوا کہ اس کی دو۲ بیٹیاں تھیں ایک کا نام اللہ اور دوسری کا نام رحمٰن۔ والعیاذ باللہ تعالٰی: ذکر کیا جاتا ہے کہ پھر اس نے اس سے توبہ کرلی تھی، فیض القدیر علامہ مناوی میں ہے:

---

[1] شرح الطیبی علی مشکوٰۃ المصابیح کتاب الادب باب الاسماء ادارۃ القرآن کراچی ۹/ ۶۸

[2] مرقاۃ المفاتیح کتاب الادب باب الاسماء المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۵۱۶

من العجائب التی لاتخطر بالبال مانقله ابن بزیزة عن بعض شیوخه ان اباالعتاهیة کان له ابنتان تمسی احدٰیهما الله والاخرٰی الرحمٰن وهذا من عظیم القبائح وقیل انه تاب[1]۔	ابن بزیرہ نے اپنے بعض مشائخ سے ایک ایسی تعجب خیز بات نقل کی ہے جس کا دل میں خطرہ بھی نہیں گزرتا، وہ یہ کہ ابو العتاہیہ کے دو بیٹیاں تھیں، ایک کا نام اللہ اور دوسری کا نام رحمٰن رکھا تھا، اور یہ تو بڑی ہی قبیح بات ہے اور ایک قول کے مطابق وہ اس سے تائب ہوگیا تھا ۱۲م۔

اور قاطع ہر کلام یہ کہ حدیث کی تفسیر کرنے والا خود حدیث سے بہتر کون ہوگا، یہی حدیث صحیح مسلم شریف کی دوسری روایت میں ان لفظوں سے ہے: رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اغیظ رجل علی الله یوم	قیامت کے دن سب سے زیادہ عـــه خدا کے غضب

عـــه: تبعنا فیه الشراح وقد اضطربوا فی تاویل قوله صلی الله تعالٰی علیه وسلم اغیظ رجل علی الله اضطرابًا کثیرا وحاملهم علیه ان ظاهرا للمغیظ کون اشد تغیظا علی الله فیکون الغیظ صادرا منه و متعلقا به تعالٰی وهو خلاف عن المقصود فان المراد بیان شدة غضب الله تعالٰی علیه وهذا معنی ماقال الطیبی ان علی ههنا لیست بصلة لاغیظ کما یقال اغتاظ علی

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد "اغیظ رجل علی اللہ" کی تاویل میں ہم نے شارحین حضرات کو بہت مضطرب پایا، اس تاویل پر ان کو آمادگی اس لئے ہوئی کہ حدیث کے ظاہر الفاظ میں وہ شخص اللہ تعالٰی پر شدید غیظ والا ہے تو غیظ بندے سے صادر رہو کر اللہ تعالٰی سے متعلق ہوگا حالانکہ یہ خلاف مقصود ہے کیونکہ مقصد تو یہ بیان کرنا ہے کہ اللہ تعالٰی کا شدید غضب اس شخص پر ہوگا اور طیّبی رحمہ اللہ تعالٰی کے قول کا بھی یہی معنٰی ہے کہ "علی" یہاں پر "اغیظ" کا صلہ نہیں ہے جیسے کہ اغتاظ علی (باقی اگلے صفحہ پر)

[1] فیض القدیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث ۳۰۳ دارالمعرفة بیروت ۱/ ۲۲۰

القیمة واخبثه واغیظه	میں اور سب سے بڑھ کر خبیث اور سب سے زیادہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

صاحبه ویغیظ علیه وھو مغیظ مخنق لان المعنی یاباہ کما لایخفی ثم اخذ فی التاویل فقال ولکن بیان کانه لما قیل اغیظ رجل قیل علی من؟ قیل علی الله [1] اھ. وانت تعلم انه لم یأت بشیئ وانما جعله صلة الاغیظ کما کان وقال القاضی الامام اسم تفضیل بنی للمفعول [2] اھ ۔ اقول و انت تعلمانه خلاف الاصل ثم بھٰذا التاویل لما صار الغیظ مضافا الی الله تعالٰی وھو محال منه لانه غضب العاجز عن الانتقام کما فی المرقاة احتاجوا الی تاویله بانه مجاز عن عقوبته کما فی النھایة والطیبی والمرقاة ثم بعد ھذا الکل لم یتضح کلمة علی. فالتجأ القاری الی انه علی حذف مضاف ای بناء علی حکمه تعالٰی [3] اھ. **اقول:** ولایخفٰی علیك مافیه

صاحبه" اور "**یغیظ علیه**" میں صلہ بن رہا ہے کیونکہ "علٰی" کا "**اغیظ**" کے لئے صلہ ہونا معنی کے خلاف ہے جیسا کہ ظاہر ہے، طیّبی نے یہ بیان کرنے کے بعد تاویل شروع کی، گویا بیان یوں ہے کہ جب "**اغیظ رجل**" کہا گیا تو سوال ہوا کہ کس پر، تو جواب میں کہا گیا اللہ پر اھ، حالانکہ آپ پر واضح ہے کہ یہ تاویل بے مقصد ہے اور "علی" ویسے ہی "**اغیظ**" کا صلہ رہا ہے۔ اور قاضی نے تاویل میں فرمایا کہ **اغیظ** اسم تفضیل مفعول کے معنٰی میں ہے اھ، **اقول:** (میں کہتا ہوں) آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہ بھی خلاف اصل ہے نیز یہ کہ جب غیظ کی اضافت اللہ تعالٰی کی طرف ہوئی تو اللہ تعالٰی کے لئے یہ معنی محال ہے کیونکہ یہ انتقام سے عاجز والا غضب ہے۔ (جبکہ اللہ تعالٰی عجز سے پاک ہے) جیسا کہ مرقاۃ میں ہے سب اس کی تاویل پر ہیں کہ یہ کلام اس شخص پر اللہ تعالٰی کے عقاب وعذاب سے مجاز ہے جیسا کہ نہایہ، طیّبی، مرقاۃ

(باقی برصفحہ آ)

[1] شرح الطیبی کتاب الادب باب الاسامی حدیث ۴۷۵۵ ادارۃ القرآن کراچی ۹/ ۶۸و۶۹

[2] مرقاۃ المفاتیح بحوالہ القاضی کتاب الادب باب الاسامی المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۵۱۶

[3] مرقاۃ المفاتیح بحوالہ القاضی کتاب الادب باب الاسامی المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۵۱۵

رجل کان یسمّٰی مَلِكَ الاَمْلاك لاَمَلِكَ الا الله [1]۔	خدا کا مبغوض وہ شخص ہے جس کا نام ملک الاملاک کہا جاتا ہے بادشاہ کوئی نہیں خدا تعالٰی کے سوا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

من البعد الشدید وبالجملة رجع الکلام علی تاویلهم الی ان اشد الناس مغضوبیة بناءً علی حکم الله تعالٰی وانا **اقول**: وبالله التوفیق ان جعلنا الغیظ وھو غضب العاجز صادرا عن الرجل وعلی صلة له تخلصنا عن ذٰلك کله ولا نسلم اباء المعنی فان المجرم المعذب الکافر بعظمة الملك ونعمته لابدله من التغیظ علی الملك عند حلول نقمته به وکلما کان اشد عذابا کان اشد تغیظا والتهابا فکان کنایة عن انه اشد الناس عذابا وناسب ذکرہ بهذا الوجه اشارة الی کونه متکبرا علی ربه منازعاله فی کبریائه متکبرا علی ربه منازعاله فی کبریائه فاذا احس مس العذاب جعل یتغیظ علی من لایقدر علیه ولایستطیع الفرار منه وقد کان یزعم مساواة فی العظمة والاقتدار فمن یقدر تغیظه الاالواحد القهار والعیاذ بالله العزیز الغفار۔والله سبحانه وتعالٰی اعلم۔ ۱۲ منه عفی عنه۔

میں ہے لیکن اس کے باوجود کہ "علی" کی وضاحت نہ ہوسکی اس لئے ملا علی قاری "لفظ الله" سے قبل مضاف مقدر ماننے پر مجبور ہوئے یعنی اغیظ رجل علی حکم الله تعالٰی اھ۔

اقول: (میں کہتاہوں) تجھ پر مخفی نہیں ہے کہ اس تاویل میں شدید بعد ہے خلاصہ یہ کہ ان حضرات کی تاویل کا ماحاصل یہ ہے کہ وہ شخص اللہ تعالٰی کے حکم پر لوگوں میں سے شدید مغضوب ہوگا حالانکہ میں کہتاہوں اللہ تعالٰی کی توفیق سے مگر ہم غیظ کو عاجز کا غضب قرار دے کر اس کا صدور شخص مذکور سے بنائیں تو ہم تمام اعتراض سے بچ جائیں گے اور اس معنی کا انکار ہمارے لیے قابل قبول نہ ہوگا کیونکہ عذاب میں مبتلا ہونیوالے اللہ تعالٰی کی عظمت ونعمت کے منکر شخص کو لازما اپنے ملک ہونے کی بناء پر عذاب کی وجہ سے غصہ آئیگا، اور جیسے جیسے عذاب کی شدت ہوگی اس کے غصے میں شدت آئیگی تو یہ تمام لوگوں سے بڑھ کر عذاب سے کنایہ ہے۔ اس انداز سے اس کے ذکر کی مناسبت میں اپنے رب تعالٰی پر تکبر اور اس کی کبریائی میں مقابل بننے کی طرف اشارہ ہے توجب اس کو عذاب ہوگا تو اپنے گمان میں اللہ تعالٰی کی عظمت واقتداء میں مساوی ہونے کے باوجود عذاب سے خلاصی میں اپنے بے بسی پر غیظ میں آئیگا تو اس کے غیظ کی مقدار کو اللہ تعالٰی کے بغیر کوئی نہ جان سکے گا، والعیاذباللہ تعالٰی۔ واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم۔ (ت)

[1] شرح مسلم کتاب الالفاظ باب تحریم التسمی بملك الاملاك قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۲۰۸

بالجملہ حدیث حکم فرمارہی ہے کہ اس نام والا روز قیامت تمام جہان سے زیادہ خدا تعالٰی کے غضب وعذاب میں ہے۔امام قاضی عیاض نے فرمایا: **ای اکبر من یغضب علیه**[1] یعنی سب سے بڑھ کر جس پر غضب الٰہی ہوگا۔علامہ طیبی نے کہا: **یعذبه اشد العذاب الله تعالٰی** اسے سخت تر عذاب فرمائے گا۔**نقلهما فی المرقاة**[2] (انھیں مرقاۃ میں نقل کیا گیا ہے۔ت) اور شک نہیں کہ سب سے سخت تر عذاب وغضب نہ ہوگا مگر کافر پر اور "**ملك الاملاک**" نام رکھنا بالاجماع کفر نہیں ہوسکتا، جب تک استغراق حقیقی مراد نہ لے، تو حاصل حدیث یہ نکلا کہ جس شخص نے بدعوی الوہیت وخدائی اپنا نام ملک الاملاک رکھا اس پر سب سے زیادہ سخت عذاب وغضب رب الارباب ہے، اور یہ قطعاً حق ہے اور اسے ما نحن فیہ سے علاقہ نہیں، **کما لایخفی** (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ت)

خامسًا: اس معنی حق حقیقت سے جس میں وہ نام رکھنے والا ضرور صفت خاص رب العزت بلکہ الوہیت سے بھی بڑھ کر منزلت کا مدعی قطعاً مستحق **اشد العذاب الابدی** ہے تنزل کیجئے تو علماء نے سبب نہی یہ بتایا ہے کہ اس نام سے اس کا متکبر ہونا پیدا ہے۔شرح مشکوٰۃ علامہ طیبی میں ہے:

المالك الحقیقی لیس الاھو ومالکیة الغیر مستردة الی مالك الملوك فمن تسمی بهذا الاسم نازع الله سبحٰنه فی رداء کبریائه واستنکف ان یکون عبدالله لان وصف المالکیة مختص بالله تعالٰی لا یتجاوزه و الملوکیة بالعبد لایتجاوزه فمن تعدی طوره، فله، فی الدنیا الخزی والعار وفی الاخرة والالقاء فی النار[3]۔	مالک حقیقی تو صرف وہی ذات ہے اور دوسروں کی بادشاہت وملکیت اسی شہنشاہ کی رہینِ منّت تو جس نے "ملک الملوک" اپنا نام رکھا تو اس نے کبریائی کی چادر میں اللہ سے منازعت مول لی اور اپنے کو بندہ خدا ہونے سے تکبر کیا کیونکہ مالک ہونا ایک ایسا وصف ہے جو ذات باری کے ساتھ خاص ہے۔دوسروں میں یہ پایا نہیں جاسکتا، یونہی مملوک ہونا یہ بندوں کے ساتھ خاص ہے ان سے متجاوز نہیں ہوسکتا، تو جو اس دارہ کار سے آگے بڑھ گیا وہ دنیا میں رسوا اور ذلیل اور آخرت میں عذاب نار کا سزاوار ہے۔۱۲م۔

[1] مرقاۃ المفاتیح بحوالہ القاضی کتاب الادب باب الاسامی تحت حدیث ۴۷۵۵ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۸ /۵۱۶

[2] مرقاۃ المفاتیح بحوالہ الطیبی کتاب الادب باب الاسامی تحت حدیث ۴۷۵۵ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۸ /۵۱۷

[3] شرح الطیبی علی المشکوۃ کتاب الادب باب الاسامی تحت حدیث ۴۷۵۵ ادارۃ القرآن کراچی ۹ /۷۵

مرقاۃ میں ہے:

الملك الحقيقي ليس الا هو وملكية غيره مستعارة فمن سمى بهذا الاسم نازع الله بردائه وكبريائه و لما استنكف ان يكون عبدالله جعل له الخزى على رؤس الاشهاد [1]۔	مالک حقیقی تو ہی ذات ہے اور دوسروں کی ملکیت عارضی لہٰذا جس نے اس نام "ملک الملوک" سے اپنا نام رکھا، اس نے ردائے الٰہی اور اس کی کبرایائی سے منازعت کی، اور جب اس نے بندہ خدا ہونے سے تکبر کیا تو علی الاعلان ذلت ورسوائی اس کے لئے مقرر کردی گئی۔ ۱۲م

تیسیر شرح جامع صغیر میں ہے:

لامالك لجميع الخلائق الا الله ومالكية الغير مستردة الى ملك الملوك فمن تسمى بذٰلك نازع الله فی رداء کبریائه واستنکف ان یکون عبدالله [2]۔	مخلوقات کا مالک تو صرف اللہ ہے۔ اور غیر کا مالک ہونا اسی شہنشاہ کا صدقہ ہے تو جس نے یہ (ملک الملوک) نام رکھا تو اس نے اللہ عزوجل سے اس کی کبریائی کی چادر مول لی اور بندہ الٰہی ہونے سے تکبر کیا۔ ۱۲م

بعینہٖ یونہی سراج المنیر میں ہے: من قوله فمن تسمّٰی بذٰلك [3] الخ۔ ارشاد الساری میں ہے:

المالك الحقيقي ليس الا هو مثل مامر عن الطيبي الى قوله استنكف ان يكون عبدالله وزاد فيكون له الخزى والنكال [4]۔	مالک حقیقی تو صرف وہی ذات ہے استنکف ان یکون عبد الله (اللہ کا بندہ ہونے سے تکبر کیا) تک من وعن طیبّی کے قول کی طرح، البتہ اس میں یکون لہ الخ کا لفظ زائد ہے یعنی اس کے لئے ذلت ورسوائی ۱۲م

---

[1] مرقاۃ المفاتیح کتاب الادب باب الاسامی تحت حدیث ۴۷۵۵ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۸ /۵۱۵

[2] التیسیر شرح الجامع الصغیر حدیث ۳۰۳ اخنع الاسماء عنداللہ مکتبہ الامام الشافعی ریاض ۱/ ۵۱۔۵۲

[3] السراج المنیر شرح الجامع الصغیر حدیث ۳۰۳ اخنع الاسماء عنداللہ المطبعۃ الازہریہ المصریۃ مصر ۱/ ۶۸

[4] ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب الادب باب البغض الاسماء الخ دارالکتاب العربی بیروت ۹/ ۱۸۔۱۱۷

ان سب عبارات کا حاصل یہ کہ علت نہی ہے کہ اس نے تکبر کیا اور اللہ تعالٰی کا بندہ بننے سے نفرت کی،ان کلمات کو اگر ان کی حقیقت پر پر کھئے جب تو وہی وجہ سابق ہے کہ حدیث اسی کی نسبت ہے جو حقیقی اصل شاہنشی یعنی الوہیت کا مدعی اور عبدیت سے منکر ہو ورنہ کم از کم اس قدر ضرور کہ علت منع تکبر بتاتے ہیں،تو ممانعت خود اپنے آپ شہنشاہ کہنے سے ہوئی کہ اپنے تعظیم کی ور اپنے آپ کو بڑا جانا،دوسرے نے اگر معظم دینی کی تعظیم کی اسے خدا تعالٰی کے بڑا کئے سے بڑا جانا تو اسے تکبر سے کیا علاقہ،اب یہ حدیث اس طریق کی طرف راجع ہوئی کہ آقا کو منع فرمایا کہ اپنے غلام کو اپنا بندہ نہ کہے حالانکہ قرآن وحدیث واقوال جمیع علمائے امت میں واقع ہے۔قال اللہ تبارك وتعالٰی:

"وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ"[1]	اور اپنے لائق بندوں۔

وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم:

ليس على المسلم فى عبده ولا فرسه صدقة[2]۔	مسلمان کے عبد (غلام) اور گھوڑے میں صدقہ نہیں۔

اس مسئلے کی تحقیق فتاوائے فقیر میں بحمد اللہ تعالٰی بروجہ اتم ہے۔امام قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح البخاری میں فرماتے ہیں:

قال فى مصابيح الجامع ساق المؤلف فى الباب قوله تعالٰى والصالحين من عبادكم وامائكم وقوله صلى الله تعالٰى عليه وسلم قوموا الى سيدكم تنبيها على ان النهى انما جاء متوجها على جانب السيد اذهو فى مظنه الاستطالة وان قول الغير هذا عبدُ زيد	مصابیح الجامع میں فرمایا کہ مؤلف کا باب کی مناسبت سے اللہ عزوجل کا یہ ارشاد اپنے لائق بندوں اور کنیزوں اور حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا یہ قول "اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو جاؤ" پیش کرنا اس بات پر تنبیہ کے لئے ہے کہ ممانعت خود ذات سید کی طرف نسبت کرتے ہوئے ہے کیونکہ یہ کبر کی جاہے رہا کسی غیر کا یہ کہنا یہ زید کا عبد (غلام)

[1] القرآن الکریم ۲۴/ ۳۲

[2] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۱۶، سنن ابی داؤد کتاب الزکوٰۃ باب صدقہ الرقیق آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۲۲۵، سنن ابن ماجہ ابوب الزکوٰۃ باب صدقۃ الخیل والرقیق ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۳۱

و ھذا امۃ خالد جائز لانہ یقولہ اُخبارا وتعریفا و لیس فی مظنۃ الاستطالۃ والاٰیۃ والحدیث مما یوید ھذا الفرق[1]۔	ہے، یہ خالد کی باندی ہے۔تو یہ جائز ہے کیونکہ اس قول سے مقصود خبر دینا اور تعریف کرنا ہے یہاں تک کبر ونخوت کی کوئی جگہ نہیں،آیت کریمہ اور حدیث پاک سے بھی اسی فرق کی تائید ہوتی ہے۔۱۲م

عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں ہے:

المعنی فی ذٰلك کل راجع البراءۃ من الکبر[2]	یہ معنی کبر ونخوت سے برات کے لیے ہے ۱۲م۔

شرح السنہ امام بغوی پھر مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ہے:

معنی ھذا راجع الی براءۃ من الکبر والتزام الذل والخضوع۔[3]	یہ تمامی تاویلات کبر اور ذلت وخواری کے التزام سے براءت کے لئے ہے ۱۲م۔

ان سب عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ ساری ممانعتیں تکبر سے بچنے کے لئے ہیں اور یہ کہ تکبر خود اپنے کہنے میں ہوسکتا ہے دوسرے کو کہتے ہیں میں تکبر کا کیا محل۔ پھر اپنے آپ کو کہنے میں بھی حقیقۃ حکم نیت پر دائر ہوگا، اگر بوجہ تعلی وتکبر ہے قطعاً حرام، ورنہ نہیں،

فانما الاعمال بالنیات وانما لکل امرءٍ مانوٰی[4]۔	اعمال کا دار ومدار نیتوں پر ہے۔اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جو اس نے کیا۔

اس کی نظیر یہی کہ اپنے غلام کو "اے میرے بندے" کہنا یہ بہ نیت تکبر نہ ہو تو کچھ حرج نہیں، امام نووی پھر امام عینی شرح بخاری میں فرماتے ہیں:

المراد بالنھی من استعملہ علی جھۃ التعاظم لامن	ممانعت سے مراد اس خاص صورت میں ممانعت ہے جب اسے بڑائی بیان کرنے کے لئے استعمال

[1] ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب العتق باب الکراھیۃ التطاول علی الرقیق درالکتاب العربی بیروت ۴/ ۳۲۴

[2] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری کتاب العتق باب الکراھیۃ التطاول علی الرقیق ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۱۳/ ۱۱۰

[3] شرح السنۃ للبغوی باب یقول العبد بمالکہ الخ تحت حدیث ۳۳۸۱ المکتب الاسلامی بیروت ۱۲/ ۳۵۱، مرقاۃ المفاتیح شرح المشکوٰۃ کتاب الادب باالاسامی حدیث ۴۷۶۰ المکتبہ الحبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۵۲۰

[4] صحیح البخاری باب کیف کان بدء الوحی قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲

مرادہ التعریف [1]۔	کرے اور جس کی مراد دسرے کی تعریف ہو اس کے لئے ممانعت نہیں۔ ۱۲م

مرقاۃ میں ہے:

ولذا قیل فی کراھۃ ھذا الاسماء ھو ان یقول ذٰلك علی طریق التطاول علی الرقیق والتحقیر لشانه والا فقد جاء به القراٰن قال الله تعالٰی والصالحین من عباد کم وامائکم وقال اذکرنی عند ربك [2]۔	اس وجہ سے بعض علماء نے کہا ایسا نام رکھنا اس وقت مکروہ ہے کہ جب کہنے والے کا مقصد غلام پر فخر کرنا اور اس کی شان کی حقارت ظاہر کرنا ہو ورنہ خود قرآن ناطق ہے اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: "اور اپنے لائق بندوں اور کنیزوں کا" اور فرماتا ہے: "اور اپنے آقا کے پاس ہمیں یاد کرو" ۱۲م

اشعۃ اللمعات میں ہے:

وگفتہ اند کہ منع ونہی از اطلاق عبد واَمہ بر تقدیرے است کہ بروجہ تطاوُل وتحقیر تصغیر باشد والا اطلاق عبد واَمۃ درقراٰن واحادیث آمدہ [3]۔	علماء نے فرمایا ہے کہ (اپنے غلام اور اپنے باندی پر) عبد اور امۃ کا اطلاق اس صورت میں منع ہے کہ جب یہ ازراہ تکبر اور تحقیر و تصغیر ہو، ورنہ خود قرآن واحادیث میں لفظ عبد اور اَمۃ موجود ہے۔ ۱۲م

دوسری نظیر اپنے آپ کو عالم کہنا ہے کہ بر سبیل تفاخر حرام ورنہ جائز، حدیث میں شریف میں ہے:

من قال انا عالم فھو جاھل، رواہ الطبرانی فی الاوسط [4]۔	جو شخص یہ کہے میں عالم ہوں وہ جاہل ہے (اس کو روایت کیا ہے طبرانی نے اوسط میں

[1] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری کتاب العتق ادارۃ الطباعۃ لنیریۃ بیروت ۱۳ /۱۱۳

[2] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح کتاب الادب تحت حدیث ۴۷۶۰ المکتبہ الحبیبیہ کوئٹہ ۸ /۵۲۰

[3] اشعۃ اللمعات کتاب الادب باب الاسامی مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۴ /۴۷

[4] المعجم الاوسط حدیث ۶۸۴۲ مکتبہ المعارض ریاض ۷ /۴۳۳

عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما۔	ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے۔ت)

حالانکہ نبی اللہ سیدنا یوسف علیہ الصلٰوۃ والسلام نے فرمایا: "اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ﴿۵۵﴾"[1] بے شک میں حفاظت کرنے والا ہوں عالم ہوں۔

تیسری نظیر اسبال ازار ہے یعنی تہبند یا پائچے ٹخنوں سے نیچے خصوصا زمین تک پہنچتے رکھنا کہ اس کے بارے میں کیا کیا سخت وعیدیں وارد، یہاں تک کہ فرمایا:

ثلثۃ لایکلمھم اللہ یوم القیمۃ ولاینظر الیھم ولا یزکیھم ولھم عذاب الیم المسبل ازارہ والمنان و المنفق سلعتہ بالحلف الکاذب، رواہ[2] الستۃ الا البخاری عن ابی ذر النجاری علیہ رضوان الباری۔	تین شخص ہیں کہ اللہ تعالٰی روز قیامت ان سے بات نہ کرے گا اور ان کی طرف نظر نہ فرمائے گا اور انھیں پاک نہیں کرے گا اور ان کے لئے عذاب دردناک ہے۔ یہ تہبند لٹکانے والا اور دے کر احسان رکھنے والا، اور جھوٹی قسم کھاکر اپنا مال چلتا کرنے والا (اسے روایت کیا گیا صحاح ستہ میں بخاری کے سوا ابی ذر نجاری رحمۃ اللہ علیہ سے۔ت)

پھر جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی:

اِنَّ اِزاری یسترخی الا ان تعاھدہ۔	یا رسول اللہ! بیشک میرا تہبند ضرور لٹک جاتا ہے مگر یہ کہ میں اس کی خاص احتیاط اور خیال رکھوں۔

فرمایا:

انت لست ممن یفعلہ خُیَلاَءَ۔	تم ان میں سے نہیں جو براہ تکبر و ناز ایسا کریں۔

[1] القرآن الکریم ۱۲/ ۵۵

[2] صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان غلظ تحریم اسبال الازار الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۷۱، سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب ماجاء فی اسبال الازار آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۰۹، مسند احمد بن حنبل عن ابی ذر المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۱۶۲، ۱۶۸، ۱۷۸، سنن الدارمی کتاب البیوع باب ۶۳، حدیث ۲۶۹۸ دارالمحاسن للطباعۃ قاہرہ ۲/ ۱۸۰۔ سنن النسائی کتاب البیوع باب المنفق سلعتہ بالحلف الکاذب نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲/ ۲۱۱، سنن ابن ماجہ ابواب التجارات باب ماجاء فی کراہیۃ الایمان الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۶۰

رواہ الشیخان [1] وابوداؤد والنسائی عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما۔	(اسے روایت کیا شیخان اور ابوداؤد اور نسائی نے ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے۔ت)

سادسًا: عــہ حدیث میں ممانعت ہے تو نام رکھنے کی، کسی کے وصف میں کوئی بات بیان کرنے اور نام رکھنے میں بڑا بل ہے۔آخر نہ دیکھا کہ حدیثوں میں عزیز وحکم وحکیم نام رکھنے کی ممانعت آئی،اور عزت وحکم وحکمت سے قرآن وحدیث میں بندوں کا وصف فرمایا گیا جن کی سندیں اوپر گزریں، نیز اس کی نظیر حابس الفیل وسائق البقرات ہے کہ رب عزوجل کے یہ نام رکھنا حرام اور وصف وارد،جب واقعہ حدیبیہ میں ناقہ قصواء، شریف بیٹھ گیا،اور لوگوں نے کہا ناقہ نے سرکشی کی،تو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: نہ اس نے سرکشی کی نہ اس کی یہ عادت **ولکن حَبَسَهَا حَابِسُ الْفِيْل** [2] اسے حابس فیل نے روک دیا، یعنی جس نے ابرہہ کے ہاتھی کو بٹھادیا اور کعبہ معظّمہ پر حملہ کرنے سے روکا تھا۔عزوجلالہ،زرقانی علی المواہب میں علامہ ابن المنیر سے ہے:

یجوز اطلاق ذٰلك فی حق اللہ تعالٰی فیقال حبسها اللہ حابس الفیل وانما الذی یمکن ان یمنع تسمیته سبحانه حابس الفیل ونحوه اھ قال الزرقانی وھو مبنی علی الصحیح من الاسماء توقیفه [3]۔	اللہ تبارک وتعالٰی پر اس کا اطلاق جائز ہے۔اس لئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ اللہ حابس فیل نے اسے روک لیا،ہاں ممانعت اس صورت میں ہوسکتی ہے جب "حابس فیل" یا اس کے ہم معنی کو اسم الٰہی قرار دے دیا جائے،زرقانی نے کہا اس کی بناء وہ قول صحیح ہے جس میں اسمائے الٰہی کو توفیقی قرار دیا ہے۔۱۲م

عــــہ:الوجوہ الخمسة الاول عامة وہذا خاص بغیر التسمیة ۱۲منه عفی عنه۔	پہلے پانچ وجوہ عام اور یہ غیر تسمیہ سے خاص ہے ۱۲منہ (ت)

[1] صحیح البخاری فضائل اصحاب النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۱۷،صحیح البخاری کتاب اللباس باب من جرازارہ من غیر خیلاء قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۶۰،صحیح مسلم کتاب اللباس باب تحریم جر الثوب خیلاء قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/، سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب ماجاء فی اسبال الازار آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۰۹

[2] المواہب اللدنیہ بیان صلح الحدیبیہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۴۹۱

[3] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ امر الحدیبیہ دار المعرفۃ بیروت ۲/ ۱۸۴

اکیدر بادشاہ دومۃ الجندل کے واقعہ میں حضرت بُجیر طائی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا:ـ

تبارك سائق البقرات انی رأیت الله یھدی کل ھاد [1]ـ	اللہ تبارک وتعالٰی گائیوں کو چلانے والا ہے میں نے اللہ تعالٰی کو ہر رہنما کا رہنما پایا ہے۔(ت)

حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کا کلام پسند کیا اور فرمایا:

لایَفْضُضِ الله فَاکَ۔رواہ ابن السکن [2] وابو نعیم ومندہ۔	اللہ تیرا منہ بے دندان نہ کرے(نوے برس جئے کسی دانت کو جنش نہ ہوئی)(اس کو روایت کیا ابن السکن اور ابو نعیم اور ابن مندہ نے۔ت)

یہ ہے تمام وہ کلام کہ ان اکابر متقدمین ومتاخرین ائمہ دین وفقہائے معتمدین وعرفائے کاملین کی طرف سے فقیر نے حاضر کیا، اور ممکن کہ خود ان کے پاس اسے بھی بہتر جواب ہو، "وَفَوْقَ كُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ۝" [3]۔

سابعًا: اس سب سے قطع نظر کرکے یہی فرض کرلیجئے کہ **معاذاللہ** ان تمام اکابر پر طعن ثابت ہو اور جواب معدوم، تو انصافا فقیر کا مصرع اب بھی اس روش پر نہیں کہ ان ائمہ وعلماء نے قطعاً غیر خدا کو شہنشاہ وقاضی القضاۃ کہا ہے حتی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو بھی نہیں بلکہ کسی عالم یا ولی یا نرے حکام دنیوی کو، اور وہ مصرح اس معنی میں ہرگز متعین نہیں۔ ہم پوچھتے ہیں لفظ شہنشاہ حضرت عزجلالہ سے مخصوص ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہے تو سرے سے منشاء شبہہ زائل، اور اگر ہے تو جو لفظ اللہ عزوجل کے لئے خاص تھا اسے غیر اللہ پر کیوں حمل کیجئے؟ شہنشاہ سے اللہ ہی کیوں نہ مراد لیجئے کہ روضہ بمعنی قبر نہیں بلکہ خیابان اور کیاری کو کہتے ہیں، قال اللہ تعالٰی "فَهُمْ فِیْ رَوْضَةٍ یُّحْبَرُوْنَ۝" [4] (اللہ تعالٰی نے فرمایا: باغ کی کیاری میں ان کی خاطر داری ہوگی۔ت) قبر پر اس کا اطلاق تشبیہ بلیغ ہے جیسے رَاَیْتُ اَسَدًا یَرْمِیْ (میں نے شیر کو تیر اندازی کرتے دیکھا) حدیث شریف میں قبر مومن کو روضۃ من ریاض الجنۃ [5] فرمایا جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری، تو روضہ شہنشاہ کے معنی ہوئے

---

[1] دلائل النبوۃ لابی نعیم ذکر ماکان فی غزوۃ تبوک عالم الکتب بیروت الجزء الثانی ص ۱۹۲

[2] شرح الزرقانی المواہب اللدنیۃ بحوالہ ابن مندہ وابونعیم وابن السکن دار المعرفۃ بیروت ۳/ ۷۸

[3] القرآن الکریم ۱۲/ ۷۶

[4] القرآن الکریم ۳۰/ ۱۵

[5] جامع الترمذی ابواب صفۃ یوم القیمۃ امین کمپنی دہلی ۲/ ۶۹

الٰہی خیابان، خدا کی کیاری، اس میں کیا حرج ہے، جب قرآن عظیم نے مدینہ طیبہ کو ساری زمین کو اللہ عزوجل کی طرف اضافت فرمایا:

"اَلَمۡ تَكُنۡ اَرۡضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوۡا فِيۡهَا"[1]۔	کیا خدا کی زمین یعنی زمین مدینہ کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے۔

تو خاص روضہ انور کو الٰہی روضہ شاہنشاہی خیابان، ربانی کیاری کہنے میں کیا حرج ہے، **وللہ الحمد**،

بایں ہمہ جب فقیر بعون القدیر آیت وحدیث سے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا **مَالِكُ النَّاس**، **مَلِكُ النَّاسِ**، **مَالِكُ الْاَرْضِ**، **مَالِكُ رِقَابِ الْاُمَمِ** ہونا ثابت کرچکا تو لفظ پر اصرار یا روایت خلاف پر انکار کی حاجت نہیں، یہ بھی ہمارے علماء سے بعض متاخرین کا قول ہے اس کے لحاظ بجائے "شاہنشاہ طیبہ" کہئے، کہ وہ شاہ طیبہ بھی ہیں اور شاہ تمام روئے زمین بھی اور شاہ تمام اولین وآخرین بھی جن میں ملوک وسلاطین سب داخل بادشاہ ہو یا رعیت، وہ کون ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دائرہ غلامی سے سر باہر نکال سکتا ہے۔

محمد عربی کہ ابروئے ہر دو سرا ست کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سر او

(محمد عربی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دونوں جہانوں کی عزت ہیں جو ان کے در کی خاک نہیں اس کے سر پر خاک)

وصلی اللہ تعالٰی علی سیدنا و مولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین، ولیکن ھذا ھذا اٰخرا لکلام فی المسئلۃ الاول الحمد للہ فی الاولٰی والاخرٰی۔	اللہ تعالٰی ک رحمت نازل ہو ہمارے آقا مولٰی پر صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور آپ کی آل واصحاب سب پر، یہ پہلے مسئلہ میں آخری کلام ہے۔ دنیاواخرت میں تمام حمدیں اللہ تعالٰی کے لئے ہیں۔(ت)

جواب سوال دوم: الحق اللہ عزوجل ہی مقلب القلوب ہے سب کے دلوں، نہ صرف دل بلکہ عالم کے ذرے ذرے پر حقیقی قبضہ اسی کا ہے۔ مگر نہ اس کی قدرت نہ محدود نہ اس کی عطاء کا باب وسیع مسدود، "اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿۲۰﴾"[2] بے شک اللہ تعالٰی ہر چیز پر قادر ہے "**وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحۡظُوۡرًا ﴿۲۰﴾**"[3] اور تیرے رب کی عطا پر روک نہیں، وہ علی الاطلاق فرماتا ہے:

---

[1] القرآن الکریم ۴/ ۹۷

[2] القرآن الکریم ۲/ ۲۰

[3] القرآن الکریم ۱۷/ ۲۰

"وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ یُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ یَّشَآءُ ؕ"[1]	اللہ تعالٰی اپنے رسولوں کو جس پر چاہے قبضہ و قابو دیتا ہے۔

اس کا اطلاق اجسام و ابصار و اسماع و قلوب سب کو شامل ہے وہ اپنے محبوبوں کو جس کے چاہے دست و پا پر قدرت دے چاہے چشم و گوش پر، چاہے دل و ہوش پر، اس کی قدرت میں کمی نہ عطا میں تنگی، کیا ملائکہ دلوں میں القائے خیر نہیں کرتے، نیک ارادے نہیں ڈالتے، برے خطروں سے نہیں پھرتے؟ ضرور سب کچھ باذن اللہ کرتے ہیں پھر دلوں میں تصرف کے اور کیا معنی، قال اللہ تعالٰی:

"اِذْ یُوْحِیْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓىٕكَةِ اَنِّیْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ"[2]	جب وحی فرماتا ہے تیرا رب فرشتوں کو کہ میں تمھارے ساتھ ہوں تو تم دل قائم رکھو مسلمانوں کے۔

سیرت ابن اسحاق و سیرت ابن ہشام میں ہے بنی قریضہ کو جاتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم راہ میں اپنے کچھ اصحاب پر گزرے، ان سے دریافت فرمایا: تم نے ادھر جاتے ہوئے کوئی شخص دیکھا؟ عرض کی: دحیہ بن خلیفہ کو نقرہ جنگ پر سوار جاتے ہوئے دیکھا۔ فرمایا:

ذاك جبریل بعث الی بنی قریضة یزلزل بهم حصونهم ویقذف الرعب فی قلوبهم[3]۔	وہ جبریل تھا کہ بنی قریظہ کی طرف بھیجا گیا کہ ان کے قلعوں میں زلزلے اور ان کے دلوں میں رعب ڈالے۔ ۱۲م

امام بیہقی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا جلس القاضی مجلسه هبط علیه ملكان یسددانه ویوفقانه ویرشدانه مالم یجر فاذا جار عرجا وترکاه[4]۔	جب قاضی مجلس حکم میں بیٹھتا ہے تو دو فرشتے اترتے ہیں کہ اس کی ائے کو درستی دیتے ہیں اور اسے ٹھیک بات سمجھنے کی توفیق دیتے ہیں اور اسے نیک راستہ سمجھاتے ہیں جب تک حق سے میل نہ کرے جہاں اس نے میل کیا فرشتوں نے اسے چھوڑا اور آسمان پر اڑ گئے۔ ۱۲م

---

[1] القرآن الکریم ۵۹/ ۶

[2] القرآن الکریم ۸/ ۱۲

[3] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام مع الروض الانف غزوہ بنی قریظہ مکتبہ فاروقیہ ملتان ۲/ ۱۹۵

[4] السنن الکبرٰی کتاب آداب القاضی باب من ابتلی بشیئ الخ دار صادر بیروت ۱۰/ ۸۸

دیلمی مسند الفردوس میں صدیق اکبر وابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہما، دونوں سے روای کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لو لم ابعث فیکم لبعث عمر اید اللہ عمر بملکین یوفقانہ ویسدد انہ فاذا اخطا صرفاہ حتی یکون صوابا[1]۔	اگرمیں بھی تم میں ظہور نہ فرماتا تو بیشک عمر نبی کیا جاتا۔ اللہ عزوجل نے دو فرشتوں سے تائید فرمائی ہے کہ وہ دونوں عمر کو توفیق دیتے اور ہر بات میں اسے راہ پر رکھتے، اگر عمر کی رائے لغزش کرنے کو ہوتی ہے وہ پھیر دیتے ہیں یہاں تک کہ عمر سے حق ہی صادر ہوتا ہے۔ ۱۲م

ملائکہ کی شان تو بلند ہے۔ شیاطین کو قلوب عوام میں تصرف دیا ہے جس سے فقط اپنے چنے ہوئے بندوں کو مستثنٰی کیا ہے کہ:

" اِنَّ عِبَادِیۡ لَیۡسَ لَکَ عَلَیۡہِمۡ سُلۡطٰنٌ ؕ "[2]	میرے خاص بندوں پر تیرا اقابوں نہیں۔

قال اللہ تعالٰی:

" یُوَسۡوِسُ فِیۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ ۙ﴿۵﴾ مِنَ الۡجِنَّۃِ وَ النَّاسِ ﴿۶﴾ "[3]	شیطان جن اور لوگ، لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتے ہیں۔

وقال اللہ تعالٰی:

" شَیٰطِیۡنَ الۡاِنۡسِ وَ الۡجِنِّ یُوۡحِیۡ بَعۡضُہُمۡ اِلٰی بَعۡضٍ زُخۡرُفَ الۡقَوۡلِ غُرُوۡرًا ؕ "[4]	شیطان آدمی اور جن ایک دوسرے کے دل میں ڈالتے ہیں بناوٹ کی بات دھوکے کی۔ ۱۲م

بخاری، مسلم، ابوداؤد مثل امام احمد، حضرت انس بن مالک اور مثل ابن ماجہ حضرت ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

---

[1] الفردوس بمأثور الخطاب حدیث ۵۱۲۷ دارالکتب العلمیہ بیروت ۳ /۲۷۴

[2] القرآن الکریم ۱۷ /۶۵

[3] القرآن الکریم ۱۱۴ /۵و۶

[4] القرآن الکریم ۶ /۱۱۲

ان الشیطن یجری من الانسان مجری الدم [1]۔	بے شک شیطان انسان (آدمی) کی رگ رگ میں خون کی طرح ساری وجاری ہے۔

صحیحین وغیرہما میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جب اذان ہوتی ہے شیطان گوز زناں بھاگ جاتا ہے کہ اذان کی آواز نہ سنے، جب اذان ہوچکتی ہے پھر آتا ہے۔ جب تکبیر ہوتی ہے پھر بھاگ جاتا ہے، جب تکبیر ہوچکتی ہے پھر آتا ہے **حتی یخطرا بین المراء ونفسه یقول اذکر کذا اذکر کذا لما لم یکن یذکرہ، حتی یظل الرجل مایدری کم صلّٰی** [2] یہاں تک کہ آدمی اور اس کے دل کے اندر حائل ہو کر خطرے ڈالتا ہے کہتا ہے کہ یہ بات یاد کر وہ بات یاد کر ان باتوں کے لئے جو آدمی کے خیال میں بھی نہ تھیں، یہاں تک کہ انسان کو یہ بھی خبر نہیں رہتی کہ کتنی پڑھی" امام ابوبکر ابی الدنیا کتاب مکائد الشیطان، اور امام اجل ترمذی نوادر الاصول میں بسند حسن، اور ابویعلٰی مسند، اور ابن شاہین کتاب الترغیب، اور بیہقی شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

ان الشیطان واضع خطمه علی قلب ابن اٰدم فان ذکر اللہ خنس وان نسی التقم قلبه فذٰلك الوسواس	بیشک شیطان اپنی چونچ آدمی کے دل پر رکھے ہوئے ہے، جب آدمی خدا تعالٰی کو یاد کرتا ہے شیطان دبک جاتا ہے اور جب آدمی (ذکر سے) غفلت کرتا ہے (بھول جاتا ہے) تو شیطان اس کا

---

[1] صحیح البخاری باب الاعتکاف ۱/ ۲۷۲ کتاب بدء الخلق ۱/ ۴۶۴ کتاب الاحکام ۲/ ۱۰۶۳ قدیمی کتب خانہ کراچی، سنن ابی داؤد کتاب الصوم باب المعتکف یدخل البیت لحاجته الخ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۳۳۵

[2] صحیح البخاری کتاب الاذان باب فضل التاذین قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۸۵، صحیح مسلم کتاب الصلٰوۃ باب فضل الاذان وھرب الشیطن الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۶۸، صحیح مسلم کتاب المساجد باب السھو فی الصلٰوۃ والمسجود قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۱۱، مسند احمد بن حنبل المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۳۱۳، ۵۲۲، ۴۶۰

اردو	عربی
دل اپنے منہ میں لے لیتا ہے تو یہ ہے (شیطان خناس) وسوسہ ڈالنے والا دبک جانیوالا۔	الخناس[1]۔

لمہ شیطان ولمہ مبلکہ دونوں مشہور اور حدیثوں میں مذکور ہیں پھر اولیاء کرام کو قلوب میں تصرف کی قدرت عطا ہونی کیا محل انکار ہے۔ حضرت علامہ سلجماسی رحمۃاللہ تعالٰی علیہ کتاب ابریز میں اپنے شیخ حضرت سیدی عبدالعزیز رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عوام جو اپنے حاجات میں اولیاء کرام مثل حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے استعانت کرتے ہیں نہ کہ اللہ عزوجل سے، حضرات اولیاء نے ان کو قصداادھر لگالیا ہے کہ دعا میں مراد ملنی نہ ملنی دونوں پہلو ہیں، عوام (مراد) نہ ملنے کی حکمتوں پر مطلع نہیں کئے جاتے، تو اگر بالکلیہ خالص اللہ عزوجل ہی سے مانگتے پھر مراد ملتی نہ دیکھتے تو احتمال تھا کہ خدا کے وجود ہی سے منکر ہو جاتے، اس لئے اولیاء نے ان کے دلوں کو اپنی طرف پھیر لیا کہ اب اگر (مراد) نہ ملنے پر بے اعتقادی کا وسوسہ آیا بھی تو اس ولی کی نسبت آئے گا جس سے مدد چاہی تھ، اس میں ایمان تو سلامت رہے گا۔

حدیث اول: اور سنئے، مولانا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری کتاب مستطاب نُزْهَةُ الْخَاطِرِ الْفَاتِرِ فی ترجمۃ سیدی الشریف عبد القادر رضی اللہ تعالٰی عنہ میں فرماتے ہیں:

اردو	عربی
یعنی شیخ جلیل ابوصالح مغربی رحمہ اللہ تعالٰی نے روایت کی، مجھ کو میرے شیخ حضرت ابوشعیب مدین رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: اے ابوصالح! سفر کرکے حضرت شیخ محی الدین عبد القادری کے حضور حاضر ہو کر وہ تجھ کو فقر تعلیم فرمائیں، میں بغداد گیا جب حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا میں نے اس ہیبت و جلال کا کوئی بندہ خدا نہ دیکھا تھا حضور نے مجھ کو ایک سو بیس ۱۲۰ دن یعنی تین چلے خلوت میں بٹھایا پھر میرے پاس تشریف لائے اور قبلہ کی طرف	روی الشیخ الجلیل ابوصالح المغربی رحمہ اللہ تعالٰی انہ قال قال لی سیدی الشیخ ابو مدین قدس سرہ، یا ابا صالح سافر الی بغداد وأت الشیخ محی الدین عبدالقادر لیعلمك الفقر .فسافرت الی بغداد فلما رأیتہ رأیت رجلا ما رأیت اکثر ھیبۃ منہ(فساق الحدیث الی اٰخرہ الی ان قال)قلت یا سیدی ارید ان تمدنی ملك بھذا الوصف فنظر نظرۃ

[1] شعب الایمان حدیث ۵۴۰ دار المکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۴۰۳، نوادر الاصول الاصل التاسع والخمسون والمائتان الخ دار صادر بیروت ص ۳۵۴

فتفرقت عن قلبی جواذب الارادات کما یتفرق الظلام بھجوم النھار وانا الآن انفق من تلك النظرۃ[1]۔	اشارہ کرکے فرمایا: اے ابوصالح! ادھر کو دیکھو تجھ کو کیا نظر آتا ہے؟ میں نے عرض کی۔ کعبہ معظّمہ، پھر مغرب کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: ادھر دیکھ تجھے کیا نظر آتا ہے۔ میں نے عرض کی: میرے پیر ابومدین۔ فرمایا: کدھر جانا چاہتا ہے کعبہ کو یا اپنے پیر کے پاس؟ اپنے پیر کے پاس۔ فرمایا: ایک قدم میں جانا چاہتا ہے یا جس طرح آیا تھا؟ میں نے عرض کی: بلکہ جس طرح آیا تھا: یہ افضل ہے۔ پھر فرمایا: اے ابوصالح! اگر تو فقر چاہتا ہے تو ہر گز بے زینہ اس تک نہ پہنچے گا اور اس کا زینہ توحید ہے اور توحید کا مدار یہ ہے کہ عین السر کے ساتھ دل سے ہر خطرہ مٹا دے لوح دل بالکل پاک وصاف کرلے، میں نے عرض کی: اے میرے آقا! میں چاہتاہوں کہ حضور اپنی مدد سے یہ صفت مجھ کو عطا فرمائیں، یہ سن کر حضور نے ایک نگاہ کرم مجھ پر فرمائی کہ ارادوں کی تمام کششیں میرے دل سے ایسی کافور ہوگئیں جیسے دن کے آنے سے رات کی اندھیری، اور میں آج تک حضور کی اسی ایک نگاہ سے کام چلارہاہوں۔

دیکھئے خاطر پر اس سے بڑھ کر اور کیا قبضہ ہوگا کہ ایک نگاہ میں دل کو تمام خطرات سے پاک فرمادیا اور نہ فقط اسی وقت بلکہ ہمیشہ کے لئے۔

امام اجل مصنف بہجۃ الاسرار کی جلالت شان اور اس کتاب جلیل کی صحت وعظمت

فائدہ: یہ حدیث جلیل حضرت اما اجل سید العلماء شیخ القراء عمدہ العرفاء نور الملۃ والدین ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر لخمی شطنونی قدس سرہ العزیز نے صرف دوواسطہ سے حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مرید ہیں، امام جلیل الشان، شیخ القراء، ابوالخیر شمس الدین محمد محمد محمد ابن الجزری رحمہ اللہ تعالٰی مصنف حصن حصین شریف کے استاذ ہیں، امام ذہبی صاحب میزان الاعتدلال ان کی مجلس مبارک میں حاضر ہوئے، اور طبقات القراء میں ان کی مدح ستائش کی اور ان کو اپنا امام یکتا لکھا۔

حیث قال علی بن یوسف بن جریر اللخمی شطنوفی الامام الاوحد المقری نور الدین	چنانچہ کہا کہ علی بن یوسف بن جریری لخمی شطنونی نور الدین امام یکتا، مدرس قراءت اور

[1] نزھۃ الخاطر الفاتر فی ترجمۃ عبدالقادر

شیخ القراء بالدیار المصریۃ[1]۔	بلاد مصری کے شیخ القرء ہیں ۱۲م

اور امام اجل عارف باللہ سیدی عبداللہ بن اسعد یافعی شافعی یمعنی رحمہ اللہ تعالٰی "فی آمرۃ الجنان میں اس جناب کو ان مناقب جلیلہ سے یاد رفرمایا:

روی الشیخ الامام الفقیہ العالم المقری ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر بن معضاد الشافی اللخمی فی مناب الشیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی عنہ بسندہ[2] الخ	شیخ امام زبردست فقیہ مدرس قراءت علی ابن یوسف بن جریر بن معضاد شافی لخمی نے شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ سے یہ روایت بیان کی۔۱۲م

اور امام اجل شمس الملۃ والدین ابوالخیر الجزری مصنف حصن حصین نے نہایۃ الدرائت فی اسماء الرجال القرائت میں فرمایا:

علی بن یوسف بن جریر بن فضل بن معضاہ نوراالدین ابوالحسن اللخمی الشطنونی الشافعی الاستاذ المحقق البارع شیخ الدیار المصریۃ ولد بالقاہرۃ سنۃ اربع واربعین وستمائۃ وتصدر للاقراء بالجامع الازھر من القاہرۃ وتکاثر علیہ الناس لاجل الفوائد والتحقیق وبلغنی انہ عمل علی الشاطبیۃ شرحاً فلوکان ظھر لکان من اجود شروحھا توفی یوم السبت اوان الظھر دفن یوم الاحد العشرین من ذی الحجۃ سنۃ ثلث عشرۃ وسبع مائۃ رحمہ اللہ تعالٰی۔[3] (مختصرًا)	یعنی علی بن یوسف نور الدین ابوالحسن شافعی استاد محقق اپنے کمال والے جو عقلوں کو حیران کردے، بلاد مصر کے شیخ قاہرہ مصر میں پیدا ہوئے اور مصر کی جامع ازہر میں صدر تعلیم پر جلوس فرمایا، ان کے فوائد و تحقیق کے سبب خلائق کا ان پر ہجوم ہوا، میں نے سنا کہ شاطبیہ پر بھی اس جناب نے شرح لکھی، یہ شرح اگر ظاہر ہوتی تو ان کی تمام شرحوں سے بہتر شروح میں ہوتی، روز دوشنبہ بوقت ظہر وفات پائی اور بروز یک شنبہ بستم ذی الحجہ ۷۱۳ھ میں دفن ہوئے، رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ انتہی ۱۲م

[1] زبدۃ الآثار بحوالہ طبقات المقرئین مطبع بکسلنگ کمپنی جزیرہ ص ۳
[2] مرآۃ الجنان وعبرۃ الیقظان فی معرفۃ مایعتبر من حوادث الزمان
[3] زبدۃ الآثار بحوالہ نہایۃ الدرایات فی اسماء الرجال والقرأت مطبع بکسلنگ کمپنی جزیرہ ص ۵

اور امام اجل جلال الملۃ والدین سیوطی نے "حُسن المَحَاضَرۃ بِاَخبَارِ مصر والقاھرۃ" میں فرمایا:

علی بن یوسف بن جریر اللخمی الشطنونی الامام الاوحد نور الدین ابوالحسن شیخ القراء بالدیار المصریۃ تصدر للاقراء بالجامع الازہر وتکاثر علیہ الطلبۃ[1]۔	یعنی علی بن یوسف ابوالحسن نور الدین امام یکتا ہیں، اور بلاد مصر میں شیخ القراء پھر ان کا مسند تعلیم پر جلوس اور طلبہ کا ہجوم اور تاریخ ولادت ووفات اسی طرح ذکر فرمائی۔

نیز امام سیوطی نے اس جناب کا تذکرہ اپنی کتاب "بغیۃ الوعادۃ" میں لکھا اور اس میں نقل فرمایا کہ:

لہ الید الطولٰی فی علم التفسیر[2]۔	علم تفسیر میں اس جناب کو ید طولٰی تھا۔

اور حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے کتاب "زبدۃ الاسرار" میں اس جناب کے فضائل عالیہ یوں بیان فرمائے:

بھجۃ الاسرار من تصنیف الشیخ الامام الاجل الفقیہ العالم المقری، الاوحد البارع نورا الدین ابی الحسن علی بن یوسف الشافعی اللخمی وبینہ وبین الشیخ رضی اللہ تعالٰی عنہ واسطتان وھو داخل فی بشارۃ قولہ رضی اللہ تعالٰی عنہ طوبٰی لمن رانی ولمن راٰی من رانی ولمن رای من رانی[3]۔	یعنی امام اجل، فقیہ، عالم، مدرس قرائت یکتا، عجب صاحب کمال نور الدین ابوالحسن علی بن یوسف شافعی لخمی، ان میں اور حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ میں صرف دو واسطے ہیں اور وہ حضور پر نور سرکار غوثیت کی اس بشارت میں داخل ہیں کہ شادمانی ہے اسے جس نے مجھ کو دیکھا اور اسے جس نے میرے دیکھنے والوں کو دیکھا اور اسے جس نے میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والوں کو دیکھا۔ انتہی

ان امام اجل یکتا نے کہ ایسے اکابر ائمہ جن کی امامت وعظمت وجلالت شان کے ایسے مداح ہوئے، اپنی کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار ومعدن الانوار شریف میں (کہ امام اجل یافعی وغیرہ اکابر اس سے سند لیتے آئے امام اجل شمس الملۃ والدین ابوالخیر ابن الجزری مصنف حصن حصین نے یہ کتاب مستطاب

---

[1] حسن المحاضرۃ باخبار مصر والقاھرۃ

[2] بغیۃ الوعاۃ للیسوطی

[3] زبدۃ الاسرار خطبۃ الکتاب مطبع بکسلنگ کمپنی جزیرہ ص۵

حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر حنفی وشطوطی رحمہ اللہ تعالٰی سے پڑھی، اور حدیث کی طرح اس کی سندھ حاصل کی اور علامہ عمر بن عبدالوہاب حلبی نے اس کی روایات معتمد ہونے کی تصریح کی، اور حضرت شیخ محقق محدث دہلوی نے زبدۃ الآثار شریف میں فرمایا:

ایں کتاب بہجۃ الاسرار کتابے عظیم وشریعت ومشہور است[1]۔	یہ کتاب بہجۃ الاسرار ایک عظیم شریعت اور مشہور کتاب ہے۔ ۱۲م

اور زبدۃ الاسرار شریف میں اس کی روایات صحیح وثابت ہونے کی تصریح کی) یوں بسند صحیح روایت فرمائی کہ:

حدثنا الفقیه ابوالحجاج یوسف بن عبدالرحیم بن حجاج بن یعلی الفاسی المالکی المحدث بالقاہرۃ ۶۷۱ھ قال اخبرنا جدی حجاج بفاس ۶۲۳ھ قال حججت مع الشیخ ابی محمد صالح بن ویرجان الدکالی رضی اللہ تعالٰی عنه ۵۸۱ھ فلما کنا بعرفات وافینا بها الشیخ ابا القاسم عمر بن مسعود المعروف بالبزار فتسما لما وجلسا یتذکران ایام الشیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی عنه فقال الشیخ ابومحمد قال لی سیدی الشیخ ابو مدین رضی اللہ تعالٰی عنه یا صالح سافر الی بغداد الحدیث[2]۔	یعنی فقیہ محدث ابوالحجاج نے ہم سے حدیث بیان کی کہ میرے جد امجد حجاج بن یعلی بن عیسٰی فاسی نے مجھے خبر دی کہ میں نے شیخ ابو محمد صالح کے ساتھ ۵۸۸ھ میں حج کیا، عرفات میں ہم کو حضرت شیخ ابوالقاسم عمر بزار ملے، دونوں شیخ بعد سلام بیٹھ کر حضور پر نور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ذکر فرمانے لگے، ابو محمد صالح نے فرمایا مجھ سے میرے شیخ حضرت شعیب ابومدین نے فرمایا: اے صالح! سفر کرکے بغداد حاضر ہو، الی آخرہ۔

تنبیہ: یہاں سے معلوم ہوا کہ ان شیخ کا نام گرامی صالح ہے اور کنیت ابو محمد نزہۃ الخاطر میں ابو صالح واقع ہوا سہو قلم ہے۔

[1] زبدۃ الآثار مع زبدۃ الاسرار خطبہ الکتاب مطبع بکسلنگ کمپنی جزیرہ ص ۲

[2] بهجة الاسرار ذکر فصول من کلامه مرصعا بشیئ الخ مصطفی البابی مصر ص ۵۲

حدیث دوم: اور سنیے، اسی حدیث جلیل میں ہے کہ حضرت صالح یہ روایت فرما چکے تو حضرت سید عمر بزار قدس سرہ، نے فرمایا:

وانا ایضا کنت جالسا بین یدیه فی خلوته فضرب بیده فی صدری فاشرق فی قبله نورعلی قدر دائرة الشمس ووجدت الحق من وقتی وانا الی الاٰن فی زیادة من ذٰلك النور[1]۔	یعنی یونہی میں بھی ایک روز حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے سامنے خلوت میں حاضر تھا حضور نے اپنے دست مبارک کو میرے سینے پر مارا، فوراً ایک نور قرص آفتاب کے برابر میرے دل میں چمک اٹھا، اور اس وقت سے میں نے حق کو پایا، اور آج تک وہ نور ترقی کررہا ہے۔

حدیث سوم: اور سنیے، امام ممدوح اسی بہجۃ الاسرار شریف میں بایں سند راوی:

حدثنا الشیخ ابوالفتوح محمد ابن الشیخ ابی المحاسن یوسف بن اسمٰعیل التیمی البکری البغدادی قال اخبرنا الشیخ الشریف ابوجعفر محمد بن ابی القاسم العلوی قال الخبرنا الشیخ العارف ابوالخیر بشر بن محفوظ ببغداد بمنزله الحدیث۔	یعنی ہم سے شیخ ابوالفتوح محمد صدیق بغدادی نے حدیث بیان کی کہ ہم کو سید ابوجعفر محمد علوی نے خبر دی کہ ہم سے شیخ عارف باللہ ابو الخیر بشر بن محفوظ بغدادی نے اپنے دولت خانے پر بیان فرمایا کہ ایک روز میں اور بارہ صاحب اور (جن کے نام حدیث میں مفصل مذکور ہیں) خدمت اقدس حضور پرنور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ میں حاضر تھے کہ حضور نے فرمایا: لِیَطْلُبْ کُلَّ مِنْکُمْ حَاجَةً اَعْطِیْهَا لَه، تم میں سے ہر ایک ایک مراد مانگے کہ ہم عطا فرمائیں (اس پر دس صاحبوں نے دینی حاجتیں متعلق علم ومعرفت اور تین شخصوں نے دنیوی عہدہ ومنصب کی مرادیں مانگیں جو بتفصیل مذکور ہیں)

حضور پرنور رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا:

"کُلًّا نُّمِدُّ هٰۤؤُلَآءِ وَهٰۤؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ؕ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ۝۲۰"۔	ہم ان اہل دین اور اہل دنیا سب کی مدد کرتے ہیں تیرے رب کی عطا سے، اور تیرے رب کی عطا پر روک نہیں۔

[1] بہجۃ الاسرار ذکر فصول من کلامہ مرصعا بشیئ الخ مصطفی البابی مصر ص ۵۳

خدا کی قسم! جس نے جو مانگا تھا پایا، میں نے یہ مراد چاہی تھی کہ ایسی معرفت مل جائے کہ واردات قلبی میں مجھے تمیز ہو جائے کہ یہ وارد اللہ تعالٰی کی طرف سے ہے۔ اور یہ نہیں (اوروں کو ان کی مرادیں ملنے کی تفصیل بیان کرکے فرماتے ہیں):

واما انا فان الشیخ رضی اللہ تعالٰی عنه وضع یدہ علی صدری وانا جالس بین یدیه فی مجلسه ذٰلك فوجدت فی الوقت العاجل نورا فی صدری وانا الی الاٰن افرق به بین واردا الحق والباطل وامیز به بین احوال الھدٰی والضلال وکنت قبل ذٰلك شدید القلق لالتباسھا علی[1]۔	اور میری یہ کیفیت ہوئی کہ میں حضور کے سامنے حاضر تھا، حضور نے اسی مجلس میں اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا کہ فوراً ایک نور میرے سینے میں چمکا کہ آج تک میں اسی نور سے تمیز کرلیتا ہوں کہ یہ وارد حق ہے اور یہ باطل، یہ حال ہدایت ہے اور یہ گمراہی اور اس سے پہلے مجھے تمیز نہ ہو سکنے کے باعث سخت قلق رہا کرتا تھا۔

حدیث چہارم: اور سنیے، امام ممدوح اسی کتاب جلیل میں اس سند عالی سے راوی کہ: اخبرنا ابو محمد الحسن ابن ابی عمران القرشی وابو محمد سالم بن علیا الدمیاطی قال اخبرنا الشیخ العالم الربانی شھاب الدین عمر السھروردی الحدیث یعنی ہمیں ابو محمد قرشی وابو محمد میاطی نے خبر دی، دونوں نے فرمایا کہ ہمیں شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین عمر سہروردی رضی اللہ تعالٰی عنہ سردار سلسلہ سہروردیہ نے خبر دی کہ مجھ علم کلام کا بہت شوق تھا، میں نے اس کی کتابیں از بر حفظ کرلی تھیں اور اس میں خوب ماہر ہوگیا تھا میرے عم مکرم پیر معظم حضرت سیدی نجیب الدین عبدالقاہر سہروردی رضی اللہ تعالٰی عنہ مجھ کو منع فرماتے تھے اور میں باز نہ آتا تھا ایک روز مجھے ساتھ لے کر بارگاہ غوثیت پناہ میں حاضر ہوئے، راہ میں مجھ سے فرمایا: اے عمر! ہم اس وقت اس کے حضور حاضر ہونے کو ہیں جس کا دل اللہ تعالٰی کی طرف سے خبر دیتا ہے دیکھو ان کے سامنے باحتیاط حاضر ہونا کہ ان کے دیدار سے برکت پاؤ۔

جب ہم حاضر بارگاہ ہوئے میرے پیر نے حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے عرض کی: اے میرے آقا! یہ میرا بھتیجا علم کلام میں آلودہ ہے میں منع کرتا ہوں، نہیں مانتا، حضور نے مجھ سے فرمایا: اے عمر! تم نے علم کلام میں کون سی کتاب حفظ کی ہے؟ میں نے عرض کی: فلاں فلاں کتابیں۔

[1] بہجۃ الاسرار ذکر فضول من کلامہ مرصعابشیئ الخ مصطفی البابی مصر ص۳۰و۳۱

فامریدہ علی صدری فواللہ مانزعہا وانا احفظ من تلك الکتب لفظۃ وانسانی اللہ جمیع مسائلہا ولکن وفراللہ فی صدری العلم اللدنی فی الوقت العاجل فقمت من بین یدیہ وانا انطق بالحکمۃ وقال لی یاعمر انت اخر المشہورین بالعراق. قال وکان الشیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی عنہ سلطان الطریق والتصرف فی الوجود علی التحقیق۔ حضور نے دست مبارک میرے سینے پر پھیرا، خدا تعالٰی کی قسم! ہاتھ ہٹانے نہ پائے تھے کہ مجھے ان کتابوں سے ایک لفظ بھی یاد نہ رہا، اور ان کے تمام مطالب اللہ تعالٰی نے مجھے بھلادے، ہاں! اللہ تعالٰی نے میرے سینے میں فوراً علم لدنی بھر دیا، تو میں حضور کے پاس سے علم الٰہی کا گویا ہو کر اٹھا، اور حضور نے مجھ سے فرمایا ملک عراق میں سب سے پہلے نامور تم ہوگئے یعنی تمھارے بعد عراق بھر میں کوئی اس درجہ شہرت کو نہ پہنچے گا، اس کے بعد امام شیخ الشیوخ سہروردی فرماتے ہیں حضرت شیخ عبدالقادری رضی اللہ تعالٰی عنہ بادشاہ طریق ہیں اور تمام عالم میں یقیناً تصرف فرمانے والے رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

پھر امام مذکور بسند خود حضرت شیخ نجم الدین تفلیسی رحمہ اللہ تعالٰی سے روایت فرماتے ہیں میرے شیخ حضرت شیخ الشیوخ نے مجھے بغداد مقدس میں چلے میں بٹھایا تھا، چالیسویں روز میں واقعہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت شیخ الشیوخ ایک بلند پہاڑ پر تشریف فرما ہیں اور ان کے پاس بکثرت جواہر ہیں اور پہاڑ کے نیچے انبوہ کثیر جمع ہے حضرت شیخ پیمانے بھر بھر کر وہ جواہر خلق پر پھینکتے ہیں اور لوگ ٹوٹ رہے ہیں جب جواہر کمی پر آتے ہیں خود بخود بڑھ جاتے ہیں گویا چشمے سے ابل رہے ہیں، دن ختم کرکے میں خلوت سے باہر نکلا اور حضرت شیخ الشیوخ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ جو دیکھا تھا عرض کرو۔ میں کہنے نہ پایا تھا کہ حضرت شیخ نے فرمایا: جو تم نے دیکھا وہ حق ہے۔ اور اس جیسے کتنے ہی، یعنی صرف اپنے ہی جواہر نہیں جو تم نے دیکھے، بلکہ اتنے اتنے اور بہت سے ہیں، یہ وہ جواہر ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے علم کلام کے بدلے میرے سینے میں بھر دئے ہیں[1]، رضی اللہ تعالٰی عنہم۔

اس سے بڑھ کر دلوں پر قابو اور کیا ہوگا کہ ایک ہاتھ مار کر تمام حفظ کی ہوئی کتابیں یکسر محو فرمادیں کہ نہ ان کا ایک لفظ یاد رہے اور نہ اس علم کا کوئی مسئلہ اور ساتھ ہی علم لدنی سے سینہ بھر دیں۔

حدیث پنجم: اور سنیے، امام ممدوح اسی کتاب جلیل الفتوح میں اس سند عالی سے راوی: حدثنا الشیخ الصالح ابوعبداللہ محمد بن کامل بن ابو المعالی الحسینی قال سمعت

[1] بہجۃ الاسرار ذکر فصول من کلامہ مرصعابشیئ الخ مصطفی البابی مصر ص ۳۲و۳۳

الشیخ العارف ابامحمد مفرج بن بنھان بن رکاف الشیبانی یعنی ہم سے شیخ صالح ابوعبداللہ محمد حسینی نے حدیث بیان کی کہ میں نے شیخ عارف ابومحمد مفرج کو فرماتے سنا کہ جب حضور پرنور رضی اللہ تعالٰی عنہ کا شہرہ ہوا فقہائے بغداد سے سو فقیہ کو فقاہت میں سب سے اعلٰی اور ذہین تھے، اس بات پر متفق ہوئے کہ انواع علوم سے سو مختلف مسئلے حضور سے پوچھیں، ہر فقیہ اپنا جدا مسئلہ پیش کرے تاکہ انھیں جواب سے بند کردیں، یہ مشورہ گانٹھ کر سو مسئلے الگ الگ چھانٹ کر حضور اقدس کی مجلس وعظ میں آئے، حضرت شیخ مفرج فرماتے ہیں میں اس وقت مجلس وعظ میں حاضر تھا جب وہ فقہاء آکر بیٹھ لئے حضور پرنور رضی اللہ تعالٰی عنہ نے سر مبارک جھکایا اور سینہ انور کی ایک بجلی چمکی جو کسی کو نظر نہ آئی مگر جسے خدا نے چاہا اس بجلی نے ان سب فقیہوں کے سینوں پر دورہ کیا۔ جس جس کے سینے پر گزرتی ہے وہ حسرت زدہ ہو کر تڑپنے لگتا ہے۔ پھر وہ سب فقہاء ایک ساتھ سب چلانے لگے اور اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور سر ننگے ہو کر مبنر اقدس پر گئے اور اپنے سر حضور پرنور کے قدموں پر رکھے، تمام مجلس سے ایک شور اٹھا جس سے میں نے سمجھا کہ بغداد پھر ہل گیا، حضور پرنور ان فقیہوں کو ایک ایک کرکے اپنے سینہ مبارک سے لگاتے اور فرماتے تیرا سوال یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے، یونہی ان سب کے مسائل اور ان کے جواب ارشاد فرمادئے۔

جب مجلس مبارک ختم ہوئی تو میں ان فقیہوں کے پاس گیا اور ان سے کہا: یہ تمھارا حال کیا ہوا تھا؟ بولے:

لما جلسنا فقدنا جمیع مانعرفه من العلم حتی کانه نسخ منا فلم یمر بنا قط فلما ضمنا الی صدرہ رجع الی کل منا مانزع عنه من العلم ولقد ذکرنا مسائلنا التی ھیأنا حاله وذکر فیھا اجوبته[1]۔	جب ہم وہاں بیٹھے جتنا آتا تھا دفعۃً سب ہم سے گم ہوگیا ایسا مٹ گیا کہ کبھی ہمارے پاس ہو کر نہ گزرا تھا، جب حضور نے ہمیں اپنے سینہ مبارک سے لگایا ہر ایک کے پاس اس کا چھینا ہوا علم پلٹ آیا، ہمیں وہ اپنے مسئلے بھی یاد نہ رہے تھے جو حضور کے لئے تیار کرکے لے گئے تھے۔ حضور نے وہ مسائل بھی ہمیں یاد دلائے اور ان کے وہ جواب ارشاد فرمائے جو ہمارے خیال میں بھی نہ تھے۔

اس سے یہ زیادہ قلوب پر اور کیا قبضہ درکار ہے کہ ایک آن میں اکابر علماء کو تمام عمر کا پڑھا لکھا

[1] بھجۃ الاسرار ذکر وعظہ رضی اللہ تعالٰی عنہ مصطفی البابی مصر ص۹۶

سب بھلادیں اور پھر ایک آن میں عطافرمادیں۔

حدیث ششم: اور سنیے، امام ممدوح اسی کتاب مبارک میں اس سند جلیل سے راوی کہ: اخبرنا الشیخ ابوالحسن علی بن عبداللہ الابھری وابومحمد سالم الدمیاطی اصوفی قالا سمعنا الشیخ شھاب الدین السھروردی الحدیث۔ یعنی ہمیں ابوالحسن ابہری و ابو محمد اسالم الدمیاطی الصوفی نے خبر دی، دونوں نے فرمایا کہ ہم نے حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہر وردی کو فرماتے سنا کہ میں ۵۶۰ھ میں اپنے شیخ معظم وعم مکرم سیدی نجیب الدین عبدالقادر سہر وردی کے ہمراحضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حضور حاضر ہوا، میرے شیخ نے حضور کے ساتھ عظیم ادب برتا، اور حضور کے ساتھ ہمہ تن گوش بے زبان ہو کر بیٹھے جب ہم مدرسہ نظامیہ کو واپس آئے میں نے اس ادب کا حال پوچھا۔ فرمایا:

کیف لا اتادب مع من صرفه مالکی فی قلبی وحالی وقلوب الاولیاء واحوالھم ان شاء امسکھا وان شاء ارسلھا[1]۔	میں کیونکر ان کا ادب نہ کروں جن کو میرے مالک نے دل اور میرے حال اور تمام اولیاء کے قلوب و احوال پر تصرف بخشا ہے۔ چاہیں روک لیں چاہیں چھوڑ دیں۔

کہئے قلوب پر کیسا عظیم قبضہ ہے۔

حدیث ہفتم: اور سنیے، اور سب سے اجل واعلٰی سنیے، امام ممدوح قدس سرہ، اسی کتاب عالی نصاب میں اسی سند صحیح سے روایت فرماتے ہیں کہ: حدثنا الشیخ ابومحمد القاسم بن احمد الھاشمی الحرمی، الحنبلی قال اخبرنا الشیخ ابوالحسن علی الخباز قال اخبرنا الشیخ ابوالقاسم عمر بن مسعود البزار، الحدیث۔

یعنی شیخ ابو محمد ہاشمی ساکن حرم محترم نے ہم سے حدیث بیان کی کہ انھیں عارف حضرت ابوالحسن علی خباز نے خبر دی کہ انھیں امام اجل عارف اکمل سیدی عمر بزار نے خبر دی کہ میں ۱۵ / جمادی الآخرہ ۵۵۶ھ روزہ جمعہ کو حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ہمرا جامع مسجد کو جاتا تھا، راہ میں کسی شخص نے حضور کو سلام نہ کیا، میں نے اپنے جی میں کہا سخت تعجب ہے، ہر جمعہ کو تو خلائق کا حضور پر وہ اژدحام ہوتا تھا کہ ہم مسجد تک بمشکل پہنچ پائے تھے آج کیا واقعہ ہے کہ کوئی سلام تک نہیں کرتا، یہ بات

---

[1] بھجۃ الاسرار ذکر الشیخ ابوالنجیب عبدالقاہر السھروردی مصطفی البابی مصر ص۲۳۵

ابھی میرے دل میں پوری آنے بھی نہ پائی تھی کہ حضور پر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے تبسم فرماتے ہوئے میری طرف دیکھا اور معالوگ تسلیم و مجرا کے لئے چاروں طرف سے دوڑ پڑے، یہاں تک کہ میرے اور حضور کے بیچ میں حائل ہوگئے، میں اس ہجوم میں حضور سے دور رہ گیا، میں نے اپنے جی میں کہا کہ اس حالت میں تو وہی پہلا حال اچھا تھا یعنی دولت قرب تو نصیب تھی، یہ خطرہ میرے دل میں آتے ہی معا حضور نے میرے طرف پھر کر دیکھا اور تبسم فرمایا: اور ارشاد کیا: اے عمر! تم ہی نے اس کی خواہش کی تھی، **اوما علمت ان قلوب الناس بیدی ان شئت صرفتھا عنی وان شئت اقبلت بھا الی**[1] یعنی کیا تمھیں معلوم نہیں کہ لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں چاہوں تو اپنی طرف سے پھیر دوں اور چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کرلوں، **رضی اللہ تعالٰی عنہ ورحمنا بہ وجعلنا لہ وبہ الیہ ولم یقطعنا بجاھہ لدیہ اٰمین۔**

یہ حدیث کریم (مذکورہ بالا) بعینہٖ انھیں الفاظ سے مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری نے نزہۃ الخاطر الفاتر شریف میں ذکر کی، عارب باللہ سیدی نور الملۃ والدین جامی قدس سرہ السامی نفحات الانس شریف میں اس حدیث کو لاکر ارشاد اقدس کا ترجمہ یوں تحریر فرماتے ہیں:

نادانستی کہ دلہائے مردماں بدست من است اگر خواہم دلہائے ایشاں راز خود بگردانم واگر خواہم روئے در خود کنم[2]۔	تو نہیں جانتا کہ لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہے اگر چاہوں تو ان لوگوں کے قلوب از خود پھیر دوں اور اگر چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کرلو ۱۲م۔

یہی تو اس سگ کوئے قادری غفرلہ بمولاہ نے عرض کیا تھا ع

بندہ مجبور ہے خاطر پہ ہے قبضہ تیرا

اور دو شعر بعد میں عرض کیا تھا:ـ

کنجیاں دل کی خدا نے تجھے دیں ایسی کر کہ یہ سینہ ہو محبت کا خزینہ تیرا

اس قصیدہ مبارک کے وصل چہارم میں ان اشقیاء کا رد تھا جو حضور پر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تنقیص شان کرتے ہیں، ظاہر ہے کہ ان کے ناپاک کلموں سے غلامان بارگاہ کے قلب پر کیا کچھ صدمہ نہیں پہنچتا اپنے اور اپنے خواجہ تاشوں کی تسکین کو وہ مصرع تھا جس طرح دوسری جگہ عرض کیا ہےـ

رنج اعدا کا رضا چارہ ہی کیا ہے جب انھیں آپ گستاخ رکھے حلم و شکیبائی دوست

---

[1] بھجۃ الاسرار فصول من کلامہ مرصعا بشیئ من عجائب احوالہ مصطفی البابی مصر ص ۷۶
[2] نفحات الانس من حضرات القدس ترجمہ شیخ ابو عمرو یفیفنی از انتشارات کتاب فروشی محمودی ص ۵۲۱

اور یہ اس آیہ کریمہ کا اتباع ہے کہ:

"لَوْشَآءَاللّٰہُ لَجَمَعَھُمْ عَلَی الْھُدٰی فَلَاتَکُوْنَنَّ مِنَ الْجٰھِلِیْنَ ﴿۳۵﴾"[1]	اللہ چاہتا تو سبھی کو ہدایت پر جمع فرمادیتا تو نادان نہ بن۔

اب اس کلام کو ایک حدیث مقید مسلمین و محافظ ایمان ودین پر ختم کریں، امام ممدوح قدس سرہ، فرماتے ہیں:

حدثنا الشیخ الفقیه ابوالحسن علی بن الشیخ ابو العباس احمد بن المبارك البغدادی الحریمی قال اخبرنا الفقیه الشیخ محمد بن عبدالطیف الترمسی البغدادی الصوفی قال کان شیخنا الشیخ محی الدین عبدالقادر رضی الله تعالٰی عنه اذا تکلم بالکلام العظیم یقول عقیبه بالله قولوا صدقت وانما اتکلم عن یقین لاشك فیه انما انطق فانطق واعطی فافرق واومرفافعل والعهدة علی من امرنی ولدیة علی العاقلة تکذیبکم لی سم ساعة لادیانکم وسبب لاذهاب دنیاکم واخرکم انا سیاف اناقتال و یحذرکم الله نفسه لو لالجام الشریعة علی لسانی لا خبرتکم بما تاکلون وماتدخرون فی بیوتکم انتم بین یدیّ کالقواریر یری مافی بطونکم وظواهرکم	یعنی حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ جب کوئی عظیم بات فرماتے اس کے بعد ارشاد فرماتے تم پر اللہ عزوجل کا عہد ہے کہ کہو حضور نے سچ کہا میں اس یقین سے کلام فرماتا ہوں جس میں اصلا کوئی شک نہیں میں کہلوایا جاتا ہوں تو کہتا ہوں اور مجھے عطا کرتے ہیں تو تقسیم فرماتا ہوں اور مجھے حکم ہوتا ہے تو میں کام کرتا ہوں، اور ذمہ داری اس پر ہے جس نے مجھے حکم دیا، اور خون بہا مددگاروں پر، تمھارا میری بات کو جھٹلانا تمھارے دین کے حق میں زہر ہلاہل ہے جو اسی ساعت ہلاک کردے اور اس میں تمھاری دنیاوآخرت کی بربادی ہے۔ میں تیغ زن ہوں، میں سخت کش ہوں، اور اللہ تعالٰی کی روک میری غضب سے ڈراتا ہے۔ اگر شریعت کی روک میری زبان پر نہ ہوتی تو میں تمھیں بتادیتا جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع رکھتے ہو، تم سب میرے سامنے شیشے کی طرح ہو، تمھارے فقط ظاہر ہی نہیں بلکہ جو کچھ تمھارے دلوں کے اندر ہے وہ سب ہمارے

[1] القرآن الکریم ۶/ ۳۵

لولالجام الحکم علی لسانی لنطق صاع یوسف بما فیه لکن العلم مستجیر بذیل العالم کیلا یبدئ مکنونة[1]۔ صدقت یاسیدی واللہ انت الصادق المصدوق من عند اللہ وعلی لسان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه و علیك وبارك وسلم وشرف ومجد وعظم وکرم۔	پیش نظر ہے اگر حکم الٰہی کی روک میری زبان پر نہ ہوتی تو یوسف کا پیمانہ خود بول اٹھتا کہ اس میں کیا ہے، مگر ہے یہ کہ عالم عالم کے دامن سے لپٹا ہوا پناہ مانگ رہا ہے کہ راز کی باتیں فاش نہ فرمائے۔اے میرے آقا! آپ نے سچ فرمایا۔ قسم خدا کی اللہ عزوجل کے نزدیک اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق آپ بڑے سچے ہیں، آپ پر بھی اللہ کی رحمت وبرکت اور سلام۔ ۱۲م۔

یہ مختصر عجالہ بصورت رسالہ ظاہر ہوا، اور اس میں دو مسئلوں پر کلام تھا، ایک لفظ "شہنشاہ" دوسرے یہ کہ قلوب پر سید اکرم مولائے افخم حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا قبضہ وتصرف ہے۔ لہٰذا مناسب کہ اس کا تاریخی نام فقہ شہنشاہ وان القلوب بید المحبوب بعطاء اللہ رکھا جائے۔

والحمدللہ رب العالمین، وافضل الصلوٰۃ والسلام علی افضل المرسلین واٰلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین۔اٰمین، واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

کتبـــــــــــــــــــــــــــــــہ

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ

بمحمدن المصطفی علیہ افضل التحیة والثناء

---

[1] بهجة الاسرار کلمات اخبر بها عن نفسه مصطفی البابی مصر ص ۲۴

آثار مقدسہ اور اُن سے تبرک وتوسل

رسالہ

بدرالانوار فی اٰداب الاٰثار ۱۳۲۶ھ

(آثار مقدسہ کے آداب کے بارے میں روشنیوں کا ماہِ کامل)

فصل اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ ۱۶۷: اجمیر شریف درگاہ معلٰی مرسلہ سید حبیب اللہ قادری دمشقی طرابلسی شامی ۲۸/ جمادی الآخرہ ۱۳۲۳ھ

ماقولکم دام فضلکم (اللہ تعالٰی کا ہمیشہ آپ پر فضل ہو آپ کا کیا ارشاد مبارک ہے۔ت) ایک شخص اپنے وعظ میں صاف انکار کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا کوئی تبرک اور حضور کے آثار شریفہ سے کوئی چیز اصلا باقی نہیں، نہ صحابہ کے پاس تبرکات شریفہ سے کچھ تھا نہ کبھی کسی نبی کے آثار سے کچھ تھا، امید کہ اس کا جوب بحوالہ احادیث وکتاب ارشاد ہو۔ **بینوا توجروا۔**

الجواب:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. الحمد للہ حمدا یکافئنی فضلہ وانعامہ ویحلنا برضاہ دار المقامۃ دارا ذات برکۃ وسلامۃ لامخافۃ فیہا والاسامۃ والصلوٰۃ والسلام	اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔ اللہ تعالٰی کے لئے تمام حمدیں جو مجھے اپنے فضل وانعام میں کفایت دے اور ہمیں اپنی رضا سے برکت اور سلامتی والے گھر (جنت) میں

علی نبی التھامۃ خیر من لبس الجبۃ والنعل والعمامۃ وعلی الہ وصحبہ ذوی الکرامۃ الناصحین لامتہ المبلغین احکامہ المعظمین اٰثارہ بعدہ وامامہ صلوٰۃ تنمی وتنمی الی یوم القیمۃ۔	داخل کرے جہاں خوف ہے نہ تکلیف اور صلوٰۃ وسلام تہامہ کے نبی پر جو جبہ وچپل اور عمامہ پہننے والوں میں سب سے افضل ہیں اور آپ کی آل واصحاب کرامت والوں پر جو امت کے مخلص اور ان کو احکام پہنچانے والے ہیں اور آپ کے آثار مبارکہ کی آپ کے بعد اور سامنے بھی تعظیم کرنے والے ہیں، بڑھنے والی صلوٰۃ قیامت تک بڑھتی رہے۔(ت)

امابعد، یہ فتاوٰی ہیں متعلق تبرکات شریفہ وآثار لطیفہ کہ ان کا ادب کیسا ہے اور ان کے ثبوت میں کیا دیکھا ہے اور بے سند ہوں تو کیا چاہئے اور زیارت پر نذرانہ لینے دینے مانگنے کے مسئلے جن کا فقیر سے سوال ہوا اور مجموع کا بدر الانوار فی اٰداب الآثار نام ٹھہرا، والحمدللہ رب العٰلمین والصلوٰۃ علی المولٰی والہ اجمعین۔

ایسا شخص آیات واحادیث کا منکر اور سخت جاہل خاسر یا کمال گمراہ فاجر ہے اس پر توبہ فرض ہے اور بعد اطلاع بھی تائب نہ ہو تو ضرور گمراہ بے دین ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۶﴾ فِیْهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ ۚ"[1]	بیشک سب میں پہلا گھر کہ لوگوں کے لئے مقرر فرمایا گیا وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور سارے جہان کو راہ دکھاتا اس میں کھلی نشانیاں ہیں ابراہیم کے کھڑے ہونے کا پتھر۔

جس پر کھڑے ہو کر انھوں نے کعبہ معظّمہ بنایا ان کے قدم پاک کا نشان اس میں بن گیا، اجلہ محدثین عبد بن حمید وابن جریر و ابن المنذر وابن ابی حاتم وارزقی نے امام اجل مجاہد تلمیذ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں روایت کی:

قال اثر قدمیہ فی المقام اٰیۃ بینۃ[2]۔	فرمایا کہ سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں قدم پاک کا اس پتھر میں نشان ہو جانا یہ کھلی نشانی ہے جسے اللہ عزوجل آیات بینات فرمارہا ہے۔

[1] القرآن الکریم ۳/ ۹۶

[2] جامع البیان (تفسیر ابن جریر) تحت آیۃ ۳/ ۹۶ المطبعۃ المیمنیہ مصر ۴/ ۸، تفسیر القرآن العظیم لابن ابی حاتم تحت آیۃ ۳/ ۹۶ مکتبہ نزار مکۃ المکرمۃ ۳/ ۷۱۱

تفسیر کبیر میں ہے:

الفضیلة الثانیة لهذا البیت مقام ابراهیم وهو الحجر الذی وضع ابراهیم قدمه علیه فجعل الله ماتحت قدم ابراہیم علیه الصلٰوۃ والسلام من ذٰلك الحجر دون سائر اجزائه كالطین حتی غاص فیه قدم ابراهیم علیه الصلٰوۃ والسلام وهذا مما لایقدر علیه الا الله تعالٰی۔ولا یظهره الا علی انبیاء،ثم لما رفع ابراهیم علیه الصلٰوۃ والسلام قدمه عنه خلق فیه الصلٰوبة الحجریة مرة اخری،ثم انه تعالٰی ابقی ذٰلك الحجر علی سبیل الاستمرار والدوام فهذه انواع من الاٰیات العجیبة و المعجزات الباهرة اظهرها الله تعالٰی فی ذٰلك الحجر[1]۔	یعنی کعبہ معظّمہ کی ایک فضیلت مقام ابراہم ہے یہ وہ پتھر ہے جس پر ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا قدم مبارک رکھا تو جتنا ٹکڑا ان کے زیر قدم آیا تر مٹی کی طرح نرم ہوگیا یہاں تک کہ ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کا قدم مبارک اس میں پیر گیا اور یہ خاص قدرت الٰہیہ و معجزہ انبیاء ہے پھر جب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قدم اٹھایا اللہ تعالٰی نے دوبارہ اس ٹکڑے میں پتھر کی سختی پیدا کردی کہ وہ نشان قدم محفوظ رہ گیا پھر اسے حق سبحنہ نے مدتہا مدت باقی رکھا تو یہ اقسام اقسام کے عجیب وغریب معجزے ہیں کہ اللہ تعالٰی نے اس پتھر میں ظاہر فرمائے۔

ارشادالعقل السلیم میں ہے:

ان كل واحد من اثر قدمیه فی صخرة صماء و غوصه فیها الی الكعبین والانة بعض الصخور دون بعض و ابقائه دون سائر اٰیات الانبیاء علیهم الصلٰوۃ و السلام وحفظه مع كثرة الاعداء طوف سنة اٰیة مستقلة[2]۔	یعنی اس ایک پتھر کو مولٰی تعالٰی نے متعدد آیات فرمایا اس لئے کہ اس میں ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نشان قدم ہوجانا ایک اور ان کے قدموں کا گٹوں تک اس میں پیر جانا دو اور پتھر کا ایک ٹکڑا نرم ہوجانا باقی کا اپنے حال پر رہنا تین اور معجزات انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم میں اس معجزے کا باقی رکھنا چار اور باوصف کثرت اعداء ہزاروں برس اس کا محفوظ رہنا پانچ، یہ ہر ایک بجائے خود ایک آیت معجزہ ہے۔

[1] مفاتیح الغیب(التفیسر الکبیر) تحت آیۃ۳/ ۹۶ المطبعۃ البہیۃ المصریۃ مصر۸/ ۱۵۵

[2] ارشاد العقل السلیم تحت آیۃ ۳/ ۹۶ دار احیاء التراث العربی بیروت الجزء الثانی ۶۱

مولٰی سبحانہ تعالٰی فرماتا ہے:

"قَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖۤ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ بَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَ اٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓىٕكَةُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۴۸﴾ "[1]	بنی اسرائیل کے نبی شمویل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے فرمایا کہ سلطنت طالوت کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمھارے پاس تابوت جس میں تمھارے رب کی طرف سے سکینہ ہے اور موسٰی وہارون کے چھوڑے ہوئے تبرکات ہیں، فرشتے اسے اٹھا کر لائیں، بے شک اس میں تمھارے لئے عظیم نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

وہ تبرکات کیا تھے، موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عصا اور ان کی نعلین مبارک اور ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عمامہ مقدسہ وغیرہا، ان کی برکات تھیں کہ بنی اسرائیل اس تابوت کو جس لڑائی میں آگے کرتے فتح پاتے اور جس مراد میں اس سے توسل کرتے اجابت دیکھتے، ابن جریر وابن ابی حاتم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، قال:

وبقیۃ مماترک اٰل موسٰی عصاہ ورضاض الالواح۔[2]	تابوت سکینہ میں تبرکات موسویہ سے ان کا عصا تھا اور تختیوں کی کرچیں۔

وکیع بن الجراح وسعید بن منصور وعبد بن حمید وابن ابی حاتم وابوصالح تلمیذ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، قال:

کان فی التابوت عصا موسٰی وعصا ھٰرون وثیاب موسٰی وثیاب ہرون ولوحان من التوراۃ والمن وکلمۃ الفرج لا الٰہ الا اللہ الحلیم الکریم و سبحٰن اللہ رب السمٰوت السبع ورب العرش العظیم والحمدللہ رب العالمین[3]۔	تابوت میں موسٰی وہارون علیہما الصلوٰۃ والسلام کے عصاء اور دونوں حضرات کے ملبوس اور توریت کی دو تختیاں اور قدرے من کہ بنی اسرایل پر اترا اور یہ دعائے کشائش لا الٰہ الا اللہ الحلیم الکریم الخ۔

معالم التنزیل میں ہے:

[1] القرآن الکریم ۲/ ۲۴۸

[2] جامع البیان (تفسیر ابن جریر) تحت آیۃ ۲/ ۲۴۸ المطبعۃ الیمنیۃ مصر ۲/ ۳۶۶

[3] تفسیر القرآن العظیم لابن ابی حاتم حدیث ۲۴۸۵، ۲۴۸۶ مکتبۃ نزار مکۃ المکرمہ ۲/ ۴۷۰

کان فیہ عصاموسٰی ونعلاہ وعمامۃ ھرون وعصاہ الخ[1]۔	تابوت میں موسٰی علیہ الصلوۃ والسلام کا عصا اور ان کی نعلین اور ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عمامہ و عصا الخ (ت)

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے:

ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دعا بالحلاق وناول الحالق شقہ الایمن فحلقہ ثم دعا اباطلحۃ الانصاری فاعطاہ ایاہ ثم ناول الشق الایسر فقال احلق فحلقہ فاعطاہ اباطلحۃ فقال اقسمہ بین الناس[2]۔	یعنی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حجام کو بلا کر سر مبارک کے داہنی جانب کے بال مونڈنے کا حکم فرمایا پھر ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بلا کر وہ سب بال انھیں عطا فرمادئے پھر بائیں جانب کے بالوں کو حکم فرمایا اور وہ ابو طلحہ کو دئے کہ انھیں لوگوں میں تقسیم کردو۔

صحیح بخاری شریف کتاب اللباس میں عیسٰی بن طہمان سے ہے:

قال اخرج الینا انس بن مالك رضی اللہ تعالٰی عنہ نعلین لھما قبالان فقال ثابت البنانی ہذا نعل النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم[3]۔	انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ دو نعل مبارک ہمارے پاس لائے کہ ہر ایک میں بندش کے دو تسمے تھے ان کے شاگرد رشید ثابت بنانی نے کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نعل مقدس ہے۔

صحیحین میں ابوبردہ سے ہے:

قال اخرجت الینا عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا کساء ملبدا وازارا غلیظا فقالت قبض روح رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی	ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے ایک رضائی یا کمبل اور ایک موٹا تہبند نکال کر ہمیں دکھایا اور فرمایا کہ وقت وصال اقدس حضور پرنور

[1] معالم التنزیل علی ہامش تفسیر الخازن تحت آیۃ ۲/ ۲۴۸ مصطفی البابی مصر ۱/ ۲۵۷

[2] صحیح مسلم کتاب الحج باب بیان ان السنۃ یوم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۲۱

[3] صحیح البخاری کتاب الجہاد قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۳۸، صحیح البخاری کتاب اللباس قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۷۱

علیہ وسلم فی ھٰذین [1]۔	صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے یہ دو کپڑے تھے۔

صحیح مسلم شریف میں حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے:

انھا اخرجت جبة طیالسیة کسروانیة لھا لبنة دیباج وفرجیھا مکفوفین بالدیباج وقالت ہذہ جبة رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کانت عند عائشة فلما قبضت قبضتھا وکان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یلبسھا فنحن نغسلھا للمرضی نستشفی بھا [2]۔	یعنی انھوں نے ایک اُونی جبہ کسروانی ساخت نکالا، اس کی پلیٹ ریشمین تھی اور دونوں چاکوں پر ریشم کا کام تھا اور کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا جبہ ہے ام المومنین صدیقہ کے پاس تھا ان کے انتقال کے بعد میں نے لے لیا نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اسے پہنا کرتے تھے تو ہم اسے دھو دھو کر مریضوں کو پلاتے اور اس سے شفا چاہتے ہیں۔

صحیح بخاری میں عثمٰن بن عبداللہ بن موہب سے ہے:

قالت دخلت علی ام سلمة فاخرجت الینا شعرا من شعر النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مخضوبا [3]۔	میں حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے خدمت میں حاضر ہوا انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے موئے مبارک کی ہمیں زیارت کرائی اس پر خضاب کا اثر تھا۔

یہ چند احادیث خاص صحیحین سے لکھ دیں اور یہاں احادیث میں کثرت اور اقوال ائمہ کا تواتر بشدت اور مسئلہ خود واضح، اور اس کا انکار جہل فاضح ہے لہٰذا صرف ایک عبارت شفاء شریف پر اقتصار کریں، فرماتے ہیں:

ومن اعظامہ واکبارہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اعظام جمیع اسبابہ ومالمسہ اوعرف بہ وکانت فی	یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تعظیم کا ایک جزیہ بھی ہے کہ جس چیز کو حضور سے کچھ علاقہ ہو حضور کی طرف منسوب ہو حضور نے اُسے

[1] صحیح بخاری کتاب الجہاد ۱/ ۴۳۸ و کتاب اللباس باب الاکسیہ والخماص ۲/ ۸۶۵ قدیمی کتب خانہ کراچی، صحیح مسلم کتاب اللباس باب التواضع فی اللباس قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۴۔۱۹۳

[2] صحیح مسلم کتاب اللباس باب تحریم استعمال اناء الذہب والفضة الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۹۰

[3] صحیح البخاری باب یذکر فی الشیب قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۷۵

قلنسوۃ خالد بن الولید رضی اللہ تعالٰی عنہ شعرات من شعرہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فسقطت قلنسوتہ فی بعض حروبہ فشد علیہا شدۃ انکر علیہ اصحاب النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کثرۃ من قتل فیہا فقال لم افعلہا بسبب القلنسوۃ بل لما تضمنتہ من شعرہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لئلا اسلب برکتہا وتقع فی ایدی المشرکین ورأی ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما واضعایدہ علی مقعد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من المنبر ثم وضعہا علی وجہہ[1] (ملخصًا) اللھم ارزقنا حب حبیبك وحسن الادب معہ ومع اولیائہ اٰمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وبارك وسلم وعلیھم اجمعین۔	چھوا ہو یا حضور کے نام پاک سے پہچانی جاتی ہو اس سب کی تعظیم کی جائے خالد بن ولید رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ٹوپی میں چند موئے مبارک تھے کسی لڑائی میں وہ ٹوپی گر گئی خالد رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس کے لئے ایسا شدید حملہ فرمایا جس پر اور صحابہ کرام نے انکار کیا اس لئے کہ اس شدید وسخت حملہ میں بہت مسلمان کام آئے خالد رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا میرا یہ حملہ ٹوپی کے لئے نہ تھا بلکہ موئے مبارک کے لئے تھا کہ مبادا اس کی برکت میرے پاس نہ رہے اور وہ کافروں کے ہاتھ لگیں اور ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو دیکھا گیا کہ منبر اطہر سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں جو جگہ جلوس اقدس کی تھی اسے ہاتھ سے مس کرکے وہ ہاتھ اپنے منہ پر پھیر لیا۔ (ملخصًا) اے اللہ! ہمیں اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے کرام کی محبت اور حسن ادب نصیب فرما۔ آمین! (ت)

خالد بن ولید کی حدیث ابویعلٰی اور عبداللہ بن عمر کی حدیث ابن سعد نے طبقات میں روایت کی۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

فصل دوم

مسئلہ ۱۶۸: از بستی مرسلہ مولوی مفتی عزیز الحسن صاحب رجسٹرار ۹/ شوال ۱۳۱۰ھ

جناب مولانا سراپا فیض مجسم علم وحلم، معظم ومکرم دام مجدہم، پس از سلام مسنون باعث تکلیف آنجناب یہ ہے کہ ایک شخص برکت آثار بزرگان سے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ بزرگوں کے خرقہ وجبّہ

[1] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل ومن اعظامہ واکبارہ الخ عبدالتواب اکیڈمی بوہڑ گیٹ ملتان ۲/ ۴۴

وغیرہما سے کوئی برکت حاصل نہیں ہوتی، چونکہ وہ پڑھے لکھے ہیں یہ امر قرار پایا ہے کہ اگر سو برس سے قبل کے کسی عالم نے اپنی کتاب میں اس برکت کو تحریر کیا ہو تو میں مان لوں گا، آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے جبہ وغیرہ میں گفتگو نہیں ہے۔والسلام۔

الجواب:

برکت آثار بزرگان سے انکار آفتاب روشن کا انکار ہے معہذا جب برکت آثار شریفہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور پر ظاہر کہ اولیاء وعلماء حضور کے ورثاء ہیں تو ان کے آثار میں برکت کیوں نہ ہوگی کہ آخر وارث برکات ووارث ایراث برکات ہیں، فقیر غفراللہ تعالٰی کہ اتمام حجت کے لئے چند عبارات ائمہ وعلماء کہ وہ سب آج سے سو برس پہلے اور بعض پانسو چھ سو برس پہلے کے تھے حاضر کرتا ہے۔ کتب مطبوعہ کا نشان جلد وصفحہ بھی ظاہر کردیا جائے گا، کہ مراجعت میں آسانی ہو،

(۱) امام اجل زکریا نووی جن کی ولادت باسعادت ۶۳۱ھ اور وفات شریف ۶۷۷ھ میں ہوئی شرح صحیح مسلم شریف میں زیر حدیث عتبان بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ: **انی احب ان تاتینی وتصلی فی منزلہ فاتخذہ المصلی** (میری تمنا ہے کہ آپ میرے گھر تشریف لاکر کسی جگہ نماز پڑھ لیں تاکہ میں اس جگہ کو نماز پڑھنے کے لئے متعین کرلوں۔ت) فرماتے ہیں:

فی ہذا الحدیث انواع من العلم وفیہ التبرك بأثار الصالحین وفیہ زیارۃ العلماء والصلحاء، والکبار و اتباعھم وتبریکھم ایاھم [1]۔	اس حدیث میں کئی قسم کے علوم ومعارف ہیں اور اس میں بزرگان دین کے آثار سے تبرک اور علماء صلحاء،اور بزرگوں اور ان کے متبعین کی زیارت اور ان سے برکات کا حصول ثابت ہے۔(ت)

(۲) نیز اسی حدیث کے نیچے لکھتے ہیں:

فی حدیث عتبان فی ہذا فوائد کثیرۃ منھا التبرك بالصالحین واٰثارھم والصلوٰۃ فی المواضع التی صلوا بھا وطلب التبریك منھم [2]۔	حضرت عتبان رضی اللہ تعالٰی عنہ کی اس حدیث میں بہت فوائد ہیں ان میں سے صالحین اور ان کے آثار سے تبرک اور ان کی جائے نماز پر نماز اور ان سے تبرکات حاصل کرنا ثابت ہے۔(ت)

---

[1] المنہاج لشرح صحیح مسلم بن الحجاج کتاب الایمان باب الدلیل علی ان من رضی باللہ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۷

[2] المنہاج لشرح صحیح مسلم بن الحجاج کتاب المساجد باب الرخصۃ فی التخلف عن الجماعۃ لعذر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۳۳

(۳) اسی میں زیر حدیث ابو جحیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ **فخرج بلال بوضوئه فمن نائل و ناضح** (حضرت بلال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے وضو کا بچا ہوا پانی لے کر باہر نکلے لوگوں نے اس پانی کو مل لیا، کسی کو پانی مل گا اور کسی نے اس پانی کو چھڑک لیا۔ت) فرمایا:

فیه التبرك باٰثار الصالحین واستعمال فضل طهورهم وطعامهم وشرابهم ولباسهم [1]۔	اس حدیث سے بزرگان دین کے آثار سے تبرک حاصل کرنا ثابت ہوتا ہے اور اس کے وضو سے بچے ہوئے پانی طعام مشروب اور لباس کے استعمال سے برکت حاصل ہونا ثابت ہے۔(ت)

(۴) اسی میں زیر حدیث انس رضی اللہ تعالٰی **مایوتی باناء الا غمس یدہ فیه** (مدینہ کے خدام پانی سے بھرے ہوئے اپنے اپنے برتن لے کر آتے حضور ہر برتن میں اپنا ہاتھ ڈبو دیتے۔ت) فرمایا:

فیه التبرك باٰثار الصالحین [2]۔	اس میں صالحین کے آثار سے تبرک ثابت ہے۔(ت)

(۵) اسی میں زیر حدیث ابوایوب رضی اللہ تعالٰی عنہ **اکل منه وبعث بفضلة الی** (طعام سے کھایا اور بقیہ میری طرف بھیج دیا۔ت) فرمایا:

قال العلماء فی هذه انه یستحب للاٰکل والشارب ان یفضل مما یاکل ویشرب فضلة لیواسی بها من بعده لاسیما ان کان ممن یتبرك بفضلته [3]۔	علماء کرام نے فرمایا اس میں فائدہ ہے کہ کھانے اور پینے والے کو مستحب ہے کہ اپنے کھانے پینے سے کچھ بچا رکھے تاکہ دوسرے حصہ پائیں خصوصا ایسے لوگوں جن کے بچے ہوئے سے تبرک حاصل کیا جاتا ہو۔(ت)

(۶) اسی میں زیر حدیث سائل عن موضع اصابعہ **فیتتبع موضع اصابعه** (آپ کی انگشت مبارک کے مقام سے متعلق پوچھتے تو آپ کی انگشت مبارک کی جگہ تلاش کرتے۔ت) فرمایا:

فیه التبرك باٰثار الخیر فی الطعام وغیرہ [4]۔	اس میں آثار صالحین سے تبرک طعام وغیرہ میں ثابت ہے۔(ت)

---

[1] المنهاج لشرح صحیح مسلم بن الحجاج کتاب الصلٰوۃ باب سترۃ المصلی الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۹۶

[2] المنهاج لشرح صحیح مسلم بن الحجاج کتاب الفضائل باب قربه صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم من الناس قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۵۶

[3] المنهاج لشرح صحیح مسلم بن الحجاج کتاب الاشربه باب اباحة اکل الثوم الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۸۳

[4] المنهاج لشرح صحیح مسلم بن الحجاج کتاب الاشربه باب اباحة اکل الثوم الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۸۳

(۷) امام احمد بن محمد قسطلانی متوفی ۹۲۳ھ ارشادالساری شرح صحیح البخاری میں زیر حدیث ابوجحیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فجعل الناس یتمسحون بوضوئہ فرماتے ہیں:

استنبط منه التبرك بما يلامس اجساد الصالحين[1]۔	اس میں صالحین کے اجسام سے مس کرنیوالی چیز سے تبرک کا ثبوت ہے۔(ت)

(۸) اسی میں زیر حدیث انی واللہ ماسألته لالبسها انما سألته لتكون كفنی فرمایا:

فيه التبرك بأثار الصالحين قال اصحابنا لاينذب ان يعد نفسه كفنا الا ان يكون من اثرذی صلاح فحسن اعمادہ کما ھنا[2] انتهى ملخصا۔	اس میں آثار صالحین سے تبرک کا ثبوت ہے۔ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ کسی صالح کے اثر والا کفن اپنے لئے تیار کرنا بہترین کفن جیسے یہاں حدیث میں ہے انتہی ملخصا۔(ت)

(۹) مولنا علی قاری مکی متوفی ۱۰۱۴ھ نے مرقاۃ شرح مشکوۃ میں اس حدیث سنن نسائی کے نیچے کہ طلق بن علی رضی اللہ تعالٰی عنہ بقیہ آب وضوئے حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حضور سے مانگ کر اپنے ملک کو لے گئے یہ فائدہ لکھ کر کہ:

فيه التبرك بفضله صلى الله تعالٰى عليه وسلم ونقله الى البلاد نظيره ماء زمزم۔	اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے استعمال سے بچی ہوئی چیز سے تبرک حاصل کرنا اور اسے دوسرے شہروں میں لے جانا آب زمزم کی نظیر ہے۔(ت)

فرمایا:

ويوخذ من ذلك ان فضلة وارثيه من العلماء و الصلحاء کذٰلک[3]۔	اور اس سے اخذ ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وارثوں علماء وصلحاء کا بچا ہوا بھی اسی طرح متبرک ہے۔(ت)

(۱۰) مولٰنا شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۲۵ھ نے اشعۃ اللمعات میں فرمایا:

دریں حدیث استحباب است بہ بقیہ آب وضوے وپس ماندہ آنحضرت ونقل آں بلادو	اس حدیث میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وضو سے بچا ہوا پانی اور دیگر پسماندہ اشیاء کا متبرک ہونا

[1] ارشاد الساری شرح صحیح البخاری ابواب سترۃ المصلی باب السترۃ بمکۃ دار الکتاب العربی بیروت ۱/ ۴۶۷

[2] ارشاد الساری شرح صحیح البخاری ابواب الجنائز باب من استعد الکفن فی زمن نبی دار الکتاب العربی بیروت ۲/ ۳۹۶

[3] مرقاۃ المفاتیح باب المساجد مواضع الصلوٰۃ افضل الثانی مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۲/ ۴۲۰

مواضع بعیدہ مانندآب زمزم وآنحضرت چوں در مدینہ مے بودآب زمزم رااز حاکم مکہ مے طلبید وتبرک مے ساخت وفضلہ وارثان اوکہ علماء وصلحاء اند وتبرک بآثار وانوار ایشاں ہم بریں قیاس ست [1]۔	اور ان کو دوسرے بعید شہروں میں منتقل کرنے کی نظیر آب زمزم شریف ہے۔جب آپ مدینہ منورہ میں تھے توآپ حاکم مکہ سے اب زمزم طلب فرماتے اور متبرک بناتے اور آپ کے وارث علماء وصلحاء کی بچی ہوئی چیز اور ان کے آثار وانوار کا اسی پر قیاس ہے۔(ت)

(۱۱) امام علامہ احمد بن محمد مصری مالکی معاصر شیخ محقق دہلوی نے کتاب مستطاب فتح المتعال فی مدح خیر النعال میں امام اجل خاتمۃ المجتہدین ابوالحسن علی بن عبدالکافی سبکی شافعی متوفی ۷۵۶ء کا ایک کلام نفیس تبرک بہ آثار امام شیخ الاسلام ابوزکریا نووی قدست اسرارہم میں نقل فرمایا:

وھذا لفظ حکی جماعۃ من الشافعیۃ ان الشیخ العلامۃ تقی الدین ابا الحسن علیا السبکی الشافعی لما تولی تدریس دارالحدیث بالاشرافیۃ بالشام بعد وفاۃ الامام النووی احد من یفتخر بہ المسلمون خصوصاً الشافعیۃ انشد لنفسہ۔ وفی دارالحدیث لطیف معنی الی بسط لھا اصبو واٰوی لعلی ان امس بحر وجھی مکانامسہ قدم النواوی واذاکان ہذا فی اٰثار من ذکر فمابالك باٰثار من شرف	اس بات کو شوافع کی ایک جماعت نے حکایت کیا ہے کہ علامہ شیخ تقی الدین ابوالحسن علی سبکی شافعی جب شام میں امام نووی کی وفات کے بعد مدرسہ اشرفیہ کے شیخ الحدیث کے منصب پرت فائز ہوئے توانھوں نے اپنے متعلق یہ پڑھا: دارالحدیث میں ایک لطیف معنی سے بسط کی طرف اشارہ ہے جس کی طرف میں مائل اور راجع ہوں یہ کہ ہوسکتا ہے کہ محبت کی شدت میں اس جگہ کو اپنے چہرے سے مس کروں جس کو امام نووی کے قدموں نے مس کیا ہے جب یہ مذکور حضرات کے آثار کا معاملہ ہے تو اس ذات کے آثار کے متعلق تیرا حال کیا ہوگا جس ذات سے سب نے

[1] اشعۃ اللمعات باب المساجد مواضع الصلوٰۃ الفصل الثانی مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۳۱

الجمیع بہ[1]۔	شرف پایا۔(ت)

(۱۲) شاہ ولی اللہ دہلی متوفی ۱۱۷۴ھ فیوض الحرمین صفحہ ۲۰ میں لکھتے ہیں:

من اراد ان یحصل لہ ماللملاء السافل من الملئکۃ فلا سبیل الی ذٰلك الا الاعتصام بالطھارۃ و الحلول بالمساجد القدیمۃ التی صلی فیھا جماعات من الاولیاء الخ[2]۔	جو شخص ملاء سافل کے فرشتوں کا مقام چاہتا ہے اس کی صرف یہی صورت ہے کہ وہ طہارت اور قدیم مساجد جہاں اولیائے کرام نے نماز پڑھی ہو، میں داخل ہونے کا التزام کرے الخ۔ (ت)

(۱۳) اسی میں ہے ص ۴۹:

ان الانسان اذا صار محبوبا فکان منظورا للحق و للملاء الاعلی عروساجمیلا فکل مکان حل فیہ انعقدت و تعلقت بہ ہمم الملاء الاعلی وان ساق الیہ افواج الملئکۃ وامواج النور لاسیما اذا کانت ہمتہ تعلقت بھذا المکان والعارف الکامل معرفۃ وحالا لہ ھمۃ یحل فیھا نظر الحق یتعلق باھلہ ومالہ وبیتہ و نسلہ ونسبہ وقرابتہ واصحابہ یشمل المال والجاہ وغیرہا ویصلحھا فمن ذٰلك تمیزت مأثر الکمل من ماثر الکمل من ماثر غیرھم[3]۔	تحقیق جب انسان محبوب بن جاتا ہے تو وہ حق تعالٰی کا منظور اور ملاء اعلٰی کا خوب صورت دولھا بن جاتا ہے تو وہ جس مکان میں ہوتا ہے وہاں ملاء اعلی، کی ہمتیں مرکوز ہو جاتی ہیں اور فرشتوں کی فوج اور نور کی امواج اس جگہ وارد ہوتی ہیں خصوصا وہ مکان جہاں اس کی ہمت مرکوز ہوتی ہے اور معروف میں کامل عارف کی ہمت میں حق تعالٰی کی نظر رحمت مرکوز ہوتی ہے جس کا عارف کے اہل مال، گھر، نسل ونسب، قرابت اور اس کے اصحاب سے یوں تعلق ہوتا ہے کہ اس سے متعلق ہر چیز کو وہ تعلق شامل ہو جاتا ہے اسی بناء پر لوگوں کے آثار کامل اور غیر کامل حضرات کے آثار سے ممتاز ہوتے ہیں (ت)

[1] فتح المتعارف فی مدح خیر النعال

[2] فیوض الحرمین (مترجم اردو) مشہد ۵ محمد سعید اینڈ سنز کراچی ص ۶۲

[3] فیوض الحرمین (مترجم اردو) مشہد ۲۰ محمد سعید اینڈ سنز کراچی ص ۳۹۔۱۳۸

(۱۴) اسی میں ہے ص ۵۷:

ان تام المعرفة لروحه تحديق و غاية بكل شيئ من طريقته ومذهبه وسلسلته ونسبه وقرابته وكل ما يليه وينسب اليه وعنايته هذه يختلف بها عناية الحق[1]۔	بیشک تمام معرفت والے کی روح کو اپنے متعلق ہر چیز طریقہ، مذہب، سلسلہ، نسب وقرابت بلکہ اس کی طرف ہر منسوب پر نظر واہتمام ہوتا ہے جس کی وجہ سے حق تعالٰی کی عنایت اس کو شامل ہو جاتی ہے۔(ت)

(۱۵) یہی شاہ صاحب ہمعات میں لکھتے ہیں:

ازینجاست حفظ اعراس مشائخ و مواظبت زیارت قبور ایشاں والتزام فاتحہ خواندن وصدقہ دادن برائے ایشاں واعتنائے تمام کردن بہ تعظیم آثار واولاد ومنتبان ایشاں[2]۔	اسی وجہ سے مشائخ کے عرس ان کے قبروں کی زیارت، ان کے لئے فاتحہ خوانی اور صدقات کا اہتمام والتزام ضروری ہو جاتا ہے اور ان کے آثار واولاد اور جو چیز ان کی طرف منسوب ہو ان کی تعظیم کا مکمل اہتمام لازم قرار پاتا ہے۔(ت)

(۱۶) انھیں شاہ صاحب کی انفاس العارفین میں ہے:

در حرمین شخصے از بزرگان خود کلاہ حضرت غوث الثقلین تبرک یافتہ بود شبے در واقعہ حضرت غوث الاعظم رادید کہ می فرمایند ایں کلاہ بہ ابوالقاسم اکبر آبادی برساں آں شخص برائے امتحان یک جبہ قیمتی ہمراہ آں کلاہ کردہ گرفت کہ ایں ہر دو تبرک حضرت غوث الاعظم ہستند حکم شد کہ بشمار سانم حضرت شاں بسیار خوش شد گرفتند آن شخص گفت کہ برائے شکر حصول ایں تبرک اہل شہر را	حرمین شریفین میں ایک ایسا شخص مقیم تھا جسے حضرت غوث الاعظم کی کلاہ مبارک تبرکا سلسلہ وار اپنے آباء واجداد سے ملی ہوئی تھی جس کی برکت سے وہ شخص حرمین شریفین کے نواح میں عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور شہرت کی بلندیوں پر فائز تھا ایک رات حضرت غوث الاعظم کو (کشف میں) اپنے سامنے موجود پایا جو فرمارہے تھے کہ یہ کلاہ ابو القاسم اکبر آبادی تک پہنچادو، حضرت غوث اعظم کا

[1] فیوض الحرمین (مترجم اردو) مشہد ۲۶ محمد سعید اینڈ سنز کراچی ص ۱۶۱، ۱۶۲

[2] ہمعات ہمہ ۱۱ اکادیمہ الشاہ ولی اللہ الدہلوی حیدر آباد ص ۵۸

دعوت کنید فرمودند کہ وقت صبح بیائید مردمان بسیار بوقت صبح آمدند طعامہائے خوب خوردند وفاتحہ خواندند بعد آں پرسیدند کہ شمار مرد فقیر ہستید ایں قدر طعام از کجا آمد فرمود کہ جبہ رافروختم و تبرک را نگاہداشتم ہمہ گفتند کہ للہ الحمد کہ تبرک بمستحق رسید[1]۔	یہ فرمان سن کر اس شخص کے دل میں آیا کہ اس بزرگ کی تخصیص لازما کوئی سبب رکھتی ہے، چنانچہ امتحان کی نیت سے کلاہ مبارک کے ساتھ ایک قیمتی جبہ بھی شامل کرلیا اور پوچھ گچھ کرتے حضرت خلیفہ کی خدمت میں جا پہنچا اور ان سے کہا کہ یہ دونوں تبرک حضرت غوث اعظم کے ہیں اور انھوں نے مجھے خواب میں حکم دیا ہے کہ یہ تبرکات ابوالقاسم اکبر آبادی کو دے دو، یہ کہہ کر تبرکات ان کے سامنے رکھ دئے، خلیفہ ابوالقاسم نے تبرکات قبول فرماکر انتہائی مسرت کا اظہار کیا، اس شخص نے کہا یہ تبرک ایک بہت بڑے بزرگ کی طرف سے عطا ہوئے ہیں لہٰذا اس شکریے میں ایک بڑی دعوت کا انتظام کرکے رؤسائے شہر کو مدعو کیجئے، حضرت خلیفہ نے فرمایا کل تشریف لانا ہم کافی سارا طعام تیار کرائیں گے آپ جس جس کو چاہیں بلالیجئے، دوسرے روز علی الصباح وہ درویش روسائے شہر کے ساتھ آیا دعوت تناول کی اور فاتحہ پڑھی فراغت کے بعد لوگوں نے پوچھا کہ آپ تو متوکل ہیں ظاہری سامان کچھ بھی نہیں رکھتے، اس قدر طعام کہاں سے مہیا فرمایا؟ فرمایا کہ اس قیمتی جبے کو بیچ کر ضروری اشیاء خریدی ہیں، یہ سن کر وہ شخص چیخ اٹھا کہ میں نے اس فقیر کو اہل اللہ سمجھا تھا مگر یہ تو مکار ثابت ہوا، ایسے تبرکات کی قدر اس نے نہ پہچانی، آپ نے فرمایا چپ رہو جو چیز تبرک تھی وہ میں نے محفوظ کرلی ہے اور جو سامان امتحان تھا ہم نے اسے بیچ کر دعوت شکرانہ کا انتظام کرڈالا، یہ سن کر وہ شخص متنبہ ہوگیا اور اس نے تمام اہل مجلس پر ساری حقیقت حال کھول دی جس پر سب نے کہا کہ الحمدللہ تبرک اپنے مستحق تک پہنچ گیا۔ (ت)

اسی طرح صدہا عبارات ہیں جس کے حصر واستقصاء میں محل طمع نہیں، یہ سب ایک طرف فقیر غفراللہ تعالٰی لہ حدیث صحیح سے ثابت کرے کہ خود حضور پر نور سید یوم النشور افضل صلوات اللہ تعالٰی واجل تسلیمات علیہ وعلٰی آلہ وذریاتہ آثار مسلمین سے تبرک فرماتے۔ وللہ الحجۃ البالغۃ۔ طبرانی معجم اوسط اور ابونعیم حلیہ میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی:

قال کان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم	یعنی حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

[1] انفاس العارفین (مترجم اردو) قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور ص ۷۷

يبعث للمطاہر فيوتی بالماء فيشربه يرجو به بركة ايدی المسلمين [1]۔	مسلمانوں کی طہارت گاہوں مثل حوض وغیرہ سے جہاں اہل اسلام وضو کیا کرتے پانی منگا کر نوش فرماتے اور اس سے مسلمانوں کے ہاتھوں کی برکت لینا چاہتے، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعلٰی آلہ وصحبہ وبارک وکرم۔

علامہ عبدالرؤف مناوی تیسیر ج ۲ ص ۲۶۹، پھر علامہ علی بن احمد عزیزی سراج المنیر ج ۳ ص ۷ ۱۴ شروح جامع صغیر میں اس حدیث کی نسبت فرماتے ہیں: باسناد صحيح [2] (صحیح اسناد کے ساتھ ہے۔ت) علامہ محمد حفنی اپنی تعلیقات علی الجامع میں فرماتے ہیں:

يرجو به بركة الخ لانهم محبوبون لله تعالٰی بدليل ان الله يحب التوابين ويحب المتطهرين [3]۔	یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بقیہ آب وضوئے مسلمین میں اس وجہ سے امید برکت رکھتے کہ وہ محبوبان خدا ہیں۔ قرآن عظیم میں فرمایا بیشک اللہ دوست رکھتا ہے توبہ کرنے والوں کو اور دوست رکھتا ہے طہارت والوں کو۔

اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اعلٰی واجل واکبر، یہ حضور پر نور سید المبارکین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہیں جن کی خاک نعلین پاک تمام جہانوں کے لئے تبرک دل وجان وسرمہ چشم دین وایمان ہے وہ اس پانی کو جس میں مسلمانوں کے ہاتھ دھلے تبرک ٹھہرائیں اور اسے منگا کر بغرض حصول برکت نوش فرمائیں حالانکہ واللہ مسلمانوں کے دست وزبان ودل وجان میں جو برکتیں ہیں سب انھیں نے عطا فرمائیں، انھیں کی نعلین پاک کے صدقے میں ہاتھ آئیں، یہ سب تعلیم امت وتنبیہ مشغولان خواب غفلت کے لئے تھا کہ یوں نہ سمجھیں تو اپنے مولٰی وآقا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا فعل سن کر بیدار اور برکت آثار اولیاء وعلماء کے طلبگار ہوں، پھر کیسا جاہل ومحروم ونافہم ملوم کہ محبوبان خدا کے آثار کو تبرک نہ جانے اور اس سے حصول برکت نہ مانے

[1] المعجم الاوسط حدیث ۷۹۸ مکتبہ المعارف ریاض ۱/ ۴۴۳

[2] التيسير لشرح الجامع الصغير تحت حديث مذكور مكتبة الامام الشافعی رياض ۲/ ۲۶۹، السراج المنير شرح الجامع الصغير تحت حديث مذكور المطبعة الازہرية المصرية مصر ۳/ ۱۵۱

[3] تعليقات للحفنی علی ہامش السراج المنير المطبعة الازہرية المصرية مصر ۳/ ۱۵۱

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالٰی علی سیدا لمرسلین محمد واٰلہ وصحبہ واولیائہ وعلمائہ وامتہ وحزبہ اجمعین اٰمین۔ واللہ وتعالٰی اعلم۔

فصل سوم

مسئلہ ۱۶۹: غرہ ربیع الاول شریف ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تبرک آثار شریفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے کیسا اور اس کے لئے ثبوت یقینی درکار ہے۔ یا صرف شہرت کافی ہے اور نعلین شریفین کی تمثال کو بوسہ دینا کیسا ہے اور اس سے توسل جائز ہے یانہیں؟ اور بعض لوگ یوں کرتے ہیں کہ تمثال نعل شریف کے اوپر بعد بسم اللہ کے لکھتے ہیں:

اللھم ارنی برکۃ صاحب ھذین النعلین الشریفین۔	یااللہ! مجھے ان نعلین پاک کی برکت سے نواز۔(ت)

اور اس کے نیچے دعائے حاجت لکھتے ہیں۔ یہ کیسا ہے؟ **بینوا توجروا**

الجواب:

فی الواقع آثار شریفہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے تبرک سلفا وخلفا زمانہ اقدس حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وصحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے آج تک بلا نکیر رائج ومعمول اور باجماع مسلمین مندوب ومحبوب بکثرت احادیث صحیحہ بخاری ومسلم وغیرہما صحاح وسنن وکتب حدیث اس پر ناطق جن میں بعض کی تفصیل فقیر نے کتاب البارقۃ الشارقۃ علی مارقۃ الشارقۃ میں ذکر کی۔ اور ایسی جگہ ثبوت یقینی یا سند محدثانہ کی اصلا حاجت نہیں اس کی تحقیق وتنقیح کے پیچھے پڑنا اور بغیر اس کے تعظیم وتبرک سے بازرہنا سخت محرومی کم نصیبی ہے ائمہ دین نے صرف حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نام سے اس شے کا معروف ہونا کافی سمجھا ہے۔ امام قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں:

من اعظامہ واکبارہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اعظام جمیع اسبابہ واکرام مشاھدہ وامکنتہ من مکۃ والمدینۃ ومعاھدہ ومالمسہ علیہ الصلوٰۃ والسلام او اعرف بہ[1]۔	حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے تمام متعلقات کی تعظیم اور آپ کے نشانات اور مکہ مکرمہ ومدینہ منورہ کے مقامات اور آپ کے محسوسات اور آپ کی طرف منسوب ہونے کی شہرت والی اشیاء کا احترام یہ سب حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی تعظیم وتکریم ہے۔

[1] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل ومن اعظامہ واکبارہ الخ عبدالتواب اکیڈمی بوہڑ گیٹ ملتان ۲/ ۴۴

اسی طرح طبقۃً فطبقۃً شرقاً غرباً عرباً عجماً علمائے دین وائمہ معتمدین نعل مطہر حضور سید البشر علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل السلام کے نقشے کاغذوں پر بناتے کتابوں میں تحریر فرماتے آئے اور انھیں بوسہ دینے آنکھوں سے لگانے سر پر رکھنے کا حکم فرماتے رہے اور دفع امراض و حصول اغراض میں اس سے توسل فرمایا کئے، اور بفضل الٰہی عظیم و جلیل برکات وآثار اس سے پایا کئے۔ علامہ ابو الیمن ابن عساکر و شیخ ابو اسحٰق ابراہیم بن محمد بن خلف سلمی وغیرہما علماء نے اس باب میں مستقل کتابیں تصنیف کیں اور علامہ احمد مقری کی فتح المتعال فی مدح خیر النعال اس مسئلہ میں اجمع وانفع تصانیف سے ہے۔ محدث علامہ ابوالربیع سلیمن بن سالم کلاعی و قاضی شمس الدین ضیف اللہ رشیدی و شیخ فتح اللہ بیلونی حلبی معاصر علامہ مقری و سید محمد موسی حسینی مالکی معاصر علامہ ممدوح و شیخ محمد بن فرج سبتی و شیخ محمد بن رشید فہری سبتی و علامہ احمد بن محمد تلمسانی موصوف و علامہ ابوالیمن ابن عساکر و علامہ ابوالحکم مالک بن عبدالرحمٰن بن علی مغربی و امام ابوبکر احمد ابو محمد عبداللہ بن حسین انصاری قرطبی وغیرہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے نقشہ نعل مقدس کی مدح میں قصائد عالیہ تصنیف فرمائے ان سب میں اسے بوسہ دینے سر پر رکھنے کا حکم واستحسان مذکور اور یہی مواہب لدنیہ امام احمد قسطلانی و شرح مواہب علامہ زرقانی وغیرہما کتب جلیلہ میں مسطور **وقد لخصنا اکثر ذٰلك فی کتابنا المزبور** (اور ہم نے اکثر کا خلاصہ اپنی مذکور کتاب میں ذکر کیا ہے۔ ت)

علماء فرماتے ہیں جس کے پاس یہ نقشہ متبرکہ ہو ظلم ظالمین و شر شیطان و چشم زخم حاسدین سے محفوظ رہے عورت دردزہ کے وقت اپنے داہنے ہاتھ میں لے آسانی ہو، جو ہمیشہ پاس رکھے نگاہ خلق میں معزز ہو زیارت روضہ مقدس نصیب ہو یا خواب میں زیارت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہو، جس لشکر میں ہو نہ بھاگے جس قافلہ میں ہو نہ لٹے، جس کشتی میں ہو نہ ڈوبے جس مال میں ہو نہ چُرے، جس حاجت میں اس سے توسل کیا جائے پوری ہو جس مراد کی نیت سے پاس رکھیں حاصل ہو، موضع درد و مرض پر اسے رکھ کر شفائیں ملی ہیں، مہلکوں مصیبتوں میں اس سے توسل کرکے نجات وفلاح کی راہیں کھلی ہیں، اس باب میں حکایت صلحاء و روایات علماء بکثرت ہیں کہ امام تلسمانی وغیرہ نے فتح المتعال وغیرہ میں ذکر فرمائیں اور بسم اللہ شریف اس پر لکھنے میں کچھ حرج نہیں، اگر یہ خیال کیجئے کہ نعل مقدس قطعاً تاج فرق اہل ایمان ہے مگر اللہ عزوجل کا نام وکلام ہر شے سے اجل واعظم وارفع واعلیٰ ہے۔ یوہیں تمثال میں بھی احتراز چاہئے تو یہ قیاس مع الفارق ہے۔ اگر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی جاتی کہ نام الٰہی یا بسم اللہ شریف حضور کی نعل مقدس پر لکھی جائے تو پسند نہ فرماتے مگر اس قدر ضروری ہے کہ نعل بحالت استعمال و تمثال محفوظ عن الابتذال میں تفاوت بدیہی ہے اور اعمال کا

مدارنیت پر ہے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جانوران صدقہ کی رانوں پر جیس فی سبیل اللہ (اللہ کی راہ میں وقف ہے۔ت) داغ فرمایا تھا حالانکہ ان کی رانیں بہت محل بے احتیاطی ہیں۔ بلکہ سنن دارمی شریف میں ہے:

مالک بن اسمٰعیل نے خبر دی کہ مندل بن علی الغزی نے بیان کیا کہ مجھے جعفر بن ابی مغیرہ نے سعید بن جبیر کے حوالے سے فرمایا کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس بیٹھا ایک کاغذ پر لکھ رہا تھا کہ وہ کاغذ پر ہوگیا پھر میں نے اپنا جوتا الٹا کرکے لکھا، واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم (ت)	اخبرنا مالك بن اسمعيل ثنا مندل بن علی الغزی حدثنی جعفر بن ابی المغيرة عن سعيد بن جبير قال كنت اجلس الی ابن عباس فاكتب فی الصحيفة حتی تمتلی ثم اقلب نعلی فاكتب فی ظهورهما [1] والله تعالٰی اعلم وعلمه جل مجده اتم واحكم۔

فصل چہارم

مسئلہ ۱۷۰: مسئولہ حضرت سید حبیب اللہ زعبی دمشقی طرابلسی جیلانی وارد حال بریلی ۱۷/ ربیع الآخر ۱۳۲۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسائل میں کہ جو لوگ تبرکات شریف بلاسند لاتے ہیں ان کی زیارت کرنا چاہئے یا نہیں؟ اور اکثر لوگ کہتے ہیں کہ آج کل مصنوعی تبرکات زیادہ لئے پھرتے ہیں یہ ان کا کہنا کیسا ہے؟ اور جو زائر کچھ نذر کرے اس کا لینا جائز ہے یا نہیں؟ اور جو شخص خود مانگے اس کا مانگنا کیسا ہے؟ **بینوا توجروا**

الجواب:

نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے آثار وتبرکات شریفہ کی تعظیم دین مسلمان کا فرض عظیم ہے تابوت سکینہ جس کا ذکر قرآن عظیم میں ہے جس کی برکت سے بنی اسرائیل ہمیشہ کافروں پر فتح پاتے اس میں کیا تھا "بَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ" [2] موسی اور ہارون علیہما الصلوٰۃ والسلام کے چھوڑے ہوئے تبرکات سے کچھ بقیہ تھا۔ موسی علیہ السلام کا عصا اور ان کی نعلین مبارک اور ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عمامہ وغیرہا، ولہذا تواتر سے ثابت کہ جس چیز کو کسی طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے

---

[1] سنن الدارمی باب من اخص فی کتابۃ العلم حدیث ۵۰۷ دار المحاسن قاہرہ ۱/ ۱۰۵

[2] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء وغیرہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۴۵

کوئی علاقہ بدن اقدس سے چھونے کا ہوتا صحابہ وتابعین وائمہ دین ہمیشہ اس کی تعظیم وحرمت اور اس سے طلب برکت فرماتے آئے اور دین حق کے معظم اماموں نے تصریح فرمائی ہے کہ اس کے لئے کسی سند کی بھی حاجت نہیں بلکہ وہ چیز حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نام پاک سے مشہور ہو اس کی تعظیم شعائر دین سے ہے۔ شفا شریف ومواہب لدنیہ ومدارج شریف وغیرہا میں ہے:

من اعظامه صلی الله تعالٰی علیه وسلم اعظامه جمیع اسبابه ومالمسه او عرف به صلی الله تعالٰی علیه وسلم[1]۔	یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تعظیم میں سے ہے ان تمام اشیاء کی تعظیم جسکو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے کچھ علاقہ ہو اور جسے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے چھوا ہو یا جو حضور کے نام پاک سے مشہور ہو۔

یہاں تک کہ برابر ائمہ دین وعلمائے معتمدین نعل اقدس کی شبیہ ومثال کی تعظیم فرماتے رہے اور اس سے صدہا عجیب مددیں پائیں اور اس کے باب میں مستقل کتابیں تصنیف فرمائیں، جب نقشے کی یہ برکت وعظمت ہے تو خود نعل اقدس کی عظمت وبرکت کو خیال کیجئے پھر ردائے اقدس جبہ مقدسہ وعمامہ مکرمہ پر نظر کیجئے پھر ان تمام آثار وتبرکات شریفہ سے ہزاروں درجے اعظم واعلٰی واکرم واولٰی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ناخن پاک کا تراشہ ہے کہ یہ سب ملبوسات تھے اور وہ جزء بدن والا ہے اور اس سے اجل واعظم وارفع واکرم حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ریش مبارک کا موئے مطہر ہے مسلمانوں کا ایمان گواہ ہے کہ ہفت آسمان وزمین ہرگز اس ایک موئے مبارک کی عظمت کو نہیں پہنچتے اور ابھی تصریحات ائمہ سے معلوم ہولیا کہ تعظیم کے لئے نہ یقین درکار ہے نہ کوئی خاص سند بلکہ صرف نام پاک سے اس شے کا اشتہار کافی ہے ایسی جگہ بے ادراک سند تعظیم سے باز نہ رہے گا مگر بیمار دل پر ازار دل جس میں نہ عظمت شان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بروجہ کافی نہ ایمان کامل اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"اِنۡ یَّكُ كَاذِبًا فَعَلَیۡهِ كَذِبُهٗ ۚ وَ اِنۡ یَّكُ صَادِقًا یُّصِبۡكُمۡ بَعۡضُ الَّذِیۡ یَعِدُكُمۡ ؕ"[2]	اگر یہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اس پر، اور اگر سچا ہے تو تمھیں پہنچ جائیں گے بعض وہ عذاب جن کا وہ تمھیں وعدہ فرماتا ہے۔

اور خصوصًا جہاں سند بھی موجود ہو پھر تو تعظیم واعزاز وتکریم سے باز نہیں رہ سکتا مگر کوئی کھلا کافر یا چھپا

---

[1] کتاب الشفاء للقاضی فصل ومن اعظامه الخ المطبعة الشرکة الصحافیة ۲/ ۴۸۔۴۷

[2] القرآن الکریم ۴۰/ ۲۸

منافق۔ والعیاذ باللہ تعالٰی۔

اور یہ کہنا کہ آج کل اکثر لوگ مصنوعی تبرکات لئے پھرتے ہیں مگر یوہیں مجمل بلاتعین شخص ہو یعنی کسی شخص معین پر اس کی وجہ سے الزام یا بدگمانی مقصود نہ ہو تو اس میں کچھ گناہ نہیں، اور بلا ثبوت شرعی کسی خاص شخص کی نسبت حکم لگادینا کہ یہ انھیں میں سے ہے جو مصنوعی تبرکات لئے پھرتے ہیں ضرورتًا ناجائز وگناہ وحرام ہے کہ اس کا منشا صرف بدگمانی ہے اور بدگمانی سے بڑھ کر کوئی جھوٹی بات نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث[1]۔	بدگمانی سے بچو کہ بدگمانی سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے۔

ائمہ دین فرماتے ہیں:

انماینشوء الظن الخبیث من القلب الخبیث[2]۔	خبیث گمان خبیث ہی دل سے پیدا ہوتا ہے۔

تبرکات شریفہ جس کے پاس ہوں ان کی زیارت کرنے پر لوگوں سے اس کا کچھ مانگنا سخت شنیع ہے۔ جو تندرست ہو اعضاء صحیح رکھتا ہو نوکری خواہ مزدوری اگرچہ ڈلیا ڈھونے کے ذریعہ سے روٹی کما سکتا ہو اسے سوال کرنا حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لاتحل الصدقۃ لغنی ولالذی مرۃ سوی[3]۔	غنی یا سکت والے تندرست کے لئے صدقہ حلال نہیں۔

علماء فرماتے ہیں:

ماجمع السائل بالتکدی فھو الخبیث[4]۔	سائل جو کچھ مانگ کر جمع کرتا ہے وہ خبیث ہے۔

اس پر ایک تو شناعت یہ ہوئی، دوسری شناعت سخت تو یہ ہے کہ دین کے نام سے دنیا

---

[1] صحیح البخاری کتاب الوصایا ۱/ ۳۸۴ وکتاب الفرائض ۲/ ۹۹۵ صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ ۲/ ۳۱۶، جامع الترمذی ابواب البر ۲/ ۲۰ مؤطا امام مالک باب ماجاء فی المہاجرۃ ص ۷۰۲

[2] فیض القدیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث ۲۹۰۱ ایاکم والظن الخ دار المعرفۃ بیروت ۳/ ۱۲۲

[3] مسند امام احمد بن حنبل عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۱۹۲

[4] ردالمحتار کتاب الکراہیۃ ۵/ ۲۴۷ وفتاوٰی ہندیۃ کتاب الکراہیۃ ۵/ ۳۴۹

کماتا ہے اور "یَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا" [1] (میری آیات کے ذریعہ قلیل رقم حاصل کرتے ہیں۔ت) کے قبیل میں داخل ہوتا ہے۔ تبرکات شریفہ بھی اللہ عزوجل کی نشانیوں سے عمدہ نشانیاں ہیں ان کے ذریعہ سے دنیا کی ذلیل قلیل پونجی حاصل کرنے والا دنیا کے بدلے دین بیچنے والا ہے شناعت سخت تر یہ ہے کہ اپنے اس مقصد فاسد کے لئے تبرکات شریفہ کو شہر بشہر دربدر لئے پھرتے ہیں اور کس و ناکس کے پاس لے جاتے ہیں یہ آثار شریفہ کی سخت توہین ہے۔ خلیفہ ہارون رشید رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے عالم دار الہجرۃ سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے درخواست کی تھی کہ ان کے یہاں جاکر خلیفہ زادوں کو پڑھا دیا کریں، فرمایا: میں علم کو ذلیل نہ کروں گا انھیں پڑھنا ہے تو خود حاضر ہوا کریں، عرض کی: وہی حاضر ہونگے مگر اور طلباء پر ان کو تقدیم دی جائے، فرمایا: یہ بھی نہ ہوگا سب یکساں رکھے جائیں گے آخر خلیفہ کو یہی منظور کرنا پڑا___ یونہی امام شریک نخعی سے خلیفہ وقت نے چاہا تھا کہ ان کے گھر جاکر شہزادوں کو پڑھا دیا کریں، انکار کیا۔ کہا: آپ امیر المومنین کا حکم ماننا نہیں چاہتے۔ فرمایا: یہ نہیں بلکہ علم کو ذلیل نہیں کرنا چاہتا۔

رہا یہ کہ بے اس کے مانگے زائرین کچھ اسے دیں اور یہ لے۔ اس میں تفصیل ہے شرع مطہر کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ **المعهود عرفا کالمشروط لفظا** (عرفا مقررہ چیز لفظا مشروط کی طرح ہے۔ت) یہ لوگ تبرکات شریفہ شہر بشہر لئے پھرتے ہیں ان کی نیت وعادت قطعاً معلوم کہ اس کے عوض تحصیل زر وجمع مال چاہتے ہیں یہ قصد نہ ہو تو کیوں دور دراز سفر کی مشقت اٹھائیں، ریلوں کے کرائے دیں، اگر کوئی ان میں زبانی کہے بھی کہ ہماری نیت فقط مسلمانوں کو زیارت سے بہرہ مند کرنا ہے تو ان کا حال ان کے قال کی صریح تکذیب کررہا ہے ان میں علی العموم وہ لوگ ہیں جو ضروری ضروری طہارت وصلٰوۃ سے بھی آگاہ نہیں اس فرض قطعی کے حال کرنے کو کبھی دس پانچ کوس یا شہر ہی کے کسی عالم کے پاس گھر سے آدھ میل جانا پسند نہ کیا مسلمانوں کو زیارت کرانے کے لئے ہزاروں کوس سفر کرتے ہیں پھر جہاں زیارتیں ہوں اور لوگ کچھ نہ دیں وہاں ان صاحبوں کے غصے دیکھئے پہلا حکم یہ لگایا جاتا ہے کہ تم لوگوں کو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے کچھ محبت نہیں گویا ان کے نزدیک محبت نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور ایمان اسی میں منحصر ہے کہ حرام طور پر کچھ ان کی نذر کردیا جائے، پھر جہاں کہیں سے ملے بھی مگر ان کے خیال سے تھوڑا ہو ان کی سخت شکایتیں اور مذمتیں ان سے سن لیجئے اگرچہ وہ دینے والے صلحاء وعلماء ہوں اور مال حلال سے دیا ہو اور جہاں پیٹ بھر کے مل گیا وہاں کی لمبی چوڑی تعریفیں لے لیجئے اگرچہ وہ دینے والے فساق فجار بلکہ بدمذہب ہوں اور مال حرام سے دیا ہو قطعاً معلوم ہے کہ وہ زیارت نہیں کراتے بلکہ لینے کے لئے اور زیارت کرنے والے بھی جانتے ہیں کہ ضرور کچھ دینا

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۱۷۴

پڑے گا تو اب یہ صرف سوال ہی نہ ہوا بلکہ بحسب عرف زیارت شریفہ پر اجارہ ہوگیا اور وہ بچند وجہ حرام ہے۔

اولاً زیارت آثار شریفہ کی کوئی ایسی چیز نہیں جو زیر اجارہ داخل ہوسکے۔

كما صرح به فى ردالمحتار وغيره ان مايؤخذ من النصارى على زيارة بيت المقدس حرام [1]۔وهذا اذا كان حراما اخذه من كفار دور الحرب كالروس وغيرهم فكيف من المسلمين ان هو الا ضلال مبين۔	جس طرح اس کی تصریح ردالمحتار وغیرہ میں ہے کہ بیت المقدس کی زیارت کے عوض عیسائیوں سے وصولی حرام ہے یہ حربی کافروں اور سرداروں وغیرہ سے وصولی حرام ہے تو مسلمانوں سے وصولی کیسے حرام نہ ہوگی یہ نہیں مگر کھلی گمراہی۔(ت)

ثانیاً: اجرت مقرر نہیں ہوئی کیا دیا جائے گا اور جو اجارے شرعاً جائز ہیں ان میں بھی اجرت مجہول رکھی جانا اسے حرام کردیتا ہے نہ کہ جو سرے سے حرام ہے کہ حرام در حرام ہوا، اور یہ حکم جس طرح گشتی صاحبوں کو شامل ہے مقامی حضرات بھی اس سے محفوظ نہیں جبکہ اس نیت سے زیارت کراتے ہوں اور ان کا یہ طریقہ معلوم ومعروف ہو، ہاں اگر بندہ خدا کے پاس کچھ آثار شریفہ ہوں اور وہ انھیں بہ تعظیم اپنے مکان میں رکھے اور جو مسلمان اس کی درخواست کرے محض لوجہ اللہ اسے زیارت کرادیا کرے کبھی کسی معاوضہ نذرانہ کی تمنا نہ رکھے، پھر اگر وہ آسودہ حال نہیں اور مسلمان بطور خود قلیل یا کثیر بنظر اعانت اسے کچھ دے تو اس کے لے لینے میں اس کو کچھ حرج نہیں باقی گشتی صاحبوں کو عموماً اور مقامی صاحبوں میں خاص ان کو جو اس امر پر اخذ نذور کے ساتھ معروف ومشہور ہیں شرعاً جواز کی کوئی صورت نہیں ہوسکتی مگر ایک وہ یہ کہ خدائے تعالٰی ان کو توفیق دے نیت اپنی درست کریں اور اس شرط عرفی کے رد کے لئے صراحۃً اعلان کے ساتھ ہر جلسے میں کہہ دیا کریں کہ مسلمانو! یہ آثار شریفہ تمھارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یا فلاں ولی معزز ومکرم کے ہیں کہ محض خالصاً لوجہ اللہ تعالٰی تمھیں ان کی زیارت کرائی جاتی ہے ہرگز ہرگز کوئی بدلہ یا معاوضہ مطلوب نہیں، اس کے بعد اگر مسلمان کچھ نذر کریں تو اسے قبول کرنے میں کچھ حرج نہ ہوگا، فتاوٰی قاضی خاں وغیرہا میں ہے: ان الصریح یفوق الدلالۃ [2] (کہ صراحت کو دلالت پر فوقیت ہے۔ت)

---

[1]

[2] ردالمحتار کتاب النکاح ۲/ ۳۵۷ وکتاب الدعوٰی ۴/ ۴۳۷

اور اس کی صحت نیت پر دلیل یہ ہوگی کہ کم پر ناراض نہ ہو بلکہ اگر جلسے گزر جائیں لوگ فوج فوج زیارتیں کرکے یوں ہی چلے جائیں اور کوئی پیسہ نہ دے جب بھی اصلا دل تنگ نہ ہو اور اسی خوشی وشادمانی کے ساتھ مسلمانوں کو زیارت کرایا کرے، اس صورت میں یہ لینا دینا دونوں جائز وحلال ہوں گے اور زائرین ومزور دونوں اعانت مسلمین کا ثواب پائیں گے اس نے سعادت وبرکت دے کر ان کی مدد کی انھوں نے دنیا کی متاع قلیل سے فائدہ پہنچایا، اور رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ رواہ مسلم [1] فی صحیحہ عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما۔	تم میں سے جس سے ہوسکے کہ اپنے مسلمان بھائی کو نفع پہنچائے، پہنچائے (اسے مسلم نے اپنی صحیح میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

اللہ فی عون العبد مادام العبد فی عون اخیہ۔رواہ الشیخان [2]۔	اللہ اپنے بندہ کی مدد میں ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں ہے (اسے امام بخاری ومسلم نے روایت کیا۔ت)

علی الخصوص جب یہ تبرکات والے حضرات سادات کرام ہوں تو اب کی خدمت اعلٰی درجہ کی برکت وسعادت ہے۔

حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں "جو شخص اولاد عبدالمطلب میں سے کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور اس کا صلہ دنیا میں نہ پائے میں بہ نفس نفیس روز قیامت اس کا صلہ عطا فرماؤں گا" اور اگر زیارت کرانے والے کو اس کی توفیق نہ ہو تو زیارت کرنے والے کو چاہئے خود ان سے صاف صراحۃ کہہ دے کہ نذر کچھ نہیں دی جائے گی خالصا لوجہ اللہ اگر آپ زیارت کراتے ہیں کرائے اس پر اگر وہ صاحب نہ مانیں ہر گز زیارت نہ کرے کہ زیارت ایک مستحب ہے اور یہ لین دین حرام، کسی مستحب شے کے حاصل کرنے کے واسطے حرام کو اختیار نہیں کرسکتے، الاشباہ والنظائر وغیرہا میں ہے:

ماحرم اخذہ حرم اعطاؤہ [3]۔	جس چیز کا لینا حرام اس کا دینا بھی حرام ہے۔(ت)

[1] صحیح مسلم باب استحباب الرقیۃ من العین الخ نور محمد اصح المطابع کراچی ۲/ ۲۲۴

[2] صحیح مسلم کتاب الذکر والدعا باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن نور محمد اصح المطابع کراچی ۲/ ۳۴۵

[3] الاشباہ والنظائر الفن الاول ۱/ ۱۸۹ و ردالمحتار کتاب الزکوٰۃ ۲/ ۵۶

درمختار میں ہے: **الاٰخذ والمعطی اٰثمان**[1] (لینے اور دینے والے دونوں گنہ گار ہوں گے۔ت)

اسی درمختار میں تصریح ہے کہ جو تندرست ہو اور کسب پر قادر ہو اسے دینا حرام ہے کہ دینے والے اس سوال حرام پر اس کی اعانت کرتے ہیں اگر نہ دیں خواہی نخواہی عاجز ہو اور کسب کرے اور اگر اس کی غرض زیارت کرنے والے صاحب نے قبول کرلی تو اب سوال واجرت کاقدم درمیان سے اٹھ گیا بے تکلف زیارت کرے دونوں کے لئے اجر ہے اس کے بعد حسب استطاعت ان کی نذر کردے، یہ لینا دینا دونوں کے لئے حلال اور دونوں کے لئے اجر ہے۔ بحمد اللہ فقیر کا یہی معمول ہے اور توفیق خیر اللہ تعالٰی سے مسئول ہے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۱۷۱: بتاریخ ۹/ جمادی الاولٰی ۱۳۱۸ھ

جناب من! ایک نئی بات سنی گئی ہے اس کی بابت عرض کرتا ہوں اطمینان فرمائے۔

سوال: نقل روضۂ منورہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور نقل روضہ امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ اور تعزیہ میں کیافرق ہے شرعا کس کی تعظیم کم وبیش کرنا چاہئے، اعنی کون افضل ہے۔ اور زیارت کرنا روضہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی درست ہے یا نہیں، یعنی نقل روضہ منورہ کو جو مقبول حسین کے یہاں ہے بعض لوگ یوں کہتے ہیں کہ کاریگر کی کاریگری دیکھ لو۔ لفظ زیارت کا کہنا اور وقت زیارت درود شریف پڑھنا اور مثل اصل کے تعظیم کرنا درست ہے ہر گز نہیں چاہئے، اتنا کہنا تو مثل نسبت درست کہتے ہیں الا بالکل تعظیم کرنا محض برا بتاتے ہیں اور ایسا کرنے والے کو مثل ہنود کے جانتے ہیں اس کا کیا جواب ہے؟

الجواب:

روضہ منورہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نقل صحیح بلاشبہہ معظمات دینیہ سے ہے اس کی تعظیم وتکریم بروجہ شرعی ہر مسلمان صحیح الایمان کا مقتضاء ایمان ہے۔ ع

اے گل بتو خرسندم تو بوئے کسے داری

(اے پھول میں تجھے اس لئے سونگھتا ہوں کہ تجھ میں کسی کی خوشبو ہے۔ت)

اس کی زیارت بآداب شریعت اور اس وقت درود شریف کی کثرت ہر مومن کی شہادت قلب وبداہت عقل

---

[1] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۷۳

مستحب ومطلوب ہے۔علامہ تاج فاکہانی فجر منیر میں فرماتے ہیں:

من فوائد ذلك ان من لم یمکنه زیارۃ الروضة فلیبرز مثالها ولیلثمه مشتاقا لانه ناب مناب الاصل کما قد بان مثال نعله الشریفة مناب عینها فی المنافع و الخواص بشهادۃ التجربة الصحیحة ولذا جعلواله من الاکرام والاحترام مایجعلون للمنوب عنه[1]۔	یعنی روضہ مبارک سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نقل میں ایک فائدہ یہ ہے کہ جسے اصل روضہ اقدس کی زیارت نہ ملے وہ اس کی زیارت کرے اور شوق دل کے ساتھ اسے بوسہ دے کہ یہ نقل اسی اصل کے قائم مقام ہے جیسے نعل مبارک کا نقشہ منافع وخواص میں یقینا خود اس کا قائم مقام ہے جس پر صحیح تجربہ گواہ ہے ولہذا علمائے دین نے اس کی نقل کا اعزاز واکرام وہی رکھا جو اصل کا رکھتے ہیں۔

اسی طرح دلائل الخیرات ومطالع المسرات وغیرہما معتبرات میں ہے اس بحث کی تفصیل جمیل فقیر کے رسالہ **شفاء الوالہ فی صور الحبیب ومزارہ ونعالہ** ۱۳۱۵ھ میں ہے یہاں لفظ زیارت کی ممانعت محض جہالت ہے اور **معاذاللہ** درود شریف کی ممانعت اور سخت حماقت اور صراحۃً شریعت مطہرہ پر افتراء ہے۔

علامہ طاہر فتنی مجمع البحار میں اپنے استاد امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالٰی سے نقل فرماتے ہیں:

من استقیظ عنداُخذ الطیب وشمه الی ماکان علیه صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم من محبته للطیب فصلی علیه صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم لما وقر فی قلبه من جلالته واستحقاقه علی کل امة ان یلحظوا بعین نهایة الاجلال عند رؤیة شیئ من اُثاره او مایدل علیها فهو اُت بماله فیه اکمل الثواب الجزیل وقد استحبه العلماء لمن رأی	خوشبو والے کے پاس خوشبو دیکھ کر متوجہ ہوا اور اسے سونگھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خوشبو کو پسند فرماتے تھے تو اس وقت درود شریف پڑھا اس لئے کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی جلالت شان کا دل میں وقار پایا اور تمام امت پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ استحقاق جانتے ہوئے کہ آپ کے آثار مبارکہ کو دیکھتے ہوئے ان کی تعظیم واہتمام کو ملحوظ رکھیں تو خوشبو سونگھنے پر درود شریف پڑھنے والے

[1] فجر منیر

شیئا من اٰثارہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولا شك ان من استحضر ماذکرتہ عند شمہ للطیب یکون کالرائی شیئ من اٰثارہ الشریفۃ فی المعنی فلیس بہ الا اکثار من الصلوٰۃ والسلام علیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حینئذٍ[1] اھ مختصرا۔	نے اس پر کامل اور بھاری ثواب پایا جبکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آثار کو دیکھنے والے کے لئے علماء کرام نے اس کو مستحب قرار دیا ہے اور کوئی شک نہیں کہ خوشبو سونگھنے پر مذکورہ امور کو مستحضر کرنے والے نے گویا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آثار شریفہ کو معنی دیکھا تو اس وقت صرف درود شریف کی کثرت ہی اس کو مناسب ہے اھ مختصرا (ت)

اسی ارشاد جمیل میں صاف تصریح جلیل ہے کہ تمام امت پر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا حق ہے کہ جب حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے آثار شریفہ سے کوئی چیز دیکھیں یا وہ شے دیکھیں جو حضور کے آثار شریفہ سے کسی چیز پر دلالت کرتی ہو تو اس وقت کمال ادب و تعظیم کے ساتھ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا تصور لائیں اور درود وسلام کی کثرت کریں ولہٰذا جو خوشبو لیتے یا سونگھتے وقت یاد کرے کہ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اسے دوست رکھتے تھے وہ بھی گویا معنی آثار شریفہ کی زیارت کر رہا ہے اسے اس وقت درود پڑھنے کی کثرت مسنون ہونی چاہئے تو نقل روضہ مبارک کہ صاف صاف مایدل علیہا میں داخل ہے اس کی زیارت کے وقت حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم اور حضور پر درود وتسلیم کیوں نہ مستحب ہوگی ایسی تعظیم کرنے والے کو معاذاللہ کفار ومشرکین کے مثل بتانا سخت ناپاک کلمہ بیباک ہے قائل جاہل پر توبہ فرض ہے بلکہ از سر نو کلمہ اسلام کی تجدید کرکے اپنی عورت سے نکاح دوبارہ کرے کہ اس نے بلاوجہ مسلمانوں کو مثل کفار بتایا، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من دعا رجلا بالکفر اوقال عدواللہ ولیس کذٰلك الا حار علیہ رواہ الشیخان[2]۔	جس نے کسی کو کفر کے ساتھ پکارا یا اس کو عدواللہ کہا حالانکہ وہ شخص ایسا نہ تھا تو وہ کلمہ کہنے والے

[1] مجمع بحارالانوار فصل فی تعیین بعض الاحادیث المشتھرۃ علی الالسن مکتبہ الایمان المدینۃ المنورۃ ۵/ ۲۳۷

[2] صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان حال ایمان من قال لاخیہ یاکافر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۷

عن ابی ذر رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	کی طرف لوٹے گا۔اس کو شیخین (بخاری ومسلم) نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔(ت)

یونہی اگر روضہ مبارک حضرت شہزادہ گلگوں قبا حسین شہید ظلم وجفا صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علٰی جدہ الکریم وعلیہ کی صحیح نقل بنا کر محض بہ نیت تبرک بے آمیزش منکرات شرعیہ مکان میں رکھتے تو شرعا کوئی حرج نہ تھا، مگر حاشا تعزیہ ہر گز اس کی نقل نہیں، نقل ہونا درکنار بنانے والوں کو نقل کا قصد بھی نہیں، ہر جگہ نئی تراش نئی گھڑت جسے اس اصل سے نہ کچھ علاقہ نہ نسبت پھر کسی میں پریاں کسی میں براق کسی میں اور بیہودہ طمطراق پھر کوچہ بکوچہ ودشت بدشت اشاعت غم کے لئے ان کا گشت، اور اس کے گرد سینہ زنی ماتم سازشی کی شور افگنی، حرام مرثیوں سے نوحہ کنی، عقل ونقل سے کٹی چھنی، کوئی ان کپھچیوں کو جھک جھک کر سلام کررہا ہے کوئی مشغول طواف کوئی سجدہ میں گرا ہے کوئی اس مایہ بدعات کو معاذاللہ جلوہ گاہ حضرت امام عالی مقام سمجھ کر اس ابرک پنی سے مرادیں مانگتا منتیں مانتا ہے۔ عرضیاں باندھتا حاجت رواجانتا۔ پھر باقی تماشے باجے تاشے مردوں عورتوں کا راتوں کو میل اور طرح طرح کے بیہودہ کھیل ان سب پر طُرہ ہیں، غرض عشرہ محرام الحرام کہ اگلی شریعتوں سے اس شریعت پاک تک نہایت بابرکت ومحل عبادت ٹھہرا ہوا تھا، ان بیہودہ رسموں نے جاہلانہ اور فاسقانہ میلوں کا زمانہ کر دیا، پھر وبال ابتداع کا وہ جوش ہوا کہ خیرات کو بھی بطور خیرات نہ رکھا، ریا، وتفاخر علانیہ ہوتا ہے پھر وہ بھی یہ نہیں کہ سیدھی طرح محتاجوں کو دیں بلکہ چھتوں پر بیٹھ کر پھینکیں گے، روٹیاں زمین پر گر رہی ہیں، رزق الٰہی کی بے ادبی ہوتی ہے۔ پیسے ریتے میں گر کر غائب ہوتے ہیں، مالک کی اضافت ہو رہی ہے مگر نام تو ہو گیا کہ فلاں صاحب لنگر لٹارہے ہیں اب بہار عشرہ کے پھول کھلے، تاشے باجے، بجتے چلے۔ رنگ رنگ کے کھیلوں کی دھوم، بازاری عورتوں کا ہر طرف ہجوم، شہوانی میلوں کی پوری رسوم، جشن فاسقانہ، یہ کچھ اور اس کے ساتھ خیال وہ کچھ کہ گویا یہ ساختہ ڈھانچ بعینہا حضرات شہدائے کرام علیہم الرضوان کے پاک جنازے ہیں: ع

اے مومنو! اٹھاؤ جنازہ حسین کا

گاتے ہوئے مصنوعی کربلا پہنچے، وہاں کچھ نوچ اتار باقی توڑ تاڑ دفن کردئے، یہ ہر سال اضاعت مال کے جرم ووبال جداگانہ رہے اللہ تعالٰی صدقہ حضرات شہدائے کرام کربلا علیہم الرضوان والثناء کا مسلمانوں کو نیک توفیق بخشے اور بدعات سے توبہ دے اٰمین اٰمین!

تعزیہ داری کہ اس طریقہ نا مرضیہ کا نام ہے قطعاً بدعت وناجائز وحرام ہے۔ ان خرافات کے

شیوع نے اس اصل مشروع کو بھی اب مخدور و محظور کردیا کہ اس میں اہل بدعت سے مشابہت اور تعزیہ داری کی تہمت کا خدشہ اور آئندہ اپنی اولاد یا اہل اعتقاد کے لئے ابتلائے بدعات کا اندیشہ ہے وما یؤدی الی محظور محظور (جو چیزیں ممنوع تک پہنچائے وہ ممنوع ہے۔ت)۔حدیث میں ہے **اتقوا مواضع التھم**[1] (تہمت کے مواقع سے بچو۔ت) اور وارد ہوا:

من کان یومن باللّٰہ والیوم الاٰخر فلا یقفن مواقف التھم[2]۔	جو شخص اللہ تعالٰی اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ تہمت کے مواقع میں ہرگز نہ کھڑا ہو۔(ت)

لہٰذا درباره کربلائے معلّی اب صرف کاغذ پر صحیح نقشہ لکھا ہوا محض بقصد تبرک بے آمیزش منہیات پاس رکھنے کی اجازت ہوسکتی ہے **والسلام علی من اتبع الھدٰی، واللّٰہ سبحانہ وتعالٰی اعلم**۔

(ختم شد رسالہ بدر الانوار فی اٰداب الاٰثار)

---

[1] کشف الخفاء حدیث ۸۸ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱/ ۳۷، اتحاف السادۃ المتقین کتاب عجائب القلب دار الفکر بیروت ۷/ ۲۸۳

[2] مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی کتاب الصلوٰۃ باب ادراک الفریضۃ نور محمد کارخانہ تجارت کراچی ص ۲۴۹

رسالہ

شفاء الوالہ فی صور الحبیب ومزارہ ونعالہ ۱۳۱۵ھ

(محبوب خدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم آپ کے مزار اور آپ کے نعلین مقدسہ کے نقشوں میں غمزدہ کی شفاء)

مسئلہ ۱۷۲تا۱۷۵: از ریاست ریواں مرسلہ مولوی عبدالرحیم خاں ۲۶/ذی القعدہ ۱۳۱۵ھ

ماقولکم ایھا العلماء الکرام فی ھذہ المسائل (اے علماء کرام! ان مسائل کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں۔ت):

(۱) بنانا تصویر آنحضرت علیہ الصلٰوۃ والسلام کا بغرض حصول ثواب زیارت کے درست وجائز ہے یانہ؟ اور بنانے والا اور خریدار مثوب ہوگا یانہیں؟

(۲) اگر کوئی تصویر آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وتصویر براق نبوی ونیز تصویر حضرت جبرئیل علیہ الصلٰوۃ والسلام بناکر یا بنوا کر واسطے حصول ثواب زیارت کے اپنے پاس رکھے اور اکثر مجالس میلاد نبوی میں تصاویر مذکورین کو بتکلف تمام نمائشًا بوقت ذکر معراج شریف حاضرین مجلس کے روبرو پیش کرے، اور یقین اس امر کا دلائے کہ گویا حضور معراج کو تشریف لئے جاتے ہیں اور لوگوں کو لمس وبوسہ کے لئے ہدایت وفہمائش کرے تو یہ فعل اس کا شرعا جائز ہوسکتا ہے اور امور مندرجہ سوالات دوم مشروع ہوں گے یا غیر مشروع؟

(۳) نقشہ روضہ مقدسہ آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بغرض حصول ثواب زیارت بنواکر اپنے پاس

رکھنا اور یہ گمان کرنا کہ جس طرح اصل کی تعظیم و تکریم سے ہم کو ثواب حاصل ہوتا ہے تعظیم نقل و شبیہ سے بھی ثواب حاصل ہوتا ہے کیسا ہے۔ جائز ہے یا کیا؟ اور دلائل الخیرات میں جو نقشہ روضہ مطہرہ کا دیا گیا ہے دراصل دینا چاہئے یا نہیں؟

(۴) بصورت ناجوازی وغیر مشروع ہونے تصاویر کے ان تصاویر کو کیا کرنا چاہئے اور نقشہ روضہ مطہر دلائل الخیرات میں سے نکال دینا بہتر ہوگا یا بدستور باقی و قائم رکھنا؟ افتونا بالصواب و اسقونا بالجواب توجروا بالاجرین وتکرموا فی الدارین (ہمیں ٹھیک ٹھیک فتوٰی دو اور بہترین جواب سے سرفراز فرماؤ تاکہ تمہیں دوہرا اجر ملے اور دونوں جہان میں عزت پاؤ۔ت)

الجواب:

اللھم لك الحمد صل علی نبیك نبی الحمد و اٰله وصحبه الخیار بالحمد اسألك حسن الادب وصدق الحب لحبیبك الکریم علیه وعلٰی اله افضل الصلوٰۃ و التسلیم رب انی اعوذبك من ہمزات الشیطین واعوذ بك رب ان یحضرون۔	اے اللہ! درحقیقت تیرے ہی لئے سب تعریف وتوصیف ہے اور نزول رحمت فرما اپنے نبی پر جو نبی حمد ہیں، اور ان کی آل اور ان کے ساتھیوں پر رحمت نازل فرما جو اچھی حمد کرنے والے ہیں ____ ہم تجھ سے بہترین ادب اور تیرے حبیب مکرم کی سچی محبت کا سوال کرتے ہیں، آپ پر اور آپ کی اولاد پر سب سے بہتر درود ہو، اے میرے پروردگار! بیشک میں شیاطین کے وسوسوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اے پروردگار! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ وہ (شیاطین) میرے پاس (شر کے لئے) حاضر ہوں۔(ت)

اللہ عزوجل پناہ دے ابلیس لعین کے مکائد سے سخت ترکید یہ ہے کہ آدمی سے حسنات کے دھوکے میں سیآت کراتا ہے اور شہد کے بہانے زہر پلاتا ہے۔ والعیاذ باللہ رب العالمین اس مسکین تینوں تصویرات مذکورہ بنانے والے ان کی زیارت ولمس و تقبیل کرانے والے نے گمان کیا کہ وہ حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا حق محبت بجالاتا اور حضور کو راضی کرتا ہے حالانکہ حقیقۃً وہ اپنی ان حرکات باطلہ سے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صریح نافرمانی کررہا ہے اس پر پہلے ناراض ہونے والے حضور والا ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ حضور سرور عالم صلی للہ تعالٰی علیہ وسلم نے ذی روح کی تصویر بنانا، بنوانا، اعزازًا اپنے پاس رکھنا سب حرام فرمایا ہے اور اس پر سخت سخت وعیدیں ارشاد کیں اور ان کے دور کرنے مٹانے کا حکم دیا، احادیث اس بارے میں حد تواتر پر ہیں، یہاں بعض مذکور ہوتی ہیں:

حدیث ۱: صحیحین ومسند امام محمد میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

کل مصور فی النار یجعل اللہ لہ بکل صورۃ صورہ نفسا فتعذبہ فی جھنم[1]۔	ہر مصور جہنم میں ہے اللہ تعالٰی ہر تصویر کے بدلے جو اس نے بنائی تھی ایک مخلوق پیدا کرے گا کہ وہ جہنم میں اسے عذاب کرے گی۔

حدیث ۲: انھیں میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اشد الناس عذابا یوم القیمۃ المصورون[2]۔	بیشک نہایت سخت عذاب روز قیامت تصویر بنانے والوں پر ہے۔

حدیث ۳: انھیں میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

قال اللہ تعالٰی ومن اظلم ممن ذھب یخلق خلقا کخلقی فلیخلقوا ذرۃ اولیخلقوا حبۃ اولیخلقوا شعیرۃ[3]۔	اللہ عزوجل فرماتا ہے اس سے بڑھ کر ظالم کون جو میرے بنائے ہوئے کی طرح بنانے چلے بھلا کوئی چیونٹی یا گیہوں یا جو کا دانہ تو بنادیں۔

حدیث ۴: صحیحین وسنن نسائی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ المتفق علیہ کتاب اللباس باب التصاویر مطبع مجتبائی دہلی ص ۳۸۵، صحیح مسلم کتاب اللباس باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان الخ مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۰۲، مسند احمد بن حنبل از مسند عبداللہ بن عباس المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۳۰۸

[2] صحیح البخاری کتاب اللباس باب التصاویر قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۸۰، صحیح مسلم کتاب اللباس باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۰۱

[3] صحیح مسلم کتاب اللباس باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۰۲، صحیح بخاری کتاب اللباس باب التصاویر قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۸۰

ان الذین یصنعون ھذہ الصور یعذبون یوم القیمۃ یقال لھم احیوا ما خلقتم[1]۔	بیشک یہ جو تصویریں بناتے ہیں قیامت کے دن عذاب کئے جائیں گے ان سے کہا جائے گا یہ صورتیں جو تم نے بنائی تھیں ان میں جان ڈالو۔

حدیث ۵: مسند احمد و صحیحین و سنن نسائی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من صور صورۃ فان اللہ معذبہ حتی ینفخ فیھا الروح ولیس بنافخ[2]۔	جو کوئی تصویر بنائے تو بیشک اللہ تعالٰی اسے عذاب کرے گا یہاں تک کہ اس میں روح پھونکے اور نہ پھونک سکے گا۔

حدیث ۶: مسند احمد و جامع ترمذی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

یخرج عنق من النار یوم القیمۃ لہ عینان تبصران و اذنان تسمعان ولسان ینطق یقول انی وکلت بثلثۃ بکل جبار عنید وبکل من دعا مع اللہ الھا اٰخرو بالمصورین[3]۔	قیامت کے دن جہنم سے ایک گردن نکلے گی جس کے دو آنکھیں ہوں گی دیکھنے والی اور دو کان سننے والے اور ایک زبان کلام کرتی وہ کہے گی میں تین فرقوں پر مسلط کی گئی ہوں جو اللہ تعالٰی کا شریک بتائے اور ہر ظالم ہٹ دھرم اور تصویر بنانے والے ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

---

[1] صحیح البخاری کتاب اللباس باب عذاب المصورین یوم القیمۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۸۰، صحیح مسلم کتاب اللباس باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۰۱، سنن النسائی کتاب الزینۃ ذکر ما یکلف اصحاب الصور یوم القیامۃ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲/ ۳۰۰

[2] صحیح البخاری کتاب البیوع باب بیع التصاویر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۹۶، صحیح مسلم کتاب البیوع باب تحریم صورۃ الحیوان قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۰۲، مسند احمد بن حنبل عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۲۴۱ و ۲۴۶، سنن النسائی کتاب الزینۃ ذکر ما یکلف اصحاب الصور الخ نور محمد کارخانہ کراچی ۲/ ۳۰۰

[3] جامع الترمذی ابواب صفۃ جھنم باب ماجاء فی صفۃ النار امین کمپنی دہلی ۲/ ۸۱، مسند احمد بن حنبل از مسند ابی ہریرہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۳۳۶

حدیث ۷: امام احمد مسند اور طبرانی معجم کبیر اور ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اشد اهل النار عذابا یوم القیمة من قتل نبیا او قتله نبی اوامام جائر وهولاء المصورون ولفظ احمد اشد الناس عذابا یوم القیمة رجل قتل نبیا اوقتله نبی او رجل یضل الناس بغیر علم او مصور یصور التماثیل[1]۔	بیشک روز قیامت سب دوزخیوں میں زیادہ سخت عذاب اس پر ہے جس نے کسی نبی کو شہید کیا یا کسی نبی نے جہاد میں اسے قتل کیا یا بادشاہ ظالم یا جو شخص بے علم حاصل کئے لوگوں کو بہکانے لگے اور ان تصویر بنانے والوں پر۔

حدیث ۸: بیہقی شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اشد الناس عذابا یوم القیمة من قتل نبیا اوقتله نبی اوقتل احد والدیه والمصورون وعالم لم ینتفع بعلمه[2]۔	بیشک روز قیامت سب سے زیادہ سخت عذاب میں وہ ہے جو کسی نبی کو شہید کرے یا کوئی نبی اسے جہاد میں قتل فرمائے یا جو اپنے ماں باپ کو قتل کرے اور تصویر بنانے والے اور وہ عالم جو علم پڑھ کر گمراہ ہو۔

حدیث ۹: امام مالک وامام احمد وامام بخاری وامام مسلم ونسائی وابن ماجہ حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی:

قدم رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم من سفر و قد سترت سهوة لی بقرام فیه تماثیل فلما راٰه رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم	یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سفر سے تشریف فرما ہوئے تھے میں نے ایک کھڑکی پر تصویر دار پردہ لٹکایا ہوا تھا جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واپس تشریف لائے اسے

[1] المعجم الکبیر حدیث ۱۰۴۹۷ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۰/ ۲۶۰، حلیۃ الاولیاء ترجمہ ۲۵۳ خثیمہ بن عبدالرحمن دارالکتب العربی بیروت ۴/ ۱۲۲، مسند امام احمد بن حنبل از مسند عبداللہ بن مسعود المکتبہ الاسلامی بیروت ۱/ ۴۰۷

[2] شعب الایمان حدیث ۷۸۸۸ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۶/ ۱۹۷

تلون وجهه وقال یا عائشة اشد الناس عذابا عندالله یوم القیمة الذین یضاھؤن بخلق الله [1] وفی روایة للشیخین قام علی الباب فلم یدخل فعرفت فی وجه الکراهیة فقلت یا رسول الله اتوب الی الله والی رسوله فماذا اذنبت فقال رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم ان اصحاب هذه الصور یعذبون یوم القیمة فیقال لهم احیوا ما خلقتم و قال ان البیت الذی فیه الصور لا تدخله الملئکة [2] وفی اخری لهما تناول الستر فهتکه وقال من اشد الناس عذابا یوم القیمة الذین یشبهون بخلق الله [3]۔	ملاحظہ فرما کر رنگ چہرہ انور کا بدل گیا اندر تشریف نہ لائے، ام المومنین فرماتی ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میں اللہ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں مجھ سے کیا خطا ہوئی؟ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے وہ پردہ اتار کر پھینک دیا اور فرمایا اے عائشہ! اللہ تعالٰی کے یہاں سخت تر عذاب روز قیامت ان مصوروں پر ہے جو خدا کے بنائے ہوئے کی نقل کرتے ہیں ان پر روز قیامت عذاب ہوگا ان سے کہا جائے گا یہ جو تم نے بنایا ہے اس میں جان ڈالو جس گھر میں یہ تصویریں ہوتی ہیں اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔

حدیث ۱۰: ابوداؤد وترمذی ونسائی وابن حبان حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روای رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اتانی جبریل علیه الصلٰوة والسلام فقال لی مر برأس التماثیل یقطع فتصیر کهیأة الشجرة و امر بالستر فلیقطع فلیجعل وسادتین منبوذتین توطأان [4] هذا مختصرا۔	میرے پاس جبریل امین علیہ الصلٰوۃ والسلام نے حاضر ہو کر عرض کی حضور! مورتوں کے لئے حکم دیں کہ ان کے سر کاٹ دئے جائیں کہ پیڑ کی طرح رہ جائیں اور تصویر دار پردے کے لئے حکم فرمائیں کہ کاٹ کر دو مسندیں بنالی جائیں کہ زمین پر ڈال کر پاؤں سے روندی جائیں۔

ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

---

[1] صحیح البخاری ۲/ ۸۸۰ وصحیح مسلم ۲/ ۲۰۱ وسنن النسائی ۲/ ۳۰۰ ومسند احمد بن حنبل ۶/ ۸۳ و۲۱۹

[2] صحیح البخاری ۲/ ۸۸۱ وصحیح مسلم ۲/ ۲۰۱

[3] صحیح مسلم ۲/ ۲۰۰ وصحیح البخاری ۲/ ۸۸۰

[4] سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی الصور آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۱۷، جامع الترمذی ابواب الادب باب ماجاء فی الملئکة لاتدخل بیتا الخ امین کمپنی کراچی ۲/ ۱۰۴

حدیث ۱۱تا۱۴: صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر اور صحیح مسلم میں حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا اور نیز اسی میں حضرت ام المومنین میمونہ اور مسند امام احمد میں بسند صحیح حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی:

انالاندخل بیتافیہ کلب وصورۃ [1]۔	ہم ملائکہ رحمت اس گھر میں نہیں جاتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔

حدیث ۱۵: احمد ونسائی وابن اماجہ وابن خزیمہ وسعید بن منصور حضرت امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: جبریل امین نے عرض کی:

انہا ثلث لم یلج ملك مادام فیہا واحد منہا کلب او جنابۃ اوصورۃ روح [2]۔	تین چیزیں ہیں کہ جب تک ان میں سے ایک بھی گھر میں ہوگی کوئی فرشتہ رحمت وبرکت کا اس گھر میں داخل نہ ہوگا کتا یاجنب یاجاندار کی تصویر۔

حدیث ۱۶و۱۷: مسند احمد و صحیح بخاری و صحیح مسلم وجامع الترمذی وسنن نسائی وابن ماجہ میں حضرت ابوطلحہ اور سنن ابی داؤد و نسائی و صحیح ابن حبان میں حضرت امیر المؤمنین مولی علی رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لاتدخل الملئکۃ بیتافیہ کلب ولاصورۃ [3]۔	رحمت کے فرشتے اس گھر میں نہیں جاتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔

حدیث ۱۸: نسائی وابن ماجہ وشاشی وابویعلی اور ابونعیم حلیہ اور ضیاء صحیح مختارہ میں امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے راوی:

[1] صحیح البخاری کتاب اللباس ۲/ ۸۸۱ وصحیح مسلم کتاب اللباس ۲/ ۱۹۹و۲۰۰

[2] مسند احمد بن حنبل از مسند علی رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۸۵

[3] صحیح البخاری کتاب بدء الخلق قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۵۸، صحیح مسلم کتاب اللباس باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۰۰، سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی الصور آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۱۶، جامع الترمذی ابواب الادب باب ماجاء ان الملائکۃ لاتدخل بیتا امین کمپنی دہلی ۲/ ۱۰۳، سنن النسائی کتاب الزینۃ التصاویر ۲/ ۲۹۹ وکتاب الطہارۃ ۱/ ۵۱

صنعت طعاما فدعوت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فجاء فرأی تصاویر فرجع(زاد الاربعۃ الا خیرون)فقلت یا رسول اللہ مارجعك بابی وامی قال ان فی البیت سترا فیہ تصاویر وان الملئکۃ لا تدخل بیتا فیہ تصاویر [1]۔	میں نے حضور پر نور صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ کی دعوت کی حضور تشریف فرما ہوئے پردے پر کچھ تصویریں بنی دیکھیں،واپس تشریف لے گئے(آخری چار میں یہ اضافہ ہے)میں نے عرض کی یارسول اللہ میرے ماں باپ حضور پر نثار کس سبب سے حضور واپس ہوئے،فرمایا گھر میں ایک پردے پر تصویریں تھیں اور ملائکہ رحمت اس گھر میں نہیں جاتے جس میں تصویریں ہوں۔

حدیث ۱۹: صحیح بخاری وسنن ابی داؤد میں حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے:

ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لم یکن یترك فی بیتہ شیئا فیہ تصالیب الا نقضہ [2]۔	نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جس چیز میں تصویر ملاحظہ فرماتے اسے بے توڑے نہ چھوڑتے۔

حدیث ۲۰: مسلم وابوداؤد وترمذی حبان بن حصین سے راوی:

قال لی علی رضی اللہ تعالٰی عنہ الا ابعثك علی مابعثنی علیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان لاتدع صورۃ الاطمستھا ولاقبرا مشرفا الا سویتہ [3]۔ورواہ ابو یعلی [4] و ابن جریر فلم یسمیا حبان انما قالا عن علی انہ دعا صاحب شرطتہ	مجھ سے امیر المومنین مولا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ میں تمھیں اس کام پر نہ بھیجوں جس پر مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مامور فرما کر بھیجا کہ جو تصویر دیکھو اسے مٹادو اور جو قبر حد شرع سے زیادہ اونچی پاؤ اسے حد شرع کے برابر کردو(بلندی قبر میں حد شرع ایک بالشت ہے)

[1] سنن النسائی کتاب الزینۃ التصاویر نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲/ ۳۰۰،کنز العمال بحوالہ الشاشی ع حل ص حدیث ۹۸۸۳ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۴/ ۱۳۱و۱۳۲

[2] صحیح البخاری کتاب اللباس ۲/ ۸۸۰ وسنن ابی داؤد کتاب اللباس ۲/ ۲۱۶

[3] صحیح مسلم کتاب الجنائز ۱/ ۳۱۲ وسنن ابی داؤد کتاب الجنائز باب تسویۃ القبر ۲/ ۱۰۳،جامع الترمذی ابواب الجنائز باب ماجاء فی تسویۃ القبر امین کمپنی دہلی ۱/ ۱۲۵

[4] مسند ابی یعلی حدیث ۳۳۸ مؤسسۃ الرسالہ علوم القرآن بیروت ۱/ ۱۹۹

فقال لہ فذکرا بمعناہ۔	(اس کو ابویعلٰی اور ابن جریر دونوں نے روایت کیا مگر ان دونوں نے حبان بن حصین کانام نہیں بلکہ یوں فرمایا کہ حضرت علی (کرم اللہ وجہہ) سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنے کوتوال کو بلایا اور اس سے ارشاد فرمایا۔آگے دونوں نے حدیث کا مفہوم ذکر فرمایا۔(ت)

حدیث ۲۱: امام بسند جید امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایک جنازے میں تھے حضور نے ارشاد فرمایا:

ایکم ینطلق الی المدینۃ فلا یدع بھا وثنا الا کسرہ ولا قبرا الاسواہ ولا صورۃ الا لطخھا۔	تم میں کون ایسا ہے مدینے جاکر ہر بت کو توڑ دے اور ہر قبر برابر کردے اور ہر تصویر مٹادے۔

ایک صاحب نے عرض کی: یارسول اللہ۔فرمایا: تو جاؤ۔وہ جاکر واپس آئے اور عرض کی: یارسول اللہ! میں نے سب بت توڑ دئے اور سب قبریں برابر کردیں اور سب تصویریں مٹادیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

من عاد لصنعۃ شیئ من ھذا فقد کفر بما انزل علی محمد[1]۔	اب جو یہ سب چیزیں بنائے گا وہ کفروانکار کریگا اس چیز کے ساتھ جو محمد (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) پر نازل ہوئی۔

والعیاذ باللہ رب العالمین (اللہ تعالٰی کی پناہ جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا۔ت)

مسلمان بنظر ایمان دیکھے کہ صحیح وصریح حدیثوں میں اس پر کیسی سخت سخت وعیدیں فرمائی گئیں اور یہ تمام احادیث عام شامل محیط کامل ہیں جن میں اصلاً کسی تصویر کسی طریقے کی تخصیص نہیں تو معظمین دین کی تصویروں کو ان احکام خدا اور رسول سے خارج کرنا محض باطل ووہم عاطل ہے بلکہ شرع مطہر میں زیادہ شدت عذاب تصاویر کی تعظیم ہی پر ہے۔اور خود ابتدائے بت پرستی انھیں تصویرات معظمین سے ہوئی، قرآن عظیم میں جو پانچ بتوں کا ذکر سورۂ نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام میں فرمایا ود، سواع، یغوث، یعوق، نسر[2] یہ پانچ بندگان صالحین تھے کہ لوگوں نے ان کے انتقال کے بعد باغوائے ابلیس لعین ان کی تصویریں بنا کر ان کی مجلسوں میں قائم کیں، پھر بعد کی آنے والی نسلوں نے انھیں معبود سمجھ لیا۔

---

[1] مسند احمد بن حنبل از مسند علی رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۸۷

[2] القرآن الکریم ۷۱/ ۲۳

صحیح بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے:

ودو سواع ویغوث ویعوق ونسر اسماء رجال صالحین من قوم نوح فلما ہلکوا اوحی الشیطن الی قومھم ان انصبوا الی مجالسھم التی کانوا یجلسون انصابا وسموہا باسماھم ففعلوا فلم تعبد حتی اذا ھلك اولئك وتنسخ العلم عبدت[1] ھذا مختصرا۔	ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے نیک لوگوں کے نام ہیں جب وہ فوت ہوگئے تو شیطان نے ان کے دلوں میں یہ وسوسہ ڈالا کہ جہاں وہ بیٹھتے تھے وہاں ان کی مجالس میں ان کے بت نصب کرواور ان کے نام لیا کرو، تو وہ ایسا ہی کرنے لگے، پھر اس دور میں تو ان کی عبادت نہیں ہوئی مگر جب وہ لوگ ہلاک ہوگئے اور علم مٹ گیا سابق لوگوں کے بارے میں جہالت کا پردہ چھا گیا تو رفتہ رفتہ ان مجسموں کی عبادت وپرستش شروع ہوگئی، یہ حدیث کے مختصر الفاظ ہیں۔(ت)

بااین ہمہ اگر وساوس وہوا جس سے تسکین نہ پائیں تو احادیث صحیحہ صریحہ سے خاص تصاویر معظمین کا جزئیہ لیجئے۔

حدیث ۲۲: صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے:

انہ قال دخل النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم البیت فوجد فیہ صورۃ ابراہیم وصورۃ مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام فقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم امالھم فقد سمعوا ان الملئکۃ لا تدخل بیتا فیہ صورۃ الحدیث[2] ھذا لفظہ فی الانبیاء وفیہ ایضا ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم	حضرت ابن عباس نے فرمایا: جب حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کعبہ شریف کے اندر تشریف لے گئے تو وہاں آپ نے حضرت ابراہیم اور سیدہ مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کی تصاویر پائیں حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آگاہ ہوجاؤ کہ آگاہ ہوجاؤ کہ تصویریں بنانے والوں نے بھی یہ بات سن رکھی تھی (یعنی ان کے کانوں تک بھی یہ بات پہنچی ہوئی تھی کہ) بیشک جس گھر میں تصویر ہو وہاں فرشتے نہیں آتے (الحدیث) یہ الفاظ حدیث کتاب الانبیاء میں

[1] صحیح البخاری کتاب التفسیر باب ودّا و سواعا الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷۳۲

[2] صحیح البخاری کتاب الانبیاء باب قول اللہ عزوجل واتخذ اللہ ابراھیم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۷۳

لما رأى الصور فى البيت لم يدخل حتى امر بها فمحيت الحديث[1] وفى المغازى فاخرج صورة ابراهيم واسمعيل عليهما الصلوٰة والسلام[2] الحديث ہذہ كلها روايات البخارى وذكر ابن هشام فى سيرته قال وحدثنى بعض اهل العلم ان رسول الله صلى الله تعالٰى عليه وسلم دخل البيت يوم الفتح فرأى فيه صور الملئكة وغيرهم فرأى ابراہيم عليه الصلوٰة والسلام مصورا فذكر الحديث الى ان قال ثم امر بتلك الصور كلها فطمست[3]۔	آئے ہیں، اور اسی میں ہے ___ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کعبہ شریف میں تصویریں دیکھیں تو اندر داخل نہ ہوئے یہاں تک کہ ان کے متعلق حکم فرمایا تو وہ مٹادی گئیں الحدیث، اور مغازی میں ہے کہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما الصلوٰۃ والسلام کی تصاویر باہر نکال دی گئیں الحدیث، یہ سب بخاری شریف کی روایات ہیں اور ابن ہشام نے اپنی سیرت میں بیان فرمایا کہ مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فتح کے روز بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے تو وہاں فرشتوں وغیرہ کی تصاویر دیکھیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مجسمہ دیکھا، پھر بقیہ حدیث ذکر فرمائی، یہاں تک کہ فرمایا پھر تمام تصاویر کے بارے میں حکم فرمایا کہ مٹادی جائیں تو وہ مٹادی گئیں (ت)

ان احادیث کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم روز فتح مکہ کعبہ معظّمہ کے اندر تشریف فرما ہوئے اس میں حضرت ابراہیم وحضرت اسمٰعیل وحضرت مریم وملائکہ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام وغیر ہم کی تصویریں نظر پڑیں کچھ پیکر دار کچھ نقش دیوار، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ویسے ہی پلٹ آئے اور فرمایا خبر دار رہو بیشک ان بنانے والوں کے کان تک بھی یہ بات پہنچی ہوئی تھی کہ جس گھر میں کوئی تصویر ہو اس میں ملائکہ رحمت نہیں جاتے، پھر حکم فرمایا کہ جتنی تصویریں منقوش تھیں سب مٹادی گئیں اور جتنی مجسم تھیں سب باہر نکال دی گئیں انھیں بھی حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ وحضرت سیدنا اسمٰعیل ذبیح اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلی ابنیہما الاکرم وعلیہما وبارک وسلم کی تصویریں بھی باہر لائی گئیں جب تک کعبہ معظّمہ سب تصاویر سے پاک نہ ہو گیا حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے قدم اکرم سے اسے شرف نہ بخشا۔

---

[1] صحیح البخاری کتاب الانبیاء قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۷۳

[2] صحیح البخاری کتاب المغازی قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۶۱۴

[3] سیرۃ النبی لابن ہشام امر الرسول بطمس ما بالبیت من صور دار ابن کثیر ۴/ ۳۲

حدیث ۲۳: مسند امام احمد میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے:

قال کان فی الکعبة صور فامر النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم عمر بن الخطاب ان یمحوھا فبل عمر رضی اللہ تعالٰی عنه ثوبا ومحاھا به فدخلها صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم وما فیها منها شیئ[1]۔ وفی حدیثه عند الامام الواقدی وکان عمر قد ترك صورة ابراھیم فلما دخل صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم راھا فقال یاعمر الم آمرك ان لاتدع فیها صورة ثم رای صورة مریم فقال امحوا ما فیها من الصور قاتل اللہ قوما یصورون ما لایخلقون[2]۔ ھذا مختصرًا۔	حضرت جابر نے فرمایا ایام جاہلیت میں کعبہ شریفہ کے اندر تصویریں تھیں، حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو حکم فرمایا کہ تصویری نقوش مٹادو، تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے گیلے کپڑے کے ساتھ ان نقوش کو مٹادیا اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کعبہ شریف میں داخل ہوئے تو وہاں کوئی تصویری نقش موجود نہ تھا، اس سند میں امام واقدی کا یہ اضافہ بھی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے وہاں حضرت ابراہیم علیہم السلام کی تصویر چھوڑ دی تھی یعنی اسے نہیں مٹایا تھا۔ پھر جب اندر تشریف لے جا کر حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ سلم نے اسے دیکھا تو ارشاد فرمایا اے عمر! کیا میں نے تمھیں حکم نہ دیا تھا کہ یہاں کوئی تصویر باقی نہ رہنے دو، پھر آپ نے سیدہ مریم کی تصویر دیکھی تو فرمایا یہاں جتنی بھی تصویریں ہیں ان سب کو مٹا دیا جائے اللہ تعالٰی ایسے لوگوں کو برباد کرے جو ایسی چیزوں کی تصویریں بناتے ہیں جنھیں وہ پیدا نہیں کرسکتے۔

حدیث ۲۴: عمر بن شبہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی:

ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم دخل الکعبة فامرنی فاتیته بماء فی دلو فجعل یبل الثوب ویضرب به علی الصور و یقول قاتل اللہ قوما یصورون ما لا یخلقون[3]۔	حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کعبہ شریف میں داخل ہوئے تو مجھے حکم فرمایا تو میں پانی کا ڈول بھر کر لایا آپ خود بنفس نفیس اس پانی سے کپڑا تر کرنے لگے پھر ان تصویروں پر وہ بھیگا ہوا کپڑا رگڑتے ہوئے فرمانے لگے اللہ تعالٰی ایسے لوگوں کو ہلاک کرے جو ایسی چیزوں کی تصویر کشی کرتے ہیں جنھیں وہ پیدا نہیں کرسکتے۔ (ت)

[1] مسند احمد بن حنبل از مسند جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۳۹۶

[2] کتاب المغازی للواقدی شان غزوۃ الفتح موسسۃ الاعلمی بیروت ۲/ ۸۳۴

[3] فتح الباری بحوالہ عمر بن شبہ کتاب المغازی مصطفی البابی مصر ۹/ ۷۸، المصنف لابن ابی شیبۃ کتاب العقیقہ حدیث ۵۲۶۵ وکتاب المغازی حدیث ۱۸۷۵۶ ۸/ ۲۹۶ و۱۴/ ۴۹۰

حدیث ۲۵: ابوبکر بن ابی شیبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی:

ان المسلمین تجردوا فی الازرو اخذوا الدلاء و ارتجزوا علی زمزم یغسلون الکعبۃ ظھرھا وبطنھا فلم یدعوا اثر امن المشرکین الا محوہ اوغسلوہ[1]۔	(اس وقت) مسلمانوں نے اپنی اپنی چادریں اتاریں اور ڈول میں آب زمزم بھر بھر کر کعبہ شریف کو اندرون وبیرون سے خوب دھونے لگے چنانچہ مشرکین کے تمام نشانات شرک دھوڈالے اور مٹادئے۔(ت)

حاصل ان احادیث کا یہ ہے کہ کعبہ میں جو تصویریں تھیں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو حکم فرمایا کہ انھیں مٹادو۔ عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ اور دیگر صحابہ کرام چادریں اتار اتار کر امتثال حکم اقدس میں سرگرم ہوئے زمزم شریف سے ڈول کے ڈول بھر کر آتے اور کعبہ کو اندر باہر سے دھویا جاتا، کپڑے بھگو بھگو کر تصویریں مٹائی جاتیں، یہاں تک کہ وہ مشرکوں کے آثار سب دھو کر مٹادئے، جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے خبر پائی کہ اب کوئی نشان باقی نہ رہا اس وقت اندر رونق افروز ہوئے، اتفاق سے بعض تصاویر مثل تصویر ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلٰوۃ والسلام کا نشان رہ گیا تھا، پھر نظر فرمائی تو حضرت مریم کی تصویر بھی صاف نہ دھلی تھی حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ایک ڈول پانی منگا کر بنفس نفیس کپڑا تر کرکے ان کے مٹانے میں شرکت فرمائی اور ارشاد فرمایا: اللہ کی مار ان تصویر بنانے والوں پر۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے:

فی حدیث اسامۃ انہ صلی اللہ تعالٰی علہ وسلم دخل الکعبۃ فرأی صورۃ ابراھیم فدعا بماء فجعل یمحوھا وھو محمول علی انہ بقیۃ تخفی علی من محاھا اولا[2]۔	حضرت اسامہ کی حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کعبہ شریف کے اندر تشریف لے گئے تو کچھ تصاویر انمٹی دیکھ کر پانی منگوایا اور انھیں اپنے دست اقدس سے خود مٹانے لگے، یہ حدیث اس پر محمول ہے کہ بعض تصویروں کے کچھ نشانات باقی رہ گئے تھے جنھیں پہلی دفعہ مٹانے والا نہ دیکھ سکا، (تو حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دوبارہ انھیں مٹادیا) (ت)

حدیث ۲۶: صحیحین میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے:

لما اشتکی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم	حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے مرض میں بعض

[1] المصنف لابن ابی شیبہ کتاب المغازی حدیث ۱۸۷۶۵ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴/ ۴۹۴

[2] فتح الباری کتاب المغازی باب این رکز النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الرایۃ یوم الفتح مصطفی البابی مصر ۹/ ۷۷، ۷۸

ذکر بعض نسائه کنیسة یقال لها ماریة وکانت ام سلمة وام حبیبة اتتاارض الحبشة فذکرتا من حسنها وتصاویر فیها فرفع رأسه فقال اولئك اذا مات فیهم الرجل الصالح بنوا علی قبره مسجدا ثم صوروافیه تلك الصور اولئك شرار خلق الله[1]۔ فی المرقاة الرجل الصالح ای من نبی او ولی تلك الصور ای صور الصلحاء تذکیرا بهم وترغیبا فی العبادة لاجلهم الخ[2]۔	ازواج مطہرات نے ایک گرجا کا ذکر کیا جس کا نام ماریہ تھا اور حضرت ام المومنین ام سلمہ وام المومنین ام حبیبہ ملک حبشہ میں ہو آئی تھیں ان دونوں بیبیوں نے ماریہ کی خوبصورتی اور اس کی تصویروں کا ذکر کیا، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سر اٹھا کر فرمایا یہ لوگ جب ان میں کوئی نیک بندہ نبی یا ولی انتقال کرتا ہے اس کی قبر پر مسجد بنا کر اس میں تبرکا اس کی تصویر لگاتے ہیں یہ لوگ بدترین خلق ہیں۔(ت) مرقاۃ (از محدث علی قاری) میں ہے مرد صالح یعنی وہ نبی یا ولی فوت ہو جاتا اس کی تصاویر بناتے اور لٹکایا کرتے تھے ان کی یادگار اور ان کی وجہ سے عبادت میں رغبت دلانے کے لئے الخ (ت)

حدیث ۲۷: امام بخاری کتاب الصلوٰۃ جامع صحیح میں تعلیقا بلاقصہ اور عبدالرزاق وابوبکر بن ابی شیبہ اپنے اپنے مصنف اور بیہقی سنن میں اسلم مولی امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے موصولا مع القصہ راوی جب امیر المومنین ملک شام کو تشریف لے گئے ایک زمیندار نے آکر عرض کی میں نے حضور کے لئے کھانا تیار کرایا ہے میں چاہتا ہوں حضور قدم رنجہ فرمائیں کہ ہمچشموں میں میری عزت ہو امیر المومنین نے فرمایا:

انا لاندخل کنائسکم من اجل الصور التی فیها[3]۔	ہم ان کنیسوں میں نہیں جاتے جن میں یہ تصویریں ہوتی ہیں۔

[1] صحیح البخاری کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ فی البیعة قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۶۲، صحیح البخاری کتاب الجنائز باب المسجد علی القبر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۷۹، صحیح مسلم کتاب المساجد باب النهی عن بناء المسجد علی القبر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۰۱

[2] مرقاۃ المفاتیح کتاب اللباس باب التصاویر الفصل الثالث مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۲۸۲

[3] المصنف لعبد الرزاق باب التماثیل وماجاء فیه حدیث ۱۹۴۸۶ المکتب الاسلامی بیروت ۱۰/ ۳۹۷، صحیح البخاری کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ فی البیعة قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۶۲

بالجملہ حکم واضح ہے اور مسئلہ مستبین اور حرکات مذکورہ حرام بالیقین اور ان میں اعتقاد ثواب ضلال مبین اس شخص پر فرض ہے کہ اس حرکت سے باز آئے اور حرام میں ثواب کی امید سے نہ خود گمراہ ہو نہ جاہل مسلمانوں کو گمراہ بنائے ان تصویروں کو ناآباد جنگل میں راہ سے دور نظر عوام سے بچا کر اس طرح دفن کر دیں کہ جہال کو ان پر اصلا اطلاع نہ ہو یا کسی ایسے دریا میں کہ کبھی پایاب نہ ہوتا ہو نگاہ جاہلان سے خفیہ عمیق کنڈے میں یوں سپرد کریں کہ پانی کی موجوں سے کبھی ظاہر ہونے کا احتمال نہ ہو، "وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴿۲۱۳﴾ "[1] (اور اللہ تعالٰی جسے چاہتا ہے سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔ ت) یہ سب متعلق بتصاویر ذی روح تھا۔ رہا نقشہ **روضہ مبارکہ** اس کے جواز میں اصلا مجال سخن وجائے دم زدن نہیں، جس طرح ان تصویروں کی حرمت یقینی ہے یوں ہی اس کا جواز اجماعی ہے۔ ہر شرع مطہر میں ذی روح کی تصویر حرام فرمائی، حدیث پانزدہم میں اس قید کی تصریح کردی، حدیث اول میں ہے کہ ایک مصور نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کی خدمت والا میں حاضر ہو کر عرض کی، میں تصویریں بنایا کرتا ہوں اس کا فتوٰی دیجئے، فرمایا: پاس آ، وہ پاس آیا، فرمایا: پاس آ۔ وہ اور پاس آیا یہاں تک کہ حضرت نے اپنا دست مبارک اس کے سر پر رکھ کر فرمایا کیا میں تجھے نہ بتادوں وہ حدیث جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے سنی، پھر حدیث مذکور مصوروں کے جہنمی ہونے کی ارشاد فرمائی، اس نے نہایت ٹھنڈی سانس لی، حضرت نے فرمایا:

ویحك ان ابیت الا ان تصنع فعلیك بهذا الشجر وكل شيئ لیس فیه روح [2]	افسوس تجھ پر اگر بے بنائے نہ بن آئے تو پیڑ اور غیر ذی روح چیزوں کی تصویریں بنایا کر۔

ائمہ مذاہب اربعہ وغیرہم نے اس کے جواز کی تصریحیں فرمائیں تمام کتب مذاہب اس سے مملو ومشحون ہیں ہر چند مسئلہ واضح اور حق لائح ہے مگر تسکین اوہام وتثبیت عوام کے لئے ائمہ کرام علماء اعلام کی بعض سندیں اسباب میں پیش کروں کہ کن کن اکابر دین واعاظم معتمدین نے مزار مقدس اور اس کے مثل نعل اقدس کے نقشے بنائے اور ان کی تعظیم اور ان سے تبرک کرتے آئے اور اسباب میں کیا کیا کلمات روح افزائے مومنین وجانگزائے منافقین ارشاد فرمائے:

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۲۱۳

[2] مسند احمد بن حنبل از مسند عبداللہ بن عباس المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۳۰۸، صحیح مسلم کتاب اللباس باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۰۲، صحیح البخاری کتاب البیوع باب بیع التصاویر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۹۶

(۱) امام عثیم بن نسطاس تابعی مدنی۔

(۲) امام محدث جلیل القدر ابو نعیم صاحب حلیۃ الاولیاء

(۳) امام محدث علامہ ابوالفرج عبدالرحمٰن ابن الجوزی حنبلی

(۴) امام ابوالیمن ابن عساکر

(۵) امام تاج الدین فاکہانی صاحب فجر منیر۔

(۶) علامہ سید نورالدین علی بن احمد سمہودی مدنی شافعی صاحب کتاب الوفاء ووفاء الوفاء۔

(۷) سیدی عارف باللہ محمد بن سلیمن جزولی صاحب الدلائل۔

(۸) امام محدث فقیہ احمد بن حجر مکی شافعی صاحب جوہر منظّم۔

(۹) علامہ حسین بن محمد بن حسن دیار بکری صاحب الخمیس فی احوال النفس نفیس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

(۱۰) علامہ سیدی محمد بن عبدالباقی زرقانی مالکی شارح مواہب لدنیہ ومنح محمدیہ۔

(۱۱) شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی صاحب جذب القلوب۔

(۱۲) محمد العاشق بن عمر الحافظ الرومی حنفی صاحب خلاصۃ الاخبار ترجمہ خلاصۃ الوفاء وغیرہم ائمہ وعلماء نے مزار اقدس واکرم سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وقبور مقدسہ حضرات صدیق وفاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما کے نقشے بنائے۔ مواہب اوراس کی شرح میں ہے:

(قدروی ابوداؤد والحاکم من طریق القاسم بن محمد بن ابی بکر)الصدیق(قال دخلت علی عائشۃ فقلت یا امہ اکشفی لی عن قبر النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم)وصاحبیہ الحدیث(زاد الحاکم فرأیت رسول اللہ)ای قبرہ(صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) مقدما وابابکر راسہ بین کتفی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ	امام ابوداؤد اور حاکم نے حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق کی سند سے روایت کیا۔ فرمایا: میں سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے ان سے عرض کیا: اماں جان! حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور ان کے دوساتھیوں کی قبور سے پردہ اٹھادیجئے، (الحدیث) امام حاکم نے یہ اضافہ کیا(جب مائی صاحبہ نے قبور سے پردہ اٹھایا) تومیں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی قبر اطہر سب سے آگے دیکھی اور دوسری دو قبروں کی صورت یہ تھی کہ ابوبکر صدیق

وسلم وعمر راسه عند رجلی النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم)قال ابو الیمن بن عساکر وهذه صفته۔	کا سر مبارک حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دو کندھوں کے پاس تھا جبکہ فاروق اعظم کا سر مبارک حضور کے مبارک پاؤں کے متوازی و متصل تھا، امام ابوالیمن بن عساکر نے فرمایا صورت نقشہ سامنے ہے:

النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم | عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ

ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ

(وروی ابوبکر الاجری)الحافظ الامام توفی فی محرم سنة ست وثلثمائة(فی کتاب صفة قبر النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم عن عثیم بن نسطاس المدنی)تابعی مقبول کما فی التقریب(قال رأیت قبر النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم فی امارة عمر بن عبدالعزیز فرأیته مرتفعا نحوا من اربع اصابع و رأیت قبر ابی بکر وراء قبره ورأیت قبر ابی بکر اسفل منه)ورواه ابونعیم بزیادة وصوره لنا۔	امام حافظ ابوبکر آجری (متوفی محرم ۳۰۶ھ) نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی قبر اطہر کے بیان میں ارشاد فرمایا: عثیم بن نسطاس مدنی تابعی (جو مقبول رواۃ میں سے ہیں جیسا کہ التقریب میں ہے) سے روایت ہے فرمایا میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ خلافت میں آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی قبر اقدس کی زیارت کی، قبر اطہر زمین سے چار انگشت کے بقدر بلند تھی اور میں نے دیکھا کہ جناب صدیق اکبر کی قبر مبارک اس کے پیچھے اور اس سے نیچے تھی، محدث ابونعیم نے کچھ اضافہ کرتے ہوئے راویت کیا ہے اور ہمارے لئے اس کی یہ تصویری صورت بیان فرمائی: (ت)

المصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ

عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ[1]

---

[1] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیة المقصد العاشر الفصل الثانی دار المعرفة بیروت ۸/۲۹۴

(وقد اختلف اہل السیر وغیرہم فی صفۃ القبور المقدسۃ علی سبع روایات اوردھا) ابوالیمن (ابن عساکر فی) کتابہ (تحفۃ الزائر) والصحیح منہا روایتان احدہما ماتقدم عن القاسم والاخری وبہا جزم رزین وغیرہ وعلیہا الاکثر کما قال المصنف فی الفصل الثانی وقال النووی انہا المشہورۃ والسمہودی انہا اشہر الروایات ان قبرہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الی القبلۃ مقدما بجدارہا ثم قبر ابی بکر حذاء منکبی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وقبر عمر حذا منکبی ابی بکر رضی اللہ تعالٰی عنہما وہذا صفتہا:	سیرت نگاروں نے قبور مقدسہ کی وضع یا ساخت میں جو اختلاف کیا ہے اس سلسلے میں سات روایات پائی جاتی ہیں، ابوالیمن ابن عساکر نے وہ روایات اپنی کتاب ''تحفہ الزائر'' میں بیان کی ہیں ان میں سے صرف دوروایات صحیح ہیں ایک ان میں سے وہ ہے جو ابوالقاسم کے حوالے سے بیان ہوچکی ہے۔ اور دوسری روایت وہ جس پر محدث رزین وغیرہ نے اعتماد کیا ہے اور اسی پر اکثر اہل علم قائم ہیں جیسا کہ مصنف نے دوسری فصل میں فرمایا امام نووی کہتے ہیں کہ یہی مشہور ہے اور علامہ سمہودی نے فرمایا: زیادہ مشہور روایت یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی قبر اطہر دیوار قبلہ سے متصل سب سے آگے ہے اور حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے شانوں کے بالمقابل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کی قبر ہے پھر صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے شانوں (کندھوں) کے بالمقابل حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ کی قبر ہے۔ یہ ان قبور کی صورت ساخت ہے: (ت)

المصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

الصدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ

الفاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ

ومرت واحدة من الضعيفة ولاحاجة لذكر باقيها[1] اھ مافی المواہب و شرحہا ملتقطا قلت وقد ذکر السبع جمیعا الامام البدر محمود العینی فی عمدۃ القاری فراجعها ان هويت۔	ایک ضعیف روایت گزر چکی ہے اور بقیہ کے ذکر کی چنداں ضرورت نہیں جو کچھ موہب لدنیہ اور اس کی شرح میں منتخب کردہ عبارت تھی وہ مکمل ہوگئی، میں کہتا ہوں کہ پوری سات روایتوں کو امام بدرالدین محمود عینی نے اپنی شہرآفاق تصنیف عمدۃ القاری (شرح صحیح بخاری) میں ذکر فرمایا ہے اگر خواہش مطالعہ ہو تو اس سے رجوع کیا جائے۔ت)

مطالع المسرات میں ہے:

وضع المولف صفة الروضة هكذا۔	مؤلف نے روضہ کی ساخت بیان کی جو کہ نقشہ ذیل کے مطابق کچھ اس طرح ہے۔(ت)

قبر النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

قبر عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ

قبر ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ

ابوبکر مؤخر قلیلا عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خلفہ وعمر خلف رجل ابی بکر وروی ابوداؤد والحاکم وصحح اسنادہ عن القاسم بن محمد الحدیث قال السمہودی وھذا ارجح ماروی عن القاسم ثم صورھا عن ابن عساکر ھکذا۔	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے کچھ تھوڑا پیچھے ہیں اور حضرت عمر فاروق حضرت ابوبکر صدیق کے پاؤں والی حد سے قدرے پیچھے ہیں، امام ابوداؤد اور حاکم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت قاسم بن محمد سے روایت کی ہے۔(الحدیث)علامہ سمہودی نے فرمایا کہ یہ زیادہ راجح ہے جو کچھ حضرت قاسم سے روایت کیا گیا ہے پھر انھوں نے ابن عساکر کے حوالے سے اس کی تصویر (نقشہ) کچھ اس طرح بیان فرمائی: (ت)

[1] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد العاشر الفصل الثانی دارالمعرفۃ بیروت ۸/ ۲۹۶-۲۹۵

قبر النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم | قبر عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ

قبر ابی بکر رضی اللہ تعالٰی عنہ

وصدر ابوالفتح ابن الجوزی بوضعھا ھکذا ونسب ابن حجر ھذہ الصفۃ الی الاکثر[1] اھ مختصرا، **قلت** وقع ھھنا فی الکتاب تخلیط واضطراب نبھت علیہ علی ھامشہ وزادہ سید المرتضی فی النقل عنہ فی شرح الاحیاء لم اجدہ فی نسختی شرح الدلائل ولا ھو صحیح فی نفسہ وذٰلك انہ لم یذکر فی المطالع عن ابن الجوزی صورۃ جدیدۃ فکان قولہ ہکذا اشارۃ الی مامر و ہو الذی نسبہ ابن حجر الی الجمہور والاکثر کما ستمسع فیما یذکر اما المرتضی فنقل تصویرہ عن المطالع عن ابن الجوزی بعد قولہ

حافظ ابوالفرج بن جوزی نے ان کی وضع (یعنی قبور مقدسہ کی ساخت) کچھ اس طرح بیان فرمائی اور علامہ ابن حجر نے اس صورت وضع کو اکثر اہل علم سے منسوب کیا ہے (مختصر عبارت مکمل ہوئی) **میں کہتا ہوں** کہ اس کے باوجود یہاں کتاب میں کچھ خلط ملط اور اشتباہ پایا جاتا ہے میں نے اس پر اس کے حاشیہ میں تنبیہ کی ہے سید مرتضی نے شرح احیاء العلوم میں اپنے حاشیہ میں تنبیہ فرماتے ہوئے ان سے نقل کرنے میں کچھ اضافہ فرمایا لیکن میں نے اسے شرح دلائل الخیرات کے اپنے نسخہ میں نہیں پایا اور فی ذاتہ وہ صحیح بھی نہیں اس لئے کہ مطالع المسرات میں ابن جوزی کے حوالے سے کوئی نئی صورت نہیں ذکر کی گئی لہٰذا ابن جوزی کا قول ہکذا اسی گزشتہ قول کی طرف اشارہ ہے۔ اور یہ وہی ہے جس کو علامہ ابن حجر نے جمہور اور اکثر کی طرف سے منسوب کیا ہے جیسا کہ آئندہ ذکر کیا جاتا ہے آپ سنیں گے لیکن سید مرتضی نے اس کی تصویر مطالع المسرات سے ابن جوزی کے قول ہکذا کہنے کے بعد کچھ اس طرح نقل فرمائی ہے جو نقشہ ذیل

[1] مطالع المسرات المکتبہ النوریۃ الرضویۃ فیصل آباد ص ۱۴۸-۱۴۹

هکذا هکذا۔	سے ظاہر ہے: (ت)

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ

عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ

ثم عقبه بقوله ونسب ابن حجر ہذاہ الصفة الی الاکثر[1] الخ فلا ادری لعل هذا الغلط فی التصویر من النساخ واللہ تعالٰی اعلم۔	پھر اسے اپنے اس قول کے بعد لائے ہیں کہ علامہ ابن حجر نے اس صفت کو اکثر کی طرف منسوب کیا ہے الخ میں نہیں جانتا کہ شاید تصویر میں یہ لفظ غلطی کرنے والوں کی طرف سے اضافہ ہوگیا ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ (ت)

جوہر منظّم امام ابن حجر میں ہے:

یسن له بل یتاکد علیه اذا فرغ من السلام علی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم ان یتاخر الی صوب یمینه قدر ذراع للسلام علی ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالٰی عنه وکرم وجهه لان راسه عند منکب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم ثم یتاخر الی یمینه ایضاً قدر ذراع للسلام علی سیدنا عمر رضی اللہ تعالٰی عنه لان راسه عند منکب ابی بکر وہذه صورة القبور الثلثة الکریمة علی الاصح المذکور وعلیه الجمهور،	تاکیدی سنت ہے کہ جب زائر حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ذات اقدس پر سلام پیش کرنے سے فارغ ہو تو حضرت ابو بکر صدیق کو سلام پیش کرنے کے لئے بقدر ایک ہاتھ اپنی دائیں جنوبی سمت پیچھے ہٹ جائے (اللہ تعالٰی ان سے راضی ہو اور ان کے چہرے کو رونق بخشے) کیونکہ ان کا سر مبارک حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے شانوں کے بالمقابل ہے پھر دائیں جانب ایک ہاتھ کے بقدر مزید پیچھے ہو جائے تاکہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خدمت میں سلام پیش کرسکے کیونکہ ان کا سر مبارک حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے کندھوں کے بالمقابل ہے۔ زیادہ صحیح قول مذکور کے مطابق

[1] اتحاف السادۃ المتقین الجملۃ العاشرۃ صفۃ الروضۃ المشرفۃ الخ دار الفکر بیروت ۴/ ۲۱-۴۲۰

ثم قال بعد التصویر اخترت وضعھا علی ہذہ الکیفیة لانھا لمطابقة للواقع عند توجہ الزائر الیھم [1] الخ۔	قبور ثلاثہ کی یہی صورت واقع ہے اور اسی پر جمہور کا اتفاق ہے پھر تصویر کے بعد فرمایامیں نے اس کیفیت کے مطابق صورت وضع قبر اختیار کی ہے اس لئے کہ یہی واقع کے مطابق ہے جب زائران کی طرف منہ کرے الخ(ت)

اگر معاذاللہ دلائل الخیرات شریف سے نقشہ مقدسہ نکالا جائے تو نہ صرف دلائل بلکہ ان سب کتب احادیث وسیر وغیرہما کے اوراق چاک کئے جائیں اور ان ائمہ محدثین کے بنائے ہوئے نقشوں کا کیا علاج ہو جو زمانہ تابعین وتبع تابعین سے قرنا فقرنا روایت حدیث میں نقشے بناتے آئے اللہ عزوجل افراط وتفریط کی آفت سے بچائے دلائل الخیرات شریف کو تالیف ہوئے پونے پانسو برس گزرے جب سے یہ کتاب مستطاب شرقاغربا عربا عجما تمام جہاں کے علماء واولیاء وصلحاء میں حرز جان ووظیفہ ودین وایمان ہورہی ہے، یہ حسن قبول خدااور سول جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم زید وعمر کے مٹائے نہیں مٹ سکتا۔

ہمہ شیران جہاں بستہ ایں سلسلہ اند روبہ از حیلہ چساں بگسلد ایں سلسلہ را

(دنیاکے سارے شیر اسی سلسلے میں بندھے ہوئے ہیں لہٰذا کسی حیلہ سے لومڑی اس سلسلہ کو کیسے کاٹ سکتی ہے۔ت)

ہاں اب نئے زمانے فتنہ کے گھرانے میں وہ گمراہ بھی پیدا ہوئے جو عیاذا باللہ دلائل الخیرات کو معدن شرک وبدعات کہتے ہیں مگران کے بکنے سے امت مرحومہ کا اتفاق واطباق نہیں ٹوٹ سکتا۔

مہ فشاند نور وسگ عوعو کند ہر کسے بر خلقت خودمی تند

(چاند نور بکھیرتا ہے مگر کتے اسے بھونکتے ہیں، درحقیقت ہر ایک اپنی تخلیق میں تنا ہوا اور کسا ہوا ہے۔ت)

کشف الظنون میں ہے:

دلائل الخیرات آیة من اٰیات اللہ یواظب بقراء تہ فی المشارق والمغارب وللدلائل اختلاف فی النسخ لکثرة روایتھا عن المؤلف رحمہ اللہ تعالٰی	یعنی کتاب دلائل الخیرات اللہ تعالٰی کی آیتوں میں سے ایک آیت ہے کہ مشارق ومغارب میں ہمیشہ پڑھی جاتی ہے اس کے نسخے مختلف ہیں کہ مؤلف رحمہ اللہ تعالٰی سے اس کی روایت بکثرت ہوئی مگر

[1] الجوہر المنظم الفصل السابع فیما ینبغی للزائر فعلہ الخ المکتبة القادریہ جامع نظامیہ لاہور ص۵۰

لکن المعتبر نسخة ابی عبدالله محمد السهیلی کان المؤلف صححها قبل وفاته بثمان سنین سادس ربیع الاول ۸۶۲ھ [1] ملخصاً۔	معتبر ابو عبداللہ محمد سہیلی کا نسخہ ہے کہ مؤلف قدس سرہ نے وصال شریف سے آٹھ برس پہلے ششم ربیع الاول ۸۶۲ھ کو اس کی تصحیح فرمائی تھی۔

(۱۳) علامہ محمد بن احمد بن علی فاسی قصری مطالع میں فرماتے ہیں:

اعقب المؤلف رحمه الله تعالٰی ورضی عنه، ترجمة الاسماء بترجمة صفة الروضة المبارکة موافقا وتابعا للشیخ تاج الدین الفاکهانی فانه عقد فی کتاب الفجر المنیر بابا فی صفة القبور المقدسة ومن فوائد ذٰلك ان یزور المثال من لم یتمکن من زیارة الروضة ویشاهده مشتاق ویلثمه ویزداد فیه حبا وشوقا [2]۔	مؤلف رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فصل اسماء طیبہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد صفت روضہ مبارکہ کی فصل بہ تبعیت وموافقت امام تاج الدین فاکہانی ذکر فرمائی کہ انھوں نے بھی اپنی کتاب فجر منیر میں خاص ایک باب ذکر کیا اور اس میں بہت فائدے ہیں از انجملہ یہ کہ جسے روضہ مبارکہ کی زیارت میسر نہ ہوئی وہ اس نقشہ پاک کی زیارت کرے مشتاق اسے دیکھے اور بوسہ دے اور نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی محبت اور حضور کا شوق اس کے دل میں بڑھے۔

اللھم ارزقنا اٰمین (اے اللہ! ہمیں بھی یہ نصیب فرما اور ہماری یہ درخواست قبول فرما۔ت)

(۱۴) اسی میں ہے:

قد کنت رأیت تالیفا لبعض المشارقة یقول فیما انه ینبغی لذاکر (اسم) الجلالة من المریدین ان یکتبه بالذهب فی ورقة ویجعله نصب عینیه فاذا صور قاری هذا الکتاب الروضة صورة حسنة بالوان حسنة و خصوصا بالذهب فهو من معنی ذٰلك [3]۔	میں نے بعض علماء مشرق کی تالیف میں دیکھا کہ جو مرید اسم پاک اللہ کا ذکر کرے اسے چاہئے کہ نام پاک اللہ ایک ورق میں سونے سے لکھ کر اپنے پیش نظر رکھے تو جب اس کتاب کو پڑھنے والا روضہ مقدسہ کی خوبصورت تصویر خوشنما رنگوں سے رنگین خصوصاً آب زر سے بنائے تو وہ اسی قبیل سے ہے۔

[1] کشف الظنون باب الدال المهملة دلائل الخیرات منشورات مکتبه المثنی بغداد ۱/ ۷۵۹

[2] مطالع المسرات المکتبة النوریة الرضویة فیصل آباد ص ۱۴۴

[3] مطالع المسرات المکتبة النوریة الرضویة فیصل آباد ص ۱۴۵

(۱۵) اسی میں ہے:

بعض اولیاء کرام جنھوں نے ذکر و شغل سے تربیت مریدین کی کیفیت ارشاد کی بیان فرماتے ہیں کہ جب ذکر لا الہ الا اللہ کو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے کامل کرلے تو چاہئے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا تصور اپنے پیش نظر جمائے بشری صورت نور کی طلعت نور کے لباس میں تاکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صورت کریمہ اس کے آئینہ دل میں جم جائے اور اس سے وہ الفت پیدا ہو جس کے سبب حضور کے اسرار سے فائدہ لے حضور کے انوار کے پھول چنے اور جسے یہ تصور میسر نہ ہو وہ یہی خیال جمائے کہ گویا مزار مبارک کے سامنے حاضر ہے اور ہر بار جب ذکر میں نام پاک آئے تصور میں مزار اقدس کی طرف اشارہ کرتا جائے کہ دل جب ایک چیز سے مشغول ہوجاتا ہے پھر اس وقت دوسری چیز قبول نہیں کرتا، تو اب روضہ مطہرہ وقبور مطہرہ کی تصویر بنانے کی حاجت ہوئی کہ جن دلائل الخیرات پڑھنے والوں نے ان کی زیارت نہ کی اور اکثر ایسے ہی ہیں وہ انھیں پہچان لیں اور ذکر کے وقت ان کا تصور ذہن میں جمائیں۔	وقد ذکر بعض من تکلم علی الاذکار و کیفیتۃ التربیۃ بھا انہ اذا کمل لا الہ الا اللہ بمحمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فلیشخص بین عینیہ ذاتہ الکریمۃ بشریۃ من نور فی ثیاب من نور یعنی لتنطبع صورتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی روحانیتہ و یتألف معھا تألفا یتمکن بہ من الاستفادۃ من اسرارہ والاقتباس من انوارہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال فان لم یزرق تشخص صورتہ فیری کانہ جالس عند قبرہ المبارك یشیر الیہ متی ماذکرہ فان القلب متی ماشغلہ شیئ امتنع من قبول غیرہ فی الوقت الی اٰخر کلامہ فیحتاج الی تصویر الروضۃ المشرفۃ والقبور المقدسۃ لیعرف صورتھا و یشخصھا بین عینیہ من لم یعرف من المصلین علیہ فی ھذا الکتاب وھم عامۃ الناس وجمھورھم [1]۔

(۱۶) اسی میں ہے:

علمائے کرام نے نعل مقدس کے نقشے کو نعل مقدس کا قائم مقام بنایا اور اس کے لئے وہی اکرام واحترام جو اصل کے لئے تھا ثابت ٹھہرایا اور اس	وقد استنابوامثال النعل عن النعل وجعلوہ لہ من الاکرام والاحترام ماللمنوب عنہ وذکروالہ خواصا و برکات وقدجربت وقال فیہ اشعارا

[1] مطالع المسرات المکتبہ النوریۃ رضویۃ فیصل آباد ص ۱۴۴، ۱۴۵

كثيرة والفوا فی صورته ورووه بالاسانيد وقد قال القائل: اذا ما الشوق اقلقنی اليها ولم اظفر بمطلوبی لديها نقشت مثالها فی الكف نقشا وقلت لناظری قصرا عليها[1]	نقشہ مبارک کے لئے خواص وبرکات ذکر فرمائے اور بلاشبہ وہ تجربے میں آئے اور اس میں بکثرت اشعار کہے اور اس کی تصویر میں رسالے تصنیف کئے اور اسے سندوں کے ساتھ روایت کیا اور کہنے والے نے کہا: جب اس کی آتش شوق میرے سینے میں بھڑکتی ہے اور اس کا دیدار میسر نہیں ہوتا اس کی تصویر ہاتھ پر کھینچ کر آنکھ سے کہتا ہوں اسی پر بس کر۔

(۱۷) علامہ تاج فاکہانی فجر منیر میں فرماتے ہیں:

من فوائد ذلك ان من لم يمكنه زيارة الروضة فليبرز مثالها وليلثمه مشتاقا لانه ناب مناب الاصل كما قد ناب مثال نعله الشريفة مناب عينها فی المنافع والخواص شهادة التجربة الصحيحة و لذا جعلوا له من الاكرام والاحترام مايجعلون للمنوب عنه الخ۔[2]	نقشہ روضہ مبارک کے لکھنے میں ایک فائدہ یہ ہے کہ جسے اصل روضہ اقدس کی زیارت نہ ملی وہ اس کی زیارت کرے اور شوق دل کے ساتھ اسے بوسہ دے کہ یہ مثال اسی اصل کے قائم مقام ہے جیسے نقشہ نعل مقدس منافع وخواص میں بالیقین اس کا قائم مقام ہے جس پر صحیح تجربہ شاہد عدل ہے ولہٰذا علمائے دین نے نقشے کا اعزاز واعظام وہی رکھا جو اصل کا رکھتے ہیں۔

(۱۸) حضرت مصنف دلائل قدس سرہ العزیز اس کی شرح کبیر میں اسے نقل فرماتے اور علامہ ممدوح کی متابعت ظاہر کرتے ہیں:

حيث قال انما ذكرتها تابعا للشيخ تاج الدين الفاكهانی فانه عقد فی كتابه الفجر المنير بابا فی صفة القبور المقدسة و	چنانچہ مصنف دلائل الخیرات نے فرمایا میں نے علامہ تاج الدین فاکہانی کے اتباع میں اس کا ذکر کیا ہے اس لئے کہ موصوف نے اپنی کتاب الفجر المنیر میں قبور مقدسہ کی صورت وضع

---

[1] مطالع المسرات المکتبہ النوریۃ الرضویۃ فیصل آباد ص ۱۴۴

[2] فجر منیر

قال ومن فوائد ذٰلك[1] الخ۔	میں ایک باب باندھا اور فرمایا ان فوائد میں سے ایک فائدہ یہ ہے الخ۔ (ت)

(۱۹) امام ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن خلف السلمی الشہیر بابن الحاج المتر لی الاندلسی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے نقشہ نعل مقدس کے بیان میں مستقل کتاب تالیف فرمائی۔

(۲۰) اسی طرح ان کے تلمیذ شیخ عزیز ابوالیمن ابن عساکر نے نفیس و جلیل کتاب مسمّٰی بہ خدمت النعل للقدم المحمدی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لکھی جس کے ساتھ اکابر ائمہ نے مثل کتب حدیث روایۃً وسماعاً وقراءۃً اعتنائے تام کیا۔

(۲۱) امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی صاحب ارشاد الساری شرح صحیح بخاری مواہب لدنیہ ومنح محمدیہ میں فرماتے ہیں:

قد ذکر ابوالیمن ابن عساکر تمثال نعله الکریمة علیه افضل الصلٰوۃ والتسلیم فی جزء مفرد رویته قرائة وسماعا وکذا افردہ بالتالیف ابواسحٰق ابراہیم بن محمد بن خلف السلمی المشهور بابن الحاج من اهل المریة بالاندلس وکذا غیرهما واللّٰه در ابی الیمن بن عساکر حیث قال:

یا منشدا فی رسم ربع خال	ومناشدًا لدوارس الاطلال	دع ندب آثار وذکر مآثر
لاحبة بانوا وعصر خال	والثم ثری الاثر الکریم فحبذا	ان فزت منه بلثم ذا التمثال
صافح بها خدا اوعفر وجنة	فی تربها وجدا وفرط تغال،	یاشبه نعل المصطفٰی روحی الفدا
لمحلك الاسنی الشریف العال	هملت لمرآك العیون وقد نأی	مرمی العیان بغیر ما اہمال،
وتذکرت عهد العقیق فتاثرت	شوقًا عقیق المدمع الهطال	اذکرتنی قدما لها قدم العلاء
والجود و المعروف و الافضال	لوان خدی یحتذی نعلالها	لبلغت من نیل المنی آمال
اوان اجفانی لوطء نعالها	ارض سمت عزا بذا الاذلال	اهبا لالتقاط[2]

خلاصہ یہ کہ ابوالیمن ابن عساکر نے نقشہ نعل اقدس کے باب میں ایک مستقل جز تالیف کیا جسے میں نے استاد پر پڑھ کر اور استاد سے سن کر روایت کیا اور اسی طرح ابن الحاج اندلسی وغیرہما علماء نے اس

[1] مطالع المسرات المکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۱۴۴

[2] المواہب اللدینہ المقصد الثالث الفصل الثالث لبس النعل المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۴۶۶ تا ۴۶۸

بارہ میں مستقل تصنیفیں کیں اور اللہ عزوجل کے لئے ہے خوبی ابوالیمن ابن عساکر کی کیاخوب قصیدہ مدح شبیہ شریف میں لکھا ہے جس میں فرماتے ہیں اے فانی کی یاد کرنے والے ان چیزوں کی یاد چھوڑ اور تبرکات شریفہ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خاکبوسی کر، زہے نصیب اگر تجھے اس تصویر نعل مبارک کا بوسہ ملے اپنا رخسارہ اس پر رکھ اور اس کی خاک پر اپنا چہرہ مل، اے نعل مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تصویر! تیری عزت وشرف بلند پر میری جان قربان تجھے دیکھ کر آنکھیں ایسی بہ نکلیں کہ اب تھمنا بہت دور ہے تجھے دیکھ کر انھیں مدینے کی وادی عقیق میں مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی رفتار یاد آ گئی لہٰذا اب اپنے اشک رواں کے سرخ سرخ عقیق نچھاور کررہے ہیں، اے تصویر نعل مبارک! تو نے مجھے وہ قدم پاک یاد دلادیا جس کے بلندی وجود واحسان وفضل قدیم سے ہیں، اگر میرا رخسارہ تراش کر اس قدم پاک کے لئے کفش بناتے تو دل کی تمنا بر آتی یا میری آنکھ ان کی کفش مبارک کے لئے زمین ہوتی تو اس زمین ہونے سے عزت کا آسمان بن جاتی ع

جزاك الله خيرا يا ابا اليمن

(اے ابوالیمن! اللہ تعالٰی تمھیں بہترین صلہ عطافرمائے۔ت)

(۲۲) ابوالحکم بن عبدالرحمٰن الشہیر بابن المرحل کہ فضلائے مغاربہ سے ہیں امام بقیۃ الحفاظ ابن حجر عسقلانی نے تبصیر میں ان کا ذکر لکھا وصف نقش مبارک میں ان کا قصیدہ غرا شیخ ابن الحاج نے اپنی کتاب مذکور میں ذکر کیا امام قسطلانی نے اسے مااحسنہا کہا یعنی کیاخوب فرمایا، اس کے بعض ابیات کریمہ مواہب میں یہ ہیں:

مثال لنعلی من احب هويته	فها انا فی يومی و ليلی لاثمه
أجر علی راسی ووجهی اديمه	والثمه طورا وطورا الازمه
امثله فی رجل اكرم من مشی	فتبصره عينی وما انا حالمه
احرك خدی ثم احسب وقعه	علی وجنتی خطوا هناك يداومه
ومن لی بوقع النعل فی حر وجنتی	لماش علت فوق النجوم براجمه
ساجعله فوق الترائب عوذة	لقلبی لعل القلب يبرد حاجمه
واربطه فوق الشوؤن تميمة	لجفنی لعل الجفن يرقاء ساجمه
الا بابی تمثال نعل محمد	لطاب لحاذيه وقدس خادمه
يود هلال الافق لو انه هوی	ينزاحمنا فی لثمه ونزاحمه

سلام علیه کلما هبت الصبا وغنت باغصان الاراك حمائمه [1]

اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصویر نعل پاک کو میں دوست رکھتا اور رات دن اسے بوسہ دیتا ہوں اپنے سر اور منہ پر رکھتا اور کبھی چومتا کبھی سینے سے لگاتا ہوں، میں اپنے دھیان میں اسے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پائے اقدس میں تصور کرتا ہوں تو شدت صدق تصور سے گویا اپنی آنکھوں سے جاگتے میں دیکھ لیتا ہوں اس نقش پاک کو اپنے رخسارے پر رکھ کر جنبش دیتا اور یہ خیال کرتا ہوں کہ گویا وہ اسے پہنے ہوئے میرے رخسارے پر چل رہے ہیں آہ کون ایسی صورت کردے کہ وہ پائے مبارک جو ستارگان آسمان ہشتم کے سروں پر بلند ہوئے ان کی کفش مبارک چلنے میں میرے رخسارے پر پڑے میں نقشہ نعل پاک کو اپنے سینے پر دل کا تعویذ بنا کر رکھوں گا شاید دل کی آنکھ ٹھنڈی ہو، میں اسے سر پر آنکھوں کا تعویذ بنا کر باندھوں گا شاید بہتی پلکیں رکیں، سن لو تصویر کفش مقدس پر میرا باپ نثار، کیا اچھا ہے اس کا بنانے والا اور جو اس کی خدمت کرے پاک ہو جائے، ماہ نور کی تمنا ہے کاش آسمان سے اتر کر اس نقشہ مبارک کے بوسے میں ہم اور وہ باہم مزاحمت کرتے، اللہ عزوجل کا سلام اترے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جب تک باد صبا چلے اور جب تک درخت اراک کی ڈالیوں پر کبوتر گونجیں، **اللهم صل وسلم وبارك عليه وعلى اله وامته ابدا آمين** (یا اللہ! ان پر درود وسلام اور برکت نازل فرما اور ان کی آل اور امت پر ہمیشہ ہمیشہ اپنی رحمت فرما، یہی میری دعا ہے اسے قبول فرما۔ ت) **(۲۳)** نیز مواہب لدنیہ میں ہے:

من بعض ماذكر من فضلها وجرب من نفعها وبركتها ماذكره ابوجعفر احمد بن عبدالمجيد وكان شيخا صالحا ورعاقال حذوت هذا المثال لبض الطلبة فجاء نی یوم فقال رأيت البارحة من بركة هذا النعل عجبا اصاب زوجی وجع شديد كاديهلكها فجعلت النعل على موضع الوجع و قلت اللهم ارنی بركة صاحب هذا النعل فشفاها الله للحين [2]۔	اس مثال مبارک کے فضائل جو ذکر کئے گئے ہیں اور اس کے منافع وبرکات جو تجربے میں آئے ان میں سے وہ ہیں جو شیخ صالح صاحب ورع وتقوی ابو جعفر احمد بن عبدالمجید نے بیان فرمائے کہ میں نے نعل مقدس کی مثال اپنے بعض تلامذہ کو بنادی تھی ایک روز انھوں نے آکر کہا رات میں نے اسے اس مثال مبارک کی عجیب برکت دیکھی میری زوجہ کو ایک سخت درد لاحق ہوا کہ مرنے کے قریب ہوگئی میں نے مثال مبارک موضع درد پر رکھ کر دعا کی کہ الٰہی! اس کی برکت سے شفاء دے اللہ عزوجل نے فورا شفا بخشی۔

[1] المواہب اللدنیہ المقصد الثالث الفصل الثالث لبس النعل المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۴۶۹

[2] المواہب اللدنیہ المقصد الثالث الفصل الثالث لبس النعل المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۴۶۹

(۲۴) نیز امام قسطلانی فرماتے ہیں کہ ابو اسحاق ابراہیم بن الحاج فرماتے ہیں کہ ان کے شیخ الشیخ ابو القاسم بن محمد فرماتے ہیں:

ومما جرب من برکته ان من امسکه عندہ متبرکا به کان له امانا من بغی البغاۃ وغلبة العداۃ وحرزا من کل شیطان مارد وعین کل حاسد وان امسکت المرأۃ الحامل بیمینها وقد اشتد علیها الطلق تیسر امرها بحول الله تعالٰی وقوته[1]۔	نقشہ نعل مبارک کی آزمائی ہوئی برکات سے یہ ہے کہ جو شخص بہ نیت تبرک اسے اپنے پاس رکھے ظالموں کے ظلم اور دشمنوں کے غلبے سے امان پائے، اور وہ نقشہ مبارک ہر شیطان سرکش اور حاسد کے چشم زخم سے اس کی پناہ ہو جائے اور زن حاملہ میں شدت درد زہ میں اگر اسے اپنے داہنے ہاتھ میں لے بعنایت الٰہی اس کا کام آسان ہو۔

(۲۵) علامہ ابن حجر مقری تلمسانی نے اس باب میں دو مستقل کتابیں تصنیف فرمائی ایک النفحات العنبریۃ فی وصف نعل خیرا لبریۃ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہ وجیز و نافع ہے۔ دوسری فتح المتعال فی مدح خیر النعال کہ بسیط و جامع ہے ان کتب مبارک میں عجب عجب فضائل وبرکات ودفع بلیات وقضائے حاجات کے جو اس نقشہ مبارکہ سے مشاہدہ کئے اور سلف صالح ومعاصرین صالحین نے دیکھے بکثرت بیان فرمائے ان کا ذکر باعث تطویل ہے جو چاہے فتح المتعال مطالعہ کرے اب ہم بنظر اختصار ان باقی ائمہ واعلام کے بعض گرامی نام شمار کرنے پر اقتصار کریں جنھوں نے نقشہ مبارکہ بنوایا، بنا کر اپنے تلامذہ کو عطا فرمایا۔ اس سے تبرک کیا، اس کی مدحیں لکھیں، اس سے فیض وبرکت حاصل کرنے، اسے سر آنکھوں پر رکھنے، بوسہ دینے کی ترغیبیں کیں، احادیث کی طرح باہتمام تام اس کی روایتیں فرمائیں، جسے تفصیل دیکھنی ہو فتح المتعال وغیرہ کی طرف رجوع لائے، وباللہ التوفیق۔

(۲۶) امام اجل ابو اویس عبداللہ بن عبداللہ بن اویس ابوالفضل بن مالک بن ابی عامر اصبحی مدنی کہ اکابر علماء مدینہ طیبہ وائمہ محدثین ورجال صحیح مسلم وسنن ابی داؤد وترمذی ونسائی وبن ماجہ اور تبع تابعین کے طبقہ اعلٰی سے ہیں، امام مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ کے بہنوئی اور بھتیجے یعنی ان کے حقیقی چچازاد بھائی کے بیٹے ہیں، ۱۶۷ھ میں انتقال فرمایا: انھوں نے خود اپنے واسطے امام مالک وغیرہ اکابر تابعین وتبع تابعین کے زمانے میں نعل اقدس نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی مثال بنوا کر اپنے پاس رکھی اور قرناً فقرناً

[1] المواہب اللدنیہ المقصد الثالث الفصل الثالث لبس النعل المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۴۶۷

اس مثال کے نقشے ہر طبقے کے علماء لیتے رہے۔

(۲۷) ان کے صاحبزادے امام مالک کے بھانجے اسمٰعیل بن ابی اویس کہ امام بخاری وامام مسلم کے استاذ اور رجال صحیحین اور اتباع تبع تابعین کے طبقہ اعلٰی سے ہیں اور امام شافعی وامام احمد رضی اللہ تعالٰی عنہما کے معاصر، ۲۲۶ہجری میں وفات پائی۔

(۲۸) ان کے شاگرد ابویحیٰی بن ابی میسرہ۔

(۲۹) ان کے تلمیذ ابو محمد ابراہیم بن سہل سبتی۔

(۳۰) ان کے شاگرد ابو سعید عبدالرحمٰن بن محمد بن عبداللہ مکی۔

(۳۱) ان کے تلمیذ محمد بن جعفر تمیمی۔

(۳۲) ان کے تلمیذ محمد بن الحسین الفارسی۔

(۳۳) ان کے شاگرد شیخ ابوزکریا عبدالرحیم بن احمد بن نصر بن اسحاق بخاری۔

(۳۴) ان کے تلمیذ شیخ فقیہ ابوالقاسم حلی ابن عبدالسلام بن حسن رمیلی۔

(۳۵) ان کے شاگرد شیخ عیاض۔

(۳۶) دوسرے تلمیذ اجل امام اکمل حافظ الحدیث قاضی ابوبکر بن العربی اشبیلی اندلسی۔

(۳۷) ان دونوں کے شاگرد امام ابن العربی کے صاحبزادے فقیہ ابو زید عبدالرحمٰن بن محمد بن عبداللہ۔

(۳۸) ان کے تلمیذ ابن الحیہ۔

(۳۹) ان کے شاگرد شیخ ابن البر تونسی۔

(۴۰) ان کے تلمیذ شیخ ابن فہد مکی۔

(۴۱) ح امام اجل ابن العربی ممدوح کے دوسرے شاگرد ابوالقاسم خلف بن بشکوال۔

(۴۲) ان کے تلمیذ ابو جعفر احمد بن علی اوسی جن کے شاگرد ابوالقاسم بن محمد اور ان کے تلمیذ ابواسحٰق ابراہیم بن الحاج ان کے شاگرد ابوالیمن ابن عساکر مذکورین ہیں جن کے اقوال طیبہ اوپر مرقوم ہوئے۔

(۴۳) ح امام اسمٰعیل بن ابی اویس مدنی ممدوح کے دوسرے تلمیذ ابواسحٰق ابراہیم ابن الحسین۔

(۴۴) ان کے شاگرد محمد بن احمد خزاری اصبہانی۔

(۴۵) ان کے تلمیذ ابو عثمٰن سعید بن حسن تستری۔

(۴۶) ان کے شاگرد ابوبکر محمد بن علی منقری۔

(۴۷) ان کے تلمیذ ابوطالب عبداللہ بن حسن بن احمد عنبری۔

(۴۸)ان کے شاگرد ابو محمد عبدالعزیز بن احمد کنانی۔

(۴۹)ان کے تلمیذ ابو محمد ہبۃاللہ بن احمد بن محمد اکفانی دمشقی۔

(۵۰)ان کے شاگرد حافظ ابوطاہر احمد بن محمد بن احمد اسکندرانی۔

(۵۱)ان کے تلمیذ ابوعبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن تجیبی۔

(۵۲)ان کے شاگرد ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ سبتی ان کے تلمیذ ابواسحٰق ابراہیم بن الحاج سلمٰی ممدوح ان کے شاگرد ابن عساکر۔

(۵۳)ان کے تلمیذ بدر فارقی، یہ تین سلسلے مثل سلاسل حدیث تھے ان کے علاوہ

(۵۴)امام ابوحفص عمر فاکہانی اسکندرانی۔

(۵۵) شیخ یوسف تتائی مالکی۔

(۵۶) فقیہ ابوعبداللہ بن سلامہ۔

(۵۷) فقیہ محدث ابویعقوب۔

(۵۸)ان کے شاگرد ابوعبداللہ محمد بن رشید فہری۔

(۵۹)حافظ شہیر ابوالربیع بن سالم کلاعی۔

(۶۰)ان کے تلمیذ حافظ ابوعبداللہ بن الابار قضاعی۔

(۶۱)ابوعبداللہ محمد بن جابر دادی۔

(۶۲)خطیب ابوعبداللہ بن مرزوق تلمسانی۔

(۶۳)ابن عبدالملک مراکش۔

(۶۴) شیخ ابوالحضال۔

(۶۵)ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن عبدالحق انصاری معروف بابن القصاب۔

(۶۶) شیخ فتح اللہ حلبی بیلونی۔

(۶۷) قاضی شمس الدین ضعیف اللہ ترابی رشیدی۔

(۶۸) شیخ عبدالمنعم سیوطی۔

(۶۹) محمد بن فرج سبتی۔

(۷۰) شیخ ابن حبیب النبی جن سے علامہ تلمسانی نے نقشہ مقدسہ کی عجیب برکت شفاہا روایت کی۔

(۷۱) سید محمد موسٰی حسینی مالکی معاصر علامہ ممدوح۔

(۷۲) سید جمال الدین محدث صاحب روضۃ الاحباب۔

(۷۳) علامہ شہاب الدین خفاجی جنھوں نے فتح المتعال کی تعریف کی اور ہو مصنف حسن فرمایا یعنی وہ خوب کتاب ہے۔

(۷۴) فاضل کاتب چلپی صاحب کشف الظنون۔

(۷۵) فاضل علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی شارح مواہب ومؤطا امام مالک۔

اب اور پانچ ائمہ کرام کے اسماء طیبہ عالیہ پر اختتام کیجئے جن کی امامت کبری پر اجماع اور ان کی جلالت شان وعظمت مکان مشہور ومعروف بلاد وبقاع:

(۷۶) امام اجل حافظ الحدیث زین الدین عراقی استاذ امام الشان ابن حجر عسقلانی صاحب الفیہ سیرت وغیرہا۔

(۷۷) ان کے ابن کریم علامہ عظیم سیدی ابوزرعہ عراقی۔

(۷۸) امام اجل سراج الفقہ والحدیث والملۃ والدین بلقینی۔

(۷۹) امام جلیل محدث نبیل حافظ شمس الدین سخاوی۔

(۸۰) امام اجل واکرم علامہ عالم خاتم الحفاظ والمحدثین جلال الملۃ والشرع والدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی رضی اللہ تعالٰی عنہم وعنا بہم یوم الدین آمین یارب العالمین۔

بالجملہ مزار اقدس کا نقشہ تابعین کرام اور نعل مبارک کی تصویر تبع تابعین اعلام سے ثابت اور جب سے آج تک ہر قرن وطبقہ کے علماء وصلحا میں معمول اور رائج ہمیشہ اکابر دین ان سے تبرک کرتے اور ان کی تکریم وتعظیم رکھتے آئے ہیں تو اب انھیں بدعت شنیعہ اور شرک وحرام نہ کہے گا مگر جاہل بیباک یا گمراہ بددین مریض القلب ناپاک **والعیاذ باللہ من مهاوی الهلاک** (اللہ تعالٰی کی پناہ ہلاکت وبربادی کے ٹھکانوں سے۔ت) آج کل کے کسی نوآموز قاصر ناقص فاتر کی بات ان اکابر ائمہ دین واعاظم علماء معتمدین کے ارشادات عالیہ کے حضور کسی ذی عقل دیندار کے نزدیک کیا وقعت رکھتی ہے، عاقل منصف کے لئے اسی قدر کافی ہے **واللہ الهادی وولی الایادی بہ ثقتی وعلیہ اعتمادی** (اللہ تعالٰی ہی راہ ہدایت دکھانے والا ہے اور جملہ احسانات وانعامات کا مالک ووالی ہے پس اسی پر بھروسا واعتماد ہے۔ت) **الحمدللہ** کہ یہ مجمل جواب موضع صواب اواخر ذی الحجہ مبارک ۱۳۱۵ھ کے چند جلسوں میں تمام اور بلحاظ تاریخ شفاء[عہ] **الواله فی صور الحبیب ومزاره ونعاله** (۱۳۱۵ھ) (حیرت زدہ (عاشق) کی شفا (صحت یابی) صور حبیب ان کے مزار اور ان کے جوتوں کے دیدار میں ہے۔ت) نام ہو، **الحمدللہ رب العالمین وصلی اللہ تعالٰی علی**

عــــہ: ہمزہ بے مرکز ملحوظ العدد ست ۱۲۔

سیدنا و مولانا محمد والہ وصحبہ اجمعین اٰمین، واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

(سب خوبیاں خدا کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار (مربی) ہے اللہ تعالٰی ہمارے آقا و مولٰی حضرت محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر اور ان کی آل پر اور ساتھیوں پر رحمت نازل فرمائے، اللہ تعالی سب سے بڑا عالم ہے۔ اور اس جلیل القدر ذات کا علم بہت کامل واکمل اور نہایت درجہ پختہ و محکم ہے۔ ت)

اس تحریر کے چند ماہ بعد آج کل کے بعض ہندی عـــہ صاحبوں نے اس کے مخالف تحریریں پیش کیں جن میں کسی امام معتمد یا عالم مستند سے اس کے خلاف پر اصلا سند نہ دی گئی، ہم ابھی گزارش کرچکے ہیں کہ ارشادات ائمہ دین وعلماء معتمدین کے مقابل ایں وآں کے بے سند اقوال کیا قابل استدلال، قرون ثلاثہ میں باوصف تحقق ضرورت اس کی طرف قولا وفعلا اصلا توجہ نہ پائے جانے کا جواب بھی واضح ہوچکا کہ زمانہ تابعین وتبع تابعین سے متوارث ہے، اور ضرورت شرعیہ بمعنی افتراض ووجوب نہ ہونا، تو بدیہی یوہیں بایں معنی کہ کوئی امر مامور بہ فی الشرع عیناً اس پر موقوف ہو واضح المنع نہ سہی مسلم کہ مقتضی عین موجود مذکر حاصل موانع مقصود جس سے باوصف تحقق خطور بالبال وخصوص احتیاج بالقصد امتناع پر اطباق واجماع مفہوم ہو اور جہاں ایسا نہیں وہاں عدم وقوع ہرگز مفید کف قصدی نہیں کہ وہی مقدور ہے اور اس میں اتباع **وقد حققنا ھذہ المباحث فی کتابنا المبارك ان شاء اللہ تعالٰی البارقۃ الشارقۃ علی مارقۃ المشارقۃ** (ان مباحث کی تحقیق ہم نے اپنی بابرکت کتاب میں کردی ہے کتاب کا نام ہے **البارقۃ الشارقۃ علی مارقۃ المشارقۃ** (چمکدار تیز تلواریں دین سے نکلنے والے مشرقی خوارج پر)۔ ت) اس قضیہ کو اگر یوہیں مرسل رکھیں تو صدہا مسائل شرعیہ خود صاحب تحریر مذکور کے تحریرات کثیرہ اس کے ناقض و مناقض موجود ہیں جن میں بعض ہمارے رسالہ **سرور العید السعید فی حل الدعاء بعد صلاۃ العید** (عید مبارک کی خوشیاں نماز عید کے بعد دعا کے جواز میں۔ ت) بحوالہ جلد وصفحہ مذکور ہوئیں، رہا یہ کہ نقشہ کعبہ معظّمہ وروضہ منورہ کو ان کا عین یا تمام احکام میں مساوی سمجھنا کہ نقشہ کعبہ کے طواف سے حج ادا ہوجائے اور حج کے بعد نقشہ روضہ کے پاس حاضر زیارت مقدسہ کی حاضری سے مغنی ہوجائے یہ کسی جاہل کا بھی زعم نہیں، ایسے اوہام باطلہ البتہ مشرکین وروافض کو پیدا ہوتے ہیں، رسالہ اسلمی میں قطع نظر اس سے کہ وہ کیا اور کیسا رسالہ

عـــہ: یعنی فتوٰی عبدالحی لکھنوی ۱۲۔

اور کہاں تک محل استناد میں پیش ہونے کی لیاقت رکھتا ہے اسی وہم پر اعتراض ہے وہ اس طریقہ انیقہ پر جو ائمہ کرام وعلمائے اعلام میں معمول ومقبول رہا اصلا وارد نہیں، وباﷲ التوفیق واﷲ سبحنہ وتعالٰی اعلم۔ (اﷲ تعالٰی کے فضل ہی سے توفیق حاصل ہے اور اﷲ پاک اور برتر سب سے بڑا عالم ہے۔ت)

(رسالہ شفاء الوالہ فی صور الحبیب ومزارہ ونعالہ ختم شد)

تصوف وطریقت وبیعت وسجادہ نشینی وغیرہ

تصور شیخ، مراقبہ، پیری مریدی کے آداب نیز سچے اور جھوٹے پیر کا بیان

مسئلہ ۱۷۶: از شہر کہنہ ۱۷/ شعبان ۱۳۱۱ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ستار بجاتاہے وصف اس میں یہ ہیں حافظ قرآن ہے۔ خاندان چشتیہ میں بیعت ہے۔ بے دینوں سے نفرت رکھتاہے، خداوند تعالٰی کے فضل وکرم سے اس کے مکان پر سب خورد وکلاں نمازی ہیں یعنی بالغ اور نابالغ کو خداتعالٰی نے اپنے فضل وکرم سے یہ وصف دیاہے اور حکم خدااور رسول سے اس کو کسی وقت میں انکار نہیں اگرچہ اس کا ظاہر نقصان ہو، جب کوئی اس کو ستار بجانے سے منع کرتاہے تو جواب منع کرنے والے کو یوں دیتاہے کہ بیشک میں خطاوار خدا تعالٰی کا بلکہ از حد گنہگار ہوں کہ فی زمانہ مسلمانوں میں کوئی خطاوار مجھ سے بڑھ کر نہ ہوگا مگر ستار میں نے خدا تعالٰی کے ذکر یاد کرنے کے واسطے سیکھا ہے وہ یاد کرنا یہ ہے کہ اکثر جانوروں کی بولیاں اس سے سمجھ میں آتی ہیں جو شخص عاقل اور ذی فہم ہیں اس وقت خوب جان لیتے ہیں اس بات کو کہ ادنٰی درجہ کی اشیاء خدا کے ذکر میں مشغول ہوں اور ہم اشرف المخلوقات ہو کر خدا کی یاد سے غافل ہوں پھر بہت سا افسوس کرکے خدا تعالٰی کے ذکر میں مشغول ہوجاتے ہیں اس کو علم معرفت کہتے ہیں اور درجے چار[۴] ہیں: [۱]شریعت، [۲]طریقت، [۳]معرفت، [۴]حقیقت، علمائے دین سے ہر ایک کے معنی دریافت کرلو یعنی شریعت کے معنی لغت میں کیاہے۔ اور اصطلاح میں کیا۔ اسی طرح پر طریقت، معرفت

حقیقت کے معنی بتاکر حکم فرمائیں کہ اس طرح پر خدا تعالٰی سے محبت کا سلسلہ پیدا کرنا چاروں طریقوں میں منع ہے ان شاء اللہ تعالٰی فورًا چھوڑ دوں گا، **بینوا توجروا** (بیان فرماؤ تاکہ اجر وثواب پاؤ۔ت)

الجواب:

شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت میں باہم اصلا کوئی تخالف نہیں اس کا مدعی اگر بے سمجھے کہے تو نرا جاہل ہے اور سمجھ کر کہے تو گمراہ بددین، شریعت حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اقوال ہیں، اور طریقت حضور کے افعال، اور حقیقت حضور کے احوال، اور معرفت حضور کے علوم بے مثال، صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ واصحابہ الی مالایزال (ان پر (یعنی آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر) ان کی آل پر اور اصحابہ کرام پر اللہ تعالٰی رحمت برسائے جب تک مولٰی تعالٰی فرمائے۔ت)

رسالہ
نَقَاءُ السَّلَافَہ فِی اَحْکَامِ الْبیعَۃِ وَالْخِلَافِہ ۱۳۱۹ھ
(بیعت وخلافت کے احکام میں خوبصورت نچوڑ)

مسئلہ ۱۷۷: ۲۵/ جمادی الاولٰی ۱۳۱۸ھ

زید کہتا ہے کہ میں مسلمان اور مسلمان کے یہاں پیدا ہوا، روز پیدائش سے طریقہ اسلام پر اہلسنت وجماعت کا پیرو، غیر طریقے کی بے جابات جو خلاف سنت ہے حجت کو تیار، اور جو باتیں پیر بتاتا ہے وہ قرآن وحدیث سے بتاتا ہے وہ باتیں مجھ کو معلوم ہیں۔ پہلے سے عمل کرتا ہوں اور نہیں بھی، پھر روز قیامت کو گروہ امتیان حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں اٹھیں گے پھر کیا ضرورت ہے بیعت کرنے کی اور سلسلے میں آنے کی؟ ایک فقرہ جواب اس خیال جاہلانہ کا لکھ دیجئے تاکہ وسوسہ شیطانی دل سے دور ہوجائے آئندہ توبہ واستغفار کریں، **بینوا توجروا** (بیان فرماؤ تاکہ اجر پاؤ۔ ت)

الجواب:

قرآن وحدیث میں شریعت، طریقت، حقیقت سب کچھ ہے اور ان میں سب سے زیادہ ظاہر وآسان مسائل شریعت ہیں ان کی تو یہ حالت ہے کہ اگر ائمہ مجتہدین انکی شرح نہ فرماتے تو علماء نہ سمجھتے اور علماء کرام اقوال ائمہ مجتہدین کی تشریح وتوضیح نہ کرتے تو ہم لوگ ارشادات ائمہ کے سمجھنے سے بھی عاجز

رہتے اور اب اگر اہل علم عوام کے سامنے مطالب کتب کی تفصیل اور صورت خاصہ پر حکم کی تطبیق نہ کریں، تو عام لوگ ہر گز ہر گز کتابوں سے احکام نکال لینے پر قادر نہیں، ہزار جگہ غلطی کریں گے اور کچھ کا کچھ سمجھیں گے اس لئے یہ سلسلہ مقرر ہے کہ عوام آج کل کے اہل علم ودین کا دامن تھامیں اور وہ تصانیف علمائے ماہرین کا اور وہ مشائخ فتوٰی کا اور وہ ائمہ ہدٰی کا اور وہ قرآن وحدیث کا، جس شخص نے اس سلسلے کو توڑا وہ اندھا ہے۔ جس نے دامن ہادی ہاتھ سے چھوڑا عنقریب کسی عمیق، (گہرے) کنویں میں گرا چاہتا ہے۔ امام اجل عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی میزان الشریعۃ الکبرٰی میں فرماتے ہیں:

لو قدان اھل دور تعدوا من فوقھم الی الدور الذی قبلہ لا انقطعت وصلتھم بالشارع ولم یھتدوا لایضاح مشکل ولا تفصیل مجمل وتامل یااخی لولا ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فصل بشریعتہ مااجمل فی القراٰن لبقی علی اجمالہ کما ان الائمۃ المجتھدین لو لم یفصلوا مااجمل فی السنۃ ابقیت السنۃ علی اجمالھا وھکذا الی عصرنا ھذا[1] الخ۔	اگر بالفرض اہل زمانہ تجاوز کرجائیں اپنے اوپر والوں سے طرف اس زمانہ کے کہ وہ ان سے پہلے ہو تو ان کا شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملنا منقطع ہوجائے گا، اور وہ مشکل کو واضح کرنے اور مجمل کی تفصیل کی راہ نہ پائیں، غور کرائے بھائی، اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قرآن کے اجمال کی اپنی شریعت سے تفصیل نہ فرماتے تو قرآن اپنے اجمال پر باقی رہتا جیسا کہ تحقیق اگر ائمہ مجتہدین حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی سنت کے اجمال کی تفصیل نہ کرتے تو سنت اپنے اجمال پر باقی رہتی اور ایسے ہی ہمارے اس زمانہ تک الخ (ت)

اسی میں ہے:

کما ان اشارع بین لنا بسنتہ ما اجمل فی القراٰن و کذلك الائمۃ المجتھدین بینوا لنا ما اجمل فی احادیث الشریعۃ ولو لابیانھم لنا ذٰلك لبقیت الشریعۃ علی اجمالھا	جیسا کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی سنت کے ساتھ قرآن مجید کے اجمال کی تفصیل کی ہے، اور ایسے ائمہ مجتہدین نے ہمارے لئے احادیث شریعت کے اجمال کا بیان فرمایا ہے اور بالفرض ان کا بیان نہ ہوتا تو شریعت اپنے اجمال پر باقی

[1] المیزان الکبرٰی فصل وممایدلك علی صحۃ ارتباط جمیع اقوال علماء الشریعۃ الخ مصطفی البابی مصر ۱/ ۳۷

وہکذا القول فی اہل کل دور بالنسبۃ للدور الذین قبلہم الی یوم القیمۃ فان الاجمال لم یزل ساریا فی کلام علماء الامۃ الی یوم القیمۃ ولو لا ذٰلك ماشرحت الکتب ولاعمل علی الشروح حواش کمامر [1]۔	رہتی، اور یہی بات ہر اہل دور کی بنسبت اپنے پہلے دور والوں کی ہے قیامت تک، اس لئے کہ اجمال علماء امت کے کلام میں قیامت تک جاری رہتا، اگر ایسانہ ہوتا تو کتابوں کی شرحیں اور شرحوں پر حواشی نہ لکھے جاتے۔ جیسا کہ گزرچکا۔(ت)

غیر مقلدین اس سلسلے کو توڑ کر گمراہ ہوئے اور نہ جانا کہ: ع

ہمہ شیران جہاں بستہ ایں سلسلہ اند روبہ از حیلہ چساں بگسلد ایں سلسلہ را

(دنیا کے تمام شیر اس سلسلہ میں بندھے ہوئے ہیں لومڑی اپنے حیلہ سے اس سلسلہ کو کیسے کمزور بنا سکتی ہے۔ت)

جب احکام شریعت میں یہ حال ہے تو صاف روشن کہ دقائق سلوک اور حقائق معرفت بے مرشد کامل خود بخود قرآن وحدیث سے نکال لینا کس قدر محال ہے۔ یہ راہ سخت باریک اور بے شمع مرشد نہایت تاریک ہے، بڑے بڑوں کو شیطان لعین نے اس راہ میں ایسا مارا کہ تحت الثرٰی تک پہنچادیا، تیری کیا حقیقت کہ بے رہبر کامل اس میں چلے اور سلامت نکل جانے کا ادعا کرے، ائمہ کرام فرماتے ہیں: آدمی اگرچہ کتنا ہی بڑا عالم زاہد کامل ہو اس پر واجب ہے کہ ولی عارف کو اپنا مرشد بنائے بغیر اس کے ہرگز چارہ نہیں، میزان الشریعۃ میں ارشاد فرمایا:

فعلم من جمیع ماقررناہ وجوب اتخاذ الشیخ لکل عالم طلب الوصول الی شہود عین الشریعۃ الکبرٰی و لواجمع جمیع اقرانہ علی علمہ وعملہ وزہدہ و ورعہ و لقبوہ بالقطبیۃ الکبرٰی فان لطریق القوم شروطا لایعرفہا الا المحققون منہم دون	پس معلوم ہوا اس تمام سے جو کہ ہم نے ثابت کیا ہے شیخ کے پکڑنے کا وجوب ہر عالم کے لئے جو طلب کرے عین شریعت الکبرٰی کے مشاہدہ تک پہنچنے کو اگرچہ اس کے تمام ہم عصر اس کے علم وعمل اور زہد وورع پر جمع ہوجائیں، اور اس کو قطبیت کبرٰی کا لقب دیں اس لئے کہ اس قوم (یعنی صوفیہ) کے طریق کی کچھ شرطیں ہیں جن کو کہ سوائے ان کے محققین کے

[1] المیزان الکبرٰی فصل فی بیان استحالہ خروج شیئ الخ مصطفی البابی مصر ۱/ ۴۶

الدخیل فیھم بالدعاوی والاوہام وربما کان من لقبوہ بالقطبیۃ لایصلح ان یکون مریدا القطب[1] الخ۔	کوئی نہیں پہچان سکتا نہ کہ وہ لوگ جو صرف اپنے دعاوی اور اوہام کے ساتھ ان میں داخل ہوتے ہیں اور بسا اوقات جن کو انھوں نے قطب ہونے کا لقب دیا ہے وہ اس لائق نہیں ہے کہ کسی حقیقی قطب کا مرید ہو۔(ت)

یہ اس لئے جو اس راہ کا چلنا چاہے اور ہمت پست کوتاہ دست لوگ اگر سلوک نہ بھی چاہیں تو انھیں توسل کے لئے شیخ کی حاجت ہے یوں اللہ عزوجل اپنے بندوں کو بس تھا۔ قال اللہ تعالٰی (اللہ تعالٰی نے فرمایا):

"اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ ط"[2]	کیا خدا اپنے بندوں کو کافی نہیں۔

مگر قرآن عظیم نے حکم فرمایا:

"وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ"[3]	اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔

اللہ کی طرف وسیلہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف وسیلہ مشائخ کرام، سلسلہ بہ سلسلہ جس طرح اللہ عزوجل تک بے وسیلہ رسائی محال قطعی ہے یونہی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تک رسائی بے وسیلہ دشوار عادی ہے۔ احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صاحب شفاعت ہیں اللہ عزوجل کے حضور وہ شفیع ہونگے اور ان کے حضور علماء واولیاء اپنے متوسلوں کی شفاعت کریں گے، مشائخ کرام دنیا و دین و نزع و قبر و حشر سب حالتوں میں اپنے مریدین کی امداد فرماتے ہیں، میزان الشریعہ میں ارشاد فرمایا:

قد ذکرنا فی کتاب الاجوبۃ عن ائمۃ الفقھاء و الصوفیۃ ان ائمۃ الفقھاء والصوفیۃ کلھم یشفعون فی مقلدیھم و یلاحظون احدھم عند طلوع روحہ و عند سوال منکر ونکیر لہ وعند	تحقیق ہم نے ذکر کیا ہے کتاب الاجوبہ عن ائمۃ الفقہاء و الصوفیہ میں کہ فقہاء اور صوفیہ سب کے سب اپنے متبعین کی شفاعت کریں گے اور وہ اپنے متبعین اور مریدین کے نزع کی حالت میں روح کے نکلنے اور منکر نکیر کے سوالات

[1] المیزان الکبرٰی فصل ان القائل کیف الوصول الخ مصطفی البابی مصر ۱/ ۲۲

[2] القرآن الکریم ۳۹/ ۳۶

[3] القرآن الکریم ۵/ ۳۵

النشر والحشر والحساب والمیزان والصراط ولا یغفلون عنھم فی موقف من المواقف [1] الخ۔	نشر وحشر اور حساب اور میزان عدل پر اعمال تلنے اور پر صراط گزرنے کے وقت ملاحظہ فرماتے ہیں اور تمام مواقف میں سے کسی ٹھہرنے کی جگہ سے غافل نہیں ہوتے الخ (ت)

اس محتاج وبے دست وپا سے بڑھ کر کون احمق اپنی عافیت کا دشمن کون جو اپنی سختیوں کے وقت اپنے مددگار نہ بنائے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

استکثروامن الاخوان فان لکل مؤمن شفاعۃ یوم القیمۃ رواہ ابن النجار [2] فی تاریخہ عن انس بن مالك رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	اللہ کے بکثرت نیک بندوں سے رشتہ وعلاقہ محبت پیدا کرو کہ قیامت میں ہر مسلمان کامل کو شفاعت دی جائے گی کہ اپنے علاقہ والوں کی سفارش کرے۔ (اس کو ابن النجار نے اپنی تاریخ میں انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

اور بالفرض معاذاللہ اور کچھ نہ ہوتا تو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تک اتصال سلسلہ کی برکت کیا تھوڑی تھی جس کے لئے علماء کرام آج تک حدیث کی سندیں لیتے ہیں یہاں کہ رتن ہندی وغیرہ کی اسانید سے طلب برکت کرتے ہیں۔ امام ابن حجر عسقلانی اصابہ فی تمیز الصحابہ میں فرماتے ہیں:

انتقیت عن المحدث للرحال جمال الدین محمد بن احمد بن امین الاقشھری نزیل المدینۃ النبویۃ فی فوائد رحلتہ اخبرنا ابوالفضل وابو القاسم بن ابی عبداللہ بن علی بن ابراھیم بن عتیق اللواتی المعروف بابن الخباز المھدوی (فذکر بسندہ حدیثا عن خواجہ رتن) قال وذکر خواجہ رتن بن عبداللہ انہ شھد	کوچ کرنے والے محدث جمال الدین محمد بن احمد بن اقشہری مدینہ منورہ میں رہائش پذیر سے خبر دیا گیا، میں اپنی فوائد رحلت میں بیان کیا ہم سے ابوالفضل اور ابوالقاسم ابن عبداللہ بن ابراہیم بن عتیق اللواتی المعروف بہ بن خباز مہدوی کہ انھوں نے اپنی سند سے حدیث ذکر کی حضرت خواجہ رتن سے فرمایا اور ذکر کیا کہ خواجہ رتن بن عبداللہ نے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

[1] المیزان الکبرٰی فصل فی بیان جملۃ من الامثلۃ المحسوسۃ مصطفی البابی مصر ۱/ ۵۳

[2] کنز العمال بحوالہ ابن نجار عن انس حدیث ۲۴۶۴۲ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۹/ ۴

مع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الخندق وسمع منہ ہذا الحدیث ورجع الی بلاد الھند ومات بہا وعاش سبع مائۃ سنۃ ومات لسنۃ ست وتسعین وخمسمائۃ وقال الاقشھری وہذا السند یتبرک بہ وان لم یوثق بصحتہ[1]۔	کی معیت میں غزوہ خندق میں حاضر ہوئے اور آپ سے اس حدیث کو سنا اور ہندوستان کے شہروں میں واپس آئے اور وہاں فوت ہوئے اور سات سو سال زندہ رہے اور ۵۹۶ھ میں وفات پائی، اور اقشہری نے فرمایا اس سند سے برکت حاصل کی جاتی ہے اگرچہ اس کی صحت کا وثوق (اعتماد) نہیں ہے۔(ت)

توسلاسل واسانید اولیائے کرام کا کیا کہنا خصوصاً سلسلہ عالیہ علیہ حضور پر نور سیدنا غوث اعظم قطب عالم صلی اللہ تعالٰی علی جدہ الکریم وابائہ الکرام وعلیہ وسلم جو ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"میرا ہاتھ میرے مرید پر ایسا ہے جیسے زمین پر آسمان"[2]

اور فرماتے ہیں: "اگر میرے مرید کا پاؤں پھسلے گا میں ہاتھ پکڑلوں گا"[3]

اسی لئے حضور کو پیر دستگیر (ہاتھ پکڑنے والے) کہتے ہیں ____ اور فرماتے ہیں:

"اگر میرا مرید مشرق میں ہو اور میں مغرب میں ہوں اور اس کا پردہ کھلے میں ڈھانک دوں گا"[4]

اور فرماتے ہیں: مجھے ایک دفتر دیا گیا حد نگاہ تک کہ اس میں میرے مریدوں کے نام تھے قیامت تک اور مجھ سے فرمایا گیا وھبتھم لك[5] یہ سب ہم نے تمھیں دے ڈالے"

رواھا عنہ الائمۃ الثقات رضی اللہ تعالٰی	اس ارشاد کو معتمد ائمہ رضی اللہ تعالٰی عنہم نے

[1] الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ترجمہ انس بن عبداللہ ۲۷۵۹ دار صادر بیروت ۱/ ۵۳۷
[2] بہجۃ الاسرار ذکر فضل اصحابہ وبشراھم مصطفی البابی مصر ص ۱۰۰
[3] بہجۃ الاسرار ذکر فضل اصحابہ وبشراھم مصطفی البابی مصر ص ۱۰۲
[4] بہجۃ الاسرار ذکر فضل اصحابہ وبشراھم مصطفی البابی مصر ص ۹۹
[5] بہجۃ الاسرار ذکر فضل اصحابہ وبشراھم مصطفی البابی مصر ص ۱۰۰

عنھم ، وعنا بھم ، اٰمین۔ واللہ تعالٰی اعلم۔	آپ سے روایت کیا ہے۔آمین ! واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۷۸: مرسلہ حضور پر نور مولٰنا حضرت سید ناشاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب مارہری دامت برکاتہم ۱۲۹۸ھ

یہ سوال چند امور متعلقہ خلافت وسجادہ نشینی حضرات اولیائے کرام سے استفسار تھا جس کے مقاصد تقریر وجواب سے واضح ہیں۔

الجواب:

الحمدللہ والصلٰوۃ والسلام علی حبیبہ المصطفٰی والہ الکرام السادات الشرفا وصحابۃ العظام والاولیاء العرفاء وعلینا معھم دائما ابدا۔

اما بعد، خلافت حضرات اولیائے کرام **نفعنا اللہ ببرکاتھم فی الدنیا والاخرۃ** (نفع دے ہم کو اللہ تعالٰی ان کی برکات سے دنیا اور آخرت میں) دو۲ طرح ہے: ۱عامہ اور ۲خاصہ۔

عامہ یہ کہ مرشد مربی (تربیت دینے والا) اپنے مریدین اقارب اور اجانب سے جس جس کو صالح ارشاد ولائق تربیت سمجھے اپنا خلیفہ ونائب کرے اور اسے اخذ بیعت وتلقین اذکار واشغال واوراد واعمال وتربیت طالبین وہدایت مسترشدین کے لئے مثال خلافت کرامت فرمائے، یہ معنی صرف منصب دینی ہے اور اس میں تعدد خلفاء بیحد وانتہا جائز وواقع حضور سید العالمین مرشد الکل محمد مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سب صحابہ کرام بایں معنی حضور کے خلفاء تھے اور اسی خلافت کو وراثت انبیاء سے تعبیر کیا گیا ہے اور بایں معنی علمائے دین ومشائخ کاملین اہل شریعت وطریقت تابقیام قیامت سب حضرت رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ کے نواب خلفاء ہیں اور یہ خلافت حیات مستخلف (جس کا خلیفہ ہو) اسے مجتمع ہوتی ہے **کمالایخفی** (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ت)

اور خاصہ یہ ہے کہ اس مرشد مربی کے بعد وصال یہ شخص اس کی مسند خاص پر جس پر اس کی زندگی میں سوا اس کے دوسرا نہ بیٹھ سکتا جلوس کرے اور تمام نظم ونسق ورتق وفتق وجمع وتقسیم وعزل ونصب خدام وتقدیم وتاخیر مصالح وتولیت اوقاف درگاہی وقوامت مصارف خانقاہی میں اس کی جگہ قائم ہو، یہ معنی بھی ہر چند باطن ان کا دین ہے مگر روئے بظاہر بسوئے دنیا رکھتے ہیں۔

کما قال سیدنا علی کرم اللہ تعالٰی وجھہ	جیسے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا

فی خلافۃ سیدنا الصدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ رضیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لدیننا افلا نرضاہ لدنیانا[1]۔	حضرت سیدنا صدیق اکبر (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کی خلافت کے بارے میں، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے آپ کو ہمارے دین کے لئے پسند فرمایا تو بس ہم اس کو اپنی دنیا کے لئے کیوں پسند نہ کریں۔(ت)

یہ خلافت خلافت وامامت کبرٰی سے بہت مشابہ ولہذا حیات مستخلف سے مجتمع نہیں ہوتی اسی کو سجادہ نشینی کہتے ہیں یہاں مرجع اول مستخلف ہے کہ جس شخص کو وہ ولیعہد کرے یا اس کے لئے قریب وصال وصیت کر جائے بشرطیکہ وہ وصیت شرعا معتبر اور وصی مذکور اہل ولائق اور متعلق درگارہ کچھ اوقاف ہوں تو ان کی تولیت کی بھی صلاحت رکھتا ہو وہی سجادہ نشین قرار پائے گا اور باوجود اس کے نص مقبول ومعتبر شرعی کے کام کو ناتمام جان کر بحث ارباب شورٰی واہل حل وعقد کے سامنے پیش نہ کریں گے کما فی الامامۃ الکبرٰی والخلافۃ العظمٰی (جیسا کہ امامت کبرٰی اور بڑی خلافت ہے) اور مجرد تقریر وعدم انکار نص صریح کے مقابل خصوصا جبکہ نص متاخر ہو ہرگز رنگ قبول نہیں پاسکتی مثلا اگر کوئی شخص اس مرشد مربی کے حضور کہے کہ بعد حضور زید سجادہ نشین ہے یا کسی شخص کی تحریر، اس مضمون پر مشتمل اس مرشد مربی کے سامنے پڑھی جائے اور وہ اس قول یا تحریر کو سن کر سکوت فرمائے بعدہ وصیت سجادہ نشینی بنام عمرو یا باشتراک زید وعمرو کرے تو یہ وصیت ہی معتبر ہوگی اور وہ سکوت پایہ اعتبار سے ساقط رہا۔

والدلیل علی ذٰلک قاعدتان من الفقۃ الاولٰی لا ینسب الی ساکت قول[2] والاخری ان الصریح یفوق الدلائل[3]۔	اور دلیل اس پر دو قانون فقہ کے ہیں پہلا خاموش کی طرف کوئی قول منسوب نہیں ہوتا، دوسرا تحقیق صریح دلالت پر راجح ہوتا ہے۔(ت)

اور اگر نص صریح دو پائے جائیں ایک میں تصریح وصیت زید کے لئے ہو اور دوسرے میں عمرو خواہ دونوں کے لئے، اور ان میں ایک کی تاریخ دوسرے سے متاخر ہو، تاہم دنوں نص معمول بہ (عمل کیا جائے گا) رہیں گے اور زید وعمرو دونوں وصی قرار پائیں گے، ہاں اگر نص متاخر میں نص اول سے

---

[1] الطبقات الکبرٰی لابن سعد ذکر بیعۃ ابی بکر دار صادر بیروت ۳/ ۱۸۳

[2] الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعدۃ الثانیہ عشر ادارۃ القرآن کراچی ۱/ ۱۸۴

[3] ردالمحتار کتاب النکاح باب المہر دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۳۵۷

رجوع اور وصی پیشین کو معزول کیا ہے تو بیشک متاخر متقدم کا ناسخ ہو جائے گا۔

وھذا کما فی ردالمحتار عن ادب الاوصیاء عن التتارخانیة اوصی الی رجل ومکث زمانا فاوصی الی اٰخر فھما وصیان فی کل وصایاہ سواء تذکر ایصاہ الی الاول او نسی لان الوصی عندنا لاینعزل مالم یعزل الموصی حتی لو کان بین وصیتہ مدۃ سنة او اکثر لاینعزل الاول عن الوصایہ[1]۔	اور یہ جیسا کہ ردالمحتار میں ادب الاوصیاء سے وہ تاتارخانیہ سے کسی نے کسی مرد کو اپنا وصی (نائب) بنایا اور کچھ زمانہ ٹھہرا تو دوسرے مرد کو وصی (نائب) بنادیا تو وہ دونوں اس کے تمام وصایا میں نائب ہوں گے، برابر ہے کہ پہلے شخص کو نائب بنانا ایسے یاد ہو یا بھول گیا ہو کیونکہ وصی (نائب) ہمارے مذہب میں جب تک وصیت کرنے والا معزول نہ کرے معزول نہیں ہوتا حتی کہ دونوں وصیتوں کے درمیان مدت ایک برس یا زیادہ ہو پھر بھی پہلا وصی (نائب) ہونے سے معزول نہ ہوگا۔ (ت)

اور اگر اس کا نص نہیں تو اس درگاہ وخانقاہ میں جو دستور قدیم سے چلا آیا ہے اس پر کاربندی ہوگی یا اہل حل وعقد جس پر اتفاق کریں مگر ان دونوں صورتوں میں یہ ضرور ہے کہ شخص مذکور اس مرشد مربی سے خلافت عامہ بطور مقبول رکھتا ہو ورنہ بسبب تعامل یا ہمارے بلاد میں بوجہ عدم قضاۃ اتفاق ناس سے تولیت اوقاف اگرچہ صحیح ہو جائے مگر سجادہ نشینی ہر گز درست نہ ہوگی کہ وہ خلافت خاصہ ہے اور کوئی خاص بے عام کے متحقق نہیں ہو سکتا اور خلافت عامہ بے اجازت صحیحہ زنہار حاصل نہیں ہوتی، حضرت اسد العارفین سیدنا ومولانا حضرت سید شاہ حمزہ علی مارہری قدس اللہ تعالٰی سرہ الزکی اپنی بیاض شریف میں ارشاد فرماتے ہیں:

معلوم باد کہ خلافت مشائخ کہ دریں ولایت مروج ست بر ہفت نوع ست، بعضے ازاں مقبول بعضے ازاں مجہول، اول اصالۃً دوم اجازۃً، سوم اجماعًا، چہارم وراثۃً، پنجم حکمًا، ششم تکلیفًا، ہفتم اویسیًا، اما اصالۃً آنکہ بزرگے بامر الٰہی شخصے را خلیفہ	معلوم ہو کہ مشائخ کی خلافت کہ اس ولایت ہندو پاک میں مروج ہے سات قسموں پر ہے۔ بعض مقبول ہیں اور بعض مجہول، پہلی قسم اصالۃً ہے۔ اور دوسری اجازۃً، تیسری اجماعًا، چوتھی وراثۃً، پانچویں حکمًا، چھٹی تکلیفًا، ساتویں اویسیًا، اصالۃً یہ کوئی بزرگ اللہ تعالٰی کے حکم سے کسی

[1] ردالمحتار کتاب الوقف فصل یراعی شرط الواقف فی اجازتہ الخ داراحیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۴۱۰

خود گیرد وجانشین خود گرداند۔	شخص کو اپنا خلیفہ اور جانشین بنالے۔
اقول: وذٰلك كما فی الحديث عنه صلی الله تعالٰی عليه وسلم ماقدمت ابابكر وعمر ولكن الله قدمهما[1] وعنه صلی الله تعالٰی عليه وسلم سألت الله ثلثا ان يقدمك يا علی فابی علی الاتقديم ابی بكر[2] وقال صلی الله تعالٰی عليه وسلم يابی الله والمؤمنون الا ابی بكر[3] الی غير ذٰلك من الاحاديث، رجعنا الی كلام سيدنا حمزه قدس سره العزيز واجازة آنکہ شیخے مریدے راخواہ وارث خواہ بیگانہ قابل کاردیدہ برضا ورغبت خود خلیفہ کرد۔	**اقول:** (میں کہتاہوں) یہ اس طرح ہے کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی حدیث میں ہے میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ کے آگے نہیں کیابلکہ اللہ تعالٰی نے ان کو مقدم کیاہے۔ اور حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے منقول ہے کہ میں نے اے علی رضی اللہ تعالٰی عنہ! تمھارے بارے میں اللہ تعالٰی سے تین مرتبہ سوال کیاکہ وہ آپ کو مقدم کرے لیکن اللہ تعالٰی نے ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے سوادوسرے کو مقدم کرنے سے انکار فرمایاہے اور فرمایاحضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے سوا اور کو امام بنائے جانے پر اللہ تعالٰی اور مومن انکار کرینگے ان کے علاوہ دیگر احادیث مبارک میں بھی یونہی آیا ہے۔ ہم سیدنا حمزہ قدس سرہ کے کلام کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اجازۃ یہ کہ کوئی شیخ کسی مرید کو خواہ وہ وارث ہو یا بیگانہ کام کے لائق دیکھ کر اپنی رضاورغبت سے اپنا خلیفہ کرے۔
اقول: کاستخلاف امير المومنين حسن بن علی رضی الله تعالٰی عنهما)۔ واجماعاً آنکہ شیخے ازیں عالم نقل کرد کسے راخلیفہ نگرفت قوم وقبیلہ وارثے یامریدے رابخلافت	**اقول:** (میں کہتاہوں) جس طرح

[1] کنز العمال ابن النجار عن انس حدیث ۳۲۷۰۶ موسسة الرساله بیروت ۱۱/ ۵۷۲

[2] کنز العمال حدیث ۳۲۶۳۷و۳۲۶۳۸و۳۵۶۸۰ موسسة الرساله بیروت ۱۱/ ۵۹۔۵۵۸و۱۲/ ۵۱۵

[3] الطبقات الکبرٰی لابن سعد ذکر الصلٰوۃ التی امر بها رسول الله ابابکر عندوفاته دار صادر بیروت ۳/ ۱۸۰

وے تجویز نمایند۔ **اقول:** کاستخلاف اھل الحل والعقد امیر المومنین علی کرم اللہ وجھہ بعد شھادۃ امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ) اما ایں خلافت نزدیک مشائخ روا نیست وایں نوع خلافت راخلافت اختزائی گویند۔	امیر المومنین علی المرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضرت امیر المومنین حسن بن علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو خلیفہ بنایا، اور اجماعا یہ کہ شیخ اس عالم سے انتقال کرجائے اور کسی کو خلیفہ نہ بنائے قوم اور قبیلہ شیخ کے وارث یا کسی مرید کو شیخ کا خلیفہ یعنی جانشین تجویز کرلیں۔ **اقول:** (میں کہتاہوں) جس طرح اہل حل وعقد یعنی اصحاب الرائے نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی شہادت کے بعد حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کو خلیفہ بنایا) لیکن یہ خلافت مشائخ کے نزدیک روا نہیں، اور اس قسم کی خلافت کو اختزائی خلافت کہتے ہیں۔
اقول: یعنی لانعدام الخلافۃ العامۃ المشروطۃ لصحۃ الخلافۃ الخاصۃ فی باب الطریقہ اما علی کرم اللہ تعالٰی وجھہ فقد کان من اجل خلفاء رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) و وراثۃً آنکہ مشا یخے ازیں جہاں واگزاشت وخلیفہ رابجائے خود نگزاشت وراثے کہ شایان ایں امر بود برجادہ او نشست وخود راخلیفہ گرفت۔	**اقول:** (میں کہتاہوں) یعنی بوجہ معدوم ہونے اس خلافت عامہ کے جو کہ خلافت خاصہ کے صحیح ہونے کے لئے شرط ہے لیکن علی کرم اللہ وجہہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے جلیل القدر خلفاء سے تھے) اور وراثۃً یہ کہ کوئی شیخ اس جہاں سے انتقال کرجائے اور اپنی جگہ خلیفہ نہ چھوڑے کوئی اس بزرگ کا وارث جو کہ اس امر خلافت کا اہل ہو وہ اس کی جگہ بیٹھ جائے اور اپنے آپ کو خلیفہ بنائے۔
اقول: کخلافت الامیر معاویۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ بعدا بن عمہ امیر المومنین الغنی قبل تفویض الامام المجتبٰی ایاہ وہذا ان ثبت انہ کان یدعی قبلہ انہ خلیفۃ والا فقد صح انہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کان ینکر دعوی الخلافۃ و	**اقول:** (میں کہتا ہوں) جیسے کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خلافت ان کے چچا کے بیٹے امیر المومنین عثمان الغنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے بعد حضرت امام مجتبٰی حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ کے سپرد کرنے سے پہلے، اور یہ تب ہے جبکہ ثابت ہوجائے کہ وہ خلافت کا دعوی اس سے قبل کرتے اور

یقول انی لاعلم انه یعنی علی کرم الله تعالٰی وجهه افضل منی واحق بالامر ولکن الستم تعلمون ان عثمان قتل مظلوما وانا ابن عمه وولیه اطلب بدمه، رواه یحیٰی بن سلیمٰن الجعفی شیخ البخاری فی کتاب الصفین[1] بسند جید عن ابی مسلم الخولانی واما بعد تفویض الامام المجتبٰی ایاه فلا شك انه امام حق وامیر صدق کما بینه العلامة ابن حجر فی الصواعق[2] ایں نوع رامشائخ منظور نداشتہ اند۔ واحیانا آں شیخ او را در باطن امر فرماید روا بود کہ نزد صوفیہ حکم ارواح جائز ست۔	تحقیق یہ صحیح ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ دعوی خلافت کا انکار فرماتے تھے اور فرماتے بیشک میں جانتا ہوں کہ علی کرم اللہ وجہہ مجھ سے افضل ہیں اور خلافت کے زیادہ حقدار ہیں لیکن کیا تم جانتے ہو کہ تحقیق عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ ظلماً قتل کئے گئے ہیں اور میں ان کے چچا کا بیٹا ان کا بھائی اور ان کا ولی ہوں میں ان کے خون کا بدلہ طلب کرتا ہوں، اس کو یحیٰی بن سلیمان الجعفی شیخ البخاری نے کتاب الصفین میں سند جید کے ساتھ ابو مسلم الخولانی سے روایت کیا۔ لیکن امام مجتبٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جب امر خلافت ان کو تفویض یعنی سپرد کردیا تو بیشک وہ امام حق اور امیر صادق تھے جیسا کہ اس کو علامہ ابن حجر مکی نے صواعق میں بیان فرمایا ہے۔ اس قسم کو مشائخ نے منظور نہیں رکھا۔ اور احیاناً کسی وقت وہ شیخ اس کو باطن میں حکم فرمائیں تو جائز ہے اس لئے کہ صوفیہ کے نزدیک ارواح کا حکم جائز ہے۔
اقول: وح یرجع الی الاویسیة کما ان سید ابا الحسن الخرقانی خلیفة سیدی ابی یزید البسطامی قدس الله تعالٰی اسرارهما ولکن لایسلم هذا لکل مدع مالم نعلم ثقته وعدالته اویشهد له اهل الباطن) الی اٰخر ماافاده واجاد قدس الله تعالٰی	**اقول:** (میں کہتا ہوں) اس وقت حضرات اویسیہ کی طرف رجوع کیا جائے گا جیسا کہ حضرت سیدی ابوالحسن الخرقانی حضرت سیدی ابویزید البسطامی قدس سرہما کے خلیفہ تھے لیکن یہ امر ہر مدعی سے تسلیم نہیں کیا جائیگا۔

[1] کتاب الصفین لیحیٰی بن سلیمان الجعفی

[2] الصواعق المحرقة الخاتمة فی بیان اعتقاد اهل السنة الخ مکتبۃ مجیدیہ ملتان ص ۲۱۸

سرہ العزیز۔	تاوقتیکہ ہم کو اس کی عدالت اور ثقہ ہونے کا علم نہ ہو یا اہل باطن حضرات اس کے متعلق شہادت نہ دیں یہاں سے آخر تک جو کہ حضرت مارہری قدس سرہ العزیز نے افادہ فرمایا اور اچھی باتیں فرمائیں۔ (ت)

ہاں بعد صحت خلافت عامہ تعامل (یعنی خلیفہ جیسا معاملہ کرنا) اور اجماع معتبر کافی ہے۔

لان المعھود عرفا کالمشروط لفظا[1] ومارأہ المسلمون حسنا فھو عنداللہ حسن[2]۔	اس لئے کہ جو شے عرف میں معروف (مقرر) ہو وہ گویا لفظًا مشروط ہے۔ (لفظوں میں شرط قرار دی گئی ہے) جو چیز کہ مسلمان اس کو اچھی دیکھیں تو وہ اللہ تعالٰی کے نزدیک بھی اچھی ہے۔ (ت)

ایسی جگہ عرف غالب یہی ہے کہ اکبر اولاد کو استحقاق ہوتا ہے اور اس کے ہوتے دوسرا نہیں ہوسکتا، مگر جبکہ وہ اہلیت سے عاری ہو یا مستخلف (شیخ) صرف دوسرے کے نام یا دوسرے کو اس کا شریک وسہیم بنا کر) وصیت معتبرہ کرجائے تو البتہ اس پر عمل سے چارہ نہیں اور جس طرح مستخلف کا کسی مصلحت شرعیہ کی بنا پر قرابت دار قریبہ کو بالکلیہ محروم کردینا روا ہے یونہی دوسرے کو بربنائے مصلحت اس کا شریک وسہیم کرنا، اور وجوہ مصلحت سے ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ جب اس منصب شریف کا ایک رخ جانب دنیا اور دوسرا جانب دین ٹھہرا تو جو تنہا ایک امر میں رشد کافی رکھتا ہے اس سے تمام انتظامات کا تکفل غیر مظنون (کفیل بننا غیر یقینی) لہٰذا اگر مستخلف (شیخ) عارف بالصالح (مصلحتوں کا عارف ہو) اپنے اقارب سے ایک کا رشد ادھر اور دوسرے کا ادھر، زائد دیکھے تو کون مانع ہے کہ وہ عارف صاحب بصیرت وعالم عــہ۱ بعواقب الامور الارشد فی الدین کو خلیفہ وبنظر جہت اخری ارشد فی الدنیا کو اس کا شریک وبازو کردے تاکہ باتفاق آراء ایک ہیئت اجتماعیہ حاصل ہو کہ اس منصب عظیم کے تمام احیاء کا تحمل بروجہ احسن ظہور میں آئے اور امامت کبرٰی میں جو تعدد ناجائز ہو اس کی وجہ ظاہر ہے کہ وہاں اثنینیت عــہ۲ مظنہ فتن عظیمہ ومعارک ہائلہ ہے کما لایخفی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ت) مثل مشہور

عــہ۱: معاملات کے نتائج کا جاننے والا، دین میں سب سے زیادہ ہدایت والا، سیدھے راستے چلنے والا اور دوسری جہت کے لحاظ سے دنیوی معاملات میں سب سے بہتر جاننے والا ہو۔

عــہ۲: دو کا ہونا بہت بڑے فتنوں کے پیدا ہونے اور تباہ کرنے والے معرکوں کی جائے گاہ ہے۔ ۱۲

---

[1] ردالمحتار کتاب البیوع داراحیاء التراث العربی بیروت ۴/ ۳۹

[2] المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابہ دارالفکر بیروت ۳/ ۷۸

دو بادشاہ دراقلیمے نگنجد (دو بادشاہ ایک ولایت میں نہیں سماتے) اور یہ خلافت ہر چند امامت کبرٰی سے بغایت مشابہ ولہذا وہ کثرت وتعدد جو خلافت اولٰی میں واقع یہاں متصور نہیں لیکن تمام احکام میں اس سے اتحاد نہیں رکھتی اسی لئے قرشیت مشروط نہ ہوئی اور جس مصلحت پر تمثیلا فقیر نے تقریر کی مثلا اگر اثنینیت واقع ہو کوئی دلیل اس کے بطلان پر ظاہر نہیں **ومن ادعی فعلیہ البیان** (اور جو دعوی کرے اس پر بیان لازم۔ ت) اور صرف تولیت اوقاف میں تو اپنے محل پر تعدد نظار بدیہی الجواز (اس کی متعدد نظیریں واضح جواز کی دلیل ہے) ہاں اس میں شک نہیں کہ رسم سجادہ نشینی میں عام متوارث وحدت ہے۔ (جو عام جاری رسم چلی آرہی ہے وہ وحدت ہے) اور بلاوجہ وجیہ (معقول وجہ کے بغیر) اس کی مخالفت نہ چاہئے مگر کلام اس میں ہے کہ جب مرشد مربی کہ اعرف بالمصالح واعلم بالشان ہے دو[۲] کو جانشین فرماچکا تو اس کے رد کی طرف کوئی سبیل نہیں، ہاں صورت مذکورہ میں یوں سمجھ سکتے ہیں کہ ارشد فی الدین اصل جانشین اور دوسرا ناظرہ ومشرف (دیکھ بھال کرنے والا) ہے،

کما اشرنا الیہ واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب وصلی اللہ تعالٰی علی سیدنا محمد والہ والاصحاب والخلفاء والنواب والاتباع والاحباب اٰمین۔	جیسا کہ ہم نے اس کی طرف اشارہ کیا اور اللہ بے عیب اور برتر صواب کو بہتر جاننے والا ہے اور اس کے پاس ہے اصل لکھا ہوا، اور درود بھیجے اللہ تعالٰی ہمارے سردار محمد اور آل اور اصحاب اور خلفاء اور نائبین اور تابعین اور دوستوں پر۔ آمین (ت)

مسئلہ ۱۷۹: مع رسالہ "زیب غرفہ" بغرض تصدیق دربارہ منع تعدد بیعت مرسلہ جناب مولوی محمد عبدالسمیع صاحب مرحوم و مغفور مصنف رسالہ "**انوار ساطعہ**" از میرٹھ ۲۳/ شوال ۱۳۰۹ھ

الجواب:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ الواحد الاحد المنزہ من کل شرك وعدد و الصلوٰۃ والسلام علی النبی الاوحد واٰلہ وصحبہ و تابعیھم فی الرشد من الازل الی ابدالابد۔	سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو کہ واحد احد ہے ہر شرک اور متعدد ہونے سے پاک ہے اور رحمت کاملہ اور سلامتی ہو نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر جو یکتا ہیں مخلوق ہیں اور ان کی آل اور اصحاب اور ہدایت میں ان کی اتباع کرنے والوں پر ہو ازل سے لے ابد تک۔ (ت)

فی الواقع بے ضرورت صحیحہ صادقہ ملجئہ (مجبور کرنے والا) باوجود پیر غیر کے ہاتھ پر بیعت ارادت سے احتراز تام لازم سمجھے وھوالمختار وفیه الخیر وفی غیرہ ضیر ایما ضیر (یہی مختار ہے اس میں بہتری اس کے غیر میں نقصان ہے کامل نقصان ۔ت) پریشان نظری وآوارہ گردی باعث محرومی ہے والعیاذ باللہ رب العالمین۔

یاھذا قرآن عظیم صاف صاف فرمارہا ہے کہ "وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ؕ"[1] (ایک غلام صرف ایک مولا کا۔ت) ہی ہونا بھلا ہے۔

"هَلۡ یَسۡتَوِیٰنِ مَثَلًا ؕ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ ؕ بَلۡ اَکۡثَرُهُمۡ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۹﴾"[2]	کیا ان دونوں کا حال ایک سا ہے۔ سب تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے ہیں، بلکہ اکثر ان کے نہیں جانتے۔(ت)

یاھذا پیر صادق قبلہ توجہ ہے اور قبلہ سے انحراف نماز کو جواب صاف باآنکہ "فَاَیۡنَمَا تُوَلُّوۡا فَثَمَّ وَجۡهُ اللّٰهِ ؕ"[3] (تو تم جدھر منہ کرو ادھر وجہ اللہ یعنی خدا کی رحمت تمھاری طرف متوجہ ہے۔ت) فرماتے ہیں پھر طالبان وجہ اللہ کو حکم یہی سناتے ہیں کہ:

"حَیۡثُ مَا کُنۡتُمۡ فَوَلُّوۡا وُجُوۡهَکُمۡ شَطۡرَهٗ ؕ"[4]	تم جہاں کہیں ہو پس اپنے چہروں کو مسجد حرام کی طرف پھیر لو۔(ت)

یہ محل محل تحری ہے اور صاحب تحری کا قبلہ قبلہ تحری۔

یاھذا ارباب وفا آقایان دنیا کا دروازہ چھوڑ کر دوسرے در پر جانا کور نمکی جانتے ہیں ع

سر اینجا سجدہ اینجا بندگی اینجا قرار اینجا

(سر اس جگہ ہے سجدہ اس جگہ بندگی اس جگہ قرار واطمینان اس جگہ ہے۔ت)

پھر احسانات دنیا کو احسانات حضرت شیخ سے کیا نسبت عجب اس سے کہ محبت واخلاص پیر کا دعوٰی کرے اور اس کے ہوتے این وآن کا دم بھرے۔

---

[1] القرآن الکریم ۳۹/ ۲۹

[2] القرآن الکریم ۳۹/ ۲۹

[3] القرآن الکریم ۲/ ۱۱۵

[4] القرآن الکریم ۲/ ۱۴۴و۱۵۰

چو دل با دلبری آرام گیرد زوصل دیگرے کے کام گیرد
نہی صد دستہ ریحاں پیش بلبل نخواہد خاطرش جزء نکہت گل

(جب دل ساتھ ایک محبوب کے آرام پکڑے دوسرے کے ملنے سے کب مقصود پکڑے گا، بلبل کے سامنے نیاز بو کے سو دستے رکھے تو لیکن پھول کی نکہت یعنی خوشبو کے سوا اس کا دل نہیں چاہے گا۔ت)

یاھذا فیض پیر من وسلوٰی ہے اور "لَنۡ نَّصۡبِرَ عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ"[1] (ہم ہر گز ایک طعام پر صبر نہیں کرسکتے۔ت) کہنے کا نتیجہ برا۔

فلا تکن اسرائیلیا وکن محمدیا یاتك رزقك بکرۃ وعشیا۔	پس تو اسرائیل نہ ہو تو محمدی بن، تیرے پاس رزق صبح وشام آئے گا۔ت (ت)

یاھذا باپ پدر گل ہے اور پیر پدر دل، مولٰی معتق مشت خاک ہے اور پیر معتق جان پاک، اہل ہوس کے زجر کو یہی حدیث بس ہے کہ "جو اپنے باپ کے سوا دوسرے کو باپ بتائے یا اپنے مولٰی کے ہوتے غیر کو مولٰی بنائے اس پر خدا وملائکہ وناس سب کی لعنت، اللہ تعالٰی نہ اس کا فرض قبول کرے نہ نفل"

الائمۃ الخمسۃ عن امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من ادعی الی غیر ابیہ اوانتمی الی غیر موالیہ فعلیہ لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین لایقبل اللہ منہ صرفا ولاعدلا[2]۔	پانچوں اماموں نے امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے انھوں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت فرمایا: جو شخص اپنے باپ کے سوا دوسرے کی طرف ادعا کرے یعنی کسی دوسرے کو باپ بنائے یا اپنے مولٰی کے سوا دوسرے کو اپنا مولی بنائے تو اس پر اللہ تعالٰی اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے نہ انکا فرض قبول اور نہ نفل (ت)

[1] القرآن الکریم ۲/ ۶۱

[2] صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۴۲، جامع الترمذی ابواب الوصایا باب ماجاء فی من تولی غیر موالیہ الخ امین کمپنی کراچی ۲/ ۳۴، مسند احمد بن حنبل عن علی المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۸۱

جو لوگ متلاعبانہ ان حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں کیا خوف نہیں کرتے کہ مبادا بحکم قیاس جلی اس حدیث صحیح کی وعید شدید سے حصہ پائیں۔

یاھذا سعادت منداں ازلی نے خود باوصف حکم پیر ترک پیر روانہ رکھا، اور پھر ترک بھی کیسا کہ چشمہ کے پاس سے بحر زخار کی بندگی میں آنا باایں ہمہ آستان پیر چھوڑنا گوارانہ کیا، اور ان کا یہ ادب محبوبان خدا نے پسند فرمایا حضور پر نور سید الاولیاء الکرام امام العرفاء العظام حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ حضرت سیدی علی بن ہیتی قدس سرہ الملکوتی کے یہاں رونق افروز ہوئے حضرت علی بن ہیتی نے اپنے مرید خاص ولی بااختصاص سیدی ابوالحسن علی جوسقی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو حکم دیا کہ خدمت حضرت غوثیت رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ملازمت اختیار کریں، اور یہ پہلے فرماچکے تھے کہ میں حضور پر نور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے غلاموں سے ہوں، سیدی ابوالحسن قدس سرہ پیر سے یہ کچھ سن کر اس پر رونے لگے اور آستانہ پیر چھوڑنا کسی طرح نہ چاہا، حضرت غوث الاولیاء رضی اللہ تعالٰی عنہ نے انھیں روتا دیکھ کر فرمایا:

مایحب الا الثدی الذی رضع منه۔	جس پستان سے دودھ پیا ہے اس کے غیر کو نہیں چاہتا۔

اور انھیں حکم فرمایا کہ اپنے پیر کی ملازمت میں رہیں۔

اخرج سیدی الامام نورالدین ابوالحسن علی بن یوسف اللخمی قدس سرہ فی کتابه بهجة[1] الاسرار ومعدن الانوار بسند صحیح عن سیدی ابی حفص عمر البزار قدس الله تعالٰی سرہ۔	سیدی امام نورالدین ابوالحسن علی بن یوسف اللخمی قدس سرہ نے اپنی کتاب بہجۃ الاسرار و معدن الانوار میں اس کو سند صحیح کے ساتھ سیدی ابوحفص عمر البزار (پاکیزہ کرے اللہ تعالٰی ان کے بھید چنے ہوئے کو) سے اخراج کیا ہے یعنی بیان فرمایا اور روایت کیا ہے۔ (ت)

سیدی عارف باللہ امام اجل عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی میزان الشریعۃ الکبرٰی میں فرماتے ہیں:

سمعت سیدی علیا الخواص رحمه الله یقول انما امر علماء الشریعة الطالب	یعنی میں نے اپنے سردار علی خواص رحمہ اللہ تعالٰی کو فرماتے سنا کہ علمائے شریعت نے طالب کو

[1] بهجة الاسرار ذکر ابوالحسن علی الجوسقی مصطفی البابی مصر ص۲۰۵

بالتزام مذھب معین وعلماء الحقیقۃ المرید بالتزام شیخ واحد[1]۔	حکم دیا ہے کہ مذہب ائمہ میں خاص ایک مذہب معین کی تقلید اپنے اوپر لازم کرے اور علمائے باطن نے مرید کو فرمایا کہ ایک ہی پیر کا التزام رکھے(ت)

اس کے بعد ولی موصوف قدس سرہ المعروف نے ایک روشن مثال سے اس امر کو واضح فرمایا ہے امام علامہ محمد عبدری مکی شہیر بابن الحاج رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ مدخل شریف میں فرماتے ہیں:

المرید یعظم شیخہ ویؤثرہ علی غیرہ ممن ہو فی وقتہ لان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یقول من رزق فی شیئ فلیلزمہ[2] (الی اٰخر ما افاد واجاد ہذا مختصرًا)	یعنی مرید اپنے پیر کی تعظیم کرے اور اسے تمام اولیائے زمانہ پر مرجح رکھے کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں جو کسی شیئ میں رزق دیا جائے چاہئے کہ اسے لازم پکڑے۔

اسی میں ہے:

ان المرید لہ اتساع فی حسن الظن بھم وفی ارتباطہ علی شخص واحد یعول علیہ فی امورہ ویحذر من تقضی اوقاتہ لغیرہ فائدۃ[3]۔	مرید کے لئے وسعت اس میں ہے کہ اپنے زمانہ کے تمام مشائخ کے ساتھ گمان نیک رکھے اور ایک شیخ کے دامن سے وابستہ ہو رہے اور اپنے تمام کاموں میں اس پر اعتماد کرے اور بے فائدہ تضیع اوقات سے بچے۔(ت)

فائدہ: یہ حدیث کہ امام ممدوح نے معضلاً ذکر کی حدیث حسن ہے۔

اخرجہ البیہقی فی شعب الایمان[4] بسند حسن عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ وھو عند ابن ماجۃ من حدیثہ	اخراج کیا اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں سند حسن کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اور یہی روایت ابن ماجہ کے نزدیک

[1] المیزان الکبری فصل فان قلت فاذا انفک قلب الولی عن التقلید الخ مصطفی البابی مصر ۱/ ۲۳

[2] المدخل لابن الحاج حقیقۃ اخذ العھد دار الکتب العربی بیروت ۳/ ۲۲۳ و ۲۲۴

[3] المدخل لابن الحاج فصل فی دخول المرید الخلوۃ دار الکتب العربی بیروت ۳/ ۱۶۰

[4] شعب الایمان حدیث ۱۲۴۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/ ۸۹

ومن حدیث امر المومنین الصدیقة رضی الله تعالٰی عنهما عن النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم بلفظ من بورك له فی شیئ فلیلزمه [1]۔	آپ کی حدیث اور حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہما کی حدیث نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے کہ جس کو کسی شے میں برکت دی گئی ہو تو چاہے اسے لازم پکڑے۔(ت)

اور اس سے یہ استنباط عجب نفیس واحسن۔

والحمدلله علی مارزق ومن والصلوٰة والسلام علی رسوله الامن واله وصحبه وکل من اٰمن والله تعالٰی اعلم وعلمه جل مجده اتم وحکمه عزشانه احکم۔	اور سب خوبیاں اللہ کے لئے ہیں اس کے عطا فرمانے اور احسان کرنے پر اور صلوٰۃ وسلام ہو اس کے ایسے رسول پر جو سب سے زیادہ احسان کرنے والے ہیں اور ان کی آل واصحاب پر جو ایمان لائیں، اور اللہ تعالٰی خوب جانتا ہے اور اس کا علم پورا ہے اور اس کا حکم مضبوط ہے۔(ت)

مسئلہ ۱۸۰: ۱۵/ شوال ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ مین کہ زید کہتا ہے اور اپنی کتاب میں لکھتا ہے **من لا شیخ له فی الدنیا فشیخ له شیطان فی الاخرة** یعنی جس کا شیخ نہیں ہے بیچ دنیا کے پس شیخ ہے واسطے اس کے شیطان بیچ اخرت کے یعنی قیامت کے روز گروہ شیطان میں شیطان کے ساتھ اٹھایا جائے گا، آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: **الشیخ فی قومه کالنبی فی الامه** [2] یعنی شیخ بیچ قوم اپنی کے مثل نبی کے ہے بیچ امت اپنی کے یعنی جس طرح نبی سے ہدایت امت کی ہوتی ہے اس طرح شیخ یعنی مرشد سے مرید کو ہدایت ہوتی ہے جس قوم پر نبی نہیں آیا ہے وہ قوم گمراہ ہے ایسا ہی جو شخص بے پیر ہے وہ گمراہ ہے۔

حضرت شیخ المشائخ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے راحت القلوب میں ارقام فرمایا ہے، جو شخص پلہ دامن اولیاء اللہ میں نہیں ہے یعنی بے پیر ہے وہ شخص دائرہ اسلام سے باہر ہے یہاں تک کہ

---

[1] الاسرار المرفوعة بحوالہ سنن ابن ماجۃ حدیث ۸۸۷ دارالکتب العلمیہ بیروت ص ۲۲۵

[2] المقاصد الحسنۃ حدیث ۶۰۹ دارالکتب العلمیہ بیروت ص ۲۵۷

بندگی اس کی قبول نہیں ہوتی، نماز وروزہ اس کا ایسا ہے جیسا چراغ بے روغن، اور بعض حضرات صوفیہ کرام نے فرمایا: بے پیر کے سلام کا جواب ہداک اللہ دینا چاہئے جس کس نے علیک جواب بے پیر کو جان کر دیا اس نے ساتھ شیطان کے آشنائی کی، بیت:

اگر بے پیر کارے پیش گیرد ہلاکی راز بہر خویش گیرد

(اگر بغیر پیر کے کوئی کام پکڑے تو وہ ہلاکت کو اپنے لئے پکڑے گا۔ت)

ع بنا گرو کی مالا جپنا جنم اکارت جائے۔

(پیشوا اور شیخ کے سوا تسبیح پھیرنا اور درود ووظیفہ کرنا زندگی برباد کرنے کے برابر ہے۔ت)

اور بکر کہتا ہے کہ میں کسی شخص بیعت نہیں ہوں اور نماز پڑھتا ہوں اور روزہ رکھتا ہوں اور احکامات شرع شریف اور کلام مجید کو اور جو علمائے دین فرماتے ہیں برحق جانتا ہوں لیکن کسی پیر فقیر کا مرید نہیں ہوں اور نہ مرید ہونے کو برا کہتا ہوں، تو اس صورت میں بموجب کہنے زید کے بکر کی کوئی عبادت کسی قسم کی درگاہ باری تعالٰی میں قبول نہیں سب عبادت بکر کی بلا مرید ہوئے برباد گئی اور سلام علیک بکر سے ناجائز ٹھہری اور بکر دائرہ اسلام سے خارج ہوگیا اور گروہ شیاطین کے ساتھ بکر کا حشر ہوگا تو اس صورت میں بکر کیا کرے؟

الجواب:

شیخ یعنی مرشد ورا ہنما وہادی راہ خدا دو طور پر ہے: عام ہادی کلام اللہ وکلام ائمہ شریعت وطریقت کلام علمائے اہل ظاہر وباطن ہے اسی سلسلہ صحیحہ پر کہ عوام کا ہادی کلام علماء علماء کا رہنما کلام ائمہ، ائمہ کا مرشد کلام رسول، رسول کا پیشوا کلام اللہ، اور خاص یہ کہ زید کسی خاص بندہ خدا ہادی مہتدی قابل پیشوائی وہدایت جامع شرائط بیعت کے ہاتھ پر بیعت کرے اور اپنے اقوال وافعال وحرکات وسکنات میں اس کی ہدایت مطابقہ شریعت وطریقت کا پابند رہے۔ شیخ مرشد بمعنی اول ہر شخص کو ضرور اور ایسا بے پیر قطعاً دائرہ اسلام سے دور، اس کی عبادت تباہ ومہجور، اور اس سے ابتداء بسلام ممنوع، ومحظور، اور روز قیامت گروہ شیطان میں محشور، قال اللہ تعالٰی:

"یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ" [1]	جس دن ہم ہر گروہ کو اس کے امام کے ساتھ لائیں گے۔

[1] القرآن الکریم ۱۷/ ۷۱

جب اس شخص نے ائمہ ہدی کو اپنا مرشد وامام نہ مانا تو امام ضلالت یعنی شیطان لعین کا مرید ہوا، لاجرم روز قیامت اسی کے گروہ میں اٹھے گا، **والعیاذ باللہ سبحانہ وتعالٰی**۔ مگر کلمہ گویوں میں اس طرح کے بے پیرے چار گروہ ہو سکتے ہیں۔

اول: وہ کافر جو سرے سے قرآن وحدیث ہی کو نہ مانے جیسے نیچری کو حدیثوں کو صراحۃً مردود وبے سود بتاتے ہیں اور قرآن کے یقینی قطعی معانی حق کو رد کرکے اپنے دل سے گھڑ کر کہانی پہیلی بناتے ہیں **لعنھم اللہ لعنا کبیرا**۔

دوم: غیر مقلد کہ بظاہر قرآن وحدیث کو مانتے اور ارشادات ائمہ دین وحاملان شرع متین کو باطل ونامعتبر جانتے ہیں یہ سلسلہ بیعت توڑ کر براہ راست خدا اور رسول سے ہاتھ ملایا چاہتے ہیں، "**وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ**" [1] (اور عنقریب جان لیں گے کیسا پلٹا کھائیں گے۔ت)

سوم: وہابیہ مقدلین کہ اگرچہ بظاہر فروع فقہیہ میں تقلید ائمہ کا نام لیتے ہیں مگر اصول وعقائد میں صراحۃً سواد اعظم کے خلاف چلتے ہیں اور مقامات ومناسب وتصرفات ومراتب اولیائے کرام کے نام سے جلتے ہیں۔

چہارم: اسی طرح تمام طوائف ضالہ بدمذہب گمراہ رافضی خارجی معتزلہ قدری جبری وغیرہم **خذلھم اللہ** کہ ان سب نے راہ ہدی چھوڑ کر اپنی ہوا کو امام بنایا اور اپنا سلسلہ بیعت شیطان لعین سے جا کر ملایا، **قال اللہ تعالٰی**:

"**اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ**" [2]	کیا تو نے دیکھا وہ شخص جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود ٹھہرایا۔(ت)

بالجملہ کلمہ جامعہ یہی ہے کہ جو اہل ہوا ہیں یعنی مخالفان اہلسنت وجماعت وہی اس معنی پر بے پیر صادق اور ان تمام احکام کے ٹھیک مستحق ہیں "**قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ**" [3] (اللہ تعالٰی ان کو ہلاک کرے کہاں اوندھے پھرتے ہیں۔ت) سنی صحیح العقیدہ کہ ائمہ ہدی کو مانتا تقلید ائمہ ضروری جانتا اولیائے کرام کا سچا معتقد تمام عقائد میں راہ حق پر مستقیم وہ ہرگز بے پیر نہیں دو چاروں مرشداں پاک یعنی کلام خداو

[1] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷
[2] القرآن الکریم ۴۵/ ۲۳
[3] القرآن الکریم ۹/ ۳۰

رسول وائمہ علمائے ظاہر و باطن اس کے پیر ہیں بلکہ اگر اسی حالت پر ہے تو مثل اور لاکھوں مسلمانان اہلسنت کے اس کا ہاتھ شریعت مطہرہ کے ہاتھ میں ہے اگرچہ بظاہر کسی خاص بندہ خدا کے دست مبارک پر شرف بیعت سے مشرف نہ ہوا ہو۔

عہد ما بالب شیریں دہنا بست خدائے ماہمہ بندہ وایں قوم خداوندانند

(ہمارے عہد کو میٹھے منہ والے لوگوں سے خدا نے باندھ دیا ہے ہم سب بندے ہیں اور یہ لوگ آقا و مولٰی ہیں۔ت)

شیخ و مرشد بمعنی دوم سے بھی اس شخص کو چارہ نہیں جو سلوک راہ طریقت چاہے یہ راہ ایسی نہیں کہ آدمی اپنی رائے سے یا کتابیں دیکھ بھال کر چل سکے اس میں ہر شخص کو نئے مشکلات اپنی اپنی قابلیت وحالات کے لائق پیش آتے ہیں جس کی عقد وکشائی بے توجہ خاص رہبر کامل نہیں ہو سکتی مگر اس کے ترک پر وہ جبروتی احکام لگادینا محض باطل وکذب عاطل وظلم صریح اور دین الٰہی پر افترائے صحیح ہے اول تو اس راہ کے قاصد اقل قلیل، اور جو طلب بھی کرے اسے اس زمانہ تاریکی وظلمت وغیبت اکثر اصحاب ولایت وہجوم دنیا طلبان ریاخصلت میں شیخ کامل ہر وقت میسر آنا مشکل ہے۔

اے بسا ابلیس آدم ہوئے ہست پس بہر دستے نباید داد دست

(یعنی بہت سے ابلیس صفت شکل وصورت میں آدمی ہیں پس ہر ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینا چاہئے۔ت)

ہزاروں علماء وصلحاء گزرے کہ بظاہر اس خاص طریقت بیعت میں ان کا انسلاک ثابت نہیں، کیا معاذاللہ انھیں ان سخت احکام کا مصداق کہا جاسکتا ہے۔اور جو منسلک بھی ہوئے کیا سب ہوش سنبھالتے ہی منسلک ہوگئے تھے حاشا بلکہ بہت اس وقت جبکہ علم ظاہر میں پایہ عالیہ امامت تک پہنچ چکے تھے اس وقت تک عیاذ باللہ ان احکام کے مستحق تھے یہ سخت جہالت فاضحہ واضحہ ہے۔ **والعیاذ باللہ تعالٰی**۔

پہلی حدیث جو زید نے بیان کی کلام رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں اس کا نشان نہیں ہاں قول اولیاء ہے اور دوسری حدیث: **الشیخ فی قومہ کالنبی فی امہ**[1] (شیخ اپنی قوم میں ایسا ہے جیسا کہ نبی اپنی امت میں)۔ جسے ابن حبان نے کتب الضعفاء اور دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت ابورافع

[1] المقاصد الحسنۃ حدیث ۶۰۹ دارالکتب العلمیہ بیروت ص۲۵۷

رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایسافرمایا اگرچہ امام ابن حجر عسقلانی اور ان سے پہلے ابن تیمیہ نے موضوع اور امام سخاوی نے باطل کہا مگر صنیع امام جلیل جلال سیوطی سے ظاہر کہ وہ صرف ضعیف ہے باطل وموضوع نہیں انھوں نے یہ حدیث دووجہ سے جامع صغیر میں ایرادفرمائی۔

حیث قال الشیخ فی اھلہ کالنبی فی امتہ والخلیل فی مشیختہ وابن النجار من ابی رافع [1] الشیخ فی بیتہ کالنبی فی قومہ حب(ابن حبان)فی الضعفاء والشیرازی فی الالقاب عن ابن عمر [2]۔	جیسے فرمایا کہ شیخ اپنے اہل یعنی اپنی قوم میں ایسے ہے جیسا کہ نبی اپنی امت میں،اسے ذکر کیا خلیل نے اپنی کتاب مشیخت میں اور ابن نجار نے ابورافع سے روایت کی، شیخ اپنے بیت میں جیسے نبی اپنی قوم میں،ابن حبان نے ضعفاء میں اور شیرازی نے القاب میں حضرت ابن عمر سے روایت کی۔(ت)

اور خطبہ کتاب میں وعدہ فرمایا کہ اس میں کوئی حدیث موضوع نہ لاؤں گا۔

حیث قال ترکت القشر واخذات اللباب وصنتہ عما تفرد بہ وضاع اوکذاب [3]۔	چھلکے کو چھوڑامیں نے اور مغز کو لیامیں نے،اور جس چیز کے ساتھ گھڑنے والا یا جھوٹ بولنے والا اکیلا ہوااس سے بچایا میں نے۔(ت)

مگراس سے اس قدر ثابت کہ ہادیان اخدا کی اطاعت لازم ہے۔اس میں کیاکلام ہے اس کے لئے خود آیہ کریمہ:

"اَطِیۡعُوا اللہَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَ اُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ ۚ" [4]	اطاعت کرو تم اللہ تعالٰی کی اور اطاعت کرو رسول اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور اپنے صاحب امر کی۔(ت)

کافی ہے قول اصح وارجح پر اولی الامر سے مراد علمائے دین ہیں کہ علمائے شریعت وطریقت دونوں کو شامل،اس سے زیادہ یہ معنی اس کے لیناکہ جس نے بیعت ظاہری کسی کے ہاتھ پر نہ کی وہ گمراہ

---

[1] الجامع الصغیر حدیث ۴۹۶۹و ۴۹۷۰ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲ /۳۰۶

[2] الجامع الصغیر حدیث ۴۹۶۹و ۴۹۷۰ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲ /۳۰۶

[3] الجامع الصغیر خطبۃ المؤلف دارالکتب العلمیہ بیروت ۱ /۵

[4] القرآن الکریم ۴ /۵۹

ہے ہر گز مفاد حدیث نہیں یہ افتراء وتہمت یا جہل وسفاہت ہے **والعیاذ باللہ تعالٰی**، ہاں بیعت وامامت کبرٰی کے لئے صحیح حدیث میں ارشاد ہوا:

من خلع یدا من طاعة لقی الله یوم القیمة لاحجة له ومن مات ولیس فی عنقه بیعة مات میتة جاهلیة رواه مسلم [1] عن عبدالله بن عمر رضی الله تعالٰی عنهما۔	جس نے کھینچا ہاتھ کو اطاعت سے ملے گا اللہ تعالٰی کو اس حال میں کہ اس کے پاس قیامت کے دن کوئی دلیل نہ ہوگی، اور جو مرجائے اس حال میں کہ اس کی گردن میں بیعت کا پٹکا نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ روایت کیا اس کو مسلم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے۔(ت)

یہ بھی اس صورت میں ہے کہ امام موجود ومتیسر ہو۔

کما لایخفی والا فلایکلف الله نفسا الا وسعها والله سبحنه وتعالٰی اعلم۔	جیسا کہ پوشیدہ نہیں ہے ورنہ اللہ تعالٰی کسی جان کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کے وسعت کے مطابق۔ واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم۔(ت)

مسئلہ ۱۸۱: از کچھوچھا شریف ضلع فیض آباد مرسلہ حضرت سید چاہ ابوالمحمو ومولٰنا مولوی احمد اشرف میاں صاحب اشرفی دام مجدھم ۱۷/ شوال ۱۳۱۷ھ

کیافرماتے ہیں علمائے عظام وحضرات مشائخ کرام اس مسئلہ میں کہ پانسو برس کا زمانہ ہوا زید وعمرو دونوں برادر حقیقی کو ایک ہی مرشد یعنی اپنے والد ماجد سے علیحدہ علیحدہ دو خرقے عطا ہو کر خلافت وسجادہ نشینی حاصل ہوئی، زید خلف اکبر برابر اپنے مرشد کے یوم العرس خرقہ عطیہ مرشد کو خاص خانقاہ ومرشد میں پہن کر فاتحہ عرس حسب دستور مشائخ کرتا رہا یونہی آٹھ پشت تک زید کے خاندان میں خلافت خاندانی وخرقہ پوشی بحیثیت سجادہ نشینی قائم رہی اٹھویں پشت کا اخیر سجادہ نشینی بکر پانی زوجہ ہندہ اور برادر وخلیفہ خاص خالد کو چھوڑ کر انتقال کرگیا ہندہ بعد وفات شوہر خرقہ مذکورہ لے کر اپنے میکے چلی گئی خالد سے سلسلہ بیعت وخلافت خاندانی قریب سو برس سے جارہ ہے مگر بوجہ مذکور خرقہ پوشی اس مدت میں نہ ہوسکی، عمرو خلف اصغر کی نسل میں نو پشت تک خرقہ پوشی ایک روز قبل عرس ہوا کہ خاص روز عرس کی خرقہ پوشی نسل خلف اکبر میں

[1] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب ملازمۃ جماعۃ المسلمین قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۲۸

ہوئی جب زمانہ خالد میں خرقہ نہ رہنے کے سبب وہ رسم ادانہ ہوسکی رشید نے کہ نسل عمرو کا نواں[۹] سجادہ نشین اور معاصر خالد تھا دونوں روز خرقہ پوشی کی اب عمرو کے سلسہ میں حامداور زید کے خاندان میں محمود ہے جس نے علاوہ بیعت وخلافت خاندانی بزرگ ہواخرقہ بھی واپس لیااور رسم رفتہ پھراز سرنو تازہ کی،اب حامد اس کے استحاق خرقہ پوشی میں منازع ہے مرشد مرشد محمود تک خلافت خاندانی بہت معززین اہل خاندان وغیر ہم کو مسلم اور ان میں مشہور ہے بعض اکابر اہل خاندان نے اپنے رسائل شائع شدہ میں بھی اسے درج کیاہے،مرشد محمود کو کہ ثقاب عدول سے تھے ان کے مرشد نے خلافت نامہ تحریری دستخطی اپنے قلم مبارک سے دیا جسے خود ان کے صاحبزادے وغیرہ بہت جانتے ہیں انھوں نے مدت سے اس سلسلہ کو اجرافرمایا،لوگ ان کے پھر محمود پھر خلیفائے محمود کے مرید ہوتے رہے اور ہوتے ہیں کبرائے علماء ومشائخ عصر نے محمود کو خلیفہ وسجادہ نشین خاندان مانا اوراس پر مہریں کی ہیں بلکہ خود مرشد مرشد محمود نے ایک خط دستخطی کے القاب میں نام محمود کے ساتھ لفظ سجادہ نشین تحریر فرمایا،کیااس صورت میں یہ سلسلہ خلافت وسجادہ نشینی ثابت ومسلم مانا جائے گا یاانکار بعض منازعین کے باعث تسلیم نہ ہوگا،اور چار سوبرس تک رسم خرقہ پوشی خاندان محمود میں جاری رہ کر تقریباسوبرس تک بوجہ مذکور منقطع اور حامد کے یہاں دونوں روز خرقہ پوشی ہونے سے اب حق محمود زائل ہوگیا،یاوہ اس رسم کو تازہ کرسکتا ہے حامد کو بوجوہ مذکورہ یوم العرس خصوصا حدود خانقاہ میں خرقہ پوشی محمود سے تعرض ومزاحمت کا حق حاصل ہے یانہیں؟ **بینوا توجروا** (بیان فرماؤتاکہ اجر پاؤ۔ت)

الجواب:

صورت مستفسرہ (دریافت کردہ صورت) میں محمود کی خلافت خاندانی وسجادہ نشینی ضرور ثابت ومسلم ہے اور انکار منازعین اصلا مسموع نہیں شرعًا وعقلًا ایسے امور کے ثبوت کے دو طریقے ہیں ایک اتصال سند،دوسرے شہرت ____ تقریر سوال سے ظاہر ہے کہ محمود کو دونوں وجہ شہرت بروجہ احسن حاصل،تو نفی نافی قطعاً نامسموع وباطل (نفی کرنے والے کی نفی نہ سنی ہوئی) فتح القدیر وبحر الرائق ونہر الفائق ومنح الغفار وردالمحتار میں ہے:

طریق نقله لذٰلك عن المجتهد احد امرین اما ان یکون له سند فیه اویاخذه من کتاب معروف تداولته الایدی نحو کتب محمد بن الحسن ونحوها	اس قول کو مجتہد سے نقل کرنے کا طریقہ دو میں سے ایک ہے یا تو یہ کہ اس کی سند اس میں موجود ہو یااس کو کسی مشہور کتاب سے پکڑے جو ہاتھوں میں متداول ہو جیساکہ محمد بن حسن کی کتابیں اور

من التصانیف المشهورة للمجتهدین لانه بمنزلة الخبر المتواتر المشهور هکذا ذکر الرازی[1]۔	ان کی مثل مجتہدین کی مشہور تصانیف اس لئے کہ وہ بمنزلہ خبر متواتر مشہور کے ہے، رازی نے اسی طرح ذکر کیا ہے۔ (ت)

جب بتصریح ائمہ کرام دین خدا واحکام شرع ومسائل حلال وحرام وفتوٰی وقضا متعلق بدماء ومحارم میں انھیں دو طریقہ سند و شہرت سے صرف ایک کا وجود کافی جس کی بناء پر اجرائے حدود وقصاص تک کیا جائے گا امر سجادہ نشینی میں دونوں کا اجتماع بھی کافی نہ جاننا سراسر بعید از انصاف ہے سند کی تو یہ حالت ہے کہ زید مسموع القول جب کوئی حدیث یا مسئلہ فقہیہ اپنے شیخ سے روایت کرے اور اس میں تصریح سماع بھی نہ ہو، تاہم امام بخاری وغیرہ بعض ائمہ کے نزدیک شیخ و تلمیذ کی صرف کبھی ملاقات ہونا تسلیم کے لئے بس ہے اور امام مسلم وغیرہ جمہور اکابر کے نزدیک اس کی ضرورت نہیں محض معاصرت یعنی دونوں کا ایک زمانہ میں ہونا اور امکان لقا ہی کافی ہے۔ ہمارے علماء کے نزدیک یہی مذہب صحیح ہے نہ کہ جب وہ کہے کہ میں نے سنا یا مجھے خبر دی یا مجھ سے حدیث بیان کی کہ اب تو بالاجماع بے شرط مذکور قبول اور صاحب سند سے دعوی سماع پر گواہ مانگنا ضروری جاننا باجماع ائمہ باطل ومخذول امام مسلم اپنے مقدمہ صحیح میں فرماتے ہیں:

زعم القائل الذی افتتحنا الکلام علی الحکایة عن قوله ان کل اسناد فیه فلان عن فلانه وقد احاط العلم بانهما کانا فی عصر واحد وجائز ان یکون سمعه منه غیر انه لم تجد فی الروایات انهما التقیا لم یکن حجة وهذا القول مخترع مستحدث والمتفق علیه بین اهل العلم قدیما وحدیثا ان الروایة ثابتة و الحجة بها لازمة	گمان کیا ہے اس قائل نے کہ شروع کیا ہم نے کلام کو اس کے قول کی حکایت پر تحقیق ہر استاد کہ اس میں فلان عن فلاں ہو، اور حال یہ کہ علم نے اس کا احاطہ کیا ہو کہ وہ دونوں ایک ہی زمانہ میں ہوں اور جائز ہے کہ اس نے اس سے سنا ہو سوا اس کے کہ ہم روایات میں نہ پائیں ان کی باہم ملاقات کو کہ وہ حجت نہ ہو اور یہ قول نیا گھڑا ہوا ہے اور پرانے اور نئے اہل علم میں یہ اتفاقی بات ہے کہ روایت ثابت ہے اور حجت اس کے ساتھ لازم ہے مگر یہ کہ اس

[1] ردالمحتار بحوالہ الفتح والبحر والمنح کتاب القضاء دار احیاء التراث العربی بیروت ۴/ ۳۰۶

الاان تکون ہناك دلالۃ بینۃ ان الراوی لم یلق من روی عنہ اھ[1] ملخصاً۔	جگہ دلالت ظاہر کہ روای نے جس سے روایت کی ہے اس سے ملاقات نہیں کی اھ ملخصاً۔ (ت)

شرح امام نووی میں ہے:

ھذا الذی صار الیہ مسلم قد انکرہ المحققون وقالو اھذا ضعیف والذی ردہ ھوالمختار الصحیح الذی علیہ ائمۃ الفن علی بن المدینی والبخاری وغیرھما[2]۔	یہ وہ ہے جس کی طرف مائل ہوئے ہیں امام مسلم، حال یہ ہے کہ محققوں نے اس کا نکار کیا ہے اور انھوں نے کہا ہے یہ ضعیف ہے اور جس کو اس نے رد کیا ہے وہی مختار صحیح ہے جس پر ائمہ فن علی بن المدینی اور امام بخاری وغیرہما جمع ہوئے ہیں۔ (ت)

فتح القدیر میں ہے:

مانقل عن البخاری من انہ اعلم بقولہ لایعرف سماع بعض ھؤلاء من بعض فبناء علی اشتراطہ العلم باللقی والصحیح الاکتفاء بامکان اللقی[3]۔	جو نقل کیا گیا ہے امام بخاری سے کہ انھوں نے ضعیف قرار دیا ہے ساتھ اپنے قول کہ نہیں پہچانا جاتا سننا بعض ان حضرات کا بعض سے، تو یہ اس پر مبنی ہے کہ ان کے نزدیک ملاقت کا علم ہونا شرط ہے اور صحیح یہ ہے کہ ملاقات کا امکان ہی کافی ہے۔ (ت)

نیز کتاب الزکوۃ فصل فی البقر میں فرمایا:

قول الجمھور الاکتفاء بالمعاصرۃ مالم یعلم عدم اللقاء و شرط البخاری ابن المدینی العلم باجتما عھما ولو مرۃ	جمہور کا قول کفایت کرتا ہے ہم عصر ہونے کے ساتھ جبکہ ملاقات کے نہ ہونے کا علم نہ ہو اور شرط قرار دیا ہے امام بخاری اور ابن المدینی نے ان کے اجتماع کو اگرچہ ایک ہی مرتبہ ہوا ہو۔

---

[1] صحیح مسلم مقدمۃ الکتاب قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۱و۲۲

[2] شرح صحیح مسلم للنووی مقدمۃ الکتاب قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۱

[3] فتح القدیر کتاب الصلوۃ باب الوتر مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۷۰

والحق خلافه[1] اھ ملتقطاً۔	حال یہ ہے کہ حق اس کے خلاف ہے اھ ملتقطا (ت)

زید و عمرو کی خلافت و سجادہ نشینی در کنار خود حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صحابیت (جس کا اثر اعمال سے گزر کر عقائد تک پہنچتا ہے کہ صحابہ کی تعظیم و محبت ضروری، مذہب اہلسنت اور معاذاللہ ان کی توہین و تنقیص گمراہی وضلالت) اس کے بارے میں محققین علماء فرماتے ہیں، ثقہ عادل کا خود اپنی خبر دینا کہ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے شرف صحبت حاصل ہوا کافی ہے اگرچہ کسی دوسرے طریقے سے اس کی صحابیت کا اصلاً ثابت نہ ہو جبکہ وہ ایسے وقت میں تھا کہ فضل اسے ملنا متصور ہو، امام ابن حجر عسقلانی فی تمیز الصحابہ میں فرماتے ہیں:

الفصل الثانی فی الطریق الی معرفة کون الشخص صحابیا وذٰلك باشیاء اولها ان یثبت بطریق التواتر انه صحابی ثم بالاستفاضة والشهرة ثم بان یروی عن احد من الصحابة ان فلانا له صحبة مثلا وکذا عن احادالتابعین بناء علی قبول التزکیة من واحد وهو الراجح ثم بان یقول هو اذاکان ثابت العدالة والمعاصرة انا صحابی[2]۔	دوسری فصل کسی شخص کے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے صحابی ہونے کی پہچان کے طریق میں اور چند چیزوں سے ہے، اول یہ کہ تواتر کے طریق سے ثابت ہو کہ وہ صحابی ہے پھر ساتھ طریق استفاضہ اور شہرت کے، پھر بایں طور کہ کسی صحابی سے روایت کیا جائے کہ فلاں کو صحبت نصیب ہے مثلا اور ایسے ہی کسی ایک تابعی سے بنا پر قبول کرنے تزکیہ کے کسی ایک سے اور یہی راجح ہے پھر بایں طور کہ کہے وہ جب کہ اس کی عدالت اور ہم عصر ہونا ثابت ہو کہ میں صحابی ہوں۔ (ت)

مسلم الثبوت میں ہے:

اخبار العدل عن نفسه بانه صحابی اذا کان معاصرا لاکالرتن لیس کتعدیله نفسه[3]۔	کہ عادل کا خبر دینا اپنی ذات کے بارے میں کہ وہ صحابہ ہے جبکہ وہ ہمعصر ہو، خواجہ رتن کی طرح نہ ہو اپنی تعدیل کے حکم میں نہیں ہے۔ (ت)

[1] فتح القدیر کتاب الزکوٰۃ فصل فی البقر مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۲/ ۱۳۳

[2] الاصابة فی تمییز الصحابة خطبة الکتاب الفصل الثانی دار صادر بیروت ۱/ ۸

[3] مسلم الثبوت الاصل الثانی السنة مسئله اخبار عن نفسه الخ مطبع انصاری دہلی ص ۱۹۸

کتنے صحابہ ہیں جن کی احادیث ائمہ حدیث قدیم وحدیث نے اپنے صحاح ومسانید وسنن معاجیم میں تخریج فرمائیں نہ ان کے پاس نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا کوئی فرمان تھا کہ فلاں ہمارے حضور بارگاہ علام پناہ سے شرف یاب ہوا نہ ان سے اس پر کوئی شہادت لی گئی نہ اور صحابہ کا محضر طلب ہوا ان ثقات کا خود ہی کہا کہ:

سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم شھدت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔	میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے سنا ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دیکھا ہے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا۔(ت)

مسموع ومقبول ہوا۔

کما افادہ الامام ابو عمر بن عبدالبر فی الاستیعاب و اقرہ علیہ حافظ الشان۔	جیسا کہ افادہ فرمایا ہے امام ابو عمر بن عبدالبر نے استیعاب میں اور ثابت رکھا ہے اس پر حافظ الشان ابن حجر نے(ت)

شہرت وہ چیز ہے جس سے رشتہ خلافت درکنار رشتہ نسب کہ صدہا احکام حلال وحرام وحقوق وذمام کا مدار ہے شرعاً وعقلاً اجماعاً عرفاً ہر طرح ثابت ہوجاتا ہے ہم شہادت دیتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ حضرت ابوقحافہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پسر اطہر اور امام زین العابدین حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہما کے خلف مطہر میں سوا شہرت کے ہمارے پاس اس پر اور کیا دلیل ہے۔ فتاوٰی خلاصہ میں ہے:

اما النسب فصورتہ اذا سمع من انسان ان فلانا ابن فلان الفلانی، ومعہ ان یشھد بذٰلك وان لم یعاین الولادۃ علی فراشہ الا یری انا نشھد ان ابابکر الصدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ ابن ابی قحافۃ وما رأینا اباقحافہ رضی اللہ تعالٰی عنہ [1]۔	لیکن نسب تو صورت اس کی یہ ہے کہ سنا کسی انسان سے تحقیق فلاں بیٹا فلاں کا فلان ہے تو اس کو گنجائش ہے اس بات کی شہادت دے اس کی اگرچہ اس کے فرش پر اس کی ولادت کا اس نے معائنہ نہ کیا ہو، کیا نہیں دیکھتا کہ ہم گواہی دیتے ہیں اس بات کی کہ تحقیق ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ ابوقحافہ کے بیٹے ہیں حالانکہ ہم نے ابوقحافہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو دیکھا نہیں۔(ت)

[1] خلاصۃ الفتاوٰی کتاب الشہادۃ الفصل الاول مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۴/ ۵۲

اور دونوں طریق ثبوت کر ناکافی سمجھا جائے تو تمام سلاسل اولیاء اللہ سے **معاذاللہ** ہاتھ دھونا ہو گیا کوئی قادر ہے کہ شروع سلسلہ سے منتہی تک ہر بندہ خدا کا اپنے شیخ سے خلافت واجازت پانا ان کے سوااور کسی طریقہ انیقہ سے ثابت کرسکے، حاشا وکلا تو اس کے انکار میں عیاذا باللہ تمام سلاسل کا انکار لازم آتا ہے۔**وھو کما تری** (یہ وہ معاملہ جسے آپ سمجھتے ہیں)اور جب دلیل شرعی سے محمود کا سلسلہ سجادہ نشینی وخلافت ثابت تو خانقاہ مبارک میں رسم خرقہ پوشی سے اسے مانع ہونے کا کوئی حق حامد کو نہیں،نہ حامد خوہ کسی کا انکار قابل قبول ہوسکتا ہے۔ عقل ونقل کا قاعدہ اجماعیہ ہے کہ نفی پر مثبت مقدم ہوتا ہے دو ثقہ گواہی دیں کہ زید وہندہ کا نکاح ہوااور ہزار گواہ ہوں کہ نہ ہواان نافیوں کی بات ہرگز نہ سنی جائے گی کہ اس کا حاصل صرف اپنے علم کی نفی ہے یعنی ہمارے سامنے نہ ہوااور اس سے نفی وقوع لازم نہیں آتی،اصول مسلمہ میں سے ہے:

المثبت مقدم علی النافی لان من یعلم حجۃ من لا یعلم۔	مثبت نافی پر مقدم ہے اس لئے کہ ہوجاتا ہے وہ حجت ہے اس پر جو نہیں جانتا۔(ت)

الاشباہ میں ہے:

بینۃ النفی غیر مقبولۃ الا فی عشر (الی قولہ) وفی ایمان الھدایۃ لافرق بین ان یحیط علم الشاھد اولا [1]۔	نفی کی دلیل غیر مقبول ہے مگر دس چیزوں میں ہدایہ کی کتاب الایمان میں ہے کہ نہیں فرق درمیان اس کے کہ گواہ کا علم احاطہ کرے یانہ(ت)

دور کیوں جائے سلاسل طریقت ہی دیکھئے ہر سلسلہ میں بتوسط امام حسن بصری حضرت امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے انتساب موجود حالانکہ جماہیر اکابر ائمہ محدثین کہ فن رجال میں انھیں پر اعتماد اور انھیں کی طرف رجوع ہے۔ حضرت مولا علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے ان کے لئے سماع ہرگز نہیں مانتے مگر اسی قاعدہ عقلیہ ونقلیہ **المثبت مقدم علی النافی لان من حفظ حجۃ علی من لم یحفظ** (مثبت نافی پر مقدم ہے اس لئے کہ جس نے محفوظ رکھااس کی بات حجت ہے اس پر جس نے محفوظ نہ رکھا) نے اتصال سلاسل میں اصلا خلل نہ آنے دیا جب اثبات کے سامنے ایسے اکابر کی نفی مقبول نہ ہوئی توآج کل کے کسی صاحب کا انکار کیااثر ڈال سکتا ہے۔رہاسوبرس تک اس رسم کا بعذر

[1] الاشباہ والنظائر کتاب القضاء والشہادات ادارۃ القرآن کراچی ۱/۵۲-۳۵۱

مذکورہ ادانہ ہونا وہ بعد ثبوت سجادہ نشینی کا قابل احتجاج ہے حامد کے یہاں چار سو برس تک روز عرس خرقہ پوشی نہ ہونے نے اسے ممنوع نہ کیا حالانکہ اول یہ امر اس کے خاندان میں نہ تھا تو محمود کے یہاں چار سو برس جاری رہ کر سو برس بعذر منقطع ہونا کیا مخل ہوسکتا ہے، شرع کا قاعدہ مسلمہ ہے کہ: البقاء اسھل من الابتداء، ابتداء سے بقاء آسان ہے۔(ت) بنی اسرائیل سے عمالقہ تابوت سکینہ چھین لے گئے مدتہامدت کے بعد واپس آیا تھا تو کیا ان کا حق تبرک اس سے زائل ہوگیا تھا۔قال اللہ تعالٰی:

"وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖۤ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ"[1]	اور کہا ان کو ان کے نبی نے تحقیق نشانی اس کی شاہی کی یہ ہے کہ آئے گا تابوت تمھارے پاس اس میں تمھارے رب کی طرف سے سکینت ہوگی۔(ت)

یاجب قرامطہ مخذولین کعبہ معظّمہ سے حجر اسود اکھیڑ کر ہجر کو لے گئے اور بائیس برس بعد مسلمانوں نے بحمداللہ تعالٰی واپس پایا تو کیا اہل اسلام یا اہل بیت الحرام کا حق تبرک واستلام اس میں باقی نہ رہا، یہ امور واضحہ ہیں نہایت درجہ روشن وصاف، والانصاف خیر الاوصاف واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم۔(اور انصاف تمام اوصاف سے بہتر ہے اور اللہ تعالٰی پاک اور برتر سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔ت)

مسئلہ ۱۸۲:

چہ می فرمایند علمائے دین کہ بردست کدام کس بیعت نمودن جائز وعدم جواز ست وکدام کس قابل مرشد شدن ست وباینہمہ کسیکہ قابل بیعت نمود نیست واگر کسے رابیعت نماید بحق اوشان چہ حکم ست۔	کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ کس شخص کے ہاتھ پر بیعت ہونا جائز ہے اور کس کے ہاتھ پر ناجائز ہے اور کون شخص مرشد ہونے کے قابل ہے اور باوجود ان سب باتوں کے جو شخص بیعت کرنے کے قابل نہیں اگر وہ کسی کو بیعت کرے اس کے حق میں کیا حکم ہے؟

الجواب:

بیعت گرفتن ودر مسند ارشاد نشستن را از چار	بیعت لینے اور مسند ارشاد پر بیٹھنے کے لئے چار

[1] القرآن الکریم ۲/ ۲۴۸

شرط ناگزیرست: یکے آنکہ سنی صحیح العقیدہ باشد زیرا کہ بدمذہبیاں سگان دوزخ اند بدترین خلق چنانچہ درحدیث آمدہ ست۔ دوم عالم بعلم ضروری بودن کہ ع بے علم نتواں خدارا شناخت سوم اجتناب کبائر کہ فاسق واجب التوہین است و مرشد واجب التعظیم ہر دو چہ گونہ بہم آید۔ چہارم اجازت صحیحہ متصلہ کما اجمع علیہ اھل الباطن۔ ہر کہ از نہا ہیچ شرطے رافاقدست اور انشاید پیر گرفتن۔ واللہ تعالٰی اعلم۔	شرطیں ضروری ہیں: ایک یہ کہ سنی صحیح العقیدہ ہو اس لئے کہ بدمذہب دوزخ کے کتے ہیں اور بدترین مخلوق، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ دوسری شرط ضروری علم کا ہونا، اس لئے کہ بے علم خدا کو پہچان نہیں سکتا۔ تیسری یہ کہ کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرنا اس لئے کہ فاسق کی توہین واجب ہے اور مرشد واجب التعظیم ہے دونوں چیزیں کیسے اکھٹی ہوں گی۔ چوتھی اجازت صحیح متصل ہو جیسا کہ اس پر اہل باطن کا اجماع ہے۔ جس شخص میں ان شرائط من سے کوئی ایک شرط نہ ہو تو اس کو پیر نہیں پکڑنا چاہئے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۱۸۳: ۸/ ربیع الآخر شریف ۱۳۱۵ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں احمد ایک ولی اللہ امام وقت کا مرید وغلام اور امام ممدوح کی طرف سے مجاز وماذون ہے بعد وصال شریف اپنے شیخ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے احمد کو بوجہ کثرت ذنوب خیال تجدید بیعت آیا احمد نے اپنے مشائخ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی بعض تصانیف میں دیکھا تھا کہ اگر شیخ تک بوجہ وصال یا بعد کے وصول نہ ہوسکے اور تجدید بیعت چاہے تو شیخ کے کپڑے پر تجدید کرے بایں لحاظ احمد نے مولانا حسین بن حسن خلیفہ وسجادہ نشین حضرت شیخ سے جامہ شیخ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی استدعا کی مولانا نے فرمایا جب جانشین شیخ موجود ہے کپڑے کی کیاحاجت ہے۔ احمد کے بھی ذہن میں آیا کہ واقعی نیابت جانشین نیابت جامہ سے اتم واکمل ہونی چاہئے اس نیت سے مولانا کے ہاتھ پر بیعت کی مگر کبھی اپنا شیخ حضرت ولی اللہ امام ممدوح رضی اللہ تعالٰی عنہ کے سوا دوسرے کو نہ جانا نہ قراءت شجرہ طیبہ میں کسی اور کا نام داخل کیا، نہ جو شجرے اپنے بیعت کرنے والوں کو دئے ان میں کبھی حضرت شیخ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے بعد کوئی نام

لکھا اب جانشین موصوف کو بوجہ تجدید مذکور یہ خیال ہے کہ احمد میرا مرید ہے اور احمد اپنے ذہن میں اپنی بیعت اولٰی پر ہے۔ اس صورت میں امر حق کیا ہے۔احمد چاہتا ہے کہ اگر میرے خیال کی غلطی ثابت ہو تو میں تائب ہو کر از سر نو دست مولٰنا پر بیعت مستقلہ بجالاؤں اور اگر اسی کا خیال صحیح ہے تو شرع مطہر سے اس پر کیا دلیل ہے کہ باوصف یکہ احمد نے دوبارہ بیعت دست مولٰنا پر کی، مولٰنا کا مرید متصور نہ ہو۔**بینوا توجروا**

الجواب:

صورت مستفسرہ میں احمد کا خیال ہے صحیح ہے وہ اپنی بیعت اولٰی پر ہے بوجہ تجدید مذکور جانشین موصوف کا مرید قرار نہ پائے گا۔

فانما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئ مانوی[1]۔	سوائے اس کے نہیں کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور سوا اس کے نہیں کہ ہر آدمی کے لئے وہ ہے جو اس نے نیت کی۔(ت)

شرع مطہر سے اس پر دلیل واضح حضرت سیدنا طلحہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا فعل اور حضرت امیر المومنین امام العارفین مولی المسلمین علی مرتضٰی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم کا قول ہے:

وناھیك بھما قدوۃ فی الدین۔	تیرے لئے ان دونوں حضرات کا دین میں پیشوا ہونا کافی ہے۔(ت)

جب حضرت طلحہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنی خطائے اجتہادی سے رجوع فرما کر دست حق پرست حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ پر تجدید بیعت چاہی ظالم کے ہاتھ سے زخمی ہو چکے تھے امیر المومنین علی تک وصول کی طاقت نہ تھی امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے لشکر کا ایک سپاہی گزرا اسے بلا کر حضرت طلحہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس کے ہاتھ پر تجدید بیعت فرمائی اور روح اقدس جوار اقدس رحمت الٰہی میں پہنچی، امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے یہ حال سن کر فرمایا:

ابی اللہ ان یدخل طلحۃ الجنۃ الا وبیعتی فی عنقہ۔	اللہ عزوجل نے طلحہ کا جنت میں جانا نہ مانا جب تک میری بیعت ان کی گردن میں نہ ہو۔(ت)

---

[1] صحیح البخاری باب کیف کان بدء الوحی قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲، صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب قول النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انما الاعمال بالنیات قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۴۰

دیکھو امیر المومنین نے اس بیعت کو اپنی ہی بیعت قرار دیا نہ کہ لشکری کی، اور حضرت طلحہ نے امیر المومنین ہی کو امیر المومنین مستحق بیعت سمجھا نہ کہ معاذاللہ لشکری کو۔

ذٰلك برهانان من ربك وقد عرضته علی محقق الشریعة والطریقة مولٰینا محب الرسول عبدالقادر القادری البدایونی حفظه الله تعالٰی عن شر کل مجونی وفتونی فاقره وصوبه واستحسنه واعجبه، والله سبحنه وتعالٰی اعلم وعلمه جل مجده اتم واحکم۔	یہ دونوں برہان تیرے رب کی طرف سے ہیں اور تحقیق میں نے پیش کیا اس کو شریعت و طریقت کے محقق مولانا محب رسول عبدالقادر قادری بدایونی پر، اللہ تعالٰی ان کو محفوظ رکھے ہر بے حیا اور فتنین کے شر سے، پس اس کو ثابت رکھا اور اس کو صواب قرار دیا اور اس کو عجیب اور مستحسن قرار دیا، اور اللہ تعالٰی پاک ہر عیب سے اور برتر ہے سب سے زیادہ جاننے والا اور اس کا علم جلیل اس کی بزرگی اتم اور مضبوط ہے۔ (ت)

مسئلہ ۱۸۴: از جالندھر محلّہ راستہ متصل مکان ڈپٹی احمد جان صاحب مرسلہ محمد احمد خاں صاحب ۲۰/ شوال ۱۳۱۴ھ

اگر عورت نیک خصلت پابند شریعت واقف طریقت اپنے ہاتھ پر عورتوں اور مردوں کو بیعت کرنا شروع کردے تو ازروئے طریقت اور شریعت یہ بیعت درست ہے یا نہیں؟ بحوالہ کتب مع عبارات تحریر فرمائیں۔

الجواب:

اولیائے کرام کا اجماع ہے کہ داعی الی اللہ کا مرد ہونا ضرور ہے لہٰذا سلف صالحین سے آج تک کوئی عورت نہ پیر بنی نہ بیعت کیا۔ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لن یفلح قوم ولو امرهم امرأة [1] رواه الائمة احمد و البخاری والترمذی والنسائی	ہرگزوہ قوم فلاں نہ پائے گی جنھوں نے کسی عورت کو والی بنایا، اس کو ائمہ کرام احمد و بخاری و

[1] صحیح البخاری کتاب الفتن قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۰۵۲، جامع الترمذی ابوب الفتن امین کمپنی دہلی ۲/ ۵۱، سنن النسائی کتاب ادب القضاۃ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲/ ۳۰۴، مسند احمد بن حنبل عن ابی بکرۃ المکتب الاسلامیۃ بیروت ۵/ ۵۱

عن ابی بکرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	ترمذی اور نسائی نے ابوبکرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ میزان الشریعۃ کتاب الاقضیہ میں فرماتے ہیں:

قد اجمع اھل الکشف علی اشتراط المذکورۃ فی کل داع الی اللہ تعالٰی ولم یبلغنا ان احدا من نساء السلف الصالح تصدرت لتربیۃ المریدین ابدا النقص النساء فی الدرجۃ وان ورد الکمال فی بعضھن کمریم بنت عمران وآسیۃ امرأۃ فرعون فذٰلک کمال بالنسبۃ للتقوٰی والدین لابالنسبۃ للحکم بین الناس وتسلیکھم فی مقامات الولایۃ، وغایۃ امر المرأۃ ان تکون عابدۃ وزاھدۃ کرابعۃ العدویۃ[1]، واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔ فقط	بیشک اہل کشف نے اجماع کیا ہے اللہ تعالٰی کی طرف بلانے والے کے لئے مرد ہونا شرط قرار دینے پر، اور نہیں پہنچی کہ ہم کو خبر کہ سلف صالحین کی عورتوں میں سے کوئی عورت مریدین کی تربیت کرنے کے درپے ہوئی ہو ہمیشہ بوجہ عورتوں کے درجہ میں ناقص ہونے کے، اگرچہ ان کے بعض میں کمال وارد ہوا ہے۔ جیسے کہ مریم بن عمران اور آسیہ فرعون کی بیوی، پس یہ کمال تقوٰی اور دین کے لحاظ سے ہے نہ کہ لوگوں کے درمیان حکومت کرنے کی نسبت سے اور ان کو مقامات ولایت میں چلانے کی وجہ سے عورت کی غایت امر یہی ہے کہ وہ عابدہ زاہدہ ہو، جیسا کہ رابعہ عدویہ بصریہ، اور اللہ سبحنہ وتعالٰی سب سے زیادہ علم جاننے والا ہے اور اس کا علم بزرگ تر، اکمل اور مضبوط ہے۔ فقط۔ (ت)

رسالہ

نقاء السلافۃ فی البعیۃ والخلافۃ

ختم شد

[1] میزان الشریعۃ الکبرٰی کتاب الاقضیہ مصطفی البابی مصر ۲/ ۱۸۹

(مندرجہ ذیل مسئلہ فتاوٰی افریقہ سے منقول ہے)

مسئلہ ۱۸۵:

اگر زید کا پیر و مرشد نہ ہو تو وہ فلاح پائے گا یا نہیں؟ اور اس کا پیر و مرشد شیطان ہوگا یا نہیں؟ کیونکہ رب عزوجل حکم کرتا ہے:

وابتغوا الیہ الوسیلۃ اور ڈھونڈو طرف اس کی وسیلہ۔

الجواب:

ہاں اولیاء کرام قدسنا اللہ باسرارہم کے ارشاد سے دونوں باتیں ثابت ہیں اور عنقریب ہم ان دونوں کو قرآن عظیم سے استنباط کریں گے، ایک یہ کہ بے پیرا فلاح نہ پائے گا، حضرت سیدنا شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین سہروردی قدس سرہ، عوارف المتعارف شریف میں فرماتے ہیں:

سمعت کثیرا من المشائخ یقولون من لم یر مفلحا لا یفلح[1]۔	یعنی میں نے بہت اولیائے کرام کو فرماتے سنا کہ جس نے کسی فلاح پائے ہوئے کی زیارت نہ کی وہ فلاح نہ پائے گا۔

دوسرے یہ کہ بے پیر کا پیر شیطان ہے عوارف شریف میں ہے:

روی عن ابی یزید (رضی اللہ تعالٰی عنہ)	یعنی سیدنا بایزید بسطامی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے

[1] عوارف المعارف الباب الثانی مطبعۃ المشہد الحسینی ص ۷۸

انہ قال من لم یکن لہ استاذ فامامہ الشیطان [1]۔	مروی ہوا کہ فرماتے ہے جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے۔

رسالہ مبارکہ امام اجل ابوالقاسم قشیری میں ہے:

یجب علی المرید ان یتادب بشیخ فان لم یکن لہ استاذ لایفلح ابدا ھذا ابویزید یقول من لم یکن لہ استاذ نا فامامہ الشیطان [2]۔	یعنی مرید پر واجب ہے کہ کسی پیر سے تربیت لے کہ بے پیرا فلاح نہ پائے گا۔ یہ میں ابویزید کہ فرماتے ہیں جس کا کوئی پیر نہ ہو اس کا پیر شیطان ہے۔

پھر فرمایا:

سمعت الاستاذ ابا علی الدقاق یقول الشجرۃ اذا انبتت بنفسھا من غیر غارس فانھا تورق ولکن لا تثمر کذٰلک المرید اذا لم یکن لہ استاذ یأ خذ منہ طریقۃ نفسا فنفسا فھو عابد ھواہ لایجد نفاذا [3]۔	یعنی میں نے حضرت ابوعلی دقاق رضی اللہ تعالٰی عنہ کو فرماتے سنا کہ پیڑ جب بے کس بونے والے کے آپ سے اُگے تو پتے لاتا ہے مگر پھل نہیں دیتا یونہی مرید کے لئے اگر کوئی پیر نہ ہو جس سے ایک ایک سانس پر راستہ سیکھے تو وہ اپنی خواہش نفس کا پجاری ہے راہ نہ پائے گا۔

حضرت سیدنا میر سید عبدلواحد بلگرامی قدس سرہ، سبع سنابل شریف میں فرمات ہیں:ـ

چو پیرت نیست پرتست ابلیس　　　　کہ راہ دین نہ زدست از مکر و تلبیس [4]

(جب تیرا پیر نہیں ہے تو تیرا پیر ابلیس ہے کہ اس نے دین کی راہ ماری ہے مکر وفریب سے۔ت)

یہ مقام بہت تفصیل وتوضیح چاہتا ہے، **فاقول**: وباللہ التوفیق (میں کہتاہوں اور توفیق اللہ تعالٰی سے ہے۔ت) فلاح دو۲ قسم کی ہے:

اول: انجام کار رستگاری اگرچہ **معاذاللہ** سبقت عذاب کے بعد ہو، یہ عقیدہ اہلسنت میں ہر مسلمان کے لئے لازم اور کسی بیعت ومریدی پر موقوف نہیں اس کے واسطے صرف نبی کو مرشد جاننا بس ہے۔

---

[1] عوارف المعارف الباب الثانی مطبعۃ المشھد الحسینی ص ۷۸

[2] الرسالۃ القشیریۃ باب الوصیۃ للمریدین مصطفی البابی مصر ص ۱۸۱

[3] الرسالۃ القشیریۃ باب الوصیۃ للمریدین مصطفی البابی مصر ص ۱۸۱

[4] سبع سنابل

بلکہ ابتدائے اسلام میں کسی دور دراز پہاڑ یا گمنام ٹاپو کے رہنے والے غافل جن کو نبوت کی خبر ہی نہ پہنچی اور دنیا سے صرف توحید پر گئے، بالاخران کے لئے بھی یہ فلاح ثابت۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: اہل محشر اور انبیاء سے مایوس پھر کر میرے حضور حاضر ہوں گے میں فرماؤں گا انا لھا میں ہوں شفاعت کے لئے۔ پھر اپنے رب سے اذن چاہوں گا وہ مجھے اذن دے گا میں سجدے میں گروں گا ارشاد ہوا۔ یا محمد ارفع راسک وقال تسمع وسل تعطہ واشفع تشفع اے محمد ! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو کہ تمھاری بات سنی جائے گی اور مانگو تمھیں عطا کیا جائے گا، اور شفاعت کرو کہ تمھاری شفاعت قبول ہے۔ میں عرض کروں گا اے میرے رب ! میری امت میری امت، فرمایا جائے گا جاؤ جس کے دل میں جَو بھر ایمان ہو اسے دوزخ سے نکال لو، انھیں نکال کر میں دوبارہ حاضر ہوں گا سجدہ کروں گا وہی ارشاد ہوگا کہ اے محمد ! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو کہ سنا جائے گا مانگو کہ دیا جائے گا، شفاعت کرو کہ قبول ہے، میں عرض کروں گا اے میرے رب ! میری امت میری امت۔ ارشاد ہوگا جس کے دل میں رائی برابر ایمان ہو نکال لو، میں انھیں نکال کر سہ بارہ حاضر ہو کر سجدہ کروں گا فرمائے گا اے محمد ! اپنا سر اٹھاؤ، اور جو کہو منظور ہے جو مانگو عطا ہے شفاعت کرو مقبول ہے، میں عرض کروں گا اے میرے رب میری امت میری امت، ارشاد ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانے سے کم تر ایمان ہو اسے نکال لو میں انھیں نکال کر چھوتھی بار حاضر وساجد ہوں گا ارشاد ہوگا اے محمد ! پنا سر اٹھاؤ اور کہو کہ سنیں گے مانگو کہ دیں گے شفاعت کرو کہ قبول کرینگے۔ میں عرض کروں گا الٰہی ! مجھے ان کے نکالنے کی اجازت دے جنھوں نے تجھے ایک جانا ہے۔ ارشاد ہوگا یہ تمھارے سبب نہیں بلکہ مجھے اپنے عزت وجلال وکبریا وعظمت کی قسم ہر مؤحد کو اس سے نکال لوں گا [1]

اقول: یہ ان کے بارے میں رد شفاعت حضور نہیں بلکہ عین قبول ہے کہ حضور کے عرض کرنے ہی پر تو جہنم سے نکالے گئے، فقط یہ فرمایا گیا ہے کہ ان کو رسالت سے توسل کا موقع نہ ملا مجرد وعقل جنتے ایمان کے لئے کافی تھی یعنی توحید اسی قدر رکھتے تھے، ثم اقول معنی حدیث کی یہ تقریر کہ ہم نے کی اس سے ظاہر ہوا کہ یہ اس حدیث صحیح کے معارض نہیں کہ فرمایا:

ما زلت اتردد علی ربی فلا اقوم فیہ مقاما الا	میں اپنے رب کے حضور آتا جاتا رہوں گا جس

[1] صحیح البخاری کتاب التوحید باب کلام الرب یوم القیمۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۱۹۔۱۱۱۸، صحیح مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱ /۱۱۰

شفعت حتی اعطانی اللہ من ذٰلك ان قال یامحمد ادخل من امتك من خلق اللہ من شھدان لا الہ الا اللہ یوما واحدا مخلصا ومات علی ذٰلك رواہ احمد[1] بسند صحیح عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	شفاعت کے لئے کھڑا ہوں گا قبول ہوگی، یہاں تک کہ میرا رب فرمائے گا کہ تمام مخلوق میں جتنی تمھاری امت ہے ان میں جو توحید پر مرا ہوا سے جنت میں داخل کردو۔(اسے احمد نے بسند صحیح حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

کہ یہاں کلام امت میں ہے تو یہاں لا الہ الا اللہ سے پورا کلمہ طیبہ مراد ہے جیسا کہ انھوں نے امام احمد صحیح ابن حبان حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

شفاعتی لمن شھدان لا الہ الا اللہ ملخصا وان محمد رسول اللہ یصدق لسانہ قلبہ و قلبہ لسانہ[2]۔ اللھم اشھد وکفی بك شھیدا انی اشھد بقلبی و لسانی انہ لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حنیفا مخلصا وما انا من المشرکین و الحمدللہ رب العالمین۔	میری شفاعت ہر اس شخص کے لئے ہے جواللہ کی توحیداور میری رسالت پر اخلاص سے گواہی دیتا ہو کہ زبان دل کے موافق ہواور دل زبان کے۔ الٰہی! گواہ ہوجا اور تیری ہی گواہی کافی ہے کہ میں اپنے دل و زبان سے گواہی دیتاہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، اور محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اسکے رسول ہیں سب باطل دینوں سے کنارہ کرتاہوا خالص اسلام والاہو کر،اور میں مشرکوں میں سے نہیں اور سب تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں۔(ت)

دوم: کامل رستگاری کہ بے سبقت عذاب دخول جنت ہو اس کے دو پہلو ہیں:

اول: وقوع یہ مذہب اہلسنت میں محض مشیت الٰہی پر ہے جسے چاہے ایسی فلاح عطا فرمائے اگرچہ لاکھوں کبائر کا مرتکب ہو اور چاہے تو ایک عـــہ گناہ صغیرہ پر گرفت کرلے اگرچہ لاکھوں حسنات رکھتا ہو۔

عـــہ: اگرچہ وہ ایسا کرے گا نہیں۔ (باقی برصفحہ آیندہ)

[1] مسند احمد بن حنبل عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۱۷۸

[2] مسند احمد بن حنبل عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۳۰۷، موارد الظمآن باب جامع فی البعث والشفاعۃ حدیث ۲۵۹۴ المطبعۃ السلفیہ مکۃ المکرمہ ص ۶۴۵

یہ عدل ہے اور وہ فضل:

"فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ" [1]	جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے عذاب کرے۔(ت)

حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شفاعت سے بے گنتی اہل کبائر ایسی فلاح پائیں گے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

شفاعتی لاھل الکبائر من امتی۔رواہ احمد [2]	میری شفاعت میری امت سے کبیرہ گناہوں والوں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

لقولہ تعالٰی "وَیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰی ﴿۳۱﴾ اَلَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓىٕرَ الْاِثْمِ وَ الْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ؕ" [3] وقولہ تعالٰی "اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآىٕرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَ نُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِیْمًا ﴿۳۱﴾" [4] قولہ تعالٰی "اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِیْنَ ﴿۱۱۴﴾" [5] ۱۲ منہ غفرلہ۔

ارشاری تعالٰی ہے اور نیکی کرنے والوں کو نہایت اچھا صلہ عطا فرمائے وہ جو گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں مگر اتنا کہ گناہ کے پاس گئے اور رک گئے، بیشک تمھارے رب کی مغفرت وسیع ہے۔اور اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے اگر بچتے رہو کبیرہ گناہوں سے جن کی تمھیں ممانعت ہے تو تمھارے اور گناہ ہم بخش دیں گے اور تمھیں عزت کی جگہ داخل کریں گے،اور اللہ تعالٰی کا فرمان ہے بے شک نیکیاں برائیوں کی مٹادیتی ہیں یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کو۔(ت)

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۲۸۴

[2] سنن ابی داؤد کتاب السنۃ فی الشفاعۃ ۲/ ۲۹۶ و جامع الترمذی ابواب صفۃ القیمۃ ۲/ ۶۶، سنن ابن ماجہ ابو باب الزہد باب ذکر الشفاعۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۳۲۹، مسند احمد بن حنبل عن انس دارالکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۲۱۳، شعب ایمان حدیث ۳۱۰، ۳۱۱ درالکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۲۸۷، السنن الکبرٰی کتاب الجنایات دارصادر بیروت ۸/ ۱۷، موارد الظمان حدیث ۲۵۹۶ ص ۶۴۵ و المعجم الکبیر حدیث ۱۱۴۵۴/ ۱۱/ ۱۸۹

[3] القرآن الکریم ۵۳/ ۳۱ و ۳۲

[4] القرآن الکریم ۴/ ۳۱

[5] القرآن الکریم ۱۱/ ۱۱۴

وابوداؤد والترمذی والنسائی وابن حبان والحاکم والبیہقی وصححه عن انس بن مالك والترمذی وابن ماجة وابن حبان والحاکم عن جابر بن عبد الله والطبرانی فی الکبیر عن ابن عباس والخطیب عن کعب بن عجرة وعن عبدالله بن عمر رضی الله تعالٰی عنهم اجمعین۔	کے لئے ہے(یہ حدیث احمد وابوداؤد وترمذی ونسائی وبن حبان وحاکم وبیہقی نے انس بن مالک سے روایت کی،اور بیہقی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور ترمذی وابن ماجہ وابن حبان و حاکم نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی،اور طبرانی نے معجم الکبیر میں عبداللہ بن عباس سے اور خطیب نے کعب بن عجرہ سے اور عبداللہ بن عمر سے،رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

خیرت بین الشفاعة وبین ان یدخل شطر امتی الجنة فاخترت الشفاعة لانها اعم واکفی اترونها للمؤمنین المتقین لاولکنها للمذنبین المتلوثین الخطائین رواہ احمد[1] بسند صحیح والطبرانی فی الکبیر باسناد جید عن ابن عمر وابن ماجة عن ابی موسٰی الاشعری رضی الله تعالٰی عنهم۔	مجھ سے میرے رب نے فرمایا تم کو اختیار ہے چاہے شفاعت لے لو چاہے یہ کہ تمھاری آدھی امت بلا عذاب داخل جنت ہو۔میں نے شفاعت اختیار فرمائی کہ وہ زیادہ عام اور زیادہ کافی ہے کیا اسے ستھرے مومنوں کے لئے سمجھتے ہو۔نہیں بلکہ وہ گناہگاں آلودہ بزرگاروں سخت خطا کاروں کے لئے ہے۔(یہ حدیث احمد نے بسند صحیح اور طبرانی نے معجم کبیر میں بہ سند جید عبداللہ بن عمر سے روایت کی،اور ابن ماجہ نے ابن موسٰی اشعری سے رضی اللہ تعالٰی عنہم۔ت)

بلکہ وہ بھی ہونگے جن کے گناہ نیکیوں سے بدل دئے جائیں گے۔قال اللہ تعالٰی:

"فَاُولٰٓئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا۝"[2]	اللہ ان کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

[1] سنن ابن ماجه ابواب الزہد باب ذکر الشفاعة ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۳۲۹،مسند احمد بن حنبل عبداللہ بن عمر المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۷۵

[2] القرآن الکریم ۲۵/ ۷۰

حدیث میں ہے ایک شخص روز قیامت حاضر لایا جائے گا، ارشاد ہوگا اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ اس پر پیش کرو اور بڑے بڑے ظاہر نہ کرو۔ اس سے کہا جائے گا تو نے فلاں فلاں دن یہ یہ کام کئے وہ مقر ہوگا اور اپنے بڑے گناہوں سے ڈر رہا ہوگا کہ ارشاد ہوگا **اعطوہ مکان کل سیئۃ حسنۃ** اسے ہر گناہ کی جگہ ایک نیکی دو۔ اب کہہ اٹھے گا کہ الٰہی! میرے اور بہت سے گناہ ہیں وہ تو سننے میں آئے ہی نہیں، یہ فرما کر حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اتنا ہنسے کہ آس پاس کے دندان مبارک ظاہر ہوئے **رواہ الترمذی**[1] **عن ابن ذر رضی اللہ تعالٰی عنہ** (ترمذی نے ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسے روایت کیا۔ ت) بالجملہ وقوع کے لئے سوا اسلام اور اللہ ورسول کی رحمت کے اور کوئی شرط نہیں جل وعلاو صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

دوم: امید یعنی انسان کے اعمال، افعال، اقول، احوال ایسے ہو نا کہ اگر انہی پر خاتمہ ہو تو کرم الٰہی سے امید واثق ہو کہ بلا عذاب داخل جنت کیا جائے۔ یہی وہ فلاح ہے جس کی تلاش کا حکم ہے کہ

"سَابِقُوْۤا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ"[2]	جلدی کرو اپنے رب کی مغفرت اور اس کی جنت کی طرف جس کی چوڑان آسمان وزمین کے پھیلاؤ کی مانند ہے۔ (ت)

اس لئے کہ کسب انسانی اسی سے متعلق یہ پھر دو ۲ قسم:

اول: فلاح ظاہر، حاشا اس سے وہ مراد نہیں کہ نرے ظاہر دارو کو مطلوب جن کی نظر صرف اعمال جوارح پر مقصور ظاہر احکام شرع سے آراستہ اور معاصی سے منزہ کرلیا اور متقی بن گئے اگرچہ باطل ریا و عجب وحسد وکینہ وحب مدح وحب جاہ ومحبت دنیا و طلب شہرت و تعظیم امراء و تحقیر مساکین واتباع شہوات ومداہنت۱ وکفران ۲ نعم وحرص، وبخل وطول ۳ امل وسوئے ظن و عناد حق واصرار باطل و مکر وغدر وخیانت وغفلت وقسوت ۴ وطمع وتملق ۵ واعتماد خلق ونسیان خالق ۶ ونسیان موت و جرات علی اللہ ونفاق واتباع شیطان وبندگی نفس ورغبت بطالت ۷ وکراہت عمل و ۸ قلّت خشیت وجزع ۹ و عدم ۱۰ خشوع وغضب ۱۱ للنفس وتساہل ۱۲ فی اللہ وغیرہا مہلکات ۱۳ آفات سے گندہ ہورہا ہو جے سے مزبلہ پر زربفت

---

۱ دین میں سستی ۲ نعمتوں کی ناشکری ۳ لمبی آرزو ۴ دل کی سختی ۵ چاپلوسی ۶ خدا کو بھول جانا ۷ باطل کی رغبت ۸ ڈر کی کمی ۹ بے صبری ۱۰ خشوع کا نہ ہونا ۱۱ نفس کے لئے ناراض ہونا ۱۲ اللہ کے بارے میں سستی کرنا۔ ۱۳ ہلاک کرنے والی آفتیں (ت)

---

[1] جامع الترمذی ابواب صفۃ جهنم باب ماجاء ان للنار نفیس الخ امین کمپنی دہلی ۸۳/۲

[2] القرآن الکریم ۵۷/ ۲۱

کا خیمہ اوپر زینت اور اندر نجاست پھر کیا یہ باطنی خباثتیں ظاہری صلاح پر قائم رہنے دیں گی،

حاشا معاملہ پڑنے دیجئے کون کسی ناگفتنی ہے کہ نہ کہیں گے کون سی ناکردنی ہے کہ اٹھار کھیں گے اور پھر بدستور صالح عوام کی کیا گنتی آج کل بہت علمائے ظاہر اگر متقی ہیں بھی تو اسی قسم کے **الا من شاء اللہ وقلیل ماھم** (اگر جو اللہ تعالٰی چاہے اور وہ بہت تھوڑے ہیں۔ت) میں اسے زیادہ مشرح کرتا مگر کیا فائدہ کہ حق تلخ ہوتا ہے اسسے نفع پانا اور اپنی اصلاح کی طرف آنا درکنار بتانے والے کے الٹے دشمن ہو جاتے ہیں مگر اتنا ضرور کہوں گا کہ ہزار اوف اس نام علم پر کہ آجکل بہت بے دین مرتدین اللہ ورسول کی جناب میں کیسی کیسی سخت گالیاں بکتے لکھتے اور چھاپتے ہیں ان سے کان پر جوں نہ رینگے، کہیں بے پروائی کہیں آرام خواہی، کہیں نیچری تہذیب کہیں طمع کی تخریب، کہیں ملاقات کا پاس کہیں اس کا ہراس (ڈر) کہ ان مرتدوں کارد کریں، مسلمانوں کو ان کا کفر بتائیں تو یہ سر ہو جائیں گے اخباروں اشتہاروں میں ہماری مذمتیں گائیں گے، ہزاروں جھوٹے بہتان لگائیں گے کون اپنی عافیت تنگ کرے، ان ناپاک وجوہ کے باعث وہاں خموشی اور خود ان سے اعمال میں خطا بلکہ عقائد میں غلطی ہوا سے کوئی بتائے تو نہ اب وہ تہذیب نہ آرام طلبی، نہ بے پروائی، نہ سلامت روی، بلکہ جامے سے باہر ہو کر جس طرح بنے اس کی عداوت میں گرمجوشی حق کا جواب نہ بن آئے تو عناد و مکابرہ سے کام لینا حتی کہ کتابوں کی عبارتیں گھڑلیں، جھوٹے حوالے دل سے تراش لیں کہ کہیں اپنی ہی بات بالا رہے۔ عوام کے سامنے شیخی کرکری نہ ہو یا وہ جو وعظ وغیرہ کے ذریعے سے مل رہتا ہے اس میں کھنڈت نہ پڑے۔ کیا اس کا نام تقوٰی ہے حاش للہ بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بدگویوں کے مقابل وہ خواب خرگوش اور اپنے نفس کی بے جا حمایت میں یہ جوش وخروش، تو یہ کہتا ہے کہ اللہ اور رسول کی عظمت سے اپنے نفس کی عظمت دل میں سوا ہے۔ اب اسے کیا کہئیے سوا اس کی طرف

انا اللہ وانا الیہ راجعون ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم	بیشک ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور ہم اس کی طرف لوٹنے والے ہمیں اور نہیں طاقت اور نہ قوت مگر ساتھ اللہ بلند تر عظمت والے کے۔(ت)

بالجملہ اس صورت کہ فلاح سے علاقہ نہیں صاف ہلاک ہے بلکہ فلاح ظاہر یہ کہ دل وبدن دونوں پر جتنے احکام الٰہیہ میں سب بجالا ئے، نہ کسی کبیرہ کا ارتکاب کرے، نہ کسی صغیرہ پر مصر رہے نفس کے خصائل ذمیمہ اگر دفع نہ ہو تو معطل رہیں، ان پر کار بند نہ ہو، مثلاً دل میں بخل ہے تو نفس پر جبر کرکے ہاتھ کشادہ رکھے، حسد سے تو محسود کی برائی نا چاہئے۔ **علی ھذا القیاس** کہ یہ جہاد اکبر ہے اور اس کے بعد مواخذہ نہیں بلکہ اجر عظیم ہے۔ حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثلاث لم تسلم منها هذا الامة الحسد و الظن و الطیرة الا انبئکم بالمخرج منها اذا ظننت فلا تحقق واذا حسدت فلاتبغ واذا تطیرت فامض، رواه رسته فی کتاب[1] الایمان عن الامام الحسن البصری مرسلا ووصله ابن عدی عن ابی هریرة رضی الله تعالٰی عنه عن النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم بلفظ اذاحسدتم فلاتبغوا واذا ظننتم فلا تحققوا واذا تطیرتم فامضوا وعلی الله فتوکلوا[2]۔	تین خصلتیں اس امت سے نہ چھوٹیں گی، حسد، بدگمانی اور بدشگونی، کیا میں تمھیں ان کا علاج نہ بتادوں، بدگمانی آئے تو اس پر کاربند نہ ہو اور حسد آئے تو محسود پر زیادتی نہ کراور بدشگونی کے باعث کے سے کام رک نہ رہو(اس حدیث کو رستہ نے کتاب الایمان میں امام حسن بصری سے بے ذکر صحابہ سے روایت اور ابن عدی نے متصل ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہ رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا جب تمھارے دل میں حسد آئے توزیادتی نہ کرو اور بدگمانی آئے تو اسے جما نہ دو اور بدشگونی آئے تو رکو نہیں اور اللہ ہی پر بھروسہ کرو۔ت)

یہ فلاح قوی ہے اس سے آدمی سچا متقی ہوجاتا ہے۔ہم نے اسے فلاح ظاہر بایں معنیں کہا کہ اس میں جو کچھ کرنا نہ کرنا ہے اس کے احکام ظاہر وواضح ہوچکے ہیں "قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ ۚ"[3]۔(بیشک ہدایت ظاہر ہوگئی گمراہی سے۔ت)

دوم: فلاح باطنی کہ قلب وقالب رذائل سے متخلی اور فضائل سے متجلی کرکے بقایائے شرک خفی دل سے دور کئے جائیں یہاں تک کہ **لا مقصود الا الله** (کوئی مقصود نہیں سوائے اللہ کے۔ت) پھر **لامشهود الا الله** (کوئی نظر میں نہیں سوائے اللہ کے) پھر **لاموجود الا الله** (کوئی وجود ذاتی نہیں رکھتا سوائے اللہ کے) متجلی ہو یعنی اولاارادہ غیر سے خالی ہو پھر غیر نظر سے معدم ہو پھر حق حقیقت جلوہ فرمائے کہ وجود اسی کے لئے ہے باقی سب ظلال وپرتو، یہ منتہائے فلاح وفلاح احسان ہے۔فلاح تقوی میں تو عذاب سے دور اور جنت کا چین تھا کہ:

"فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ	جو جہنم سے بچا کر جنت میں داخل کیا گیا وہ ضرور

[1] کنز العمال بحوالہ ستہ فی کتاب الایمان حدیث ۴۳۷۸۹ موسستہ الرسالہ بیروت ۱۶/ ۲۷و۲۸

[2] کنز العمال بحوالہ عدعن ابی ہریرہ حدیث ۷۴۴۱ موسستہ الرسالہ بیروت ۳/ ۴۶۱

[3] القرآن الکریم ۲/ ۲۵۶

فَقَدۡ فَازَ ؕ" [1]	فلاح کو پہنچا۔

اور فلاح احسان سے اعظم ہے کہ عذاب کا کیا ذکر کسی قسم کا اندیشہ و غم بھی ان کے پاس نہیں آتا۔

"اَلَاۤ اِنَّ اَوۡلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ﴿ۚ۶۲﴾" [2]	خبردار! اولیاء اللہ پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ (ت)

بہرحال اس فلاح کے لئے ضرور پیر و مرشد کی حاجت ہے چاہے قسم اول کی ہو یا دوم کی۔

اقول: اب مرشد بھی دو۲ قسم ہے:

اول: عام کہ کلام اللہ وکلام الرسول ائمہ شریعت وطریقت وکلام علمائے دین اہل رشد وہدایت ہے اسی سلسلہ صحیحہ پر کہ عوام کا ہادی کلام علماء، علماء کا رہنما کلام ائمہ ائمہ کا مرشد کلام رسول، رسول کا پیشوا کلام اللہ جل وعلا و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، فلاح ظاہر ہو یا فلاح باطن اسے اس مرشد سے چارہ نہیں جو اس سے بے بلاشبہ کافر ہے یا گمراہ اور اس کی عبادت برباد و تباہ۔

دوم: خاص کہ بندہ کسی عالم سنی صحیح العقیدہ صحیح الاعمال جامع شرائط بیعت کے ہاتھ میں ہاتھ دے، یہ مرشد خاص جسے پیر و شیخ کہتے ہیں۔ پھر دو قسم ہے:

اول شیخ اتصال (بنائے فوقانی) یعنی جس کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے انسان کا سلسلہ حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تک متصل ہو جائے اس کے لئے چارہ نہیں شرطیں ہیں:

(۱) شیخ کا سلسلہ باتصال صحیح حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تک پہنچا ہو، بیچ میں منقطع نہ ہو کہ منقطع کے ذریعہ سے اتصال ناممکن۔ بعض لوگ بلا بیعت محض بزعم وراثت اپنے باپ دادا کے سجادے پر بیٹھ جاتے ہیں یا بیعت تو کی تھی مگر خلافت نہ ملی تھی بلا اذن مرید کرنا شروع کر دیتے ہیں یا سلسلہ ہی وہ ہو کہ قطع کر دیا گیا اس میں فیض نہ رکھا گیا لوگ براہ ہوس اس میں اذن وخلافت دیتے چلے آتے ہیں۔ یا سلسلہ فی نفسہٖ اچھا تھا مگر بیچ میں کوئی ایسا شخص واقع ہوا جو بوجہ انتفائے بعض شرائط قابل بیعت نہ تھا اس سے جو شاخ چلی وہ بیچ میں سے منقطع ہے ان صورتوں میں اس بیعت

---

[1] القرآن الکریم ۳/ ۱۸۵

[2] القرآن الکریم ۱۰/ ۶۲

سے ہر گز اتصال حاصل نہ ہوگا، بیل سے دودھ یا بانجھ سے بچہ مانگنے کی مت جدا ہے۔

(۲) شیخ سنی العقیدہ ہو بدمذہب گمراہ کا سلسلہ شیطان تک پہنچے گا نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تک آج کل بہت کھلے ہوئے بددینوں بلکہ بے دینو حتی کہ وہابیہ نے کہ سرے سے منکر و دشمن اولیاء ہیں مکاری کے لئے پیری مریدی کا جال پھیلا رکھا ہے۔ ہوشیار خبردار احتیاط احتیاط ؎

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست　　　پس بہر دستے نباید داد دست

(بہت سے ابلیس انسانی شکلوں میں ہیں پس ہر ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینا چاہئے۔ت)

(۳) عالم ہو اقول علم فقہ اسی کی اپنی ضرورت کے قابل کافی اور لازم کہ عقائد اہلسنت سے پورا واقف کفر و اسلام وضلالت وہدایت کے فرق کا خوب عارف ہو ورنہ آج بدمذہب نہیں کل ہوجائے گا ع

فمن لم یعرف الشر فیوما یقع فیه

(جو شر سے آگاہ نہیں آگاہ نہیں ایک دن اس میں پڑجائیگا۔ت)

صدہا کلمات وحرکات ہیں جن سے کفر ولازم آتا ہے اور جاہل براہ جہالت ان میں پڑجاتے ہیں، اول تو خبر ہی نہیں ہوتی کہ ان کے قول یا فعل سے کفر سرزد ہوا اور بے اطلاع توبہ ناممکن تو مبتلا کے مبتلا ہی رہے اور اگر کوئی خبر دے تو ایک سلیم الطبع جاہل ڈر بھی جائے تو یہ بھی کرلے مگر وہ جو سجادہ مشیخت پر ہادی ومرشد بنے بیٹھے ہیں ان کی عظمت کہ خود ان کے قلوب میں ہے کب قبول کرنے دے۔

"وَ اِذَا قِیْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ"[1]	جب اس سے کہا جائے اللہ تعالٰی سے ڈر تو اسے اور ضد چڑھتی ہے گناہ کی۔(ت)

اور اگر ایسے ہی حق پرست ہوئے اور مانا تو کتنا، اتنا کہ آپ توبہ کرلیں گے۔ قول وفعل کفر سے جو بیعت فسخ ہوگئی اب کسی کے ہاتھ پر بیعت کریں اور شجرہ اس جدید شیخ کے نام سے دین اگرچہ شیخ اول ہی کا خلیفہ ہو یہ ان کا نفس کیونکر گوارا کرے، نہ اسی پر راضی ہوں گے کہ آج سے سلسلہ بند کریں مرید کرنا چھوڑیں لاجرم وہی سلسلہ کہ ٹوٹ چکا جاری رکھیں گے لہٰذا علم عقائد ہونا لازم ہے۔

(۴) فاسق معلن نہ ہو، اقول اس شرط پر حصول اتصال کا توقف نہیں کہ مجرد فسق باعث فسخ نہیں مگر

[1] القرآن الکریم ۲/ ۲۰۶

پیر کی تعظیم لازم ہے اور فاسق کی توہین واجب ہے۔ دونوں کا اجتماع باطل، تبیین الحقائق امام زیلعی وغیرہ میں دربارہ فاسق ہے:

فی تقدیمۃ للامامۃ تعظیمۃ قد وجب علیھم اھانتہ شرعًا[1]۔	امامت کے لئے اسے آگے کرنے میں اس کی تعظیم ہے اور شرع میں تو اس کی توہین واجب ہے۔ (ت)

دوم: شیخ ایصال کہ شرائط مذکورہ کے ساتھ مفاسد نفس انفس کے فسادات ومکائد شیطان (شیطان کی مکاریاں) ومصائر ہوا (خواہشات کا شکار) سے آگاہ ہو، دوسرے کی تربیت جانتا اور اپنے متوسل پر شفقت تامہ رکھتا ہو کہ اس کے عیوب پر اسے مطلع کرے ان کا علاج بتائے جو مشکلات اس راہ میں پیش آئیں حل فرمائے نہ محض سالک ہو نہ نرا مجذوب، عوارف شریف میں فرمایا: یہ دونوں قابل پیری نہیں۔

اقول: اس لئے کہ اول خود ہنوز راہ میں ہے اور دوسرا طریق تربیت سے غافل، بلکہ مجذوب سالک ہو یا سالک مجذوب، اور اول اولٰی ہے۔

اقول: اس لئے کہ وہ مراد ہے اور یہ مرید، پھر بیعت بھی دو۲ قسم ہے:

اوّل: بیعت برکت کہ صرف تبرک کے لئے داخل سلسلہ ہوجانا آج کل عام بیعتیں یہی ہیں، وہ بھی نیک نیتوں کی، ورنہ بہتوں کی بیعت دنیاوی اغراض فاسدہ کے لئے ہوتی ہے۔ وہ خارج از بحث ہے۔ اس بیعت کے لئے شیخ اتصال کہ شرائط اربع کا جامع ہو بس ہے۔

اقول: بیکار یہ بھی نہیں، مفید اور بہت مفید، اور دنیا واخرت میں بکار آمد ہے۔ محبوبان خدا کے غلاموں کے دفتر میں نام لکھا جانا ان سے سلسلہ متصل ہوجانا فی نفسہٖ سعادت ہے۔

اوّلاً: ان کے خاص غلاموں سالکان راہ سے اس امر میں مشابہت اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من تشبہ بقوم فھو منھم[2]۔	جو جس قوم سے مشابہت پیدا کرلے وہ انہی میں سے ہے۔

---

[1] تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق باب الامامۃ الخ المطبعۃ الکبرٰی بولاق مصر ۱/ ۱۳۴

[2] سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی لبس الشھرۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۰۳، مسند احمد بن حنبل المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۵۰ و ۹۲

سیدنا شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین سہروردی رضی اللہ تعالٰی عنہ عوارف المعارف شریف میں فرماتے ہیں:

واعلم ان الخرقة خرقتان خرقة الارادة وخرقة التبرك والاصل الذی قصدہ المشایخ للمریدین خرقة الارادة وخرقة التبرك تشبه بخرقة الارادة فخرقة الارادة للمرید الحقیقی وخرقة التبرك للمتشبه ومن تشبه بقوم فھومنھم[1]۔	واضح ہو کہ خرقے دو ہیں: خرقہ ارادات وخرقہ تبرک، مشائخ کا مریدوں سے اصل مطالعہ خرقہ ارادت ہے اور خرقہ تبرک کو اس سے مشابہت ہے تو حقیقی مرید کے لئے خرقہ ارادت ہے اور مشابہت چاہنے والوں کے لئے خرقہ تبرک اور جو کسی قوم سے مشابہت چاہے وہ انہی میں ہے۔(ت)

ثانیًا: ان غلامان خاص کے ساتھ ایک سلک میں منسلک ہونا ع

بلبل ہمیں کہ قافیہ گل شود بس است

(بلبل کو یہی کہ پھول کی صحبت ہو کافی ہے۔ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ھم القوم لایشقی بھم جلیسھم[2]۔	وہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی بدبخت نہیں رہتا۔

ثالثًا: محبوبان خدا آیہ رحمت ہیں، وہ اپنا نام لینے والے کو اپنا کر لیتے ہیں اور اس پر نظر رحمت رکھتے ہیں امام یکتا سیدی ابوالحسن نورالملۃ والدین علی قدس سرہ، بہجۃ الاسرار شریف میں فرماتے ہیں: حضور پر نور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے عرض کی گئی کہ اگر کوئی شخص حضور کا نام لیوا ہو اور اس نے نہ حضور کے دست مبارک پر بیعت کی ہو نہ حضور کا خرقہ پہنا ہو کیا وہ آپ کے مریدوں میں شمار ہوگا فرمایا:

من انتمی الی وتسمّٰی لی قبله اللہ تعالٰی وتاب علیه ان کان علی سبیل مکروہ وھو من جملة اصحابی وان ربی عزوجل وعدنی ان یدخل اصحابی واھل مذھبی وکل محب	جو اپنے آپ کو میری طرف نسبت کرے اور اپنا نام میرے غلاموں کے دفتر میں شامل کرے اللہ اسے قبول فرمائے گا اور اگر وہ کسی ناپسندیدہ راہ پر ہو تو اسے توبہ دے گا اور وہ میرے مریدوں کے زمرے

---

[1] عوارف المعارف الباب الثانی عشرۃ مطبعۃ الشھد الحسینی القاہرۃ ص۷۹

[2] جامع الترمذی ابواب الدعوات ۲/ ۱۹۹ و مسند احمد بن حنبل ۲/ ۲۵۳ و ۳۵۹ و ۳۸۳

لی الجنۃ [1]۔	میں ہے اور میرے رب عزوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میرے مریدوں اور ہم مذہبوں اور میرے ہر چاہنے والے کو جنت میں داخل فرمائے گا (والحمدللہ رب العالمین)

دوم: بیعت ارادت کہ اپنے ارادہ واختیار سے یکسر باہر ہو کر اپنے آپ کو شیخ مرشد ہادی برحق واصل حق کے ہاتھ میں بالکل سپرد کردے اسے مطلقًا اپنا حاکم ومالک ومتصرف جانے، اس کے چلانے پر راہ سلوک چلے کوئی قدم بے اس کی مرضی کے نہ رکھے اس کے لئے بعض احکام یا اپنی ذات میں خود اس کے کچھ کام اگر اس کے صحیح نہ معلوم ہوں انھیں افعال خضر علیہ الصلٰوۃ والسلام کے مثل سمجھے اپنے عقل کا قصور جانے، اس کی کسی بات پر دل میں بھی اعتراض نہ لائے اپنی ہر مشکل اس پر پیش کرے غرض اس کے ہاتھ میں مردہ بدست زندہ ہو کر رہے۔ یہ بیعت سالکین ہے اور یہی مقصود ومشائخ مرشدین ہے۔ یہی اللہ عزوجل تک پہنچاتی ہے یہی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے لی ہے جسے سیدنا عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ:

بایعنا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علی السمع والطاعۃ فی العسر والیسر والمنشط والمکرہ و ان لاننازع الامر اھلہ [2]۔	ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اس پر بیعت کی کہ ہر آسانی ودشواری ہر خوشی وناگواری میں حکم سنیں گے اور اطاعت کریں گے اور صاحب حکم کے کسی حکم میں چون چرانہ کریں گے،

شیخ ہادی کا حکم رسول کا حکم ہے اور رسول کا حکم اللہ کا حکم اور اللہ کے حکم میں مجال دم زدن نہیں، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ	کسی مسلمان مرد وعورت کو نہیں پہنچتا کہ جب اللہ ورسول کسی معاملہ میں کچھ فرمادیں تو پھر انھیں کام کا کوئی اختیار رہے اور جو اللہ ورسول کی نافرمانی

[1] بہجۃ الاسرار ذکر فصل اصحابہ وبشراھم مصطفی البابی مصر ص۱۰

[2] صحیح بخاری کتاب الفتن باب قول النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سترون بعدی امورا قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۰۴۵، صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء فی غیر معصیۃ لہ، قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۲۴

ضَلٰلًا مُّبِیۡنًا ﴿۳۶﴾ "[1]	کرے وہ کھلا گمراہ ہوا۔

عوارف شریف میں ارشاد فرمایا:

دخوله فی حکم الشیخ دخوله فی حکم الله ورسوله واحیاء سنة المبایعة[2]۔	شیخ کے زیر حکم ہونا اللہ ورسول کے زیر حکم ہونا ہے اور اس بیعت کی سنت کازندہ کرنا۔

نیز فرمایا:

ولایکون هذا الالمرید حصر نفسه مع الشیخ وانسلخ من ارادة نفسه وفنی فی الشیخ بترك اختیار نفسه[3]۔	یہ نہیں ہوتا مگر اس مرید کے لئے جس نے اپنی جان کو شیخ کی قید کردیا اور پانے ارادے سے بالکل باہر آیا اپنا اختیار چھوڑ کر شیخ میں فنا ہوگیا۔

پھر فرمایا:

ویحذر الاعتراض علی الشیوخ فانه السم القاتل للمریدین، وقل ان یکون مرید یعترض علی الشیخ بباطنه فیفلح، ویذکر المرید فی کل ما اشکل علیه من تصاریف الشیخ قصة الخضر علیه السلام کیف کان یصدر من الخضر تصاریف ینکرها موسٰی، ثم لما کشف له عن معناها بان بزلموسی وجه الصواب فی ذٰلك فهکذا ینبغی للمرید ان یعلم ان کل تصرف اشکل علیه صحته من الشیخ عند الشیخ فیه	پیروں پر اعتراض سے بچے کہ یہ مریدوں کے لئے زہر قاتل ہے۔ کم کوئی مرید ہوگا جو اپنے دل میں شیخ پر کوئی اعتراض کرے پھر فلاح پائے، شیخ کے تصرفات سے جو کچھ اسے صحیح نہ معلوم ہوتے ہوں ان میں خضر علیہ الصلٰوۃ والسلام کے واقعات یاد کرلے کیونکہ ان سے وہ باتیں صادر ہوتی تھیں بظاہر جن پر سخت اعتراض تھا (جیسے مسکینوں کی کشتی میں سوراخ کردینا، بے گناہ بچے کو قتل کردینا) پھر جب وہ اس کی وجہ بتاتے تھے ظاہر ہوجاتا تھا کہ حق یہی ہے تھا جو انھوں نے کہا، یوں ہی مرید کو یقین رکھنا چاہئے کہ شیخ کا جو فعل

---

[1] القرآن الکریم ۳۳ /۳۶

[2] عوارف المعارف الباب الثانی عشرة مطبعة المشهد الحسینی قاہرہ ص۷۸

[3] عوارف المعارف الباب الثانی عشرة مطبعة المشهد الحسینی قاہرہ ص۷۸

بیان وبرھان للصحۃ[1]۔	مجھے صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ شیخ کے پاس اس کی صحت پر دلیل قطعی ہے۔

اما ابوالقاسم قشیری رسالہ میں فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابو عبدالرحمٰن سلمی کو فرماتے سنا کہ ان سے ان کے شیخ حضرت ابو سہل صعلوکی نے فرمایا:

من قال الاستاذہ لم، لایفلح ابدا[2]۔	جو اپنے پیر سے کسی بات میں کیوں کہے گا کبھی فلاح نہ پائے گا۔

نسأل اللہ العفو والعافیۃ (اللہ تعالٰی سے ہم معافی اور عافیت کی دعا کرتے ہیں۔ت)

جب یہ اقسام معلوم ہولئے تو اب حکم مسئلہ کی طرف چلئے، مطلق فلاح کے لئے مرشد عام کی قطعاً ضرورت ہے۔ فلاح تقوٰی ہو یا فلاح احسان مرشد سے جدا ہو کر ہرگز نہیں مل سکتی اگرچہ مرشد خاص رکھتا بلکہ خود مرشد خاص بنتا ہو، **اقول:** (میں کہتا ہوں۔ت) پھر اس سے جدائی دو طرح ہے:

اوّل: صرف عمل میں جیسے کسی کبیرے کا مرتکب یا صغیرے پر مصر، اور اس سے بدتر ہے وہ جاہل کہ علماء کی طرح رجوع ہی نہ لائے اور اس سے بدتر کہ باوصف جہل ذی رائے بنے، احکام علماء میں اپنی رائے کو دخل دے یا حکم کے خلاف اپنے یہاں کے باطل رواج پر اڑے اور اسے حدیث وفقہ سے بتادیا جائے کہ یہ رواج بے اصل ہے جب بھی اس کو حق کہے، بہرحال یہ لوگ فلاح پر نہیں۔ اور بعض بعض سے زائد ہلاکت میں ہیں مگر صرف ترک عمل کے سبب نہ بے پیرا ہو نہ اس کا پیر شیطان جبکہ اولیاء وعلمائے دین کا سچے دل سے مقتد ہو اگرچہ شامت نفس نافرمانی پر لائے کہ بیعت جس طرح باعتبار پیر خاص دو۲ قسم تھی یوں ہی باعتبار مرشد عام بھی، اگر اس کے حکم پر چلتا ہے، بیعت ارادت رکھتا ہے ورنہ بیعت برکت سے خالی نہیں کہ ایمان واعتقادت تو ہے تو گنہ گار سنی اگر کسی پیر جامع شرائط اربعہ کا مرید ہے فبہا اور نہ بوجہ حسن اعتقاد مرشد عام کے منتسبوں میں ہے اگرچہ نا فرمانی کے باعث فلاح پر نہیں دوم منکر ہو کہ جدائی مثلاً (ا) وہ ابلیس مسخرے کہ علمائے دین پر ہنستے اور ان کے احکام کو لغو سمجھتے ہیں انہی میں وہ جھوٹے مدعیان فقر جو کہتے ہیں کہ عالموں فقیروں کی سدا سے ہوتی آئی ہے

---

[1] عوارف المعارف الباب الثانی عشرہ مطبعہ المشھد الحسینی قاہرہ ص۷۹

[2] رسالۃ القشیریۃ باب حفظ قلوب المشائخ وترک الخلاف علیھم مصطفی البابی مصر ص۱۵۰

یہاں تک کہ بعض خبیثوں صاحب سجادہ بلکہ قطب وقت بننے والوں کو یہ لفظ کہتے سنے گئے کہ عالم کون ہے۔سب پنڈت ہیں،عالم تو وہ جو انبیائے نبی اسرائیل کے سے معجزے دکھائے (۲) وہ دہرئے ملحد فقیر وولی بننے والے کو کہتے ہیں شریعت راستہ ہے ہم تو پہنچ گئے،ہمیں راستے سے کیاکام،ان خبیثوں کارد ہمارے رسالے "مقال عرفا باعزار شرع وعلماء" میں ہے،

اماابوالقاسم قشیری قدس سرہ،رسالہ مبارک میں فرماتے ہیں:

ابوعلی الروذباری بغدادی اقام بمصر ومات بھا سنۃ اثنتین وعشرین و ثلثمائۃ صحب الجنید والنوری اظرف المشائخ واعلمھم بالطریقۃ سئل عمن یسمع الملاھی ویقول ھی لی حلال لانی وصلت الی درجۃ لا توثر فی اختلاف الاحوال فقال نعم قدر وصل ولکن الی سقر۔[1]	یعنی سیدی ابوعلی روذباری رضی اللہ تعالٰی عنہ بغدادی ہیں۔مصر میں اقامت فرمائی اور اسی میں ۳۲۲ھ میں وفات پائی،سیر الطائفۃ جنید و حضرت ابوالحسین احمد نوری رضی اللہ تعالٰی عنہما کے اصحاب سے ہیں،مشائخ میں ان سے زیادہ علم طریقت کسی کو نہ تھا۔اس جناب میں سوال ہوا کہ ایک شخص مزامیر سنتا اور کہتاہے یہ میرے لئے حلال ہیں اس لئے کہ میں ایسے درجے تک پہنچ گیاکہ احوال کااختلاف مجھ پر کیوں اثر نہیں ڈالتا،فرمایاہاں پہنچاتو ضرور مگر کہاں تک جہنم تک،

عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ،کتاب الیواقیت والجواہر فی عقائد الاکابر میں فرماتے ہیں فرماتے ہیں: حضور سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے عرض کی گئی کچھ لوگ کہتے ہیں ان التکالیف کانت وسیلۃ الی الوصول وقد وصلنا شریعت کے احکام تو وصول کے وسیلہ تھے اور ہم دار صل ہوگئے،فرمایا صدقوا فی الوصول ولکن الی سقر والذی یسرق ویزنی خیر ممن یعتقد ذٰلك[2] وہ سچ کہتے ہیں،واصل تو ضرور ہوئے مگر جہنم تک،چور اور زانی ایسے عقیدے والوں سے بہتر ہے۔

(۳) وہ جاہل اجہل یا ضال اضل کہ بے پڑھے کتابیں پڑھ کر بزعم خود عالم بن کر ائمہ سے بے نیاز ہو بیٹھے جیسا کہ قرآن وحدیث ابوحنیفہ وشافعی سمجھتے تھے ان کے زعم میں یہ بھی سمجھتے ہیں بلکہ ان سے بھی

---

[1] الرسالۃ القشیریۃ منھم ابوعلی احمد بن محمد الروذھاری مصطفی البابی مصر ص۲۶

[2] الیواقیت والجواہر فی عقائد الاکابر المبحث السادس والعشرون دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۲۷۳ و ۲۷۲

بہتر کہ انھوں نے قرآن وحدیث کے خلاف حکم دئے، یہ ان کی غلطیاں نکال رہے ہیں، یہ گمراہی بد دین غیر مقلد ہے۔

(۴) اس سے بدتر وہابیت کی اصل علت کہ تقویۃ الایمان پر سر منڈا بیٹھے، اس کے مقابل قرآن وحدیث پس پشت پھینک دئے اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تک اس ناپاک کتاب کے طور **معاذاللہ** مشرک ٹھہریں اور یہ اللہ ورسول کو پیٹھ دے کر اسی کے مسائل پر ایمان لائیں۔

(۵) ان سے بدتر ان میں دیوبندی کہ انھوں نے گنگوہی ونانوتوی وتھانوی اپنے احبار ورہبان کفر کو اسلام بنانے کے لئے اللہ ورسول کو سخت سخت گالیاں قبول کیں۔

(۶) قادیانی **(۷)** نیچیری **(۸)** چکڑالوی **(۹)** روافض **(۱۰)** خوارج **(۱۱)** نواصب **(۱۲)** معتزلہ وغیرہم۔

بالجملہ جملہ مرتدین یا ضالین معاندین دین کہ سب مرشد عام کے مخالف ومنکر ہیں، یہ اشد ہالک ہیں اور ان سب کا پیر شیطان اگرچہ بظاہر کسی کی بیعت کا نام لیں بلکہ خود پیر وولی وقطب بنیں۔ **قال اللہ تعالٰی:**

"اِسْتَحْوَذَ عَلَیْهِمُ الشَّیْطٰنُ فَاَنْسٰىهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓىِٕكَ حِزْبُ الشَّیْطٰنِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ الشَّیْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۱۹"[1]	شیطان نے انھیں اپنے گھیرے میں لے کر اللہ تعالٰی کی یاد بھلادی وہی شیطان کے گروہ ہیں سنتا ہے شیطان ہی کے گروہ زیاں کار ہیں۔

فلاح تقوٰی

اقول: (میں کہتا ہوں) اس کے لئے مرشد خاص کی ضرورت بایں معنی نہیں کہ بے اس کے یہ فلاح مل ہی نہ سکے یہ جیسا کہ اوپر گزرا، فلاں ظاہر ہے اس کے کلام واضح ہیں، آدمی اپنے علم سے یا علماء سے پوچھ پوچھ کر متقی بن سکتا ہے اعمال قلب میں اگرچہ بعض دقائق ہیں مگر محدود اور کتب ائمہ مثل امام ابوطالب مکی وامام حجۃ الاسلام الی وغیرہما میں مشروح تو بے بیعت بھی اس کی راہ کشادہ اور اس کا دروازہ مفتوح، یہ جب کہ اسی قدر پر اقتصار کرے تو ہم اوپر بیان کر آئے کہ غیر متقی سنی بھی بے پیرا نہیں،

[1] القرآن الکریم ۵۸/ ۱۹

متقی کیونکر بے پیرا، یا معاذاللہ مرید شیطان ہوسکتا ہے اگرچہ کسی کاص کے ہاتھ پر بیعت نہ کی ہو کہ یہ جس راہ میں ہے اس میں مرشد عام کے سوا مرشد خاص کی ضرورت ہی نہیں، تو جتنا پیرا سے درکار ہے حاصل ہے۔ تو اولیاء کا قول دوم کہ جس کے لئے شیخ نہیں اس کا شیخ شیطان ہے اس سے متعلق نہیں ہوسکتا اور قول اول کہ بے پیر افلاح نہیں پاتا۔ یہ تو بداہۃً اس پر صادق نہیں فلاح تقوی بلاشبہہ فلاح ہے اگرچہ فلاح احسان اس سے اعظم واجل ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"اِنۡ تَجۡتَنِبُوۡا كَبَآئِرَ مَا تُنۡهَوۡنَ عَنۡهُ نُكَفِّرۡ عَنۡكُمۡ سَيِّاٰتِكُمۡ وَنُدۡخِلۡكُمۡ مُّدۡخَلًا كَرِيۡمًا ﴿۳۱﴾"[1]	اگر تم گناہوں سے بچے تو ہم تمھاری برائیاں مٹادیں گے اور تمھیں عزت والے مکان میں داخل فرمائیں گے۔

یہ بلاشبہہ نفوز عظیم ہے مولی تعالٰی نے اہل تقوی واہل احسان دونوں کے لئے اپنی معیت ارشاد فرمائی:

"اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيۡنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيۡنَ هُمۡ مُّحۡسِنُوۡنَ ﴿۱۲۸﴾"[2]	بے شک اللہ متقیوں کے ساتھ ہے اور ان کے جو اہل احسان ہیں۔

یہ کیسا افضل عظیم ہے اور فلاح کے لئے کیا چاہئے اقول بات یہ ہے کہ تقوی عموماً ہر مسلمان پر فرض عین ہے اور اس فلاح اعلی یعنی عذاب سے رستگاری کے لئے بفضل الٰہی حسب وعدہ صادقہ کافی ووافی، احسان یعنی سلوک راہ ولایت اعلٰی درجے کا مطلب و محبوب ہے مگر اس کی طرح فرض نہیں ورنہ اولیاء کے سوا کہ ہر دور میں صرف اایک لاکھ بیس ہزار ہوتے ہیں باقی کروڑ ہا کروڑ مسلمان ہزار ہا علماء وصلحاء سب معاذاللہ تارک فرض وفساق ہوں اولیاء نے بھی کبھی اس راہ کی عام دعورت نہ دی کروڑوں میں سے معدودے چند کو اس پر چلایا اور اس کے طالبوں میں سے بھی جسے اس بار کے قابل نہ پایا واپس فرمایا فرض دے واپس کرنا کیونکر ممکن تھا:

"لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَهَا ؕ"[3] "لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفۡسًا اِلَّا مَاۤ اٰتٰٮهَا ؕ"[4]	اللہ کسی جان کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کی طاقت بھر اللہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اتنے کی جو اسے دیا ہے۔ (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۴/ ۳۱

[2] القرآن الکریم ۱۶/ ۱۲۸

[3] القرآن الکریم ۲/ ۲۸۶

[4] القرآن الکریم ۶۵/ ۷

عوارف شریف میں ہے:

اماخرقة التبرك فيطلبها من مقصوده التبرك بزی القوم ومثل هذا لايطالب بشرائط الصحة بل يوصى بلزوم حدود الشرع و مخالطة هذا الطائفة لتعود عليه برکتهم ويتادب بادابهم فسوف يرقيه ذٰلك الى الاهلية الخرقة الارادة فعلى هذه خرقة التبرك مبذولة لكل طالب وخرقة الارادة ممنوعة الامن الصادق الراغب [1]۔	جو شخص خرقہ تبرک کاخواہاں ہے تو اس کا مقصود صرف یہ ہے کہ وہ صوفیائے کے اس لباس سے برکت حاصل کرے اس کے لئے وہ تمام شرائط مخلوق نہیں رکھے جاتے جو خرقہ وارادت کے لئے ضروری ہیں بلکہ صرف اتنا کہیں گے کہ شریعت کا پابند رہ اور اولیاء کی صحبت اختیار کر کہ شاید اس کی برکت اسے خرقہ ارادت کا اہل کردے یہی وجہ ہے کہ خرقہ تبرک تو ہر طالب حقیقت کو دیا جاسکتا ہے مگر خرقہ ارادت صرف طلب صادق کے لئے مخصوص ہے۔(ت)

توظاہر ہوا کہ اس کاترک نافی فلاح نہیں۔نہ کہ معاذاللہ مرید شیطان کردے۔

اکابر علماء وائمہ میں ہزار ہا وہ گزرے ہیں جن سے یہ بعیت خاصہ ثابت نہیں یاکی توآخر عمر میں بعد حصول مرتبہ امامت اور وہ بھی بیعت برکت جیسے امام ابن حجر عسقلانی نے سیدی مدین قدس سرہ،کے دست مبارک پر،اقول ہاں جو اس کاترک بوجہ انکار کرے اسے باطل ولغو جانے وہ ضرور گمراہ اور بے فلاں ومرید شیطان ہے جب کہ اس انکار مطلق ہو،اور اگر اپنے عصر ومصر میں کسی کو بیعت کے لئے کافی نہ جانے تو اس کا حکم اختلاف منشا سے مختلف ہوگا،اگر یہ اپنے تکبر کے باعث ہے تو

"اَلَیۡسَ فِیۡ جَہَنَّمَ مَثۡوًی لِّلۡمُتَکَبِّرِیۡنَ ﴿۶۰﴾" [2] کیا جہنم میں متکبروں کا ٹھکانا نہیں،اور اگر بلاوجہ شرعی اپنی بدگمانی کے باعث سب کو نااہل جانے تو یہ بھی میری کبیرہ ہے اور مرتکب کبیرہ مفلح نہیں۔اور اگر ان میں وہ باتیں ہیں کہ اشتباہ میں ڈالتی ہیں اور یہ بنظر احتیاط بچتا ہے تو الزام نہیں۔

ان من الحرم سوء الظن دع مایریك الی مالایریبک۔	بیشک احتیاط میں داخل ہے،برا پہلو بچنے کے لئے سوچ لینا جس بات میں تجھے دغدغہ ہو اسے چھوڑ کر وہ اختیار کر جو بے دغدغہ ہو۔

[1] عوارف المعارف الباب الثانی عشرة مطبعة المشهد الحسینی قاہرہ ص ۸۰

[2] القرآن الکریم ۳۹/ ۶۰

فلاح انسان

فلاح انسان کے لئے بے شک مرشد خاص کی حاجت ہے اور وہ بھی شیخ ایصال کی شیخ اتصال اس کے لئے کافی نہیں اور اس کے ہاتھ پر بھی بیعت ارادت ہو، بیعت برکت یہاں بس نہیں اس راہ میں وہ شدید باریکیاں اور سخت تاریکیاں ہیں کہ جب تک کامل مکمل اس راہ کے جملہ نشیب وفراز سے آگاہ وماہر حل نہ کرے حل نہ ہوں گے نہ کتب سلوک کا مطالعہ کام دے گا کہ یہ دقائق تقوی کی طرح محدود نہیں جن کا ضبط کتاب کرسکے الطرق الی اللّٰه بعدد انفاس الخلائق اللہ تک راستے اتنے ہیں جتنی تمام مخلوقات کی سانسیں، حضور سیدنا غوث رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

ان اللّٰه لایتجلی لعبد فی صفتین ولا فی صفة لعبدین [1] الخ۔ رواہ فی البهجة الشریفة وفیه ثنیا یطول شرحها۔	اللہ تعالٰی عزوجل نہ ایک بندے پر دو صفتوں میں تجلی فرمائے نہ ایک صفت سے دو بندوں پر (یہ ارشاد مبارک بہجۃ الاسرار شریف میں روایت کیا اور اس میں ایک استثناء ہے جس کی شرح طویل ہے۔ت)

اور ہر راہ کی دشواریاں، باریکیاں، گھاٹیاں جدا ہیں جن کو نہ یہ خود سمجھ سکے گا نہ کتاب بتائے گی اور وہ پرانا دشمن مکار پرفن ابلیس لعین ہر وقت ساتھ ہے۔ اگر بتانے والا آنکھیں کھولنے والا ہاتھ پکڑنے والا مدد فرمانے والا ساتھ نہ ہو تو خدا جانے کس کھوہ میں گرائے کس گھاٹی میں ہلاک کرے، ممکن ہے کہ سلوک در کنار معاذ اللّٰه ایمان تک ہاتھ سے جائے جیسا کہ اس کا کہنا بارہا واقع ہوچکا ہے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ابلیس کے مکر کو رد فرمانا اور اس کا کہنا اے عبدالقادر! تمھیں تمھارے علم نے بچالیا ورنہ اسی دھوکے سے میں نے ستر اہل طریق ہلاک کئے ہیں، معروف ومشہور اور کتب ائمہ مثل بہجۃ الاسرار شریف وغیرہا میں مروی (یعنی یہ روایت لکھی ہوئی ہے) ومسطور۔

اقول: حاشا یہ مرشد عام کا عجز نہیں بلکہ اس کے سمجھنے سے سالک کا عجز ہے مرشد عام میں سب کچھ ہے "**مَا فَرَّطْنَا فِی الْكِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ**" [2] ہم نے کتاب میں کوئی چیز اٹھا نہ رکھی مگر احکام

---

[1] بهجة الاسرار فصول من کلامه مرصعا بشیئ من عجائب احواله مصطفی البابی مصر ص ۸۲

[2] القرآن الکریم ۶ /۳۸

ظاہر عام لوگ نہیں سمجھ سکتے جس کے سبب عوام کو علماء علماء کو ائمہ، ائمہ کو رسول کی طرف رجوع فرض ہوئی کہ:

"فَسْـَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ" [1]	ذکر والوں سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے۔

یہی حکم یہاں بھی ہے اور یہاں اہل اللہ کروہ مرشد خاص باوصاف مذکورہ ہے تو جو اس راہ میں قدم رکھے اور (۱) کسی کو پیر نہ بنائے (۲) کسی مبتدع (۳) کسی جاہل کا مرید ہو جو پیر اتصال بھی نہیں (۴) ایسے پیر کا مرید ہو جو صرف پیر اتصال ہے قابل ایصال نہیں اور اس کے بھروسے پر یہ راہ طے کرنا چاہے (۵) شیخ ایصال ہی کا مرید ہو مگر خود رائی برتے اس کے احکام پر نہ لچے تو یہ شخص اس فلاح کو نہ پہنچے گا، اور اس راہ میں ضرور اس کا پیر شیطان ہوگا جس سے تعجب نہیں کہ اسے فلاح بلکہ نفس ایمان سے دور کردے **والعیاذ باللہ رب العالمین اقول:** بلکہ اس کا نہ ہونا ہی تعجب ہے یہ نہ سمجھو کہ غلطی پڑے گی تو اسی قدر کہ اس راہ میں بہکے گا یہ فرض نہ تھی کہ اس کے نہ پانے سے اصلی فلاح نہ رہے۔ نہیں نہیں عدو لعین تو دشمن ایمان ہے وقت و موقع کا منتظر ہے وہ کرشمے دکھاتا ہے جن سے عقائد ایمانی پر حرف آتا ہے۔ آدمی ایک بات سنے ہوئے ہے اور اب آنکھوں سے اس کے خلاف دیکھے تو کس قدر مشکل ہے کہ اپنے مشاہدے کو غلط جانے اور اسی اعتقاد پر جمارہے حالانکہ **لیس الخبر کالمعاینۃ** شنیدہ کے بعد مانند دیدہ (سنی ہوئی بات دیکھنے کے مانند کب ہوسکتی ہے۔ت) پیر کامل کو چاہئے کہ ان شبہان کا کشف کرے۔ رسالہ مبارک اما قشیری میں ہے:

اعلم ان فی ھذہ الحالۃ قلما یخلوالمرید فی اوان خلوتہ فی ابتداء ارادتہ من الوسادس فی الاعتقاد [2] الی اٰخر ما افاد واجاد علینا بہ وعلیہ رحمۃ الملك الجواد۔	واضح ہو کہ اس حالت میں ابتدائے ارادت کے زمانہ خلوت میں کم کوئی مرید ہوگا جسے عقائد میں وسوسہ نہ آتے ہو آخر مفید او جید بیان تک، اور ان پر اللہ تعالٰی کی رحمت ہو۔ (ت)

ثم اقول: غالب یہی ہے کہ بے پیر اس راہ کا چلنے والا ان آفتوں میں گرفتار ہو جاتا ہے اور گرگ شیطان اسے بے راعی کی بھیڑ پاکر نوالہ کرلیتا ہے اگرچہ ممکن کہ لاکھوں میں ایک ایسا ہو جسے

---

[1] القرآن الکریم ۱۶ / ۴۳ و ۲۱

[2] الرسالۃ القشیریۃ باب الوصیۃ للمریدین مصطفی البابی مصر ص ۱۸۲

جذب ربانی ہی کفایت و کفالت کرے اور بے توسط پیر اسے مکائد نفس و شیطان سے بچا کر نکال لے جائے اس کے لئے مرشد عام مرشد خاص کا کام دے گا۔ خود حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس کے مرشد خاص ہوں گے کہ بے توسط نبی کوئی وصول ممکن نہیں مگر ت یہ ہے تو نہایت نادر ہے اور نادر کے لئے حکم نہیں ہوتا **ثم اقول:** بے مرشد خاص اراہ میں قدم رکھنے والوں میں بڑا خوش نصیب وہ ہے کہ ریاضتیں چلے مجاہدے کرے اور اس پر اصلاح فتح یاب نہ ہو راہ ہی نہ کھلے جس کی شواریاں پیش آئیں یہ آپنی فلاح تقوے پر قائم رہے گا دو[۲] شرط سے: ایک یہ کہ اس کا مجاہدہ اسے عجب نہ دلائے اپنے آپ کو اوروں سے اچھا نہ سمجھنے لگے، ورنہ فلاح تقوی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ دوسرے یہ کہ عظیم محنتوں کے بعد محرومی کی تنگ دلی کسی عظیم امر میں نہ ڈال دے کہ کوئی کلمہ سخت کہہ بیٹھے یا دل سے منکر ہو جائے کہ اس وقت فلاں تو درکنار اس کا پیر شیطان ہو جائے گا اور اگر اپنی تقصیر سمجھا اور تذلل وانکسار پر قائم رہا تو اس حکم سے مستثنٰی رہے گا یوں کہ جب راہ نہی کھلی تو راہ چلا ہی نہیں اور اس کے مثل ہوا جو فلاح تقوی پر مقتصر رہا۔ **اقول:** قرآن کریم کے لطائف لامتناہی ہیں اس بیان سے آیہ کریمہ:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَ جَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝۳۵ "[1]	اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جان لڑاؤ اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔ (ت)

کے مبارک جملوں کا حسن ترتیب واضح ہوا، یہ فلاح احسان کی طرف دعوت ہے اس کے لئے تقوی شرط ہے تو اولا اس کا حکم فرمایا کہ **اتقوا اللہ** (اللہ سے ڈرو۔ ت) اب کہ تقوی پر قائم ہو کر راہ احسان میں قدم رکھنا چاہتا ہے اور یہ عادۃً بے وسیلہ شیخ ناممکن ہے لہٰذا دوسرے مرتبہ میں قبل سلوک تلاش پیر کو مقدم فرمایا: **وابتغوا الیہ الوسیلۃ** (اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔ ت) اس لئے کہ **الرفیق ثم الطریق** (پہلے ساتھ تلاش کرو پھر راستہ لو۔ ت) اب کہ سامان مہیا ہو لیا اصل مقصود کا حکم دیا کہ **جاھدوا فی سبیلہ** اس کی راہ میں مجاہدہ کرو **لعلکم تفلحون** تاکہ فلاح احسان پاؤ۔

جعلنا اللہ من المفلحین بفضل	اللہ ہمیں فلاح والوں میں کرے اس کی رحمت کے

[1] القرآن الکریم ۵/ ۳۵

رحمتہ بھم انه ھوالرؤف الرحیم وصلی اللہ تعالٰی علیه وسلم وبارك علی من به الصلاح والفلاح ولی اله وصحبه وابنه وحزبه اجمعین اٰمین۔	فضل سے جو فلاح والوں پر کی بیشک وہی بڑا مہربان رحم والا ہے اور اللہ درود وسلام وبرکت اتارے ان پر جن کے صدقے میں ہر صلاح وفلاح ہے اور ان کے آل واصحاب اور ان کے بیٹے حضور غوث اعظم اور ان کے سب گروہ پر آمین۔(ت)

ثم اقول: یہاں سے ظاہر ہوا کہ اس میں راہ فلاح وسیلہ پر موقوف کہ اس کو اس پر مرتب فرمایا تو ثابت ہوا کہ یہاں بے پیرا فلاح نہ پائے گا اور جب فلاح نہ پائے گا خاسر ہوگا تو حزب اللہ سے نہ ہوا حزب الشیطان سے ہوگا کہ رب عزوجل فرماتا ہے:

"اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ الشَّیْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾" [1] "اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۲۲﴾" [2]	سنتا ہے شیطان ہی کا گروہ خاسر ہے سنتا ہے اللہ ہی کا گروہ فلاح والا ہے۔

تو دوسرا جملہ بھی ثابت ہوا کہ بے پیرے کا پیر شیطان ہے جس کا بیان ابھی گزرا نسأل اللہ العفو والعافیة (ہم اللہ تعالٰی سے معافی وعافیت کا سوال کرتے ہیں۔ت)

بالجملہ **حاصل تحقیق** یہ چند جملے ہوئے:

(۱) ہر بدمذہب فلاح سے دور ہلاکت میں چورہ۔ مطلقًا بے پیرا ہے، اور ابلیس اس کا پیر، اگرچہ بظاہر کسی انسان کا مرید ہو بلکہ خود پیر بنے راہ سلوک میں قدم رکھے نہ رکھے ہر طرح لایفلح وشیخه الشیطان (فلاح نہیں پائے گا اور اس کا پیر شیطان ہے۔ ت) کا مصداق ہے۔

(۲) سنی صحیح العقیدہ کہ راہ سلوک نہ پڑا اگر فسق کرے فلاح پر نہیں مگر پھر بھی نہ بے پیرا ہے نہ اس کا پیر شیطان بلکہ جس شیخ جامع شرائط کا مرید ہو اس کا مرید ہے ورنہ مرشد عام کا۔

(۳) یہ اگر تقوٰی کرے تو فلاح پر بھی ہے اور بدستور اپنے شیخ یا مرشد کا عام کا مرید غرض سنی کا مضایق سلوک میں نہ پڑا کسی خاص بیعت نہ کرنے سے بے پیرا نہیں ہوتا نہ شیطان کا مرد ہاں فسق کرے تو فلاح پر نہیں اور متقی ہو تو مفلح بھی ہے۔

(۴) اگر مضایق سلوک میں بے پیر خاص قدم رکھا اور راہ کھل ہی نہیں نہ کوئی مرض مثل عجب وانکار پیدا ہو تو اپنی پہلی حالت پر ہے اس میں کوئی تغیر نہ آیا شیطان اس کا پیر نہ ہوگا اور متقی تھا

---

[1] القرآن الکریم ۵۸/ ۱۹

[2] القرآن الکریم ۵۸/ ۲۲

توفلاح پر بھی ہے۔

(۵) یہ مرض پیدا ہوئے توفلاح پر نہ رہااور بحالت انکار وفساد عقیدہ مرید شیطان بھی ہوگیا۔

(۶) اگر راہ کھلی توجب تک پیرایصال کے ہاتھ پر بیعت ارادت نہ رکھتا ہو غالب ہلاک ہے اس بے پیرے کا پیر شیطان ہوگا اگرچہ بظاہر کسی ناقابل پیریا محض شیخ اتصال کامرید یاخود شیخ بنتا ہو۔

(۷) ہاں اگر محض جذب ربانی کفالت فرمائے تو ہر بلادور ہے اور اس کے پیر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

الحمدللہ! یہ وہ تفصیل جمیل وتحقیق جلیل ہے کہ ان اوراق کے سوا کہیں نہ ملے گی، بیس برس ہوئے جب بھی یہ سوال ہوا اور ایک مختصر جواب لکھا گیا تھا جس کی تکمیل وتفصیل یہ ہے کہ اس وقت قلب فقیر پر فیض قدیر سے فائض ہوئی۔

والحمدللہ رب العٰلمین وافضل الصلٰوۃ واکمل السلام علی سید المرسلین

وصحبہ اجمعین، واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

رسالہ

مقال العرفاء باعزاز شرع وعلماء ۱۳۲۷ھ

(علماء اور شریعت کی افضیلت پر اہل معرفت کا کلام)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

مسئلہ ۱۸۶: کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین ووارثان انبیاء ومرسلین صلوات اللہ وسلامہ علی نبینا وعلیہم اجمعین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ حدیث شریف العلماء ورثۃ الانبیاء (علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ت) میں علمائے شریعت وطریقت دونوں داخل ہیں، اور جامع جو شریعت وطریقت ہیں وہ وراثت کے رتبہ اعظم واجل ودرجہ اتم واکمل پر فائز ہیں، اور عمرو کا بیان ہے:

(۱) شریعت نام ہے چند فرائض وواجبات وسنن ومستحبات وچند مسائل حلال وحرام کا، جیسے صورت وضو ونماز وغیرہ۔

(۲) اور طریقت نام ہے وصول الی اللہ تعالٰی کا۔

(۳) اس میں حقیقت نماز وغیرہ منکشف ہوتی ہے۔

(۴) یہ بحر ناپیدا کنار ودریائے ذخار ہے اور وہ بمقابلہ اس دریا کے ایک قطرہ ہے۔

(۵) وراثت انبیاء کا یہی وصول الی اللہ مقصود ومنشاء اور یہی شان رسالت ونبوت کا مقتضی خاص اسی کے لئے وہ مبعوث ہوئے۔

(۶) بھائیو! علمائے صوری وقشری کسی طرح اس وراثت کی قابلیت نہیں رکھتے۔

(۷) نہ وہ علمائے ربانی کہے جاسکتے ہیں۔

(۸) ان کے دام تزویر سے اپنے آپ کو دور رکھنا العیاذ باللہ یہ شیطان ہیں۔

(۹) منزل اصل طریقت کے سدراہ ہوئے ہیں۔

(۱۰) یہ باتیں میں اپنی طرف سے نہیں کہتا، بہت سے علمائے حقانی واولیائے ربانی نے اپنی اپنی تصانیف میں ان کو تصریح سے لکھا ہے الی آخر الہذیانات التماس یہ کہ ان دونوں میں کس کا قول صحیح اور اس مسئلہ کی کیا تنقیح ہے۔ اگر عمرو غلطی پر ہے تو اس پر کوئی شرعی تعزیر بھی ہے یا نہیں؟ وہ کہتا ہے میری غلطی جب ثابت ہوگی کہ میرے اقوال کا ابطال اولیاء کے اقوال ہدایت مآل سے کیا جائے ورنہ نہیں۔ بینوا بالتفصیل التام توجروا یوم القیام (پوری تفصیل بیان کرو اور روز قیامت اجر پاؤ۔ت)

الجواب:

الحمدللہ الذی انزل الشریعۃ وجعلھا للوصول الیہ ہی الذریعۃ لمن ابتغی الیہ طریقا دونھا فقد خاب و ھوی وضل وغوٰی وافضل الصلوٰۃ واکمل السلام علی اکرم الرسل و افضل داع الی سبل السلام الذی شریعتہ ھی الطریقۃ بعین الحقیقۃ فبھا الوصول الی العلی الاکبر ومن خالفھا فسیصل ولکن الی این الی سقر وعلی الہ واصحابہ وعلمائہ واحزابہ وارثی علمہ و حاملی اٰدابہ اٰمین یارب العالمین* اللھم لك الحمد رب انی اعوذبك من ہمزات الشیطین واعوذبك رب ان یحضرون۔	تمام حمدیں اللہ تعالٰی کے لئے جس نے شریعت نازل فرمائی اور اس کو اپنی طرف وصول کا ذریعہ بنایا یہی وسیلہ ہے اس کی طرف جانے والے کا کوئی اور راستہ ہو تو وہ ناکام ہو اور خواہش نفس گمراہی اور ضلالت میں مبتلا رہے تمام رسولوں سے اکرم رسول پر افضل صلوٰۃ واکمل سلام ہو جو سب سے بہتر دعوت دینے والا سلامتی کی راہ کا یہ وہ ذات ہے جس کی شریعت ہی طریقت اور عین حقیقت ہے اسی کے سبب اللہ تعالٰی کے دربار میں وصول ہے اور جو اس کی مخالفت کرے گا وہ پہنچے گا کہاں جہنم میں، آپ کی آل پاک وصحابہ وعلماء اور جماعت پر جو آپ کے علم کے وارث ہیں اور آپ کے آداب کے حامل ہیں، آمین یارب العالمین، یا اللہ! حمد تیرے ہی لئے، میرے رب! میں تیری پناہ لیتاہوں شیطان کے وسوسوں سے اور تیری پناہ لیتا میرے رب! ان کے حاضر ہونے سے۔(ت)

زید کا قول حق و صحیح اور عمرو کا زعم باطل و قبیح والحاد صریح ہے۔اس کے کلام شیطنت نظام میں دس فقرے ہیں ہم سب کے متعلق مجمل بحث کریں کہ ان شاء اللہ الکریم مسلمانوں کو مفید و نافع اور شیطانوں کی قالع و قامع ہو **وباللہ التوفیق۔**

(۱) عمرو کا قول کہ شریعت چند احکام فرض وواجب وحلال وحرام کا نام ہے محض اندھا پن ہے۔شریعت تمام احکام جسم وجان و روح وقلب وجملہ علوم الٰہیہ ومعارف نامتناہیہ کو جامع ہے جن میں سے ایک ایک ٹکڑے کا نام طریقت و معرفت ہے ولہٰذا باجماع قطعی جملہ اولیائے کرام تمام حقائق کو شریعت مطہرہ پر عرض کرنا فرض ہے۔اگر شریعت کے مطابق ہوں حق و مقبول ہیں ورنہ مردود ومخذول،تو یقینا قطعاً شریعت ہی اصل کار ہے۔شریعت ہی مناط ومدار ہے۔شریعت ہی محکم ومعیار ہے۔ شریعت "راہ" کو کہتے ہیں اور شریعت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیۃ کا ترجمہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی راہ،یہ قطعاً عام و مطلق ہے نہ کہ صرف چند احکام جسمانی سے خاص،یہی وہ راہ ہے کہ پانچوں وقت ہر نماز بلکہ ہر رکعت میں اس کا مانگنا اور اس پر ثبات واستقامت کی دعا کرنا ہر مسلمان پر واجب فرمایا ہے کہ "**اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ○**"[1] ہم کو محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی راہ چلا ان کی شریعت پر ثابت قدم رکھ،عبداللہ بن عباس وامام ابوعالیہ وامام حسن بصری رضی اللہ تعالٰی عنہم فرماتے ہیں:

صراط مستقیم محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور ابوبکر صدق و عمر فاروق ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہما(اس کو حاکم نے اپنی صحیح میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا اور ابوالعالیہ سے بطریق عاصم الاحول ان سے عبد بن حمید اور جریج وابی حاتم وعدی اور عساکر کے بیٹوں نے اور اس میں ہے کہ ہم نے یہ حدیث حسن سے ذکر کی تو انھوں نے فرمایا ابوالعالیہ نے خالص سچ کہا۔(ت)	**الصراط المستقیم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وصاحباہ،رواہ عن ابن عباس الحاکم[2] فی صحیحہ وعن ابی العالیۃ من طریق عاصم الاحول عنہ عبد بن حمید وابناء جریج وابی حاتم وعدی وعساکر وفیہ ابی حاتم وعدی وعساکر وفیہ فذکرنا ذٰلک للحسن فقال صدق ابو العالیۃ ونصح[3]۔**

[1] القرآن الکریم ۱/ ۵

[2] المستدرک للحاکم کتاب التفسیر شرح الصراط المستقیم دارالفکر بیروت ۲/ ۲۵۹

[3] تفسیر القرآن العظیم لابن ابی حاتم تفسیر سورۃ الفاتحہ مکتبہ نزار مصطفی الباز ریاض ۱/ ۳۰

یہی وہ راہ ہے جس کا منتہا اللہ ہے۔ قرآن عظیم میں فرمایا: "اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۵۶﴾"[1] بیشک اس سیدھی راہ پر میرا رب ملتا ہے۔ یہی وہ راہ ہے جس کا مخالف بددین گمراہ ہے، قرآن عظیم نے فرمایا:

"وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۵۳﴾"[2]	(شروع رکوع سے احکام شریعت بیان کرکے فرماتا ہے) اور اے محبوب! تم فرمادو کہ یہ شریعت میری سیدھی راہ ہے تو اس کی پیروی کرو اور اس کے سوا اور راستوں کے پیچھے نہ جاؤ کہ وہ تمہیں اس کی تاکید فرماتا ہے تاکہ تم پرہیزگاری کرو۔

دیکھو قرآن مجید نے صاف فرمادیا کہ شریعت ہی صرف وہ راہ ہے جس سے وصول الی اللہ ہے اور اس کے سوا آدمی جو راہ چلے گا اللہ کی راہ سے دور پڑے گا۔

(۲) عمرو کا قول کہ طریقت نام ہے وصول الی اللہ کا محض جنون وجہالت ہے۔ ہر دو حرف پڑھا ہوا جانتا ہے۔ کہ طریق طریقہ طریقت راہ کو کہتے ہیں نہ کہ پہنچ جانے کو، تو یقیناً طریقت بھی راہ ہی کا نام ہے اب اگر وہ شریعت سے جدا ہو تو بشہادت قرآن مجید خدا تک نہ پہنچائے گی، بلکہ شیطان تک جنت میں نہ لے جائے گی بلکہ جہنم میں کہ شریعت کے سوا سب راہوں کو قرآن مجید باطل ومردود فرماچکا۔ لاجرم ضرور ہوا کہ طریقت ہی شریعت ہے کہ اسی راہ روشن کا ٹکڑا ہے اس کا اس سے جدا ہونا محال وناسزا ہے جو اسے شریعت سے جدا جانتا ہے اسے راہ خدا سے توڑ کر راہ ابلیس مانتا ہے مگر حاشا طریقت حقہ راہ ابلیس نہیں قطعاً راہ خدا ہے تو یقیناً وہ شریعت مطہرہ ہی کا ٹکڑا ہے۔

(۳) طریقت میں جو کچھ منکشف ہوتا ہے شریعت ہی کے اتباع کا صدقہ ہے ورنہ بے اتباع شرع بڑے بڑے کشف راہبوں، جوگیوں، سنیاسیوں کو ہوتے ہیں، پھر وہ کہاں تک لے جاتے ہیں اسی نار جحیم وعذاب الیم تک پہنچاتے ہیں۔

(۴) شریعت کو قطرہ طریقت کو دریا کہنا اس مجنون پکے پاگل کا کام ہے جس نے دریا کا پاٹ

---

[1] القرآن الکریم ۱۱/ ۵۶

[2] القرآن الکریم ۶/ ۱۵۳

کسی سے سن لیا اور نہ جانا کہ یہ وسعت نہ ہوتی تو اس میں کس گھر سے آتی، شریعت منبع ہے اور طریقت اس میں سے نکلا ہوا ایک دریا۔ بلکہ شریعت اس مثال سے بھی متعالی ہے۔ منبع سے پانی نکل کر دریا بن کر جن زمینوں پر گزرے انھیں سیراب کرنے میں اسے منبع کی احتیاج نہیں۔ نہ اس سے نفع لینے والوں کو اصل منبع کی اس وقت حاجت، مگر شریعت وہ منبع ہے کہ اس سے نکلے ہوئے دریا یعنی طریقت کو ہر آن اس کی احتیاج ہے منبع سے اس کا تعلق ٹوٹے تو یہی نہیں کہ صرف آئندہ کے لئے مدد موقوف ہوجائے فی الحال جتنا پانی آچکا ہے چند روز تک پینے، نہانے، کھیتیاں، باغات سینچنے کا کام دے نہیں نہیں منبع سے اس کا تعلق ٹوٹتے ہی یہ دریا فوراً فنا ہوجائے گا، بوند تو بوند نم کا بھی نام نظر نہ آئے گا، نہیں نہیں، میں نے غلطی کی، کاش اتنا ہی ہوتا کہ دریا سوکھ گیا، پانی معدوم ہوا، باغ سوکھے، کھیت مرجھائے، آدمی پیاسے تڑپ رہے ہیں، ہرگز نہیں، بلکہ یہاں سے اس مبارک منبع سے تعلق چھوٹتے ہی یہ تمام دریا البحر المسجور ہو کر شعلہ فشاں آگ ہوجاتا ہے جس کے شعلوں سے کہیں پناہ نہیں، پھر کاش وہ شعلے ظاہری آنکھوں سے سوجھتے تو جو تعلق توڑنے والے جلے خاک سیاہ ہوئے تھے اتنے ہی جل کر باقی بچ جاتے کہ ان کا یہ انجام دیکھ کر عبرت پاتے مگر نہیں وہ تو "نَارُ اللّٰہِ الْمُوْقَدَۃُ ۙ﴿۶﴾ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْـِٕدَۃِ ؕ﴿۷﴾ "[1] ہے۔ اللہ کی بھڑکاتی ہوئی آگ کہ دلوں پر چڑھتی ہے۔ اندر سے دل جل گئے، ایمان خاک سیاہ ہوگئے۔ اور ظاہر میں وہی پانی نظر آرہا ہے دیکھنے میں دریا اور باطن میں آگ کا دہرا، آہ آہ کہ اس پردے نے لاکھوں کو ہلاک کیا، پھر دریا منبع کی مثال سے ایک اور فرق عظیم ہے جس کی طرف اشارہ گزرا کہ نفع لینے والوں کو اس وقت منبع کی حاجت نہیں، مگر حاشا یہاں منبع سے تعلق نہ توڑیئے کہ پانی باقی رہے اور آگ نہ ہوجائے جب بھی ہر آن منبع سے اس کی جانچ پڑتال کی حاجت ہے وہ یوں کہ یہ پاکیزہ شیریں دریا جو اس برکت والے منبع سے نکل کر اس دار الالتباس کی وادیوں میں لہریں لے رہا ہے۔ یہاں اس کے ساتھ ایک سخت ناپاک کھاری دریا بھی بہتا ہے۔ "ھٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّ ھٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ"[2] ایک خوب میٹھا شیریں ہے اور ایک سخت نمک کھاری، وہ دریائے شور کیا ہے شیطان ملعون کے وسوسے دھوکے، تو دریائے شیریں سے نفع لینے والوں کو ہر آن احتیاج ہے کہ ہر نئے

---

[1] القرآن الکریم ۱۰۴/ ۶ و ۷

[2] القرآن الکریم ۲۵/ ۵۳

لہر پر اس کی رنگت مزے بو کو اصل منبع کے لون طعم ریح سے ملاتے رہیں کہ یہ لہر اس منبع سے آئی ہے یا شیطانی پیشاب کی بدبو کھاری دھار دھوکا دے رہی ہے۔ سخت دقت یہ ہے کہ اس پاک مبارک منبع کی کمال لطافت سے اس کا مزہ جلد زبان سے اتر جاتا ہے۔ رنگت بو کچھ یاد نہیں رہتی اور ساتھ ہی ذائقہ شامہ باصرہ کا معنوی حس فاسد ہوجاتا ہے کہ آدمی منبع سے جدا ہو اور اسے گلاب اور پیشاب میں تمیز نہیں رہتی، ابلیس کا کھاری بدبو رنگ موت عنٹ عنٹ چڑھاتا اور گمان کرتا ہے کہ دریائے طریقت کا شیریں خوشبو خوش رنگ پانی پی رہا ہوں، لہٰذا شریعت منبع ودریا کی مثال سے بھی نہایت متعالی ہے وللہ المثل الاعلیٰ شریعت مطہرہ ایک ربانی نور کا فانوس ہے۔ کہ دینی عالم میں اس کے سوا کوئی روشنی نہیں اس کی روشنی بڑھتے بڑھتے صبح اور پھر آفتاب اور پھر اس سے بھی غیر متناہی درجوں زیادہ تک ترقی کرتی ہے جس سے حقائق اشیاء کا انکشاف ہوتا اور نور حق تجلی فرماتا ہے یہ مرتبہ علم میں معرفت اور مرتبہ تحقیق میں حقیقت ہے تو حقیقت بین وہی ایک شریعت ہے کہ باختلاف مراتب اس کے مختلف نام رکھے جاتے ہیں جب یہ نور بڑھ کر صبح روشن کے مثل ہوتا ہے ابلیس لعین خیر خواہ بن کر آتا ہے اور اس سے کہتا ہے "اطفی المصباح فقد اشرق الاصباح" چراغ ٹھنڈا کر کہ اب تو صبح خوب روشن ہوگئی، اگر آدمی دھوکے میں نہ آیا اور نور فانوس بڑھ کر دن ہوگیا ابلیس کہتا ہے کیا اب بھی چراغ نہ بجھائے گا آفتاب روشن ہے۔ احمق اب تجھے چراغ کی کیا حاجت ہے۔ ع

ابلہے کو روز روشن شمع کافوری نہد

(بیوقوف روشن دن کافوری شمع رکھتا ہے۔ت)

ہدایت الٰہی اگر دستگیر ہے تو بندہ لاحول پڑھتا اور اس ملعون کو دفع کرتا ہے کہ او عدو اللہ! یہ جسے تو دن یا آفتاب کہہ رہا ہے آخر کیا ہے۔ اسی فانوس کا تو نور ہے۔ اسے بجھایا تو نور کہاں سے آئے گا، اس وقت وہ دغاباز خائب وخاسر پھرتا ہے اور بندہ "نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ؕ یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ"[1] (نور پر نور ہے اور اپنے نور کی راہ بتاتا ہے جسے چاہتا ہے۔ت) کی حمایت میں نور حقیقی تک پہنچتا ہے اور اگر دم میں آگیا اور سمجھا کہ ہاں دن تو ہوگیا اب مجھے چراغ کی کیا حاجت ہے ادھر فانوس بجھا اور معًا اندھیرا گھپ کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا۔ جیسا کہ قرآن مجید نے فرمایا:

---

[1] القرآن الکریم ۲۴/ ۳۵

"ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍؕ اِذَاۤ اَخْرَجَ یَدَهٗ لَمْ یَكَدْ یَرٰىهَاؕ وَ مَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ۠ ﴿۴۰﴾ "[1]	ایک پر ایک اندھیریاں ہیں، اپنا ہاتھ نکالے تو نہ سوجھے اور جسے خدا نور نہ دے اس کے لئے نور کہاں۔

یہ ہیں وہ کہ طریقت بلکہ حقیقت تک پہنچ کر اپنے آپ کو شریعت سے مستغنی سمجھے اور ابلیس کے فریب میں آکر اس الٰہی فانوس کو بجھا بیٹھے کاش یہی ہوتا کہ اس کے بجھنے سے جو عالمگیر اندھیرا ان کی آنکھوں میں چھایا جسے دن دہاڑے چوپٹ کردیا ان کو اس کی خبر ہوتی کہ شاید توبہ کرتے فانوس کا مالک ندامت والوں پر مہر رکھتا ہے۔ پھر انھیں روشنی دیتا، مگر ستم اندھیر تو یہ ہے کہ دشمن ملعون نے جہاں فانوس خاموش کرائی اس کے ساتھ ہی معًا اپنی سازشی بتی جلا کر ان کے ہاتھ میں دے دی یہ اسے نور سمجھ رہے ہیں اور وہ حقیقۃً نار ہے۔ یہ مگن ہیں کہ شریعت والوں کے پاس کیا ہے۔ ایک چراغ ہے ہمارا نور آفتاب کو لئے جارہا ہے۔ وہ قطرہ اور یہ ایک دریا ہے۔ اور خبر نہیں کہ وہ حقیقۃً نور ہے۔ اور یہ دھوکے کی ٹٹی، آنکھ بند ہوتے ہی حال کھل جائے گا کہ ع

باکہ باختہ عشق در شب دیجور

(اندھیری رات میں کس سے عشق بازی کی۔ ت)

بالجملہ شریعت کی حاجت ہر مسلمان کو ایک ایک سانس ایک ایک پل ایک ایک لحہ پر مرتے دم تک ہے اور طریقت میں قدم رکھنے والوں کو اور زیادہ کہ راہ جس قدر باریک اس قدر ہادی کی زیادہ حاجت ولہٰذا حدیث میں آیا حضور سیدی عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

المتعبد بغیر فقه کالحمار فی الطاحون، رواہ ابونعیم فی الحلیة[2] عن واثلة بن الاسقع رضی اللہ تعالٰی عنه۔	بغیر فقہ کے عبادت میں پڑنے والا ایسا ہے جیسا کہ چکی کھینچنے والا گدھا کہ مشقت جھیلے اور نفع کچھ نہیں (اسے ابونعیم نے حلیہ میں واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

امیر المومنین مولٰی علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:

قصم ظھری اثنان جھل	دو شخصوں نے میری پیٹھ توڑ دی (یعنی وُہ

[1] القرآن الکریم ۲۴/ ۴۰

[2] حلیۃ الاولیاء لابی نعیم ترجمہ ۳۱۸ خالد بن معدان دارالکتاب العربی بیروت ۵/ ۲۱۹

متنسك وعالم متهتك [1] ۔	بلائے بے درماں ہیں) جاہل عابد اور عالم جو علانیہ بیباکانہ گناہوں کا ارتکاب کرے۔

اے عزیز! شریعت عمارت ہے اور اس کا اعتقاد بنیاد اور عمل چنائی، پھر اعمال ظاہر وہ دیوار ہیں کہ اس بنیاد پر ہوا میں چنے گئے، اور جب تعمیر اوپر بڑھ کر آسمان تک پہنچی وہ طریقت ہے۔ دیوار جتنی اونچی ہوگی نیو کی زیادہ محتاج ہوگی اور نہ صرف نیو کہ بلکہ اعلٰی حصہ اسفل کا بھی محتاج ہے۔ اگر دیوار نیچے سے خالی کردی جائے اوپر سے بھی گر پڑے گی، احمق وہ جس پر شیطان نے نظر بندی کرکے اس کی چنائی آسمانوں تک دکھائی اور دل میں ڈالا کہ اب ہم تو زمین کے دائرے سے اونچے گزر گئے ہمیں اس سے تعلق کی کیا حاجت ہے۔ نیو سے دیوار جدا کرلی اور نتیجہ وہ ہوا جو قرآن مجید نے فرمایا کہ "فَانْهَارَ بِهٖ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ ؕ" [2] اس کی عمارت اسے لے کر جہنم میں ڈھے پڑی، والعیاذ باللہ رب العالمین اسی لئے اولیائے کرام فرماتے ہیں صوفی جاہل شیطان کا مسخرہ ہے۔ اسی لئے حدیث میں آیا حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

فقيه واحد اشد على الشيطان من الف عابد، رواه الترمذی [3] وابن ماجة عن ابن عباس رضی الله تعالٰی عنهما۔	ایک فقیہ شیطان پر ہزاروں عابدوں سے زیادہ بھاری ہے (اسے ترمذی اور ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

بے علم مجاہدہ والوں کو شیطان انگلیوں پر نچاتا ہے منہ میں لگام، ناک میں نکیل ڈال کر جدھر چاہے کھینچے پھرتا ہے "وَهُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ﴿۱۰۴﴾" [4] اور وہ اپنے جی میں سمجھتے ہیں کہ ہم اچھا کام کررہے ہیں۔

(۵) عمرو کا طریقت کو غیر شریعت جان کر حصر کردینا کہ یہی مقصود ہے انبیاء صرف اس کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔ صراحۃً شریعت مطہرہ کو معاذاللہ معطل ومہمل ولغو باطل کردینا ہے اور یہ صریح

1

2 القرآن الکریم ۹/ ۱۱۰

3 جامع الترمذی ابواب العلم باب ماجاء فی فضل الفقه علی العبادۃ امین کمپنی دہلی ۲/ ۹۳، سنن ابن ماجه باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۲۰

4 القرآن الکریم ۱۸/ ۱۰۴

کفر وارتداد اور وہ زندقہ والحاد موجب لعنت ابعاد ہے۔ہاں یہ کہنا تو حق ہے کہ اصل مقصود وصول الی اللہ ہے۔مگر حیف اس پر جو اپنی جہالت شدیدہ سے نجانے یا جانے اور عناد شریعت کے باعث نہ مانے کہ وصول الی اللہ کا راستہ یہی شریعت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہے وبس، ہم اوپر قرآن مجید سے ثابت کر آئے ہیں کہ شریعت کے سوااللہ تک راہیں بند ہیں، طریقت اگر وہ اپنے زعم میں کسی راہ مخالف کا نام سمجھا ہے تو حاشا وہ خداتک پہنچائے بلکہ وہ مسدود اور اس کا چلنے والا مردود،اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر اس کی تہمت ملعون ومطرود، کیا کوئی ثبوت دے سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کبھی کسی کو شریعت کے خلاف دوسری راہ کی طرف بلایا ہے حاشا وکلا۔

(۶) جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے عمر بھر اسی کی طرف بلایا اور یہی راستہ ہمارے لئے چھوڑا تو اس کا حامل اس کا خادم اس کا حامی اس کا عالم کیونکر ان کا وارث نہ ہوگا، ہم پوچھتے ہیں اگر بالفرض شریعت صرف فرض واجب سنت مستحب حلال وحرام ہی کے علم کا نام ہو تو یہ علم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ہے یا ان کے غیر سے اگر اسلام کا دعوی رکھتا ہے تو ضرور کہے گا کہ حضور ہی سے ہے۔پھر اس کا عالم حضور کا وارث نہ ہوا تو اور کس کا ہوگا، علم ان کا ترکہ پھر اس پانے والا اس کا وارث نہ ہو اس کے کیا معنی۔اگر کہے کہ یہ علم تو ضرور ان کا ہے مگر دوسرا حصہ یعنی علم باطن اس نے نہ پایا لہٰذا وارث نہ ٹھہرا تو اے جاہل! کیا وارث کے لئے یہ ضرور ہے کہ مورث کا کل مال پائے یوں تو عالم میں کوئی صدیق ان کا وارث نہ ٹھہرے گا،اور ارشاد اقدس **ان العلماء ورثۃ الانبیاء معاذاللہ** غلط بن کر محال ہوجائے گا، کہ ان کا کل علم تو کسی کو مل ہی نہیں سکتا اور اگر بالفرض غلط شریعت وطریقت دو جدا راہیں بنیں اور قطرہ دریا کی نسبت جانیں جس طرح یہ جاہل بکتا ہے جب بھی علمائے شریعت سے وراثت انبیاء کا سلب کرنا جنون محض ہوگا، کیا ترکہ مورث سے تھوڑا حصہ پانے والا وارث نہیں ہوتا، جسے ملاان کے علم میں سے تھوڑا ہی ملا "وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۵﴾"[1] اگر یہ شریعت طریقت کی **معاذاللہ** برائی فرض کرلیں تو انصافا حدیث ان مسخرگان شیطان پر الٹی پڑے گی یعنی علمائے ظاہری وارثان انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء ٹھہرینگے اور علمائے باطن **عیاذا باللہ** اس سے محروم،انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نبی بھی ہوتے ہیں اور ولی بھی ان کے علوم نبوت یہ ہیں جن کو شریعت کہتے ہیں، جن کی طرف وہ عام امت کو دعوت کرتے ہیں،اور علوم ولایت وہ ہیں جن کو یہ جاہل طریقت کہتا ہے اور وہ

---

[1] القرآن الکریم ۱۷/ ۸۵

خاص خاص لوگوں کو خفیہ تعلیم ہوتے ہیں تو علمائے باطن کہ علوم ولایت کے وارث ہوئے وارثان اولیاء ٹھہرے نہ کہ وارثان انبیاء، وارثان انبیاء یہی علمائے ظاہر رہے جنھوں نے علوم نبوت پائے، مگر یہ اس جاہل کی اشد جہالت ہے۔حاشا نہ شریعت وطریقت دو راہیں ہیں نہ اولیاء کبھی غیر علماء ہو سکتے ہیں علامہ مناوی شرح جامع صغیر پھر عارف باللہ سید عبدالغنی نابلسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں امام مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

علم الباطن لایعرف الامن عرف علم الظاھر [1]۔	علم باطن نہ جانے گامگر وہ جو علم ظاہر جانتا ہے۔

امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

وما اتخذ اللہ ولیا جاھلا [2]۔	اللہ نے کبھی کسی جاہل کو اپنا ولی نہ بنایا۔

یعنی بنانا چاہا تو پہلے اسے علم دے دیا اس کے بعد ولی کیا کہ جو علم ظاہر نہیں رکھتا علم باطن کہ اس کا ثمرہ ونتیجہ ہے کیونکر پاسکتا ہے، حق سبحانہ وتعالٰی کے متعلق بندوں کے لئے پانچ علم ہیں: علم ذات، علم صفات، علم افعال، علم اسماء، علم احکام۔

ان میں ہر پہلا دوسرے سے مشکل تر ہے۔جو سب سے آسان علم احکام میں عاجز ہوگا سب سے مشکل علم ذات کیونکر پاسکے گا اور قرآن شریف انھیں مطلقًا وارث بتارہا ہے حتی کہ ان کے بے عمل کو بھی یعنی جبکہ عقائد حق پر مستقیم اور ہدایت کی طرف داعی ہو کہ گمراہ اور گمراہی کی طرف بلانے والا وارث نبی نہیں نائب ابلیس ہے **والعیاذ باللہ تعالٰی**۔ہاں رب عزوجل نے تمام علماء شریعت کو کہاں وارث فرمایا ہے یہاں تک کہ ان کے بے عمل کو بھی، ہاں وہ ہم سے پوچھئے، مولٰی عزوجل فرماتا ہے:

"ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَ مِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَ مِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَیْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِیْرُ ۝۳۲" [3]	پھر ہم نے کتاب کا وارث کیا اپنے چنے ہوئے بندوں کو تو ان میں کوئی اپنی جان پر ظلم کرنے والا ہے اور کوئی متوسط حال کا اور کوئی بحکم خدا بھلائیوں میں پیشی لے جانے والا یہی بڑا فضل ہے۔

1

2

[3] القرآن الکریم ۳۵/ ۳۲

دیکھوبے عمل کہ گناہوں سے اپنی جان پر ظلم کررہے ہیں انھیں بھی کتاب کا وارث بتایا اور نرا وارث ہی نہیں بلکہ اپنے چنے ہوئے بندوں میں گنا، احادیث میں آیا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا:

سابقنا سابق ومقتصدنا ناج وظالمنا مغفورله والحمدلله رب محمد الرؤف الرحیم علیه وعلی اٰله افضل الصلٰوة والتسلیم، رواه العقیلی وابن لال و ابن مردویه والبیهقی فی البعث والبغوی فی المعالم [1] عن امیر المومنین عمر، والبیهقی وابن مردویه عن ابن عمر وابن النجار عن انس رضی الله تعالٰی عنهم۔	ہم میں کا جو سبقت لے گیا وہ تو سبقت لے ہی گیا اور جو متوسط حال کا ہوا، وہ بھی نجات والا ہے اور جو اپنی جان پر ظالم ہے اس کی بھی مغفرت ہے، (والحمدللہ رب محمد الرؤف الرحیم علیہ وعلی آلہ افضل الصلٰوۃ والتسلیم۔ اسے عقیلی، ابن لال، ابن مردویہ اور بیہقی نے بعث میں اور بغوی نے معالم میں امیر المومنین عمر سے اور بیہقی اور ابن مردویہ نے ابن عمر سے اور ابن نجار نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیا۔ت)

عالم شریعت اگر اپنے علم پر عامل بھی ہو چاند ہے کہ آپ ٹھنڈا اور تمھیں روشنی دے ورنہ شمع ہے کہ خود جلے مگر تمھیں نفع دے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مثل الذی یعلم الناس الخیر وینسٰی نفسه مثل الفتیلة تضیئ للناس وتحرق نفسها، رواه البزار [2] عن ابی هریرة والطبرانی عن جندب بن عبدالله الازدی وعن ابی برزة الاسلمی رضی الله تعالٰی عنهم بسند حسن۔	اس شخص کی مثال جو لوگوں کو خیر کی تعلیم دیتا اور اپنے آپ کو بھول جاتا ہے اس فتیلہ کی طرح ہے کہ لوگوں کو روشنی دیتا ہے اور خود جلتا ہے اس کو بزار نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اور طبرانی نے حضرت جندب بن عبداللہ ازدی اور حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ تعالٰی عنہم سے بسند حسن روایت کیا۔ت)

[1] معالم التنزیل تحت آیۃ ۳۵/۳۲ مصطفی البابی مصر ۵/ ۳۰۲

[2] الترغیب والترہیب بحوالہ الطبرانی والبزار مصطفی البابی مصر ۱/ ۲۷۔۱۲۶ و۳/ ۲۳۵

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا قرأ الرجل القراٰن واحتشی من احادیث رسول اللہ صلی علیہ وسلم وکانت ھناك غریزۃ کان خلیفۃ من خلفاء الانبیاء رواہ الامام الرافعی فی تاریخہ[1] عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	جب آدمی قرآن مجید پڑھ لے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی حدیثیں جی بھر کر حاصل کرے اور اس کے ساتھ طبیعت سلیقہ دار رکھتا ہو تو وہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے نائبوں سے ایک ہے۔(اسے امام رافعی نے اپنی تاریخ میں ابی امامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ت)

دیکھو حدیث نے وارث تو وارث خلیفۃ الانبیاء ہونے کے لئے صرف تین شرطیں مقرر فرمائیں قرآن وحدیث جانے اور ان کی سمجھ رکھتا ہو، خلیفہ ووارث میں فرق ظاہر ہے آدمی کی تمام اولاد اس کی وارث ہے مگر جانشین ہونے کی لیاقت ہر ایک میں نہیں۔

(۷) جب قرآن مجید نے سب وارثان کتاب کو اپنے چنے ہوئے بندے فرمایا، تو وہ قطعاً اللہ والے ہوئے اور جب اللہ والے ہوئے تو ضرور ربانی ہوئے، اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"وَلٰکِنْ کُوْنُوْا رَبّٰنِیّٖنَ بِمَا کُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْکِتٰبَ وَبِمَا کُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ﴿۷۹﴾"[2]	ربانی ہو جاؤ اس سبب سے کہ تم کتاب سکھاتے ہو اور اس لئے کہ تم پڑھتے ہو۔

اور فرماتا ہے:

"اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِیْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ یَحْكُمُ بِهَا النَّبِیُّوْنَ الَّذِیْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِیْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِیُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَیْهِ شُهَدَآءَ ۚ"[3]	بیشک ہم نے اتاری توریت اس میں ہدایت و نور ہے اس سے ہمارے فرمانبردار نبی اور ربانی اور دانشمند لوگ یہودیوں پر حکم کرتے تھے یوں کہ وہ کتاب اللہ کے نگہبان ٹھہرائے گئے اور وہ اس سے خبردار تھے۔

[1] کنز العمال بحوالہ الرافعی فی تاریخہ حدیث ۲۸۶۹۴ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۱۳۸

[2] القرآن الکریم ۳/ ۷۹

[3] القرآن الکریم ۵/ ۴۴

ان آیات میں اللہ عزوجل نے ربانی ہونے کی وجہ اور ربانیوں کی صفات اس قدر بیان فرمائیں کہ کتاب پڑھنا پڑھانا اس کے احکام سے خبردار ہونا اور اس کی نگہداشت رکھنا اس کے ساتھ حکم کرنا، ظاہر ہے کہ یہ سب اوصاف علمائے شریعت میں ہیں تو وہ ضرور ربانی ہیں، عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں:

ربانیین فقہاء معلمین، رواہ ابن ابی حاتم[1] عن سعید بن جبیر۔	ربانی کے معنی ہیں فقیہ مدرس (اسے ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے روایت کیا۔ت)

نیز وہ اور ان کے تلامذہ امام مجاہد و امام سعید بن جبیر رضی اللہ تعالٰی عنہم فرماتے ہیں:

ربانیین علماء فقہاء رواہ عن ابن عباس ابن جریرۃ وابن ابی حاتم وعن مجاهد ابن جریر و عن ابن جبیر الدارمی[2] فی سننه۔	ربانی عالم فقیہ کو کہتے ہیں (اسے ابن عباس ابن جریرۃ وابن حاتم سے او ر مجاهد ابن جریر وابن جبیر دارمی کی سنن میں روایت کیا گیا۔ت)

(۸) جبکہ اللہ عزوجل علمائے شریعت کو اپنا چنا ہوا بندہ کہتا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انھیں اپنا وارث اپنا خلیفہ انبیاء کا جانشین بتاتے ہیں تو انھیں شیطان نہ کہے گا مگر ابلیس یا اس کی ذریت کا کوئی منافق خبیث یہ میں نہیں کہتا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثلثه لایستخف بحقهم الامنافق بین النفاق ذو الشیبة فی الاسلام وذوالعلم وامام مقسط رواہ ابو الشیخ فی التوبیخ عن جابر والطبرانی[3] فی الکبیر	تین شخصوں کے حق کو ہلکا نہ جانے گا مگر منافق منافق بھی کون سا کھلا منافق۔ایک بوڑھا مسلمان جسے اسلام ہی میں بڑھاپا آیا، دوسرا عالم دین، تیسرا بادشاہ مسلمان عادل، (اس کو

[1] تفسیر القرآن العظیم لابن ابی حاتم تحت آیۃ ۳/ ۷۹ مکتبہ نزار مصطفی الباز ریاض ۲/ ۶۹۱

[2] تفسیر القرآن العظیم لابن ابی حاتم تحت آیۃ ۳/ ۷۹ مکتبہ نزار مصطفی الباز ریاض ۲/ ۶۹۲، جامع البیان (تفسیر ابن جریر) بحوالہ مجاہد وابن عباس المطبعۃ المیمنۃ مصر الجزء الثانی ص ۲۱۲، سنن الدارمی باب فضل العلم والعالم حدیث ۳۲۷ نشر السنۃ ملتان ۱/ ۸۱

[3] المعجم الکبیر عن ابی امامه حدیث ۷۸۱۸ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۸/ ۲۳۸، کنز العمال بحوالہ ابی الشیخ فی التوبیخ حدیث ۴۳۸۱۱ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۶/ ۳۲

عن ابی امامة رضی اللہ تعالٰی عنھما بسند حسنه الترمذی فی غیر ھذا الحدیث۔	ابوالشیخ نے توبیخ میں جابر سے اور طبرانی نے کبیر میں ابوامامہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لایبغی علی الناس الا ولد بغی والا من فیه عرق منه۔ رواہ الطبرانی [1] فی الکبیر عن ابی موسٰی الاشعری رضی اللہ تعالٰی عنه۔	لوگوں پر زیادتی نہ کرے گا مگر ولد الزنا یا وہ جس میں اس کی کوئی رگ ہو۔(اسے طبرانی نے کبیر میں ابو موسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

جب عام لوگوں پر زیادتی کے بارے میں یہ حکم ہے پھر علماء کی شان ارفع واعلٰی ہے بلکہ حدیث میں لفظ ناس فرمایا،اور اس کے سچے مصداق علماء ہی ہیں۔امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں: سئل ابن المبارك من الناس فقال العلماء [2] یعنی ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے تلمیذ رشید عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ حدیث وفقہ ومعرفت وولایت سب میں امام اجل ہیں ان سے کسی نے پوچھا کہ ناس یعنی آدمی کون ہیں،فرمایا: علماء۔امام غزالی فرماتے ہیں: "جو عالم نہ ہو امام ابن المبارک نے اسے آدمی نہ گنا اس لئے کہ انسان اور چوپائے میں علم کا فرق ہے،انسان اس سبب سے انسان ہے نہ جسم کے باعث کہ اس کا شرف جسمانی طاقت سے نہیں کہ اونٹ اس سے زیادہ طاقت ور ہے۔نہ بڑے جثہ کے سبب کہ ہاتھی کا جثہ اس سے بڑا ہے۔نہ بہادری کے باعث کہ شیر اس سے زیادہ بہادر ہے۔نہ خوراک کی وجہ سے کہ بیل کا پیٹ اس سے بڑا ہے نہ جماع کی غرض سے کہ چڑوٹا جو سب میں ذلیل چڑیا ہے اس سے زیادہ جفتی کی قوت رکھتا ہے آدمی تو صرف علم کے عــــہ لئے بنایا گیا اور اسی سے

عــــہ: قال تعالٰی "وَمَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ | اللہ تعالٰی نے فرمایا اور نہیں پیدا کیا جن وانس کو (باقی برصفحہ آیندہ)

[1] مجمع الزوائد بحوالہ الطبرانی کتاب الخلافة باب فی عمال السؤالخ دارالکتاب بیروت ۵/ ۲۳۳و۶/ ۲۵۸،کنز العمال بحوالہ طب حدیث ۱۳۰۹۳ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۵/ ۳۳۳

[2] احیاء العلوم کتاب العلم الباب الاول مطبعۃ المشھد الحسینی قاہرہ ۱/ ۷

اس کا شرف ہے [1] **انتہی**"۔

(۹) بیانات بالا سے واضح ہے کہ علمائے شریعت ہرگز طریقت کے سدراہ نہیں بلکہ وہی اس کے فتح باب اور وہی اس کے نگاہبان راہ ہیں، ہاں وہ طریقت جسے بندگان شیطان طریقت نام رکھیں اور اسے شریعت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے جدا کریں علماء اس کے لئے ضرور سدراہ ہیں علماء کیا خود اللہ عزوجل نے اس راہ کو مسدود و مردود و ملعون و مطرود فرمایا اوپر گزرا کہ علمائے شریعت کی حاجت ہر مسلمان کو ہر آن ہے اور یہ طریقت میں قدم رکھنے والوں کو اور زیادہ ورنہ حدیث میں اسے چکی کھینچنے والا گدھا فرمایا۔ تو اگر علماء نے تمھیں گدھا بننے سے روکا کیا گناہ کیا۔

(۱۰) عمرو کا اپنی خرافات شیطانیہ توہین شریعت وسب وشتم علمائے شریعت علمائے مقامی واولیائے ربانی کی طرف نسبت کرنا اس کا محض کذب مہین وافترائے لعین ہے۔ اس کی خواہش کے مطابق ہم صرف حضرات اولیاء کرام قدست اسرارہم کے ارشادات عالیہ محض بطور نمونہ ذکر کریں جن سے شریعت مطہرہ کی عظمت ظاہر ہو اور یہ کہ طریقت اس سے جدا نہیں اور یہ کہ طریقت اس کی محتاج ہے اور یہ کہ شریعت ہی اصل کار و مدار و معیار ہے غرض جو بیانات ہم نے کئے ان سب کا ثبوت وافی اور عمرو کے دعاوی وخرافات ملعونہ کا رد کافی **وباللہ التوفیق**۔

قول۱: حضور پرنور سید الافراد قطب الارشاد غوث عالم قطب عالم رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

لاتری لغیر ربك وجودا مع لزوم الحدود وحفظ الاوامر والنواهی فان انخرم	غیر خدا کو موجود نہ دیکھنا اس کے ساتھ ہو تو اس کی باندھی ہوئی حدوں سے کبھی جدا نہ ہو اور اس کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ ﴿۵۶﴾" [2] | مگر عبادت کے لئے۔(ت)

سیدنا امام ابوالقاسم قشیری رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ اجل اکابر صوفیہ کرام سے ہیں اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں: **الالیعرفون**۔ [3] یعنی ہم نے نہیں پیدا کیا جن وانس کو مگر معرفت حاصل کرنے کے لئے۔ ۱۲۔

---

[1] احیاء العلوم کتاب العلم الباب الاول مطبعۃ المشہد الحسینی قاہرہ ۱/ ۷

[2] القرآن الکریم ۵۱/ ۵۶

[3]

فیك شیئ من الحدود فاعلم انك مفتون قد لعب بك الشیطان فارجع الی حکم الشرع والزمه ودع منك الهوی لان کل حقیقة لاتشهد له الشریعة فهی باطلة[1] (الطبقات الکبرٰی)	ہر امر ونہی کی حفاظت کرے اگر حدود شریعت سے کسی حد میں خلل آیا تو جان لے کہ تو فتنہ میں پڑا ہوا ہے بیشك شیطان تیرے ساتھ کھیل رہا ہے تو فوراً حکم شریعت کی طرف پلٹ آ اور اس سے لپٹ جا اور اپنی خواہش نفسانی چھوڑ اس لئے کہ جس حقیقت کی شریعت تصدیق نہ فرمائے وہ حقیقت باطل ہے۔

سعادت مند کے لے حضور پرنور سید الاولیاء غوث العرفاء رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ایک یہی ارشاد کافی ہے کہ اس میں سب کچھ جمع فرمادیا ہے۔وللہ الحمد۔

قول ۲: حضور پرنور غوث الثقلین غیاث الثقلین رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

اذا وجدت فی قلبك بغض شخص اوحبه فاعرض افعاله علی الکتب والسنة فان کانت محبوبة فیهما فاحبه وان کانت مکروهة فاکرهه لئلا تحبه بهواك وتبغضه بهواك قال الله ولاتتبع الهوی فیضلك عن سبیل الله[2]۔	جب تو اپنے دل میں کسی کی دشمنی یا محبت پائے تو اس کے کاموں کو قرآن وحدیث پر پیش کر،اگر ان میں پسندیدہ ہوں تو اس سے محبت رکھ اور اگر ناپسند ہوں تو کراہت،تاکہ اپنی خواہش سے نہ کوئی دوست رکھے نہ دشمن،اللہ تعالٰی فرماتا ہے:خواہش کی پیروی نہ کر کہ تجھے بہکادیگی خدا کی راہ سے۔

قول ۳: حضور پرنور غوث الاغواث رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

الولایة ظل النبوة والنبوة ظل الالهیة وکرامة الولی استقامة فعل علی قانون قول النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم[3]۔	ولایت پر تو نبوت ہے اور نبوت پر تو الوہیت،اور ولی کی کرامت یہ ہے کہ اس کا فعل نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے قول کے قانون پر ٹھیك اُترے۔

---
[1] الطبقات الکبرٰی للشعرانی ترجمہ ۲۴۸ سید عبدالقادر الجیلی مصطفی البابی مصر ۱/ ۱۳۱

[2] الطبقات الکبرٰی للشعرانی ترجمہ ۲۴۸ سید عبدالقادر الجیلی مصطفی البابی مصر ۱/ ۱۳۱

[3] بهجة الاسرار ذکر فصول من کلامه مرصعا بشیئ الخ مصطفی البابی مصر ص ۳۹

قول۴: حضور سیدنا محی الدین محبوب سبحانی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

الشرع حکم محق سیف سطوة قهره من خالفه وناواه واعتصمت بحبل حمايته وثيقات عرى الاسلام و عليه مدار امر الدارين وباسبابه انيطت منازل الكونين[1]۔	شرع وہ ہے جس کے صولت قہر کی تلوار اپنے مخالف ومقابل کو مٹادیتی ہے اور اسلام کی مضبوط رسیاں اس کی حمایت کی ڈوری پکڑے ہوئے ہیں۔دوجہاں کے کام کامدار فقط شریعت پر ہے۔اور اس کی ڈوریوں سے دونوں عالم کی منزلیں وابستہ ہیں۔

قول۵: حضور پرنور سیدنا باز اشہب شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

الشريعة المطهرة المحمدية ثمرة شجرة الملة الاسلامية شمس اضاءت بنورها ظلمة الكونين اتباع شرعه يعطى سعادة الدارين احذر ان تخرج من دائرته اياك ان تفارق اجماع اهله[2]۔	شریعت پاکیزہ محمدی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم درخت دین اسلام کا پھل ہے شریعت وہ آفتاب ہے جس کی چمک سے تمام جہاں کی اندھیریاں جگمگا اٹھیں شرع کی پیروی دونوں جہان کی سعادت بخشتی ہے خبردار اس کے دائرہ سے باہر نہ جانا، خبردار اہل شریعت کی جماعت سے جدانہ ہونا۔

قول۶: حضور پرنور سیدالاولیاء قطب الکونین رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

اقرب الطرق الى الله تعالٰى لزوم قانون العبودية والاستمساك بعروة الشريعة[3]۔	اللہ عزوجل کی طرف سے سب سے زیادہ قریب راستہ قانون بندگی کو لازم پکڑنا اور شریعت کی گرہ کو تھامے رہنا ہے۔

قول۷: حضور پرنور سیدنا وارث المصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم غوث الاولیاء رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

تفقه ثم اعتزل من عبدالله بغير علم كان مايفسده اكثر ممايصلحه خذ	فقہ حاصل کر اس کے بعد خلوت نشین ہو جو بغیر علم کے خدا کی عبادت کرے وہ جتنا سنوارے گا

[1] بهجة الاسرار ذكر فصول من كلامه مرصعا بشيئ الخ مصطفى البابى مصر ص ۴۰

[2] بهجة الاسرار ذكر فصول من كلامه مرصعا بشيئ الخ مصطفى البابى مصر ص ۴۹

[3] بهجة الاسرار ذكر فصول من كلامه مرصعا بشيئ الخ مصطفى البابى مصر ص ۵۰

معك مصباح شرع ربك[1]۔	اس سے زیادہ بگاڑے گا، اپنے ساتھ شریعت الٰہیہ کی شمع لے لے۔

قول ۸: حضرت سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں میرے پیر حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے مجھے دعا دی:

جعلك الله صاحب حديث صوفيا و لاجعلك صوفيا صاحب حديث[2]۔	اللہ تعالٰی تمھیں حدیث داں کرکے صوفی بنائے اور حدیث داں ہونے سے پہلے تمھیں صوفی نہ کرے۔

قول ۹: امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی اس دعائے حضرت سیدی سری سقطی رضی اللہ تعالی عنہ کی شرح فرماتے ہیں:

اشار الى ان من حصل الحديث والعلم ثم تصوف افلح ومن تصوف قبل العلم خاطر بنفسه[3]۔	حضرت سری سقطی رحمہ اللہ تعالٰی نے اس طرف اشارہ فرمایا کہ جس نے پہلے حدیث وعلم حاصل کرکے تصوف میں قدم رکھا وہ فلاح کو پہنچا، اور جس نے علم حاصل کرنے سے پہلے صوفی بننا چاہا اس نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا، (والعیاذ باللہ تعالٰی)

قول ۱۰: حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے عرض کی گئی کچھ لوگ زعم کرتے ہیں کہ:

ان التكاليف كانت وسيلة الى الوصول وقد وصلنا۔	یعنی احکام شریعت تو صول کا وسیلہ تھے اور ہم واصل ہوگئے اب ہمیں شریعت کی کیا حاجت۔

فرمایا:

صدقوا في الوصول ولكن الى سقر والذي يسرق ويزني خير ممن يعتقد ذٰلك ولو اني بقيت الف عام ما نقصت من	سچ کہتے ہیں واصل ضرور ہوئے، کہاں تک جہنم تک چور اور زانی ایسے عقیدے والوں سے بہتر ہیں، میں اگر ہزار برس جیوں تو فرائض وواجبات

[1] بهجة الاسرار ذكر فصول من كلام مرصعا بشيئ الخ مصطفى البابي مصر ص ۵۳

[2] احیاء العلوم کتاب العلم الباب الثانی مطبعۃ المشهد الحسینی قاہرہ ۱/ ۲۲

[3] احیاء العلوم کتاب العلم الباب الثانی مطبعۃ المشهد الحسینی قاہرہ ۱/ ۲۲

اورادی شیئا الابعذر شرعی[1]۔	تو بڑی چیز ہیں جو نوافل و مستحبات مقرر کرلئے ہیں بے عذر شرعی ان میں سے کچھ کم نہ کروں۔

قول ۱۱: حضرت سیدی ابوالقاسم قشیری رضی اللہ تعالٰی عنہ اپنے رسالہ مبارک میں حضرت سیدی ابوالقاسم جنید بغدادی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے نقل فرماتے ہیں:

من لم یحفظ القراٰن ولم یکتب الحدیث لایقتدٰی بہ فی ھذا الامر لان علمنا ھذا مقید بالکتاب والسنۃ[2]۔	جس نے نہ قرآن یاد کیا نہ حدیث لکھی یعنی جو علم شریعت سے آگاہ نہیں درباہ طریقت اس کی اقتدا نہ کریں اسے اپنا پیر نہ بنائیں کہ ہمارا یہ علم طریقت بالکل کتاب وسنت کا پابند ہے۔

نیز فرمایا:

الطریق کلھا مسدودۃ علی الخلق الاعلی من اقتفی اثر الرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام[3]۔	خلق پر تمام راستے بند ہیں مگر وہ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نشان قدم کی پیروی کرے۔

؎ خلاف پیمبر کسے راہ گزید   کہ ہر گز بمنزل نخواہد رسید

(جس نے پیغمبر کے خلاف راستہ اختیار کیا وہ ہر گز منزل مقصود پر نہ پہنچے گا)

قول ۱۲: حضرت سیدنا ابویزید بسطامی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عمی بسطامی کے والد رحمہما اللہ تعالٰی سے فرمایا: چلو اس شخص کو دیکھیں جس نے اپنے آپ کو بنام ولایت مشہور کیا ہے، وہ شخص مرجع ناس و مشہور بہ زہد تھا، جب وہاں تشریف لے گئے اتفاقا اس نے قبلہ کی طرف تھوکا۔ حضرت ابویزید بسطامی رضی اللہ تعالٰی عنہ فوراواپس آئے اور اس سے سلام علیک نہ کی اور فرمایا:

ھذا رجل غیر مامون علی ادب من اداب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فکیف یکون مامونا علی ما یدعیہ[4]۔	یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے آداب سے ایک ادب پر توامین ہے نہیں جس چیز کا ادعا رکھتا ہے اس پر کیا امین ہوگا۔

[1] الیواقیت والجواہر المبحث السادس والعشرون مصطفی البابی مصر ۱/ ۱۵۱

[2] الرسالۃ القشیریۃ ذکر ابی القاسم الجنید بن محمد مصطفی البابی مصر ص ۲۰

[3] الرسالۃ القشیریۃ ذکر ابی القاسم الجنید بن محمد مصطفی البابی مصر ص ۲۰

[4] الرسالۃ القشیریۃ ذکر ابو یزید البسطامی مصطفی البابی مصر ص ۱۵

اور دوسری روایت میں ہے۔فرمایا:

ھذا رجل غیر مامون علی ادب من اداب الشریعۃ فکیف یکون امینا علی اسرار الحق[1]۔	یہ شخص شریعت کے ایک ادب پر توامین ہے نہیں اسرار الٰہیہ پر کیونکہ امین ہوگا۔

قول ۱۳: نیز حضرت بسطامی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

لونظر تم الی رجل اعطی من الکرامات حتی یرتقی (وفی نسخۃ یتربع)فی الھواء فلا تغتروا بہ حتی تنظروا کیف تجدونہ عندالامر والنھی وحفظ الحدود و آداب الشریعۃ۔[2]	اگر تم کسی شخص کو دیکھو ایسی کرامت دیا گیا کہ ہوا پر چار زانو بیٹھ سکے تو اس سے فریب نہ کھانا جب تک یہ نہ دیکھو کہ فرض،واجب ومکروہ و حرام ومحافظت حدود وآداب شریعت میں اس کا حال کیسا ہے۔

قول ۱۴: حضرت ابوسعید خراز رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ حضرت ذوالنون مصری سری سقطی رضی اللہ تعالٰی عنہما کے اصحاب اور سید الطائفہ جنید رضی اللہ تعالٰی عنہ کے اقران سے ہیں فرماتے ہیں:

کل باطن یخالفہ ظاھر فھو باطل[3]۔	جو باطن کہ ظاہر اس کی مخالفت کرے وہ باطن نہیں باطل ہے۔

علامہ عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی اس قول مبارک کی شرح میں فرماتے ہیں:

لانہ وسوسۃ شیطانیۃ وزخرفۃ نفسانیۃ حیث خالف الظاھر[4]۔	اس لئے کہ جب اس نے ظاہر کی مخالفت کی تو وہ شیطانی وسوسہ اور نفس کی بناوٹ ہے۔

قول ۱۵: حضرت سیدنا حارث محاسبی رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ اکابر ائمہ اولیاء معاصرین حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہیں فرماتے ہیں:

من صحح باطنہ بالمراقبۃ والاخلاص	جو اپنے باطن کو مراقبہ اور اخلاص سے صحیح

---

[1] الرسالۃ القشیریۃ باب الولایۃ مصطفی البابی مصر ص ۱۱۷

[2] الرسالۃ القشیریۃ ذکر ابو یزید البسطامی مصطفی البابی مصر ص ۱۵

[3] الرسالۃ القشیریۃ ذکر ابو سعید خراز مصطفی البابی مصر ص ۲۴

[4] الحدیقۃ الندیۃ الباب الاول الفصل الثانی مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/ ۱۸۶

زین اللہ ظاھرہ بالمجاھدۃ واتباع السنۃ[1]۔	کرلے گا۔ لازم ہے کہ اللہ تعالٰی اس کے ظاہر کو مجاہدہ وپیروی سنت سے آراستہ فرمادے۔

ظاہر ہے کہ انتفائے لازم کو انتفائے ملزوم لازم تو ثابت ہوا کہ جس کا ظاہر زیور شرع سے آراستہ نہیں وہ باطن میں بھی اللہ عزوجل کے ساتھ اخلاص نہیں رکھتا۔

قول ۱۶: حضرت سیدنا ابوعثمان حیری رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ اجلہ اکابر اولیاء معاصرین حضرت سید الطائفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہیں وقت انتقال اپنے صاحبزادے ابوبکر رحمہ اللہ تعالٰی سے فرمایا:

خلاف السنۃ یابنی فی الظاھر علامۃ ریاء فی الباطن[2]۔	اے میرے بیٹے! ظاہر میں سنت کا خلاف اس کی علامت ہے کہ باطن میں ریاکاری ہے۔

قول ۱۷: نیز حضرت سعید بن اسمٰعیل حیری ممدوح رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

الصحبۃ مع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم باتباع السنۃ ولزوم ظاھر العلم[3]۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ زندگانی کا طریقہ یہ ہے کہ سنت کی پیروی کرے اور علم ظاہر کو لازم پکڑے۔

قول ۱۸: حضرت سید ابوالحسین احمد بن الحواری رضی اللہ تعالٰی عنہ جن کو حضرت سید الطائفہ ریحانۃ الشام یعنی ملک شام کا پھول کہتے تھے فرماتے ہیں:

من عمل عملًا بلا اتباع سنۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فباطل عملہ[4]۔	جو کسی قسم کا کوئی عمل بے اتباع سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کرے وہ عمل باطل ہے۔

قول ۱۹: حضرت سیدی ابوحفص عمر حداد رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ اکابر ائمہ عرفاء ومعاصرین

---

[1] الرسالۃ القشیریۃ ذکر حارث محاسبی مصطفی البابی مصر ص ۱۳

[2] الرسالۃ القشیریۃ ذکر ابوعثمن سعید بن اسمعیل الحیری مصطفی البابی مصر ص ۲۱

[3] الرسالۃ القشیریۃ ذکر ابوعثمن سعید بن اسمعیل الحیری مصطفی البابی مصر ص ۲۱

[4] الرسالۃ القشیریۃ ذکر ابوالحسین احمد بن الحواری مصطفی البابی مصر ص ۱۸

حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہیں فرماتے ہیں:

من لم یزن افعالہ واحوالہ فی کل وقت بالکتاب و السنۃ ولم یتھم خواطرہ فلا تعدہ فی دیوان الرجال [1]۔	جو ہر وقت اپنے تمام کام احوال کو قرآن وحدیث کی میزان میں نہ تولے او راپنے وارادات قلب پر اعتماد کرلے اسے مردوں کے دفتر میں نہ گن۔

ع راوی کم ززن لاف مردی مزن

قول ۲۰: حضرت سیدنا ابوالحسین احمد نوری رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے اصحاب اور حضرت سید الطائفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے اقران سے ہیں فرماتے ہیں:

من رأیتہ یدعی مع اللہ حالۃ تخرجہ عن حد العلم الشرعی فلا تقربن منہ [2]۔	تو جسے دیکھے کہ اللہ عزوجل کے ساتھ ایسے حال کا ادعا کرتا ہے جو اسے علم شریعت کی حد سے باہر کرے اس کے پاس نہ پھٹک۔

قول ۲۱: حضرت سیدی ابوالعباس احمد بن محمد الآدمی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو سید الطائفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے اقران سے ہیں فرماتے ہیں:

من الزم نفسہ آداب الشریعۃ نور اللہ تعالٰی قلبہ بنور المعرفۃ ولا مقام اشرف من مقام متابعۃ الحبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی اوامرہ و افعالہ واخلاقہ [3]	جو اپنے اوپر آداب شریعت لازم کرے اللہ تعالٰی اس کے دل کو نور معرفت سے روشن کردے گا اور کوئی مقام اس سے بڑھ کر معظم نہیں کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے احکام، افعال، عادات سب میں حضور کی پیروی کی جائے۔

قول ۲۲: حضرت سیدنا ممشاد دینوری رضی اللہ تعالٰی عنہ مرجع سلسلہ چشتیہ بہشتیہ

---

[1] الرسالہ القشیریۃ ذکر ابو حفص عمر الحداد مصطفی البابی مصر ص ۱۸

[2] الرسالہ القشیریۃ ذکر ابو الحسین احمد نوری مصطفی البابی مصر ص ۲۱

[3] الرسالہ القشیریۃ ذکر ابو العباس احمد بن محمد الآدمی مصطفی البابی مصر ص ۲۵

فرماتے ہیں:

ادب المرید حفظ آداب الشرع علی نفسہ[1]۔	مرید کا ادب یہ ہے کہ آداب شرع کی اپنے نفس پر محافظت کرے۔

قول ۲۳: حضرت سیدنا سری سقطی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

التصوف اسم لثلاث معان وھوالذی لایطفی نور معرفتہ نور ورعہ ولایتکلم بباطن فی علم ینقضہ ظاھر الکتب او السنۃ ولاتحملہ الکرامات علی ھتك استار محارم اللہ تعالٰی[2]۔	تصوف تین وصفوں کا نام ہیں، ایک یہ کہ اس کا نور معرفت اس کے نور ورع کو نہ بجھائے دوسرے یہ کہ باطن سے کسی ایسے علم میں بات نہ کرے کہ ظاہر قرآن یا ظاہر سنت کے خلاف ہو، تیسرے یہ کہ امتیں اسے ان چیزوں کی پردہ دری پر نہ لائیں جو اللہ تعالٰی نے حرام فرمائیں۔

قول ۲۴: حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سید ابوسلیمان دارانی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

ربما یقع فی قلبی النکتۃ من نکت القوم ایاما فلا اقبل منہ الا بشاھدین عدلین الکتاب والسنۃ[3]۔	بارہا میرے دل میں تصوف کا کوئی نکتہ مدتوں آتا ہے جب تک قرآن وحدیث دو گواہ عادل اس کی تصدیق نہیں کرتے میں قبول نہیں کرتا۔

دوسری روایت میں ہے، فرمایا:

ربما ینکث الحقیقۃ فی قلبی اربعین یوما فلا آذن لھا ان تدخل فی قلبی الابشاھدین من الکتاب والسنۃ[4]۔	بارہا کوئی نکتہ حقیقت میرے دل میں چالیس چالیس دن کھٹکتا رہتا ہے، جب تک کتاب وسنت کے دو گواہ اس کے ساتھ نہ ہوں میں اپنے دل میں داخل ہونے کا اسے اذن نہیں دیتا۔

[1] الرسالۃ القشیریۃ ذکر ممشاد الدینوری مصطفی البابی مصر ص۲۷

[2] الرسالۃ القشیریۃ ذکر ابولحسن عن سری بن المغلس السقطی مصطفی البابی مصر ص۱۱

[3] الرسالۃ القشیریۃ ذکر ابوسلیمان عبدالرحمن بن عطیہ الدارانی مصطفی البابی مصر ص۱۵

[4] نفحات الانس ذکر ابوسلیمان عبدالرحمن بن عطیہ الدارانی انتشارات کتاب فروشی محمودی تہران ایران ص۴۰

قول ۲۵: حضرت عالی منزلت امام طریقت سید نا ابو علی رود باری بغدادی رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ اجلہ خلفائے حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہیں حضرت عارف باللہ سید نا استاذ ابوالقاسم قشیری رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: مشائخ میں ان کے برابر علم طریقت کسی کو نہ تھا۔اس جناب گردوں قباب سے سوال ہوا کہ ایک شخص مزامیر سنتا ہے اور کہتا ہے یہ میرے لئے حلال ہے اس لئے کہ میں ایسے درجے تک پہنچ گیا ہوں کہ احوال کے اختلاف کا مجھ پر کچھ اثر نہیں ہوتا فرمایا:

نعم قد وصل ولکن الی سقر [1]	ہاں پہنچا تو ضرور ہے مگر جہنم تک، والعیاذ باللہ تعالٰی۔

قول ۲۶: حضرت سیدی ابو عبداللہ محمد بن خفیف ضبی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

التصوف تصفیه القلوب وذکر اوصاف الی ان قال واتباع النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی الشریعة [2]۔	تصوف اس کا نام ہے کہ دل صاف کیا جائے اور شریعت میں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی پیروی ہو۔

قول ۲۷: امام اجل عارف باللہ ابو بکر محمد ابراہیم بخاری کلابازی قدس سرہ نے کتاب التعرف لمذہب التصوف جس کی شان میں اولیاء نے فرمایا **لو لا التعرف لما عرف التصوف** (کتاب تعرف نہ ہوتی تو تصوف نہ پہچانا جاتا) تصوف کی ایسی ہی تعریف حضرت سید الطائفہ جنید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے نقل فرمائی کہ تصوف ان ان اوصاف کا نام ہے۔ان میں ختم اس پر فرمایا کہ:

واتباع الرسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی الشریعة [3]۔	شریعت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا اتباع۔

قول ۲۸: حضرت سیدی ابوالقاسم نصر آبادی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو حضرت سید نا ابو بکر شبلی وحضرت سید نا ابو علی رود باری رضی اللہ تعالٰی عنہما کے اجلہ اصحاب سے ہیں فرماتے ہیں:

التصوف ملازمة الکتاب	تصوف کی جڑ یہ ہے کہ کتاب وسنت کو لازم

---

[1] الرسالة القشیریة ابو علی احمد بن محمد رودباری مصطفی البابی مصر ص ۲۸

[2] الطبقات الکبرٰی للشعرانی ذکر ابی عبداللہ بن محمد الضبی مصطفی البابی مصر ۱/ ۱۲۱

[3] التعرف لمذہب التصوف

والسنة[1] الخ۔	پکڑے رہے۔

قول ۲۹: حضرت سیدی جعفر بن محمد خواص رضی اللہ تعالٰی عنہ مرید و خلیفہ حضرت سید الطائفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

لااعرف شیئًا افضل من العلم باللّٰہ و باحکام فان الاعمال لاتزکوا الابالعلم ومن لا علم عندہ فلیس لہ عمل وبالعلم عرف اللّٰہ واطیع ولایکرہ العلم الا منقوص[2]۔	میں کوئی چیز معرفت الٰہی وعلم احکام الٰہی سے بہتر نہیں جانتا۔ اعمال بے علم کے پاک نہیں ہوتے، بے علم کے سب عمل برباد ہیں، علم ہی سے اللہ کی معرفت ومعرفت اطاعت ہوئی، علم کو وہی ناپسند رکھے گا جو کم بخت ہو۔

قول ۳۰: حضرت سید داود کبیر بن ماخلا رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ ولی اللہ وعالم جلیل حضرت سید محمد وفا شاذلی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پیرو مرشد ہیں فرماتے ہیں:

قلوب علماء الظاھر وسائط بین عالم الصفاء ومظاھر الاکدار رحمة بالعامة الذین لم یصلوا الی ادراك المعانی الغیبة والادراکات الحقیقة[3]۔	علماء ظاہر کے دل عالم صفاء و مظہر تکدر کے اندر واسطہ ہیں ان عام خلائق پر رحمت کے لئے کہ معانی غیب وعلوم حقیقت تک جن کی رسائی نہ ہو۔

یہ صراحۃً وراثت نبوت کی شان ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اس لیے بھیجے جاتے ہیں کہ خالق و خلق میں واسطہ ہوں، ان خلائق پر رحمت کے لئے کہ بارگاہ غیب وحقیقت تک جن کی رسائی نہیں۔

قول ۳۱: حضرت سیدنا شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین سہروردی رضی اللہ تعالٰی عنہ سردار سلسلہ علیہ سہروردیہ اپنی کتاب مستطاب میں فرماتے ہیں:

قوم من المفتونین لبسوا لبسة الصوفیة لینتسبوا بھا الی الصوفیة وماھم من الصوفیة بشیئ بل ھم فی غرور	یعنی کچھ فتنہ کے مارے ہوؤں نے صوفیوں کا لباس پہن لیا ہے کہ صوفی کہلائیں حالانکہ ان کو صوفیہ سے کچھ علاقہ نہیں بلکہ وہ ضرور غلط میں ہیں بکتے

[1] الطبقات الکبرٰی للشعرانی ذکر ابی القاسم ابراہیم بن محمد النصر آبادی مصطفی البابی مصر ۱/ ۱۲۳

[2] الطبقات الکبرٰی للشعرانی ذکر سید جعفر بن محمد الخواص مصطفی البابی مصر ۱/ ۱۱۹۔۱۱۸

[3] الطبقات الکبرٰی للشعرانی ترجمہ ۲۸۹ مصطفی البابی مصر ۱/ ۱۹۰

غلط یزعمون ان ضمائرھم خلصت الی اللہ تعالٰی و یقولون ھذا ھو الظفر بالمراد و الارتسام بمراسم الشریعۃ رتبۃ العوام وھذا ھو عین الالحاد الزندقۃ و الابعاد فکل حقیقۃ ردتھا الشریعۃ فھی زندقۃ [1]۔	کہ ان کے دل خالص خدا کی طرف ہوگئے اور یہی مراد کو پہنچ جانا ہے اور رسوم شریعت کی پابندی عوام کا مرتبہ ہے ان کا یہ خالص الحاد و زندقہ اللہ کی بارگاہ سے دور کیا جانا ہے اس لئے کہ جس حقیقت کو شریعت رد فرمائے وہ حقیقت نہیں بے دینی ہے۔

پھر جنید رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ارشاد نقل فرمایا ہے کہ جو چوری اور زنا کرے وہ ان لوگوں سے بہتر ہے [2]۔

قول ۳۲: نیز حضرت الشیوخ سہروردی رضی اللہ تعالٰی عنہ کتاب مستطاب اعلام الہدٰی و عقیدہ ارباب التقٰی میں عقیدہ کرامات اولیاء بیان کرکے فرماتے ہیں:

ومن ظھرلہ وعلی یدہ من المخترقات وھو علی غیر الالتزام باحکام الشریعۃ نعتقد انہ زندیق وان الذی ظھرلہ مکر واستدراج [3]۔	ہمارا عقیدہ ہے کہ جس کے لئے اور اس کے ہاتھ پر خوارق عادات ظاہر ہوں اور وہ احکام شریعت کا پورا پابند نہ ہو وہ شخص زندیق ہے اور وہ خوارق کہ اس کے ہاتھ پر ظاہر ہوں مکر واستدارج ہیں۔

قول ۳۳: حضرت سیدنا امام حجۃ الاسلام محمد محمد غزالی قدس سرہ العالی فرماتے ہیں:

فرقۃ ادعت المعرفۃ الوصول و لایعرف(احد ھم) ھذہ الامور الا بالاسامی ویظن ان ذٰلك اعلی من علم الاولین والاخرین فینظر الی الفقھاء والمفسرین و المحدثین بعین الازرا و یستحقر بذٰلك جمیع العباد و العلماء ویدعی	مختصراً ایک گروہ معرفت ووصول کا دعوی رکھتا ہے حالانکہ معرفت ووصول کا نام ہی نام جانتا ہے اور گمان کرتا کہ یہ سب اگلے پچھلوں کے علم سے اعلٰی ہے تو وہ فقہیوں مفسروں محدثوں سب کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور تمام مسلمانوں اور علماء کو حقیر جانتا ہے اپنے

[1] عوارف المعارف الباب التاسع فی ذکر من الصوفیۃ الخ مطبعۃ المشھد الحسینی قاہرہ ص۷۱ و ۷۲

[2] عوارف المعارف الباب التاسع فی ذکر من الصوفیۃ الخ مطبعۃ المشھد الحسینی قاہرہ ص۷۱ و ۷۲

[3] نفحات الانس بحوالہ اعلام الھدی از انتشارات کتاب فروش محمودی تہران ایران ص۲۶

لنفسہ انہ الواصل الی الحق وہو عند اللہ من الفجار و المنافقین[1] (ملخصا)	واصل بخدا ہونے کا ادعا کرتا ہے حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک فاجروں اور منافقوں میں سے ہے اھ

قول ۳۴: حضرت سیدنا شیخ اکبر محی الدین محمد بن العربی رضی اللہ تعالٰی عنہ فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں:

ایاك ان ترمی میزان الشرع من یدك فی العلم الرسمی بل بادر الی العمل بکل ماحکم بہ وان فھمت منہ خلاف مایفھمہ الناس مما یحول بینك وبین امضاء ظاھر الحکم بہ فلا تعول علیہ فانہ مکر الھی بصورت علم الھی من حیث لاتشعر[2]۔	خبردار علم ظاہر میں جو شرع کی میزان ہے اسے ہاتھ سے نہ پھینکنا بلکہ جو کچھ اس کا حکم ہے فوراً اس پر عمل کر اور اگر عام علماء کے خلاف تیری سمجھ میں اس سے کوئی ایسی چیز آئے جو ظاہر شرع کا حکم نافذ کرنے سے تجھے روکنا چاہے تو اس پر اعتماد نہ کرنا وہ علم الٰہی کی صورت میں ایک مکر ہے جس کی تجھے خبر نہیں۔

قول ۳۵: نیز حضرت سید محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالٰی عنہ فتوحات میں فرماتے ہیں:

اعلم ان میزان الشرع الموضوعۃ فی الارض ہی مابایدی العلماء من الشریعۃ فمھما خرج ولی عن میزان الشرع المذکورۃ مع وجود عقل التکلیف وجب الانکار علیہ[3]۔	یقین جان کر میزان شرع جو اللہ عزوجل نے زمین میں مقرر فرمائی ہے وہ یہی ہے جو علماء شریعت کے ہاتھ میں ہے تو جب کبھی کوئی ولی اس میزان شرع سے باہر نکلے اور اس کی عقل کہ مدار احکام شرعیہ ہے باقی ہو تو اس پر انکار واجب ہے۔

قول ۳۶: نیز حضرت بحر الحقائق ممدوح رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

اعلم ان موازین الاولیاء المکملین لاتخطی الشریعۃ ابدافھم	یقین جان کہ اولیاء مرشدین رضی اللہ تعالٰی عنھم کی میزانیں کبھی شریعت سے خطا نہیں

---

[1] احیاء العلوم کتاب ذم الغرور بیان اصناف المغترین الخ الصنف الثالث المشھد الحسینی قاہرہ ۳/ ۴۰۵

[2] الیواقیت والجواہر الفصل الرابع مصطفی البابی مصر ۱/ ۲۶

[3] الیواقیت والجواہر الفصل الرابع مصطفی البابی مصر ۱/ ۲۶

محفوظون من مخالفة الشریعة [1] الخ۔	کرتیں وہ مخالف شرع سے محفوظ ہیں۔

قول ۳۷: نیز حضرت خاتم الولایۃ المحمدیہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

اعلم ان عین الشریعة ھی عین الحقیقة اذ الشریعة لھا دائرتان علیا وسفلی فالعلیا لاھل الکشف و السفلی لاھل الفکر فلما فتش اھل الفکر علی ماقال اھل الکشف فلم یجدوہ فی دائرة فکرھم قالوا ھذا خارج عن الشریعة فاھل الفکر ینکرون علی اھل الکشف واھل الکشف لاینکرون علی اھل الفکر، من کان ذا کشف وفکر فھو حکیم الزمان فکما ان علوم الفکر احد طرفی الشریعة فکذالك علوم اہل الکشف فھما متلازمان ولکن لما کان الجامع بین الطرفین عزیزا فرق اھل الظاھر بینھما [2]۔	یقین جان کہ شریعت ہی کا چشمہ حقیقت کا چشمہ ہے اس لئے کہ شریعت کے دو دائرے ہیں ایک اوپر اور ایک نیچے اوپر کا دائرہ اہل کشف کے لئے ہے اور نیچے کا اہل فکر کے لئے، اہل فکر جب اہل کشف کے اقوال کو تلاش کرتے اور اپنے دائرہ فکر میں نہیں پاتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ یہ قول شریعت سے باہر ہے۔ تو اہل فکر اہل کشف پر معترض ہوتے ہیں مگر اہل کشف اہل فکر پر انکار نہیں رکھتے۔ جو کشف وفکر دونوں رکھتا ہے وہ اپنے وقت کا حکیم ہے پس جس طرح علوم فکر شریعت کا ایک حصہ ہیں یونہی علوم اہل کشف بھی، تو وہ دونوں ایک دوسرے کو لازم ہیں اور جبکہ دونوں کناروں کا جامع نادر ہے، لہٰذا ظاہر بینوں نے شریعت وحقیقت کو جدا سمجھا۔

سبحان اللہ! اہل ظاہر اگر علوم حقیقت کو نہ سمجھیں عذر رکھتے ہیں کہ شریعت کے دائرے زیریں میں ہیں، مدعی ولایت جو علم ظاہر سے منکر ہو معلوم ہوا قطعاً جھوٹا کذاب فریبی ہے کہ اگر دائرہ بالا تک پہنچتا تو دائرہ زیریں سے جاہل نہ ہوتا۔ جڑ والے اگر شاخ تراشیں اصل درخت قائم رہے۔ مگر بلند شاخ تک پہنچنے والے جڑ کاٹیں تو ان کی ہڈی پسلی کی خیر نہیں۔ اس عبارت شریفہ سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ اہل ظاہر اگر شریعت وحقیقت کو جدا سمجھیں ان کی غلطی مگر وہ اپنے علم میں کاذب نہیں اور مدعی تصوف اگر انھیں جدا بتائے تو قطعاً دروغ باف ولاف زن ہے۔

---

[1] الیواقیت والجواہر الفصل الرابع مصطفی البابی مصر ص ۲۶ و ۲۷

[2] الیواقیت والجواہر الفصل الرابع مصطفی البابی مصر ص ۲۶

قول۳۸: نیز حضرت لسان القوم رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

لایتعدی کشف الولی فی العلوم الالٰھیۃ فوق مایعطیہ کتاب نبیہ و وحیہ قال الجنید فی ہذا المقام علمنا ہذا مقید بالکتاب و السنۃ وقال الاخر کل فتح لا یشھد لہ الکتاب والسنۃ فلیس بشیئ فلا یفتح لولی قط الا فی الفھم فی الکتاب العزیز فلھذا قال تعالٰی ما فرطنا فی الکتاب من شیئ وقال سبحنہ فی الواح موسی وکتبنا لہ فی الالواح من کل شیئ الآیۃ فلا تخرج علم الولی جملۃ واحدۃ عن الکتاب والسنۃ فان خرج احد عن ذٰلک فلیس بعلم ولا علم ولایۃ معا بل اذا حققتہ وجدتہ جھلا[1]۔	علوم الٰہیہ میں ولی کا کشف اس علم سے تجاوز نہیں کر سکتا جو اس کے نبی کی وحی وکتاب عطافرمارہی ہے اس مقام میں جنید نے فرمایا ہمارا یہ علم کتاب وسنت کا مقید ہے۔اور ایک عارف نے فرمایا جس کشف کی شہادت کتاب وسنت نہ دیں وہ محض لاشیئ ہے تو ہر گز ولی کے لئے کچھ کشف نہیں ہوتا مگر قرآن عظیم کے فہم میں اللہ تعالٰی فرماتا ہے ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھانہ رکھا اور موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تختیوں کو فرماتا ہے ہم نے اس کے لئے الواح میں ہر چیز سے کچھ بیان لکھ دیا، توسو بات کی ایک بات یہ ہے کہ ولی کا علم کتاب وسنت سے باہر نہ جائے گا اگر کچھ باہر جائے تو وہ علم ہوگانہ کہ کشف بلکہ تحقیق کرے تو تجھے ثابت ہوجائے گا کہ وہ جہالت تھا۔

قول۳۹: نیز حضرت عین المکاشفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

اعلم ایدك اللہ ان الکرامۃ من الحق من اسمہ البر فلا تکون الاللابرار وھی حسیۃ ومعنویۃ،فالعامۃ ما تعرف الاالحسیۃ مثل الکلام علی الخاطر والاخبار المغیبات الماضیۃ والکائنۃ والاٰتیۃ والمشی علی الماء و اختراق الھوا وطی الارض والاحتجاب	یقین جان اللہ تیری مدد کرے کہ کرامت حق سبحانہ کے نام بر یعنی محسن کی بارگاہ سے آتی ہے تو اسے صرف ابرار نیکو کار ہی پاتے ہیں اور وہ دو قسم ہے، محسوس ظاہری ومعقول معنوی، عوام صرف کرامت محسوسہ کو جانتے ہیں جیسے کسی کو دل کی بات بتادینا گزشتہ وموجودہ وآئندہ غیبوں کی خبر دینا، پانی پر چلنا، ہوا پر اڑنا۔صدہا منزل زمین ایک قدم میں طے کرنا، آنکھوں سے

[1] الفتوحات المکیۃ لابن عربی الباب الرابع عشر وثلثمائۃ فی معرفۃ الخ دار احیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۵۶

عن الابصار ومعنوية لايعرفها الاالخواص وہی ان تحفظ عليه اٰداب الشريعة و يوفق لاتيان مكارم الاخلاق واجتناب سفسافها والمحافظة على اداء الواجبات مطلقا فى اوقاتها فهذه كرامات لا يدخل مكر ولا استدراج والكرامات التى ذكرنا ان العامة تعرفها فكلها يمكن ان يدخلها المكر الخفى ثم لابد ان تكون نتيجة عن استقامة اوتنتج استقامة والا فليست بكرامة والمعنوية لايدخلها شيئ مما ذكرنا فان العلم يصحبها وقوة العلم وشرفه تعطيك و ان المكر لايدخلها فان الحدود الشرعية لاتنصب حبالة للمكر الالٰهى فانها عين الطريق الواضحة الى نيل السعادة لان العلم ہو المطلوب وبه تقع المنفعة ولو لم يعمل به فانه لايستوى الذين يعلمون والذين لايعلمون فالعلماء هم الامنون من التلبيس[1] اھ اختصار۔	چھپ جانا کہ سامنے موجود ہو اور کسی کو نظر نہ آئیں اور کرامات معنویہ کہ صرف خواص پہچانتے ہیں وہ یہ ہیں کہ اپنے نفس پر آداب شرعیہ کی حفاظت رکھے، عمدہ خصلتیں حاصل کرنے اور بری عادتوں سے بچنے کی توفیق دیا جائے تمام واجبات ٹھیک ادا کرنے پر التزام رکھے،ان کراموں میں مکر واستدراج کو دخل نہیں اور کرامتیں جنھیں عوام پہچانتے ہیں ان سب میں مکر نہاں کی مداخلت ہوسکتی ہے پھر یہ بھی ضروری ہے کہ وہ ظاہری کرامتیں استقامت کا نتیجہ ہوں یاخود استقامت پیدا کریں ورنہ کرامت نہ ہوگی اور کرامت معنویہ میں مکر واستدراج کی مداخلت نہیں اس لئے کہ علم ان کے ساتھ ہے علم کا شرف خودہی تجھے بتائے گا کہ ان میں مکر کا دخل نہیں اس لئے کہ شریعت کی حدیں کسی کے لئے مکر کا پھندا قائم نہیں کرتیں اس وجہ سے کہ شریعت سعادت پانے کا عین صاف وروشن راستہ ہے علم ہی مقصود ہے اور اسی نے نفع پہنچانا ہے اگرچہ اس پر عمل نہ ہو کہ مطلقًا ارشاد ہوا ہے کہ عالم وبے علم برابر نہیں تو علماء ہی مکر واشتباہ سے امان میں ہیں وبس۔

قول ۴۰: حضرت سیدی ابراہیم دسوقی رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ اقطاب اربعہ سے ہیں یعنی ان چہار میں جو تمام اقطاب میں اعلٰی و ممتاز گنے جاتے ہیں اول حضور پر نور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ دوم سید احمد رفاعی، سوم حضرت سید احمد کبیر بدوی، چہارم حضرت سید ابراہیم دسوقی رضی اللہ تعالٰی عنہم ونفعنا ببرکاتھم فی الدنیا والآخرۃ) فرماتے ہیں:

[1] الفتوحات المكية للشيخ ابن عربى الباب الرابع والثمانون ومائة داراحیا التراث العربى بیروت ۲/ ۳۶۹

الشریعۃ ھی الشجرۃ والحقیقۃ ھی الثمرۃ[1]۔	شریعت درخت ہے اور حقیقت پھل ہے۔

درخت و ثمر کی نسبت بھی وہی بتا رہی ہے کہ درخت قائم ہے تو اصل موجود ہے مگر جو اصل کاٹ بیٹھا وہ نرا محروم و مردود ہے۔ پھر اس کی مثال کی بھی وہی حالت ہے جو ہم منبع و بحر میں بیان کر آئے ہیں، درخت کٹ جائے تو آئندہ پھل کی امید نہ رہی مگر جو پھل آچکے ہیں یہاں درخت کٹتے ہی آئے ہوئے پھل بھی فنا ہو جاتے ہیں اور فنا ہوتے ہی پھر بس نہیں بلکہ انسان کا دشمن ابلیس لعین غلیظ اور گوبر کے پھل جادو سے بنا کر اس کے منہ میں دیتا ہے اور یہ اپنی حالت سے انھیں ثمر حقیقت جان کر خوش خوش نگلتا ہے جب آنکھ بند ہو گئی اس وقت کھلے گا کہ منہ میں کیا بھرا تھا **والعیاذ باللہ تعالٰی** ان درختوں میں قریب تر مثال پان اور اس کی بیل کی ہے خوشبو، خوشرنگ، خوش ذائقہ، مفرح، مقوی دل و دماغ، مصفی خون مطیب نکہت وجہ سرخروئی باعث زینت، اور پھر عجیب خاصہ یہ کہ بیل سوکھے تو اس کے پان جہاں جہاں ہوں معاً سوکھ جائیں گے یہ ایک ادنٰی مثال شریعت و حقیقت یا اس جاہل کے طور پر شریعت و طریقت کی ہے۔

قول ۴۱: عارف باللہ حضرت سیدی علی خواص رضی اللہ تعالٰی عنہ پیر و مرشد امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی فرماتے ہیں:

علم الکشف اخبار بالامور علی ماھی علیہ فی نفسھا و ھذا اذا حققتہ وجدتہ لایخالف الشریعۃ فی شیئ بل ھو الشریعۃ بعینھا[2]۔	یعنی علم کشف یہ ہے کہ اشیاء جس طرح واقع و حقیقت میں ہیں اسی طرح ان سے خبر دے اسے اگر تو تحقیق کرے تو اصلا کسی بات میں شریعت کے خلاف نہ پائے گا بلکہ وہ عین شریعت ہے۔

قول ۴۲: نیز ولی ممدوح رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

جمیع مصابیح علماء الظاھر والباطن قد اتقدت من نور الشریعۃ فما من قول من اقوال المجتھدین و مقلدیھم الاوھو مؤید باقوال اھل الحقیقۃ	علمائے ظاہر ہوں خواہ علمائے باطن سب کے چراغ شریعت ہی کے نور سے روشن ہیں، تو ائمہ مجتہدین اور ان کے مقلدین کسی کا کوئی قول ایسا نہیں کہ اہل حقیقت کے اقوال اس کی تائید

[1] الطبقات الکبرٰی ترجمہ ابراہیم الدسوقی ۲۸۶ مصطفی البابی مصر ۱/ ۱۶۹

[2] میزان الشریعۃ الکبرٰی فصل فی بیان استحالہ خروج شیئ الخ مصطفی البابی مصر ۱/ ۴۴

لاشك عندنا فی ذٰلك [1]۔	نہ کرتے ہوں، ہمارے نزدیک اس میں کوئی شک نہیں۔

نیز فرمایا:

امداد قلبه صلی الله تعالٰی علیه سلم لجمیع قلوب علماء امته فما اتقد مصباح عالم الا عن مشکوٰۃ نور قلب رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم [2]۔	تمام علمائے امت کے دلوں کو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے قلب اقدس سے مدد پہنچتی ہے تو ہر عالم کا چراغ حضور ہی کے نور باطن کے شمع دان سے روشن ہے۔

قول ۴۳: نیز یہی مفتوح ممدوح رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

علم الکشف الصحیح لایاتی قط الاموافقا للشریعة المطهرة [3]۔	سچا علم کشف کبھی نہیں آتا مگر شریعت مطہرہ کے موافق۔

قول ۴۴: حضرت سید افضل الدین اجل خلفائے سیدی علی خواص رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں:

کل حقیقة شریعة وعکسه [4]۔	حقیقت عین شریعت ہے اور شریعت عین حقیقت۔

قول ۴۵: امام اجل عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی فرماتے ہیں:

ان الله تعالٰی قد اقدر ابلیس کما قال الغزالی وغیرہ علی ان یقیم للمکاشف صورة المحل الذی یاخذ علمه منه من سماء او عرش او کرسی اوقلم او لوح فربما ظن المکاشف ان ذٰلك العلم عن الله عزوجل	بیشک اللہ تعالٰی نے ابلیس کو قدرت دی ہے جیسے امام حجۃ الاسلام غزالی وغیرہ اکابر نے تصریح کی ہے کہ صاحب کشف آسمان، عرش، کرسی، لوح، قلم جہاں سے اپنے علوم حاصل کرتا ہے اس مکان کی ساختہ تصویر اس کے سامنے قائم

---

[1] المیزان الکبرٰی للشعرانی فصل فی بیان استحالہ خروج شیئ الخ مصطفی البابی مصر ۱/ ۴۵

[2] المیزان الکبرٰی للشعرانی فصل فی بیان استحالہ خروج شیئ الخ مصطفی البابی مصر ۱/ ۴۵

[3] المیزان الکبرٰی للشعرانی فصل فان قال قائل ان احدا لایحتاج الی ذوق الخ مصطفی البابی مصر ۱/ ۱۲

[4] المیزان الکبرٰی للشعرانی فصل فی بیان استحالۃ الخ مصطفی البابی مصر ۱/ ۴۵

فاخذ به فضل فاضل فمن هنا اوجبوا علی المکاشف انه یعرض مااخذه من العلم من طریق کشفه علی الکتاب و السنة قبل العمل به فان وافق فذاك و الاحرام علیه العمل به[1]۔	کردے(اور حقیقت میں وہ عرش کرسی لوح وقلم نہ ہوں شیطان کا دھوکا ہوں اب شیطان اس دھوکے کی ٹٹی سے اپنا علم شیطانی القاء کرے)اور یہ صاحب کشف اسے اللہ عزوجل کی طرف سے گمان کرکے عمل کر بیٹھے خود بھی گمراہ ہوا اور وں کو بھی گمراہ کرے اس لئے ائمہ اولیائے کشف والے پر واجب کیا ہے کہ جو علم بذریعہ کشف حاصل ہوا اس پر عمل کرنے سے پہلے اسے کتاب وسنت پر عرض کرے اگر موافق ہو تو بہتر ورنہ اس پر عمل حرام ہے۔

نابیناؤ! تم نے شریعت کی حاجت دیکھی شریعت کا دامن نہ تھا مو تو شیطان کچے دھاگے کی لگام دے کر تمھیں گھمائے پھرے، جب تو حدیث نے فرمایا: "عابد بے فقہ چکی کا گدھا"[2]

قول ۴۶: نیز امام ممدوح قدس سرہ فرماتے ہیں:

لاتلحق نهایة الولایة بدایة النبوة ابدا ولو ان ولیا تقدم الی العین التی یاخذ منها الانبیاء علیهم الصلوٰة والسلام لاحترق وغایة امر الاولیاء انهم یتعبدون بشریعة محمد صلی الله تعالٰی علیه وسلم قبل الفتح علیهم وبعده ومتی ماخرجوا عن شریعة محمد صلی الله تعالٰی علیه وسلم هلکوا وانقطع عنهم الامداد فلا یمکنهم ان یستقلوا بالاخذ عن الله تعالٰی	کبھی ولایت کی نہایت نبوت کی ابتداء تک نہیں پہنچ سکتی اور اگر کوئی ولی اس چشمہ تک بڑھے جس سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ و السلام فیض لیتے ہیں۔تو وہ ولی جل جائے،اولیاء کی نہایت کار یہ ہے کہ شریعت محمدی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر عبادت بجالاتے ہیں خواہ کشف حاصل ہوا ہو یا نہیں اور جب کبھی شریعت محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے نکلیں گے ہلاک ہو جائیں گے اور ان کی مدد قطع ہو جائے گی تو انھیں کبھی ممکن نہیں کہ اللہ عزوجل سے خود بالاستقلال لے سکیں اور

[1] المیزان الکبرٰی فصل فان قائل ان احدالایحتاج الخ مصطفی البابی مصر ۱/ ۱۲

[2] حلیة الاولیاء لابی نعیم ترجمہ ۳۱۸ خالد بن معدان دارالکتاب العربی بیروت ۵/ ۲۱۹

ابدا وقد تقدم ان جمیع الانبیاء والاولیاء مستمدون من محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم [1]۔	ہم اوپر بیان کر آئے کہ تمام انبیاء واولیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مدد لیتے ہیں۔

قول ۴۷: نیز ولی موصوف قدس سرہ فرماتے ہیں:

التصوف انما ھو زبدۃ عمل العبد باحکام الشریعۃ [2]۔	تصوف کیا ہے بس احکام شریعت پر بندہ کے عمل کا خلاصہ ہے۔

قول ۴۸: پھر فرمایا:

علم التصوف تفرع من عین الشریعۃ [3]۔	علم تصوف چشمہ شریعت سے نکلی ہوئی جھیل ہے۔

قول ۴۹: پھر فرمایا:

من دقق النظر علم انہ لایخرج شیئ من علوم اھل اللہ تعالٰی عن الشریعۃ وکیف تخرج علومھم عن الشریعۃ و الشریعۃ ھی وصلتھم الی اللہ عزوجل فی کل لحظۃ [4]۔	جو نظر غور کرے جان لے گا کہ علوم اولیاء سے کوئی چیز شریعت سے باہر نہیں اور کیونکر ان کے علم شریعت سے باہر ہوں حالانکہ ہر ہر لحظہ شریعت ہی ان کے وصول بخدا کا ذریعہ ہے۔

قول ۵۰: پھر فرمایا:

قد اجمع القوم علٰی انہ لایصلح للتصدر فی طرق اللہ عزوجل الامن تبحر فی علم الشریعۃ وعلم منطوقھا ومفھومھا وخاصھا وعامھا وناسخھا ومنسوخھا و تبحر فی لغۃ العرب حتی عرف مجازاتھا	تمام اولیائے کرام کا اجماع ہے کہ طریقت میں صدر بننے کا لائق نہیں مگر وہ جو علم شریعت کا دریا ہو اس کے منطوق مفہوم خاص عام ناسخ منسوخ سے آگاہ ہو زبان عرب کا کمال ماہر ہو یہاں تک کہ اس کے مجاز اور استعارے وغیرہ

---

[1] الیواقیت الجواہر المبحث الثانی والاربعون مصطفی البابی مصر ۲/ ۷۱

[2] الطبقات الکبرٰی للشعرانی مقدمۃ الکتاب مصطفی البابی مصر ۱/ ۴

[3] الطبقات الکبرٰی للشعرانی مقدمۃ الکتاب مصطفی البابی مصر ۱/ ۴

[4] الطبقات الکبرٰی للشعرانی مقدمۃ الکتاب مصطفی البابی مصر ۱/ ۴

واستعارا تہا وغیر ذٰلك فكل صوفی فقیہ ولاعكس [1]۔	جانتا ہو تو ہر صوفی فقیہ ہوتا ہے اور ہر فقیہ صوفی نہیں۔

قول ۵۱: نیز عارف معروف قدس سرہ فرماتے ہیں:

الكشف الصحیح لا یأتی دائماً الا موافقاً للشریعۃ كماھو مقرر بین العلماء [2]۔	سچا کشف ہمیشہ شریعت کے مطابق ہی آتا ہے جیسا کہ اس فن کے علماء میں مقرر ہو چکا ہے۔

قول ۵۲: حضرت عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی فرماتے ہیں:

مایدعیہ بعض المتصوفۃ فی زماننا انكم معشر اھل العلم الظاھر تاخذون احكامكم من الكتاب والسنۃ وانا ناخذ من صاحبہ ہذا كفر لامحالۃ بالاجماع من وجوہ الاول التصریح بعدم الدخول تحت احكام الكتاب والسنۃ مع وجود شروط التكلیف من العقل و البلوغ [3]۔	وہ جو ہمارے زمانے کے بعض صوفی بننے والے ادعا کرتے ہیں کہ اے علم ظاہر والو ! تم اپنے احکام کتاب وسنت سے لیتے ہو اور ہم خود صاحب قرآن سے لیتے ہیں یہ بالاجماع قطعاً بوجوہ کثیرہ کفر ہے ازانجملہ یہ عقل وبلوغ شرائط تکلیف ہوتے ہوئے کہہ دیا کہ ہم زیر احکام شریعت نہیں۔

یہیں فرمایا:

ان اراد بترك العلم الظاھر عدم تعلم ذلك وعدم الاعتناء بہ لان العلم الظاھر لاحاجۃ الیہ فقد سفہ الخطاب الالٰھی وسفہ الانبیاء ونسب العبث والبطلان الی ارسال الرسل وانزال الكتب فلا شك فی كفرہ اشد الكفر [4] (ملتقطا)	اگر علم ظاہر چھوڑنے سے اس کا نہ سیکھنا اور اس کا اہتمام نہ کرنا مراد لے اس خیال سے کہ علم ظاہر کی طرف حاجت نہیں تو اس نے کلام الٰہی کو احمق بتایا اور انبیاء کو بیوقوف ٹھہرایا، رسولوں کے بھیجنے کتابوں کے اتارنے کو عبث وباطل کی طرف نسبت کیا تو کچھ شک نہیں کہ وہ کافر ہے اور اس کا کفر سب سے سخت تر کفر۔

---

[1] الطبقات الکبرٰی للشعرانی مقدمۃ الکتاب مصطفی البابی مصر ۱/ ۴

[2] المیزان الکبرٰی فصل فان قال قائل ان احدالا یحتاج الی ذوق مصطفی البابی مصر ۱/ ۱۲

[3] الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ الباب الاول الفصل الثانی مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/ ۱۵۸ تا ۱۵۵

[4] الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ الباب الاول الفصل الثانی مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/ ۱۵۹

قول ۵۳: نیز عارف ممدوح قدس سرہ تعظیم شریعت مطہرہ کے بارے میں حضرات عالیہ سید الطائفہ وسری سقطی وابویزید بسطامی وابو سلیمان دارانی وذوالنون مصری وبشر حافی وابوسعید خراز وغیرہم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے اقوال کریمہ ذکر کرکے فرماتے ہیں:

انظر ایها العاقل الطالب للحق ان هؤلاء عظماء مشائخ الطریقة وکبراء ارباب الحقیقة کلهم یعظمون الشریعة المحمدیة وکیف وهم ماوصلوا الا بذلك التعظیم والسلوك علی هذا المسلك المستقیم ولم ینقل عن احد منهم ولا عن غیرهم من السادة الصوفیة الکاملین انه احتقر شیئا من احکام الشریعة المطهرة ولا امتنع من قبوله بل کلهم مسلمون له و یبنون علومهم الباطنة علی السیرة الاحمدیة فلا یغرنك طامات الجهال المتنسکین الفاسدین المفسدین الضالین المضلین الزائغین عن الشرع القویم الی صراط الجحیم خارجین عن مناهج علماء الشریعة المحمدیة مارقین من مسالك مشائخ الطریقة لاعراضهم عن التادب باداب الشریعة وترکهم الدخول فی حصونها المنیعة فهم کافرون بانکارها مدعون الاستنارة بانوارها ومشائخ الطریقة قائمون بالاداب الشریعة معتقدون تعظیم احکام اللہ تعالٰی ولهذا	یعنی اے عاقل! اے حق کے طالب! دیکھ کہ یہ عظمائے مشائخ طریقت یہ کبرائے ارباب حقیقت سب کے سب شریعت مطہرہ کی تعظیم کررہے اور کیوں نہ کریں کہ وہ واصل نہ ہوئے مگر اسی تعظیم اقدس سیدھی راہ شریعت پر چلنے کے سبب یا ان سے یا ان کے سوا اور سرداران اولیائے کاملین کسی ایک سے بھی منقول نہیں کہ اس نے شریعت مطہرہ کے کسی حکم کی تحقیر کی یا اس کے قبول سے باز رہا ہو بلکہ وہ سب اس کے حضور گردن رکھے ہوئے ہیں اور اپنے باطنی علوم کی سیرت محمدی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر بنا کرتے ہیں تو تجھے زنہار دھوکا میں نہ ڈالیں حد سے گزری ہوئی باتیں ان جاہلوں کی کہ سالک بنتے ہیں خود بگڑے اوروں کو بگاڑتے ہیں آپ گمراہ اوروں کو گمراہ کرتے ہیں شرع مستقیم سے کج ہو کر جہنم کی راہ چلتے ہیں علمائے شریعت کی راہ سے باہر مشائخ طریقت کے مسلک سے خارج اس لئے کہ آداب شریعت اختیار کرنے سے روگردانی کئے اور اس کے مستحکم قلعوں میں پناہ لینے کو چھوڑے بیٹھے ہیں تو وہ انکار شریعت کے سبب کافر ہیں اور دعوے یہ کہ اس کے انوار سے روشن ہیں مشائخ طریقت تو آداب شریعت پر قائم ہیں احکام الٰہی کی تعظیم کے معتقد ہیں اسی لئے

اتحفھم اللہ تعالٰی بالکمالات القدسیۃ وھولاء المغرورون بالفشار اللابسون حلۃ العار الذین ہم مسلمون فی الظاہر واذا حققتھم فھم کفار لم یزالوا معتکفین علی اصنام الاوھام مفتونین بمایلقی لھم الشیطان من الوساوس فی الافھام فالویل لھم ولمن تبعھم او حسن امرھم فھم قطاع طریق اللہ تعالٰی[1] اھ ملتقطا۔	اللہ تعالٰی نے انھیں کمالات اقدس کا تحفہ دیا اور یہ اپنی خرافات پر مغرور یہ عار لباس پہنے ہوئے کہ ظاہر میں مسلمان اور حقیقت میں کافر ہیں یہ ہمیشہ اپنے اوہام کے بتوں کے آگے آسن مارے بیٹھے ہیں۔ شیطان جو وسوسے ان کے افکار میں ڈالتا ہے انھیں پر مفتون ہوئے ہیں تو خرابی پوری خرابی ان کے لئے اور اس کے لئے اور ان کے لئے جو ان کا پیرو ہو یا ان کے کام کو اچھا جانے اس لئے کہ وہ راہ خدا کے راہزن ہیں اھ ملتقطا

قول ۵۴: حضرت قطب ربانی محبوب یزدانی مخدوم اشرف جہانگیر چشتی سمنانی رضی اللہ تعالٰی عنہ سردار سلسلہ چشتیہ اشرفیہ فرماتے ہیں:

خارق عادت اگر از ولی موصوف باوصاف ولایت ظاہر بود کرامت گویند واگر از مخالف شریعت صادر شود استدراج حفظنا اللہ وایاکم[2]۔	اگر اوصاف ولایت والے ولی سے خارق عادت ظاہر ہو تو وہ کرامت ہے اور اگر مخالف شریعت سے صادر ہو تو استدارج ہے۔ اللہ تعالٰی ہمیں اور آپ کو محفوظ فرمائے۔ (ت)

قول ۵۵: حضرت سیدی ابوالمکارم رکن الدین خلیفہ حضرت سیدی نور الدین عبدالرحمٰن اسفرائنی خلیفہ وقت حضرت سیدی جمال الدین احمد جوزقانی خلیفہ سیدی رضی الدین لالا خلیفہ حضرت سیدی نجم الدین کبرٰی سردار سلسلہ کبرویہ رضی اللہ تعالٰی عنہم اپنے شیخ ومرشد رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت فرماتے ہیں:

ولی تا شریعت رابکمال نگیرد قدم درولایت نتواں نہاد بلکہ اگر انکار کند کافر گردد[3]۔	ولی جب تک شریعت کو مکمل طور پر نہ اپنائے ولایت میں قدم نہیں رکھ سکتا بلکہ اگر اس کا انکار کرے تو کافر ہے۔ (ت)

[1] الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقہ المحمدیہ الباب الاول الفصل الثانی مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/ ۱۸۷تا۱۸۹

[2] لطائف اشرفی لطیفہ پنجم مکتبہ سمنانی کراچی ۱/ ۱۲۶

[3] نفحات الانس ذکر ابی المکارم رکن الدین احمد بن محمد ازانتشارات کتابفروشی تہران ایران ص ۴۴۳

قول ۵۶: حضرت سیدی شیخ الاسلام احمد نامقی جامی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضرت سیدی خواجہ مودود چشتی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا:

اول مصلی را بر طاق نہ و برو علم آموز کہ زاہد بے علم مسخرہ شیطان است[1]۔	پہلے عبادت کا مصلی طاق پر رکھ اور جاکر علم حاصل کر کیونکہ جاہل شیطان کا مسخرہ ہوتا ہے۔ (ت)

یہ حکایت شریف بہت نفیس ولطیف ہے۔ اس کا خلاصہ عرض کریں کہ اس کلام کریم کا منشاء معلوم ہو اور حضرت خواجہ مودود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہ سرور وسردار سلسلہ عالیہ چشتیہ بہشتیہ ہیں دفع وہم ہو اور آج کل کے بہت مدعیان ناکارکے لئے کہ مسند ولایت کو ترکہ پدری جانتے ہیں۔ باعث ہدایت وعبرت وفہم ہو، حضرت ممدوح سلالہ خاندان اولیائے کرام ہین ان کے آباء کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم اجلہ اکابر محبوبان خدا سرداران شریعت وطریقت واصحاب علم وکرامت تھے اور ان کے بعد حضرت خواجہ مودود چشتی نے مسند آبائی پر جلوس فرمایا۔ ہزاروں آدمی مرید ہوگئے مگر صاحبزادہ والاقدر ابھی عالم نہ ہوئے تھے نہ راہ طریقت کسی مرشد کامل کی تعلیم سے چلے تھے عنایت ازلی ہی ان کے حال شریف پر متوجہ تھی حضرت شیخ الاسلام قطب الکرام سیدی احمد نامقی جامی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو ان کی تعلیم وتفہیم کے لئے ہرات بھیجا، یہاں خواص وعام اس جناب کی کرامات عالیہ دیکھ کر مرید ومعتقد ہوئے اور تمام اطراف میں ان کا شہرہ ہوا، صاحبزادہ خواجگان رضی اللہ تعالٰی عنہم کو ناگوار ہوا، قصد فرمایا کہ حضرت والا کو اس ملک سے باہر کریں لشکر مریدان لے کر جنبش فرمائی، اصحاب حضرت شیخ الاسلام کو اس کی اطلاع ہوئی انھوں نے براہ ادب اسے شیخ الاسلام سے چھپایا مگر حضرت خود ہی خوب جانتے تھے ایک دن جب صبح کا ناشتہ حاضر کیا گیا تو ارشاد فرمایا: ایک ساعت صبر کرو کہ کچھ قاصد آتے ہیں، تھوڑی دیر بعد قاصدان صاحبزادہ حاضر ہوئے، حضرت والا نے انھیں کھانا کھلایا پھر فرمایا: تم کہوگے یا میں بتاؤں کہ کس لئے آئے ہو عرض کی: حضرت فرمائیں۔ فرمایا: خواجہ مودود نے تمھیں بھیجا ہے کہ احمد سے کہو وہ ہماری ولایت میں کیوں آیا سیدھی طرح واپس جاتا ہے تو جائے ورنہ جس طرح چاہے نکالا جائے گا، قاصدوں نے تصدیق کی کہ ہاں حضرت خواجہ نے یہی پیام دے کر ہمیں بھیجا ہے حضرت والا نے فرمایا:

[1] نفحات الانس ذکر خواجہ قطب الدین مودود چشتی انتشارات کتابفروشی تہران ایران ص ۳۲۹

کہ ولایت سے یہ دیہات مراد ہیں تو یہ اوروں کی ملک ہیں نہ کہ خواجہ مودود کی، اور اگر ولایت سے یہ لوگ مراد ہیں تو یہ بادشاہ سنجر کی رعیت ہیں تو یوں بادشاہ شیخ الشیوخ ٹھہرے گا، اور اگر ولایت سے وہ مراد ہے جو میں جانتا ہوں اور جسے اولیاء اللہ جانتے ہیں تو کل ہم انھیں دکھادیں گے کہ ولایت کاکام کیا اور کیسا ہوتا ہے قاصدوں کو یہ جواب عطا فرمایا اور ادھر ابر عظیم آیا، اور ایک رات دن ابر برسا دم بھر کو نہ دم لیا۔ دوسرے دن صبح کو حضرت والا نے فرمایا: گھوڑے کسو کہ خواجہ مودود کی طرف چلیں، اصحاب نے عرض کی، ندی چڑھ گئی اب جب تک چند روز بارش موقوف نہ ہو کوئی ملاح کشتی بھی نہیں لے جاسکتا۔ فرمایا: کچھ مشکل نہیں آج ہم ملاحی کریں گے جب سوار ہو کر جنگل میں پہنچے ملاحظہ فرمایا کہ ایک انبوہ مسلح حضرت کے ہمراہ ہے۔ فرمایا: یہ کون لوگ ہیں۔ عرض کی: حضور کے مرید و محب ہیں، یہ سن کر کہ ایک جماعت حضور کے مقابلے کو آئی ہے یہ حضور کے ہمراہ ہو لئے، فرمایا: انھیں واپس کرو تیر و تلوار تو سنجر کاکام ہے اولیاء کے ہتھیار اور ہی ہیں، غرض چند خدام کے ساتھ ندی کنارے پہنچے پانی طغیانی پر تھا، فرمایا: آج یہ ٹھہری ہے کہ ہم ملاحی کریں گے، معرفت الٰہی میں کلام فرمانا شروع کیا تمام حاضرین ذوق سے بیخود ہوگئے، فرمایا: آنکھیں بند کرلو اور **بسم اللہ الرحمن الرحیم** کہہ کر چلو، لوگوں نے ایسا ہی کیا، جس نے آنکھ جلدی کھول دی اس کا جوتا تر ہوا اور جس نے ذرا دیر کر کھولی اس کا جوتا بھی خشک رہا، اور سب نے اپنے آپ کو دریا کے اس پار پایا، قاصدوں نے جو یہ ماجرا دیکھا جلدی کرکے حضرت صاحبزادہ خواجگان کے حضور حاضر ہوئے اور حال عرض کیا، کسی کو یقین نہ آیا، صاحبزادہ دوہزار مرید مسلح کے ساتھ متوجہ ہوئے اور جیسے حضرت شیخ الاسلام سے نظر دوچار ہوئی صاحبزادہ بے اختیار پیادہ ہوئے اور حضرت والا کے پائے مبارک پر بوسہ دیا حضرت ان کی پیٹھ ٹھونکتے اور فرماتے تھے، ولایت کاکام دیکھا تم نہیں جانتے مردان خدا کی فوج سلاح سے نہیں جاؤ سوار ہوا بھی بچے ہو تمھیں نہیں معلوم کہ کیا کرتے ہو۔ جب بستی آئے حضرت شیخ الاسلام مع اپنے اصحاب کے ایک محلّہ میں اترے اور حضرت صاحبزادہ مع مریدان دوسرے محلّہ میں، دوسرے دن ان مریدین صاحبزادہ نے کہا ہم آئے تھے شیخ احمد کو اس ملک سے نکالنے اور آج وہ ہمارے ساتھ ایک ہی گاؤں میں مقیم ہیں کوئی فکر عمدہ کرنی چاہئے، حضرت خواجہ مودود نے فرمایا: میری رائے میں صواب یہ ہے کہ صبح ان کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے اجازت لیں ان کاکام ہمارے بس کا نہیں۔ مریدوں نے کہا: بلکہ رائے صواب یہ ہے کہ کوئی کام پر جاسوس مقرر کریں جب ان کے قیلولہ یعنی دوپہر کو آرام کا وقت آئے اور لوگ ان کے پاس سے چلے جائیں وہ تنہا رہیں اس وقت ہماری ایک جماعت

آپ کے ساتھ ان کے پاس جائے اور سماع شروع کریں، اور حال لائیں اسی حالت میں کوئی حربہ ان پر ماردیں، حضرت خواجہ نے فرمایا: ٹھیک نہیں، وہ ولی ہیں صاحب کرامات ہیں مگر مریدوں نے نہ مانا، جب دوپہر کو حضرت شیخ الاسلام کے آرام کا وقت آیا خادم نے چاہا کہ بچھونا بچھائے، فرمایا: ایک ساعت توقف کرو کچھ آرام ہوگا ایک کام درپیش ہے، ناگاہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا، خادم نے دروازہ کھولا دیکھا کہ حضرت خواجہ مودود ایک انبوہ کے ساتھ تشریف لائے، سلام کرکے سماع شروع ہوا، ساتھ والے نعرے لگانے لگے، انھوں نے چاہا تھا کہ اپنا ارادہ فاسدہ پورا کریں، کہ حضرت شیخ الاسلام نے سر مبارک اٹھا کر فرمایا ہے سہلا کجائی ہے (اے سہلا! تو کہاں ہے) سہلا نام ایک صاحب شہر سرخس کے ساکن، صاحب کرامات وعاقل، مجنون نما تھے، ہمیشہ حضرت شیخ الاسلام کی خدمت میں رہتے، حضرت کے آواز دیتے ہی وہ فوراً حاضر ہوئے اور ایک نعرہ ان مفسدوں پر لگایا، وہ سب کے سب معاجوتیاں پگڑیاں چھوڑ کر بھاگ گئے صرف صاحبزادہ خواجگان باقی رہے۔ نہایت ندامت کے ساتھ کھڑے ہوئے اور سر برہنہ کرکے معافی مانگی اور عرض کی: حضرت کو روشن ہے کہ اس دفعہ یہ میری مرضی نہ تھی فرمایا: تم سچ کہتے ہو مگر تم ان کے ساتھ کیوں آئے، عرض کی: میں نے برا کیا حضرت معاف فرمائیں، فرمایا: میں نے معاف کیا جاؤ اور ان لوگوں کو واپس لاؤ اور دو خدمت گار مقرر کرو اور تین دن ٹھہراؤ، حضرت خواجہ مودود نے ایسا ہی کیا، بعد ازاں حضرت شیخ الاسلام کے پاس آکر گزارش کی: جو حکم ہوا تھا بجالایا اب کیا فرمان ہے۔ فرمایا: سجادہ طاق پر رکھو اور اول جاکر علم پڑھو کہ زاہد بے علم مسخرہ شیطان ہے خواجہ نے فرمایا: میں نے قبول کیا اور کیا ارشاد ہے۔ فرمایا: جب تحصیل علم سے فارغ ہوا اپنا خاندان زندہ کرو، تمھارے باپ دادا اولیاء وصاحب کرامت تھے، خواجہ مودود نے عرض کی، خاندان زندہ کرنے کو ارشاد ہوتا ہے تو پہلے تبرکاً حضرت والا مجھے مسند پر بٹھادیں، فرمایا: آگے آؤ۔ یہ آگے گئے، حضرت نے ہاتھ پکڑ کر اپنی مسند مبارک کے کنارے پر بٹھایا اور فرمایا: بشرط علم بشرط علم بشرط علم تین بار فرمایا: حضرت خواجہ تین روز اور حاضر خدمت رہے فائدے لئے، نوازشیں پائیں، پھر تحصیل علم کے لئے بلخ بخارا تشریف لے گئے، چار سال میں ماہر کامل ہوئے، ہر شہر میں حضرت سے کرامات ظاہر ہوئیں، پھر چشت کو مراجعت فرمائی، تربیت مریدان میں مشغول ہوئے، اطراف سے طالبان خدا حاضر خدمت ہوئے اور حضرت کی برکت انفاس سے دولت معرفت ورتبہ ولایت کو پہنچے، حضرت خواجہ شریف زندنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ نہایت عالی درجہ ولی وعارف وواصل ہیں، اسی جناب کے مرید وتربیت یافتہ ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہ وعنہم اجمعین [1]۔

---

[1] نفحات الانس ذکر خواجہ قطب الدین مودود چشتی از انتشارات کتابفروشی محمودی تہران ایران ص۳۲۶تا۳۲۹

قول۵۷: حضرت مولانا نورالدین جامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں:

اگر صد ہزار خارق عادات برایشاں ظاہر شود چوں نہ ظاہر ایشاں موافق احکام شریعت ست و نہ باطن ایشاں موافق آداب طریقت باشد وآں از قبیل مکر واستدراج خواہد بود نہ از مقولہ ولایت و کرامت [1]۔	اگر لاکھ خارق عادات ظاہر ہوں جب تک ظاہر و باطن شریعت وآداب طریقت کے موافق نہ ہو تو وہ مکر اور استدراج ہوگا ولایت و کرامت کا مصداق نہ ہوگا۔(ت)

بعینہٖ اسی طرح لطائف اشرفی [2] ص۱۲۹ میں ہے۔ پھر دونوں کتابوں میں حضرت شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین سہروردی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی وہ عبارت کریمہ منقول قول ۳۲ ذکر فرمائی، فائدہ نفیسہ اسی نفحات الانس شریعت میں حضرت شیخ الاسلام عبداللہ ہروی انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے منقول کہ حضرت شیخ احمد چشتی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی تعریف کرکے فرماتے ہیں:

چشتیاں ہمہ چناں بودند از خلق بیباک ودر باطن پاک ودر معرفت وفراست چالاک ہمہ احوال ایشاں باخلاص وترک ریا بود ہیچ گونہ در شرع سستی روا نداشتندے۔[3]	تمام چشتی حضرات ایسے ہی تھے کہ مخلوق سے بے خوف، باطن میں پاک اور معرفت وفراست میں باکمال ان کے تمام احوال اخلاص اور بے ریائی پر مبنی تھے اور کسی طرح بھی شریعت میں سستی برداشت نہ کرتے۔(ت)

اور نسخہ قدیمہ نفحات شریف میں کہ تین سو برس کا لکھا ہوا ہے یوں ہے:

ہیچگونہ سستی روا نداشتندے در شرع تابتہاون چہ رسد [4]۔	کسی طرح بھی شرع میں سستی روا نہ رکھتے تو کوتاہی کہاں ہوتی۔(ت)

ہمارے چشتی بھائی حضرات چشت رضی اللہ تعالٰی عنہم کا حال کریم مشاہدہ کریں کہ اصلاً

---

[1] نفحات الانس القول فی اثبات الکرامۃ للاولیاء ازانتشارات کتابفروشی محمودی تہران ایران ص۲۶

[2] لطائف اشرفی لطیفہ پنجم مکتبہ سمنانی کراچی ۱۰/ ۱۲۹

[3] نفحات الانس ذکر شیخ احمد چشتی ازانتشارات کتاب فروشی محمودی تہران ایران ص۳۴۰

[4] نفحات الانس ذکر شیخ احمد چشتی ازانتشارات کتاب فروشی محمودی تہران ایران ص۳۴۰

شرع میں سستی وکاہلی بھی جائز نہ رکھتے نہ کہ معاذاللہ احکام شرعیہ کو ہلکا جاننا چشتی ہونے کو بندگی شرع سے پروانہ آزادی ماننا **والعیاذباللہ رب العالمین** ۔سردار سلسلہ علیہ بہشتیہ حضرت سلطان الاولیاء شیخ المشائخ محبوب الٰہی نظام الحق والدین محمد رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ارشادات عالیہ سنئے فرماتے:

(۱) چندیں چیز می باید تا سماع مباح شود مستمع و مسمع آلہ سماع، مسمع یعنی گویندہ، مرد تمام باشد کودک نباشد و عورت نباشد و مستمع آنکہ می شنود از یاد حق خالی نباشد و مسموع انچہ بگویند فحش و مسخرگی نباشد وآلہ سماع مزامیر است چوں چنگ درباب ومثل آں می باید درمیان نباشد ایں چنیں سماع حلال است [1]۔	چند چیزیں پائی جائیں تو سماع حلال ہوگا، سنانے والے تمام مرد بالغ ہوں بچے اور عورت نہ ہوں سننے والے اللہ تعالٰی کی یاد سے خالی نہ ہوں کلام فحش ومذاق سے خالی ہو اور آلات سماع سرنگی اور طبلہ وغیرہ نہ ہو تو ایسا سماع حلال ہوگا(ت)

(۲) ایک بار حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کسی نے عرض کی آجکل بعضے خانقاہ دار درویشوں نے مزامیر کے مجمع میں وجد کیا۔فرمایا:

نیکونہ کردہ اندانچہ نامشروع ست ناپسندیدہ ست [2]۔	اچھا نہ کیا جو بات شرع میں ناروا ہے وہ کسی طرح پسندیدہ نہیں۔

(۳) کسی نے عرض کی کہ جب وہ لوگ وہاں سے باہر آئے ان سے کہا گیا کہ تم نے یہ کیا کیا وہاں تو مزامیر تھے تم نے وہاں جاکر کیوں قوالی سنی اور وجد کیا، وہ بولے ہم ایسے مستغرق تھے کہ ہمیں مزامیر کی خبر نہ ہوئی، حضرت شیخ المشائخ نظام الحق والدین نے فرمایا:

ایں جواب ہم چیزے نیست ایں سخن درہمہ معصیتہا بیاید [3]۔	یہ جواب بھی محض مہمل ہے سب گناہوں میں یہی حیلہ ہو سکتا ہے۔

[1] سیرالاولیاء باب نہم مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان اسلام آباد ص ۰۲-۵۰۱

[2] سیرالاولیاء باب نہم مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان اسلام آباد ص ۵۳۰

[3] سیرالاولیاء باب نہم مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان اسلام آباد ص ۵۳۱

دیکھو کیسا قاطع جواب ارشاد ہوا۔ آدمی شراب پئے اور کہہ دے کمال استغراق کے سبب ہمیں خبر نہ ہوئی کہ شراب ہے یا پانی، زنا کرے اور کہہ دے ہمیں تمیز نہ ہوئی کہ جورو ہے یا بیگانی۔

(۴) ایک بار کسی نے عرض کی کہ فلاں موضع میں بعض یاروں نے مجمع کیا اور مزامیر وغیرہ حرام چیزیں ہیں، حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا:

من منع کردہ ام کہ مزامیر و محرمات درمیان نباشد نیکونہ کردہ اند[1]۔	میں نے منع فرمادیا ہے کہ مزامیر و محرمات درمیان نہ ہوں، ان لوگوں نے اچھا نہ کیا۔

(۵) حضور کے خلیفہ شیخ محمد بن مبارک رحمۃ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں حضرت محبوبیت منزلت نے اس باب میں نہایت شدت اور سخت تاکید سے ممانعت فرمائی یہاں تک کہ فرمایا کہ اگر امام نماز پڑھاتا ہو اور جماعت میں کچھ عورتیں بھی ہوں امام کو سہو واقع ہو، مرد تو سبحان اللہ کہہ کر امام کو مطلع کریں عورت بتانا چاہے تو کیا کرے، سبحان اللہ تو کہے گی نہیں کہ اسے اپنی آواز سنانی نہ چاہئے پھر کیا کرے۔

پشت دست بر کف دست زند و کف دست بر کف دست نہ زند کہ آں بہ لہو می ماند تا ایں غایت از ملاہی وامثال آں پرہیز آمدہ است پس در سماع طریق اولٰی کہ ازیں بابت نباشد[2]۔	ہاتھ کی پشت کو ہتھیلی پر مارے ہتھیلی کو ہتھیلی پر نہ مارے کیونکہ تالی لہو میں شمار ہوتی ہے۔ جب یہاں تک کہ آپ لہو والی چیزوں سے پرہیز فرماتے تو سماع میں بطریق اولٰی ضروری ہے کہ ایسا نہ ہو۔ (ت)

شیخ مبارک فرماتے ہیں:

یعنی در منع دستک چندیں احتیاط آمدہ است پس در سماع مزامیر بطریق اولٰی منع است[3]۔	یعنی تالی بجانے میں منع کے لئے یہ احتیاط تھی تو سماع میں مزامیر سے منع بطریق اولٰی ہے۔ (ت)

سبحان اللہ! جو بندگان خدا تالی کو ناجائز جانیں بندگان نفس ان کے سر ستار اور ڈھولک کی تہمت باندھیں۔

---

[1] سیر الاولیاء باب نہم مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد ص ۵۳۲

[2] سیر الاولیاء باب نہم مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد ص ۵۳۲

[3] سیر الاولیاء باب نہم مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد ص ۵۳۲

(۶) حضرت محبوب الٰہی کے ملفوظات کریمہ فوائد الفواد کہ حضرت کے مرید رشید میر حسن علا سجزی قدس سرہ کے جمع کئے ہوئے ہیں ان میں بھی حضور کا صاف ارشاد مذکور ہے کہ: مزامیر احرام ست[1]۔

(۷) حضور کے خلیفہ حضرت مولانا فخر الدین زراوی قدس سرہ نے حضور کے زمانہ میں حضور کے حکم سے دربارہ سماع ایک رسالہ عربیہ مسمّٰی بہ کشف القناع عن اصول السماع تالیف فرمایا، اس میں ہے:

اماسماع مشایخنا رضی اللہ تعالٰی عنھم فبریٔ عن ھذہ التھمۃ وھو مجرد صوت القوال مع الاشعار المشعرۃ من کمال صنعۃ اللہ تعالٰی[2]۔	یعنی ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہ کا سماع اس مزامیر کے بہتان سے پاک ہے وہ تو صرف قوال کی آواز ہے ان اشعار کے ساتھ جو کمال صنعت الٰہی کی خبر دیتے ہیں۔

مسلمانوں! یہ سچے یا وہ جو اپنی ہوائے نفس کی حمایت کو ان بندگان خدا پر مزامیر کی تہمت دھرتے ہیں اللہ تعالٰی ہمارے بھائی مسلمانوں کو توفیق وہدایت بخشے آمین!

قول ۵۸: حضرت میر سید عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ السامی کہ اجلہ اولیائے خاندان عالیشان چشت سے ہیں اور صرف ایک واسطہ سے حضرت مخدوم شاہ صفی قدس سرہ الوفی کے مرید ہیں جو صرف ایک واسطہ سے حضرت مخدوم شاہ مینا رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مرید ہیں: حضرت شاہ کلیم اللہ چشتی جہاں آبادی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

شبے درمدینہ منورہ پہلو بربستر خواب گزاشتم درواقعہ دیدم کہ من وسید صبغۃ اللہ بروجی معا درمجلس اقدس حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم باریاب شدیم جمعے از صحبہ کرام واولیائے عظام حاضراند دریںنا شخصے ست کہ آنحضرت	میں مدینہ منورہ میں ایک شب بستر خواب پر لیٹا تھا کہ میں نے عالم واقعہ میں دیکھا کہ میں اور سید صبغۃ اللہ بروجی دونوں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہیں اور صحابہ کرام اور اولیائے عظام کی ایک جماعت بھی موجود ہے انھیں میں ایک صاحب ایسے ہیں

[1] فوائد الفواد

[2] کشف القناع عن اصول السماع

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم باولب بہ تبسم شیریں کردہ حرفہائے زنند والتفات تمام باومیدارند چوں مجلس آخر شداز سید صبغۃ اللہ استفسار کردم کہ ایں شخص کیست کہ حضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم با اوالتفات بایں مرتبہ دارند گفت میر عبدالواحد بلگرامی ست وباعث مزید احترام اوایں ست کہ سبع سنابل تصنیف او درجناب رسالتمآب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مقبول افتاد[1]۔	جن سے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لب شیریں سے تبسم آمیز گفتگو فرمارہے اور ان کی جانب توجہ خاص رکھتے ہیں، جب یہ مجلس برخاست ہوئی تومیں نے سید صبغۃ اللہ صاحب سے دریافت کیا کہ یہ کون صاحب تھے جن کی جانب حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اس درجہ التفات ہے۔ انھوں نے فرمایا یہ میر عبدالواحد بلگرامی ہیں، اور اس عزت وکرامت کا باعث یہ ہے کہ ان کی تصنیف کردہ کتاب سبع سنابل شریف بارگاہ نبوی میں سے شرف قبول پاچکی ہے۔(ت)

یہی حضرت میر قدس سرہ المنیر اسی کتاب مقبول بارگاہ اقدس سبع سنابل شریف میں فرماتے ہیں:

اے صاحب تحقیق علمائے راہ دین کہ ورثہ انبیاء اندسہ طائفہ ہستند اصحاب حدیث وفقہاء وصوفیہ[2]۔	اے حق کے طلب کرنے والے وہ علماء جو دین کے راستوں پر چلتے ہیں کہ ورثہ انبیاء ہیں ان کے تین گروہ ہیں اول محدثین، دوم فقہاء اور سوم صوفیاء(ت)

دیکھو کیسی صریح تصریح ہے کہ علمائے ظاہر وباطن سب وارثان انبیاء کرام ہیں علیہم الصلوٰۃ والسلام والثناء۔

قول ۵۹: یہی حضرت میر رضی اللہ تعالٰی عنہ اسی سبع سنابل شریف میں فرماتے ہیں:

شریعت محمدی ودین احمدی راہے ست سلیم وجادہ ایست مستقیم خاتم النبیین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم باچندیں ہزار افواج امت ازاولیاء واصفیاء وشہداء وصدیقان بران جادہ رفتہ وآنرا از خار وخاشاک شکوک وشبہات پاک رفتہ اعلام ومنازل آں معین ومبین کردہ ازہر قدمے	شریعت محمدی ودین احمدی وہ راہ سلیم وجادہ مستقیم ہے جس پر خاتم الانبیاء علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ اپنی امت کے ہزارہا اولیاء واصفیاء اور صدیقین وشہداء کے جلو میں گامزن رہے اور اسے ہر قسم کے خس وخاشاک اور شکوک وشبہات سے پاک فرمایا، اس کے مقامات ومنازل متعین و

---

[1] اصح التواریخ ۱/ ۱۶۸

[2] سبع سنابل سنبلہ اول مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ص ۴

روشن فرمادئے، قدم قدم پر نشانات ہیں اور منزل منزل بنیات اور رہزنوں سے حفاظت کے لیے جگہ جگہ رہنمائی کرنیوالے مقرر ہیں اور اولیائے کرام و صوفیائے عظام کے مسلک قدیم کے بر خلاف کوئی اور راہ دکھاتا ہے کسی اور طریقے کی طرف بلاتا ہے تو اس کی بات پر کان نہیں دھرنا چاہئے بلکہ حمایت و نصرت حق کی نیت سے اس کی تردید و تغلیط کو منجملہ فرائض دینیہ سمجھنا چاہئے اہل بدعت وضلالت وہی تو ہیں جواز راہ فریب دہی لباس اسلام پہن کر (عوام اہل اسلام میں) آتے اور اپنے عقائد فاسدہ کو پوشیدہ رکھتے ہیں یہی لوگ اعدائے دین واخوان شیاطین ہیں اور چونکہ علمائے دین و مشائخ اسلام کے علم کے نور سے انکی گمراہی کی تاریکیاں چھٹ جاتی ہیں لامحالہ یہ لوگ علمائے شریعت کو دشمن سمجھنے لگے ہیں، علمائے ربانی کہ آسمان اسلام کے روشن ستارے ہیں عوام کو ان شیاطین الانس کے شر سے محفوظ رکھتے ہیں اوراپنے نورانی انفاس سے شہاب ثاقب کی مانند ہمیشہ ان دین کے لٹیروں اور چوروں کو ہر ہر طرف سے ہنکاتے اور ان پر لعنت ورد کے پتھر مار مار کر دُر دُراتے رہتے ہیں۔(ت)	نشانے باز دادہ درہر منزلے نزلے نہادہ ورفع قطاع الطریق را بدرقہ ہمت بہمراہی فرستادہ اگر مہو سے مبتدعے بطریق دیگر دعوت کند باید کہ قول او مسموع ندارند واہل بدعت وضلالت طائفہ باشند کہ خود را در لباس اسلام بہ تلبیس پیدا آرند وعقائد فاسدہ خویش در باطن پوشیدہ دارند ایں جماعت اند اعدائے دین واخوان شیاطین وچوں بنور علم علمائے دین و مشائخ اسلام ظلمات بدعت ایشاں مکشوف میگردد ناچار علمائے شریعت را دشمن پندارند علمائے ربانی کہ نجوم سپہر اسلام اند مردم را از شر ایں شیاطین الانس محفوظ میدارند وانفاس نورانی ایشاں بمشابہ شہب ثواقب پیوستہ ایں مسترقاں (یعنی دزداں) شریعت ازہر جانبے میرانند وبرجم وقذف پراگندہ میگردانند [1]۔

اس جاہل نے کہ علمائے شریعت کو **معاذاللہ** شیاطین کہا تھا **الحمدللہ** کہ اولیائے کرام کی زبان درفشاں سے اللہ عزوجل نے ثابت کردیا کہ یہ جاہل اور اس کے ہم مشرب ہی شیاطین ودشمنان دین ہیں اور ہزار در ہزار حمد اس کے وجہ کریم کو یہ کلمات عالیات بارگارہ رسالت میں معروض ہو کر مسجل بمہر قبول ہوئے **وللہ الحمد**۔

قول ۶۰: یہی سید جلیل عارف جمیل رضی اللہ تعالٰی عنہ اسی کتاب میں فرماتے ہیں:

پیری مریدی چند شرائط پر مبنی ہے جن کے بغیر پیری مریدی صحیح نہیں، ان شرائط میں پہلی شرط	چند شرائط می دان کہ بے آں شرائط اصلا پیری مریدی درست نیست یکے آنکہ پیر

[1] سبع سنابل سنبلہ اول مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ص۸تا۹

مسلک صحیح داشتہ باشد، دوم آنکہ پیر درادائے حق شریعت قاصر ومتہاون نباشد سوم آنکہ پیر راعقائد درست بود موافق مذہب سنت وجماعت پیری ومریدی بے ایں سہ شرائط اصلا درست نیست[1]۔	یہ ہے کہ پیر مسلک صحیح رکھتا ہو دوسری شرط یہ ہے کہ پیر حقوق شرعیہ ادا کرے، اور تیسری شرط یہ ہے کہ پیر کے عقائد مذہب اہلسنت وجماعت کے مطابق ہوں یہ وہ شرطیں ہیں جن کے بغیر پیری ومریدی ہرگز صحیح نہیں ہوسکتی، (یعنی اتباع احکام شریعت میں سست اور کاہل نہ ہوں) (ت)

پھر شرط اول کی تفصیل ارشاد فرماکر شرط دوم کے متعلق فرمایا:

شرط دوم پیرآنست کہ عالم وعامل باشد برجملہ عبادات بر انواع ودرادائے احکام قاصر ومتہاون نبود واگر برانواع عبادات عالم نبود عامل نتواند شد، واز حد شرع بیفتد پس پیری رانشاید زیراکہ ہر کہ از مقام حقیقت بیفتد بر طریقت قرار گیرد، و ہر کہ از شریعت بیفتد گمراہ کردد وگمراہ پیر رانشاید امادر ویشے کہ مرجع خلائق بود او رااحتیاط در جزئیات شریعت فرض لازم ست باید کہ یک دقیقہ از دقائق شرع ازوفوت نشود کہ وسیلہ گمراہی مریدان ست بجہت آنکہ گویند کہ پیر ما ایں چنیں کار کردہ است پس اوضال ومضل گردد[2]۔	پیری کی دوسری شرط کی توضیح یہ ہے کہ پیر کو عامل باعمل ہونا ضروری ہے، شریعت کی مقررہ فرمودہ عبادات واحکام میں کوتاہی اور سستی کو دخل نہ دے اب اگر کوئی شخص عبادات و(فرائض وواجبات، سنن ومستحبات، محرمات ومکروہات) سے واقف نہیں تو ظاہر ہے کہ وہ ان پر عمل نہ کرسکے گا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ حد شریعت سے گر جائے گا، اور اب پیر بننے کا اہل نہ رہے گا، اس لئے جو شخص مقام حقیت سے گرتا ہے وہ طریقت پر رک جاتا ہے اور جو طریقت سے گرتا ہے شرعیت پر ٹھہر جاتا ہے اور جو شخص شریعت سے گرتا ہے وہ گمراہی میں پڑ جاتا ہے۔ اور گمراہ آدمی پیری کے قابل نہیں، پھر جو درویش کہ مرجع خلائق ہو اس پر شریعت کے احکام جزئی کی احتیاط فرض ولازم ہوجاتی ہے لہٰذا اس پر فرض ہے کہ شریعت کے آداب ومستحبات سے بھی کسی ادب ومستحب سے غافل نہ رہے اور اسے فوت نہ ہونے دے کہ یہ چیز مریدوں کی گمراہی کی سند ہوجاتی ہے۔

[1] سبع سنابل سنبلہ دوم مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ لاہور ص۳۹و۴۰

[2] سبع سنابل سنبلہ دوم مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ لاہور ص ۴۲

	اور مریدیں اسے حجت بنا کر کہتے ہیں کہ ہمارے پیر صاحب نے تو یہ کیا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ گمراہ و گمراہ کن بن جاتے ہیں۔(ت)

پھر تینوں شرطیں بیان کرکے فرمایا:

مرید کہ پیررا بایں ہر سہ شرائط موصوف یابد بیعت با او کند کہ جائز و مستحسن است واگر در پیرازیں ہر سہ شرائط یکے مفقود بود بیعت با او جائز نہ باشد واگر کسے از سبب نادانی باو بیعت کردہ باشد باید کہ ازاں بیعت بگردد[1]۔	غرض یہ کہ مرید جب پیر کو ان تینوں شرطوں کا جامع پائے تو اب اس کے ہاتھ پر بیعت کرے کہ جائز و مستحسن ہے اور اگر پیر میں ان شرائط میں سے کوئی ایک شرط بھی نہ پائی جائے تو اس سے بیعت جائز نہیں بلکہ اگر کسی نے نادانستہ ایسے پیر سے بیعت کرلی تو اس پر اس بیعت کا توڑ دینا واجب ہے۔(ت)

خاتمہ رزقنا اللّٰہ حسنہا

یہ بظاہر اگرچہ ساٹھ ۶۰ قول ہیں مگر حقیقۃً چالیس ۴۰ اولیاء کرام کے اسی ۸۰ ارشادات عالیہ ہیں کہ صدر کلام میں ۱مولٰی علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ارشاد امر چہارم میں اور ۲امام مالک اور ۳امام شافعی کے اقوال امر ششم میں اور ۴سید الطائفہ کا ارشاد زیر قول ۱۱، ۵سیدی نابلسی کا زیر قول ۱۴، ۶ایک ولی کا قول جن سے شیخ اکبر نے استفسار کیا بضمن قول ۳۸، ۷علی خواص کا قول زیر قول ۴۲، ۸علامہ نابلسی کا زیر قول ۵۲، ۹حضرت خواجہ مودود کا قول بضمن قول ۵۶، ۱۰شیخ الاسلام ہروی کا ایک قول اور حضرت سلطان الاولیاء محبوب ۱۱تا۱۶ الٰہی کے چھ اور حضرت شیخ ۱۷،۱۸محمد بن مبارک مرید شیخ العالم فرید الحق والدین گنج شکر و خلیفہ حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے دو قول، یہ سب زیر قول ۵۷، اور حضرت میر عبدالواحد کے دو قول ۱۹تا۲۰ زیر قول ۶۰، یہ بیس ۲۰ شمار میں آئے۔

رسالہ

مقال العرفاء باعزاز شرع وعلماء

ختم شد

[1] سبع سنابل سنبلہ دوم مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ لاہور ص ۴۳

رسالہ
الیاقوتۃ الواسطۃ فی قلب عقد الرابطۃ ۱۳۰۹ھ
(وہ یاقوت جو خالص عقد رابطہ کا ذریعہ ہے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

مسئلہ ۱۸۷: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص صورت شیخ کو واسطہ وصول فیض جان کر وقت ذکر یا مراقبہ کے اس کا تصور کرتا ہے۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ نے اشتغال نقشبندیہ کے بیان میں اپنی کتاب قول الجمیل میں فرمایا ہے:

و اذا غاب الشیخ عنہ یتخیل صورتہ بین عینیہ بوصف المحبۃ والتعظیم فتفید صورتہ ما تفید صحبتہ[1]۔	جب کسی کا شیخ غائب ہو تو محبت اور تعظیم کے ساتھ اس کی صورت کو اپنی آنکھوں کے سامنے خیال کرے تو اس کی صورت وہی فائدہ دے گی جو اس کی مجلس دیتی ہے۔(ت)

اس طور پر کہ حق سبحانہ وتعالٰی کی ذات پاک سے مرشد کے لطائف میں فیض نازل ہو کر مرید کے لطائف

[1] القول الجمیل مع شفاء العلیل الفصل السادس ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۸۱ و ۸۲

پر وارد ہوتا ہے۔ اور یہ بھی جب تک کہ اس کو مناسبت کاملہ ذات حق سبحانہ وتعالٰی سے نہ ہو اور جب مناسبت کاملہ پیدا ہوجائے پھر ضروری نہ جانے اور مرشد کو فقط واسطہ اور وسیلہ فیض کا جانتا ہے۔ نہ عالم الغیب جانے نہ حاضر وناظر اور معبود ومسجود مقرر کرے بلکہ ان امور کا غیر خدا کے واسطے ثابت کرنا شرک سمجھے جائز ہے یانہ؟ اگر جائز ہے تو اس کی سند قرآن ہے یاحدیث یا قول مجتہد یا اجماع؟ اگر نہیں جائز تو ادلہ اربعہ سے اس کے لئے کون سی دلیل ہے؟ **بینوا توجروا۔**

الجواب:

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

الحمدللہ الذی ہدٰنا لربط القلوب باعظم برزخٍ بین الامکان والوجوب والصلٰوۃ والسلام علی اجمل مطلوب اجل وسیلۃ لاصلاح الخطوب صلٰوۃ تمحو رین العیوب وتمثل فی الفواد صورۃ المحبوب منشھدا بالتوحید لعلام الغیوب وبالرسالۃ الکبرٰی لشفیع الذنوب صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وصحبہ وسائط الکرم قال الفقیر عبدالمصطفی احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری البرکاتی البریلوی لمّ اللہ تعالٰی شعثہ وتحت اللواء الغوثی بعثہ۔	تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے جس نے دلوں کے ربط کے لئے امکان اور وجوب کے درمیان برزخ اعظم کی رہنمائی عطا فرمائی اور صلٰوۃ وسلام خوبصورت مطلوب اور خطرات کی اصلاح کے لئے جلیل وسیلہ پر، ایسی صلٰوۃ جو عیوب کو مٹادے اور دلوں میں محبوب کی صورت کو قائم کردے علام الغیوب کی توحید اور شفیع المذنبین کی رسالت کبری کی شہادت دیتے ہوئے، صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وصحبہ پر جو برگزیدہ واسطے ہیں، زفقیر عبدالمصطفٰی احمد رضا محمدی سنی حنفی قادری برکاتی بریلوی کہتا ہے اللہ تعالٰی اس کو پراگندگی سے محفوظ فرمائے اور حضور غوث اعظم کے جھنڈے تلے اٹھائے۔ (ت)

تصور[تنبیہ ۱۲] بشیخ بروجہ رابطہ جسے برزخ بھی کہتے ہیں جس طرح حضرات صوفیہ صافیہ قدسنا اللہ تعالٰی باسرارھم الوافیہ میں خلفا عن سلف معمول وماثور اور ان کی تصانیف منیفہ ومکتوبات شریفہ وملفوظات لطیفہ میں بتواتر مذکور ومسطور وغیر مسطور کہ شبح شیخ حاشا بلکہ عین شیخ (کہ شیخ حضوراً وغیبۃً مرآت ملاحظہ ہے۔ اور کارحقیقۃً کار روح جو بعد صفائی کدورات حیوانیہ وانجلائے ظلمات نفسانیہ صورت واحدۃ شہادت وہیاکل متکثرہ مثالیہ میں، دفعۃً ہزار جگہ کام کرسکتی ہے جیسا کہ بارہا مشاہدہ

ومرئی اور حضرات اولیاء سے بکثرت مروی اور عالم رؤیا میں بے شرط ولایت جاری، جسے افعال عجیبہ و تصرفات غریبہ روح انسانی پر اطلاع حاصل وہ جانتاہے کہ یہ تو اس کے بحار ذاخرہ وامواج قاہرہ سے ایک قطرہ قلیلہ ہے اور خود بعد تمرن واعتیاد و تکامل مناسبت اس صورت متخیلہ کا بے اعانت تخییل حرکت وکلام اور مشکلات راہ میں قیام واہتمام اور دقائق وحقائق کا شفاہًا حل تام کما تشھد بہ شھود الشھود و التجربۃ (جیسا کہ مشاہدہ اور تجربہ گواہ ہے۔ت) دلیل جلی وسلیل ہے کہ یہ فقط پیکر مخزون کا علی عکس المعتاد خزانہ خیال سے حس مشترک کی طرف عود قہقری نہیں بلکہ وہی مرکب مثال میں شہسوار روح کی جولانیاں ہیں اگرچہ خود فاعل کو شعور یعنی شعور بالشعور نہ ہو،

کما ھو المشھود لعموم الناس فی غیبۃ الرؤیا۔	جیسا کہ عوام الناس کو خواب کے بارے میں معلوم ہے۔ (ت)

ورنہ صدور افعال اختیاریہ کو شعور سے انفکاک نہیں۔

اتقن ھذا فانہ مھم نافع ولاکثر الشبھات حاسم قالع۔	اس کو خوب یاد رکھو کیونکہ یہ اہم نافع ہے اور بہت سے شبہات کو ختم کرتا ہے۔(ت)

صرف واسطہ وصول وناؤوان فیض وباعث جمعیت خاطر وزوال تفرقہ ہائے شرعا جائز جس کے منع پر شرع سے اصلاً دلیل نہیں، نہ کہ معاذ اللہ شرک وکفر کہنا جیسا کہ زبان زد سفہائے منکرین ہے۔ والناس اعداء لما جھلوا (لوگ جس سے ناواقف ہوں اس کے مخالف ہوتے ہیں۔ت)۔

منعم کنی زعشق ولے اے زاہد زماں معذور دارمت کہ تو او راندیدہ

(اے زمانہ کے زاہد! تو مجھے عشق سے منع کرتا ہے مجھے معذور رکھ کیونکہ تو نے اسے دیکھا نہیں۔ت)

ورحم اللہ القائل (اس قائل پر اللہ رحم فرمائے۔ت)۔

جنگ ہفتاد و ملت ہمہ راعذر بنہ چوں ندیدند حقیقت رہ افسانہ زوند

(بہتر ۷۲ فرقوں سے جنگ میں ان سب کو معذور جان جب وہ حقیقت سے آگاہ نہیں تو اس راہ پر نہ چلیں گے۔ت)

یا ھذا بقاعدہ اصول وتصادق وتطابق معقول ومنقول، بینہ ذمہ مدعی ہے اور قائل جواز متمسک باصل جسے ہرگز کسی دلیل کی حاجت نہیں، بعض حضرات جہلا یا تجاہلا مانع فقہی وبحثی میں فرق نہ کرکے دھوکا کھاتے ہیں یا مغالطہ دیتے ہیں کہ تم قائل جواز اور ہم مانع ومنکر تو دلیل تم پر چاہئے۔ حالانکہ یہ سخت ذہول وغفلت یا

کید وخدیعت ہے نہ جانا یا جانا اور نہ مانا کہ قول جواز کا حاصل کتنا صرف اس قدر کہ لم ینه عنه یالم یؤمر به ولم ینه عنه (یہ ممنوع نہیں یا نہ مامور ہے نہ ممنوع۔ت) تو مجوز نافی امر ونہی ہے اور نافی پر شرعاً وعقلاً بینہ نہیں جو حرام وممنوع کہے وہ نہی شرعی کا مدعی ہے ثبوت دینا اسکے ذمے ہے کہ شرع نے کہاں منع کیا ہے۔ علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی رسالۃ الصلح بین الاخوان میں فرماتے ہیں:

ولیس الاحتیاط فی الافتراء علی الله تعالٰی باثبات الحرمة والکراهة الذین لابدلهما من دلیل بل فی الاباحة التی هی الاصل[1]۔	حرام اور مکروہ قرار دینے میں اللہ تعالٰی پر افتراء باندھنے میں احتیاط نہیں ہے ان دونوں حکموں کے لئے دلیل چاہئے بلکہ احتیاط اباحت میں ہے جو اصل حکم ہے۔(ت)

علامہ علی مکی رسالہ اقتدا بالمخالف میں فرماتے ہیں:

من المعلوم ان الاصل فی کل مسئلة هو الصحة واما القول بالفساد والکراهة فیحتاج الی حجة[2]۔	مسلمہ بات ہے کہ ہر مسئلہ میں اصل صرف اباحت ہے فساد اور کراہت کے حکم کے لئے دلیل کی ضرورت ہے۔(ت)

غرض مانع فقہی مدعی بحثی ہے اور جواز کا قائل مثل سائل مدعا علیہ جس سے مطالبہ دلیل محض جنون یا تسویل اس کے لئے یہی دلیل بس ہے کہ منع پر کوئی دلیل نہیں۔ مسلم الثبوت میں ہے:

کل ماعدم فیه المدرك الشرعی للحرج فی فعله وترکه فذلك مدرك شرعی لحکم الشارع بالتخییر[3]۔	کسی کام کے کرنے میں اور نہ کرنے میں حرج کے مسئلہ میں کوئی شرعی دلیل نہ ہو تو یہ خود شرعی دلیل ہے کہ شرعاً اختیار ہے۔(ت)

فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ رسالہ اقامة القیامة علی طاعن القیام لنبی تهامه(۱۲۹۹ھ) ورسالہ منیر العین فی حکم تقبیل الابهامین (۱۳۰۱ھ) وغیرہما میں اس بحث کو واضح کرچکا وللہ الحمد امثال مقام میں نہایت سعی منکرین عدم نقل سے استدلال ہے۔ ذٰلك مبلغهم من العلم (یہی ان کے

---

[1] الصلح بین الاخوان (رسالہ)

[2] الاقتداء بالمخالف (رسالہ)

[3] مسلم الثبوت المقالة الثانیه الباب الثانی مطبع انصاری دہلی ص ۲۴

علم کی پہنچ ہے۔ت) مگر نزد عقلاء، فضلاء عن الفضلاء یہ بے اصل استناد **تشبت بالحشیش وخرط القتاد** (تنکے کا سہارا اور مشکل میں پھنسنا ہے۔ت) عدم نقل، نقل عدم نہیں، نہ عدم فعل منع کو مستلزم، کاش خود معنی **جواز لم یؤمر بہ ولم ینہ عنہ** (نہ اس کا حکم اور نہ اس کی ممانعت ہے۔ت) کو سمجھتے تو جانتے کہ جس امر سے اس کا ابطال چاہتے ہیں وہ خود اس کی حد کا احد المصادیق ہے۔ کہ نقل مع عدم الطلب فعلا وکفا وعدم ذکر راسا دونوں اسی انعدام امر ونہی کی صورتیں ہیں تو یہ استدلال ایسا ہوا کہ ثبوت اخص کو ارتفاعِ اعم پر دلیل بنائے **وھل ھوالا بھت بحت** (یہ خاص بہتان ہے۔ت) یہ بحث بھی فقیر نے اپنے رسائل مذکورہ ونیز رسالہ **انھار الانوار من یم صلٰوۃ الاسرار** (۱۳۰۵ھ) ورسالہ **سرور العید السعید فی حل الدعاء بعد صلٰوۃ العید** (۱۳۰۷ھ) وغیرہا میں تمام کردی۔

ولمن احسن تفصیل تلك المباحث ختام المحققین امام المدققین اعلم العلماء سیف السنۃ علم الاسلام سیدنا الوالد قدس الواجد سرالماجد فی کتابہ الجلیل "اذاقۃ الاثام لمانعی عمل المولد و القیام" وسفرہ الجمیل "اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد" و غیرھما من تصانیفہ الجیاد علیہ الرحمۃ الجواد۔	ان مباحث کی اچھی تفصیل کرنے والوں میں سب سے بہتر خاتم المحققین علماء کرام کے بڑے سنت کی تلوار، اسلام کے جھنڈے حضرت والد گرامی کی کتاب "**اذاقۃ الاثام لمانعی عمل المولد والقیام**" اور کتاب جمیل "**اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد**" وغیرہما میں ہے۔ اللہ تعالٰی ان پر رحمت فرمائے۔(ت)

اور اگر عدم ورود ہی پر مدار منع ٹھہرا تو ایک شغل برزخ ہی پر کیا موقوف، عامہ اشغال وافکار اور ان کے طریق واطوار کہ طبقہ فطبقۃً تمام اکابر اولیائے قدست اسرارہم میں رائج ومعمول رہے سب **معاذاللہ** بدعت شنیعہ وحرام وممنوع قرار پائیں گے کہ ان میں بہت تو راسًا اور بہت بایں ہیئات خاصہ واوضاع جزئیہ ہرگز حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یا صحابہ وتابعین سے ثابت نہیں ہاں ہاں قول الٰہی عزوجل:

فیما یرویہ عنہ نبیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من عادی لی ولیا فقد اٰذنتہ بالحرب، کما فی الجامع الصحیح وغیرہ[1]۔	حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام نے اللہ تعالٰی سے روایت فرمایا کہ جس نے میرے ولی سے عداوت کی میں اس سے جنگ کا اعلان کرتا ہوں جیسا کہ صحیح بخاری میں وغیرہ میں ہے۔(ت)

[1] صحیح البخاری کتاب الرقاق باب التواضع قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۶۳

بھلا کر بنہایت وقاحت اس لازم شنیع کا التزام کرلینا اور جماہیر اساطین طریقت وسلاطین حقیقت کو معاذاللہ مخترع بدعات و مروج سیئات کہہ دینا اگرچہ منکر مکابر کے نزدیک سہل ہو،

"قَدۡ بَدَتِ الۡبَغۡضَآءُ مِنۡ اَفۡوَاهِهِمۡ ۚۖ وَمَا تُخۡفِیۡ صُدُوۡرُهُمۡ اَکۡبَرُ ؕ" [1]	بغض ان کے منہ سے ظاہر اور جو ان کے دلوں میں ہے وہ اس سے بڑھ کر ہے۔(ت)

مگر اتنا یاد رہے کہ یہ مان کر گھر کی بھی جائے گی ذرا امام الطائفہ کے نسبًا دادا، تلمذا دادا، بیعۃً پر دادا، جناب شاہ ولی اللہ صاحب کو بھی سن لو کہ وہ قول الجمیل میں جس کی وضع انھیں افکار محدثہ واشغال حادثہ کی ترویج وتعلیم کے لئے ہے کیسا کھلا اقرار فرماتے ہیں:

صحبتنا متصلة الی رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم وان لم یثبت تعین الاداب ولا تلك الاشغال [2] اھ ملخصا۔	ہماری صحبت تو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تک متصل ہے اگرچہ خاص یہ آداب واشغال ثابت نہیں۔ اھ ملخصا۔

اسی میں ہے:

لاتظن النسبة لاتحصل الابهذا الاشغال بل هذا طریق لتحصیلها من غیر حصر فیها وغالب الرائ عندی ان الصحابة والتابعین کانوا یحصلون السکینة بطرق اخری [3] الخ۔	یہ نہ سمجھنا کہ نسبت بس انھیں اشغال سے حاصل ہوتی ہے بلکہ یہ بھی اس کی تحصیل کے طریقے ہیں کچھ ان میں حصر نہیں اور میرا زیادہ گمان یہ ہے کہ صحابہ وتابعین اور ہی طریقوں سے نسبت حاصل فرماتے تھے الخ۔

معلم ثالث وہابیہ مولوی خرم علی صاحب مصنف نصیحۃ المسلمین کے ترجمہ شفاء العلیل میں اس کے بعد لکھتے ہیں:

"مترجم کہتا ہے کہ مصنف نے کلام دلپذیر اور تحقیق عدیم النظیر سے شبہات ناقصین کو جڑ سے اکھاڑ دیا، بعض نادان کہتے ہیں کہ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ کے اشغال مخصوصہ صحابہ وتابعین کے زمانے میں نہ تھے تو بدعت سیئہ ہوئی، خلاصہ جواب یہ ہے کہ

---

[1] القرآن الکریم ۳/ ۱۱۸

[2] القول الجمیل مع شفاء العلیل الفصل السابع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص

[3] القول الجمیل مع شفاء العلیل الفصل الحادی عشر ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۷۳

جس امر کے واسطے اولیائے طریقت رضی اللہ تعالٰی عنہم نے یہ اشغال مقرر کئے ہیں وہ امر زمانہ رسالت سے اب تک برابر چلا آیا ہے گو طرق اس کی تحصیل کے مختلف ہیں فی الواقع اولیائے طریقت مجتہدین شریعت کے مانند ہوئے مجتہدین شریعت نے استنباط احکام ظاہر شریعت کے اصول ٹھہرائے، اولیائے طریقت نے باطن شریعت کی تحصیل کے جس کو طریقت کہتے ہیں قواعد مقرر فرمائے تو یہاں بدعت سیئہ کا گمان سراسر غلط ہے۔ ہاں یہ البتہ ہے کہ حضرات صحابہ کو بسبب صفائی طبیعت اور حضور خورشید رسالت تحصیل نسبت میں اشغال کی حاجت نہ تھی بخلاف متاخرین کے ان کو بسبب بعد زمان رسالت کے البتہ اشغال مذکورہ کی حاجت ہوئی، جیسے صحابہ کرام کو قرآن وحدیث کے فہم میں قواعد صرف ونحو کے دریافت کی حاجت نہ تھی اور اہل عجم اور بالفعل کے عرب اس کے محتاج ہیں واللہ اعلم۔"[1]

امام الطائفہ کے نسباً چچا علماً باپ طریقۃً دادا مولٰنا شاہ عبدالعزیز صاحب حاشیہ قول الجمیل میں فرماتے ہیں:

"اسی طرح پیشوایان طریقت نے جلسات وہیئات واسطے اذکار مخصوصہ کے ایجاد کئے ہیں مناسبات مخفیہ کے سبب سے جن کو مرد صافی الدین اور علوم حقہ کا عالم دریافت کرتا ہے (الی قولہ) تو اس کو یاد رکھنا چاہئے[2]"اھ بترجمہ البلہوری۔

مولوی بلہوری اسے نقل کرکے کہتے ہیں: "یعنی ایسے امور کو مخالف شرع یا داخل بدعات سیئہ نہ سمجھنا چاہئے جیسا کہ بعض کم فہم سمجھتے ہیں[3]"

مرزا مظہر جان جاناں صاحب (جنھیں شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنے مکتوبات میں نفس زکیہ وقیم طریقہ احمد وداعی سنت نبویہ ومتجلی بانواع فضائل وفواضل کہا) اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں:

"مراقبات باطوار معمولہ کہ درقرون متاخرہ	موجودہ طریقوں کے مراقبات جو آخر زمانہ میں

---

[1] شفاء العلیل مع القول الجمیل ساتویں فصل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۱۰۷و۱۰۸

[2] شفاء العلیل مع القول الجمیل چوتھی فصل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۵۱و۵۲

[3] شفاء العلیل مع القول الجمیل چوتھی فصل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۵۲

رواج یافتہ از کتاب وسنت ماخوذ نیست بلکہ حضرات مشائخ بطریق الہام واعلام از مبدء فیاض اخذ نمودہ اند شرع ازاں ساکت ست وداخل دائرہ اباحت"[1]	مروج ہوئے کتاب وسنت سے ماخوذ نہیں ہیں بلکہ مشائخ حضرات نے بطور الہام اللہ تعالٰی سے پائے ہیں جبکہ شریعت ان کی تفصیل سے ساکت ہے اور اباحت کے درجہ میں ہیں ۔(ت)

انھیں کے ملفوظات میں ہے:

"حضرت مجدد رضی اللہ تعالٰی عنہ طریقہ نو بیان نمودہ اند[2]"۔	حضرت مجدد رضی اللہ تعالٰی عنہ نے نئے طریقے بیان فرمائے ہیں(ت)

اسی میں ہے:

"حضرت شاہ ولی اللہ محدث رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ طریقہ جدیدہ بیان نمودہ اند[3]"	حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے جدید طریقہ بیان فرمایا ہے۔(ت)

بات کے پورے توجب ہیں کہ آنکھیں بند کرکے ان صاحبوں کو بھی بدعتی کہہ بھاگیں ورنہ یہ تو ستم سینہ زوری ہوئی کہ اکابر محبوبان خدا قرون متطاولہ سے سب **معاذاللہ** مجرم احداث چنیں وچناں ٹھہریں اور ان صاحبوں پر صرف لالچ سے کہ امام الطائفہ کے علاقہ والے ہیں آنچ نہ آئے یہ تو دین نہ ہوا دھینگا مشتی ہوئی، اے حضرت! یہ سب ایک طرف خود امام الطائفہ کی خبر لیجئے وہ سربازار اپنا اور اپنے پیر ومرشد کا بدعتی و مخترع الدین ہونا پکاررہا ہے صراط مستقیم میں لکھتا ہے:

"اشغال مناسبہ ہر وقت ریاضت ملائمہ ہر قرن جدا جدا مے باشند و لہٰذا محققین ہر وقت از اکابر ہر طرق در تجدید اشغال کوششا کردا ند بناء علیہ مصلحت دید وقت چناں اقتضا کرد کہ یک باب ازیں کتاب برائے بیان اشغال جدیدہ کہ مناسب ایں وقت ست تعین کردہ شود"[4]	ہر وقت کے مناسب اشغال اور ریاضات ہر زمانہ کے مناسب جدا جدا ہیں اور اسی لئے وقت کے محقق لوگ اپنے طریقہ وسلسلہ کے اکابر سے اشغال کی تجدید میں کوشش کرتے رہے ہیں، اسی بناء پر وقتی مصلحت کے تحت اس کتاب کا ایک باب موجودہ وقت کے اشغال جدیدہ کے بیان کے لئے مختص کیا گیا ہے۔(ت)

---

[1] مکتوبات مرزا مظہر جانجاناں از کلمات طیبات مکتوب یازدہم مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۳
[2] مکتوبات مرزا مظہر جانجاناں از کلمات طیبات مکتوب یازدہم مطبع مجتبائی دہلی ص ۷۰
[3] مکتوبات مرزا مظہر جانجاناں از کلمات طیبات مکتوب یازدہم مطبع مجتبائی دہلی ص ۸۳
[4] صراط مستقیم مقدمۃ الکتاب المکتبہ السلفیہ لاہور ص ۷، ۸

خدارا ذرا ہٹ دھرمی کی نہیں سہی خدا لگتی کہو تو نہ صرف اشغال بلکہ تمام بحث تعریف بدعت کا یہیں خاتمہ ہو گیا اب کیا ہوئے وہ قرون ثلثہ کی تخصیص پر جبروتی اصرار، اب کدھر گئی، وہ بات بات پر **من احدث فی امرنا ھذا مالیس منه فھو رد**[1] (جس نے نیا عمل جاری کیا جو ہمارے امر میں سے نہیں وہ مردود ہے۔ ت) اور **کل بدعة ضلالة وکل ضلالة فی النار**[2] (ہر بدعت ضلالۃ ہے اور ہر ضلالت جہنم میں ہے۔ ت) کی تکرار امام وہابیت کیشاں اور ان کے حضرت ایشاں تیرھویں صدی میں بیٹھے خاص امر اعظم دین و وجوہ تقرب رب العالمین میں نئی نئی باتیں گھڑ رہے ہیں جن کا خود ان کے اقرار سے تین قرن کیا معنٰی تین تین چھ اور چھ اور چھ بارہ قرن تک نام ونشاں نہیں، لیکن وہ بدعتی ٹھہرتے ہیں نہ ان کے اصل ایمان میں خلل آتا ہے نہ ان کے لئے **اصحاب البدع کلاب اھل النار**[3] (بدعت والے اہل جہنم کے کتے ہیں۔ ت) پڑھا جاتا ہے نہ یہ باتیں رد وضلالت وفی النار ہوتی ہیں، یہ **یجوز للوھابی مالا یجوز لغیرہ** (جو غیر کے لئے جائز نہیں وہابی کے لئے جائز ہے۔ ت) کا فتوی کہاں سے آگیا، اب اسے کیا کہئے، مگر یہ کہ **اذالم تستحی فاصنع ماشئت**[4] (جب تجھے حیا نہیں تو جو چاہے کر۔ ت) مولٰی عزوجل ہدایت بخشے، آمین!

خیر بات دور پہنچی خاص مسئلہ شغل برزخ کے متعلق نصوص اکابر وعمائد حاضر کردن مگر حاشانہ ارشادات حضرات اولیائے قدست اسرارہم کہ:

اوّلاً: وہ بنہایت ظہور محتاج اظہار نہیں موافق ومخالف کون نہیں جانتا کہ طریقہ اکابر اولیاء کا معمول رہا اور ان کی تصانیف جلیلہ میں جابجا اس کی روشن تصریحیں ہیں۔

ثانیاً: شاید ان کے ارشاد منکر متعصب کو نفع بھی نہ دیں، ہاں شاید کیوں یقیناً نہ دیں گے کہ منکر خود بھی ارشاد اولیاء سے قولاً و فعلاً اس کے متواتر ثبوت پر مطلع پھر بھی بر سر انکار وابطال وادعائے ضلال ہے اللہ تعالٰی کی بے شمار رحمتیں شیخ شیوخ الہند عاشق المصطفٰی وارث الانبیاء ناصر الاولیاء مولانا وبرکتنا حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس اللہ تعالٰی سرہ القوی پر کہ

---

[1] صحیح البخاری کتاب الصلح ۱/ ۳۷۱ وسنن ابی داؤد کتاب السنۃ ۲/ ۲۷۹، کنزالعمال حدیث ۱۱۰۱ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱/ ۲۱۹

[2] الدرالمنثور تحت آیۃ ۷/ ۱۷۸ مکتبہ آیۃ اللہ العظیمی قم ایران ۳/ ۱۴۷

[3] کنزالعمال حدیث ۱۰۹۴ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱/ ۲۱۸

[4] المعجم الکبیر حدیث ۶۵۸ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۱۷/ ۲۳۷

اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

"وآنچہ مروی ومحکی ست از مشائخ اہل کشف در استمداد از ارواح کمل واستفادہ ازاں خارج از حصر ست در کتب و رسائل ایشاں ومشہور ست میاں ایشاں وحاجت نیست کہ آں را ذکر کنیم وشاید کہ منکر متعصب سود نکند او را کلمات ایشاں عافانا اللہ من ذٰلك [1]"	کاملین کی روح سے استمداد واستفادہ جو اہل کشف مشائخ سے مروی ہے اور ان کی کتب ورسائل میں مذکور ومشہور ہے ان بے شمار مرویات کو ذکر کرنے کی ہمیں حاجت نہیں اور شاید متعصب منکرین کو ان کا کلام سود مند بھی نہ ہو، اللہ تعالٰی ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔(ت)

افسوس ان مدعیان حقانیت کی حالت یہاں تک پہنچی کہ بندگان خدا محبوبان خدا کے کلام ان کے سامنے پیش کرنا عبث وبے سود سمجھتے ہیں بلکہ اس سے ڈرتے ہیں کہ کہیں ان کے مقابلے میں اور بھی گستاخیوں پر نہ اترآئیں عافانا اللہ تعالٰی من کل ذٰلک (اللہ تعالٰی ہمیں اس سب سے محفوظ رکھے۔ت) لہٰذا میں صرف اقوال علماء پر اکتفا کروں جنھیں مانے بغیر بے چارے مخالف کو چارہ نہیں۔

۱شاہ ولی اللہ صاحب کی ایک عبارت تو سائل نے سوال میں نقل کی جس کے ترجمہ میں ۲معلم ثالث وہابیہ شفاء العلیل میں یوں کہتے ہیں: "جب مرشد اس کے پاس نہ ہو تو اس کی صورت کو اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان خیال کرتا رہے بطریق محبت اور تعظیم کے تو اس کی خیالی صورت وہ فائدے دے گی جو اس کی صحبت فائدہ دیتی ہے۔[2]"

یہیں ۳مولٰنا شاہ عبدالعزیز صاحب سے نقل کیا مولانا نے فرمایا: "حق یہ ہے کہ سب راہوں سے یہ راہ زیادہ ترقریب ہے[3] انتہی۔

اب کون کہے کہ شاہ صاحب! یہ وہی راہ ہے جسے کچھ دنوں بعد آپ کے قریب گھر والے ٹھیٹ بت پرستی بتانے کو ہیں، ۴شاہ ولی اللہ صاحب انتباہ میں فرماتے ہیں:

الطریق الثالث طریق الرابطة بالشیخ	یعنی خدا تک پہنچنے کی تیسری راہ شیخ کے ساتھ رابطہ کا

[1] اشعۃ اللمعات کتاب الجهاد باب حکم الاسراء فصل اول مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳/ ۴۰۲
[2] شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل چھٹی فصل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۸۱ و ۸۲
[3] شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل چھٹی فصل ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۸۰

(الی ان قال)ینبغی ان تحفظ صورته فی الخیال و تتوجه الی القلب الصنوبری حتی تحصل الغیبة و الفناء من النفس[1]۔	طریقہ ہے چاہئے کہ اس کی صورت اپنے خیال میں محفوظ رکھ کر قلب صنوبری کی طرف متوجہ ہو یہاں تک کہ اپنے نفس سے غیبت وفنا ہاتھ آئے (ت)

۵اسی میں ہے:

ان وقفت عن الترقی فینبغی ان تجعل صورۃ الشیخ علی کتفك الا یمن وتعتبر من کتفك الی قلبك امرأممتدا وتاتی بالشیخ علی ذٰلك الامر الممتد و تجعله فی قلبك فانه یرجی لك بذلك حصول الغیبة والفناء[2]۔	یعنی اگر تو ترقی سے رک رہے تو یوں چاہئے کہ صورت شیخ کو اپنے داہنے شانے پر اور شانے سے دل تک ایک امر کشیدہ فرض کرلے اور اس پر صورت شیخ کو لاکر اپنے دل میں رکھے کہ اس سے تیرے لئے غیبت وفنا ملنے کی امید ہے۔

یہ عبارتیں شاہ صاحب نے رسالہ ۶تاجیہ نقشبندیہ سے نقل کیں جن کی نسبت لکھا کہ حضرت والد بزرگوار یعنی ۷شاہ عبدالرحیم صاحب اسے بہت پسند فرماتے اور مریدوں کو اس کے سلسلہ پر چلاتے[3]۔ ۸اسی میں یہ بھی لکھا کہ:

"تفرقہ مستمر ہو تو اپنے مرشد مربی کی صورت خیال میں حاضر کر، امید ہے کہ اس کی برکت سے تفرقہ مبدل بجمیعت ہو[4]"

اسی انتباہ میں رسالہ ۹عزیزیہ سے جس کی اجازت اپنے والد ماجد سے پائی لکھا:

"صورت مرشد پیش خود تصور کردہ بعد ذکر گوید الرفیق ثم الطریق در حق ایشاں ست وبرائے نفی خواطر نفسانی وہواجس شیطانی ووساوس ظلمانی اثرے تمام دارد[5]"	مرشد کی صورت کو پیش خاطر رکھے اور ذکر کے بعد کہے الرفیق اور پھر الطریق مرشد کے حق میں ہے یہ طریق نفسانی خواہشات اور شیطانی وسوسوں کی نفی میں مؤثر ہے۔ (ت)

---
[1] انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ طریقہ نقشبندیہ عباسی کتب خانہ کراچی ص ۴۱و۴۲
[2] انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ طریقہ نقشبندیہ عباسی کتب خانہ کراچی ص ۴۲
[3] انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ طریقہ نقشبندیہ عباسی کتب خانہ کراچی ص ۳۲
[4] انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ بیان دفع وسوسہ عباسی کتب خانہ کراچی ص ۴۷
[5] انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ بیان طریقہ چشتیہ عباسی کتب خانہ کراچی ص ۹۲

"اسی رسالہ مذکور سے لکھا:

بلکہ حضرت سلطان موحودیں.برہان العاشقین حجۃ المتکلمین شیخ جلال الحق والشرع والدین مخدوم مولانا قاضی خاں یوسف ناصحی قدس سرہ العزیز چنیں می فرمودند کہ صورت مرشد کہ ظاہر دید میشود مشاہدہ حق سبحانہ وتعالٰی ست در پردہ آب وگل واما صورت مرشد کہ درخلوت نمودارم شہود آں مشاہدہ حق تعالٰی ست بے پردہ آب وگل کہ ان اللہ تعالٰی خلق اٰدم علی صورۃ الرحمٰن من راٰنی فقد رای الحق در حق اودرست شدہ[1]۔"	بلکہ حضرت شیخ جلال الدین مولانا قاضی خاں یوسف ناصحی قدس سرہ بمع القابہ یوں فرماتے ہیں کہ مرشد کی صورت کا ظاہری مشاہدہ آب وگل کے پردہ میں اللہ تعالٰی کا مشاہدہ ہے اور مرشد کی خلوت میں نمودار ہونے والی صورت یہ اللہ تعالٰی کا آب وگل کے پردہ کے بغیر مشاہدہ ہے اللہ تعالی نے آدم کی صورت رحمٰن کی صفت پر پیدا کی جس نے مجھے دیکھا تو بیشک اس نے حق دیکھا،اس پر درست ثابت ہوگا۔(ت)

"شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی میں زیر قولہ تعالٰی **واذکر اسم ربك** لکھتے ہیں:

یعنی یاد کن نام پروردگار خود را بر سبیل دوام وہر وقت وہر شغل خواہ بزبان خواہ بقلب خواہ بروح خواہ بہ سر خواہ بخفی خواہ باخفی خواہ بنفس خواہ ذکر یک ضربی خواہ دو ضربی خواہ بحبس نفس خواہ بے حبس خواہ بدون برزخ خواہ بابرزخ الی غیر ذٰلك من الخصوصیات التی استنبطھا الماھرون من اھل الطرائق وتعین احد الشقین ازیں خصوصیات مذکورہ مفوض بصوابدید شیخ ومرشد ست کہ بحسب حال ہرچہ راا صلح داند تلقین فرمایا ید چنانچہ درآیت دیگر فرمودہ **فاسئلوا اھل الذکر ان کتنم**	اللہ تعالٰی کو ہر وقت اور ہر شغل میں یاد رکھ دل روح، سری، خفی، سانس یک ضربی یا دوضربی ہو یاسانس بند کرکے ہو یا بغیر بند کئے ہو، برزخ کے ذریعے یا بے برزخ وغیرہا خصوصیات جن کو اہل طریقت سے ماہرین نے اخذ کیا ہے ان میں سے کسی مخصوص طریقہ کو متعین کرنا مرشد کی صوابدید پر موقوف ہے کہ وہ حال کے مطابق جس کو مناسب سمجھے اس کی تلقین کرے جس طرح دوسری آیہ کریمہ میں ارشاد ہے کہ اگر تم

[1] انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ بیان طریقہ چشتیہ عباسی کتب خانہ کراچی ص ۹۲و۹۳

لاتعلمون[1] اھ ملتقطا۔	نہ جانو تو اہل ذکر سے سوال کرو اھ ملتقطا (ت)

اقول: وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ سے ہے۔ت) اس عبارت سے جیسا کہ تصور برزخ کا جواز ثابت ہوا اس کے سوا اور بھی فوائد جلیل حاصل مثلاً:

۱ **ایک:** یہ کہ شغل برزخ کے ساتھ ذکر کرنا اطلاق آیت قرآنی کے تحت میں داخل۔

۲ **دوم:** مطلق ذکر پر قرآن وحدیث میں جو عظیم ترغیبیں آئیں اسے بھی شامل۔

۳ **سوم:** مطلق ہمیشہ اپنے اطلاق پر رہے گا اور اس کا حکم اس کے جمیع مقیدات میں ساری شرع میں صرف اس کی اجازت ان کی اجازت کے لئے کافی جس کے بعد خصوصیات خاصہ کے ثبوت خاص کی حاجت نہیں مطلق اصولی کو مطلق منطقی سمجھنا محض خطا ہے۔

۴ **چہارم:** نیک بات بانضمام اوضاع خاصہ بد نہیں ہوسکتی جب تک اس منضم میں کوئی محذور خاص شرع سے ثابت نہ ہو،

۵ **پنجم:** قائل جواز کو صرف اس قدر بس کہ یہ مقید زیر مطلق داخل، جو ممنوع بتائے وہ مدعی ہے اس صورت خاصہ سے منع ثابت کرے۔

۶ **ششم:** ہیئات عبادات توقیفی ہے ولہٰذا اسیر ووقوف دونوں میں شرع مطہر کا اتباع واجب جہاں وہ تھم رہے ہم آگے نہ بڑھیں جہاں وہ آگے چلے ہم تھم نہ رہیں تو اپنی طرف سے اطلاق مقید وتقیید مطلق دونوں ممنوع جس طرح بعد حصر فی وجہ احداث وجہ، آخر شرع پر زیادت یونہی بعد اطلاق اجازت منع بعض صور شرع کی مخالفت اس توقیف وتوقف کے یہ معنی ہیں نہ وہ کہ عبادت الٰہیہ کو **معاذاللہ** غیر معقول المعنی، سمجھ کر مطلقاً وارد ومورد پر مقتصر کردیجئے **کما زعم المتکلم القنوجی** (جیسا کہ قنوجی متکلم نے سمجھا ہے۔ت)

۷ **ہفتم:** بدعت شرعیہ کی یہ تفسیر کہ جو بات زمانہ اقدس نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں نہ تھی یا جو کام صحابہ نے نہ کیا یا جو کچھ قرون ثلثہ میں نہ تھا۔

کما تزعمه النجدية على تفرق كلمهم فيما بينهم تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّ قُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۚ"[2]۔	جیسا کہ نجدی حضرات متفرق باتیں کرتے ہیں "تم ان کو جمع خیال کرتے ہو حالانکہ ان کے دل متفرق ہیں یہ اس لئے کہ وہ بے عقل قوم ہیں" (ت)

۸ **ہشتم:** بدعت لغویہ کہ تفاسیر مذکور حقیقۃً اسی پر منطق ہرگز سیئہ میں منحصر نہیں اس تقدیر پر

---

[1] فتح العزیز (تفسیر عزیزی) تحت آیۃ ۷۳/ ۸ ص ۲۷۹

[2] القرآن الکریم ۵۹/ ۱۴

قضیہ کل بدعۃ ضلالۃ[1] (ہر بدعت گمراہی ہے۔ت) قطعاً عام مخصوص منہ البعض، ہاں اگر بدعت شرعیہ لیجئے یعنی:

ما احدث علی خلاف الحق المتلقی عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم۔	حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام سے حاصل شدہ حق کے خلاف کوئی نئی چیز ہو (ت)

تو بیشک وہ اپنی صراحت عموم و محوضت اطلاق پر ہے علماء تفسیر حدیث میں دونوں طرف گئے مگر یہ اعجوبہ ملفقہ کو پہلوں سے تفسیر لیں اور دوسروں سے اطلاق یہ خاص ایجاد حضرات انجاد ہے جس پر شرع سے اصلا دلیل نہیں اور جس کی بناء پر شاہ عبد العزیز وشاہ ولی اللہ سے ہزار برس تک کے ائمہ شریعت وسادات طریقت یاہزاروں تابعین یا صدہا صحابہ بھی معاذاللہ بدعتی قرار پاتے ہیں، اور ان کے بعض جری بیباکوں مثل بھوپالی بہادر وغیرہ نے اس کی صاف تصریح بھی کردی وہ بھی کہاں، خاص امیر المومنین غیظ المنافقین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے بارے میں

"وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۷﴾"[2] (اور اب جان جائیں گے ظالم کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔ت)

۹ نہم عدم نقل نقل عدم نہیں۔

۱۰ دہم عدم فعل قاضی منع نہیں کف میں اتباع ہے نہ مجرد ترک میں۔

۱۱ **یازدہم** یہ جاہلی مغالطہ کہ اس طریقے میں کوئی بھلائی ہوتی تو صحابہ ہی کرتے تم کیاان سے بھی زیادہ دین کی سمجھ رکھتے تو محض بیہودہ ونامسموع ہے۔

۱۲ **دوازدہم** اولیائے کرام کے ایجادات محمود ومقبول ہیں۔

۱۳ **سیزدہم** وہ اہل الذکر ہیں دوسروں کوان پر اعتراض نہیں پہنچتا بلکہ ان کی طرف رجوع اور جو وہ فرمائیں اس پر عمل چاہئے۔

۱۴ **چہاردہم** کفار سے غیر شعار میں اتفاقی مشابہت ہر گز وجہ ممانعت نہیں ورنہ حبس دم کہ جوگیوں کا مشہور طریقہ ہے ممنوع ہوتا۔

۱۵ **پانزدہم** آیۃ "فَسْـَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ"[3] (وجوب تقلید میں نص ہے۔ اہل ذکر سے علمائے اہل کتاب

---

[1] الدر المنثور تحت آیۃ ۷/ ۱۷۸ مکتبہ آیۃ اللہ العظیمی قم ایران ۳/ ۱۴۷

[2] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

[3] القرآن الکریم ۱۶/ ۴۳ و۲۱/ ۷

مراد لے کر مبحث تقلیدی سے آیت کو بیگانہ بتانا غیر مقلد وہابیوں کی نری جہالت ہے،
اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ کہ مخصوص سبب کا الٰی ذٰلك من الفوائد مما یستخرجه البصیر الناقد (دیگر فوائد جن کو پرکھنے والے صاحب بصیرت نے ظاہر کیا ہے۔ت) شاہ صاحب کی یہ نفیس عبارت کس قدر قابل قدر و منزلت کہ معدود حرفوں میں کتنے فوائد نفیسہ بتاگئے اور آدھی بلکہ دو تہائی وہابیت کو خاک میں ملاگئے والحمد للہ رب العالمین۔

اب پھر شمار عبارات کی طرف چلئے، "تمام خاندان دہلی کے آقائے نعمت وخداوند دولت ومرجع ومنتہی ومفرغ وملجا وسید ومولٰی جناب شیخ مجدد صاحب رحمۃاللہ تعالٰی علیہ اپنے مکتوبات کی جلد اول میں فرماتے ہیں:

ہیچ طریقے اقرب بوصول از طریق رابطہ نیست تاکدام دولتمند راباآں سعادت مستسعد سازند[1]"	وصول کے طریقوں میں سے اقرب ترین طریقہ رابطہ ہے کہ بہت سے ابدی دولت والے اس سے بہرہ ور ہوئے ہیں۔(ت)

"اسی میں ہے:

"مخدوما مقصد اقصٰی ومطلب اسنٰی وصول بجناب قدس خداوندی ست جل سلطانہ لیکن چوں طالب در ابتداء بواسطہ تعلقات شتی در کمال تدنس وتنزل ست وجناب قدس او تعالٰی در نہایت تنزہ وترفع ومناسبتے کہ سبب افاضہ واستفاضہ است درمیان مطلوب وطالب مسلوب ست لاجرم از پیر راہ دان راہ بین چارہ نمودہ کہ برزخ بود (الٰی قولہ) پس در ابتدا و در توسط مطلوب رابے آئینہ پیر نمیتواں دید[2]"	اے میرے مخدوم! سب سے بڑا اور اعلٰی مقصد اللہ جل شانہ تک رسائی ہے لیکن کوئی طالب ابتدائی مرحلہ میں دنیاوی مشاغل کی وجہ سے انتہائی کثافت اور کہتری میں ہوتا ہے جبکہ اللہ تعالٰی انتہائی پاک اور بلند ذات ہے اس وجہ سے طالب ومطلوب کے درمیان فیض کے حصول وعطا کے لئے کوئی مناسبت نہیں ہے لہذا ضروری ہے راستہ جاننے اور دیکھنے والا مرشد واسطہ بنے، (اور یہاں تک فرمایا) ابتدائی اور درمیانے مرحلہ میں پیر کے آئینہ کے بغیر مطلوب کو نہیں دیکھ سکتا۔(ت)

[1] مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی مکتوب صد وہشتاد وہفتم نولکشور لکھنؤ ۱/ ۱۸۷
[2] مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی مکتوب ۱۶۹ استانبول ترکیہ ۱/ ۲۸۱

[۱۴] جلد دوم میں فرمایا:

"نسبت رابطہ ہموارہ شمار باصاحب رابطہ می دارد وواسطہ فیض انعکاسی می شود شکرایں نعمت عظمی بجابایدآورد"[1]۔	تمھارے رابطہ کی نسبت صاحب رابطہ کے ساتھ ہموار ہوجائے اور فیوض کاواسطہ عکس ڈالے تواس عظیم نعمت کاشکر بجالاناچاہئے۔(ت)

[۱۵] جلد سوم میں لکھا:

پرسیدہ بودند کہ لم ایں چیست کہ چوں درنسبت رابطہ فتور میرود دراتیان سائر طاعات التذاذ نمی یابد بدانند کہ ہماں وجہیکہ سبب فتور رابطہ گشتہ است مانع التذاذ ست (الی قولہ) استغفار باید نمود تابکرم اللہ سبحنہ اثرآں مرتفع گردد[2]"	آپ سے پوچھاگیاکہ کیاوجہ ہے کہ جب رابطہ والی نسبت میں فتور ہوجائے تمام عبادات کی لذت میں فتور پیدا ہوجاتاہے توفرمایا یادرکھوکہ جس وجہ سے رابطہ میں فتور آتا ہے وہی لذت سے مانع ہوجاتی ہے اور (بعد میں یہاں تک فرمایا) اس موقعہ پر استغفار کرنی ضروری ہے تاکہ اللہ تعالٰی اپنے کرم سے اس مانع اثر کواٹھادے۔(ت)

اور[۱۶] ذرا وہ بھی ملاحظہ ہوجائے جوانھوں نے مکتوبات کی جلد دوم مکتوب سیم میں فرمایا:

"خواجہ محمد اشرف ورزش نسبت رابطہ از نوشتہ بودند کہ سجدے استیلا یافتہ است کہ درصلوات آں را مسجود خود مے داند وے بیند واگر فرضا نفی کند منتفی نمیگردد محبت اطوار ایں دولت متمنائے طلاب است ازھزاراں یکے رامگر بد ہند صاحب ایں معاملہ مستعد تام المناسبۃ سبب یحتمل کہ باندک صحبت شیخ مقتدا جمیع کمالات اوراجذب نماید رابطہ راچرا	خواجہ محمد اشرف نے نسبت رابطہ کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ سجدے میں رفعت ہوتی ہے جب شیخ کو نمازوں میں مسجود سمجھے اور دیکھے اگر بالفرض وہ اس کی نفی کرے بھی تومنتفی نہ ہو، یہ محبت کا ایک مرحلہ ہے طالب حضرات ہزاروں اس دولت کی تمنا کرتے ہیں مگر حاصل کسی ایک کو ہوتا ہے یہ عطا کا معاملہ مناسبت تامہ کی وجہ سے ہوتا ہے شیخ کی تھوڑی سی صحبت کے سبب کبھی

[1] مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی مکتوب بست وچہارم نولکشور لکھنو، ۲/ ۲۱

[2] مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی مکتوب صدو ہفتم نولکشور لکھنو، ۳/ ۱۹۸

تمام کمالات شیخ اس طالب میں جذب کردیتا ہے رابطہ کی نفی لوگ کیوں کرتے ہیں حالانکہ شیخ و مقتداء مسجود الیہ ہوتا ہے نہ کہ مسجود لہ، یہ لوگ محراب اور مساجد کی نفی کیوں نہیں کرتے ہیں (حالانکہ وہ بھی مسجود الیہ ہیں) یہ دولت خاص سعادتمندوں کو میسر ہوتی ہے حتی کہ وہ تمام احوال میں صاحب رابطہ کو واسطہ جانتے ہیں اور تمام اوقات میں اسی کی طرف متوجہ رہتے ہیں ان لوگوں کی طرح نہیں جو بے دولت ہوتے ہیں اور اپنے آپ کو مستغنی سمجھتے ہیں، اور شیخ سے اپنی توجہ کا قبلہ موڑ لیتے ہیں اور اپنا معاملہ خود خراب کرلیتے ہیں۔(ت)	نفی کنند کہ او مسجود الیہ است نہ مسجود لہ چرا محاریب و مساجد رانفی نکنند ظہور ایں قسم دولت سعادت منداں رامیسر است نادر جمیع احوال صاحب رابطہ متوسط خود دانند ودر جمیع اوقات متوجہ او باشتند ودررنگ جماعہ بے دولت کہ خود را مستغنی دانند وقبلہ توجہ از شیخ خود منحرف سازند ومعاملہ خود رابرہم زنند"[1]

الحمدللہ اس عبارت باہرہ کاایک ایک کلمہ قاہرہ ازبیخ برکن نجدیت بائرہ ہےوللہ الحجۃ الظاہرہ۔

آمدیم ونصوص علماء کتاب مستطاب ۷ حدائق الانوار فی الصلوٰۃ والسلام علی النبی المختار صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں ہے:

پانچواں حدیقہ ان پھلوں کے بیان میں ہے جنھیں بندہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر درود بھیج کر چنتا ہے اور ان فائدوں میں جنھیں درود کی برکت سے کسب وتحصیل کرتا ہے۔	الحدیقۃ الخامسۃ فی الثمرات التی یجتنیھا العبد بالصلوٰۃ علی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم والفوائد التی یکتسبھا ویقتنیھا[2]۔

پھر چالیس ۴۰ فائدے گنا کر کہتے ہیں:

وہ فائدے جو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر دورد بھیج کر حاصل کرتے ہیں ان میں اجل واعظم فائدوں سے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صورت کریمہ کا دل میں نقش ہونا ہے۔	الاحدی والاربعون من اعظم الثمرات و اجل الفوائد المکتسبات بالصلوۃ علیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انطباع صورۃ الکریمۃ فی النفس[3]۔

[1] المکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی مکتوب ۳۰ نولکشور لکھنؤ ۲/ ۴۶

[2] حدائق الانوار فی الصلوٰۃ والسلام علی النبی المختار

[3] حدائق الانوار فی الصلوٰۃ والسلام علی النبی المختار

۱۸امام ابو عبداللہ ساحلی رضی اللہ تعالٰی عنہ بغیۃ السالک میں فرماتے ہیں:

ان من اعظم الثمرات واجل الفوائد المکتسبات بالصلٰوۃ علیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انطباع صورتہ الکریمۃ فی النفس انطباعا ثابتا متا صلا متصلا و ذٰلك بالمداومۃ علی الصلٰوۃ علی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم باخلاص القصد وتحصیل الشروط و الاداب و تدبر المعانی حتی یتمکن حبہ من الباطن تمکنا صادقا خالصا یصل بین نفس الذاکر ونفس النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ویؤلف بینہما فی محل القرب و الصفا[1] الخ۔	ثمرات وفوائد کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر درود بھیج کر حاصل کئے جاتے ہیں ان کے اعظم واجل سے یہ ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صورت کریمہ کا پائدار ومستحکم ودائمی نقش دل میں ہوجائے یہ یوں حاصل ہوتا ہے کہ نیت خالص ورعایت شروط وآداب وغور وفکر معانی کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی مداومت کریں یہاں تک کہ حضور کی محبت ایسے سچے خالص طور پر دل میں جم جائے جس کے سبب نفس ذاکر کو نفس اقدس حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اتصال اور محل تقرب و صفا میں باہم الفت حاصل ہو۔

۱۹علامہ فاسی محمد بن احمد بن علی قصری رحمۃ اللہ علیہ مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں فرماتے ہیں:

قد ذکر بعض من تکلم علی الاذکار وکیفیۃ التربیۃ بہا انہ اذا کمل لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فلیشخص بین عینیہ ذاتہ الکریمۃ بشریۃ من نور فی ثیاب من نور یعنی لتنطلع صورتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی روحانیتہ ویتالف معہا تالفا یتمکن بہ من الاستفادۃ من اسرارہ والاقتباس من انوارہ صلی اللہ تعالٰی	یعنی بعض علماء جنھوں نے اذکار اور ان سے تربیت مریدین کی کیفیت بیان کی، فرماتے ہیں کہ جب ذکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو کامل کرے تو چاہئے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا تصور اپنے پیش نظر جمائے بشری صورت نور کی طلعت نور کے کپڑوں میں اس غرض سے کہ حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صورت اس کے آئینہ روح میں منقش ہوجائے اور وہ الفت پیدا ہو جس کے سبب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اسرار سے استفادہ اور انوار سے

[1] بغیۃ السالک

علیہ وسلم قال فان لم یرزق تشخص صورۃ فیری کانہ جالس عند قبرہ المبارك یشیر الیہ متی ماذکرہ فان القلب متی ماشغلہ شیئ امتنع من قبولہ غیرہ فی الوقت الی اخر کلامہ فیحتاج الی تصویر الروضۃ المشرفۃ والقبور المقدسۃ لیعرف صورتھا یشخصھا بین عینیہ من لم یعرف من المصلین علیہ فی ہذا الکتب وہم عامۃ الناس وجمھورھم [1] اھ ملخصا۔	اقتباس کرسکے وہی عالم فرماتے ہیں جسے حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صورت کریمہ کا تصور روزی نہ ہو وہ یہی خیال جمائے کہ گویا مزار مبارک کے سامنے حاضر ہے اور ہر بار ذکر شریف کے ساتھ مزار اقدس کی طرف اشارہ کرتا رہے یہ اس لئے کہ دل کو جب ایک چیز مشغول کرلیتی ہے تو اس وقت دوسری کسی شے کو قبول نہیں کرتا، اسے نقل کرکے علامہ فاسی فرماتے ہیں جب بات یہ ٹھہری تو روضہ مطہرہ و قبور معطرہ کی تصویر بنانے کی حاجت ہوئی کہ جن دلائل الخیرات پڑھنے والوں کو ان کا نقشہ معلوم نہیں اور اکثر ایسے ہی ہیں وہ پہچان لیں اور ان کا تصور پیش نظر رکھیں۔

۲۱شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ جذب القلوب الی دیار المحبوب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وکتاب ترغیب اہل السعادات میں فرماتے ہیں:

از فوائد صلاۃ بر سید کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ ست تمثل خیال وے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم در عین کہ لازم کثرت صلاۃ ست با نعت حضور وتوجہ اللھم صل وسلم علیہ [2] اھ ملتقطا۔	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پاک کے فوائد میں سے یہ ہے کہ آنکھ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خیالی صورت قائم ہوجاتی ہے جس کے لئے حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نعت شریف کے ساتھ دورد شریف کی کثرت لازم ہے اور توجہ سے اللھم صل وسلم علیہ اھ ملتقطا (ت)

۲۲امام محمد ابن الحاج عبدری مکی قدس سرہ مدخل میں فرماتے ہیں:

من لم یقدر لہ بزیارۃ صلی اللہ تعالٰی	یعنی جسے مزار اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی

---

[1] مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۱۴۴و۱۴۵

[2] جذب القلوب الی دیار المحبوب باب ہفدہم مکتبہ نعیمیہ چوک دالگراں لاہور ص ۱۸۰تا ۱۸۲

علیہ وسلم بجسمہ فلینوھا کل وقت بقلبہ ولیحضر قلبہ انہ حاضر بین یدیہ متشفعا بہ الی من من بہ علیہ کما قال الامام ابومحمد بن السید البطلیوسی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فی رقعتہ التی ارسلھا الیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من ابیات۔ الیك افر من زللی وذنبی وانت اذا لقیت اللہ حسبی وزورۃ قبرك المحجوج قدما منای وبغیتی ولو شاء ربی فان احرم زیارتہ بجسمی فلم احرم زیارتہ بقلبی الیك غدت رسول اللہ منی تحید مومن دنف محب [1]۔	علیہ وسلم کی زیارت جسم سے نصیب نہ ہوئی ہو وہ ہر وقت دل سے اس کی نیت رکھے اور دل میں یہ تصور جمائے کہ میں حضور پر نور صلوٰۃ اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ کے حضور حاضر ہوں حضور سے اس کی بارگاہ میں اپنے لئے شفاعت چاہ رہا ہوں جس نے حضور کی امت میں داخل فرما کر مجھ پر احسان کیا جیسا کہ امام محمد بن السید بطلیوسی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنی اس عرضی میں کہ مزار پر انوار بھیجی یہ ابیات عرض کیں کہ یارسول اللہ! میں اپنی لغزش وگناہ سے حضور ہی کی طرف بھاگتا ہوں اور جب میں خدا سے ملوں تو حضور مجھے کافی ہیں حضور کی قبر مبارک کی زیارت کی کہ ہمیشہ سے جس کا حج ہوتا ہے (یعنی مسلمان اس کی نیت کرکے دور دور سے حاضر ہوتے ہیں) میری آرزو مراد ہے۔ اگر میرا رب چاہے اگر جسم سے اس کی زیارت مجھے نصیب نہ ہوئی تو دل کی زیارت سے محروم نہیں ہوں صبحدم حضور کی بارگاہ میں حاضر ہے یارسول اللہ! میری طرف سے ایک مسلمان محب بیمار محبت کا مجرا۔

۲۳ امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی شارح صحیح بخاری مواہب لدنیہ و منح محمدیہ اور ۲۴ علامہ محمد زرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

یلازم الادب والخشوع والتواضع غاض البصر فی مقام الھیبۃ کما کان یفعل بین یدیہ فی حیاتہ (اذھو حی) ویستحضر علمہ	یعنی زائر ادب وخشوع وتواضع کو لازم پکڑے آنکھیں بند کئے مقام ہیبت میں کھڑا ہو جیسا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے عالم حیات ظاہری میں حضور کے سامنے کرتا کہ

[1] المدخل لابن الحاج فصل فی الکلام علی زیارۃ سید المرسلین الخ دارالکتب العربی بیروت ۱/ ۲۵۸

بوقوفه بین یدیه علیه الصلوٰۃ والسلام سماعه لسلامه کما ہو فی حال حیاته اذلا فرق بین موته و حیاته فی مشاهدته لامته ومعرفته باحوالهم و نیاتهم و عزائمهم وخواطرهم وذٰلك عنده جلی لاخفاء به ویمثل(یصور)الزائر وجهه الکریم علیه الصلوٰۃ و السلام فی ذهنه ویحضر قلبه جلال رتبته و علو منزلته وعظیم حرمته[1] اهملخصا	وہ اب بھی زندہ ہیں اور تصور کرے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس کی حاضری سے آگاہ ہیں اس کا سلام سن رہے ہیں بعینہٖ اسی طرح جیسے حال حیات ظاہری میں کہ حضور کی وفات و حیات دونوں ان امور میں یکساں ہیں کہ حضور اپنی امت کو دیکھتے اور ان کے احوال کو پہچانتے ہیں اور ان کی نیتوں اور ارادوں اور دل کے خطروں سے آگاہ ہیں اور یہ سب باتیں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر ایسی روشن ہیں جنھیں اصلا پوشیدگی نہیں اور زائر اپنے ذہن میں حضور والا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے چہرہ کریمہ کا تصور جمائے اور دل میں حضور کی بزرگی مرتبہ وبلندی قدر واحترام عظیم کا خیال لائے۔

۲۵علامہ رحمت اللہ ہندی تلمیذ امام ابن الہمام منسک متوسط اور ۲۶علامہ علی قاری مکی اس کی شرح مسلک متقسط میں فرماتے ہیں:

ثم توجه(ای بالقلب والقالب)مع رعایة الادب فقام تجاه الوجه الشریف متواضعا خاضعا خاشعا مع الذلة والانکسار والخشیة والوقار والهیبة والافتقار غاض الطرف مکفوف الجوارح فارغ القلب(من سوی مرامه)واضعا یمینه علی شماله مستقبلا لوجه الکریم مستدبر القبلة متمثلا صورته الکریمة فی خیالک(ای فی تخیلات بالك لتحسین حالک)مستشعرا	یعنی زائر دل وبدن دونوں سے بنہایت ادب مزار اقدس کی طرف متوجہ ہو کر مواجہہ شریف میں کھڑا ہو تواضع وخشوع و خضوع وتذلل وانکسار وخوف ووقار وہیبت ومحتاجی کے ساتھ آنکھیں بند کئے اعضاء کو حرکت سے روکے دل اس مقصود مبارک کے سوا سب فارغ کئے ہوئے داہنا ہاتھ بائیں پر باندھے، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف منہ اور قبلہ کو پیٹھ کرے دل میں حضور انور صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ کی صورت کریمہ کا تصور باندھے کہ یہ خیال تجھے

[1] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ المقصد العاشر الفصل الثانی دار المعرفۃ بیروت ۸/ ۳۰۵

بانه علیه الصلوٰة والسلام عالم بحضورك وقیامك وسلامك (ای بل بجمیع افعالك واحوالك وارتحالك ومقامك) وكانه حاضر جالس بازائك مستحضرا عظمته وجلاله صلی الله تعالٰی علیه وسلم [1] اھ ملخصاً۔	خوشحال کردے گا اور خوب ہوشیار ہو جا کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تیری حاضری وقیام وسلام بلکہ تمام افعال واحوال اور منزل منزل کے کوچ ومقام سے آگاہ ہیں اور یہ تصور کر کہ گویا حضور تیرے سامنے حاضر وتشریف فرماہیں اور حضور کی عظمت وجلال کا خیال اپنے ذہن میں حاضر رکھ۔

۲۷امام مجدالدین ابوالفضل عبداللہ بن محمود موصلی اپنے متن مختار کی شرح اختیار میں پھر علمائے دولت علیہ سلطان اورنگزیب انار اللہ برہانہ فتاوٰی عالمگیری میں فرماتے ہیں:

یقف كما یقف فی الصلوٰة ویمثل صورته الكریمة البهیة كانه نائم فی لحده عالم به یسمع كلامه [2]۔	یعنی زائر روضہ منورہ کے حضور دست بستہ بادب یوں کھڑا ہو جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صورت کریمہ روشن کا تصور باندھے گویا حضور مرقد اطہر میں لیٹے ہیں زائر کو جانتے اور اس کا کلام سنتے ہیں۔

۲۸امام اجل قاضی عیاض نے شفاشریف میں امام ابوابراہیم تجیبی سے نقل فرمایا کہ وہ فرماتے ہیں:

واجب علی كل مؤمن متی ذكره صلی الله تعالٰی علیه وسلم اوذكر عنده ان یخضع ویخشع ویتوقر ویسكن من حركته ویاخذ فی هیبته واجلاله بما كان یاخذ نفسه لوكان بین یدیه صلی الله تعالٰی علیه وسلم ویتادب بما ادبنا الله تعالٰی به [3]	ہر مسلمان پر واجب ہے جب حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ذکر کرے یا حضور کا ذکر اس کے سامنے کیا جائے کہ خشوع وخضوع ووقار بجالائے جسم کا کوئی ذرہ حرکت نہ کرے جس طرح خود حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سامنے خاص حضوری میں رہتا ہے حضور کا ادب کرے جیسا کہ اللہ تعالٰی نے ہمیں اس جناب کے لئے مودب ہونا سکھایا۔

[1] المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط مع ارشاد الساری دارالکتاب العربی بیروت ص ۳۳۷، ۳۳۸

[2] الاختیار لتعلیل المختار فصل فی زیارة قبر النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم دارالمعرفه بیروت ۱/ ۱۷۶

[3] الشفا بتعریف حقوق المصطفی فصل واعلم ان حرمة النبی الخ الشرکة الصحافیة فی البلاد العثمانیه ۲/ ۳۴

۲۹علامہ شہاب الدین خفاجی اس کی شرح نسیم الریاض میں اس پر فرماتے ہیں:

یفرض ذٰلك ویلاحظه ویتمثله فکانه عنده[1]۔	یعنی ذکر شریف کے وقت یہ فرض ملاحظہ کرے کہ خاص حضوری میں ہوں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صورت کا تصور جمالیا جائے کہ گویا حضور اس کے پاس جلوہ فرما ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

۳۰فاضل رفیع الدین خان مراد آبادی تاریخ الحرمین میں لکھتے ہیں:

شبے در طواف بودم وہجوم بسیار بود بخیال خود حضور آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یاد کردم تصور نمودم کہ آں سرور علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام وطوائف ہستند وجماعت صحابہ باآنحضرت طواف میکنند ومن بطفیل ایشاں در مجمع حاضرم وروزے پیش باب بیت اللہ ایستادہ دعا میکردم وباخود قصہ روز فتح یاد کردم وتصور نمودم کہ جناب اقدس نبوی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم در دروازہ ایستادہ اند وصحابہ کرام بحسب مرتبہ ومقام خود درخدمت شریف حاضر اند وکفار قریش ترساں وہراساں در حضور آمدہ اند وآنحضرت ازایشاں عفو فرمودہ ملاحظہ ایں حال باعث شد بتوسل ازآنجناب ودعا درحضرت عزت جلت عظمتہ برائے مغفرت خود جمیع اقارب واحباب وقضائے حوائج دین ودنیا **ونرجو من اللہ الاجابۃ ان شاء اللہ تعالٰی**۔	ایک رات میں طواف کررہا تھا ہجوم کثیر تھا میں نے اپنے خیال میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یاد کیا اور تصور کیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام طواف فرمارہے ہیں اور صحابہ کرام کی جماعت بھی حضور کے ساتھ طواف کررہی ہے اور میں بھی آپ کے طفیل وہاں مجمع میں حاضر ہوں، اور ایک روز میں بیت اللہ شریف کے آگے کھڑا دعا کررہا تھا کہ مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فتح مکہ والا منظر یاد آیا اور تصور کیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فتح کے روز بیت اللہ شریف کے دروازے پر تشریف فرما ہیں اور صحابہ کرام اپنے مراتب کے لحاظ سے اپنی جگہ پر خدمت میں حاضر ہیں اور کفار مکہ ڈرتے ہوئے پریشان آپ کے سامنے آرہے ہیں اور آپ ان کو معاف فرمارہے ہیں اس تصور کی برکت سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلے اور اللہ تعالٰی کے دربار میں دعا کے

[1] نسیم الریاض فی شرح الشفا للعیاض فصل واعلم ان حرمۃ النبی الخ ادارۃ تالیفات اشرفیہ ملتان ۳/ ۳۹۶

دوستاں را کجا کنی محروم توکہ بادشمناں نظرداری[1]	سبب تمام اقارب واحباب کی مغفرت اور حاجتیں تمام دنیاوی اور دینی قبول ہونے کی امید ہوئی ان شاء اللہ تعالٰی، دوستوں کو تو آپ کیا محروم کریں گے آپ تو دشمنوں پر بھی نظر رکھتے ہیں۔(ت)

الحمدللہ! یہ سردست تیس نصوص عظیم الفوائد ہیں اور جو باقی رہ گئے وہ ان سے بہت زائد پھر نصف کہ اس قدر بھی کافی اور مکابر متعسف کو دفتر ناوافی، **نسأل اللہ العفو والعافیہ** (ہم اللہ تعالٰی سے معافی وعافیت مانگتے ہیں۔ت)

تنبیہ لطیف: یہ تو شاہ عبدالعزیز صاحب کی تقریر سے روشن ہولیا کہ جواز برزخ اطلاق آیات قرآنیہ سے ثابت ومستفاد اور یہ بھی کہ حضرت اولیاء کا امور طریقت میں مرجع ومسئول اور ان کے ارشادات کا معمول ومقبول ہونا آیۂ کریمہ **فاسئلوا اھل الذکر** کا مفاد اور یہ بھی ان کے کلام میں اشارۃً اور تقریر معلم ثالث میں صراحۃً گزرا کہ اولیائے طریقت مثل مجتہدان شریعت ہیں اور خود امام الطائفہ نے بھی صراط المستقیم میں ان کا مجتہد فی الطریقۃ ہونا تسلیم کیا۔ **حیث قال:**

اولیائے کبار از اصحاب طرق کہ امامت درفن باطن شریعت حاصل کردہ واجتہاد در قواعد اصلاح قلب کہ خلاصہ دین متین ست بہم رسانیدہ بودند[2]۔	بڑے بڑے اولیائے کرام اور اصحاب طریقت نے فن باطن شریعت میں امامت حاصل کی اور اپنے اجتہاد سے انھوں نے اصلاح قلب کے قواعد عطا کئے جو کہ کتاب وسنت کا خلاصہ ہے۔(ت)

مگر مجھے یہاں یہ بیان کرنا ہے کہ بطور حضرات نہ صرف جواز برزخ بلکہ اس کی ترغیب شدید وتحریص اکید اور اس کا اقرب الطرق الی اللہ ہونا خود امام المجتہد شریعت کے صریح وروشن اشاروں سے ثابت ہولیا پوچھئے وہ کیونکر، ہاں وہ یوں کہ کلمات مذکورہ جناب شیخ مجدد صاحب پر پھر نظر ڈالیے دیکھئے یہ باتیں ان میں صاف صریح موجود ہیں یا نہیں جب دیکھ لیجئے تو اب جناب مرزا مظہر جان جاناں صاحب کا کلام سنئے جنہیں سن چکے کہ امام الطائفہ کے جد وفرجد جناب شاہ ولی اللہ صاحب کیسا کچھ جانتے وہ تصریح فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد نہ فقط طریقت میں مجدد بلکہ شریعت میں بھی امام مجتہد تھے مکتوب پانزدہم میں لکھتے ہیں:

---

[1] تاریخ الحرمین رفیع الدین مرادآبادی

[2] صراط مستقیم باب اول فصل ثانی ہدایت رابعہ فادہ نمبر ۵ المکتبۃ السّلفیہ لاہور ص ۴۱

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ نائب کامل آنحضرت اند بنائے طریقہ خود رابراتباع کتاب وسنت گزاشتہ اند وعلماء دراثبات رفع سبابہ رسالہا مشتمل براحادیث صحیحہ و روایات فقہیہ حنفیہ تصنیف کردہ اند تابجائیکہ حضرت شاہ یحیٰی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرزند اصغر حضرت مجدد نیز دریں باب رسالہ تحریر نمودہ اند ودر نفی رفع یک حدیث بہ ثبوت نہ رسیدہ وترک رفع از جناب حضرت مجدد بنا عــہ براجتہاد واقع شدہ وسنت محفوظ از نسخ براجتہاد مجتہد مقدم ست[1]۔	حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰی عنہ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کامل نائب ہیں انھوں نے کتاب وسنت کی پیروی میں اپنے طریقہ کے قواعد بنائے اور علمائے کرام احادیث صحیحہ اور منتخب حنفی روایات پر مشتمل رسائل رفع سبابہ کے مسئلہ کے اثبات میں لکھے حتی کہ مجدد صاحب کے چھوٹے صاحبزادے حضرت شاہ یحیٰی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے بھی اس مسئلہ کے اثبات میں ایک رسالہ تصنیف فرمایا اور لکھا کہ رفع سبابہ کی نفی میں ایک حدیث بھی پایہ ثبوت کو نہ پہنچی اور ترک رفع سبابہ پر حضرت مجدد صاحب نے جو لکھا وہ ان کے اجتہاد پر مبنی ہے جبکہ غیر منسوخ سنت مجتہد کے اجتہاد پر مقدم ہوتی ہے۔ (ت)

عــہ: جاناں ایں سخن مرزا صاحب بہ اجتہاد خود گفتہ باشند ورنہ ملاحظہ مکتوبات حضرت مجدد گواہ عادل ست کہ ترک رفع محض بربنائے تقلید ائمہ حنفیہ فرمودہ اند وآنہم بمجرد تقدیم ظاہر الروایۃ برنوادر وترک اتباع احادیث صحیحہ صریحہ کثیرہ بمقابلہ روایت ظاہرہ فقہیہ ایں بار سالہ الکوکبۃ الشہابیۃ دیدن وارد بعونہ تعالٰی بروہابیہ لہابیہ آتش قہرے بار دوباللہ التوفیق ۱۲۔

حضرت مرزا مظہر جان جاناں کا یہ کلام اپنے اجتہاد پر مبنی ہے ورنہ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے مکتوبات کو ملاحظہ کرنے پر واضح گواہی ملتی ہے کہ رفع سبابہ کا ترک خالص امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی تقلید پر مبنی ہے کہ مذہب کی ظاہر الروایت نوادر کے مقابلہ میں اور صریح صحیح احادیث کی اتباع کی بجائے فقہی ظاہر الروایت کو مقدم رکھا جاتا ہے میرے رسالہ الکوکبۃ الشہابیۃ کا یہ مقام دیکھنا چاہئے وہابیوں پر وہ آتش قہر ہے وباللہ التوفیق ۱۲۔ (ت)

---

[1] کلمات طیبات فصل دوم مکاتیب مرزا مظہر جانجاناں مکتوبات پانزدہم مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۸

اب امام الطائفہ وغیرہ منکرین جنھیں نہ طریقت میں لیاقت نہ شریعت میں مہارت بھلا منصف تجدید واجتہاد تو بڑی بات ہے ولی مجدد وامام مجتہد کے مقابل ایسوں کی زق زق کون سنتا ہے۔ اگرچہ ع

مغز ماخورد و حلق خود بدرید

(ہمارا مغز کھالیا اور اپنا گلا پھاڑ لیا)

تنبیہ الطف: یہاں تک تو امام مجتہد ہی کے قول سے ثبوت تھا امام الطائفہ کے ایمان پر خود ایک معصوم صاحب وحی کی نص جلی سے جواز برزخ ثابت، اب زیادہ توجہ کیجئے گا کہ یہ کیا مگر امام الطائفہ کی سنی ہوتی تو تعجب نہ آتا وہ صراط مستقیم میں تصریح کرتا ہے کہ اولیاء میں جو حکیم ہوتا ہے جسے صدیق وامام ووصی بھی کہتے ہیں اس پر خدا کے یہاں سے وحی آتی ہے اسے نہ صرف بعض احکام کونیہ غیب وشہادات ومعاملات جزئیہ سلوک وطریقت بلکہ خاص احکام کلیہ شریعت وملت بے واسطہ انبیاء بھی پہنچتے ہیں وہ انبیاء کا ہم استاذ ہوتا ہے وہ انبیاء کی مثل معصوم ہوتا ہے اس پر خاص امور شرعیہ میں کچھ تقلید انبیاء مطلقاً ضرور نہیں بلکہ ایک وجہ سے وہ خود محقق ہوتا ہے اس کا علم جسے حکمت کہتے ہیں علم انبیاء سے اصلا کم نہیں ہوتا صرف اتنا فرق ہے کہ انبیاء پر علانیہ وحی آتی ہے اور اس پر پوشیدہ، قال:

پوشیدہ نخواہد ماند کہ صدیق من وجہ مقلد انبیاء مے باشد ومن وجہ محقق در شرائع علوم کلیہ شرعیہ او رابدو واسطہ مے رسد بوساطت نور جبلی وبوساطت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پس در کلیات شریعت وحکم احکام ملت او را شاگرد انبیاء ہم مے تواں گفت وہم استاذ انبیاء ہم ونیز طریقہ اخذ آں ہم شعبہ ایست از شعب وحی کہ آں را در عرف شرع بنفث فی الروح تعبیر می فرمایند وبعضے اہل کمال آں را بوحی باطنی مے نامند ہمیں معنی را بامامت ووصایت تعبیر می کنند و	پوشیدہ نہ رہے کہ صدیق من وجہ انبیاء کا مقلد ہوتا ہے اور من وجہ شریعت میں محقق ہوتا ہے علوم شرعیہ کلیہ اس کو دو ذریعوں سے حاصل ہوتے ہیں ایک بذریعہ فطری نور اور دوسرا بذریعہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام لہٰذا اس کو شریعت کے کلیات اور احکام کے حکم میں انبیاء کا شاگرد کہہ سکتے ہیں اور انبیاء کا استاذ بھی، نیز ان کا طریقہ اخذ بھی وحی کی طرح ہوتا ہے اس کو عرف شرع میں نفث فی الروح سے تعبیر کرتے ہیں اور بعض اہل کمال اس کو باطنی وحی قرار دیتے ہیں اس معنی میں اس کو امامت اور وصایت سے تعبیر کرتے ہیں اور

علم ایشاں راکہ بعینہٖ علم انبیاء ست لیکن بوحی ظاہری متلقی نشد بحکمت مے نامند، لابداو رابمحافظتے مثل محافظت انبیاء کہ مسمّٰی بعصمت ست فائز مے کنند وایں حفظ نصیبہ انبیاء وحکماء ست وہمیں راعصمت نامند ندانی کہ اثبات وحی باطن حکمت و وجاہت وعصمت مر غیر انبیاء رامخالف سنت واز جنس اختراع بدعت ست ندانی کہ ارباب ایں کمال از عالم منقطع شدہ اند اھ ملتقطًا[1]۔	اس کا علم بعینہٖ انبیاء کا علم ہوتا ہے لیکن ظاہری وحی نہیں پاتا اس کو حکمت کہتے ہیں اس لئے کہ انبیاء کی طرح اس کو حفاظت حاصل ہوتی ہے جس کو عصمت کہتے ہیں جو انبیاء اور حکماء کو نصیب ہوتی ہے یہ نہ سمجھنا کہ وحی باطن اور حکمت، وجاہت اور عصمت غیر انبیاء کے لئے ثابت کرنا سنت کے خلاف اور نئی اختراع ہے اور بدعت ہے اور یہ بھی نہ سمجھنا کہ اس کمال کے لوگ دنیا سے ختم ہوچکے ہیں اھ ملتقطا (ت)

صراط مستقیم معوج ونامستقیم چھپی نہیں چھپی ہے مطبوع مطبع ضیائی میرٹھ ۱۲۸۵ھ کے آخر صفحہ ۳۸ سے ثلث صفحہ ۴۲ تک ان کفریات شنیعہ ورفضیات فظیعہ کا جوش دیکھ لیجئے خیر ان کی اصطلاح شیطانی پر حکیم وحکمت کے معنی تو معلوم ہولئے کہ حکمت یہی علوم صدیقیت ہیں جو ان باطنی ساختہ نبیوں کو بذریعہ وحی نہانی ملتے ہیں۔

اب ملاحظہ ہو کہ یہیں اسی بحث میں شاہ ولی اللہ صاحب کو نرا حکیم بلکہ سید الحکماء کہا، حیث قال:

ایں صدیقیت راجناب سید الحکماء وسید العلماء اعنی الشیخ ولی اللہ بقرب الوجود تعبیر میفرمایند[2]۔	اس صدیقیت کو جناب سید الحکماء وسید العلماء جس سے مراد شاہ ولی اللہ ہیں قرب الوجود سے تعبیر کرتے ہیں۔(ت)

اب کیا شک رہا کہ ان کے یہاں پر شاہ صاحب بھی (**استغفر اللہ**) انھیں چھپے رسولوں بوڑھے معصوموں میں ہیں اور ان کے علوم میں وحی نہانی سے ان پر اترے اور ان کی سن چکے کہ وہ انتباہ وغیرہ میں مثالی برزخ کی کیسی کیسی تجویز وتحسین وتعلیم وتلقین کرتے ہیں پھر اس کا انکار نہ ہوگا مگر اپنے ساختہ پیغمبر کا رد کرکے اپنے طور پر کافر ہوجانا غایت یہ کہ ظاہری پیغمبر کا منکر کھلا کافر اور نہانی کا منکر ڈھکا کافر۔ **والعیاذ باللہ رب العالمین العزۃ للہ** ان حضرات نے بات بات پر مسلمانوں کو کافر مشرک بنایا یہاں تک کہ

---

[1] صراط مستقیم باب اول فصل ثانی المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۳۳تا۳۶

[2] صراط مستقیم باب اول فصل ثانی المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۳۵

ان کے مذہب پر صلحاء وتابعین در کنار ان کے ساختہ پیغمبروں سے ہمارے سچے رسولوں تک کوئی ارتکاب شرک سے محفوظ نہ رہا یہ اس کی سزا ہے کہ ہر جگہ اپنے منہ آپ کافر ٹھہرتے ہیں کہ کردو نیافت کماتدین تدان ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العزیز المنان (جیسا کرے گا بدلہ دیا جائے ولا حول ولاقوۃ الا باللہ العزیز المنان۔ت) مولٰی تعالٰی صدقہ اپنے محبوبوں کا دین حق پر قائم رکھے اور ملت وسنت مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر دنیا سے اٹھائے اٰمین!

الحمدللہ کہ یہ مختصر جواب مظہر صواب اوائل جمادی الآخرہ ۱۳۰۹ھ میں مرتب اور بلحاظ تاریخ "الیاقوتۃ الواسطۃ فی قلب عقد الرابطۃ" ملقب ہوا۔ ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم وصلی اللہ تعالٰی علی سیدنا ومولٰنا محمد والہ واصحابہ اجمعین اٰمین الحمدللہ رب العٰلمین واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مولوی نقی علی خاں قادری ۱۳۰۱ھ
احمد رضا خاں

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ
محمدن المصطفٰی النبی الامی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

مسئلہ ۱۸۸: مرسلہ منشی عبیداللہ حسن قلعہ بھنگیاں امرتسر رجب ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص اپنے مریدوں سے اشعار ذیل سنے اور سن کو خوش ہو بلکہ تمغاء انعام دے ایسا شخص لائق بیعت ہے یا نہیں؟ خدارسیدہ ہے یا نفس کا مطیع اہلسنت ہے یا اہل بدعت؟ شعار یہ ہیں: ؎

آفتاب چرخ علم وفضل شمس العارفین — قبلہ عالم سراج المتقین شاہ جہاں
سید السادات مطلوب علی شیر خدا — عاشق محبوب رب العالمین فخر زمان
ماہر علم لدنی واقف اسرار غیب — قطب عالم غوث اعظم وارث پیغمبراں
کس طرح اہل جہاں پر راز ان کا کھل سکے — راز داں ان کا خدا ہے وہ خدا کے راز داں
اولیاء ہونے کو دنیا میں بہت ہیں اولیاء — ان کی صور ان کی سیرت ان کی عادت کا کہاں
کچھ عجب ہیں یہ بھی حسن وعشق کے راز ونیاز — مدح خواں ان کا خدا ہے وہ خدا کے مدح خوان

الجواب:

حب ثناء غالباً خصلت مذمومہ ہے اور کم از کم کوئی خصلت محمودہ نہیں اور اس کے عواقب خطرناک ہیں، حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

حب الثناء من الناس یعمی ویصم۔	ستائش پسندی آدمی کو اندھا بہرا کردیتی ہے۔

رواہ فی مسند الفردوس [1] عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما۔	(اس کو مسند الفردوس میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے روایت کیا ہے۔ت)

اور اگر اپنی جھوٹی تعریف کو دوست رکھے کہ لوگ ان فضائل سے اس کی ثناء کریں جو اس میں نہیں جب تو صریح حرام قطعی ہے۔

قال اللہ "لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَفْرَحُوْنَ بِمَاۤ اَتَوْا وَّ یُحِبُّوْنَ اَنْ یُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ یَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۸۸﴾" [2] والعیاذ باللہ تعالٰی۔	(اللہ تعالٰی نے فرمایا) ہر گز گمان نہ کرنا ان کو جو اپنے کئے پر خوش ہوتے اور دوست رکھتے ہیں کہ بے کئے پر سراہے جائیں تو زنہار انھیں عذاب کے بچاؤ کی جگہ نہ گمان کرنا اور ان کے لئے دردناک مار ہے۔والعیاذ باللہ تعالٰی (ت)

ہاں اگر تعریف واقعی ہو تو اگرچہ تاویل معروف و مشہور کے ساتھ، جیسے شمس الائمہ و فخر العلماء و تاج العارفین وامثال ذٰلک (اماموں کے آفتاب، اہل علم کے لئے فخر، اور عارفوں کے تاج، اور اسی قسم اور نوع کے دوسرے توصیف کلمات (جو مدح کی تعریف و توصیف ظاہر کریں)۔ت) کہ مقصود اپنے عصر یا مصر کے لوگ ہوتے ہیں اور اس پر اس لئے خوش نہ ہو کہ میری تعریف ہو رہی ہے بلکہ اس لئے کہ ان لوگوں کی ان کو نفع دینی پہنچائے گی سمع قبول سے سنیں گے جو ان کو نصیحت کی جائے گی تو یہ حقیقۃً حبّ مدح نہیں بلکہ حب نصح مسلمین ہے اور وہ محض ایمان ہے "وَاللّٰهُ یَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ؕ" [3] (اور اللہ تعالٰی اصلاح کرنے والے بگاڑنے والے سے جانتا ہے۔(یعنی وہ جانتا ہے کون مصلح اور کون مفسد ہے)۔ت) طریقہ محمدیہ وحدیقہ ندیہ میں ہے:

سبب حب الریاسة ثلثة ثانیها التوسل به الی تنقیذ الحق واعزاز الدین واصلاح الخلق فهذا ان خلا عن المحذور کالریا والتلبیس وترك الواجب	ریاست کی چاہت اور محبت کے تین اسباب ہیں، دوسرا یہ ہے کہ اقتدار اس لئے چاہتا ہے تاکہ اس کی وجہ سے نفاذ حق اعزاز دین اور لوگوں کی اصلاح کرسکے، اگر یہ ممنوع امور مثلاً ریاء تلبیس، اور واجب اور سنت کے چھوڑنے سے

---

[1] الفردوس بمأثور الخطاب حدیث ۲۷۲۶ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۱۴۲

[2] القرآن الکریم ۳/ ۱۸۸

[3] القرآن الکریم ۲/ ۲۲۰

والسنة فجائز بل مستحب قال الله تعالٰی عن العباد الصالحین واجعلنا للمتقین اماما[1] اھ ملتقطا۔	خالی ہو تو نہ صرف جائز ہے بلکہ مستحب (موجب اجر و ثواب ہے) چنانچہ اللہ تعالٰی نے نیک بندوں کی حکایت بیان فرمائی (کہ وہ بارگاہ رب العزت میں عرض گزار ہوتے ہیں) اے پروردگار! ہمیں پرہیزگار اور ڈرنے والے لوگوں کا امام (یعنی پیشوا) بنادے۔ چیدہ اور منتخب عبارت مکمل ہوگئی۔ (ت)

اور جب معاملہ نیت پر ٹھہرا اور دلوں کا مالک اللہ عزوجل ہے تو اس شخص کے حالات پر نظر لاز ہے۔ اگر بے شرع ہے معاصی میں بیباک ہے یا جاہل بے ادراک ہے اور شوق پیری میں انہاک ہے تو خود ہی اس کے ہاتھ پر بیعت جائز نہیں اور اب اس کا ان تعریفوں پر خوش ہونا ضرور قسم دوم میں ہے جسے قرآن عظیم میں فرمایا کہ انھیں عذاب سے دور نہ جانیو ان کے لئے دردناک سزا ہے اور اگر ایسا نہیں بلکہ سنی صحیح العقیدہ صالح الاعمال متصل السلسلہ ہے خلق اللہ کو حق کی طرف دعوت کرتا منکرات سے روکتا باز رکھتا ہے تو ضرور قابل بیعت ہے اور اب اس کے فعل مذکور کو اسی محل حسن پر حمل کرنا فرض اور اس پر بدگمانی حرام ہے۔

قال الله تعالٰی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ٘ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ"[2]۔ قال رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم ایاکم والظن فان الظن اکذب[3]۔ الحدیث۔	(اللہ تعالٰی نے فرمایا:) اے مسلمانو! بہت سے گمانوں سے بچو کہ کچھ گمان گناہ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:) گمان سے دور بھاگو کہ گمان سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے۔ الحدیث۔

پھر بھی اسے چاہئے کہ اظہار تواضع میں کمی نہ کرے مریدوں کو اس پر انعام تمغے دے کر اور زیادہ برانگیختہ نہ کرے۔ لوگوں کو اپنے اوپر بدگمانی کی راہ نہ دے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے

[1] الطریقة المحمدیه باب حب الناس یعمی ویصم مکتبہ حنفیہ کوئٹہ ۱/ ۵۴۔ ۱۵۳، الحدیقه الندیه حب الریاسته الدنیویة ھو الخلق الثالث مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/ ۴۲۔ ۴۴۱

[2] القرآن الکریم ۴۹/ ۱۲ صحیح البخاری کتاب الوصایا ۱/ ۳۸۴ و کتاب الفرائض ۲/ ۹۹۵ قدیمی کتب خانہ کراچی

[3] صحیح البخاری کتاب الوصایا ۱/ ۳۸۴ و کتاب الفرائض ۲/ ۹۹۵ قدیمی کتب خانہ کراچی، صحیح مسلم کتاب البر والصلة باب تحریم الظن ۲/ ۳۱۶ و جامع الترمذی ابواب البر باب ماجاء فی سوء الظن ۲/ ۲۰

اپنی نعت کریم کے قصائد سنے اور ان پر انعام عطا فرمائے اس پر قیاس نہ کرے خاک کو علام پاک سے نسبت نہ دے ان کی تعظیم ان کی محبت، ان کی ثناء ان کی مدحت سب عین ایمان ہے اور اس کا اظہار واعلان فرض اہم اور ان کا ذکر عین ذکر الٰہی، ان کی ثناء عین حمد الٰہی، امیر المومنین خلیفہ راشد سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اﷲ تعالیٰ عنہ کے حضور ایک شاعر حاضر ہوا کہ میں نے حضرت کی مدح میں کچھ اشعار کہے ہیں فرمایا میں سننا نہیں چاہتا، عرض کی نعت شریف میں کچھ عرض کیا ہے۔ فرمایا سناؤ ایسے ائمہ راشدین کا اتباع کرے خصوصا قطب عالم غوث اعظم جکیسے الفاظ کہ غالبا وہ اپنے وجدان سے ان الفاظ کو اپنے لئے صادق نہ جان سکے گا۔ **نسأل الله العفو والعافیة والتوفیق لاتباع اقوام طریق۔** (ہم اللہ تعالیٰ سے معافی، صحت اور سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق مانگتے ہیں۔ ت) **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۱۸۹: مرسلہ عبدالغفور صاحب جمعدار اسٹیشن سورون ضلع ایٹہ ۲۱ جمادی الاولٰی ۱۳۳۲ھ

گزارش یہ ہے کہ قادریہ میں سے سدا سہاگن ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اگر ہوسکتا ہے تو کیا چیز پہننے کا حکم ہے؟ **فقط۔**

الجواب:

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے لعنت فرمائی اس مرد پر کہ عورتوں کی وضع بنائے، قادریہ چشتیہ کسی فرقہ کا کوئی شخص سدا سہاگن نہیں پہن سکتا سب کو حرام ہے۔ اللہ ورسول کا حکم عام ہے۔ بعض مجذوبین قدست اسرارہم نے جو کچھ بحال جذب کیا وہ سند نہیں ہوسکتا، مجذوب عقل وہوش دنیا نہیں رکھتا۔ اس کے افعال اس کے ارادہ واختیار صالح سے نہیں ہوتے وہ معذور ہے۔ ع

ہوش میں جو نہ ہو وہ کیا نہ کرے

ع کہ سلطان نگیرد خراج از خراب

(کیونکہ بادشاہ غیر آباد اور ویران زمین سے ٹیکس نہیں لیتا۔ ت) **واللہ تعالٰی اعلم**

مسئلہ ۱۹۰: از شیر گڑھ ضلع بریلی تحصیل بہیڑی ڈاکخانہ خاص درمدرسہ مرسلہ مسمّٰی عظیم اللہ نائب مدرس ۲ ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ

الحمد لله رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلوٰة علی رسوله محمد واله و	ہر تعریف اللہ تعالٰی کے لئے ہے جو سب جہانوں کا پروردگار ہے اور اس کے رسول محمد کریم پر نزول رحمت ہو اور ان کی تمام آل اور سب

اصحابہ اجمعین۔	ساتھیوں پر باران رحمت ہو۔(ت)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص داڑھی اور مونچھیں اور بھنویں منڈائے ہوئے ہوں تو مسلمانوں کو ایسے شخص کا مرید ہونا چاہئے یا نہیں؟ اور جو شخص داڑھی مونچھ منڈائے ہو اور کانوں میں مندرے پہنے ہو تو اس کا بھی مرید ہونا چاہئے یا نہیں؟ اور جو شخص گیسو دراز ہو اور گیسو اس کے مقام ہنسلی سے نیچے ہوں تو ایسے شخص کا بھی مرید ہونا چاہئے یا نہیں یعنی یہ تینوں شخص قابل پیشوائی ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا (بیان فرماؤ اجر وثواب پاؤ۔ت)

الجواب:

داڑھی منڈانا حرام ہے بھنویں منڈانا حرام ہے۔ مرد ہو کر کانوں میں مندرے پہنا حرام ہے۔ شانوں سے نیچے ڈھلکے ہوئے عورتوں کے سے بال رکھنا حرام ہے۔ مرد کو زنانی وضع کی کوئی بات اختیار کرنا حرام ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس پر لعنت فرمائی ہے۔ اور جو اللہ ورسول کا ملعون ہو پیشوا نہیں ہو سکتا اس کا مرید ہونا حرام ہے بات یہ ہے کہ عورت کے رحم میں دو خانے ہیں دہنا خانہ لڑکے کے لئے اور بایاں لڑکی کے واسطے، اور نطفہ مرد کا غالب آئے تو لڑکا بنتا ہے اور عورت کا غالب پڑا تو لڑکی بنتی ہے پھر اگر مرد کا نطفہ غالب آیا اور رحم کے سیدھے خانے میں میں پڑا تو لڑکی ہوگی، ظاہر وباطن عورت اور اگر نطفہ مرد کا غالب آیا اور رحم کے بائیں خانے میں گرا تو ہوگا صورت میں لڑکا، مگر دل میں زنانہ، اسے داڑھی منڈانے گہنا پہننے، ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانے، عورتوں کے سے بال بڑھا کر چوٹی گندھوانے یا جوڑا باندھنے یا بکھرے ہوئے رکھنے، کلیوں دار غرارہ دار پائچہ پہننے، سرخ نیفہ ڈالنے وغیرہ وغیرہ کسی زنانی وضع کا شوق ہوگا اور اس حالت میں مرد کا نطفہ خفیف غالب تھا تو بالکل زنانہ زنخہ بن جائے گا اور اگر نطفہ عورت کا غالب آیا اور رحم کے دہنے خانے میں گرا ہو تو ہوگی صورت میں لڑکی مگر دل میں مردانی، اسے انگرکھا پہننے، ٹوپی رکھنے، عمامہ باندھنے، گھوڑے پر چڑھنے، تلوار اٹھانے، تیر اندازی کرنے، مردانہ جوتا پہننے وغیرہ وغیرہ کسی مردانی وضع کا ذوق ہوگا بہر حال یہ دونوں خانے بہکے ہوئے اللہ ورسول کے ملعون ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لعن اللہ المتشبھات من النساء بالرجال والمتشبھین من الرجال بالنساء،	اللہ کی لعت ان عورتوں پر کہ مردوں کی وضع بنائیں اور ان مردوں پر کہ عورتوں کی وضع اختیار کریں۔

رواہ احمد[1] والبخاری ابوداؤد والترمذی وابن ماجۃ عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما۔	(مسند احمد، بخاری، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کی سند سے اس کو روایت کیا ہے۔ت)

حضور نے یہ ارشاد اس وقت فرمایا کہ ایک عورت کمان کندھے میں لٹکائے دیکھا رواہ اطبرانی فی معجمہ الکبیر[2] (امام طبرانی نے اپنی معجم کبیر میں اس کو روایت فرمایا۔ت) رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لعن اللہ الرجل یلبس لبسۃ المرأۃ والمرأۃ تلبس لبسۃ الرجل۔ رواہ ابوداؤد[3] والنسائی وابن ماجۃ والحاکم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ بلفظ لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔	اللہ کی لعنت اس مرد پر کہ عورتوں کے پہننے کی چیز پہنے اور اس عورت پر کہ مردوں کے پہننے کی چیز استعمال کرے(ابوداؤد، سنن نسائی، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے الفاظ "رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس پر لعنت فرمائی" سے اس کو روایت کیا۔ت)

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے عرض کی گئی، فلاں عورت مردانہ جوتا پہنتی ہے۔ فرمایا:

لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الرجلۃ من النساء[4]۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے اس عورت پر کہ مردانی وضع لے۔

---

[1] مسند حمد بن حنبل عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۳۲۹، صحیح بخاری کتاب اللباس باب المتشبھین بالنساء والتشبھات بالرجال قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۷۴، سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی لباس النساء آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۱۰، جامع الترمذی کتاب الادب باب ماجاء فی المتشبھات بالرجال الخ امین کمپنی دہلی ۲/ ۱۰۲، سنن ابن ماجہ ابواب النکاح باب فی المخنثین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۳۸

[2] مجمع الزوائد بحوالہ الطبرانی فی الکبیر کتاب الادب باب فی المشبھین من الرجال الخ دار الکتاب بیروت ۸/ ۳-۱۰۲

[3] سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی لباس النساء آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۱۰

[4] سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی لباس النساء آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۱۰

ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ کسی ایک بات میں مرد کو عورت، عورت کو مرد کی وضع لینی حرام وموجب لعنت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے گیسوانتہا درجہ شانہ مبارک تک رہتے بس یہیں تک حلال ہے آگے وہی زنانہ خصلت ہے بلکہ علماء نے اس سے بھی ہلکی بات میں مشابہت پر وہی حکم لعنت بتایا۔ درمختار میں ہے:

غزل الرجل علی ھیأۃ غزل المرأۃ یکرہ [1]۔	کسی مرد کا کسی عورت کے بال گوندنے کی طرح اور اس کی ہیئیت پر بال گوندنا مکروہ (ناپسندیدہ) فعل ہے۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

لما فیہ من التشبہ بالنساء وقد لعن علیہ الصلٰوۃ و السلام والمتشبھین والمتشبھات [2]۔	اس لئے کہ اس میں عورتوں سے مشابہت ہے۔ اور حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام نے ان مردوں پر لعنت فرمائی (جو عورتوں سے) مشابہت اختیار کریں، اور ان عورتوں پر بھی لعنت فرمائی جو مردوں سے مشابہت اختیار کریں۔ (ت)

فتح القدیر ودرمختار میں ہے:

اما الاخذ منھا (ای من اللحیۃ) وھی دون ذٰلک (ای القبضۃ) کما یفعلہ بعض المغاربۃ ومخنثۃ الرجال فلم یبحہ احد واخذ کلھا فعل یھود الھند ومجوس الاعاجم [3] واللہ تعالٰی اعلم۔	لیکن داڑھی تراشنا جبکہ مشت بھر سے کم ہو جیسا کہ بعض مغاربہ (مغربی باشندے) اور زنانہ وضع کے مرد کیا کرتے ہیں پس اہل علم میں سے کسی عالم نے اس کو مباح نہیں فرمایا اور پوری داڑھی مونڈنا تو یہ ہند کے یہودیوں اور عجمی آتش پرستوں کا فعل اور طریقہ ہے (جو بالکل ناجائز ہے)۔ (ت)

مسئلہ ۱۹۱تا ۱۹۲: از شیر گڑھ تحصیل بہیڑی ضلع بریلی مرسلہ عظیم اللہ نائب مدرس ۱۳ / ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں:

(۱) جو اشخاص بوجہ لاعلمی کے خلاف شرع پیر مثل داڑھی منڈا اور کانوں میں مندرے پہنے ہوئے اور

---

[1] درمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲ / ۲۵۳

[2] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۵ / ۲۷۴

[3] درمختار کتاب الصوم باب مایفسد الصوم ومالایفسد مطبع مجتبائی دہلی ۱ / ۱۵۲، فتح القدیر کتاب الصوم باب مایوجہ القضاء والکفارۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۲ / ۲۷۰

گیسو دراز کے مرید ہو چکے ہوں ان کی بیعت جائز ہو گی اور ان کو جائے دیگر بیعت ہونے کا حکم ہے یا نہیں؟

(۲) جس پیر کے یہاں قوالی مع مزامیر ہوتی ہو اور اپنے مریدوں کو بھی اسی جلسہ میں شامل کراکے راگ مع مزامیر سنواتا ہو تو ایسے پیر کا مرید ہونا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

(۱) فاسق کے ہاتھ پر بیعت جائز نہیں۔ اگر کرلی ہو فسخ کرکے کسی پیر متقی، سنی، صحیح العقیدہ، عالم دین، متصل السلسلۃ کے ہاتھ پر بیعت کرے۔

(۲) مزامیر جائز نہیں۔ حضور سیدنا سلطان المشائخ نظام الحق والدین سردار سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ فوائد الفواد شریف میں فرماتے ہیں: "مزامیر حرام ست[1]" (مزامیر حرام ہیں۔ ت) ایسے شخص سے بیعت کا حکم ہے جو کم از کم یہ چاروں شرطیں رکھتا ہو:

اول سنی صحیح العقیدہ ہو۔

دوم علم دین رکھتا ہو۔

سوم فاسق نہ ہو۔

چہارم اس کا سلسلہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تک متصل ہو،

اگر ان میں سے ایک بات بھی کم ہے تو اس کے ہاتھ پر بیعت کی اجازت نہیں۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۱۹۳: بمقام بریلی صدر بازار چھاؤنی رسیدہ پاس مظہر حسین کے پہنچے بروز شنبہ بتاریخ ۱۱ صفر المظفر ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک بزرگ سے خاندان قادریہ میں بیعت ہے اور اس کی طبیعت خاندان چشتیہ صابریہ میں بھی بیعت ہونے کو چاہتی ہے اور اس کا پیر صرف خاندان قادریہ میں بیعت کرتا ہے اور کسی دوسرے خاندان چشتیہ صابریہ وغیرہ میں بیعت نہیں کرتا۔ اگر زید کسی دوسرے بزرگ سے خاندان چشتیہ صابریہ میں بیعت ہو جائے اور نیز اس کا پیر زندہ ہو تو ایسی صورت کچھ حرج تو نہیں ہے۔ زید کا خیال ہے کہ وہ دونوں پیروں کو برابر سمجھے گا اور حسب معمول دونوں شجرے پڑھے گا اور دونوں پر عمل کرے گا۔

الجواب:

اکابر فرماتے ہیں ایک شخص کے دو ۲ باپ نہیں ہو سکتے۔ ایک وقت میں ایک عورت کے دو ۲ شوہر

---

[1] فوائد الفواد

نہیں ہو سکتے ایک مرید کے دو۲ پیر نہیں ہو سکتے۔ یہ وسوسہ ہے اس پر عمل نہ کیا جائے، یک درگیر محکم گیر (ایک ہی دروازہ پکڑو مگر پکڑو مضبوطی سے۔ت) پریشان نظری والا کسی کی طرف سے فیض نہیں پاتا۔ حدیث میں ارشاد ہوا:

من رزق شیئ فلیلزمه [1]۔	جس کو کسی چیز میں (یعنی اس کے سبب سے) رزق دیا جائے تو چاہئے کہ اس پر لزوم اختیار کرے۔(ت)

قرآن عظیم کی آیت بھی اسی معنی کا افادہ فرماتی ہے جو کارڈ پر نہیں لکھی جاسکتی۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۱۹۴: مسئولہ جناب حکیم مقیم الدین صاحب بھیڑی ضلع بریلی ۱۱رجب المرجب ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید مسلمان متقی تصور سے بذریعہ میز کہ سہ پایہ ہوتی ہے اور تختہ پر اس کے کچھ ایات قران عظیم کی مع تسمیہ لکھی ہوتی ہے اور میز مذکورہ کے تینوں پایوں پر حروف تہجی لکھے ہوتے ہیں ارواح مسلمانان سے اور اس بات چیت کرتا ہے کہ زید اور چار پانچ اشخاص مسلمان نمازی میز کے آس پاس کرسیوں وغیرہ پر حلقہ باندھ کر آنکھیں بند کرکے مکان پاک صاف میں کہ خالی از عوام ہوتا ہے میز پر ہاتھ رکھ کر جس روح کو میز پر بلانا ہوتا ہے تصور کرتے ہیں کہ فلاں شخص کی روح میز میں داخل ہوئی اور زید کہ تسبیح:

سبحان ذی الملك والملکوت سبحان ذی العزة و العظمة والهیبة والقدرة والکمال والجمال والکبریاء والجبروت،سبحان الملك الحی الذی لاینام ولا یموت سبوح قدوس ربنا ورب الملئکة والروح۔	اللہ تعالٰی ہر عیب اور نقص سے پاک ہے جو چھوٹی اور بڑی بادشاہی رکھنے والا ہے۔(۱الملك و۲الملکوت)(۱) بادشاہی (۲) بڑی بادشاہی، جیسا کہ لغت وغیرہ میں مرقوم ہے۔ اللہ پاک ہے جو عزت والا بزرگی والا، رب، طاقت، کمال اجمال اور بڑی رکھنے والا ہے (الجبروت) تسلط رکھنے والا، قدرت اور عظمت والا ہے۔ پاک ہے وہ بادشاہ جو ہمیشہ ہمیشہ زندہ ہے جو کبھی سوتا نہیں اور نہ اس پر کبھی موت طاری ہوتی ہے۔ بڑا منزہ اور بیحد پاک ہے۔ اور وہ ہم سب کا پروردگار ہے۔ تمام فرشتوں اور حضرت جبریل کا بھی پرودگار ہے۔(ت)

کا عامل ہے۔ وقت حلقہ زید اس تسبیح کی تلاوت کرتا ہے۔ اس اثناء میں میز کا پایہ اٹھتا ہے تو سوال کیا جاتا ہے جو کچھ سوال کرنا ہوتا ہے پایوں کے ذریعے سے اگر روح پڑھی ہوتی ہے تو حروف تہجی سے کہ میزے کے پایوں پر لکھے ہوتے ہیں ان کے ذریعہ سے بتلاتی ہے اور ان پڑھ روح سے کلام بہت دشواری سے ہوتا ہے اور بعض روح تو

---

[1] کنز العمال برمذہب عن انس حدیث ۹۲۸۶ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۴/ ۱۹

بہت کچھ بیان کرتی ہے یہاں تک کہ جو کچھ اس پر عذاب اور ثواب بعد مرنے کے ہوتا ہے بتلادیتی ہے۔اور اپنے گھر وغیرہ کی کیفیت بھی بیان کردیتی ہے۔اور اکثر اتفاق ایسا ہوا کہ جو کچھ کسی نے پڑھ کر بخشا وہ بھی بتلادیا تو کیا ایسی میز سے کسی قسم کی قباحت ازروئے شروع شریف لازم آتی ہے کیونکہ ظاہر میں کوئی فعل خلاف نہیں معلوم ہوتا۔**بینوا توجروا**۔(بیان فرماؤتاکہ اجروثواب پاؤ۔ت)

الجواب:

اگراس کی حقیقت اسی قدر ہے تو فی نفسہٖ اس فعل میں حرج نہیں معلوم ہوتا جبکہ روحوں کا بلانا واقعیت رکھتا ہو اور یہ بظاہر دشوار معلوم ہوتا ہے۔جو ارواح معذب ومحبوس ہیں **العیاذ باللہ** ان کا آنا کیا معنی اور جو ارواح طیبہ معظّمہ ہیں ان کا یوں بلانا سوء ادب سے خالی نہیں ہوتا بظاہر اس عامل کے صرف تصور کا تصرف ہوتا ہے اس تقدیر پر اسے ارواح کی طرف نسبت کرنا کذب اور دھوکا اور محض ناجائز ہوگا اس کا امتحان بہت آسان ہے جن علوم سے یہ عامل آگاہ نہ ہو ان کے کسی جاننے والے کی روح بلائے اور ان علوم کا سوال کیجئے مثلاً ہندسہ وہیأت کے واسطے نصیر طوسی کی روح بلائے اگر وہ دقائق علوم ہندسہ کا جواب دے دے جن سے یہ عامل ناواقف ہو تو احتمال صدق ہوسکتا ہے اگرچہ دوسرا احتمال یہ بھی ہوسکتا ہے کہ معلم الملکوت کا کوئی کرشمہ ہو اور اگر جواب نہ دے سکے تو دھوکا ظاہر ہے بعض اوقات تجربہ ہوا ہے کہ میز نے وہی جواب دئے جو عامل کے علم میں ہیں اس سے زیادہ کچھ میز نہ بناسکی،بالجملہ اس سے احتراز چاہئے۔**واللہ تعالٰی اعلم**۔

مسئلہ ۱۹۵: مولوی نذیر احمد صاحب ساکن سموہان پرگنہ نواب گنج بریلی مورخہ ۲۷ محرم الحرام ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل میں: مرد نمازی اور صالح ناخواندہ کی بیعت شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ **بینوا توجروا** (بیان فرماؤ اور اجروثواب پاؤ۔ت)

الجواب:

ناجائز ہے کہ بے علم نتواں خدارا شناخت۔**واللہ تعالٰی اعلم**۔

مسئلہ ۱۹۶: از فیض آباد مسجد مغل پورہ مرسلہ شیخ اکبر علی مؤذن ومولوی عبدالعلی ۱۹ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

اگر پیر کی اولاد کسی دنیا کے معاملات میں ناخوش ہوں اور اس کی کشیدگی کا اثر عورت پر ہو اور مرید یہ کہتا ہے کہ اگر میں قصوروار سمجھا گیا تو میں معافی مانگتا توبہ کرتا ہوں خواہش دنیا میں تلقین کیجئے صراط مستقیم کی تلاش ہے تو اس کی نہ سنی اس مرید کو زیادہ اشتعال وطیش دلا کر گمراہ کیا جاتا ہے یہ جائز ہے؟

الجواب:

سوال بہت مجمل ہے۔کیا دنیا کا معاملہ اور کیا وجہ کشیدگی،اور کسی عورت پر اثر،اور کیا اشتعال و

طیش دلایا، جب تک مفصل نہ معلوم ہو یہ ظاہر نہیں ہوسکتا کہ کس کا قصور ہے۔ مرید اشتعال و طیش کے لئے نہیں بنایا گیا اور معافی تقصیر میں کبھی تاخیر ہی مصلحت ہوتی ہے۔ جیسے حضرت کعب بن مالک اور ان کے دونوں ہمراہیوں کے ساتھ پچاس شب تک کی گئی "حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَیْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ"[1] یہاں تک کہ اتنی وسیع زمین ان پر تنگ ہوگئی۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۸۹۷: از شہر کانپور محلّہ موتی محال بردکان محمد خاں و بادل خاں سوداگران مرسلہ امیر الدین شاہ ۲۴ صفر ۱۳۳۸ھ

جناب پیر و مرشد روشن ضمیر مولوی احمد رضا خاں صاحب، السلام علیکم! بعد آداب گزارش خدمت شریف میں یہ ہے کہ میں نے آپ کا نام سنا ہے۔ اور لوگوں کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ آپ بہت بڑے بزرگ ہیں مگر جب میرا کام آپ سے ہوجائے تو میں سمجھوں، پیر وہ ہی ہے جو پیر میرے میرا پردہ آپ اٹھا سکتے ہیں۔ یا نہیں۔ عمل بات کا جھگڑا ہے اور میں مولا فضل الرحمٰن صاحب کے در کا خادم ہوں صرف بات چیت کرنا چاہتا ہوں جن اور ملائکہ سے۔ پھر آپ کا بیعت بھی ہوجاؤں گا۔

الجواب:

ملائکہ سے ملاقات اور کلام کے لئے ولایت درکار، اور ولایت کسبی نہیں محض عطائی ہے۔ ہاں کوشش اور مجاہدہ کرنے والوں کو اپنی راہ دکھاتے ہے جنوں سے مکالمہ کی خواہش اور مصاحبت کی تمنا اصلاً خیر نہیں۔ کم سے کم جو اس کا ضرر ہے یہ کہ آدمی متکبر ہوجاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ نے تصریح فرمائی اور قرآن عظیم میں ہے کہ متکبروں کا ٹھکانا جہنم، والعیاذ بہ تعالٰی ھو تعالٰی اعلم۔

---

[1] القرآن الکریم ۹/ ۱۱۸

شرب وطعام

دعوت ولیمہ، مہمانی، ذبیحہ، شکار، گوشت وغیرہا سے متعلق مسائل

مسئلہ ۱۹۸: ۱۱/ ذیقعدہ ۱۳۰۶ھ مرزا باقی بیگ صاحب رامپوری

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں ہنود جو اپنے معبودان باطلہ کو وذبیحہ کے سوااور قسم طعام وشیرینی وغیرہ چڑھاتے ہیں اور اس کا بھوگ یاپرشاد نام رکھتے ہیں اس کا کھانا شرعاً حلال ہے یانہیں؟ **بینوا توجروا**

الجواب:

حلال ہے **لعدم المحرم** (حرمت کی دلیل ہونے کی وجہ سے۔ت) مگر مسلمان کو احتراز چاہئے **لخبث النسبۃ** (نسبت کی خباثت کی وجہ سے۔ت) عالمگیریہ میں ہے:

مسلم ذبح شاۃ المجوسی لبیت نارھم اوالکافر لالھتھم توکل لانہ سمی اللہ تعالٰی ویکرہ للمسلم کذا فی التاتارخانیۃ ناقلا عن جامع الفتاوٰی [1] اھ **اقول:** فاذا حلت ھذہ وھی ذبیحۃ فالمسئول عنہ اولٰی بالحل۔	اگر کسی مسلمان نے آتش پرست کی بکری اس کے آتشکدہ کے لئے یاکافر کے جھوٹے خداؤں کے لئے ذبح کرڈالی تو اسے کھایا جائے گا (یعنی کھانا چاہے تو کھاسکتا ہے) اس لئے کہ مسلمان نے اس پر خدا کا نام لیا ہے لیکن ایسا کرنا مسلمان کے لئے مکروہ ہے تاتارخانیہ میں جامع الفتاوٰی کے حوالہ

---

[1] فتاوٰی ہندیہ کتاب الذبائح الباب الاول نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۲۸۶

	سے اسی طرح منقول ہے۔اھ۔**اقول**:(میں کہتاہوں)جب یہ ذبیحہ ہونے کے بعد حلال ہے تو پھر جس مسئلہ کے متعلق سوال کیاگیاوہ بطریق اولٰی حلال ہے۔(ت)

اور شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالٰی نے مجمع البرکات میں فرماتے ہیں:

مایاتی المجوس فی نیروز هم من الاطعمة یحل اخذ ذلك ولا حتراز عنه اسلم کذا فی مطالب المومنین ناقلا عن الذخیرۃ[1] اھ ملخصا اقول فاذا کان الاحتراز عن هذا اسلم مع انه لیس الاطعاما صنعه لیوم زینتهم فالمستفسر عنه اجدر بالاحتراز واحری کما لایخفی۔	آتش پرست اپنی عید میں جو کھانے وغیرہ لاتے ہیں ان کا لینا حلال ہے ہاں البتہ ان سے بچنا زیادہ سلامتی کی راہ ہے۔اسی طرح مطالب المومنین میں ذخیرہ کے حوالے سے منقول ہے۔تلخیص پوری ہوئی،اقول(میں کہتاہوں)جب اس سے بچنا زیادہ سلامتی ہے باجودیکہ یہ صرف وہ کھانا ہے جو انھوں نے اپنی زیب وزینت کے دن کے لئے تیار کیا ہے لہٰذا جس کے متعلق سوال کیاگیا وہ بچنے کے زیادہ قابل اور لائق ہے جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔(ت)

اگر کفار اس پرشاد کو بطور تصدق بانٹ رہے ہوں جب تو ہرگز پاس نہ جانے یارب مگر بضرورت شدیدہ کہ صدقہ کے طور پر لینے میں معاذاللہ مسلمان کی ذلت اور گویا کافر کے ہاتھ اس کے ہاتھ پر بالا کرنا ہے۔حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الیدالعلیا خیر من الید السفلی والید العلیا هی المنفقة والید السفلی هی السائلة اخرجة الشیخان[2] وغیرهما عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنهما۔واللہ تعالٰی اعلم۔	اونچا ہاتھ نیچے ہاتھ سے بہتر ہے اور دینے والا ہاتھ اونچا ہے اور مانگنے والا نیچا،(بخاری،مسلم اور ان دو کے علاوہ باقی لوگوں نے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اس کی تخریج کی۔ت)واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۹۹: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جس درخت کو پاخانہ وغیرہ کے ناپاک پانی دئے گئے ہوں اس کا میوہ کھانا جائز ہے یانہیں؟**بینوا توجروا**(بیان فرماؤ اجر پاؤ۔ت)

---

[1] مجمع البرکات

[2] صحیح البخاری کتاب الزکوٰۃ باب لاصدقہ الا عن ظهر غنی الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۹۲،صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ بیان ان الید العلیا خیر من الید السفلٰی قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۳۲

الجواب:

بلا کراہت جائز ہے۔ یہی مذہب ہے اکثر فقہاء کا۔

فی ردالمحتار عن ابی مسعود الزروع المسقیۃ بالنجاسات لاتحرم ولاتکرہ عند اکثر الفقہاء [1] انتہی، واللّٰہ تعالٰی اعلم۔	فتاوٰی شامی میں ابومسعود کے حوالے سے ہے کہ جن کھیتوں کو ناپاک پانیوں سے سیراب کیا گیا تو وہ اکثر فقہاء کے نزدیک حرام اور مکروہ نہیں انتہی واللّٰہ تعالٰی اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۲۰۰: ۱۱ رجب ۱۳۰۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک برات یہاں سے پیلی بھیت جائے گی میزبان وعدہ کرتا ہے کہ کوئی ممنوع شرعی برات کے ساتھ راہ میں نہ ہوگا اسٹیشن ریل پیلی بھیت پر پہنچ کر سب ہمراہیوں کو کھانا کھلایا جائے گا اور ان میں جو لوگ ممنوعات شرعیہ سے پرہیز رکھتے ہیں۔ انھیں کھانا کھلاتے ہی دلھن کے مکان پر معاً بھیج دیا جائے گا کہ وہ علیحدہ مکانوں میں قیام کریں اور ممنوعات کے جلسہ سے بچیں انھیں بھیجنے کے بعد برات ہمراہ باجہ وغیرہ کے دلھن کے گھر جائے گی اور وہاں دوسرے مکان میں ناچ اور آتشبازی وغیرہ ہوگی، اس صورت میں ایسی برات کی شرکت درست ہے یا نہیں؟ اور کچھ لوگوں نے عہد نامہ لکھا تھا کہ جو اپنی شادیوں میں ناچ گانا کریں گے ہم ہرگز ان سے نہ ملیں گے انھیں بھی شرکت چاہئے یا نہیں؟ **بینوا توجروا** (بیان فرماؤ اور اجر وثواب پاؤ۔ ت)

الجواب:

اگر یہ شخص جانتا ہے کہ میری خاطر ان لوگوں کو ایسی عزیز ہے کہ بحالت منکرات شرعیہ میں شرکت سے انکار کروں گا تو وہ مجبورانہ ممنوعات سے باز رہیں گے اور میرا شریک نہ ہونا گوارانہ کریں گے تو اس پر واجب ہے کہ بے ترک منکرات شرکت سے انکار کرے۔ خزانۃ المفتین میں ہے:

رجل اتخذ ضیافۃ للقرابۃ اوولیمۃ اواتخذ مجلسا لاھل الفساد فدعا رجلا صالحا الی الولیمۃ قالوا ان کان ھذا الرجل	ایک شخص نے اپنے رشتہ داروں اور قرابتداروں کے لئے عام دعوت طعام یا دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا اور ساتھ ہی کھیل تماشے لہو ولعب کی مجلس بھی فسادیوں کے لئے آراستہ کی اور

[1] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۵ /۲۱۷

بحال لوامتنع عن الاجابة منعهم عن فسقهم لا تباح له الاجابة بل یجب علیه ان لایجب لانه نهی عن المنکر[1]۔	خاندان سے غیر متعلق ایک نیک شخص کو بھی دعوت نامہ بھیجا ائمہ کرام فرماتے ہیں کہ اگر وہ شخص اس دعوت کو قبول نہ کرتے ہوئے انھیں غلط قسم محفل آرائی اور بدکاری سے روک سکتا ہوں تو اس کے لئے اس دعوت کو قبول کرنا مباح نہیں بلکہ اس پر دعوت کو قبول نہ کرنا واجب ہے کیونکہ گناہ سے روکنے کا عمل اس کے لئے مقدم ہے۔(ت)

اور اگر جانتا ہے کہ میری عزت وعظمت ان کی نگاہوں میں ایسی ہے کہ میں ساتھ ہوں گا تو وہ منکرات شرعیہ نہ کر سکیں گے تو اس پر واجب ہے وموجب ثواب عظیم ہے کہ شریک ہو۔ ردالمحتار میں ہے:

اذا علم انهم یترکون ذٰلك احتراما له فعلیه ان یذهب اتقانی[2]۔	جب وہ جانتا ہے کہ اس کے احترام کی وجہ سے وہ گناہ والے کام چھوڑ دیں گے تو اس پر ضروری ہے کہ وہاں جائے اور شرکت کرے۔ اتقانی۔(ت)

اور اگر یہ دونوں صورتیں نہیں تو اگر جانتا ہے کہ جہاں کھانا کھلایا جائے گا وہیں منکرات شرعیہ ہوں گے اور برات والے کا وعدہ محض حیلہ ہی حیلہ ہے تو ہرگز نہ جائے۔

قال اللہ تعالٰی "فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝۶۸ "[3]۔	اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: یاد آجانے کے بعد ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھو اور مجلس نہ کرو۔(ت)

ہدایہ میں ہے:

لو علم قبل الحضور لایحضر لانه لم یلزمه حق الدعوة[4]۔	اگر جانے سے پہلے ہی اسے (منکرات شرعیہ کا) اعلم ہو جائے تو وہاں نہ جائے کیونکہ اس پر دعورت کا حق لازم نہیں ہوا۔(ت)

کفایہ میں ہے:

لان اجابة الدعوة انما تلزم اذا کانت	اس لئے کہ دعوت قبول کرنا اس وقت لازم ہوتا ہے

[1] فتاوٰی ہندیة بحوالہ خزانة المفتین کتاب الکراھیة الباب الثانی عشر مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۵/ ۳۴۳

[2] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحة داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۲۲

[3] القرآن الکریم ۶/ ۶۸

[4] الھدایة کتاب الکراھیة مطبع یوسفی لکھنؤ ۴/ ۴۵۳

الدعوۃ علی وجہ السنۃ[1]۔	جبکہ دعوت سنت کے مطابق ہو۔(ت)

اور اگر واقعی ایسا ہی ہے کہ نفس دعوت منکرات سے خالی ہو گی اگرچہ دوسرے مکان میں لوگ مشغول گناہ ہوں تو شرکت میں کوئی حرج نہیں۔

قال تعالٰی "وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی"[2]۔	اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے: کوئی جان کسی دوسری جان کا بوجھ نہ آٹھائے گی۔(ت)

غایت یہ کہ میزبان گنہ گارہ ہے پھر شرعاً گنہگار کی دعوت ہے جبکہ وہ خود گناہ پر مشتمل نہ ہو، خزانۃ المفتین میں ہے:

ان لم یکن الرجل بحال لولم یجب لایمنعھم من الفسق لاباس بان یجیب ویطعم وینکر معصیتھم وفسقھم لانہ اجابۃ الدعوۃ واجابۃ الدعوۃ واجبۃ اومندوبۃ فلا یمتنع بمعصیۃ افترنت بھا[3]۔	اگر کسی شخص کی ایسی پوزیشن ہو کہ کہ اگر یہ دعوت قبول نہ کرے تب بھی وہ گناہ اور نافرمانی سے باز نہیں آئیں گے۔تو پھر دعوت کی قبولیت میں کوئی حرج اور مضائقہ نہیں۔البتہ ان کے گناہ اور نافرمانی کا انکار کرے کیونکہ اس نے تو دعوت قبول کی (یعنی خود کوئی خلاف ورزی نہیں کی) اور دعوت قبول کرنا واجب ہے یا مستحب لہٰذا ایسی دعوت جس سے گناہ پیوست ہو ممنوع نہیں۔(ت)

مگر عالم اگر جانے کہ میری اتنی شرکت پر بھی عوام مجھے متہم و مطعون کرینگے تو نہ جائے کہ مواقع تہمت سے بچنا چاہئے اور مسلمانوں پر فتح باب غیبت ممنوع ہے۔

عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلا یقفن مواقف التھم ذکرہ الشرنبلالی وغیرہ[4]۔	حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کوئی اللہ تعالٰی اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے تو وہ مقامات تہمت سے بچے،اس کو علامہ حسن شرنبلالی وغیرہ نے ذکر کیا۔(ت)

[1] الکفایۃ مع الفتح القدیر کتاب الکراھیۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۸/ ۴۵۰

[2] القرآن الکریم ۶/ ۱۶۴

[3] فتاوٰی ہندیہ بحوالہ خزانۃ المفتین کتاب الکراھیۃ الباب الثانی عشر مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۵/ ۳۴۳

[4] مراقی الفلاح شرح نور الایضاح مع حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلوٰۃ باب ادراک الفریضۃ ص ۲۴۹

یونہی وہ عہد کرنے والے نہ جائیں کہ خلاف عہد معیوب ہے۔

قال تعالٰی "وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۴﴾ "[1]۔ واللہ تعالٰی اعلم۔	اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے: (لوگو!) وعدہ پورا کیا کرو کیونکہ وعدہ کے متعلق قیامت کے دن پوچھ ہوگی۔واللہ تعالٰی اعلم۔(ت)

مسئلہ ۲۰۱: از اوجین مرسلہ مولوی یعقوب علی خاں ۹ محرم الحرام ۱۳۰۹ھ

چہ می فرمایند علمائے شریعت ومفتیان طریقت دریں مسئلہ کہ زید منصب نیابت وامامت دارد وطعام بخانہ کسانیکہ لحم خوک ومردار پختہ نصارٰے رامی خورانند بخورد ومی گوید کہ پختن مردار وخوک باکے نیست دست بشوید پاک شود وازیں سبب اکثرے مردماں شہر سند کامل دانستہ تناول طعام بخانہ اومی نمایند دریں بارہ حقارت اہل اسلام وتہلکہ ونزاع درمیان مسلماناں واقع گردیدہ پس بحق گوئندہ ایں کلام مخالف التیام شرعی وممد ومعاون آنچہ حکم وطعام خوردن برمکان آن شخص کہ دریں کار زشتیہ وناقصہ ملوث اند درست ست یانہ بیان فرمایند بسند کتاب۔بینوا توجروا۔	علمائے شریعت اور مفتیان طریقت اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ زید ایک مقام پر امامت و نیابت کے فرائض انجام دیتاہے لیکن جو لوگ سور اور مردار کا گوشت پکا کر عیسائیوں کو کھلاتے ہیں زید ان لوگوں کے گھروں سے کھانا کھتاہے اور کہتاہے کہ مردار اور سور کا گوشت عیسائیوں کے لئے پکانے میں کوئی حرج نہیں۔پکانے کے بعد ہاتھ دھو ڈالے تو پاک ہوجاتے ہیں۔شہر کے اکثر لوگ زید کے اس طرز عمل کو دیکھ کر ان لوگوں کے گھروں سے کھانا کھانے لگے ہیں جبکہ کچھ لوگ اس عمل سے نفرت اور سخت اختلاف کررہے ہیں اور نزاع کی صورت بن گئی ہے۔لہٰذا کتاب وسنت کی روشنی میں بیان فرمایا جائے کہ شخص مذکور کے بارے میں کیا شرعی حکم ہے اور اس کی معاونت وامداد اور اس سے تعاون کرنے والوں کے بارے میں شریعت کیا فرماتی ہے۔بیان فرماؤ تاکہ اجر وثواب پاؤ۔(ت)

الجواب:

ہیچوں بیباک فجار کہ بہر خوردن کفار پختن چنیں اخبث نجاسات وانجس محرمات پیشہ ساختہ اند ونظافت طبع ونزاہت	ایسے نڈر،بے خوف اور تقوٰی سے عاری لوگ جو کافروں غیر مسلموں کے لئے خبیث ترین اور نجس وحرام چیزیں پکانے کھلانے کا پیشہ اختیار

[1] القرآن الکریم ۱۷/ ۳۴

شرح ہمہ را یک لخت پس پشت انداختہ مسلمان متدین را طعام بخانہ ایشاں فشاید خورد بقطع نظر ازانکہ تجربہ صادقہ شاہد است کہ کثرت مزاولت چیزے حرمتش از نگاہ برمی اندازد پس مظنون آنکہ دراب وظروب خود شان از ناجسات ملعونہ مذکورہ بے احتیاط باشند اقدام بریں امر باعث مطعونی و تہمت باشد ودر حدیث آوردہ اند **من کان یؤمن باللّٰہ والیوم الاخر فلا یقفن مواقف التھم**[1] مومن متدین راچہ شایان ست کہ بے ضرورت شرعیہ آبروئے خود ریختہ بررخ خویشتن وبرطعن و تہمت مفتوح سازد وبراہ ران دینی را در گناہان کبیرہ غیبت وحقد وتنابز بالالقاب وغیرہا اندزاہد در حدیث فرمودہ اند **ایاك ومایسوٴ الاذن**[2]۔ ودر حدیث دیگر ست **ایاك وکل امر یعتذر منہ**[3]، زیادتے روایت کنند **فان الخیر لا یعتذر منہ** باز ایں امر باعث نفرت مسلماناں باشد و تنفیر مسلماناں بے ضرورت شرعیہ قطعاً ممنوع سید عالم فرمود صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم **بشروا ولا تنفروا**[4] مقصود شرع ایتلاف

کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے ہاں سے دینداروں اور تقوٰی دار لوگوں کو کھانا ہرگز نہیں کھانا چاہئے کیونکہ جہاں حرام چیزوں کا استعمال کثرت سے ہو وہاں برتنوں کے ناپاک اشیاء سے آلودہ ہونے کا احتمال ہوتا ہے۔ اور دیندار و تقوٰی دار لوگوں کا ایسے لوگوں کے ہاں جانا اور ان کے ہاں سے ایسے مشکوک برتنوں میں کھانا، کھانا عوام الناس کی نگاہوں میں باعث الزام و باعث تہمت ہوسکتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے: "جو کوئی اللہ تعالٰی اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے تو وہ مقامات تہمت سے بچے" لہٰذا ایسی صورت حال میں الزام، طعن اور تہمت سے بچنا ضروری ہے بصورت دیگر یہ اقدام اپنے دینی بھائیوں کو کبیرہ گناہوں غیبت، بہتان، کینہ اور برے القاب کے استعمال میں مبتلا کردے گا۔ حدیث مبارک ہے۔ لوگو! جن کاموں کو کان ناپسند کرتے ہیں ان سے بچو اور ایسے کاموں سے پرہیز کرو جن کے ارتکاب پر معذرت کرنی پڑے۔ اور بغیر شرعی مجبوری کے مسلمانوں کو متنفر کرنا ممنوع ہے۔
چنانچہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمانوں کو خوشخبری دو یعنی سناؤ اور نفرت نہ دلاؤ۔ شریعت کا مقصد جوڑنا اتحاد پیدا کرنا ہے نہ کہ توڑنا۔ عقل سلیم کا تقاضا۔

---

[1] مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح باب ادراك الفریضہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۲۴۹
[2] مسند امام احمد بن حنبل بقیہ حدیث ابی الغادیۃ المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۷۶
[3] الفردوس بماثور الخطاب حدیث ۱۷۵۵ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۴۳۱
[4] صحیح البخاری کتاب العلم باب ماکان النبی یخولہم بالموعظہ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۶، مسند امام احمد بن حنبل حدیث ابی موسٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۳۹۹

است نہ اختلاف وخود قضیہ عقل سلیم نیست بے ضرورتے ملجیہ باجہانے طرف افتادن وبموقف مقت وکراہت قوم استادن درحدیث آمدہ رأس العقل بعد الایمان باللّٰه التودد والتودد الی الناس [1] وبروایتے دیگر راس العقل بعد الایمان باللّٰه مداراۃ الناس [2] فقیر احادیث ایں باب در رسالہ خود جمال الاجمال وشرح او کمال الاکمال ہر چہ تمامتر رنگ وتفصیل دادہ ام، بالجملہ عقلا ونقلا ایں چنیں کار شناعتہائے نامجودہ دارد وعاقبت ہائے نامحمودہ باز چوں کار بفتنہ فساد وتفریق کلمہ مسلمین انجامد سخت جریمہ عظیمہ گردد وقال اللّٰه تعالٰی "وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ" [3]۔ ودرحدیث است الفتنۃ نائمۃ لعن اللّٰه من ایقظھا [4] باز چوں نیک، بنگری آزمودن وانماست	بھی یہی ہے کہ لوگوں کو بیقراری میں ڈال کرنا راض کیا جائے اور کراہت ولزام والی جگہ کھڑے ہونے سے پرہیز کیا جائے، حدیث پاک میں ارشاد نبوی ہے اللہ تعالٰی پر ایمان لانے کے بعد عقل کی بنیاد لوگوں سے دوستی اور محبت رکھتا ہے ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ تعالٰی پر ایمان لانے والے ے بعد عقل مندی ودانشمندی لوگوں سے صلح جوئی میں ہے۔ فقیر (صاحب فتاوٰی) نے اس باب کی حدیثوں کو اپنے رسالہ جمال الاجمال اور اس کی شرح کمال الاکمال میں تفصیلا بیان کردیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ عقل ونقل کے اعتبار سے اس طرح کا کام یا اقدام اپنے اندر کئی قسم کی قباحتیں رکھتا ہے کہ جن کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اور ایسے کاموں کا انجام مذموم ہوتا ہے جب یہ کام یا اقدام فتنہ وفساد اور مسلمانوں کے درمیان تفریق اور پھوٹ پڑنے کی حد تک جا پہنچے تو جرم عظیم بن جاتا ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے: فتنہ قتل سے بدتر ہے۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ فتنہ خوابیدہ (یعنی سویا ہوا ہوتا ہے) جو کوئی اسے بیدار کرے اس پر اللہ تعالٰی کی لعنت ہو۔ اگر آپ اچھی طرح غور کریں تو یہ واضح ہوگا کہ اس قسم کے افعال انہی لوگوں سے سرزد ہوتے ہیں جو

[1] کنزالعمال بحوالہ الشیرازی فی الالقاب حدیث ۴۳۵۸۱ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۵ /۹۱۶

[2] المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الادب حدیث ۵۴۸۰ ادارۃ القرآن کراچی ۸ /۳۶۱

[3] القرآن الکریم ۲ /۱۹۱

[4] کشف الخفاء حرف الفاء حدیث ۱۸۱۵ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲ /۷۷

کہ دریں اعصار وامثال ایں کار نخیز مگراز دست کسانیکہ چنداں پرائے دین ندارند وبے باک زیستن وآزاد گزراند راحاصل زندگانی انگارند لیت ولعل چیزے دیگر ست ووقع وفعل دیگر اگر انصاف کنی واقع چنیں ست کہ درلم وتسلیم فراز مباش بھمیں تقریر نفیس بحمداللہ تعالٰی منکشف شد حکم طعام بانصارٰی خوردن وامثال ذٰلک ازکارہائے اہل زیغ وفتن نسأل اللہ السلامۃ والعز والکرامۃ باز مقرر فقہ است کہ منسب امامت نشاید داد ہیچوں کسے راکہ مردماں را از ونفرتے باشد وکار بتقلیل جماعت کشد اگرچہ دریں باب گناہے از ذات آن کس نباشد چوں ولد الزنا واجذام وابرص وغیرھم ایں نکتہ ہم بنظر داشتی است وآنکہ گفت در پختن خوک ومردار باکے نیست پر غلط گفت بلے بے ضرورت شرعیہ تلوث بنجاسات ممنوع ست خاصہ بھمچوکارے کہ حاملش قصد اصلاح ماافسدہ اللہ باشد وپختن بہر خوارندن کفار قطعاً ناجائز وحرام ماحرم اخذہ حرام اعطاؤہ [1] وقال اللہ تعالٰی "وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ" [2]، واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم۔

دین اور تقاضائے دین کو چنداں اہمیت نہیں دیتے۔ بے خوف ہو کر بالکل آزادانہ لاپروائی والی زندگی گزارنا زندگی کا حاصل سمجھتے ہیں۔ ٹال مٹول اور لیت ولعل سے کام لینا الگ چیز ہے۔ اور کام کہ گزرنا الگ اور جداگانہ چیز، اگر تم انصاف سے کام لو تو درحقیقت بات یہی درست اور صحیح ہے۔ گو لِمَ اور لانسلم کہہ کر اس سے صف نظر کیا جائے (میں نہیں مانتا اور کیوں کیسے کا تو کوئی علاج نہیں مترجم) پس اس نفیس اور عمدۃ تقریر سے بحمداللہ تعالٰی ظاہر ہوگیا ہے کہ عیسائیوں کے ساتھ مل کر کھانا پینا اور اس قسم کے دوسرے کام کرنا فطرت اور فتنہ باز لوگوں کا شعار ہوتا ہے (مخلص اہل ایمان نہ ایسا کرتے ہیں اور نہ انھیں ایسا کرنا زیب دیتا ہے۔) نیز فقہ میں یہ اصول مسلمہ ہے اور طے شدہ ہے کہ عہدہ امامت ان لوگوں کو نہیں دینا چاہئے جن سے لوگ نفرت کرتے ہوں اور بوجہ نفرت جماعت سے نماز پڑھنا چھوڑدیں اگرچہ عہدہ امات پر فائز ہونے والا بے قصور وبے گناہ ہو جیسے حرامزادہ۔ کوڑ والا، مرض برص والا۔ اسی طرح دیگر امراض کا شکار آدمی، لہٰذا یہ نکتہ پیش نظر رکھنا ضروری ہے اور جس کسی نے یہ کہا کہ سور اور مردار کا گوشت پکانے اور غیر مسلموں کو کھلانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا یا کچھ مضائقہ نہیں اور خطرہ نہیں وہ شخص مذکور غلط بات کہنے کا

---

[1] الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعدۃ الرابعۃ عشر ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۱۸۹

[2] القرآن الکریم ۵/ ۲

	مرتکب ہوا بغیر علم و تحقیق کے اس قسم کا فیصلہ صادر کردینا ہرگز مناسب نہیں بغیر شرعی مجبوری کے گندگیوں سے آلودہ ہونا سخت ممنوع اور ناجائز ہے بالخصوص ایسے کاموں سے پرہیز کرنا بہت ضروری ہے جن کا حاصل ان کاموں کی اصلاح کرنے کا ارادہ کرنا ہے جنھیں اللہ تعالٰی نے بگاڑ دیا ہے۔ اور کافروں کو کھانا کھلانے کے لئے مسلمانوں کا اپنے ہاتھوں ناجائز وحرام چیزوں کو پکانا یقینا ناجائز اور حرام ہے۔ اور یہ قاعدہ واصول ہے کہ جس چیز کا لینا حرام اس کا دینا بھی حرام ہے۔ اور اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: (لوگو!) گناہ اور زیادتی والے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کیا کرو۔ اور اللہ تعالٰی پاک، برتر اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ (ت)

مسئلہ ۲۰۲: ازاوجین مرسلہ محمد یعقوب علی خاں ۱۷/ ربیع الآخر شریف ۱۳۱۰ھ

چہ مے فرمایند علمائے افضل الکملائے ومفتیان اکمل الفضلاء دریں مسئلہ کہ حلانزد کسے معتبر بہمراہی طباخ رفتہ گفت کہ من می خواہم کہ مردمان اہل اسلام طعام شادی دخترم تیار کنانیدہ بخورند چنانچہ مسلم ضعیف العقیدہ وغیرہ چیزے از قسم خوردنی گرفتہ پختہ بخوردن ازیں حرکات خرافاتیہ اوشان مضحکہ درمیان اہل ہنود اظہر شدہ وجماعت مسلمان خجل پس دعوت مردار خوار وخوکیاں درست است یاحرام وخورندگان دعوت تاتائب نشوند بطریق تنبیہ زمرہ اہل اسلام خارج سازند وپرہیز نمایند جائز ست ی نہ کہ دیگراں راعبرت شود وبار دوم ملوث ایں کار خراب نباشند دریں مسئلہ ہرچہ حکم شرعی درحق خورندہ وبزندہ گردد بحوالہ عبارت کتب بیان فرمایند رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔	کیا فرماتے ہیں ایسے علمائے جو کاملوں میں اکمل ور فاضلوں میں افضل ہیں کہ ایک غیر مسلم (ہندو) مسلمانوں کی بستی میں کسی معتبر آدمی کے پاس باورچی ہمراہ لے گیا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ مسلمان لوگ میری بیٹی کی شادی کا کھانا خود اپنے ہاتھوں تیار کرواکر کھائیں (تاکہ کوئی شک وشبہہ نہ ہو) چنانچہ کچھ کمزور عقیدہ والے لوگوں نے کھانے کا سامان وغیرہ لے کر پکایا اور کھایا جس سے مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں میں ہنسی مذاق ہونے لگا اور مسلمان شرمندہ ہوئے، کیا حرام خوروں کی دعوت میں کھانا جائز ہے یا حرام؟ دعوت کھانے والے جب تک تائب نہ ہوجائیں کیا انھیں گروہ اسلام سے بطور تنبیہ خارج تصور کیا جائے اور ان سے اگر علیحدگی اختیار کی جائے تو کیا یہ جائز ہوگی کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ لوگوں کو عبرت حاصل ہو اور وہ دوبارہ اس طرح کی گھٹیا حرکت نہ کرنے پائیں۔ اس سلسلے میں کھانے اور پکانے والوں کے بارے میں شرعا کیا حکم ہے؟ بحوالہ عبارات کتب جواب مرحمت فرمایا جائے۔ (ت)

الجواب:

اگرچہ کسان مذکور ایں قدر احتیاط کردن کہ طعام پختہ ہمچوں ناکساں نخوردند بلکہ خوردنیہا گرفتہ خود پختہ بکار بردند اما تاہم ایں کار ختطاو بے جاافتادہ کہ اموال ہمچوں حرام وناپاک پیشگان خبیث ست در حدیث کسب حجام را بسبب ملابست بجاست خون خبیث فرمودہ اند با آنکہ پیشہ او کہ خون کشیدن ست شرعًا حلال است احمد ومسلم وابوداؤد والنسائی عن رافع بن خدیج رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ثمن الکب خبیث ومھر البغی خبیث وکسب الحجام خبیث [1]، پس کسب خوکیاناں بدرجہ اولٰی اخبث واشنع باشد باز ایں کار بحب عرف دیار باعث تنفیر مسلمین وانگشت نمائی در برادران دین مے شودہر کاریکہ چناں ست شرعامکروہ ناشایانست تاآنکہ علماء گفتہ اند درشہرے کہ مردمان بخضاب اعنی خضاب جائز کہ غیر سوا دست خو کردہ باشند آنجاترک	اگرچہ مذکورہ لوگوں نے اس قدر احتیاط برتی کہ ان نااہلوں کا پکایا ہوا کھانا نہیں کھایا بلکہ کھانے کی اشیاء خود لے کر پکائیں اور اس طرح اپنے ہاتھوں سے پکا کر کھایا مگر پھر بھی ان کی یہ حرکت نامناسب اور بے جاقرار پاتی ہے۔ حرام اور ناپاک پیشہ کرنے والوں کا مال خبیث (گندہ) ہے، چنانچہ حدیث میں پچھنے لگانے والوں کی کمائی کو ناپاک اور خون کے تلبس کی وجہ سے خبیث فرمایا گیا حالانکہ اس کا پیشہ خون کھینچنا شرعا جائز ہے۔ چنانچہ مسند احمد، مسلم، ابوداؤد اور سنن نسائی میں حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالہ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کتے کی قیمت، بدکار عورت کا مہر یعنی اس کی کمائی اور پچھنے لگانے والے کی کمائی یہ سب خبیث یعنی گندے کام ہیں۔ تو خنزیر خوروں کی کمائی بطریق اولٰی خبیث ہے۔ نیز یہ کام علاقہ کے عرف میں مسلمانوں کی نفرت اور انگشت نمائی کا سبب ہے جبکہ ہر ایسا کام شرعا ممنوع ہے یہاں تک کہ علماء نے فرمایا ہے کہ جس شہر میں جائز خضاب یعنی سیاہ خضاب لگانے کی عادت ہو وہاں خضاب نہ لگانا اور جہاں خضاب

[1] صحیح مسلم کتاب المساقات باب تحریم ثمن الکلب قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۱۹، سنن ابی داؤد کتاب البیوع آفتاب عالم پریس لاہور ۲ /۱۳۰

خضاب وجائیکہ تبرک باشند آنجا فعل خضاب مکروہ ونا پسندیدہ است زیراکہ خروج از عادت باعث شہرت و موجب کراہت ست، امام علامہ عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی درحدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ فرمود **من کان فی موضع عادۃ اھلہ الصبغ اوترکہ فخر وجہ عن العادۃ شھرۃ ومکروہ**[1] اینہا بآنکہ خضاب وترک ہر دو شرعاروا ست وخوکردگان یکے از انہامراں دیگر راز نہار مخالف دین ودیانت نمے دادند فکیف کہ آں فعل فی نفسہٖ نیز شرعا ناپسندیدگی دارد درعامہ بلاد در اذہان و قلوب عامہ مسلمین نفرت شدیدہ ازوجائیگیر باشند وارتکاب ہمچوں افعال پیش ایشاں امارت بیباکی ودناءت قلب و قلّت دین وضعف دیانت بود بچناں رے پرداختن وخود راہدف سہام طعن وملام اہل اسلام ساختن وباجہانے طرف شدہ رعایت شرع ومراعات خاطر مسلمانان یکسرپس پشت انداختن خود چہ زیباست شرع مطہر ہرگز ہمچوں کارے رضاندہد

نہ لگانے کارواج ہو وہاں خضاب لگانا مکروہ ہے کیونکہ اس میں شہر کی عادت سے خروج کے باعث بدنامی ہوتی ہے جو کہ مکروہ ہے امام علامہ عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی نے حدیقہ ندیہ میں فرمایا جو شخص علاقہ کی عادت خضاب یا عدم خضاب کی عادت سے خروج کرے تو شہرت کی وجہ سے مکروہ ہے حالانکہ خضاب اور ترک خضاب اور عادت کے خلاف کرنا شرعا دین ودیانت کے خلاف نہیں ہے تو ایسے کام کے متعلق کیا حال ہوگا جو شرعا خود ناپسندیدہ ہے اور تمام بلاد میں اسکی وجہ سے مسلمانوں کے دلوں میں شدید نفرت پائی جاتی ہے اس نوع کے کاموں میں مشغول ہوجانا اور اپنے آپ کو اہل اسلام کے طعن وملامت کے تیروں کا نشانہ بنانا اور دنیا والوں سے ایک طرف ہوجانا شریعت کی رعایت اور اہل اسلام کی مراعات کو یکدم پس پشت ڈال دینا کیسے اچھا ہوسکتا ہے، شریعت مطہرہ اس قسم کے کاموں سے خوش نہیں ہوتی

[1] حدیقۃ الندیہ شرح طریقہ محمدیہ ومنہا ای من الافات اضاعۃ الرجل الخ المکتبہ النوریۃ الرضویۃ لائلپور ۲/ ۵۸۲

کسان مذکورراباید کہ چارہ کار خود سازندو بمجمع مسلمین بتوبہ ومعذرت پردہ زند کہ بے سبب افروختہ اند بآب اعتذار بنشانند وغبار ملالے کہ بر خاطر مسلماناں از جانب آناں نشستہ است بیفشانند حکم ایں قدرست اماکار مسطور باخراج ایشاں از زمرہ مسلمان نیرزد تفریط وافراط ہر دو بدست ومیزان اعتدال بدست حق پرست نظرست۔ سبحنہ وتعالٰی اعلم۔	لہٰذا مذکورہ لوگوں کو چاہئے کہ وہ اپنے کام کی تدبیر (چارہ) کریں اور مسلمانوں کی مجلس میں توبہ اور معذرت میں مشغول ہوں کہ بغیر سبب جلائی ہوئی آگ کو معذرت کے پانی سے بجھائیں۔ اور بے چینی وتنگ دلی کا گردوغبار جو ان کی طرف سے مسلمانوں کے دلوں پر بیٹھ گیا ہے اسے جھاڑدیں۔ صرف اتنا ہی حکم ہے لیکن یہ کام جو سوال میں بیان کیا گیا ہے کہ انھیں مسلمانوں کے گروہ سے نکال دیا جائے یہ جائز اور مناسب نہیں۔ پس افراط وتفریط (زیادتی وکمی) دونوں ہی برے ہیں۔ اور حق پرستوں کے ہاتھوں میں عدل ترازو محفوظ ہے۔ اللہ تعالٰی پاک، برتر اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ (ت)

مسئلہ ۲۰۳تا۲۰۶: از گلگت چھاؤنی جوئنال مرسلہ سید محمد یوسف علی صاحب شعبان ۱۳۱۲ھ

جناب مولوی صاحب مخدوم مکرم سلامت، بعد آداب تسلیمات کے گزارش یہ ہے کہ براہ مہربانی اس کا جواب بہت جلد مرحمت فرمائے گا کیونکہ اس جگہ پر خط عرصہ سے پہنچتا ہے۔ بوجہ برف کے جواب کے واسطے عرصہ دو ماہ کا ہونا چاہئے۔ بندہ کو اس وقت سوا آپ کے اور کوئی نہیں یاد آیا۔ امیدوار ہوں کہ اکثر یہاں کے لوگ ناواقف ہیں۔ چند باتیں میں سوال میں لاتا ہوں ان کا جواب دیجئے گا۔ فقط۔

(۱) انگریز کے ولایت کی چند چیزیں ایسی ہیں جو کہ بوجہ یہاں دستیاب نہ ہونے کو ان کو استعمال کرنا اول تو مکھن وہاں سے گائے کے دودھ کا بن کے ٹین کے بکس میں بند ہو کر آتا ہے اس پر گائے کا نمونہ بھی بنا ہوتا ہے اس کو خرچ میں لانا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) اس طرف سے گائے کا دودھ ٹین کے بکس میں آتا ہے چند شخص کہتے ہیں یہ اچھا ہے چند شخص اعتراض کرتے ہیں دیکھا ہوا کوئی صحیح نہیں بتلاتا صرف سنے ہوئے پر برتتے ہیں۔

(۳) ایک قسم کا دانت صفا کرنے کا بجائے مسواک کے انگریزی برش ہے اس سے دانت خوب صفا ہوتے ہیں چند شخص کہتے ہیں اس کا دستہ ہاتھی دانت کا ہے اور سینگ کے بال ہیں فرض کا اگر سینگ کے بال ہیں ان کو منہ میں لینا کیسا ہے؟ چونکہ کوئی اس سے اصلا خبر نہیں رکھتا عقل سے ہاتھی دانت بتاتے ہیں۔

(۴) یہ کہ بکری ہم نے اپنے ہاتھ سے ذبح کردی اس کو اپنے ہاتھ سے پکایا اس کو انگریز نے اپنے

سامنے رکھ کر چھری اور کانٹے سے علیحدہ کاٹا یہاں تک کہ اس کا ہاتھ نہ لگا ہے اگر اس کو کوئی شخص غفلت سے کھائے تو کیسا ہے؟

الجواب:

(۱تا۳) اصل اشیاء میں طہارت وحلت ہے جب تک تحقیق نہ ہو کہ اس میں کوئی ناپاک یا حرام چیز ملی ہے محض شبہہ پر نجس وناجائز نہیں کہہ سکتے۔ ردالمحتار میں ہے:

لایحکم بنجاستھا قبل العلم بحقیقتھا[1]۔	حقیقت حال معلوم ہونے سے پہلے اشیاء کی نجاست کا فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔(ت)

اسی میں ہے:

فی التاتارخانیۃ من شك فی انائہ اوثوبہ اوبدنہ اصابتہ نجاسۃ او لافھو طاھر مالم یستیقن وکذا الآبار والحیاض والحباب الموضوعۃ فی الطرقات و یستقی منھا الصغار والمسلمون والکفار وکذا ما یتخذہ اھل الشرك اوالجھلۃ من المسلمین کالسمن و الخبز والاطعمۃ والثیاب[2] اھ ملخصًا۔	تاتارخانیہ میں مذکور ہے کہ اگر کسی شخص کو اپنے جسم، لباس یا برتن کے بارے میں شک ہو کہ آیا وہ ناپاک ہیں یا نہیں تو جب تک اس کا شک یقین کی حد تک نہ پہنچے وہ پاک ہی تصور ہوں گے اور یہی حکم ہے کنووں، تالابوں اور گھڑوں کے بارے میں جو راہوں میں رکھے گئے ہوں اور مسلمان، کافر، چھوٹے بڑے سب ان سے سیراب ہوتے ہوں اسی طرح مشرکین وکفار اور جاہل وناواقف مسلمانوں کی تیار کردہ اشیائے خوردو نوش کا حکم ہے (کہ محض شک سے ناپاک متصور نہیں ہوں گی) اھ ملخصًا۔(ت)

ہاں اگر کچھ شبہہ ڈالنے والی خبر سن کر احتیاط کرے تو بہتر ہے **لقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کیف وقد قیل**[3] (اس لئے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے یہ کیسے ہوسکتا ہے حالانکہ (اس کے متعلق) ایسا کہا گیا ہے۔ت) مگر ناجائز وممنوع نہیں کہہ سکتے، سینگ ہر جانور یہاں تک کہ مردار کا بھی پاک ہے

[1] ردالمحتار کتاب الطہارۃ باب الانجاس داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۲۲۰

[2] ردالمحتار کتاب الطہارۃ باب الانجاس داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۱۰۲

[3] صحیح البخاری کتاب العلم باب الرحلۃ فی المسئلۃ النازلۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۹، مسند امام احمد بن حنبل عن عقبہ بن حرث دارالفکر بیروت ۴/ ۷

اس کی بنی مسواک منہ میں لینی جائز ہے۔ درمختار میں ہے:

شعر المیتة غیر الخنزیر وحافرھا وقرنھا طاھر[1] اھ ملتقطاً۔	سوائے سور کے ہر مردار کے بال، کھر اور سینگ پاک ہوتے ہیں۔ اھ متلقطاً (ت)

البتہ خنزیر کے بالوں کا برش نجس ہے اور اس کا استعمال حرام اس سے دانت مانجنا ایسا ہے جیسے پاخانے سے اور وہ بھی بلاد یورپ سے آتے اور علانیہ بکتے ہیں۔ معلوم ہونے کی صورت میں تو صریح حرام ہی ہے اور شبہہ کی حالت میں بھی بچنا ہے۔ اور اصل تو یہ ہے کہ مسواک کی سنت چھوڑ کر نصرانیوں کا برش اختیار کرنا ہی سخت جہالت وحماقت اور مرض قلب کی دلیل ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

(۴) اس کھانے والے پر کچھ الزام نہیں۔ ہاں کسی کافر خصوصاً ان بلاد میں انگریز کے ساتھ کھانے یا معاذاللہ اس کا جھوٹا کھانے یا پینے سے احتراز ضرور ہے۔

لما فیه من مخالفة الکافر وقد قدمنا کراھة مخالطة اھل الباطل والشر مطلقاً فکیف الکافر فکیف اذا کان مسلطاً بالحکومة والنفوس والموسوسة تحب التقرب الیه ولما فیه من اساء ظنون المسلمین بنفسه وقد روی الامام احمد عن ابی الغادیة عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم ایاك و مایسوء الاذن[2] و لما فیه من ایقاع غیرہ فی الغیبة ونفسه فی التهمة قد جاء عن امیر المومنین عمر الفاروق رضی اللہ تعالٰی عنه من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلا یقفن مواقف التهم بل یروی فی ذٰلك عن النبی صلی اللہ	کیونکہ اس میں کفار سے میل جول پایا جاتا ہے حالانکہ ہم اس سے پہلے اہل باطل اور اہل شر سے ملطقا میل جول کی کراہت بیان کر آئے ہیں پھر کیسے کافر سے اور کیسے حکومت پر جبرا مسلط شخص سے میل جول کا جواز ہو سکتا ہے (یعنی اس کا حال تو زیادہ سنگین اور خطرناک ہے پس یہ کیسے روا ہو سکتا ہے) اور وسوسے ڈالنے والے نفوس تو چاہتے ہیں کہ ان کے تقرب میں گرفتار ہوں نیز اس میں مسلمانوں کے ہاں بدگمانی پائی جانے کا امکان ہوتا ہے۔ امام احمد نے ابوالغادیۃ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ (اے بندو!) اپنے آپ کو ان کاموں سے بچاؤ جو کانوں کو بُرے

[1] درمختار کتاب الطہارۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۸

[2] مسند امام احمد بن حنبل بقیہ حدیث ابی الغادیہ المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۷۶

تعالٰی علیہ وسلم [1]۔ واللہ تعالٰی اعلم۔	لگیں اور اس میں دوسروں کو غیبت میں اور اپنے آپ کو تہمت میں ڈالنا ہے جبکہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ جو کوئی اللہ تعالٰی اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ مقامات تہمت سے بچے یعنی وہاں نہ ٹھہرے بلکہ اس باب میں حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے بھی روایت کیا گیا ہے۔ اور اللہ تعالٰی سب سے بڑا عالم ہے۔ (ت)

مسئلہ ۲۰۷: از گلگت مرسلہ سردار امیر خاں ملازم کپتان اسٹوٹ ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں: ایک ڈنڈی دار پیالے میں جس میں کچھ بال نہ پڑا ہوا گر ہم نے اس میں چائے بنائی اس کو قوم نصارٰی نے آکر ڈنڈی پکڑ کر صرف اٹھالیا اور وہ چائے ہم کو پینا جائز ہے یا نہیں؟ **بینوا توجروا** (بیان فرماؤ اجر و ثواب پاؤ۔ ت)

الجواب:

جائز ہے۔ مسلمان کے مذہب میں چھوت نہیں۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۰۸: ۲۰ ربیع الآخر ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ مسلمان جو اینٹ کے کاروبار کرتے ہیں ان کے یہاں کمھار نوکر ہیں، اگر یہ کمھار ہندو کبھی اپنے یہاں سے پوری پکوا کر لائیں یا بازار سے اپنی آمدنی میں سے مٹھائی وغیرہ خرید کرکے دیں تو اس کا لینا اور کھانا درست ہوگا یا نہیں؟ اور نیز عام اہل ہنود کے یہاں کے کھانے کا جو طریق رسم کچھ بھیجیں لینا اور کھانا درست ہے یا نہیں؟ **بینوا توجروا**

الجواب:

حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کافروں کے ہدیے قبول بھی فرمائے اور رد بھی فرمائے۔ کسرٰی بادشاہ ایران نے ایک خچر نذر کیا۔ قبول فرمایا:

الحاکم فی المستدرك عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما قال ان کسرٰی اھدی للنبی صلی اللہ تعالٰی	حاکم نے مستدرک میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی ہے انھوں نے فرمایا کسرٰی شاہ ایران نے آنحضرت صلی اللہ تعالٰی

[1] مراقی الفلاح مع حاشیہ الطحطاوی باب ادراك الفریضۃ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۲۴۹، حاشیہ الطحطاوی فصل مایکرہ للصائم نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۳۷۱

علیه وسلم بغلة فرکبها بحبل من شعر ثم اردفنی خلفه[1] قال الحافظ الدمیاطی فی ذٰلك نظر لان کسرٰی مزق کتابه صلی الله تعالٰی علیه وسلم فبعید ان یهدی له[2] **اقول:** یرد نظره حدیث الآتی واما استبعاده فقد اجاب عنه العلماء بجوابین ذکرهما الزرقانی فی شرحه[3] علی المواهب فی ذکر بغاله صلی الله تعالٰی علیه وسلم۔	علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک خچر بطور تحفہ بھیجا اور آپ نے اس پر سواری فرمائی جبکہ اس کی لگان بالوں کی رسی تھی اور آپ نے مجھے اپنے پیچھے بٹھایا، حافظ دمیاطی نے فرمایا اس میں اشکال ہے اس لئے کسرٰی نے آپ کا نامہ مبارک چاک کردیا تھا، اور یہ بات ناقابل فہم اور بعید ہے کہ اس نے آپ کے لیے تحفہ بھیجا ہو، **میں کہتاہوں** محدث دمیاطی کے اعتراض کو اگلی حدیث مسترد کررہی ہے۔ رہا اس کا بعید کہنا تو اہل علم حضرات نے اس کے دو جواب دیئے ہیں جن کو علامہ زرقانی نے مواہب اللدنیہ کی شرح میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وآلہ وسلم کے خچروں کے شمار کے سلسلے میں ذکر کیا ہے۔(ت)

یونہی بادشاہ فدک نے چار اونٹنیاں پر بار نذر کیں۔ قبول فرمائیں، اور بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بخش دیں۔

رواہ ابو اداؤد[4] عن بلال المؤذن رضی الله تعالٰی عنه وفیه انه صلی الله تعالٰی علیه وسلم قال لبلال فاقبضهن واقض دینک۔	اس کو امام ابوداؤد نے حضرت بلال مؤذن کی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ (رضی اللہ تعالٰی عنہ) اس میں مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا: ان پر قبضہ کرکے اپنا قرض ادا کرو۔(ت)

قیصر روم وغیرہ سلاطین کفار کے ہدایا قبول فرمائے۔

احمد والترمذی عن امیر المومنین علی کرم الله تعالٰی وجهه، قال اهدی کسرٰی لرسول الله صلی الله تعالٰی	امام احمد اور ترمذی نے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا کی ہے کہ آپ نے فرمایا کسرٰی بادشاہ ایران نے حضور صلی اللہ تعالٰی

---

[1] المستدرك للحاکم کتاب معرفة الصحافیة تعلیم النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم لابن عباس دار الفکر بیروت ۳/ ۵۴۱

[2] شرح الزرقانی علی المواهب اللدینه ذکر بغاله علیه الصلٰوۃ والسلام دار المعرفة بیروت ۳/ ۳۸۹

[3] شرح الزرقانی علی المواهب اللدینه ذکر بغاله علیه الصلٰوۃ والسلام دار المعرفة بیروت ۳/ ۳۸۹

[4] سنن ابی داؤد کتاب الخراج والفی باب فی الامام یقبل هدایا المشرکین آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۷۸

علیه وسلم فقبل منه واھدی قیصر فقبل منه واھدت له الملوك فقبل منھا[1]۔	علیہ وآلہ وسلم کو تحفہ بھیجا توآپ نے اس کا تحفہ قبول فرمایا۔اسی طرح قیصر روم (روم کے بادشاہ) نے تحفہ بھیجا وہ بھی آپ نے قبول فرمایا۔اسی طرح دیگر بادشاہوں نے بھی ہدئے بھیجے توآپ نے وہ بھی قبول فرمائے۔(ت)

قتیلہ بنت عبدالعزٰی بن سعد اپنی بیٹی حضرت سید تناء اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہا کے پاس آئی اور کچھ گوشت کے زندہ جانور، پنیر، گھی ہدیہ لائی، بنت صدیق نے نہ لیا، نہ ماں کو گھر میں آنے دیا کہ توکافرہ ہے۔ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا، آیت اتری:

" لَا یَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْكُمْ فِی الدِّیْنِ "[2]	اللہ تعالٰی نے ان کافروں کے ساتھ نیک سلوک سے تمھیں منع نہیں فرماتا جو تم سے دین میں نہ لڑیں۔

نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہدیہ لو اور گھر میں آنے دو[3]۔

رواہ الامام احمد عن عامر بن عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالٰی عنہم۔	امام احمد نے بن اس کو عامر بن عبداللہ زبیر سے روایت کیا ہے۔رضی اللہ تعالٰی عنہم۔(ت)

یہ حدیثیں توجواز کی ہیں ___ اور عیاض رضی اللہ تعالٰی عنہ نے پیش از اسلام کوئی ہدیہ یاناقہ نذر کیا، فرمایا: تو مسلمان ہے؟ عرض کی نہ۔فرمایا:

ان نھیت عن زبد المشرکین رواہ عن احمد وابوداؤد والترمذی[4] وقال حسن صحیح۔	میں کافروں کی دی ہوئی چیزیں لینے سے منع کیا گیا ہوں (امام احمد، ابوداؤد اور ترمذی نے اس کو روایت کیا۔اور امام ترمذی نے فرمایا یہ حسن صحیح ہے۔ت)

[1] مسند احمد بن حنبل عن علی بن ابی طالب المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۱۴۵۔۹۶، جامع الترمذی ابواب السیر باب ماجاء فی قبول ھدایا اللمشرکین آمین کمپنی اردو بازار لاہور ۱/ ۱۹۱

[2] القرآن الکریم ۶۰/ ۸

[3] مسند احمد بن حنبل عن علی ابی طالب المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۱۴۵

[4] جامع الترمذی ابواب السیر باب ماجاء فی قبول ھدایا للمشرکین آمین کمپنی اردو بازار لاہور ۱/ ۱۹۱

یونہی ملاعب الاسنہ نے کچھ ہدیہ نذر کیا۔فرمایا: اسلام لا۔انکار کیا۔فرمایا:

انی لا اقبل ہدیۃ مشرك رواہ الطبرانی فی الکبیر[1] عن کعب بن مالك رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند صحیح۔	میں کسی مشرک کا ہدیہ قبول نہیں فرماتا۔(امام طبرانی نے المعجم الکبیر میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے بسند صحیح اسے روایت کیا ہے۔ت)

ایک حدیث میں ارشاد فرمایا:

انا لا نقبل شیئا من المشرکین۔رواہ احمد[2] والحاکم عن حکیم بن حزام رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند صحیح۔	ہم مشرکوں سے کوئی چیز قبول نہیں فرماتے(اس کو امام احمد اور حاکم نے سند صحیح کے ساتھ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ت)

اسی طرح اور بھی حدیثیں رد و قبول دونوں میں وارد ہیں:

فمنھم من زعم ان الرد نسخ القبول ورد بجھل التاریخ ومنھم من وفق بان من قبلہ منھم فاھل کتاب لا مشرك کما فی مجمع البحار **اقول:** قد قبل عن کسرٰی ولم یکن کتابیا الا ان یتمسك فی المجوس سنوابھم سنۃ اھل الکتاب غیر ناکحی نسألھم ولا اٰکل ذبائحھم[3]۔	ان میں کچھ وہ لوگ ہیں جن کا خیال ہے کہ ہدیہ رد کرنے سے اس کا قبول کرنا منسوخ ہوااور یہ غلط ہے کیونکہ تاریخ معلوم نہیں۔اور بعض نے دونوں میں مطابقت اور موافقت پیدا کی کہ جن کا ہدیہ قبول فرمایا وہ اہل کتاب تھے مشرک نہ تھے جیسا کہ مجمع البحار میں ہے **اقول:**(میں کہتاہوں)کہ آپ نے کسرٰی شاہ ایران کا ہدیہ قبول فرمایا حالانکہ وہ اہل کتاب نہ میں سے نہ تھا بلکہ مجوس سے تھا۔مگر یوں استدلال کیا جائے کہ مجوسی نے اہل کتاب کی روش اختیار کی البتہ ان کی عورتوں سے نکاح اور ان کے ذبیحہ کا کھانا جائز نہیں۔(ت)

اس بارہ میں تحقیق یہ ہے کہ یہ امر مصلحت وقت وہ حالت ہدیہ آرندہ وہدیہ گیرندہ پر ہے اگر تالیف قلب کی نیت ہے اور امید رکھتاہے کہ اس سے ہدایا د تحائف لینے دینے کا معاملہ رکھنے میں اسے اسلام

---

[1] المعجم الکبیر للطبرانی حدیث ۱۳۸ المکتبۃ الفیصلیۃ ۱۹ /۷۰

[2] مسند امام احمد بن حنبل عن حکیم ابن حزام المکتب الاسلامی بیروت ۳ /۴۰۳

[3] التلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر حدیث ۱۵۳۳ المکتبۃ الاثریۃ سانگلہ ہل ۳ /۱۷۲

کی طرف رغبت ہوگی تو ضرور لے اور اگر حالت ایسی ہے کہ نہ لینے میں اسے کوفت پہنچے گی اور اپنے مذہب باطل سے بیزار ہوگا تو ہر گز نہ لے،اور گر اندیشہ ہے کہ لینے کے باعث معاذاللہ اپنے قلب میں کافر کی طرف سے کچھ میل یا اس کے ساتھ کسی امر دینی میں نرمی ومداہنت راہ پائے گی تو اس ہدیہ کو آگ جانے اور بیشک تحفوں کا رغبت ومحبت پیدا کرنے میں بڑا اثر ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

تہادوا تحابوا۔رواہ ابو یعلی [1] بسند جید عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ زاد ابن عساکر وتصافحوا یذھب الغل عنکم [2] وعندہ عن ام المومنین الصدیقۃ رفعتہ تھادوا تزدادوا حبا [3] الحدیث۔	ایک دوسرے کو ہدیہ دے دیا کرو تاکہ آپس کی محبت میں اضافہ ہو،ابویعلی نے اس کو جید سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔اور ابن عساکر نے یہ اضافہ کیا کہ ایک دوسرے کے ساتھ مصافحہ کیا کرو۔(یعنی ہاتھ ملایا کرو) اس سے تمہارا باہمی کینہ دور ہوگا اور اسی نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مرفوعا روایت کیا ہے ہدیہ دیا کرو تاکہ تمہاری باہمی محبت میں اضافہ اور ترقی ہو الحدیث (ت)

ایک حدیث میں ہے۔حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الھدیۃ تذھب بالسمع والقلب والبصر۔رواہ الطبرانی [4] فی الکبیر عن عصمۃ بن مالك رضی اللہ تعالٰی عنہ حسنہ السیوطی وضعفہ الھیثمی وغیرہ۔	ہدیہ آدمی کو اندھا،بہرا،دیوانہ کردیتا ہے(امام طبرانی نے اس کو معجم کبیر میں عصمۃ بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔امام سیوطی نے اس کی تحسین فرمائی جبکہ ہیثمی وغیرہ نے اسے ضعیف قرار دیا۔(ت)

نیز حدیث میں ہے۔فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

الھدیۃ تعور عین الحکیم،اخرجہ الدیلمی [5]	ہدیہ حکیم کی آنکھ اندھی کردیتا ہے(دیلمی نے بسند

[1] کنزالعمال بحوالہ ابن عساکر عن ابی ہریرۃ حدیث ۱۵۰۵۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۶/ ۱۱۰
[2] کنزالعمال بحوالہ ابن عساکر عن ابی ہریرۃ حدیث ۱۵۰۵۶ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۶/ ۱۱۰
[3] کنزالعمال بحوالہ ابن عساکر عن عائشہ حدیث ۱۵۰۵۷ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۶/ ۱۱۰
[4] المعجم الکبیر للطبرانی حدیث ۴۸۸ المکتبہ الفیصلیہ ۱۷/ ۱۸۳
[5] الفردوس بمأثور الخطاب حدیث ۶۹۶۹ دارالکتب العلمیہ بیروت ۳/ ۳۳۵

عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما بسند ضعیف۔	ضعیف حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کے حوالے سے اس کی تخریج فرمائی۔ت)

اور اگر نہ کچھ مصلحت ہو نہ کچھ اندیشہ تو مباح ہے چاہے لے چاہے نہ لے۔

وقد بنی الامر فی ذلك علی المصالح علماؤنا الکرام کما نقلہ فی الباب الرابع عشر من کراھیۃ الھندیۃ[1] عن المحیط عن الامام الفقیہ ابی جعفر وغیرہ فراجعہ۔	ہمارے علماء کرام نے اس معاملہ میں مختلف مصالح پر بنیاد رکھی ہے جیسا کہ اس کو فتاوٰی ہندیہ کی بحث کراہت چودھویں باب میں بحوالہ محیط امام فقیہ ابوجعفر وغیرہ نے نقل کیا ہے لہٰذا اس کی طرف رجوع کیا جائے۔(ت)

پھر ان کا پکایا ہوا یا ہدیہ دیا ہوا گوشت تو حرام ہے جب تک اپنے سامنے جانور ذبح ہو کر بغیر نگاہ سے غائب ہوئے سامنے نہ پکا ہو اور اس کے سوا پکائی ہوئی چیزیں اور بازار کی مٹھائی دودھ دہی گھی ملائی سب کا ایک حکم ہے کہ فتوی جواز اور تقوی احتراز۔واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۰۹: از ملک بنگالہ شہر نصیرآباد قصبہ لاماپڑا مرسلہ محمد علیم الدین صاحب ۵ جمادی الاولٰی ۱۳۱۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں: ایک شخص مسلمان سود ورشوت وغیرہ حرام کھاتا ہے اور تجارتی وغیرہ حلال پیشہ بھی اس کا ہے یعنی مال مختلط حرام وحلال شے ہے۔اور وہ نماز پڑھتا نہیں اس کے مکان پر کھانا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ **بینوا توجروا** (بیان فرماؤ تاکہ اجر پاؤ۔ت)

الجواب:

جائز بایں معنی تو ہے کہ کھائے گا تو کوئی شے حرام نہ کھائی جب تک معلوم نہ ہو کہ یہ شے جو میرے سامنے آئی بعینہٖ حرام ہے۔

بہ ناخذ مالم تعرف شیئا حراما بعینہ نص علیہ محرر المذھب الامام محمد رحمہ اللہ تعالٰی کما فی الذخیرۃ[2] وغیرھا۔	ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں جب تک کسی معین شے کے حرام ہونے کو پہچان نہ لیں چنانچہ مذہب قلمبند کرنے والے امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی نے اس کی صراحت فرمائی ہے جیسا کہ ذخیرہ وغیرہ کتب میں مذکور ہے۔(ت)

---

[1] فتاوٰی ہندیہ کتاب الکراھیۃ الباب الرابع عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵ /۳۴۷۔۴۸

[2] فتاوٰی ہندیہ بحوالہ الظھیریۃ کتاب الکراھیۃ الباب الثانی عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵ /۳۴۲

مگر احتراز اولٰی خصوصاجب کہ غالب حرام ہو۔

خروجا عن الخلاف وکما فی ردالمحتار عن الذخیرۃ عن الامام ابی جعفر احب الی فی دینہ ان لایأکل ویسعہ حکما ان لم یکن (ذٰلك الطعام) غصبا ورشوۃ الخ۔[1]	تاکہ اختلاف سے نکل جائیں جیسا کہ فتاوٰی شامی میں ذخیرہ کے حوالے سے امام ابوجعفر سے روایت کیا ہے کہ آدمی کے دین کے معاملے میں یہ بات مجھے زیادہ پسند ہے کہ وہ نہ کھائے جبکہ حکم میں اس کی گنجائش ہے بشرطیکہ طعام مال غصب شدہ اور شوت وغیرہ سے نہ ہو الخ۔(ت)

خصوصًا جب کہ یہ شخص سود اور رشوت لینے کے باعث نہ صرف فاسق بلکہ عباداللہ پر ظالم ہے ایسے فساق سے اظہار بغض و نفرت پر سلف صالح اجماع قائم ہے۔امام حجۃ الاسلام محمد محمد محمد غزالی قدس سرہ العالی احیاء العلوم شریف میں فرماتے ہیں:

طرق السلف قد اختلف فی اظہار البغض مع اھل المعاصی وکلھم اتفقوا علی الظہار البغض للظلمۃ و المبتدعۃ وکل من عصی اللہ تعالٰی بمعصیۃ متعدیۃ منہ الی غیرہ[2] الخ۔	علمائے سلف کی روشن گناہ کرنے والے کے ساتھ اظہار بغض میں مختلف رہی ہے لیکن ظالموں اور بدعتیوں کے خلاف بغض کرنے پر سب کا اتفاق ہے۔اور جو کوئی گناہ کرکے اللہ تعالٰی کی نافرمانی کرتا ہے اس کی یہ کاروائی دوسروں تک متجاوز ہوتی ہے۔الخ(ت)

تواس کے یہاں کھانے سے اور زیادہ احتراز چاہئے خصوصا اس کے ساتھ کھانے سے، واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۱۰: از بلگرام شریف مرسلہ حضرت سید محمد زاہد صاحب دوم رجب ۱۳۱۵ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ میز پر اور ٹیک لگا کر کھانا کیسا ہے؟

الجواب:

ٹیک لگا کر کھانا اگر بہ نیت تکبر ہو تو کراہت کیسی حرام ہے۔

قال تعالٰی "اَلَیۡسَ فِیۡ جَہَنَّمَ مَثۡوًی لِّلۡمُتَکَبِّرِیۡنَ ﴿۶۰﴾"[3]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: کیا دوزخ تکبر کرنے والوں کا ٹھکانا نہیں (یعنی یقینًا ہے)۔(ت)

ورنہ بلاکراہت درست بعض اوقات حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے بھی اس کا فعل

---

[1] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۴۷

[2] احیاء العلوم کتاب آداب الالفۃ واخوۃ بیان البغض فی اللہ مطبعۃ المشہد الحسینی ۲/ ۱۶۸

[3] القرآن الکریم ۳۹/ ۶۰

مروی،

فقد اخرج ابونعیم عن عبداللہ بن السائب عن ابیه عن جدہ وقال هو وهم والصواب ابن عبداللہ بن السائب عن ابیه عن جدہ رضی اللہ تعالٰی عنهما قال رأیت النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم یأکل ثریدا متکئا علی سریر ثم یشرب من فخارة[1]۔	بیشک عبداللہ بن سائب سے بواسطہ اپنے باپ اپنے دادا، محدث ابونعیم نے اس کو تخریج کیا اور فرمایا۔یہ وہم ہے ٹھیک یوں ہے ابن عبداللہ بن سائب عن ابیہ عن جدہ (رضی اللہ تعالٰی عنہما) فرمایا میں نے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو تخت پر تکیہ لگائے کھانا (ثرید) کھاتے ہوئے دیکھا پھر پختہ مٹی کے برتن سے پانی پیتے ہوئے بھی دیکھا (ت)

ہاں عادت کریمہ زمین پر دستر خوان بچھا کر کھانا تناول فرمانا تھی اور یہی افضل،

اخرج الامام احمد فی کتاب الزهد عن الحسن مرسلا والبزار نحوہ عن ابن هریرة رضی اللہ تعالٰی عنه کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم اذا اتی بطعام وضعه علی الارض[2]،واخرج الدیلمی فی مسند الفردوس عنه رضی اللہ تعالٰی عنه یرفعه الی النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم صنعها علی الحضیض ثم قال انما انا عبد اٰکل کما یاکل العبد واشرب کما یشرب العبد[3]،واخرج الدارمی و	امام احمد نے کتاب الزہد میں امام حسن سے بغیر سند (یعنی مرسلًا) تخریج فرمائی، محدث بزار نے اسی کی مثل ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عن سے تخریج فرمائی، جب حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں کھانا لایا جاتا توآپ اسے زمین پر خود رکھ دیتے، محدث دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مرفوعا تخریج فرمائی یعنی حضرت ابوہریرہ نے حضور اقدس سے روایت کی حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کا طریقہ کار یہ تھا کہ کھانا زمین پر رکھ کر خود زمین پر بیٹھ جاتے اور فرماتے میں ایک بندہ ہوں اس لئے اس طریقے سے

[1] ابونعیم

[2] الزهد الاحمد بن حنبل دار الدیان للتراث القاهرہ ص۱۱

[3] اتحاف السادة بحواله الدیلمی عن ابی هریرة ۸ /۳۹۳ وابن عدی فی الکامل دار الفکر بیروت ۵ /۱۹۷۱

الحاکم وصححه واقروہ عن انس رضی اللہ تعالٰی عنه قال قال النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم اذوضع الطعام فاخلعوانعالکم فانه اروح لاقدامکم[1] و اخرجه ابو یعلی بمعناہ وزادوھو السنة۔	کھاتا اور پیتاہوں جس طریقے سے ایک غلام یعنی بندہ کھاتا اور پیتا ہے۔ نیز دارمی اور حاکم نے تخریج کی اور اسے صحیح قرار دیا، اور انھوں نے اسے ثابت رکھااور حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب کھانا رکھا جائے تو اپنے جوتے اتاردو کیونکہ ایسا کرنا تمھارے قدموں کے لئے زیادہ باعث راحت ہے اور ابویعلٰی نے اس مفہوم کی تخریج کی البتہ اس میں یہ اضافہ کیاکہ یہ سنت ہے۔(ت)

شرعۃ الاسلام اور اس کی شرح میں ہے:

(وضع الطعام علی الارض احب الی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم علی السفرۃ وھی)ای والحال ان السفرۃ(علی الارض)لاعلی شیئ اٰخر فوق الارض[2]۔	دسترخوان پر کھانا رکھ کر کھانا آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو زیادہ پسند تھا اور حالت یہ ہوتی تھی کہ دسترخوان زمین پر بچھا ہوتا تھا نہ کہ کسی اور چیز پر جو زمین کے اوپر ہو۔

عین العلم اور اس کی شرح میں ہے:

(یاکل علی السفرۃ الموضوعة علی الارض)فھو اقرب الی ادبه علیه الصلٰوۃ والسلام و تواضعه لمقام الانعام (فالخوان والمنحل والاشنان والشبع من البدع وان لم تکن مذمومات غیر الشبع)فانه	حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام اس دسترخوان پر کھانا تناول فرماتے جو زمین پر بچھا ہوتا پس مقام انعام میں یہ چیز حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کے ادب اور تواضع کے زیادہ قریب ہے لہٰذا دسترخوان بچھانا جو زمین کی بجائے کسی اور چیز پر بچھا ہو یہ آپ کو ناپسند تھا چھلنی سے چھانا ہوا آٹا، اشنان، (خوشبودار گھاس)

[1] سنن الدارمی کتاب الاطعمة باب خلع النعال عند الاکل دارالمحاسن القاھرۃ ۲/ ۳۴

[2] شرح شرعة الاسلام لسید علی زادہ فصل فی سنن الاکل والشرب مکتبہ اسلامیہ کانسی روڈ کوئٹہ ص ۲۴۳

مذموم [1] اھ مختصر۔ واللہ تعالٰی اعلم۔	اور سیر ہو کر کھانا یہ سب بدعات میں سے ہیں (یعنی سنت میں شامل نہیں) اگر چہ سیری کے علاوہ باقی کام مذموم نہیں البتہ سیری مذموم ہے۔ اھ مختصر۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۲۱۱: از بریلی محمڈن بورڈنگ ہاؤس بریلی مرسلہ عظمت حسین صاحب ذیقعدہ ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت وجماعت اس بارے میں کہ آیا شیعوں کے ہمراہ ان کے مکان پر تیار شدہ کھانا کھانا درست ہے یا نہیں؟ اور یہ بات جو مشہور ہے کہ شیعہ اہلسنت وجماعت کو کھانا خراب کھلاتے ہیں اس کا کیا ثبوت عقلی یا نقلی ہے؟ اور نقلی ہے تو کس کی کتاب سے اور کس کتاب سے؟ **بینوا توجروا** (بیان فرماؤ تاکہ اجر پاؤ۔ ت)

الجواب:

روافض کے ساتھ کھانا کھانا، ان کی تقریبات سرور میں دوستانہ شریک ہونا اور جو امور ولاء وو داد ومحبت پر دلالت کریں ان سے احتراز واجتناب کی نسبت احادیث کثیرہ واقوال ائمہ وافرہ متظافرہ وارد ہیں۔ ازاں جملہ حدیث ابن حبان وعقیلی وغیرہما کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

لاتواکلوھم ولاتشاربواھم ولاتجالسوھم [2]۔	نہ ان کے ساتھ کھانا کھاؤ نہ پانی پیو نہ ان کے پاس بیٹھو۔

قرآن عظیم میں ارشاد ہوتا ہے۔

"وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ" [3]	میل نہ کرو ظالموں کی طرف کہ تمھیں چھوئے دوزخ کی آگ۔

اور فرماتا ہے:

"فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝۶۸" [4]	یاد آنے پر پاس نہ بیٹھ ظالموں کے۔

یہ بات کہ یہ نامقید فرقہ جب اہلسنت کے بعض ناواقفو کو کھانا دیتا ہے خراب کرکے دیتا ہے اس پر

[1] شرح عین العلم لملا علی قاری الباب السابع مطبع السلامیہ لاہور ص

[2] الضعفاء الکبیر للعقیلی ترجمہ ۱۵۳ احمد بن عمران الاخنس دار الکتب العلمیہ بیروت ۱/ ۱۲۶

[3] القرآن العظیم ۱۱/ ۱۱۳

[4] القرآن العظیم ۶/ ۶۸

کسی دلیل اور برہان عقل کے قیام کے کیا معنی، یہ امور متعلق بشادت ہیں مشہور اسی طرح ہے **والعلم عنداللہ** (حقیقی علم کامالک اللہ تعالی ہے۔ت) اور اس کا پتاان کی ان حرکات سے چلتا ہے جو خاص حرم محترم مکہ معظّمہ میں ان کی بیباکوں سے صادر ہوتی ہوئی سنی ہیں اور بعد اطلاع سزائیں دی جاتی ہیں فقیر جس زمانے میں حاضر الحج تھا خدام کرام کعبہ معظّمہ کی زبانی معلوم ہوا کہ ایک رافضی نے حرم مبارک میں پیشاب کیا کہ اہلسنت کے کپڑے خراب ہوں اس زمانے میں مسموع ہوا کہ کوئی خدا ناترس **معاذاللہ** حجراسود شریف پر کوئی گندی چیز لگا گیا کہ مسلمان ایذا پائیں۔**واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۱۲: ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۱۷ھ از شہر کہنہ مرسلہ سید عبدالواحد متھراوی

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اکثر عرق جو انگریزی دواخانوں میں فروخت ہوتے ہیں اور نہایت ہاضم مشتہی مبہی مسمن بدن ہیں مگر ہم کو ان کی ساخت کی کیفیت بالکل معلوم نہیں، اور ان میں نشہ بھی مطلق نہیں، نہ کچھ سرور اور کیفیت ہے۔ لیکن وہ شراب کے نام سے موسوم ہیں اور بیقیمت گراں فروخت ہوتے ہیں لیکن منشّی مطلق نہیں خواہ کئی گلاس پی لئے جائیں، تو ایسے عرق کے جواز میں کیا حکم ہے؟ **بینوا توجروا** (بیان فرماؤ تاکہ اجر پاؤ۔ت)

الجواب:

اصل یہ ہے کہ اصل اشیاء میں طہارت واباحت ہے۔جب تک نجاست یا حرمت معلوم نہ ہو حکم جواز ہے۔

فی ردالمحتار ھذا الدودۃ ان کانت غیر مائیۃ المولد وکان لھا دم سائل فھی نجسۃ والافطاھرۃ فلایحکم بنجاستھا قبل العلم بحقیقتھا [1] اھ و فیہ عن التتارخانیۃ من شك فی انائہ اوثوبہ اوبدنہ اصابتہ نجاسۃ اولافھو طاہر مالم یستیقن وکذا مایتخذہ اھل الشرك کالسمن و الخبزوالاطعمۃ والثیاب [2] اھ ملخصًا۔	ردالمحتار میں ہے۔اگر کیڑے پانی میں پیدا نہ ہوں اور ان میں بہتا خون ہو تو نجس (ناپاک) ہیں بصورت دیگر یہ پاک ہیں لہذا جب تک ان کی حقیقت معلوم نہ ہو ان پر نجاست کا حکم نہیں لگایا جاسکتا اھ اور اسی میں تتارخانیہ کے حوالے سے ہے کہ جس شخص کو اپنے جسم۔لباس اور برتن کے پاک ہونے میں شک ہو تو جب تک شک یقین میں نہ بدل جائے وہ پاک ہی متصور ہونگے۔اسی طرح مشرکین کی تیار کردہ اشیاء خوردونوش اور ملبوسات وغیرہ از قسم گھی،

[1] ردالمحتار کتاب الطھارۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۲۲۰

[2] ردالمحتار باب الانجاس داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۱۰۲

	مٹھائی، کھانا اور کپڑے وغیرہ اس وقت تک پاک اور قابل استعمال سمجھی جائیں گی جب تک ان میں کسی ناپاک و نجس چیز کی ملاوٹ یا لگاوٹ کا یقین حاصل نہ ہو اھ ملخصا۔(ت)

مگر ان عرقوں کا بنام شراب مشہور ہونا سخت شبہہ ڈالنے والا ہے۔اور اس کا مؤید یہ ہے کہ نصارٰی کو شراب سے بے حد اشتغال ہے ان کے یہاں کی رقیق اشیاء میں کم کوئی چیز اس نجاست غلیظہ سے خالی ہو گی اور کچھ نہ ہو تو سپرٹ کی شرکت اکثر ہوتی ہی ہے کوئی ٹنچر اس سے پاک نہیں اور ایسی شرکت اگرچہ موجب سکر نہ ہو نجس وحرام کر دیتی ہے اگر شراب کا کچھ میل نہ ہوتا تو اسے شراب کا نام دینے کی کیا وجہ ہوتی، توجب تک حال تحقیق نہ ہو اس سے احتراز ہی میں سلامت ہے۔حدیث میں ہے:

ایاك ومایسوء الاذن [1]۔	جو کچھ کانوں کو برا لگے اس سے بچو۔(ت)

ہمیں شرع مطہر نے جس طرح بے رکام سے بچنے کا حکم فرمایا برے نام سے بھی احتراز کی طرف بلایا، سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے لوگوں نے دریائی سور کا حکم پوچھا، فرمایا: حرام ہے۔عرض کی: وہ سور نہیں ہوتا۔فرمایا: تمھیں نے اسے اس نام سے تعبیر کیا۔واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۳۱۲: حامداومصلیا۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید سود خوار کے یہاں کھانا کھانا مسلمانوں کو اور وعظ مولود شریف پڑھ کر اسے سود خوار سے کچھ لینا اور اس کا پیسہ مسجد میں لگانا گیارھویں مولود شریف میں مٹھائی تقسیم کرنا اور کپڑا وغیرہ خیرات کرنا حالانکہ اسی زید سود خوار کے یہاں تجارت چرم فروشی وغیرہ زمینداری مالگزاری بھی ہوتی ہے ان سب صورتوں میں کیا حکم ہے؟

الجواب:

جب اس کے یہاں رزق حلال کے ذرائع تجارت زراعت بھی موجود ہیں تو امور مذکور میں کچھ حرج نہیں جب تک کسی خاص روپیہ کی نسبت معلوم نہ ہو کہ یہ وجہ حرام سے ہے۔امام محمد رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

به نأخذ مالم نعرف شیئا حراما بعینه کما فی الهندیة عن الذخیرة [2]۔	ہم اس کو لیتے ہیں جب تک کسی معین چیز کا حرام ہونا واضح نہ ہو جیسا کہ فتاوٰی عالمگیری میں ذخیرہ سے نقل کیا گیا ہے۔(ت)

---

[1] مسند احمد بن حنبل بقیہ حدیث ابی الغادیۃ المکتب الاسلامی بیروت ۴/ ۷۶

[2] الفتاوی الھندیہ کتاب الکراھیۃ الباب الثانی عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۴۲

ہاں بنظر مصالح شریعہ اس کی زجر وتوبیخ اور نگاہ مسلمانان میں اسی کے فعل کی تقبیح کے لئے اس کی دعوت سے احتراز خصوصا مقتداء عالم کو انسب واولٰی ہے **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۱۴: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارہ میں کہ زید نے ظاہر پیر کے نام پر بکرا یا مرغا چڑھایااور رات بھرا گیاری کرائی یعنی بکرے کے گوشت کو آگ کے پاس رکھ کراور جھنڈی گاڑ کر آگ میں لونگ جلائی اور گھی جلایااور ڈبرو یعنی دف بجوا کر گانا کرایااور اس نے اس گوشت کا کھانا پکوا کر مسلمانوں کی دعوت کی اور جس شخص نے نیاز کرائی ہے وہ مردہ بھی کھاتا ہے۔اس کے یہاں کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟اور جو شخص اس قسم کا کھانا نہ کھائے اس کے واسطے کیا حکم ہے؟

الجواب:

مسلمانوں کو اس کے یہاں کھانا کھانااس سے بات چیت کلام سلام کرنا نہ چاہئے جب تک وہ توبہ نہ کرے اس پر توبہ فرض ہے اور از سر نو کلمہ اسلام پڑھے۔**واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۱۵تا۲۱۶: از بنگالہ ضلع سلہٹ موضع قاسم نگر مرسلہ مولوی اکرم یکم ربیع الاول شریف ۱۳۲۰ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں:

(۱) سود خوار کے گھر کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟اگر جواز کی کوئی صورت ہے تو بیان فرمایئے۔

(۲) بے نمازی کے گھر کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟اگر جواز کی کوئی صورت ہو تو ارشاد فرمائے۔اور کبھی کبھی جو شخص نماز پڑھتا ہے اس کو بے نمازی کہنا جائز ہے یا نہیں؟اور جو مطلقًا نہیں پڑھتا ہے اور جو گاہے گاہے پڑھتا ہے ان دونوں شخصوں میں کیافرق ہے۔**بینوا اللہ،توجروا عنداللہ**(اللہ تعالٰی کی خوشنودی کے لئے بیان کرو تاکہ اس کے ہاں اجر وثواب پاؤ۔ت) فقط۔

الجواب:

(۱) جائز ہے جب تک خاص اس شیئ کا جواس کے سامنے لائی گئی حرام ہونا تحقیق نہ ہو۔

فی الهندیة عن الظهریة عن الفقیه ابی اللیث قال قال محمد وبه ناخذ مالك نعرف شیأا حراما بعینه وھو قول ابی حنیفه واصحابه رضی اللہ تعالٰی عنهم [1]۔	فتاوٰی ہندیہ بحوالہ فتاوٰی ظہیریہ، فقیر ابواللیث سے مروی ہے۔فرمایاامام محمد نے ارشاد فرمایا ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں جب تک کسی معین چیز کی صورت کو نہ جائیں،امام بو حنیفہ اور ان کے اصحاب رضی اللہ تعالٰی عنہم کا یہی مذہب ہے۔(ت)

[1] فتاوٰی ہندیہ کتاب الکراھیۃ الباب الثانی عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۴۲

ہاں عالم مقتدا کو بلاضرورت مطلقًا احتراز کرنا چاہئے کہ اس کا گناہ عوام کی نظر میں ہلکانہ ہو جائے۔

فی الھندیۃ عن المحیط عن الملتقیط یکرہ للمشھور المقتدٰی بہ الاختلاط الی رجل من اھل الباطل والشر الا بقدر الضرورۃ لانہ یعظم امرہ بین ایدی الناس [1] الخ۔ واللہ تعالٰی اعلم۔	فتاوٰی ہندیہ میں ملتقط سے نقل کیا ہے کہ کسی مشہور مقتداء اور پیشوا کو اہل باطل اور اہل شر سے میل جول اور آمد و رفت رکھنا مکروہ ہے مگر بقدر ضرورت، کیونکہ وہ لوگوں کے سامنے بڑے ہو جائینگے الخ واللہ تعالٰی اعلم (ت)

(۲) یہاں جواز پہلی صورت سے بھی اظہر ہے کہ ترک نماز کا مال وطعام پر کیا اثر ہے اور عالم مقتدا کو بے ضرورت اس سے احتراز مؤکدتر ہے کہ ترک نماز کبیرہ اخبث واکبر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من ترك الصلٰوۃ متعمدا فقد کفر جھارًا رواہ الطبرانی [2] فی الاوسط عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسن۔	جس کسی نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی تو وہ کھلم کھلا کافر ہو گیا۔ (یعنی حد کفر تک پہنچ گیا کیونکہ مرتکب کبیرہ بغیر انکار کے کافر نہیں ہوتا جیسا کہ اصول مقررہ ہے) امام طبرانی نے اس کو الاوسط میں حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔ (ت)

اور نماز کبھی نہ پڑھنا یا بلاعذر شرعی ترک کر دینا احکام میں دونوں یکساں ہیں جب تک توبہ نہ کریں دونوں سخت اشد فاسق مرتکب اخبث کبیرہ ہیں ہاں جتنی بار زیادہ ترک کریگا کبائر کا شمار اور گناہوں کا بار بڑھتا جائے گا۔ **والعیاذ باللہ تعالٰی واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم۔**

مسئلہ ۲۱۷تا۲۲۳: ازاترولی ضلع اعظم گڑھ محلّہ مغلاں مرسلہ اکرام اعظم صاحب ۱۸/ جمادی الاولٰی ۱۳۲۱ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین ملت محمدی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم از روئے قرآن وحدیث وفقہ کے اس بارے میں کہ ایک فرقہ مسلمان گازروں یعنی دھوبیوں کا جو اپنا پیشہ پارچہ شوئی کا کرتے ہیں اور اس وقت تک بموجب رواج قدیم اس قصبہ اترولی کے مسلمانوں کے کھانے پینے میں شریک نہیں ہیں یعنی مسلمان یہاں کے ان کا کھانا پانی نہیں کھاتے پیتے ہیں اور اس کو سخت برا سمجھتے ہیں اب وہ فرقہ مسلمان دھوبیوں کا اس امر کا خواہشمند ہے کہ ہمارا کھانا پینا سب مسلمان کھائیں پئیں اور ہم کو مسلمانوں میں ملائیں اور ہم کو احکام شرع سکھائے جائیں اور اب ہم نماز پڑھیں گے اور اس کو ترک نہ کرینگے چنانچہ وہ اکثر نمازی ہوگئے ہیں اور ہوتے جاتے ہیں اور مسجد میں آکر

---

[1] فتاوٰی ہندیۃ کتاب الکراھیۃ الباب الرابع عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵ /۳۴۶

[2] المعجم الکبیر الاوسط للبرانی حدیث ۳۳۷۲ مکتبۃ المعارف الریاض ۴ /۲۱۱

کلمہ ونماز وغیرہ یاد کرتے ہیں آیا ان مسلمانوں دھوبیوں کو مسلمانوں میں شامل نہ کیا جائے اور ان کو احکام شرع نہ سکھائے جائیں اور ان کا کھانا پانی مسلمان نہ کھائیں پئیں اور ان سے موافق رواج قدیم اس قصبہ کے متنفر رہیں اور ان کی دلجوئی نہ کریں، یا یہ سب امور ان کے ساتھ کئے جائیں؟

(۲) جن مسلمانوں نے ان مسلمانوں دھوبیوں کے گھر کا کھانا پانی کھایا ہے بعد ان کے نمازی ہونے کے کیا وہ مسلمان کھانے والے کچھ گنہگار ہیں یا نہیں؟

(۳) بے نمازی مسلمان دھوبیوں کے گھر کا جو اپنا پیشہ پارچہ شوئی کا کرتے ہیں پینا درست ہے یا نہیں اور اس مسئلہ کا حکم شرعی کیا صرف دھوبیوں کی قوم سے خصوصیت رکھتا ہے یا سب اقوام اہل اسلام اس حکم میں شامل ہیں؟

(۴) جو مسلمان اس قصبہ کے بموجب رواج قدیم کہتے ہیں کہ مسلمانوں دھوبیوں کو مسلمانوں میں نہ ملایا جائے ان کا کھانا پانی نہ کھایا پیا جائے اور ان مسلمانوں کو بھی برا کہتے ہیں جو کہ نمازی مسلمان دھوبیوں کے گھر کا کھا آئے ہیں اور ان سے نفرت رکھتے ہیں۔ مسلمان تنفر کرنے والے اور برا کہنے والے گنہگار ہیں یا نہیں؟

(۵) جو مسلمان بے نمازی یا نمازی پیشہ ناجائز کھلم کھلا کرتے ہیں جیسے نقالی وقوالی وشراب فروشی وسود خواری وغیرہ ان کے گھروں کا کھانا پینا اور مسلمانوں کو جائز ہے یا نہیں؟

(۶) جن اقوام مسلمان نمازی بے نمازی کی عورات بموجب روایت قدیم کے پردہ نشین نہیں ہیں ان کے گھروں کا کھانا پینا اور مسلمانوں کو درست ہے یا نہیں؟

(۷) اہل ہنود کی دکان یا مکان یا ہاتھ کی اشیاء تر وخشک خوردنی یا نوشیدنی غذائی یا دوائی کھنا پینا چاہئے یا نہیں؟

الجواب:

(۱) انھیں مسلمانوں میں ملانا اور احکام دین سکھانا فرض ہے اور نفرت دینا دلانا باوصف درخواست تعلیم شریعت سے محروم رکھنا حرام ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: **بشروا ولاتنفروا**[1] (خوشخبری سناؤ اور نفرت نہ دلاؤ۔ت)

اللہ تعالٰی فرماتا ہے: "**لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ**"[2] (تم اسے لوگوں کے لئے ضروریات بیان کرو۔ت)

---

[1] صحیح البخاری کتاب العلم باب ماکان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یتخذلھم بالموعظہ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۶

[2] القرآن الکریم ۳/ ۱۸۷

(۲) انھوں نے بہت اچھا کیا ان پر کچھ الزام نہیں۔

(۳) عوامِ ہندوستان نے چھوت کا مسئلہ کفار ہند سے سیکھا ہے۔ دھوبی ہر قسم کے کپڑے طاہر و نجس سب کچھ دھوتے ہیں اس لئے ہندو چھوت مانتے ہیں۔ جاہل مسلمان بھی انھیں کی پیروی کرتے ہیں اور خود ہندوؤں کے مکانوں اور دکانوں سے دودھ، دہی، پوری، کچوری، مٹھائی سب کچھ کھاتے ہیں حالانکہ تمام ہندو سخت گندے رہتے ہیں اور ان کے پانی برتن نہایت گھن کے قابل ہیں مسلمان دھوبیوں سے ظاہر یہی ہے کہ وہ ضرور اپنے کھانے پانی میں طہارت کا خیال رکھتے ہونگے اور ہندوؤں سے اصلا اس کی امید نہیں جس قوم کے یہاں گوبر پوتر ہو یعنی پاک کرنے والا، انھیں طہارت سے کیا علاقہ۔ البتہ جو دھوبی یا کوئی قوم طہارت کا لحاظ نہ رکھے اس کے کھانے پینے سے احتراز بہتر ہے اور نہ کیا جائے تو کچھ گناہ نہیں جب تک کسی خاص کھانے کی نجاست تحقیق نہ ہو، اسی بناء پر ہنود کے یہاں کھانا پینا سوائے گوشت کے جائز رکھا گیا ہے۔ اگرچہ بہتر بچنا ہے۔

کما نص علیہ فی نصاب الاحتساب وغیرہ وبیناہ فی فتاوٰنا غیر مرۃ۔ جیسا کہ نصاب الاحتساب میں اس کی تصریح کی گئی ہے اور ہم نے اس کو اپنے فتاوٰی میں میں متعدد بار بیان کیا ہے۔ (ت)

(۴) ہاں یہ بے جا و بلاوجہ شرعی تنفر کرنے اور مسلمانوں کو برا کہنے والے گنہگار ہوئے۔

(۵) جس کا ذریعہ معاش صرف مال حرام ہے۔ اس کے یہاں سے بچنا ہی اولٰی ہے **تحرزا عن الخلاف** (اختلاف سے بچتے ہوئے۔ ت) مگر کوئی کھانا حرام نہیں جب تک تحقیق نہ ہو کہ خاص یہ کھانا وجہ حرام سے ہے **عملا باصل الحل** (حل کے اصل ہونے پر عمل کرتے ہوئے۔ ت) ہاں یہ جدا م بات ہے کہ ایسے فاسقوں سے خلط ملط مناسب نہیں خصوصًا ذی علم کو۔

(۶) اگر وہ موٹے اور خوب گھیر دار کپڑے پہنے سرے سے پاؤں تک جسم ڈھانپنے نکلتی ہیں کہ سوا منہ کی ٹکلی اور ہتھیلیوں کے بال یا گلا یا بازو و کلائی یا پیٹ یا پنڈلی کچھ ظاہر نہیں ہوتا جب تو حرج نہیں ورنہ وہ عورتیں فاسقہ اور ان کے مرد دیوث ہیں ان سے احتراز کرنا چاہئے۔ اسی بناء پر کہ فاسقوں سے میل جول مناسب نہیں ورنہ اصل کھانے میں حرج نہیں۔

(۷) اس کا جواب نمبر ۳ میں آگیا۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۲۴: مرسلہ ڈاکٹر محمد واعظ الحق سعد اللہ لودی ڈاکخانہ خسرو پور ضلع پٹنہ مولوی ضیاء الدین صاحب ۱۵ ربیع الآخر ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ عرق تاڑ جس کو اس ہندوستان میں تاڑی کہتے ہیں بذانہ حلال ہے یا حرام، تاڑی ایسی صورت میں کہ شب کو نیا برتن تاڑ میں لگایا جائے اور علی الصباح اتار لیا جائے اور اس میں کسی قسم کا سکہ نہ پید ہو تو حلال ہے یا حرام؟ **بینوا توجروا** (بیان فرماؤ تاکہ اجر پاؤ۔ت)

الجواب:

تاڑی فی نفسہٖ ایک درخت کا عرق ہے۔ جب تک اس میں جوش وسکر نہ آئے طیب وحلال ہے جیسے شیرہ انگور، لوگوں کا بیان ہے کہ اگر کورا گھڑا وقت مغرب باندھیں اور وقت طلوع اتار کر اسی وقت استعمال کریں تو اس میں جوش نہیں آتا۔ اگر یہ امر ثابت ہو تو اس وقت تک وہ حلال وطاہر ہوتی ہے۔ جب جوش لائے ناپاک وحرام ہوئی، مگر اس میں تنقیح طلب یہ امر ہے کہ آیا حرارت ہوا بھی چند گھنٹے یا چند پہر ٹھہرنے کے بعد اس عرق میں جوش وتغیر لاتی ہے یا نہیں، اگر ثابت ہو تو شام کے وقت تاڑی چند پیڑوں سے بقدر معتدبہ نکال کر کسی ظرف میں بند کرکے صبح تک رکھ چھوڑیں تو ہرگز متغیر نہ ہوگی جب تک آفتاب نکل کر دیر تک دھوپ سے اس میں فعل نہ کرے جوش نہیں لاتی تو اس صورت میں وہ بیان مذکور ضرور پایہ ثبوت کو پہنچے گا ورنہ صراحت معلوم ہے کہ شام کو جو گھڑا لگایا جائے گا تاڑی اس میں صبح تک بتدریج آیا کرے گی تو وہ اجزاء کہ اول شام آئے تھے طول مدت کے سبب حرارت ہوا سے ان کا تغیر منظنون ہے اور جوش وتغیر محسوس نہ ہونا اس وجہ سے ہے کہ وہ اجزاء جنھیں مدت اس قدر نہ گزرے کہ ہنوز تغیر کی حد تک نہ پہنچے کثیر وغالب میں اس تقدیر پر اس سے احتراز میں سلامتی ہے۔

مسئلہ ۲۲۵: مرسلہ شیخ ممتاز حسین صاحب از رمپورہ تھانہ بھوجی پورہ پرگنہ بریلی ۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ دو لڑکی اور ایک لڑکے نے خاکروب کی لڑکی سے روٹی چھین کر کھالی، ایک لڑکی کی عمر چودہ برس کی اور دوسری کی گیارہ برس کی، اور لڑکے کی عمر دس برس کی اب ان کے ساتھ کھانا کھانا یا ان کے ہاتھ کی کوئی چیز لینا اور کنویں سے پانی بھروانا درست ہے یا نہیں؟ **بینوا توجروا** (بیان فرماؤ اور اجر وثواب پاؤ۔ت) بعض صاحبوں نے فرمایا ہے کہ روٹی کے کھانے سے یا خاکروب کے چھونے سے کوئی نقصان نہیں، اگر یہ بات درست ہے تو جس مسلمان کا جی چاہے وہ خاکروب کی روٹی کھائے اور پانی پئے، پھر علیحدہ کیوں کیا ہے۔ خاکروب کو

بھی اپنے کنویں سے پانی بھرنے دینااور اس کو کنویں سے آپ پینا جائز ہے لہٰذا بندہ امیدوار ہے کہ جناب جواب باصواب مع مہر اعلٰی کے مرحمت فرمائیں۔آپ کا کفش بردار ممتاز حسین۔

الجواب:

اول لڑکی لڑکوں کے مربیوں پر لازم ہے کہ انھیں پوری کافی تنبیہ کریں کہ آئندہ ایسی حرکت پھر نہ کریں اول تو روٹی چھین کر کھانا کیسی ناپاک حرکت ہے۔نابالغ پر اگرچہ گناہ نہ ہو۔مگر ایسی حرکات سے انھیں بچانا لازم ہے ورنہ ان کی یہی عادت رہے گی،اور پھر بدخصلت شرعا معصیت بھی ہوجائے گی،لہٰذا اگرچہ نماز بچوں پر فرض نہیں،حدیث میں ارشاد ہوا:

مروا صبیانکم بالصلٰوۃ اذا بلغوا سبعا و اضربوھم علیہا اذا بلغوا عشرا [1]۔	اپنے بچوں کو نماز کا حکم دو جب وہ سات برس کے ہوں اور نماز پر انھیں مارو جب وہ دس برس کی ہوجائیں۔

دوسرے یہ کہ بھنگی کی روٹی کھانی ضرور شرعا ممنوع اور آدمی کی سخت بے قدری پر دلیل ہے جس نے یہ کہا کہ بھنگی کی روٹی کھانے پینے میں حرج نہیں اس نے محض غلط کہا وہ شریعت مطہرہ کے مصالح سے آگاہ نہیں'جو بات عام مسلمانوں کی نفرت کی موجوب ہو شرعًا منع ہے۔رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

بشروا ولاتنفروا [2]۔	خوشخبری سناؤاور نفرت نہ دلاؤ۔(ت)

۲جس بات میں آدمی متہم ہو مطعون ہو انگشت نما ہو شرعًا منع ہے۔رسول اللہ صلی االلہ تعالٰی علیہ وسلم سے حدیث ہے:

من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلا یقف مواقف التہم [3]۔	جو کوئی اللہ تعالٰی اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ تہمت والے مقامات پر ٹھہرنے سے پرہیز کرے۔(ت)

[1] مسند امام احمد عن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲ /۱۸۰

[2] صحیح البخاری کتاب العلم باب ماکان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یتخولھم بالموعۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۶

[3] مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی باب ادراك الفریضہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص۲۴۹،حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح باب مایفسد الصوم نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص۳۷۱

جو بات مسلمانوں پر فتح باب غیبت کرے انھیں فتنے میں ڈالے گی اور انھیں فتنے میں ڈالنا حرام ہے۔اللہ تعالٰی فرماتا ہے:

" اِنَّ الَّذِیْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَ لَهُمْ عَذَابُ الْحَرِیْقِ ﴿۱۰﴾ "[1]	بلا شبہ جن لوگوں نے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو فتنے میں ڈالا (پھر اس جرم) سے توبہ نہ کی تو ان کے لئے عذاب دوزخ ہے اور جلا دینے والی آگ کا عذاب ہے۔(ت)

مسلمان کہ بھنگیوں سے احتراز کرتے ہیں شرعا منع نہیں۔نہ شرعا اصل ہے، اور وہ عادت فاشیہ ہونے کے باعث طبیعت ثانیہ ہو رہا ہے تو ضرور وہ ایسے شخص کے ساتھ کھانا پینا اور اپنے کنویں سے اس کا پانی بھرنا گوارہ نہ کریں گے اب اگر اس نے اس پر صبر کیا تو خود اپنے ہاتھوں بلا میں پڑا۔اپنی عاقبت تنگ کی اور اس کے قریب رشتہ داروں نے بھی اسے برادری سے نکالا تو قطع رحم کا بھی باعث ہوا اور وہ سخت حرام ہے۔اور اگر اس سے صبر نہ ہوا تو ضرور اس کے باعث فتنہ اٹھے فساد پھیلنے کا اندیشہ قوی ہے اور مسلمانوں میں فساد پیدا کرنا حرام ہے۔اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"وَ الْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ"[2]	فتنہ قتل سے بھی زیادہ سخت جرم ہے۔(ت)

حدیث میں ہے:

الفتنة نائمة لعن الله من ایقظها[3]۔	فتنہ سوئی ہوئی خرابی ہے لہٰذا جو کوئی اسے جگائے اس پر اللہ تعالٰی کی لعنت ہے۔(ت)

غرض بہت وجوہ سے یہ فعل شرعا نادرست ہے اول لڑکی لڑکوں کو ان کے مربی تنبیہ کریں اور مسلمانوں کو ان سے توبہ کرائیں اس کے بعد ان کے ساتھ کھانا پینے، کنویں سے پانی بھرنے میں حرج نہیں، واللہ تعالٰی اعلم (اللہ تعالٰی سب سے بڑا عالم ہے۔ت)

مسئلہ ۲۲۶ تا ۲۲۸: بھیڑی ضلع بریلی مرسلہ طالب حسین خاں ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اکثر موضع میں بد جانور کا گوشت

---

[1] القرآن الکریم ۸۵ /۱۰
[2] القرآن الکریم ۲ /۱۹۱
[3] الجامع الصغیر بحوالہ الرافعی عن انس حدیث ۵۹۷۶ دارلکتب العلمیہ بیروت ۲ /۳۷۰

کھاتے ہیں ان کے یہاں کا کھانا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ (ت)

(۲) مسلمانوں کو قصداً شکار سور کا کھانا اور بلم سے مارنا اور کتے سے اور اہل ہنود کو کھلانا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) سود لینے والے کے یہاں کھانا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ ایک مولوی صاحب نے کہا کہ اگر اس کی آمدنی اور جگہ سے بھی ہے تو اس کے یہاں کھانا کھانا جائز ہے۔ **بینوا توجروا** (بیان فرماؤ اور اجر وثواب پاؤ۔ ت)

الجواب:

(۱) جو کفار اس بد جانور کو کھاتے ہیں جیسے ٹھاکر وغیرہ، بہتر یہ ہے کہ ان کے یہاں کی روٹی سے بھی احتراز کیا جائے کہ ظاہر یہی ہے کہ ان کے برتن اور بدن سب نجس ہوتے ہیں، اور یہی حال ان کے بامنوں وغیرہ اقوام کا بھی ہے کہ وہ سوئر نہ کھائیں تو گوبر اور بچھیا کا موت تو ان سب کے نزدیک پاک بلکہ پیتر ہے وہ سب نجس ہیں مگر شریعت آسان ہے جب تک کسی خاص شے میں حرمت یا نجاست کا حال معلوم نہ ہو ہمارے لئے پاک وحلال ہے ورنہ بازار کا دودھ، گھی، مٹھائی سب کا یہی حال ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں:

به ناخذ مالم نعرف شيئا حراما بعينه[1]۔	ہم اسی کو لیتے ہیں (یعنی عمل کرتے ہیں) جب تک کسی شیئ کے حرام ہونے کو پہچان نہ لیں۔ (ت)

(۲) سوئر اگر کھیتی وغیرہ کو ضرر دے یا اس سے انسان یا مویشی پر حملہ آوری کا اندیشہ ہو تو اسے کتے سے شکار کرنا خواہ بلم یا بندوق سے مارنا جائز بلکہ مستحب، بلکہ بعض اوقات میں فرض وواجب ہے۔ مگر ہندو وغیرہ کسی کافر کو اس کا کھلانا یا اس کے پاس بھجوانا سخت حرام ہے۔ کہ کھانے اور کھلانا ایک حکم ہے۔ اشباہ میں ہے:

ما حرم اخذه حرم اعطاؤه[2]۔	جس چیز کا لینا حرام ہے اس کا دینا بھی حرام ہے۔ (ت)

(۳) سود خوار کے یہاں نہ کھانا بہتر ہے خصوصاً عالم ومقتداء کو اور فتوٰی وہی ہے کہ جب تک کسی خاص مال کی حرمت معلوم نہ ہو منع نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

---

[1] الفتاوی الہندیہ کتاب الکراھیۃ الباب الثانی عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۳۴۲/۵

[2] الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعدۃ الرابعہ عشر ادارۃ القرآن کراچی ۱۸۹/۱

مسئلہ ۲۲۹: از شہر محلّہ جامع مسجد ۱۴ جمادی الاولیٰ

حلال جانور مادہ سے نر جانور حرام جفتی کرے جو بچہ اس سے پیدا ہو خواہ بشکل مادہ یا نر یا دونوں کی شکل ہو وہ بچہ حرام ہوگا یا حلال؟

الجواب:

مادہ جب حلال ہے تو بچہ حلال ہے کہ جانور میں نسب ماں سے ہے نہ کہ باپ سے، **وھو الصحیح کما فی الھدایۃ**[1] **وغیرھا** (اور یہی صحیح ہے جیسا کہ ہدایہ وغیرہ (کتب فقہ احناف) میں مذکور ہے۔ت) **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۳۰: حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی فاتحہ کا کھانا مردوں کو کھانا چاہئے یا نہیں؟

الجواب:

چاہئے، کوئی ممانعت نہیں۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۳۱: ضرورت کو حرام چیز کھانا یا استعمال میں لانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

اگر بھوک پیاس سے مرتا ہو اور کوئی شے پاس نہیں اور جانے کہ اس وقت کھائے پیئے گا نہیں تو مرجائے گا ایسی صورت حرام شے کھانا پینا اس قدر جس سے اس وقت جان بچ جائے جائز ہے۔ یوہیں اگر سردی سخت ہے اور پہننے کو حرام کے سوا کچھ پاس نہیں اور نہ پہنے تو مرجائے گا یا ضرر پائے گا تو اتنی دیر پہن لینا جائز ہے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۳۲: شراب پینا خدا کے راستے کو روکتی ہے یا نہیں؟ **بینوا توجروا** (بیان فرماؤ اور اجر وثواب پاؤ۔ت)

الجواب:

بیشک ضرور روکتا ہے اور اس کے پینے والے پر اللہ تعالٰی نے لعنت فرمائی ہے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

---

[1] الھدایۃ

مسئلہ ۲۳۳تا ۲۳۷: از بمبئی محلّہ چوٹا بھٹی مسئولہ مولوی عبدالقادر صاحب مدرس اول مدرسہ کمون سیٹھ ۵ رجب المرجب ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفیان شرع متین ان مسائل میں:

(۱) اولیائے کرام کے مزار پر واسطے فاتحہ وامداد مردوں اور عورتوں کو جانا درست ہے یا نہیں؟

(۲) شادی میں دف تاشہ بجانا درست ہے یا نہیں؟

(۳) شادی میں لڑکیوں کا گانا درست ہے یا نہیں؟

(۴) تیجہ، دسواں، چہلم کا کھانا درست ہے یا نہیں؟

(۵) مسائل بالا کو نادرست کہنے والا کیا سمجھا جائے ازروئے شرع شریف کیا حکم ہے؟ بینو توجروا (بیان فرماؤ اور اجر وثواب پاؤ۔ت)

الجواب:

(۱) مزارات اولیاء کرام پر بلحاظ آداب ومراعات احکام شرعیہ فاتحہ واستمداد واستفادہ کے لئے مردوں کا جانا جائز ومندوب ومحبوب ومرغوب ہے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں:

ازاولیاء مدفونین انتفاع واستفادہ جاری ست [1]۔	اہل قبور اولیاء سے فائدہ اور استعفادہ جاری ہے یعنی ہر دور میں لوگوں کا معمول ہے۔(ت)

مگر عورتوں کو حاضری سے روکنا ہی انسب واسلم ہے،

کما افادہ فی الغنیۃ وبیناہ فی فتاوٰنا واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم۔	جیسا کہ الغنیہ میں اس کا افادہ پیش کیا اور ہم نے اسے اپنے فتاوٰی میں بیان کیا واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم۔

(۲) دف کہ بے جلاجل یعنی بغیر جھانجھ کا ہو اور تال سم کی رعایت سے نہ بجایا جائے اور بجانے والے نہ مرد ہوں نہ ذی عزت عورتیں، بلکہ کنیزیں یا ایسی کم حیثیت عورتیں اور وہ غیر محل فتنہ میں بجائیں تو نہ صرف جائز بلکہ مستحب ومندوب ہے۔

للامر بہ فی الحدیث والقیود مذکورۃ فی ردالمحتار وغیرہ شرحناھا	حدیث میں مشروط دف کے بجانے کا حکم دیا گیا اور اس کی تمام قیود کو فتاوٰی شامی وغیرہ میں ذکر

[1] تفسیر عزیزی پارہ عم استفادہ ازاولیاء مدفونین سورۃ عبس مسلم بک ڈپو لال کنواں دہلی ص ۱۴۳

فی فتاوٰنا۔	کر دیا گیا اور ہم نے اپنے فتاوٰی میں اس کی تشریح کر دی ہے۔(ت)

اس کے سوا اور باجوں سے احتراز کیا جائے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

(۳) جواری کا طلاق لڑکوں وار چھوکریوں دونوں پر آتا ہے کنیزوں کا گانا کہ محض طبعی طور پر ہو، نہ قواعد موسیقی پر تعلیم کیا ہوا اور اس میں فحش وغیرہ کوئی امر خلاف شرع نہ ہو، نہ اس میں فی الحال فتنہ ہو نہ آئندہ فتنے کا اندیشہ ہو، محل سرور مثل نکاح و عیدین میں مضائقہ نہیں رکھتا اور بہت چھوٹی چھوٹی لڑکیاں اگر بطور خود کچھ آوازیں نکالیں جو غیر مردوں کو نہ پہنچے تو یہ بھی فی نفسہٖ ایسا منکر نہیں جس پر شرعا مواخذہ ہو اور اپنی حیثیت و عزت و عرف و عادت کے اختلاف سے یہاں اختلاف ہو جائے گا۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

(۴) تیجہ، دسواں، چہلم سب جائز ہیں جب بہ نیت محمود و بطور محمود ہو اور ان کا کھانا مساکین و فقراء کے لئے چاہئے برادری کی دعوت کے طور پر نہ ہو۔

فان الدعوۃ انما اشرعت فی السرور لا فی الشرور فتح وغیرہ۔[1]	دعوت کا جواز خوشی میں ہوتا ہے نہ کہ مواقع غم میں، فتح القدیر وغیرہ(ت)

(۵) یہ مسائل محض فرعیہ ہیں مگر اول و چہارم میں مطلقًا کلام ان بلاد میں شعار وہابیہ ہے اور وہابی ایک سخت گمراہ بددین فرقہ ہے جس کا حال الکوکبۃ الشہابیہ وسل السیوف الہندیہ والنہی الاکید وفتاوٰی الحرمین وحسام الحرمین وغیرہا تصانیف فقیر سے ظاہر، **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۳۸: از نجیب آباد ضلع بجنور مسئولہ جناب محمد احمد حسین خاں صاحب ۷ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ

کسی شخص کی ضیافت خواہ مسلمان ہو خواہ کافر نہ کرنی چاہئے اور کس شخص کی نا منظور کرنی چاہئے اور کیوں؟ **بینوا توجروا**

الجواب:

مرتد کی نہ دعوت کرے نہ اس کی دعوت میں جائے نہ اس سے کوئی معاملہ میل جول کا رکھے، یونہی کفار خصوصا وہ جو ذمی یعنی سلطنت اسلامیہ میں رہ کر مطیع الاسلام نہ ہوں ان سے بھی کوئی برتاؤ محبت و دوستی کا نہ کرے ہاں مصلحت شرعیہ ہو تو اس کی دعوت کرے بھی اور کھائے بھی جس کی بدمذہبی

---

[1] فتح القدیر کتاب الصلٰوۃ باب الشہید مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۲/ ۱۰۲

حد کفر تک نہ پہنچی ہو اور بلا مصلحت اس سے کیا فاسق معلن بیباک سے بھی بچے خصوصا مضرت دینی کا خوف ہو جب تو احتراز سنت لازم ہوگا مثال یہ ہے کہ ایک شخص کے یہاں شادی میں ناچ یا ناجائز باجا ہے وہ اسے بلاتا ہے اور یہ جانتا ہے کہ میں جاؤں گا تو اسے روک سکوں گا اسے میرا کہنا ضرور ماننا ہوگا تو بالقصد جائے اور اگر سمجھے کہ میں اپنا شریک ہونا ممنوعات کے نہ ہونے پر موقوف کردوں کہ اگر یہ باتیں نہ کروں تو آؤں گا تو اسے میری ایسی خاطر ہے کہ ان باتوں سے باز رہے گا تو ہرگز نہ جائے جب تک وہ منہیات ترک نہ کردے۔ دوسری مثال اس سے میل جول نرم برتاؤ رکھنے میں امید ہے کہ یہ راہ پر آجائے اس کا دل نرم ہے حق قبول کرلے گا تو حد جائز تک آشتی برتے اور جانے کی میل جول میں مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی محبت اثر کرجائے تو آگ سمجھے دور بھاگے عام لوگوں کو اسی اخیر صورت کا لحاظ چاہئے۔ ولہذا حدیث میں صاف فرمایا:

ایاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم [1]۔ والعیاذ باللہ تعالٰی۔ واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔	ان سے دور ہو اور ان کو اپنے سے دور رکھوں کہیں وہ تم کو بہکا نہ دیں کہیں وہ تم کو فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ اور اللہ تعالٰی کی پناہ اور اللہ تعالٰی سب سے بڑا عالم ہے اور اس کا علم (جس کی بزرگی سب سے بڑھ کر ہے) سب سے زیادہ کامل اور سب سے زیادہ پختہ ہے۔ (ت)

مسئلہ ۲۳۹: مرسلہ محمد بشیر الدین طالب عالم مدرسہ امداد العلوم محلّہ بانسمنڈی کانپور ۲۵ صفر ۱۳۳۰ھ

چہ می فرمایند علمائے دین دریں مسئلہ کہ اگر از مال حلال واز مال کسبے چاہے کندہ مال حرام زیادہ باشد آب آں چاہ حلال ست یا حرام وچاہ را چہ حکم ست ویراں کنند یانہ؟ بینوا توجروا۔	اہل علم اس مسئلہ میں کیا ارشاد فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص حلال اور کمائی کے مال سے کنواں کھدوائے جبکہ حرام مال زیادہ نہ ہو تو ایسے کنویں کا پانی استعمال کرنا جائز ہے یا حرام، اور کنویں کا کیا حکم ہے؟ کیا اسے ویران (غیر آباد) کردے یا نہ کردے؟ بیان فرماؤ تاکہ اجر وثواب پاؤ۔ (ت)

الجواب:

آب بہر حال حلال ست لانہ مباح حتی لایملکہ مالک البئر کما ھو	بہر حال اس کنویں کا پانی استعمال کرنا جائز ہے اس لئے کہ وہ مباح ہے۔ یہاں تک کہ کنویں کا

---

[1] صحیح مسلم باب النھی عن الروایۃ عن الضعفاء الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۰

مصرح بہ فی عامۃ کتب المذھب وچاہ را ویران کردن ضرور نیست اگر آں مال حرام زر نقد بود فان اشتراء بہ لایورث خبثا فی المشتری علی مذھب الکرخی المعنی بہ مالم یجتمع علیہ العقد والنقد ولیس معھودا فی البیاعات ھنا بل اختار فی الطریقۃ المحمدیۃ الفتوٰی علی القول الثالث ان الخبث لایسری الیہ اصلا ولو اجتمعا واگر نفس خشت وخشت کہ بآنہا تعمیر چاہ کردند مال حرام بود اگر مالک معلوم ست باذن او اباحت تو ان شد واگر مضائقہ کند قیمت تواں گرفت علی التفصیل المعلوم فی الساجۃ المذکور فی الدر وغیرہ واگر معلوم نیست لقطہ شد پس باذن قاضی وآنجا کہ قاضی نیست باجازت عالم سنی فقہ بلد وصوابدید عمائد مسلمین صرف چاہ تواں شد کمافی الخانیۃ وغیرھا۔ واللہ تعالٰی اعلم۔	مالک بھی اس کا مالک نہیں۔ (یعنی اس میں تصرف اور پابندی کرنے کا اختیار نہیں رکھتا) جیسا کہ مذہب کی عام کتابوں میں تصریح موجود ہے اور کنویں کو غیر آباد کرنا کوئی ضروری نہیں، اگر وہ مال حرام نقدی زر ہو تو اس کے ساتھ اسے خریدنا امام کرخی کے مذہب میں خرید کردہ چیز میں خباثت نہیں پیدا کرتا، اور یہی قابل قبول فتوٰی مذہب ہے بشرطیکہ اس پر عقد اور نقد کا اجتماع نہ ہو پس خرید وفروخت کے باب میں یہاں یہ معہود (متعین) نہیں بلکہ طریقہ محمدیہ میں ایک تیسرے قول کو پسند فرمایا کہ بالکل خباثت اس تک سرایت ہی نہیں کرتی اگرچہ دونوں عقد ونقد کا اجتماع ہو، اگر صرف اینٹ، لکڑی کہ جس سے کنویں کی تعمیر کرتے ہیں حرام مال کی ہو، اگر مالک معلوم ہو تو اس سے اجازت اور اباحت ہوسکتی ہے (یعنی لی جاسکتی ہے) لیکن اگر تنگدل ہو تو قیمت وصول کرلے اس معلوم تفصیل کے مطابق جو درمختار وغیرہ میں مذکور ساگوان لکڑی کے متعلق گزرچکی ہے۔ اور اگر مالک اشیاء معلوم نہ ہو تو پھر وہ چیزیں لقطہ (یعنی گری پڑی چیز) کی طرح ہوگئیں، تو فتاوٰی قاضی خاں وغیرہ کی تصریح کے مطابق ان چیزوں کو کنویں پر خرچ کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ قاضی اجازت دے اگر وہاں قاضی موجود نہ ہو تو پھر وہاں کے بڑے فقیہ سنی عالم اور عام مسلمانوں کے اکابرین کا صوابدید پر ایسا کیا جاسکتا ہے۔ اور اللہ تعالٰی سب سے بڑا عالم ہے۔ (ت)

مسئلہ ۲۴۰: از مشہر محلّہ بحاری پور متصل مسجد بی بی جی مرحومہ مسئولہ جناب سلطان احمد خاں صاحب ۲۸ ذی قعدہ ۱۳۳۰ھ

خاکی انڈا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

جائز ہے کہ وہ تنہامادہ کی منی منعقدہ مستحیل بطیّب ہے جیسے اور انڈے نر ومادہ دونوں کی منی مستحیل۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۴۱: ۱۱/جمادی الآخرہ ۱۳۳۲ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید جو کہ فی الحال امامت کرتا ہے وہ جاکر نوروز کو رافضی کے یہاں کھانا کھاآیا جبکہ ہم لوگوں نے اس کے پیچھے نماز پڑھناترک کیالوگوں نے اعتراض کرنا شروع کیاکہ امام کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے۔ہم نے کہاکہ روافض کے یہاں کھاناپینا مجالست شریعت مطہرہ میں قطعاً حرام ہے ان میں سے بعض لوگوں نے یہ کہاکہ زمانہ حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالٰی علہ وسلم میں یہود ونصارٰی بھی تھے جبکہ انھوں نے حضور پر نور شافع یوم النشور کی دعوت کی حضور نے قبول فرمایااور تناول بھی فرمایاہم نے یہ کہاکہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کبھی یہودی ونصرانی کے یہاں تناول نہ فرمایا،اس کے اوپر انھوں نے کہاکہ رنڈی وسود خوار وزانی کے یہاں بھی نہ کھانا چاہئے کیونکہ وہ بھی گناہ کبیرہ کے مرتکب ہیں،اس کے اوپر ہم نے کہاکہ رافضی ویہودی ونصرانی قطعی کافر ہے اس لحاظ سے ہم کو ان کے یہاں کھاناحرام اور رنڈی وزانی وسود خوار سب کے سب گناہ کبیرہ ہیں۔آپ اس کا ثبوت دیجئے کہ کافر ہیں،اس پر وہ کوئی ثبوت نہ لاسکے خاموش بیٹھے رہے۔اس سے معلوم ہواکہ کافران کے نزدیک بھی نہیں ہیں اب ہم کوبحکم شریعت زید کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے اور روافض وغیر کے یہاں کھانا کیساہے؟ اس کا جواب بالتشریح والتوضیح وحوالہ کتاب تحریر فرمائے۔**بینوا توجروا** (بیان فرماؤتاکہ اجر وثواب پاؤ۔ت)

الجواب:

زانی،شرابی،سود خوار کے یہاں کھاناخلاف اولٰی ہے مگر وہ کافرنہیں۔اور یہود ونصرانی کافر ہیں پھر یہود ونصاری باوصف کفر کے کافراصلی میں مرتد نہیں،اور رافضی،وہابی،قادیانی،نیچری،چکڑالوی مرتد ہیں،احکام دنیامیں مرتد سب کافروں سے بدتر ہے۔ اورکافروں کو بادشاہ اسلام جزیہ لے کر اپنے ملک میں رکھے گا بشرطیکہ جزیہ ان کے جان ومال کی حفاظت کرے گا لیکن مرتد کو تین دن سے زیادہ زندہ نہ رکھے گا تین دن میں مسلمان ہوگیاتو بہتر ورنہ سلطان اسلام اسے قتل کردے گا۔مرتد کے یہاں کھانا کھانے جانااس سے میل جول سب حرام ہے۔زید اگر جاہل ہے اور ناواقفی میں یہ حرکت اس سے ہوئی اور اب معلوم ہونے پر علانیہ توبہ کرے توخیر ورنہ وہ امامت کے قابل نہیں۔فوراً معزول

کیا جائے۔

قال اللہ تعالٰی "لَا تَرْكَنُوْۤا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ"[1] وقال تعالٰی "وَ اِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ"[2] واللہ تعالٰی اعلم۔	اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: (لوگو!) ظالموں کی طرف مت جھکو (یعنی ان سے میل نہ رکھو) ورنہ تمھیں آگ (دوزخ) چھوئے گی (مرادیہ کہ آتش دوزخ میں داخل ہو جاؤ گے) اور نیز ارشاد فرمایا: اگر تمھیں شیطان بھلادے تو پھر یاد آنے کے بعد ظالموں کے پاس مت بیٹھو۔ اور اللہ تعالٰی سب کچھ اچھی جانتا ہے (ت)

مسئلہ ۲۴۲: ۱/ جمادی الاخری ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین درمیان اس مسئلہ کے کہ زید خاندان قادریہ وچشتیہ میں خلیفہ ہے اور مولو دخواں بھی ہے، اور علم فارسی میں دخل رکھتا ہے۔ علاوہ ازیں کلام نعتیہ اس کی تصنیفات بھی موجود ہیں اور حاجی بھی ہے اور یہ زید کو علم تھا کہ بکر قادیانی ہے دانستہ اس کے مکان پر واسطے کھانا کھانے گیا لہٰذا اس کی نسبت از روئے شرع شریف کا کیا حکم ہے؟ اور زید سے محفل مولود شریف پڑھوانا کیسا ہے؟ **بینوا توجروا۔**

الجواب:

زید گنہگار ہوا اس نے حکم شریعت کے خلاف کیا۔ اس سے علانیہ توبہ لی جائے، اگر نہ مانے تو اس سے محفل شریف نہ پڑھوائی جائے، اللہ تعالٰی فرماتا ہے:

"وَ اِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ"[3]۔ واللہ تعالٰی اعلم۔	اور اگر تمھیں شیطان بھلادے تو پھر یاد آنے کے بعد ظالموں کے پاس مت بیٹھو، اور اللہ تعالٰی سب کچھ اچھی طرح جانتا ہے (ت)

مسئلہ ۲۴۳: مرسلہ ہیڈماسٹر اسکول نمبر ۸ شہر تھانہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ شہر کی مارکیٹ جس میں گوشت بکتا ہے اس میں ایک مجوسی نے سوئر کاٹا اور صاف کیا، لوگوں نے گوشت لینا بند کردیا، اور مسلمانوں کا خیال ہے

---

[1] القرآن الکریم ۱۱/ ۱۱۳
[2] القرآن الکریم ۶/ ۶۸
[3] القرآن الکریم ۶/ ۶۸

کہ جب تک اس مارکیٹ کا فرش اور وہ مقام جس پر ہم کو شک ہے نکال نہ دیا جائے ہم گوشت اس مقام ہر گز نہ خریدیں گے۔کیا آپ اجازت دیں گے کہ فرش وغیرہ مشکوک اشیاء کو خارج کردیا جائے یا کوئی دوسری صورت اختیار کی جائے تاکہ شک رفع ہو اور وہ کیا ہے۔**بینوا توجروا**

الجواب:

اسی ناپاک ملعون جانور کی نجاست مثل پاخانے کے ہے ہر نجاست دھو کر زائل کردینے سے پاک ہوجاتی ہے اس کے لئے فروش وغیرہ بالکل نکال دینا ضروری نہیں اور نکال دیا جائے تو اور بہتر ہے مگر یہاں زیادہ قابل توجہ یہ ہے کہ مجوسی کے ہاتھ کی بکری ذبح کی ہوئی بھی سور کے مثل ہے۔اور جہاں مجوسی ذابح ہو یا مجوسی بھی ذابح ہو اور اس کا کاٹا ہوا اور مسلمان کا ذبیحہ دلیل صحیح شرعی سے متمیز نہ ہوں وہاں سے کسی حلال جانور کا گوشت خریدنا، کھانا، کھلانا سب حرام ہے۔یونہی اگر مجوسی گوشت بیچتا ہو اور حلفاً کہے کہ یہ جانور مسلمان کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا ہے جب بھی اس کا خرید کرنا حرام ہے مگر یہ کہ مسلمان نے ذبح کیا اور وہ یا اور مسلمان اس وقت سے خریداری کے وقت تک اس جانور کو دیکھتا رہا یا کسی وقت مسلمان کی نگاہ سے غائب نہ ہوا اور وہ مسلمان کہے کہ یہ میرا فلاں مسلمان کا ذبح کیا ہوا ہے اس وقت خریداری جائز ہے، حدیث میں مجوسی کی نسبت ہے:

سنوابھم سنۃ اھل الکتاب غیرنا کحی نسائھم ولا اٰکل ذبائحھم[1]۔	ان(آتش پرستوں) سے اہل کتاب کے روش اور طریقہ اختیار کرو سوائے اس کے کہ ان کی عورتوں سے نکاح نہ کرو اور نہ ان کا ذبیحہ کھاؤ۔(ت)

ردالمحتار میں ہے:

فی التتارخانیہ عن جامع الجوامع لابی یوسف من اشترٰی لحماً فعلم انہ مجوسی واراد الرد فقال ذبحہ مسلم یکرہ اکلہ اھ ومفادہ ان مجرد کون البائع مجوسیا یثبت الحرمۃ[2] واللہ تعالٰی اعلم۔	تتارخانیہ میں جامع الجوامع سے حضرت امام ابویوسف سے روایت ہے کہ جس شخص نے گوشت خریدا پھر اسے معلوم ہوا فروخت کرنے والا تو آتش پرست ہے تو اس نے واپس کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے جھٹ کہہ دیا کہ مسلمان نے اس کو ذبح کیا ہے تو اس گوشت کا کھانا مکروہ ہے اھ پس اس کا حاصل یہ ہوا کہ صرف بیچنے والے کا آتش پرست ہونا (گوشت

[1] تلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر حدیث ۱۵۳۳ المکتبہ الاثریۃ سانگلہ ہل ۳ /۱۷۲

[2] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۵ /۲۱۹

میں) حرمت پیدا کر دیتا ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۲۴۴تا۲۴۶: مرسلہ منشی حاجی محمد ظہور خان ۱۷جمادی الاآخرہ ۱۳۳۳ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں:

(۱) چند سوداگر مسلمان ایسے ہیں کہ تجارت بھی کرتے ہیں اور سود بھی کھاتے ہیں اور زمیندار بھی ہیں ایسوں کے یہاں کا کھانا پینااور لڑکی لڑکوں کا بیاہنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) ہنود عام طور پر سود کھاتے اور زمینداری ودکانداری بھی کرتے ہیں ان کے یہاں کا کھانا جو بسبب رسم بھیجتے ہیں جائز ہے یا نہیں؟ اگر ہر دو شخصوں کے یہاں کا کھانا آئے اور نہ کھایا جائے تو کس کو دیا جائے؟

(۳) ایک شخص بسبب اپنی ضرورتوں کے روپیہ لے کر سود دیتا ہے اس کے یہاں کا کھانا کیسا ہے؟ **بینوا توجروا**

الجواب:

(۱) اگر معلوم ہو کہ یہ کھانا جو ہمارے سامنے آیا بعینہٖ سود کا ہے مثلاً سود میں چاول لئے تھے یا چاولوں کی کٹوتی بغیر شرائط شرعی کی تھی وہی چاول پکائے ہیں تو اس کا کھانا جائز نہیں۔ اور اگر مال خریدا ہوا ہے اگرچہ سودی روپے سے تو اس کا کھانا حرام نہیں کہ اس کا وہ روپیہ حرام تھا خریدنا حرام نہ تھا اور کچھ معلوم نہ ہو جب بھی حکم حلت ہے۔ یہ تو اصل اس کھانے کا حکم تھا باقی ایسے لوگوں سے اتحاد میل جول خلا ملا نہ چاہئے۔ اللہ تعالٰی فرماتا ہے:

"وَ اِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝۶۸"[1]	اگر تمھیں شیطان بھلاوے میں ڈال دے تو پھر یاد آنے کے بعد ظالموں کے پاس مت بیٹھو (ت)

اور یہیں سے ظاہر ہوا کہ ان سے شادی بیاہت کارشتہ ہر گز نہ کیا جائے کہ اس سے بڑھ کر میل جول اور کیا ہوگا، واللہ تعالٰی اعلم۔

(۲) ہندو کے یہاں کا گوشت حرام ہے۔ یونہی اگر گھی میں چربی ملی ہوئی ہو تو ہندو سے خریدنا بھی حرام ہے اور اگر ان کی پوجا کا کھانا ہو تو مطلقاً لینا منع ہے۔ اور اگر مفاسد سے خالی ہو تو لے لینے بھی حرج نہیں اور نہ لینا بہتر۔ اور اگر لینے میں اسلام کی طرف اس کی رغبت کی امید ہے تو لینا بہتر، جو کھانا

---

[1] القرآن الکریم ۶/ ۶۸

ان دونوں جوابوں میں ناجائز بتایا اس کا لینا ہی منع ہے لے لیا ہو تو واپس دے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

(۳) جو خود سود نہیں کھاتا صحیح ضرورت کے سبب سودی قرض لیتا ہے اس کے یہاں کھانے میں حرج نہیں۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۴۷ و ۲۴۸: از ضلع نینی تال کاشی پور ڈاکٹر اشتیاق علی بروز یکشنبہ ۱۸ / صفر المظفر ۱۳۳۴ھ

مخدومی مکرمی جناب مولانا صاحب دام اقبالہ، بعد آداب کے معلوم ہو کہ میں خیریت سے ہوں اور آپ کی خیریت وعافیت کا خواہاں، باعث تکلیف یہ ہے کہ برائے نوازش ذیل سوالوں کا جواب بھیج دیں گے تو بندہ بہت مشکور ہوگا۔

(۱) اہل کتاب کے ساتھ کھانا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اہل کتاب عیسائی ہو یا انگریز، ان کا باورچی مسلمان ہو یا عیسائی یہ بات ضرور ہے کہ یہ لوگ شراب پیتے ہیں اور بدجناور کھاتے ہیں۔

(۲) اہل ہنود کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

(۱) یہاں عیسائیوں کا خصوصاً انگریزوں کے ساتھ کھانا کھانا جائز نہیں۔ حدیث میں ہے:

لاتوأکلوھم ولاتشاربوھم [1]۔	نہ ان کے ساتھ کھانا کھاؤ نہ ان کے ساتھ پانی پیو۔

ان کے برتن نجاست سے خالی نہیں ہوتے، اور ان کا باورچی اگرچہ مسلمان ہو ناپاک گوشت پکاتا ہے۔

ومن یرتع حول الحمی یوشك ان یقع فیه [2]۔ **وھو تعالٰی اعلم۔**	جو کوئی چراگاہ کے آس پاس اپنے جانور چرائے تو قریب ہے کہ چراگاہ میں جا پڑے۔ **وھو تعالٰی اعلم۔** (ت)

(۲) ہندوؤں کے ہاتھ پکا ہوا گوشت حرام ہے مگر اس صورت میں کہ مسلمان نے ذبح کیا اور اپنی آنکھ سے غائب ہونے نہ دیا یا اس کے سامنے پکایا اور باقی کھانے اس کے پکائے ہوئے جائز ہیں۔

---

[1] کنز العمال برمز عق عن انس حدیث ۳۲۴۶۸ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/ ۵۲۹

[2] صحیح البخاری کتاب البیوع باب الحلال بین والحرام بین الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۷۵، صحیح مسلم کتاب المسقات باب اخذ الحلال وترك الشبهات قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۱۸

جبکہ پانی یا برتن میں خلط نجاست معلوم نہ ہو، **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۴۹ تا ۲۵۱: از بنارس چھاؤنی محلّہ دبٹوری محال تھانہ سکرور رسیدہ مو مولوی عبدالوہاب بروز چہار شنبہ بتاریخ ۲۱ صفر المظفر ۱۳۳۴ھ

(۱) یہ کہ اگر کسی شخص کو دعوت دے کر بلائے اور وہ شخص دعوت کھا کر کھانے میں عیب نکالے تو وہ شخص گنہگار شرعاً ہے یا نہیں۔ جائز کہ نہیں۔ مثلاً کہے کہ گھی کم ہے مرچ زیادہ ہے۔

(۲) یہ کہ کسی مرد مسلمان کا سر برہنہ ہو کر کھانا کھانا از روئے شرع شریف درست ہے یا نہیں؟ اور اس شخص کے ساتھ جو سر برہنہ کھاتا ہو شیطان کھاتا ہے یا نہیں؟ اور خلاف سنت ہے یا نہیں؟

(۳) یہ کہ اگر کوئی شخص کسی ایک شخص کی دعوت کرے تو چند آدمیوں کو لے کر اس شخص کا دعوت میں جانا اور ان لوگوں کو بھی مجبور کرکے دعوت کھلانا جائز ہے یا نہیں حالانکہ یہ لوگ بلادعوت ہیں؟

الجواب:

(۱) کھانے میں عیب نکالنا اپنے گھر پر بھی نہ چاہئے مکروہ وخلاف سنت ہے عادت کریمہ یہ تھی کہ پسند آیا تو تناول فرمایا ورنہ نہیں اور پرائے گھر عیب نکالنا تو مسلمانوں کی دل شکنی ہے اور کمال حرص وبے مروتی پر دلیل ہے۔ گھی کم ہے یا مزہ کا نہیں یہ عیب نکالنا ہے اور اگر کوئی شے اسے مضر ہے اسے نہ کھانے کے عذر کے لئے اس کا اظہار کیا نہ کہ بطور طعن وعیب، مثلاً اس میں مرچ زائد ہے میں اتنی مرچ کا عادی نہیں تو یہ عیب نکالنا نہیں اور اتنا بھی بے تکلفی خاص کی جگہ ہو اور اس کے سبب دعوت کنندہ کو اور تکلیف نہ کرنی پڑے مثلاً دو قسم کا سالن ہے ایک میں مرچ زائد ہے اور یہ عادی نہیں تو اسے نہ کھائے اور وجہ پوچھی جائے بتادے، اور اگر ایک ہی قسم کا کھانا ہے اب اگر نہیں کھاتا تو دعوت کنندہ کو اس کے لئے کچھ اور منگانا پڑے گا اسے ندامت ہوگی اور تنگدست ہے تو تکلیف ہوگی، ایسی حالت میں مروت یہ ہے کہ صبر کرے اور کھائے اور اپنی اذیت ظاہر نہ کرے، **واللہ تعالٰی اعلم۔**

(۲) جو بسم اللہ کہہ کر کھانا کھاتا ہے شیطان اس کے ساتھ نہیں کھاسکتا اور جو بغیر بسم اللہ کھائے شیطان اس کے ساتھ کھائے گا اگرچہ سر پر سو کپڑے ہوں، ننگے سر کھانا، ہنود کی رسم ہے اور خلاف سنت ہے ہاں کوئی عذر ہو تو حرج نہیں۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

(۳) بلادعوت جو دعوت میں جائے اسے صحیح حدیث میں فرمایا: **دخل سارقا وخرج معیرا**[1] چور بن کر گیا اور

---

[1] سنن ابی داؤد کتاب الاطعمۃ باب ماجاء فی اجابۃ الدعوۃ امین کمپنی کراچی ۲ /۱۶۹

لٹیرا ہو کر نکلا۔ خصوصًا جبکہ دعوت عام نہ ہو تو معہود و معروف سے زائد آدمی لے جانا سخت ناجائز ہے مثلاً جو لوگ عادی ہیں کہ بے آدمی کے ساتھ لئے ہوئے کہیں نہیں جاتے ان کی جو دعوت کرے گا آپ جانے گا کہ ساتھ آدمی ہوگا **المعروف کالمشروط** (جو بات لوگوں کے عرف اور رواج میں مشہور ہے وہ طے شدہ شرط کی طرح ہے۔ت) ہاں اگر کسی بے تکلفی والے نے دعوت کی اور کچھ حاجتمند ہیں کہ یہ ان کا ساتھ لے گیا اور ان کا بار اس پر نہ پڑے گا خواہ یوں کہ دسترخوان وسیع ہے اور دل فراخ یا یوں کہ ان کی کفالت یہ خود کرے گا اور اسے ناگوار نہ ہوگا تو حرج نہیں جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہما نے غزوہ خندق میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی دعوت کی اور دو صاحبوں کے قابل کھانا پکایا، جب یہ دعوت کو عرض کرنے گئے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بآواز بلند ارشاد فرمایا کہ اہل خندق! جابر تمھاری ضیافت کرتا ہے، وہ ایک ہزار صحابہ کرام تھے رضی اللہ تعالٰی عنہم، اور جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا: جب تک ہم تشریف نہ لائیں کھانا نہ اتارا جائے او کما قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم (جیساکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ گھبرائے ہوئے اپنے گھر تشریف لائے اور اپنی زوجہ مقدسہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے حال بیان کیا کہ یہاں دو ہی آدمیوں کے قابل کھانا ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مع ایک ہزار صحابہ کے تشریف لاتے ہیں، ان بی بی نے کہا: آپ کو اس کی کیا فکر ہے جو لاتے ہیں وہی سامان فرمانے والے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے آٹے اور ہانڈی میں لعاب دہن اقدس ڈالا اور ارشاد فرمایا کہ روٹی پکانے والی بلالو اور ہانڈی چولھے پر رہنے دو۔ اس قلیل آٹے اور گوشت سے ایک ہزار صحابہ کو پیٹ بھر کر کھلادیا اور ہانڈی ویسا ہی جوش مارتی رہی اور آٹا ذرا کم نہ ہوا[1]۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۵۲: مرسلہ شیخ احمد از بمبئی معرفت حکمت یار خاں، بریلی بروز دوشنبہ ۱۱/ ربیع الاول شریف ۱۳۳۴ھ ملفوظ

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص قمار باز جس کا پیشہ سوائے جوا کے اور کچھ نہ ہو، یا کوئی طوائف ناچنے گانے والی یا کوئی کسبی حرام پیشہ بارھویں شریف یا گیارھویں شریف میں آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور حضرت غوث اعظم قدس سرہ، کی نیاز کرے اس کا کھانا شرعا جائز ہے یا نہیں؟ بحوالہ کتب معتبرہ ارشاد فرمائیں، بینوا توجروا (بیان فرمائیے اجر پایئے۔ت)

الجواب:

جس کا پیشہ محض حرام کا ہو اس سے مخالطت ویسے ہی نہ چاہئے۔

---

[1] صحیح البخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الخندق قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۸۹

قال اللہ تعالٰی " وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۞ " [1]۔	اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: اگر شیطان تمھیں بھلاوے میں ڈال دے تو پھر یاد آنے کے بعد ہر گز ظالموں کے پاس مت بیٹھو۔(ت)

اس کے یہاں کھانا اور زیادہ معیوب ہے مگر مذہب صحیح میں نفس طعام حرام نہیں سوا اس صورت کے کہ وہ خود اسے وجہ حرام میں ملا ہو مثلاً اجرت غنا یا زنا یا رشوت زانیہ میں ناج دیا گیا وہ ناج اس کھانے میں ہے یا اس نے اسے زر حرام سے خریدا اور خریداری میں عقد ونقد اسی مال حرام پر جمع ہوئے مثلاً وہ زر حرام دکھا کر کہا اس کے عوض دے دو یہ تو حرام پر عقد ہوا پھر جب اس نے دے دیا وہی زر حرام ثمن میں دیا یہ حرام کا نقد ہوا ان دونوں صورتوں میں وہ کھانا حرام ہے ورنہ نہیں۔

به ناخذ مالم نعرف شیئا حرام بعینه هندیة [2] عن الذخیرة عن محمد رضی اللہ تعالٰی عنه۔	ہم اس کو اختیار کرتے ہیں جب تک کسی معین شے کے متلعق حرام ہونے کو نہ جانیں، فتاوٰی ہندیہ بحوالہ ذخیرہ، حضرت امام محمد رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے۔(ت)

مسئلہ ۲۳۵: مسئولہ اشرف علی طالب علم بنگالی مدرسہ اہلسنت وجماعت بروز پنجشنبہ ربیع الآخر ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے ایک رنڈی سے نکاح کرلیا ہے اور اس رنڈی کا مال اسباب بھی اپنے مکان پر لے آیا ہے اب وہ مال طیب ہوسکتا ہے یا نہیں اور اس کے گھر میں کھانا پینا کیسا ہے اور اس شخص نے اپنا مال بھی اس رنڈی کے مال میں ملادیا ہے۔ بیان کرو ثواب پاؤ گے۔

الجواب:

وہ مال یوں ہر گز طیب نہیں ہوسکتا اور اس نے اپنا مال اس سے ملا کر یہ بھی خبیث کردیا اس کے یہاں کھانا پینا نہ چاہئے جبکہ رنڈی کا مال غالب ہو اور اگر معلوم ہو کہ یہ مال جو سامنے آیا ہے رنڈی کا مال ہے جب تو اس کا کھالینا عین حرام ہے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

---

[1] القرآن الکریم ۶ /۶۸

[2] فتاوٰی ہندیۃ کتاب الکراھیۃ الباب الثانی عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵ /۳۴۲

مسئلہ ۲۵۴: بروز شنبہ بتاریخ ۲/ جمادی الاولیٰ شریف ۱۳۳۴ھ

کیا حکم ہے شرع مطہرہ کا اس میں کہ دعوت طعام کون سی سنت ہے کہ کس دعوت طعام سے انکار کرنا اور قبول نہ کرنا گناہ ہے؟ بالتفصیل ارشاد ہو، **بینوا توجروا** (بیان فرمائے اجر پائے۔ت)

الجواب:

دعوت ولیمہ کا قبول کرنا سنت مؤکدہ ہے جبکہ وہاں کوئی معصیت مثل مزامیر وغیرہا نہ ہو نہ اور کوئی مانع شرعی ہو، اور اس کا قبول وہاں جانے میں ہے، کھانے نہ کھانے کا اختیار ہے باقی عام دعوتوں کا قبول افضل ہے جبکہ نہ کوئی مانع ہو نہ کوئی اس سے زیادہ اہم کام ہو، اور خاص اس کی کوئی دعوت کرے تو قبول کرنے نہ کرنے کا اسے مطلقاً اختیار ہے۔ ردالمحتار میں ہے:

دعی الی الولیمۃ ھی طعام العرس وقیل الولیمۃ اسم لکل طعام وفی الھندیۃ عن التمرتاشی اختلف فی اجابۃ الدعوۃ وقال بعضھم واجبۃ لایسع ترکھا و قال العامۃ ھی سنۃ والا فضل ان یجیب اذا کانت ولیمۃ والا فھو مخیر والاجابۃ افضل لان فیھا ادخال السرور فی قلب المؤمن واذا اجاب فعل ما علیہ اکل اولا والافضل ان یأکل لو غیر صائم وفی البنایۃ اجابۃ الدعوۃ سنۃ ولیمۃ اوغیرہا و امادعوۃ یقصد بھا التطاول وانشاء الحمد او	کسی کو ولیمہ میں شمولیت کی دعوت دی گئی، اور ولیمہ شادی کی دعوت کا نام ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ ہر دعوت طعام ولیمہ کہلاتی ہے۔ فتاوی عالمگیری میں امام تمرتاشی سے روایت ہے کہ دعوت قبول کرنے میں اختلاف کیا گیا (یعنی اس کی شرعی حیثیت ونوعیت میں ماہرین قانون فقہ کا اختلاف ہے) چنانچہ بعض ائمہ کے نزدیک دعوت قبول کرنا شرعاً واجب ہے، لہٰذا اس کے ترک کی کوئی گنجائش نہیں لیکن علماء کرام نے فرمایا کہ وہ سنت ہے۔ اور افضل (اور عمدہ) یہ ہے کہ دعوت طعام ضرور قبول کرے بشرطیکہ دعوت ولیمہ ہو ورنہ اسے اختیار ہے کہ (یعنی دعوت قبول کرنے نہ کرنے میں وہ خود مختار ہے) لیکن اجابت بہتر ہے۔ کیونکہ اس میں ایک مسلمان کے دل کی خوشنودی ہے (کہ اس طرح کرنے سے اس کو دلی مسرت ہوگی جو کہ اسلام میں مطلوب ہے) اور جب دعوت قبول کرلے تو پھر جو کچھ اس کی ذمہ داری ہے اسے نبھائے کھانا

خواہ کھائے یا نہ کھائے، لیکن زیادہ بہتر یہ ہے کہ اگر روزہ دار نہ ہو تو کھانا ضرور کھائے، اور البنایۃ شرح الہدایۃ میں ہے کہ اجابت دعوت طعام سنت ہے خواہ دعوت ولیمہ ہو یا کوئی اور دعوت ہو، رہی وہ دعوت کہ جس سے نام ونمود، نمائش اور فخر وریا اور قصیدہ گوئی وغیرہ مقصود ہو، تو پھر اس قسم کی دعوت کو قبول نہ کرنا اور مسترد کردینا ہی زیادہ مناسب ہے خصوصا اہل علم حضرات کے لئے (یہی زیادہ موزوں ہے) اھ اور اس کا مقتضا یہ ہے کہ دعوت ولیمہ سنت مؤکدہ ہے جس کے علاوہ یہ حکم نہیں البتہ شارحین ہدایہ نے یہ تصریح فرمائی کہ دعوت کا حکم واجب کے قریب ہے۔ تاتارخانیہ میں ینابیع کے حوالے سے منقول ہے کہ اگر کسی کو شمولیت دعوت کے لئے مدعو کیا جائے تو اسے قبول کرنا واجب ہے بشرطیکہ وہاں کوئی گناہ اور بدعت کا کام نہ ہو، اور ہمارے زمانے میں زیادہ سلامتی اسی میں ہے کہ دعوت میں شمولیت سے بازرہے۔ہاں البتہ اگر اسے قوی یقین ہو کہ وہاں کوئی گناہ اور بدعت نہیں (تو پھر ضرور شریک ہو) اور ظاہر یہ ہے کہ اسے غیر ولیمہ پر حمل کیا جائے۔اس وجہ سے جو بات گزرچکی۔ غور وفکر کیجئے اھ واللہ تعالٰی اعلم۔	ما اشبهه فلا ینبغی اجابتها لاسیما اهل العلم اھ ومقتضاہ انها سنة مؤکدة بخلاف غیرها وصرح شراح الهدایة بانها قریبة من الواجب وفی التاتارخانیة عن الینابیع لو دعی الی دعوة فالواجب الاجابة ان لم یکن هنالك معصیة ولا بدعة و الامتناع اسلم فی زماننا الا اذا اعلم یقینا ان لا بدعة ولا معصیة اھ والظاهر حمله علی غیر الولیمة لما مر تأمل اھ [1] واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۵۵: از بمبئی سندھرسٹ روڈ نمبر ۹ شیخ امام علی صاحب اسکریم والے روز شنبہ ۶ رمضان المبارک ۱۳۳۴ھ

جھینگا مچھلی کا شمار مچھلیوں میں ہے یا نہیں اور اس کا کھانا ہمارے مذہب میں جائز ہے یا مکروہ یا کیا؟ فقط۔

الجواب:

جھینگے میں اختلاف ہے کہ وہ مچھلی ہے یا نہیں۔ اگر مچھلی ہے حلال ورنہ حرام۔ لہٰذا اس سے بچنے میں احتیاط ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۵۶: از ملک کاٹھیاواڑ مقام اڑتیان امین احمد پنجشنبہ ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۳۴ھ

گوشت ہمیشہ کے واسطے کھانا بعض بولتے ہیں کہ یہ قرآن شریف سے ثابت نہیں اس کا

[1] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۲۱

خلاصہ لکھنا۔

الجواب:

قرآن مجید میں گوشت ہمیشہ کھانے کی کہیں ممانعت نہیں۔ یہ غلط بات ہے ہاں نفس پروری کو قرآن مجید نے منع فرمایا ہے۔

مسئلہ ۲۵۷: بریلی نومحلّہ ۷/صفر ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین بیچ اس امر کے، عشرہ محرم الحرام میں شکار کھیلنا مسلمانوں کو درست ہے یانادرست؟ بینوا توجروا

الجواب:

جسے کھانے یا دوا کے لئے کسی جانور کی حاجت ہے وہ اگر بقدر حاجت وہ ایک جانور مار لائے تو یہ کسی کھیل یا تفریح کا فعل نہ ہوگا آیہ کریمہ "اِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا" [1] (لوگو! جب تم (احرام سے فارغ ہو کر) حلال ہوجاؤ تو پھر شکار کرنا چاہو تو کرسکتے ہو۔ت) اسی کا ذکر ہے مگر بے حاجت مذکورہ تفریح طبع کے لئے جو شکار کیا جاتا ہے وہ خود ناجائز ہے کہ ایک لہو ولعب لوگ خود اسے شکار کھیلنا کہتے ہیں، اور کھیل کے لئے بے زبانوں کی جان ہلاک کرنا ظلم وبے دردی ہے۔ اشباہ والنظائر میں ہے:

الصید مباح الا للتلهی [2]۔	(یادرکھو) شکار کرنا مباح ہے مگر جب کہ بطور کھیل ہو (تو اس کی اجازت نہیں)۔(ت)

اسی طرح وجیز کردری وتنویر الابصار میں ہے تو کھیل اور ناجائز کھیل اور عشرہ محرم۔

انا لله وانا الیه راجعون وحسبنا الله ونعم الوکیل۔ والله تعالٰی اعلم۔	بے شک ہم اللہ تعالٰی کا مال ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جائیں گے، اور اللہ تعالٰی ہمیں کافی ہے اور وہ کیا ہی اچھا کارساز ہے۔ اور اللہ تعالٰی سب کچھ اچھی طرح جانتا ہے۔(ت)

مسئلہ ۲۵۸: مرسلہ محمد حسن صاحب فاروقی ضلع پورینہ ڈاکخانہ اسلام پور ۲۲صفر ۱۳۳۵ھ

سود خوار کے مکان کا کھانا درست ہے یا نہیں؟ اور جس مال میں کہ سود کا شبہہ ہو اس کا کھانا کیسا ہے؟ اور اگر زید تمام عمر سود کا مال جمع کرتا رہا اور اس کے بیٹے عمرو کو بخوبی معلوم کہ یہ مال تمام سود کا ہے

---

[1] القرآن الکریم ۵/ ۲

[2] الاشباہ والنظائر الفن الثانی کتاب الصید ادارۃ القرآن کراچی ۲/ ۱۰۴

تو اس صورت میں بعد مرنے زید کے وہ مال عمرو کے حق میں حلال ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور در صورت نہ معلوم ہونے عمرو کے کہ یہ مال سود کا ہے یا کہ تجارت کا یا اور کوئی کمال حلال کا، مگر در حقیقت وہ مال سود کا تھا، اگر وہ مال حلال سمجھ کر کھائے تو کون گنہگار ہوگا؟ فقط۔

الجواب:

جو چیز بعینہٖ سود میں آئی ہو مثلاً گیہوں یا چاول، اس کا کھانا بلاشبہہ حرام ہے۔ اور اگر سود کے روپے سے خریدی گئی یوں کہ وہ روپیہ دکھا کر کہا گیا کہ اس کے بدلے دے دے اور پھر وہی روپیہ قیمت میں دے دیا تو یہ چیز بھی ناجائز ہو گئی، اور اگر ایسا نہیں تو حرمت نہیں، مگر سود خوار کے یہاں کھانے سے احتراز مناسب ہے۔ اور شبہہ کے مال سے زیادہ احتراز چاہئے مگر حرمت نہیں جب تک معلوم نہ ہو،

به ناخذ مالم نعرف شیئا حراما بعینه هندیة[1] عن الذخیرة عن محمد رحمه الله تعالٰی۔	ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں جب تک کسی معین چیز کے حرام ہونے کو نہ پہچانیں، ہندیہ (فتاوٰی عالمگیری) میں ذخیرہ کے حوالے سے امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی سے مروی ہے۔ (ت)

وارث اگر جانتا ہے کہ فلاں روپیہ سود کا ہے تو اسے لینا جائز نہیں مورث نے جس سے لیا تھا اسے واپس دے یا تصدق کرے اور اگر کسی معین روپے کی نسبت علم نہیں اتنا جانتا ہے کہ اس میں اس قدر روپے حرام کے ہیں تو اتنا روپیہ مستحق کو پہنچائے، اور اگر یہ بھی نہیں معلوم تو لینے والے پر وبال اور اس کے لئے حلال۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۵۹: مرسلہ محمد تقی مقام بکسر متصل اسٹیشن ریلوے بتوسط حاجی رحیم بخش ۳۰ ربیع الاول شریف ۱۳۳۵ھ

پیشہ تصویر سے اکل وشرب کیسا ہے؟ فقط۔

الجواب:

تصویر حرام کے پیشہ سے اکل وشرب جائز نہیں کہ وہ کسب خبیث ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۲۶۰ و ۲۶۱: از پیلی بھیت محلّہ محمد شیر محمد متصل مارکیٹ گوشت مرسلہ حبیب احمد صاحب ۲۲/ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ

(۱) ہندو کے ہاتھ کا بنایا ہوا کھانا یا شرینی وغیرہ کھانا یا پانی شربت وغیرہ پینا کیسا ہے؟ اور گڑ اور تیل اور گھی وغیرہ جن میں پانی نہیں جذب ہوتا ہے ان کا کھانا جائز ہے یا ناجائز ہے؟ کسی گاؤں میں جہاں

---

[1] فتاوٰی ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الثانی عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۴۲

مسلمان نہ ہو یا ریل کے اسٹیشن پر جہاں مسلمان نہ ہو کیا کرنا چاہئے، ایک واعظ نے کہا تھا کہ ہندو کے یہاں کھانے سے دل میں اندھیرا ہوتا ہے اور ایک مرتبہ کھانے سے چالیس یوم تک دعا قبول نہیں ہوتی، جب ایک دفعہ کھانے سے چالیس یوم دعا قبول نہیں ہوتی تو روز مرہ کھانے سے قلب بالکل سیاہ ہوجائے گا تو اس کھانے پر حرام قطعی ہونے کا فتوٰی ہونا چاہئے، امید کہ جواب مشرح تحریر فرمایا جائے۔

(۲) بے نمازی قطعی جسے کلمہ تک اچھی تک یاد نہ ہو اس کے ہمراہ کھانا جائز ہے یا نہیں؟ اور گاؤں والے جو رشتہ دار ہوں اور صفت مذکور سے موصوف ہوں ان سے کس طرح سلوک کیا جائے؟

الجواب:

(۱) ہندو کے یہاں گوشت کھانا حرام ہے اور اور چیز میں فتوٰی جواز اور تقوٰی احتراز، امام محمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں:

بہ ناخذ مالم نعرف شیئا حراما بعینہ[1]۔	ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں جب تک کسی معین چیز کی حرمت کو نہ پہچانیں (ت)

چالیس دن دعا قبول نہ ہونا محض غلط ہے اور ہندوستان میں رہ کر احتراز دشوار۔

"مَاجَعَلَ عَلَیۡکُمۡ فِی الدِّیۡنِ مِنۡ حَرَجٍ"[2]۔ واللہ تعالٰی اعلم۔	اللہ تعالٰی نے دین (اسلام) میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی، واللہ تعالٰی اعلم۔ (ت)

(۲) فاسقوں کے ساتھ سلوک میں سلف صالح کا عمل مختلف رہا ہے اور اس کا مبنٰی مصلحت شرعیہ ہے جسے یہ جانے کہ نرمی سے راہ پر آئے گا اس سے ہدایت کے لئے میل جول کرے اور جسے یہ جانے کہ میرے قطع تعلق سے اس پر اثر پڑے گا اور گناہ چھوڑے گا اس سے ہدایت کے لئے قطع کرے مگر ماں باپ سے کہ ان سے قطع کی کسی طرح اجازت نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۶۲: از رائے پور چھتی گڑھ مرسلہ گوہر علی عرائض نویس نیا پارہ اکھاڑا

شراب خواری کی نسبت کیا مسئلہ ہے؟

الجواب:

شراب حرام ہے اور سب نجاستوں گندگیوں کی ماں ہے اس کے پینے والے کو دوزخ میں دوزخیوں کا جلتا لہو اور پیپ پلایا جائے گا۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

---

[1] فتاوٰی ہندیہ کتاب الکراھیۃ الباب الثانی عشر نورانی کتب خانہ پشاور ۵ /۳۴۲

[2] القرآن الکریم ۲۲/ ۷۸

مسئلہ ۲۶۳تا۲۶۵: از کمال پورہ علاقہ جیت پورہ بنارس مرسلہ خدابخش زردوز مالک فلور مل اسلامیہ ۲۰ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

تقریب طعام شادی کی تین صورتیں ہیں، ہر ایک کی شرکت کا علیحدہ حکم بیان فرمائیں:

(۱) بعض ایسا کرتے ہیں پہلے لوگوں کو دعوت کھلا کر اسی روز یا دوسرے روز بارات نکالتے ہیں اگرچہ جلسہ دعوت میں باجہ وغیرہ نہیں ہوتا مگر دعوت کھانے والے کو معلوم ہے کہ دو ایک روز میں جو بارات یہاں سے نکلے گی اس میں باجہ وغیرہ سب ہوگا۔

(۲) بعض لوگ جب دلھن کو رخصت کرکے گھر لاتے ہیں تب کھانا کرتے ہیں اگرچہ جلسہ دوعوت میں کچھ نہیں ہے مگر بارات میں سب کچھ تھا۔

(۳) دلھن کے گھر دعوت ہے اور اس کے یہاں کچھ باجہ وغیرہ نہیں ہے مگر اس کے یہاں جو بارات آئی ہے اس میں باجہ وغیرہ سب کچھ ہے اور دلھن کے گھر والوں کی تین حالتیں ہیں ہر ایک کا علیحدہ حکم تحریر فرمائیں:

(۱) بعض تو دولھا والوں کو فرمائش دے کر باجہ وغیرہ منگاتے ہیں:

(۲) بعض نہ فرمائیش دیتے ہیں نہ منع کرتے ہیں۔

(۳) بعض منع کرتے ہیں مگر دولھا نہیں مانتا اور باجے کے ساتھ آتا ہے۔

ان تینوں میں کس کے یہاں شرکت جائز ہے اور کیا اس تیسرے پر شرعاً الزام ہو سکتا ہے، کیوں نہ اس نے بارات واپس کر دی اور کیوں نکاح کر دیا، شرکت میں اگر عوام وخواص کا فرق ہو تحریر ہو۔

الجواب:

پہلی دو صورتوں میں شرکت دعوت میں کوئی حرج خصوصاً نہیں خصوصاً دعوت ولیمہ کو سنت ہے اور اس میں بلاعذر شرعی نہ جانا مکروہ۔

ومن لم یجب الدعوۃ فقد عصی ابا القاسم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم [1]۔	جس نے کسی کی دعوت قبول نہ کی اس نے ابا القاسم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔(ت)

[1] نصب الرایۃ لاحادیث الہدایہ کتاب الکراھیۃ الحدیث الثالث المکتبہ الاسلامیہ ۴/ ۲۲۱

اور تیسرے صورت میں وہی دو صورتیں ہیں جو اوپر گزریں وہ منکرات مکان دعوت میں ہیں یا دوسرے مکان میں اور وہی احکام ہیں جو اوپر بیان ہوئے، وہ کہ فرمائش کرکے ممنوعات شرعیہ منگاتے ہیں سخت گنہگار اور ان ممنوعات کے کرنے والوں سننے والوں سب کے گناہوں کے ذمہ دار ہیں ان سب پر گناہ ہوگا اور ان سب کی برابر ان پر۔

من دعٰی الی ضلالۃ فعلیہ وزرھا ووزر من عمل بھا الی یوم القیمۃ لاینقص من اوزارھم شیئا[1]۔	جس شخص نے کسی دوسرے شخص کو گمراہی کی طرف بلایا (اور گمراہی کی دعوت دی) تو اسی داعی پر اس کا گناہ ہے اور اس شخص کا بھی گناہ قیامت تک جس نے اس گمراہی پر عمل کیا لیکن ان کے گناہوں میں کچھ کمی نہ کی جائے گی (یعنی کاسب اور موجد دونوں کی سزا میں کچھ کمی نہ ہوگی)۔(ت)

اور وہ جو نہ منگائیں نہ منع کریں وہ بھی گنہگار ہیں کہ اپنے یہاں گناہ کرنے سے منع کرنا ہر شخص پر واجب ہے اور وہ کہ منع کریں اور ادھر والے نہ مانیں تو اس کا ان پر الزام نہیں۔

"لَاتَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی"[2]	کوئی جان کسی دوسری جان کا بوجھ نہ اٹھائیگی۔(ت)

اور برات کا پھیر دینا یہ مصالح پر موقوف ہے۔ اگر کوئی ضرر نہیں ضرور پھیر دے ورنہ اس ضرر اور اس مفسدہ میں موازنہ کیا جائے جو زیادہ مضر ہو اس سے بچیں۔

من ابتلٰی بلیتین فاختار اھونھما[3] واللہ تعالٰی اعلم۔	جو کوئی دو مصیبتوں میں مبتلا ہوجائے تو وہ ان دونوں میں سے اسے اختیار کرے جو زیادہ آسان اور ہلکی ہو، واللہ تعالٰی اعلم۔(ت)

مسئلہ ۲۶۶: از کمال پورہ علاقہ جیت پورہ بنارس مرسلہ خدابخش زردوز مالک فلور مل اسلامیہ ۲۰/ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

تقریب ولادت یا ختنہ یا گھر بھوج یعنی تیاری مکان میں اکثر لوگ کھانا کرتے ہیں یہ اسراف

---

[1] صحیح مسلم کتاب العلم باب من سن سنۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۳۴۱، جامع الترمذی ابواب العلم باب ماجاء من دعا الی ھذا الخ امین کمپنی دہلی ۲ /۹۲، سنن ابن ماجہ باب من سن سنۃ الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۹

[2] القرآن الکریم ۶ /۱۶۵

[3] اسرار المرفوعۃ حدیث ۸۵۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت ص ۲۱۵

ہے یانہیں اور ان دعوتوں میں شریک ہونا چاہئے یانہیں جبکہ اس تقریب میں عورتیں مکان کے اندر ڈھولک سے گاتی بجاتی ہیں اگرچہ مجلس دعوت میں کچھ نہ ہو۔

الجواب:

مجلس دعوت میں ہو یا دوسرے مکان میں سب کے احکام مفصل اوپر گزرے، اور جبکہ منکرات شرعیہ نہ ہوں اور کھانا نیت محمودہ سے ہو تو اسراف نہیں۔ اور ریاء وتفاخر کے لئے ہو تو حرام۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۶۷: از موضع کسگنجہ ڈاکخانہ گھونگچائی تحصیل پورنپور ضلع پیلی بھیت مرسلہ امانت اللہ محرر ۲۱/ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

زید نے ہندوؤں کی کسی تقریب میں کھانا کھایا اس میں گوشت مردار جھٹکے کا جس کو ہندو گردن مویشی کی مار کر کاٹتے ہیں زید کے کھانے کے واسطے نہیں دیا، زید نے گوشت مانگا تو ہندوؤں نے انکار کیا کہ مسلمان جھٹکا نہیں کھاتے ہیں زید نے کہا ہمیں کھانے کو دو ہم جھٹکا کھاتیں ہیں ہندوؤں نے زید کو بھی کھانے کے لئے دیا زید نے کھایا، جب اہل اسلام کو معلوم ہوا تو اسے ترک کرکے کھانا کھلانے اور کھانے سے علیحدہ کردیا، جب زید تائب ہوا تو اہل اسلام نے اس کا قصور معاف کرکے زید کو از سر نو ایمان کی تلقین کی اور میلاد شریف پڑھوا کر اسے شریک کرلیا جس کو عرصہ پانچ برس کا ہوا، اب زید مذکور نے ہمراہی بکر کے ایک چیتل مردار شیر کی ماری ہوئی کاٹ کر گاؤں میں فروخت کی، ایک سپاہی نے خریدنا چاہا تو بوجہ خوف کے سپاہی کو گوشت دینے سے انکار کیا اور کہا کہ یہ تمھارے کھانے کا نہیں ہے مردار ہے۔ اس چپراسی نے زید کو زدوکوب کیا، اب شرع شریف کا زید کے واسطے کیا حکم ہے؟ **بینوا توجروا**

الجواب:

زید بقید مسخرہ شیطان ہے، اس کے دین ایمان کا کچھ ٹھیک نہیں، مسلمانوں کو اس سے پرہیز لازم ہے۔ اس سے سلام کلام میل جول سب ترک کردیں اس کے ہاتھ کا پانی تک کوئی نہ پئے کیا اعتبار ہے کہ وہ ناپاک پانی مسلمان کو پلائے، **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۶۸: ۲۲/ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

میلاد شریف جس کے یہاں پڑھنے والے کی دعوت کرے تو پڑھنے والے کو چاہئے یانہیں؟ اور اگر کھایا تو پڑھنے والے کو کچھ ثواب ملے گا یانہیں؟ **بینوا توجروا**

الجواب:

پڑھنے کے عوض کھانا کھلاتا ہے تو یہ کھانا نہ کھلانا چاہئے نہ کھانا چاہئے، اور اگر کھائے گا تو یہی کھانا اس کا ثواب ہوگیا اور ثواب کیا چاہتا ہے بلکہ جاہل میں جو یہ دستور ہے کہ پڑھنے والوں کو عام حصوں سے دونا دیتے ہیں اور بعض احمق پڑھنے والے اگر ان کو اوروں سے دونا نہ دیا جائے تو اس پر جھگڑتے ہیں۔ یہ زیادہ لینا دینا بھی منع ہے اور یہی اس کا ثواب ہوگیا۔

قال اللہ تعالٰی "لَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا "[1] واللہ تعالٰی اعلم۔	اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: (لوگو!) میری آیتوں کے بدلے تھوڑے دام نہ لو۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ (ت)

مسئلہ ۲۶۹: ۲۲ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

ایک شخص کے یہاں کچھ مویشی ہے اور کنبے کا کھانا ہے اس نے میلاد شریف پڑھنے والوں کو بھی کہا ہے کہ تمھاری دعوت ہے تو کھانا چاہئے یا نہیں؟

الجواب:

جب کسی کے یہاں شادی میں عام دوت ہے جیسے سب کو کھلایا جائے گا پڑھنے والوں کو بھی کھلایا جائے گا اس میں کوئی زیادت و تخصیص نہ ہوگی تو یہ کھانا پڑھنے کا معاوضہ نہیں۔ کھانا بھی جائز اور کھلانا بھی جائز۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۷۰: از باگ ضلع امجھرہ ریاست گوالیاء مکان منشی اوصاف علی صاحب مرسلہ شیخ اشرف علی صاحب سب انسپکٹر ۱۲ جمادی الاولٰی ۱۳۳۶ھ

زید کو کوئی خبر خوشی کی آئے اور زید اس کے شکریہ میں کھانا یا مٹھائی تقسیم کی تو کیا اس میں اغنیاء و فقراء دونوں شامل ہوسکتے ہیں یا صرف اغنیاء؟

الجواب:

فقیر اور اغنیاء دونوں شامل ہوسکتے ہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۷۱ و ۲۷۲: از پودل سوپول ڈاکخانہ ہیرول ضلع (دربھنگہ بلگرام مرسلہ عبدالحکیم صاحب ۲۱ جمادی الاولٰی ۱۳۳۶ھ

(۱) ہندو کے یہاں کا پکا ہوا، شیرینی یا کوئی چیز مسلمان کو کھانا درست ہے یا نہیں؟ اور میلاد شریف وغیرہ میں ہندو کے یہں کا پکا ہوا یا بنا ہوا تقسیم کرنا چاہئے یا نہیں؟

---
[1] القرآن الکریم ۲/ ۴۱

(۲) میلاد شریف میں قوالی کی طرح پڑھنا کیسا ہے؟ **بینوا توجروا**

الجواب:

(۱) ہندو کے یہاں کا گوشت اور اس کی جس شے کی نسبت معلوم ہو کہ اس میں کوئی چیز حرام یا نجس ملی ہے وہ ضرور حرام ہے اور جس شے کا حال معلوم نہیں وہ جائز ہے مجلس شریف میں بھی اسے خرچ کرسکتے ہیں اور بہتر بچنا۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

(۲) قوالی کی طرح پڑھنے سے اگر یہ مراد کہ ڈھول ستار کے ساتھ جب تو حرام اور سخت حرام ہے۔ اور اگر صرف خوش الحانی مراد ہے تو کوئی امر مورث فتنہ نہ ہو تو جائز بلکہ محمود ہے اور اگر بے مزامیر گانے کے طور پر راگنی کی رعایت سے ہو تو ناپسند ہے کہ یہ امر ذکر شریف کے مناسب نہیں۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۷۳: از مدرسہ منظر الاسلام مرسلہ عبدالقوی صاحب بنگالی متعلّم مدرسہ مذکور ۱ رجب المرجب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ صدف کو بجائے چامیس یعنی چمچے کے استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:

جائز ہے۔ سیپ کا کھانا حرام ہے سیپ کے چمچے سے کھانے میں کچھ حرج نہیں۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۷۴: از اروہ نگلہ ڈاکخانہ اچھنیرا ضلع آگرہ مرسلہ صادق علی خاں صاحب ۲۵ شوال ۱۳۳۶ھ

ایک شخص کہتا ہے کہ عیسائیوں کے ساتھ کھانا پینا، اپنے برتنوں میں کھلانا، ان کے برتنوں میں کھانا اور ان کا حقہ پینا اور ان کو اپنا پلانا جائز ہے۔ دلیل جواز میں یہ آیت پیش کرتا ہے:

"اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ وَ طَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۪ وَ طَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۫" [1]	(لوگو!) تمھارے لئے ستھری اشیاء حلال کردی گئی اور ان لوگوں کا کھانا جنھیں کتاب دی گئی تمھارے لئے حلال ہے اور تمھارا کھانا انکے لئے حلال ہے۔ (ت)

الجواب:

امور مذکور ممنوع ہیں۔ اس میں ان کے ساتھ مجالست ہے اور اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"وَ اِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۸﴾" [2]	اگر تجھے شیطان بھلادے تو یاد آنے پر پاس نہ بیٹھ بے انصافوں کے۔

[1] القرآن الکریم ۵/۵

[2] القرآن الکریم ۶/ ۶۸

علماء فرماتے ہیں۔اس میں قباحت تک ہر کافر وبدمذہب داخل ہے **والقعود مع کلھم ممتنع** (ہر کافر کے ساتھ بیٹھنا ممنوع ہے۔ت) یہ ان کی طرف میل کا موجب ہے۔اور اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ "[1]	بے انصافوں کی طرف میل نہ کرو کہ تمھیں جہنم کی آگ چھوئے گی۔

بدمذہب کے لئے حدیث میں ارشاد ہے:

لاتؤاکلوھم ولاتشاربوھم [2]	نہ ان کے ساتھ کھانا کھاؤ نہ پیو۔

نہ کہ جو مسلمان ہی نہیں اس میں مسلمانوں کو اپنے سے نفرت دلانا ہے۔اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

بشرواولاتنفروا[3]	بشارت دو اور نفرت نہ دلاؤ۔

آیہ کریمہ میں طعام سے مراد ذبیحہ ہے گیہوں،چاول،دودھ،دہی تو مشرک کے یہاں کا بھی حلال ہے جبکہ نجس نہ ہو،اہل کتاب کی کیا تخصیص،ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم تفاسیر اور بیہقی سنن میں حضرت عبداللہ بن عباس اور عبداللہ ابن حمید حضرت مجاہد اور عبدالرزاق مصنف میں حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالٰی عنہم سے راوی فرماتے ہیں:

طعام الذین اتو الکتب ذبائحھم [4]	طعام اہل کتاب سے ان کے ذبیحہ حرام مراد ہیں۔

شرع مطہر میں ہر غیر مسلم کافر ہے یہودی ہو یا نصرانی یا مجوسی یا مشرک،جو اہل کتاب کو کافر نہ جانے خود کافر ہے۔اللہ تعالٰی عزوجل فرماتا ہے:

"اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ "[5]	بیشک وہ جو کافر ہیں کتابی اور مشرک،سب جہنم کی آگ میں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے۔

اور فرماتا ہے:

---

[1] القرآن الکریم ۱۱/ ۱۱۳

[2] کنز العمال حدیث ۳۲۴۶۸ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/ ۵۲۹

[3] صحیح البخاری کتاب العلم باب ماکان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یتخولھم قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۶

[4] الدر المنثور بحوالہ ابن المنذر وابن ابی حاتم والبیھقی فی السنن وعبد بن عن مجاھد وعبدالرزاق عن ابراہیم النخعی ۲/ ۲۶۱

[5] القرآن الکریم ۹۸/ ۶

"لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ" [1]	بیشک کافر ہیں وہ جو مسیح ابن مریم کو خدا کہتے ہیں۔

مسئلہ ۲۷۵: از موضع سران ڈاکخانہ بشندور تحصیل وضلع جہلم مرسلہ حافظ سجاد شاہ ۱۸/ شعبان المعظم ۱۳۳۷ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ طعام کو حاضر رکھ کر کھانا سے پہلے دعا کا کیا حکم ہے؟ **بینوا توجروا**

الجواب:

جائز ہے بلکہ مطلق دعا مسنون ہے کہ حدیث میں ہے، جب کھانا لاکر رکھا جائے کہو:

بسم اللہ وباللہ بسم اللہ خیرالاسماء فی الارض وفی السماء لایضر مع اسمہ داء اجعل فیہ رحمۃ وشفاء [2]۔	اللہ تعالٰی کے بابرکت نام سے اور اس کی مقدس ذات سے۔ اللہ تعالٰی کے نام سے کہ زمین وآسمان میں جس کے سب سے اچھے نام ہیں، اس کے نام کے ساتھ کوئی بیماری تکلیف نہیں دیتی۔ اللہ تعالٰی اس میں شفاء اور رحمت فرمائے۔ (ت)

یہ دعا نہیں تو کیا ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۷۶ و ۲۷۷: از بھیرہ ضلع شاہ پور محلّہ پراچگان مسئولہ محمد رحیم پراچہ باب لی ۱۷/ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) شہد کا اتارنا جائز ہے یا ممنوع؟ **(۲)** اگر جائز ہے تو شرعاً کچھ بیت النحل میں چھوڑنا لابدی ہے یا نہ؟

الجواب:

(۱) و **(۲)** شہد کا اتارنا بلا شبہ جائز ہے:

قال اللہ تعالٰی "يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ" [3]۔	اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: شہد کی مکھیوں کے پیٹوں سے ایک مشروب (پینے کی چیز) نکلتا ہے کہ جس کے رنگ الگ الگ (اور جدا) ہیں اس میں لوگوں کے لئے شفا (تندرستی) ہے۔ (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۵/ ۷۲

[2] کنز العمال حدیث ۴۰۷۹۹ مؤسستہ الرسالہ بیروت ۱۵/ ۲۴۹

[3] القرآن الکریم ۱۶/ ۶۹

اور بیت النحل میں اس کا کچھ حصہ چھوڑنا ضروری نہیں کہ وہ ان کی غذا نہیں ان کی غذا پھل پھول ہیں۔

قال تعالٰی "ثُمَّ كُلِىۡ مِنۡ كُلِّ الثَّمَرٰتِ"[1]۔	اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: پھر تو ہر قسم کے پھلوں سے کھالیجئے۔ (ت)

شہد تمام وکمال ہمارے لئے ہے:

قال تعالٰی "خَلَقَ لَكُمۡ مَّا فِى الۡاَرۡضِ جَمِيۡعًا"[2]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: (لوگو!) اللہ تعالٰی نے تمھارے لئے پیدا فرمایا وہ سب کچھ جو زمین میں موجود ہے۔ (ت)

واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۷۸: از بریلی مدرسہ منظر الاسلام مسئولہ مولوی عبید اللہ صاحب بنگالی ۱۴/ صفر ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی کافر ایک برتن میں کھانا کھائے اور برتن میں کچھ کھانا باقی رہے تو باقی کھانا مسلمان کھا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:

اللہ تعالٰی کی بے شمار رحمتیں حضرت شیخ سعدی قدس سرہ پر کہ فرماتے ہیں:

نیم خوردہ سگ ہم سگ راشاید

(کتے کا جھوٹا کتے ہی کے لائق ہے یعنی وہی کھائے۔ ت)

نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: **بشروا ولاتنفروا**[3] (خوشخبری سناؤ اور نفرت نہ دلاؤ۔ (ت) **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۷۹: از جبلپور بازار لارڈ گنج مرسلہ احمد علی محمد کچھی ۱۴/ جمادی الآخر ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عالم صاحب اپنی ایک گجراتی تصنیف میں تحریر فرماتے ہیں کہ کچا انڈا حرام ہے اور پکا ہوا جائز ہے۔ تو ظاہر فرمائیے کہ اس میں شریعت مطہر کا کیا حکم ہے؟ **بینوا توجروا**

الجواب:

حلال جانور کا کچا پکا انڈہ سب حلال ہے۔ ہاں وہ کہ خون ہو جائے نجس وحرام ہے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

---

[1] القرآن الکریم ۱۶/ ۶۹

[2] القرآن الکریم ۲/ ۲۹

[3] سنن ابی داؤد باب کراھیۃ المراء آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۰۹

مسئلہ ۲۸۰تا۲۸۲: از ڈاکخانہ شیر پور ضلع پیلی بھیت مرسلہ شبیر الحسن صاحب ۱۲/ رمضان ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسائل میں:

(۱) اہل ہنود کی اشیاء خوردنی کا استعمال ایک مسلمان کے لئے کہاں تک جائز ہے؟

(۲) یونہی اہل ہنود کے ہمراہ کھانا کھانا۔

(۳) کیا اوپر کے مسائل کے جواب ہر غیر مسلم پر عائد ہوسکتے ہیں اگر نہ تو غیر مسلم کے بارے میں اوپر کے ہر دو مسائل کا کیا جواب ہوگا؟

الجواب:

(۱) اشیائے خوردنی جو شریعت نے حلال فرمائی ہیں حلال ہیں ہنود کی کوئی تخصیص نہیں کہ وہ چیزیں خاص ہندوؤں کے کھانے کی ہیں ہاں ہندو کے یہاں کا کھانا اگر گوشت ہے حرام ہے اور اس کے سوا اور چیزیں مباح ہیں، جب تک ان کی حرمت یا نجاست تحقیق نہ ہو، اور بچنا اولٰی۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

(۲) ہندو کے ساتھ کھانا کھانے کا سوال بے معنی ہے۔ ہندو کب اسی کے ساتھ کھائے گا۔ اور ایسا ہو تو اسے نہ چاہئے۔ حدیث میں ہے:

لاتواکلوھم ولاتشاربواھم[1] **۔ واللہ تعالٰی اعلم۔**	نہ ان کے ساتھ کھانا کھاؤ نہ ان کے ساتھ پانی پیو۔

(۳) غیر مسلم چار قسم ہیں: کتابی، مجوسی، مشرک، مرتد، کتابی اگر کتابی ہو ملحد نہ ہو تو اس کا ذبیحہ اور اس کے یہاں کا گوشت بھی حلال ہے اور باقیوں کے یہاں کا گوشت حرام۔ اور مرتد ان میں سب سے خبیث تر ہے اس کے پاس نشست برخاست مطلقًا ناجائز ہے۔ اور ساتھ کھانا ہر کافر کے ساتھ برا ہے۔ پھر اگر اس میں بدمذہبی کی تہمت ہو جیسے نصرانی کے ساتھ کھانا مسلمانوں کے لئے زیادہ باعث نفرت ہو تو اس کا حکم اور سخت تر ہوگا ورنہ اس اصل حکم میں کہ ان کے ساتھ کھانا کھاؤ پانی نہ پیو سب برابر ہیں۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۸۳: از آلہ باد مدرسہ سبحانیہ مولوی ابراہیم صاحب ۱۷/ رمضان ۱۳۳۸ھ

زید نے اپنی لڑکی کی شادی کی اور اس کا مہر لے کر لوگوں کو کھانا کھلایا کھانے تیار ہوجانے پر لڑکی سے اجازت لی یہ کھانا کھانا کیسا ہے۔ عمرو کہتا ہے کہ یہ جائز نہیں کیونکہ بعد تیار ہونے کی اجازت لی ہے تو اس وقت

---

[1] کنز العمال حدیث ۳۲۵۲۹ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/ ۵۴۰

لڑکی نے مجبوراً اجازت دے دی پہلے اس سے اجازت نہ لی۔

الجواب:

شرع مطہر ظاہر کو دیکھتی ہے جب اس نے اجازت دی اجازت ہوگئی، فتاوٰی خیریہ میں ہے:

الاجازۃ الاحقۃ کالوکالۃ السابقۃ [1]۔	پچھلی اجازت سابقہ وکالت کی طرح ہے۔(ت)

اور یہ احتمال کہ مجبوری سے اجازت دی پہلے سے اجازت لینے میں بھی قائم تھا بلا داوہام کا اعتبار نہیں، اس کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۸۴: از چتور گڑھ میواڑ محلّہ چھیپیاں بر مکان قاضی اسمٰعیل محمد صاحب مسئولہ جمیع مسلمان کنگرار ۱۵ محرم ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہیجڑہ اگر دعوت کرے اس کا کھانا کیسا ہے؟

الجواب:

ہیجڑے کے یہاں دعوت کھانے کو نہ جایا جائے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۸۵ و ۲۸۶: از محلّہ میاں ہٹے ضلع سارن ڈاک خانہ مانجن مسئولہ عبدالعزیز میاں مدرس مدرسہ ۱۴/ رمضان المبارک ۱۳۳۹ھ

(۱) کھڑے ہو کر پانی پینا کیوں منع ہے؟ اس کا ثبوت مع حدیث۔

(۲) روٹی چار ٹکڑے کرکے کیوں کھاتے ہیں اور ایک ہاتھ سے روٹی پکڑ کر دوسرے ہاتھ سے توڑ کر کیوں کھاتے ہیں۔ اس کا ثبوت مع حدیث دیجئے، اور یہ بھی ارشاد فرمائیں کہ کس مذہب میں امام اعظم کے نزدیک یا کس امام کے نزدیک جائز ہے؟ **بینوا توجروا**

الجواب:

(۱) سوائے زمزم شریف وبقیہ وضو کھڑے ہو کر پانی پینا مکروہ ہے۔ اس کی حدیثیں وفقہی بحث کتب علماء میں موجود ہے۔

(۲) روٹی کے چار ٹکڑے کرنا کوئی ضروری بات نہیں، بائیں ہاتھ میں لے کر دہنے ہاتھ سے نوالہ توڑنا دفع تکبر کے لئے ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

---

[1] فتاوٰی خیریہ کتاب النکاح باب اولیاء والاکفاء دارالمعرفۃ بیروت ۱/ ۲۵

مسئلہ ۲۸۷: از رچھا روڈ ضلع بریلی مسئولہ حکیم حمد احسن ۹ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسلمان دھوبی کے گھر کھانا جائز ہے یا نہیں؟ **بینوا توجروا**

الجواب:

جائز ہے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۸۸: از داناپور کیمپ محلّہ شاہ ٹوپی مکان جناب حکیم محمد کفیل صاحب مسئولہ حافظ محمد جعفر ۲ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ دستر خوان پر صحابہ کرام یا اور کوئی مہمان طعام تناول فرماتے تھے توآپ کو جو کچھ اشیائے خوردنی دستر خوان پر موجود تھیں تھوڑی تھوڑی سب چیز لوگوں کو تقسیم کرتے تھے۔ یا خود تناول فرماتے تھے مع حوالہ حدیث مطلع فرمائے۔ اس ہندوستان میں لوگوں نے دستر خوان میں فرسٹ سکینڈ بنا رکھا ہے۔ جیسے انگریزی کلاس ہیں۔ **بینوا توجروا**

الجواب:

حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دستر خوان پر قسم قسم کے متعدد کھانے نہ ہوتے تھے کہ تھوڑا تھوڑا سب میں تقسیم ہوتا **ما اجتمع لونان فی فی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم** (حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دہن اقدس میں کبھی دو رنگ کے کھانے جمع نہیں ہوئے۔ت) دستر خوان میں فرسٹ سکینڈ سے کیا مقصود ہے۔ ظاہرا یہ کہ کوئی سنت نصارٰی کا اتباع ہوگا حاضرین میں تفریق بدعت ہے اور ایک فریق کی تذلیل ودل شکنی، **واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۸۹ و ۲۹۰: از بنارس کچی باغ مسئولہ مولوی محمد ابراہیم صاحب ۱۸ ذی القعدہ ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں عالم اہلسنت ناصر ملت علامہ زماں محقق دوراں راس العلماء رئیس الفضلا حضرت مولانا الشیخ الحاج احمد رضا خاں صاحب مجدد المائۃ الحاضرہ ادامہ اللہ تعالٰی بفیوضہ الباطنۃ الظاھرۃ (سنت اور اہل سنت کے عالم دین کے مددگار، زمانے میں سب سے زیادہ جاننے والے، دور حاضر میں مسائل کی تحقیق کرنے والے، علماء کے سرتاج فاضلوں کے امام حضرت مولانا شیخ حاجی احمد رضا خاں صاحب موجودہ صدی کے مجدد، اللہ تعالٰی ظاہر اور باطنی فیض کے ساتھ انھیں ہمیشہ رکھے۔ت)

(ا) دعوت ولیمہ اور طعام کے متعلق ظاہر الروایۃ کا صرف یہ حکم ہے:

رجل دعی الی ولیمۃ او طعام جدھناك لعبا اوغناء فلا باس بان یقعد ویاکل کما فی الجامع الصغیر[1]۔	کسی شخص کو دعوت ولیمہ یا ویسے کھانے کی طرف مدعو کیا گیا پھر اس نے وہاں کھیل کود اور گانا بجانا پایا تو کوئی حرج نہیں کہ وہ وہاں بیٹھ جائے اور کھانا کھائے جیسے کہ جامع صغیر میں موجود ہے۔(ت)

لیکن شرح وفتاوٰی میں اس کے متعلق بہت سے قیدیں ہیں۔ چنانچہ عبارت ہدایہ یہ ہے کہ:

ولو کان ذٰلك علی المائدۃ لاینبغی ان یقعد ان لم یکن مقتدٰی لقولہٖ تعالٰی فلا تقعد الایۃ وھذا کلہ بعد الحضور ولم علم قبول الحضور ولایحضر الخ ملخصًا[2] وھکذا فی الدر والکنز والھدایۃ وقاضی خاں وغیرھا۔	اگر یہ بدعات کھانے کے دستر خوان کے پاس موجود ہوں تو پھر مناسب نہیں کہ یہ بیٹھے اگرچہ یہ پیشوانہ ہو،اللہ تعالٰی کے اس ارشاد کی وجہ سے کہ "یاد آنے کے بعد ظالموں کے پاس نہ بیٹھو" (الآیۃ) اور یہ سب کچھ حاضر ہونے کے بعد ہے۔اگر جانے سے پہلے ہی بدعات کا پایا جانا معلوم ہو تو پھر وہاں نہ جائے الخ ملخصًا۔اور ایسے ہی در، کنز، ہدایہ اور قاضی خاں وغیرہ میں ہے۔(ت)

ظاہر الروایت میں ھنالک عام ہے منزل اور مائدہ دونوں کو شامل، مگر شروح فتاوٰی میں تفریق کرکے جداگانہ حکم لکھا ہے۔اسی طرح رجل عام ہے عالم وجاہل سب کو شامل ہے۔ مگر فتاوٰی تفصیل کرکے دونوں کا حکم علیحدہ لکھا علی ھذا علم قبل الحضور اور بعد الحضور سے احکام مختلف ہو جاتے ہیں اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ ظاہر روایت میں شارحین کی یہ تقیدیدات معتبر ہوں گی یا نہیں اگر معتبر ہیں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شارحین علیہم الرحمۃ کی تقیید کے موافق جب یہ مسئلہ ہے کہ اگر عامی دعوت میں جائے اور وہاں لعب وغنا پائے اگر مائدہ کے پاس ہو تو چلا آئے اور اگر منزل میں ہو تو کھالے حلانکہ حرمت استماع ملاہی دونوں صورتوں پائی جاتی ہے پھر تشقیق کا حاصل کیا ہے اسی طرح علم قبل الحضور کی صورت میں عام وخاص سب کے لئے ممانعت ہے کہ نہ جائے،اس صورت میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا شرکت کی ممانعت عام ہے کہ نہ جائے،اس صورت میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا شرکت کی ممانعت اسی وقت ہے جبکہ کھانے کے وقت لعب وغنا کا وجود ہو اور اگر کھانے کا وقت

---

[1] الجامع الصغیر کتاب الکراھیۃ مسائل من کتاب الکراھیۃ الخ مطبع یوسفی لکھنؤ ص ۱۵۲

[2] الھدایہ کتاب الکراھیۃ فصل الاکل والشرب مطبع یوسفی لکھنؤ ۴/ ۴۵۳

گزار کر دوسرے وقت لعب وغنا کا وجود ہو مگر کھانے کے وقت نہ ہو تو جائز ہے اگر یہ صحیح ہے تو سوال یہ ہے کہ نفس ارتکاب مناہی وملاہی میں دونوں برابر ہیں وجہ تفریق کیا ہے بعض لوگ دوپہر کو کھانا کرتے ہیں اور شام کو برات میں تمامی خرافات باجے وغیرہ رکھتے ہیں تو کیا اس کے یہاں علم قبل الحضور کی صورت میں جائز ہوگا؟

(۲) زید کہتا ہے کہ فی زمانناجو دعوتیں دی جاتی ہیں ان میں عموماً فخر وتطاول وانشاء الحمد کا خیال ہوتا ہے اور فقہاء اس قسم کی دعوتوں کو منع فرماتے ہیں لہٰذا وہ کسی دعوت میں نہیں جاتا اس کا یہ فعل کیسا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ آج کل حبوب طعام کی بہت بے قدری ہوتی ہے **بینوا توجروا** (بیان فرماؤ اور اجر وثواب پاؤ۔ت)

الجواب:

(۱) تقیید مطلق وتخصیص عمومات وتفصیل مجمل وتوضیع مبہامات منصب شراح ہے اسی غرض کے لئے وضع شروح ہے وہ اس سے مبائن نہ سمجھے جائیں گے بلکہ **مبین کما فی ردالمحتار وغیرہ من معتمدات الاسفار** (جیسا کہ ردالمحتار (فتاوٰی شامی) وغیرہ قابل اعتماد بڑی کتابوں میں مذکور ہے۔ت) استماع یعنی قصد سننا یہ تو اس کا فعل ہے اور اس میں منزل بھی شرط نہیں کہیں ہو اور کتنی ہی دور ہو جہاں سے آواز آئے، یہاں نظر علماء اس عاصی بالقصد کی طرف نہیں بلکہ متقی کی جانب جو اتباع شرع چاہتا ہے اس کے لئے مائدہ ومنزل کا فرق ظاہر ہے مائدہ پر ہو تو فساق کے ساتھ بیٹھنا ہوگا اور آیہ کریمہ

"**فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝۶۸**"[1] (یاد آنے کے بعد ظالموں کے پاس مت بیٹھو۔ت) کا خلاف، بخلاف منزل۔ جب یہ شرکت دعوت کے لئے جاتا ہے اور دعوت کے وقت ملاہی نہیں تو یہ شریک اثم نہ ہو بعد کو وہ جو کچھ کریں ان کا فعل ہے **فافترقا** (پس دونوں فرق ظاہر ہوگیا۔ت) اور یہ حکم شراح ہنوز محل وطالب تفصیل ہے جسے فقیر نے اپنے فتاوٰی میں بیان کیا اس کا خلاصہ یہ کہ اس کا ان پر ایسا رعب ہے کہ اس کے سامنے نہ کرسکیں گے تو ضرور جائے کہ اس کا جانا نہی عن المنکر ہے۔ اور اگر انھیں اس سے ایسا علاقہ محبت ہے کہ اس کا شریک نہ ہونا کسی طرح گوارہ نہ کریں گے تو ضرور شرکت سے انکار کرے جب تک وہ ترک ملاہی کا عہد وپیمان نہ دیں، اور اگر یہ دونوں صورتیں نہیں تو تفصیل وہ ہے کہ شراح نے ذکر فرمائی۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

(۲) قبول دعوت سنت ہے فقہاء کرام کا حکم غیر معین پر ہے اور نہ ہر گز ان کے یہاں تعمیم، نہ اصلا اس پر دلیل قویم۔ وہ تو یہ فرماتے ہیں کہ جہاں ایسا ہو وہاں نہ جانا چاہئے۔ غیر معین پر حکم کسی معیّن

---

[1] القرآن الکریم ۶/ ۶۸

مسلمان کے لئے سمجھ لینا بدگمانی ہے جب تک اس کے قرائن واضحہ نہ ہو اور بدگمانی حرام۔

قال اللہ تعالٰی "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ٘ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ"[1] وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایاکم الظن فان الظن اکذب[2] الحدیث۔	اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: اے ایمان والو! ابہت سے گمانوں سے بچتے رہو کیونکہ بعض گمان گناہ ہیں۔اور حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگو! بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔ الحدیث۔(ت)

بحال قصد تفاخر اگر یہ جاتا تو ایک نامناسب ہی بات ہوتی۔بنایہ امام عینی میں ہے:

اجابۃ الدعوۃ سنۃ ولیمۃ اوغیرہا واما دعوۃ یقصد بہا التطاول اوابتغاء المحمدۃ اوما اشبہہ فلیس ینبغی اجابتہا لاسیما اھل العلم فقد قیل ماضع احدیدہ فی قصعۃ غیرہ الاذل لہ[3]۔ملخصًا۔	دعوت قبول کرنا سنت ہے خواہ دعوت ولیمہ ہو یا کوئی اور، لیکن جس دعوت میں تفاخر اور مدح سرائی یا اس قسم کی باتیں ہوں تو پھر ایسی دعوت قبول کرنا مناسب نہیں خصوصا علم و فضل رکھنے والوں کے لئے، کیونکہ یہ کہا گیا ہے کہ کسی نے ہاتھ دوسرے کے پیالے میں رکھا تو یہ اس کے لئے ذلت اختیار کرے گا۔ملخصًا۔(ت)

اور اب کہ ایک مسلمان پر بلادلیل یہ گمان کیا کہ اس کی نیت ریا و تفاخر و ناموری ہے تو یہ حرام قطعی ہوا، حبوب طعام کی اگر بے ادبی ہوتی ہے تو جائے اور اس سے منع کرے اگر نہ مانے تو وبال ان پر ہے۔امام ابوالقاسم صفار رحمۃ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں میں آج کل دعوت میں جانے کی کوئی نیت نہیں پاتا ہوں سوا اس کے کہ نمک دانی روٹی پر سے اٹھاؤں۔ہندیہ میں ہے:

لایجوز وضع القصاص علی الخبز و السکرجۃ کذا فی القنیۃ قال الامام الصفار لااجد فی نیۃ الذہاب الی الضیافۃ سوی ان	روٹی اور چپاتی پر پیالوں کا رکھنا درست نہیں۔اسی طرح قنیہ میں مذکور ہے۔امام صفار نے فرمایا میرا دعوت میں جانے کا سوائے اس کے کوئی مقصد

---

[1] القرآن الکریم ۴۹/ ۱۲

[2] صحیح بخاری کتاب الوصایا باب قول اللہ عزوجل من بعد وصیۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۸۴

[3] البنایہ فی شرح الھدایہ کتاب الکراھیۃ فصل فی الاکل والشرب المکتبۃ الامدادیہ مکۃ المکرمہ ۴/ ۲۰۴

ارفع المملحة عن الخبز کذا فی الخلاصۃ[1]	نہیں کہ میں نمک دانی روٹی پر سے اٹھالوں ایسے ہی خلاصہ میں ہے۔(ت)

جب یہ نہی عن المنکر کی نیت سے جائے گا ثواب پائے گا۔**واللہ تعالٰی اعلم۔**

مسئلہ ۲۹۱: از ڈاکخانہ گریفہ مقام چٹکل گوری پور ضلع ۲۴ پر گنہ مسئولہ تبارک حسین ۱۹ ذی القعدہ ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ سود خوار، بے نمازی، شرابی، ہیجڑا، مخنث اور جس کی بی بی سر بازار باہر نکلتی ہوں ان کے ساتھ کھانا کیسا ہے ایک شخص دوسرے کی بی بی کو زبردستی لے آیا ہے تین برس بعد نکاح کیا پہلے شوہر نے اب تک طلاق نہ دی یہ نکاح اور اس کے ساتھ کھانا کیسا ہے؟ **بینوا توجروا**

الجواب:

سود خوار، بے نمازی، شرابی، مخنث کسی کے ساتھ کھانا نہ چاہئے خصوصاً شرابی کہ اس کے ہاتھ اور منہ پاک ہونے کا کچھ اعتبار نہیں جس کی بی بی سر عام بے پردہ پھرتی ہوا گر ستر کامل نہیں کرتی مثلاً سر کے بالوں یا گردن یا پیٹ یا بازوں یا کلائی یا پنڈلی کا کوئی حصہ کھلا ہوا یا باریک کپڑے سے چمکتا ہو اور وہ اس پر مطلع ہے اور منع نہیں کرتا تو دیوث ہے اس کے ساتھ بھی کھانا نہ چاہئے، جو پرائی عورت کو بھگا لایا ہے اور شوہر زندہ ہے اور طلاق نہ دی اور نکاح کرلیا وہ اس نکاح کے بعد بھی زانی ہے۔ اور یہ نکاح باطل محض ہوا ایسے شخص سے میل جول اصلا نہ کیا جائے۔ **واللہ تعالٰی اعلم۔**

نوٹ

جلد ۲۱ شرب وطعام کے عنوان پر ختم ہو گئی

جلد ۲۲ ان شاء اللہ ظروف کے عنوان سے شروع ہو گی۔

---

[1] فتاوٰی ہندیۃ کتاب الکراھیۃ الباب الحادی عشرۃ فی الکراھیۃ فی الاکل نورانی کتب خانہ پشاور ۵ /۳۴۱